صوبائی اسمبلی پنجاب
مباحثات

6 جون 1977ء

(18 جمادی الثانی 1397ھ)

جلد 2 - شمارہ 1

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی

پنجاب

مندرجات

(سوموار - 6 جون 1977ء)

	صفحہ
تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ	1
چیئرمینوں کا پینل	2
نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	2
تحاریک التوائے کار —	
وفاق اور سن کے فوٹو گرافروں پر پولیس کا تشدد . .	16
پولیس کے تشدد کے خلاف صحافیوں کی دو گھنٹے کی احتجاجی ہڑتال	17
میانوالی کے اتحاد تحریک کے چار رہنماؤں کا بھوک ہڑتال کرنے پر جیل بھیجنا اور ان پر تشدد کرنا . . .	19

قیمت 1 روپیہ

صوبائی اسمبلی پنجاب

دوسری صوبائی اسمبلی پنجاب کا دوسرا اجلاس

سوموار ۔ 6 جون 1977ء

(دو شنبہ ۔ 18 جمادی الثانی 1397ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ساڑھے آٹھ بجے صبح منعقد ہوا ۔
مسٹر سپیکر چوہدری محمد انور بھنڈر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْ رَبًّا وَّهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ۭ وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ
نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۚ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ
مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ
خَلٰۗىِٕفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ
اٰتٰىكُمْ ۭ اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ ڮ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

پارہ ۸ سورۃ ۶ رکوع ۲۰ آیات ۱۶۴ و ۱۶۵

(اے پیغمبر) کہدو کہ میں اللہ کے سوا کوئی اور پروردگار تلاش کروں حالانکہ وہی تو ہر چیز کا مالک و مختار ہے اور جو کوئی برے کام کرتا ہے تو اس کا نقصان اس کو ہوگا اور کوئی شخص کسی دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھائے گا ۔ پھر تم سب کو اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہے تو جن باتوں میں تم اختلاف کیا کرتے تھے وہ تم کو بتائے گا ۔

اور وہی (اللہ) ہی تو ہے جس نے تم کو سرزمین دنیا پر اپنا نائب و خلیفہ بنایا اور تم میں سے بعض کے بعض پر درجے بلند کئے تاکہ جو کچھ اس نے تم کو عطا کیا ہے اس میں تمہاری آزمائش کرے بلاشبہ تمہارے پروردگار جلد سزا دینے والا اور بلاشبہ وہ بخشنے والا مہربان بھی ہے

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ

چیئر مینوں کا پینل

سیکرٹری اسمبلی - ایک اعلان ہے - قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے قاعدہ نمبر 14 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے اجلاس ہذا کے لئے مندرجہ ذیل اراکین پر مشتمل بہ حسب تقدیم صدر نشینوں کی جماعت تشکیل فرمائی ہے :-

1 - سردار منیر احمد -

2 حاجی محمد سیف اللہ خان -

3 - ملک مختار احمد اعوان -

4 - مسٹر سیمسن منوھا -

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

چوری - ڈکیتی اور قتل کی وارداتیں

*2 - ملک محمد اعظم - کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ -

(الف) یکم ستمبر 1975ء تا 30 اپریل 1977ء صوبہ میں چوری - ڈکیتی اور قتل کی کل کتنی وارداتیں ہوئیں -

(ب) مذکورہ مدت میں کتنے مقدمات میں مال مسروقہ برآمد کیا گیا - کتنے مقدمات میں مجرم گرفتار ہوئے اور کتنے مقدمات میں مجرموں کا سراغ نہیں ملا -

(ج) ایسے جرائم کی روک تھام کے لئے حکومت کونسے سخت اقدام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) - (الف) یکم ستمبر 1975ء تا 30 اپریل 1977ء صوبہ میں چوری - ڈکیتی اور قتل کی وارداتوں کی تفصیل حسب ذیل ہے :-

چوری	ڈکیتی	قتل	میزان
30256	33	3331	33629

(ب)	تعداد مختلف مقدمات جن میں ملزم گرفتار ہوئے یا مال مسروقہ برآمد کیا گیا ۔	تعداد مقدمات جن میں مجرموں کا سراغ نہ مل سکا ۔
1 ۔ چوری	21410	8855
2 ۔ ڈکیتی	23	10
3 ۔ قتل	3050	281
میزان	24483	9146

(ج) جرائم کی روک تھام کے لئے ٹھوس اقدامات کئے جاتے ہیں ۔ پولیس کے تمام ضلعی سربراہان کو ھدایات جاری کی جاتی ہیں کہ وہ مذکورہ بالا جرائم کے انسداد کے لئے تحفظ امن عامہ کی دفعات کے تحت پیش از وقت تادیبی کارروائی کریں اور گشت اور ناکہ بندی مؤثر طور پر کریں ۔ صوبہ میں مذکورہ بالا جرائم کی وارداتوں میں کچھ کمی واقع ہو رہی ہے اور صورت حال مجموعی طور پر قابو میں ہے ۔

ملک محمد اعظم ۔ کیا جناب سینئر منسٹر صاحب فرمائینگے کہ جیسا کہ ان کے علم میں ہے کہ ان جرائم کرنے والے افراد کی پشت پناہی کچھ با اثر لوگ کرتے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ پہلے اس سوال کا جواب آنا چاہئے ۔

ملک محمد اعظم ۔ جناب والا ۔ میں اسی میں سوال پوچھ رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ضمنی سوالات میں ایک سوال پوچھئے گا ۔

ملک محمد اعظم ۔ جناب والا ۔ میں اس میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایسے لوگ جو ان کی پشت پناہی کرتے ہیں ان کا سختی سے محاسبہ کرنے کے لئے کیا اقدامات کئے گئے ہیں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ جناب والا ۔ جن کیسوں میں کوئی اور صاحب ملوث ہوتے ہیں ان سے پوچھا جاتا ہے اور ان کے خلاف قانونی

کارروائی کی جاتی ہے اور اس سلسلے میں حکومت کسی شخص سے مرعوب نہیں ہوتی۔

خان امان اللہ خان شاہانی ۔ کیا وزیر موصوف فرمائینگے کہ حالیہ پاکستان دشمن تحریک میں ڈالی گئی ڈکیتی کی وارداتوں کی تعداد کتنی ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ وزیر موصوف اس سوال کا جواب دے سکتے ہیں ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں سوال نہیں سمجھ سکا ۔

خان امان اللہ خان شاہانی ۔ جناب والا ۔ میں اپنا سوال دھرا دیتا ہوں ۔ جناب والا ۔ کیا سینئر وزیر صاحب یہ بتلانا پسند فرمائیں گے کہ جرائم کی اس تعداد میں وہ ڈاکے بھی شامل ہیں جو حالیہ پاکستان دشمن اور عوام دشمن تحریک کے دوران ڈالے گئے ۔ اگر شامل ہیں تو ان کی تعداد کتنی ہے ؟

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ ویسے تو اس سوال کی مد تھی 30 ۔ اپریل 1977ء تک ہے ۔ تو اس لئے یہ کہا تو جاتا ہے کہ اس میں وہ شامل ہونگے لیکن چونکہ اس میں تفصیل الگ نہیں پوچھی گئی تھی ۔ اس لئے اس وقت وہ جواب میرے پاس نہیں ۔ اگر فاضل رکن الگ سوال کریں تو میں تفصیل آپکی خدمت میں حاضر کر دونگا ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں ایوان کی اطلاع کے لئے یہ عرض کردوں کہ جب ایک وزیر صاحب یا کوئی معزز ممبر خطاب کر رہے ہوں تو ان کے سامنے سے گزرنا منع ہے ۔

مسٹر احمد سعید اعوان ۔ کچھ کیس ایسے ہیں جن کا پانچ پانچ ، چھ چھ سالوں سے فیصلہ نہیں ہوا تو کیا وزیر موصوف ان کے متعلق کوشش کرینگے کہ ان کا جلد از جلد فیصلہ ہو جائے ۔ کیوں کہ ہمارے نوٹس میں ضلع میانوالی کے ایسے کیس آئے ہیں ؟

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ ایسے کیسوں کے لئے پچھلے پانچ سالوں میں ہماری حکومت نے وقتاً فوقتاً مجسٹریٹ صاحبان کی تعداد بڑھائی ہے ۔ سیشن جج صاحبان کی تعداد بڑھائی ہے ۔ ہائی کورٹ کے جج صاحبان کی تعداد بڑھائی ہے اور حال ہی میں کچھ اس قسم کی سیٹنگ ہوئی ہے جس کے نتیجہ میں ان تینوں کی تعداد یعنی مجسٹریٹ صاحبان ، سیشن جج صاحبان اور ہائی کورٹ کے جج صاحبان کی تعداد میں اضافہ کیا جائے گا ۔ اور اس کے علاوہ جو قانونی

اصلاحات جناب وزیر اعظم پاکستان قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو صاحب کی قیادت میں مرکزی حکومت نے نافذ کی ہیں ان میں اس قسم کے اقدامات تھے جن سے کیسوں کی سماعت جاری ہو سکے گی ۔ ان میں بہت سے اقدامات ایسے تھے جو چھوڑ دیئے گئے ۔ بہت سی چیزیں جو دھرائی جاتی تھیں ان کو ختم کر دیا گیا ۔ اور اسی طرح سے بہت سے اقدامات ہماری حکومت نے کئے ہیں جن سے مقدمات کو جلد نپٹایا جا سکے گا ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔ جناب والا ۔ 9146 مقدمات ایسے ہیں جن میں مجرموں کا سراغ نہ مل سکا ۔ تو کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ اس سلسلے میں محکمہ پولیس کے ذمہ دار افسران سے باز پرس کی جاتی ہے ؟

وزیر خزانہ ۔ جی ہاں ۔ اس کے لئے ہر کیس پر بار بار تفتیش کی جاتی ہے ۔ اور کئی بار ایسا ہوتا ہے کہ جیسا ایک بار سراغ نہ ملے پھر دوسری بار مل جاتا ہے اور ان تمام کیسوں میں جن کا میزان 9146 ہے اگر ہم دوبارہ پتہ کریں تو ان میں سے تعداد کم ہو جائے گی ۔ اور زیادہ کا سراغ مل چکا ہوگا ۔

رانا عمر دراز خان ۔ کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ جرائم کی جو کمی ہو رہی ہے وہ کس نسبت سے ہو رہی ہے ؟

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں نے اسی لئے چھپا ہوا جواب کچھ تبدیل کر کے پڑھا ہے اور فاضل رکن نے بھی اچھا نکتہ اٹھایا ہے ۔ میں نے جواب میں کہا تھا کہ کچھ کمی ہوئی ہے ، بہت کم کمی ہوئی ہے ۔ مثلاً فاضل رکن کو ایک چھوٹا سا آئیڈیا دینے کے لئے ایک نمونہ پیش کرتا ہوں کہ سال 1974ء میں چوری کی 22115 وارداتیں ہوئیں ۔ جب کہ 1975ء میں یہ وارداتیں 21276 ہوئیں ۔ اب 22115 اور 21276 میں فرق تو ہے ، لیکن کم ہی فرق ہے ۔ اس لئے میں نے بڑا محتاط لفظ اس کے لئے استعمال کیا تھا ۔ اس طرح ڈکیتی کی وارداتیں 1974ء میں 26 ہوئیں ۔ 1975ء میں بھی 26 ہوئیں لیکن 1976ء میں 22 وارداتیں ہوئیں ۔ اور 1977ء ابھی مکمل نہیں ہوا ۔ اسی طرح قتل کی وارداتیں جو 1974ء میں 2210 ہیں ۔ 1975ء میں 2155 ہیں اور 1976ء میں 2064 ہوئیں ۔ اس لئے جناب والا ۔ میں آپ کی خدمت میں

عرض کرتا ہوں اور فاضل رکن کی اطلاع کے لئے عرض کر دوں کہ کمی تو واقع ہو رہی ہے لیکن بہت زیادہ کمی نہیں ہے - بہر حال کچھ کمی ہے - ان سنگین جرائم کو روک لینا اور ان جرائم میں کچھ کمی کر دینا میں سمجھتا ہوں کہ کافی کامیابی ہے -

مہر ظفراللہ بھروانہ - کیا وزیر متعلقہ یہ بیان فرمائیں گے کہ قتل کی وارداتوں کی یہ تعداد جو دی گئی ہے اور اس کا یکم ستمبر 1975ء تا 30 - اپریل 1977ء کا پیریڈ دیا گیا ہے - اس تعداد میں 7 مارچ 1977ء سے لیکر آج تک اس تحریک میں جو لوگ شہید ہوئے ہیں - کیا ان کی تعداد وزیر موصوف کے علم میں ہے - اور اگر ہے تو جناب سپیکر میں یہ عرض کرونگا کہ اگر ان کی تعداد اس تعداد میں شامل ہے تو یہ نہایت بری بات ہے کہ ان کی تعداد لفظ "قتل" کے سامنے لکھی جائے - اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کی تعداد کے سامنے شہید کا لفظ لکھا جانا چاہئیے -

مسٹر سپیکر - آپ کے سوال کا پہلا حصہ جو ہے وہ بحث کے مترادف ہے - اگر پہلے حصے کے متعلق آپ جواب چاہیں تو وہ جواب دے سکتے ہیں -

مہر ظفراللہ بھروانہ - جناب والا - پہلے حصے کا ہی جواب دے دیں-

وزیر خزانہ - جناب والا - فاضل رکن کے ضمنی سوال کے پہلے حصے کا جواب میں عرض کرتا ہوں کہ چونکہ 30 - اپریل 1977ء تک کا ذکر ہے اس لئے عمومی طور پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس میں وہ بھی شامل ہونگے - لیکن اس بات کو الگ سوال کے طور پر نہیں پوچھا گیا تھا اس لئے میں وثوق سے یہ نہیں کہہ سکتا - چونکہ 30 - اپریل 1977ء تک پوچھا گیا ہے تو اس میں وہ شامل ہونگے - اور دوسرے حصے کی جناب نے اجازت نہیں دی -

مہر ظفراللہ بھروانہ - کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ چوری کی وارداتوں میں جو کمی واقع ہوئی ہے وہ اس وجہ سے تو نہیں ہوئی کہ پولیس کیس رجسٹر نہیں کرتی ؟

وزیر خزانہ - جناب والا - اس کے برعکس اب ہماری حکومت یعنی عوامی حکومت کے منصب سنبھالنے کے بعد رجسٹریشن میں کوئی دقت نہیں

ہوتی - وہ وقت آ گیا ہے - مجھے معلوم ہے کہ کبھی یہ وقت تھا کہ رجسٹریشن نہیں ہوتی تھی لیکن اب ایسا نہیں ہے - کبھی ہم اس پر بحث کریں گے - لیکن اس معزز ایوان میں کئی بار بحث ہو چکی ہے - میں فاضل رکن کی خدمت میں اور اس ایوان کی خدمت میں یہ پیش کرونگا کہ ہماری حکومت نے اگر کس طرح یہ ڈر اور رعب ختم کیا اور پولیس کو اس بات پر مجبور کیا ، آمادہ کیا اور ترغیب دی کہ وہ کیس رجسٹر کریں - اور کس قدر ایک دم کیسوں کی رجسٹریشن میں اضافہ ہوا - اس کے بعد پھر وہ تعداد ایک مناسب حد تک جا رہی ہے - میں کم از کم اس بات پر بڑے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ رجسٹریشن کے سلسلے میں اب صوبے میں کوئی شکایت نہیں ہے - اس کی وجہ یہ ہے کہ بار ہا اس ایوان میں متعدد وزراء اعلیٰ اس بات کی یقین دہانی کرا چکے ہیں اور جب کبھی کوئی کیس ہمارے نوٹس میں لایا گیا ہے ، کہ کوئی کیس رجسٹر نہیں ہوا تو ہم نے اس پر ایکشن لیا - اس کا ثبوت یہ ہے کہ پچھلے کئی سالوں سے اس ایوان میں کبھی اس قسم کی بات نہیں آئی - اور اس ایوان میں اس قسم کا سوال ہی نہیں اٹھایا گیا کہ پولیس کیس رجسٹر نہیں کرتی - مجھے یاد ہے سال 1972ء میں ایسا ہوتا تھا - لیکن اس ایوان میں اس قسم کا کوئی ایسا سوال نہیں اٹھایا گیا اور نہ کسی تحریک کے ذریعے اور نہ ہی کسی دورے کے دوران کسی وزیر کو شکایت کی گئی اور نہ ہی کسی رکن اسمبلی کو اس قسم کی شکایت تھی - اگر اس قسم کی کوئی شکایت ہے تو وہ میرے نوٹس میں لائیں یا وزیر اعلیٰ کے نوٹس میں لائیں کہ فلاں پولیس آفیسر نے ایسا نہیں کیا - تو ہم ضرور اس کے خلاف تادیبی کارروائی کریں گے کہ اس نے کیس رجسٹر کرنے میں کیوں اس قسم کی کوتاہی کی -

حکیم فقیر محمد چشتی - کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ جیسا کہ انہوں نے خود فرمایا ہے کہ ہم نے سیشن جج اور نئے مجسٹریٹس مقرر کئے ہیں - کیا وہ یہ بتا سکیں گے کہ اس سال کتنے سیشن جج اور کتنے نئے مجسٹریٹس مقرر کئے ہیں -

مسٹر سپیکر - اس کے لئے علیحدہ نوٹس دیں -

ملک الطاف علی کھوکھر - کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ اس وقت پولیس رپورٹ درج کرنے میں کوتاہی نہیں کرتی - میں پہ

دریافت کرونگا کہ جتنی درخواستیں ایس-پی صاحبان اور ڈی-ایس-پی صاحبان کو ملتی ہیں کہ فلاں جگہ چوری کی واردات ہوئی اور فلاں جگہ یہ ہوا ۔کیا وہ اس کے متعلق کارروائی کرتے ہیں ؟

وزیر خزانہ ۔ اگر کوئی شکایت ایس - پی صاحب کو کی جائے اور اس پر عمل نہ کیا جائے ۔ ایسے کیسز ہمارے نوٹس میں لائیں اس پر پوری توجہ دی جائے گی ۔

مہر ظفراللہ بھروانہ ۔ یہ جو تعداد ڈاکٹر صاحب نے بتائی ہے ۔کیا ان میں سیاسی رہنماؤں کی تعداد بھی شامل ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ براہ کرم آپ اپنا سوال دہرائیں ۔

مہر ظفراللہ بھروانہ ۔ جو تعداد ڈاکٹر صاحب نے دی ہے ۔ میں نے یہ دریافت کیا تھا کیا اس میں سیاسی رہنماؤں کی تعداد کو بھی شامل کیا گیا ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ میرے خیال میں 30 اپریل تک کے کیسز اس میں شامل ہوں گے ۔

وزیر خزانہ ۔ شامل ہونگے ۔ میں اس سلسلے میں وثوق سے نہیں کہہ سکتا کیونکہ سوال میں یہ پوچھا نہیں گیا تھا ۔

ملک الطاف علی کھوکھر ۔ میں فاضل وزیر سے پوچھنا چاھتا ہوں کہ انسداد جرائم کے لئے کیا پولیس فورس کو بڑھانے یا اس میں اضافہ کرنا زیر غور ہے ؟

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ یہ ایک بہت اچھا سوال ہے ۔ اکثر اوقات اس پر توجہ نہیں دی جاتی ۔ ہمارے ملک میں 1947ء سے آج تک حساب کے مطابق ایک لاکھ یونٹ کی آبادی کے لئے پولیس کی یہ تعداد کم ہے 1947ء کے مقابلے میں یہ بہت کم ہے ۔ لیکن اس کے باوجود ہمارے مالی وسائل بہت کم ہیں ۔ پھر بھی ہم اس تعداد میں اضافہ کرتے رہتے ہیں ، تاکہ سماج دشمن عناصر کا قلع قمع کیا جا سکے ہمارے وسائل اس قدر کم ہیں کہ 1947ء کی پولیس کی تعداد کے مقابلے میں آبادی کے مطابق کم ہے لیکن جس قدر ہمارے

مالی وسائل ہمیں اجازت دیتے ہیں پولیس کے عملے میں اضافہ کیا جاتا ہے ۔ تا کہ جرائم کی روک تھام ہوسکے ۔ اور جو جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں ان کو اچھے طریقے سے پکڑا جا سکے ۔ اس طرح ہم اپنے وسائل کے مطابق اس میں اضافہ کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں ۔

شیخ محمد نفیس الدین فاروقی ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ اس قسم کے مقدمات جو 5 سال کے عرصہ سے زیر سماعت ہیں کی تعداد کتنی ہوگی ؟

مسٹر سپیکر ۔ اس کے لئے الگ نوٹس درکار ہے ۔

سردار نوازش علی پاشا ۔ کیا وزیر متعلقہ بیان فرمائیں گے کہ جو اضافہ پولیس میں کیا گیا ہے اور ایک ایک تھانے سے تین تین چار انسپکٹر تعینات کئے جاتے ہیں اس کی بجائے اگر چھوٹی چوکیاں قائم کر دی جائیں تو بہتر نہ ہوگا ۔

مسٹر سپیکر ۔ میرے خیال میں یہ ایک تجویز ہے کیونکہ یہ ضمنی سوال نہیں ہو سکتا ؟

چوہدری بدرالدین ۔ جناب والا ۔ وزیر صاحب نے اتنی لمبی چوڑی تعداد بیان کی ہے ۔ کیا وزیر صاحب بیان فرمائیں گے کہ تفتیش کے بعد جو مقدمات عدالتوں میں بھیجے گئے ہیں ۔ کیا ان مقدمات میں ملزمان کو سزا ہوئی ہے یا نہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس کے لیے علیحدہ سوال درکار ہے ۔

سردار منظور احمد خان ۔ کیا وزیر صاحب بیان فرمائیں گے اور وہ حیران ہوں گے کہ ہمارے ضلع مظفر گڑھ میں ایک شخص ولی محمد نامی ساکن تھالہ کینجر نے تھانے میں 364 کے متعلق رپورٹ درج کرانے کی کوشش کی لیکن پولیس نے اس پر کوئی توجہ نہ دی اس کے بعد ایس ۔ پی صاحب سے مظفرگڑھ حکم کرایا گیا ۔ لیکن آج تک کوئی کارروائی نہیں ہوئی ۔ واردات کو تقریباً 5/6 ماہ گزرنے والے ہیں ۔ لیکن ملزمان کے خلاف کوئی کارروائی نہ ہوئی ۔ اغوائے واردات کی یہ انوکھی مثال ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ ضمنی سوال نہیں ہو سکتا ۔ بہر حال آپ ان کو بتائیں ۔

وزیر خزانہ ۔ مجھے آپ تفصیل فراہم کر دیں ۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس پر عمل کیا جائے گا ۔

سمگلنگ کے مقدمات کا اندازہ

*3 ۔ **ملک محمد اعظم** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) یکم جنوری 1976ء تا 30 ۔ اپریل 1977ء صوبہ میں سمگلنگ کے کتنے مقدمات کا اندارج ہوا اور کتنی مالیت کی سمگل شدہ اشیاء قبضہ میں لی گئیں ۔

(ب) سمگلنگ کی روک تھام کے لئے حکومت صوبہ میں کیا اقدام کر رہی ہے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) یکم جنوری 1976ء تا 30 اپریل 1977ء صوبہ میں سمگلنگ کے 204 مقدمات درج ہوئے اور ان مقدمات میں 3,37,01,096 روپے (تین کروڑ ، سینتیس لاکھ ، ایک ہزار چھیانوے) کی سمگل شدہ اشیاء قبضہ میں لی گئیں ۔

(ب) سمگلنگ کی روک تھام کے لئے موثر اقدامات کئے جاتے ہیں ۔ ایک انٹی سمگلنگ بورڈ وفاق حکومت میں قائم کیا گیا ہے جس میں وفاق محکمہ داخلہ کے سیکرٹری سر براہ ہیں ۔ اس کے علاوہ پولیس وفاق حکومت کے تحت قائم کردہ اینٹی سمگلنگ ایجنسیوں سے مکمل تعاون کرتی ہے اور انتہائی اجتماعی مفید نتائج برآمد ہوئے ہیں اور سمگلنگ کی وارداتوں میں بھی کچھ کمی واقع ہوئی ہے ۔

ملک محمد اعظم ۔ کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ سمگلنگ میں نہ صرف سخت سزا دی جاتی ہے بلکہ

مقدمات کے تصفیے بھی دیر سے ہوتے ہیں ۔ اس سلسلے میں کیا اقدامات کئے گئے ہیں ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ اس قسم کے کیسز سپیشل مجسٹریٹس کے پاس بھیجے جاتے ہیں کہ وہ جلدی ان کا تصفیہ کر سکیں ۔ جناب والا ۔ آپ خود بھی ایک فاضل قانون دان ہیں اور فاضل رکن بھی قانون دان ہیں ۔ آپ جانتے ہیں کہ ہمارے قانون میں اس قسم کی گنجائش موجود ہے کہ کیسز کو ایک کچھری سے دوسری بڑی کچھری تک پھر اس سے بڑی کچھری تک اور جس قدر سائل کو وسائل حاصل ہیں وہ اسی قدر اس کو لمبا کر سکتا ہے ۔ لیکن اس کے باوجود ہم نے سپیشل مجسٹریٹس مقرر کئے اور ہم اپنے وسائل کے مطابق اس طرف خرچ کر رہے ہیں ۔ اور جناب والا ۔ میں یہ بات بڑے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ہم نے اس میں کافی حد کامیابی حاصل کر لی ہے ۔ کیونکہ روز مرہ کی اشیا کی سمگلنگ مثلاً گندم گھی وغیرہ کی سمگلنگ اب بالکل نہ ہونے کے برابر ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت بڑی وجہ ہے کہ ہم غلے کے سلسلے میں خود کفیل ہوسکے ہیں اور بازار میں دوسری چیزوں کی کمی بھی اس قدر واقع نہیں ہوتی ۔ کیونکہ ان کیسوں کو جلد ختم کرنے لئے انتظامات کئے گئے ہیں ۔

مسٹر طارق وحید بٹ ۔ کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند کریں گے کہ انہوں نے جو تین کروڑ روپے کی مالیت کی سمگلنگ پتہ ئی ہے یہ کیوں ہوئی ہے ۔ اگر اس میں کچھ نشہ آور اشیاء بھی شامل ہیں تو ان کی مالیت کیا ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ آپ اس کے متعلق الگ نوٹس دے دیں ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ سمگل شدہ اشیاء جو حکومت اپنے قبضے لیتی ہے اس کی disposal کیسے کی جاتی ہے ۔ کیا وہ اس کا طریق کار بیان فرمائیں گے ؟

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ تفصیل تو میرے پاس موجود نہیں لیکن ان اشیاء کا disposal ایک خاص قانون اور ضابطے کے مطابق کیا جاتا ہے ۔ چونکہ یہ سوال پوچھا نہیں گیا تھا اس لئے اس کا جواب میرے پاس موجود

نہیں ۔ لیکن یہاں کوئی من مانی یا بے ضابطگی نہیں ہوتی بلکہ قانون اور ضابطے کے مطابق کارروائی ہوتی ہے ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔ کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ جیسے جواب کے جز (ب) میں بیان کیا گیا ہے کہ صوبائی پولیس وفاقی حکومت سے تعاون کرتی ہے اور اس کے نتائج اچھے نکلتے ہیں ، کیا وہ یہ طریقہ بھی اپنانے کو تیار ہیں جو شیر شاہ سوری نے اپنایا تھا کہ جس موضع میں واردات ہوتی تھی اس موضع کے نمبردار اور زمینداروں اور وڈیروں سے صرف امداد نہیں لی جاتی تھی بلکہ ان کی پرسش بھی کی جاتی تھی اور اس طرح جرم بالکل چھپ نہیں سکتا تھا ۔ یہ جو ایک کروڑ 37 لاکھ روپے کا مال برآمد کیا گیا ہے یہ قابل تحسین ہے ۔ مگر دیکھا جائے تو یہ ایک بہت بڑی رقم کا مال سمگلنگ ہوتا ہے ۔ کیا وہاں کے زمینداروں وڈیروں اور چھٹیروں کی امداد لے کر آپ اس عمل کو اور زیادہ مضبوط بنائیں گے ؟

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ اب بھی قانون کے دائرے میں رہ کر ایسا کیا جاتا ہے ۔

چوہدری بدرالدین ۔ کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ انہوں نے جو یہ فرمایا ہے کہ مقدمات میں اس لئے طوالت ہو جاتی ہے کہ پہلے ایک عدالت میں اس کے بعد دوسری میں اس کے بعد ہائی کورٹ میں اور پھر سپریم کورٹ میں کیس چلتا رہتا ہے ۔ اس سلسلے میں ان کے وسائل بھی ان کی معاونت کرتے ہیں ۔ کیا حکومت کے زیر غور کوئی ایسا قانون ہے کہ کوئی سپیشل ٹریبونل بنا دیا جائے اور وہیں ان کے مقدمات کی سماعت ہو اور اس کا فیصلہ آخری ہو ۔

وزیر خزانہ ۔ حکومت کے زیر غور بہت بڑے قرآنی ٹریبونل ہیں جن کا ذکر قائد عوام جناب وزیر اعظم پاکستان نے کیا ہے اور انشاء اللہ میں سمجھتا ہوں کہ جرائم کو روکنے کے لئے اور بیماریوں کے علاج کے لیے قرآنی ٹریبونل ہی انشاء اللہ کچھ دیر کے بعد ہمارے ملک میں نافذ ہوں گے اور ان سے تمام اقسام کے جرائم کی روک تھام نہایت اچھی طرح سے ہو سکے گی ۔

مسٹر نذیر احمد - کیا وزیر موصوف کو یہ علم ہے کہ پنجاب کے مختلف شہروں میں اچھی خاصی مارکیٹیں قائم ہو چکی ہیں جن کو عرف عام میں باڑہ کہا جاتا ہے - کیا وزیر موصوف کو یہ علم ہے کہ وہاں جو مال فروخت ہوتا ہے وہ سمگلنگ کا نہیں ہوتا اور اگر سمگلنگ کا ہوتا ہے تو اس کو روکنے کے لیے کیا اقدامات کئے جاتے ہیں ؟

مسٹر سپیکر - کیا یہ پنجاب میں ہیں ؟

مسٹر نذیر احمد - پنجاب کے مختلف شہروں میں اس قسم کی مارکیٹیں قائم ہو چکی ہیں -

وزیر خزانہ - یہ متعلقہ سوال نہیں - اگر الگ سوال پوچھا جائے تو اس کے بارے میں معلومات مہیا کی جا سکتی ہیں -

چوھدری محمد لطیف رندھاوا - کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ جرائم میں ان کیسوں کی تعداد 204 بتائی گئی ہے - ان کے تصفیہ کے لئے کتنے مجسٹریٹ صاحبان مقرر کئے گئے ہیں اور کتنے مقدمات کا اب تک فیصلہ ہو چکا ہے ؟

مسٹر سپیکر - اس کے لیے الگ سوال دیجیے -

مسٹر منظور ملک - کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ سمگلنگ کے کیسوں میں ملزمان کو گرفتار کیا جاتا ہے - ان میں پیچھے بیٹھے ہوئے موثر اشخاص کے کارندے بھی ہوتے ہیں ، تو کیا ان موثر شخصیتوں کو بھی ان ملزمان میں رکھا گیا ہے - اگر رکھا گیا ہے تو کیا ان کے نام بتائیں گے جنھیں گرفتار کیا گیا ہو ؟

وزیر خزانہ - میں کسی ایک کا نام تو نہیں بتا سکتا لیکن اگر کوئی ایسی موثر شخصیت قانون کے دائرے میں آ چکی ہے اور پکڑی گئی ہے تو اس کے خلاف ماضی میں ڈی - پی - آر کے تحت کارروائی کی گئی ہے اور اسے گرفتار کیا گیا ہے اور ان میں لاہور کی کافی مشہور شخصیتیں بھی ہیں - اگر ان کے متعلق سوال پوچھا جائے تو ان کے نام بتا سکتا ہوں - لیکن کوئی شخص بھی قانون کے دائرے سے باہر نہیں اور ہماری حکومت نے یہ ثابت کیا وہ تمام سمگلر جو پیچھے بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں ، جو استاد ہوتے ہیں، جن کو پچھلی حکومتوں

نے ہاتھ تک نہ لگایا تھا اور انہیں چھوا تک نہ تھا ، ہم نے ان کے خلاف زبردست اور قانون کے مطابق کارروائی کی ہے ۔

مسٹر منصور ملک ۔ کیا حکومت اس بات پر غور کر رہی ہے کہ سمگلروں کو پھانسی کی سزا دی جائے ؟

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں نے عرض کی ہے کہ ہم اس ملک میں قرآن حکیم کو نافذ کرنے کے اقدامات کر رہے ہیں ۔ میں اس کا بار بار ذکر اس لئے کر رہا ہوں کہ میرے خیال میں ، ڈاکٹر عبدالخالق کے خیال میں ، تمام چیزوں کا علاج قرآن حکیم کے نفاذ میں ہے اور میں یہ بات بار ہا کہہ چکا ہوں ، آج اس اعلان کے بعد نہیں کر رہا ، اس سے پہلے بھی کہہ چکا ہوں ۔ اگرچہ میں قانون نہیں سمجھتا ۔ لیکن میرے خیال میں موجودہ قانون میں اس کی سزا پھانسی نہیں ہوگی ۔ نئے قانون میں کیا سزا ہو گی اور سمگلنگ کو کس طرح سے روکا جا سکے گا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اسلامی مشاورتی کونسل اور مرکزی اسمبلی کی ذمہ داری ہے ۔ اگر ہمارے دائرہ اختیار میں ہوا تو پھر یہ ہم پر ہوگا کہ قرآن حکیم کو نافذ کرنے کے لئے کیسے قوانین بناتے ہیں ۔

مسٹر قیوم نظامی ۔ کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ گزشتہ ہفتے میں جو سمگل شدہ اشیاء قبضہ میں لی گئی ہیں ان میں وہ اشیاء بھی شامل ہیں جو اس چند ماہ کے عرصے میں تخریب کار اس صوبے میں لے کر آئے ؟

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ اس کے لیے الگ سوال کی ضرورت ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ اس کے لئے الگ سوال کا نوٹس دیں ۔

مہر ظفراللہ بھروانہ ۔ کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ یہاں جو سمگل شدہ سامان کی مالیت بتائی گئی ہے ، اکثر سمگل شدہ سامان بحق سرکار ضبط کیا جاتا ہے اور اس کا جتنا پیسہ ہو وہ سرکاری خزانے میں جمع کیا جاتا ہے ۔ کیا یہ درست ہے کہ اس تین کروڑ 37 لاکھ روپے میں تقریباً تین کروڑ روپے کی صرف چرس کی برآمدگی ہے اور وہ ضائع کر دی گئی ہے ؟

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ اس قسم کی تفصیل اس سوال میں پوچھی نہیں گئی ۔ لیکن میں یہ عرض کر سکتا کہ مرکزی حکومت جس مال کو بحق سرکار ضبط کرتی ہے اس مال کی disposal قاعدے اور قانون کے مطابق ہوتی ہے اور اس کے sale proceeds محکمہ کسٹمز کے ذریعے قومی خزانے کا حصہ بنتے ہیں اور پھر قومی خزانے کی تقسیم کے پروگرام بنائے جاتے ہیں اور وہ کئی چیزوں پر خرچ کیا جاتا ہے ۔ اگر فاضل رکن کوئی خاص جز پوچھنا چاہتے ہیں تو اس کے لیے لگ سوال کریں تو میں جناب والا کے ذریعے یہ معلومات فراہم کر دوں گا ۔

چوہدری شبیر احمد خان ۔ کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ کیا اس رقم میں وہ رقم بھی شامل ہے جو گلبرگ کے سیٹھ عابد کے نام سے ملی ہے ، اگر ہے تو اس کی کتنی رقم شامل ہے ؟

وزیر خزانہ ۔ یہ سوال میری سمجھ میں نہیں آیا ۔

چوہدری شبیر احمد خان ۔ گلبرگ کے ایک بدنام سمگلر سیٹھ عابد کے نام سے پچھلے دنوں ایک کیس trace ہوا تھا ۔ کیا آپ یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ جواب میں دی گئی رقم میں اس کیس کی کتنی رقم شامل ہے ۔ اس کیس کا کیا فیصلہ ہوا تھا اور اب وہ کس سٹیج پر ہے ؟

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ چونکہ یہ تفصیل میں نہیں پوچھا گیا تھا اس لئے میں اس کا جواب نہیں دے سکتا ۔ لیکن چونکہ فاضل رکن لاہور کے سرحدی علاقے سے تعلق رکھتے ہیں ، اور میرا خیال ہے کہ درون خانہ کے سب راز جانتے ہیں ۔ ایسے لوگوں کو جانتے ہیں ۔ اگر اس کی تفصیل پوچھی جائے تو میں عرض کر سکتا ہے ۔

مسٹر بشیرالدین سالار ۔ وزیر خزانہ نے فرمایا ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس ملک میں قرآن حکیم کا نفاذ ہوگا ۔ کیا وہ فرمائیں گے کہ جو مقدمات قرآن حکیم کے نفاذ سے پہلے کے ہیں ، ان کے ساتھ کیسے deal کیا جائے گا ؟

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ یہ بات میں نے ایک ضمنی جواب میں

کہی تھی - اس وقت تو ایک قانون ، " پاکستان پینل کوڈ " موجود ہے - قانون تعزیرات پاکستان کے تحت مقدمات درج ہوتے ہیں اور اس کے تحت ان کی disposal ہوتی ہے - وہ ایک صاحب نے مستقبل کی بات پوچھی تھی -

ملک خالد مظہر - کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ ان میں پنجاب سے کتنے تعلق رکھتے ہیں اور دوسرے صوبوں سے کتنے تعلق رکھتے ہیں ؟

مسٹر سپیکر - الگ نوٹس دیجیے -

تحاریک ہائے التوائے کار

روز نامہ "وفاق" اور "سن" کے فوٹو گرافروں پر پولیس تشدد

مسٹر سپیکر - اب اور کوئی سوال نہیں ہے ، اس لئے اب تحاریک التوائے کار لی جائیں گی - سردار زادہ ظفر عباس نے ایک تحریک پیش کی ہے کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے - مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ یکم اپریل 1977ء کے مطابق روز نامہ " وفاق " کے فوٹوگرافر اختر علی کو پولیس نے اس وقت لاٹھیوں سے شدید زدو کوب کیا جب وہ مسلم مسجد کے باہر ہونے والے ہنگامے کی تصویریں بنا رہے تھے - قبل ازیں روز نامہ " سن " کے فوٹوگرافر شکیل قیصر کو بھی مسجد شہدا کے قریب فرائض منصبی انجام دیتے ہوئے پولیس نے تشدد کا نشانہ بنایا اور وہ ابھی تک زیر علاج ہیں - مقامی انتظامیہ کی اس غیر جمہوری اور صحافت کش پالیسی کی وجہ سے عوام میں اور خصوصاً صحافی حلقوں میں شدید اضطراب کی لہر دوڑ گئی ہے -

وزیر قانون (شیخ رفیق احمد) - جناب سپیکر - یہ جو تحریک التوائے کار پیش کی گئی ہے ، کسی single specific اور definite matter کے متعلق نہیں ہے - اس میں دو مختلف مواقع پر ہونے والے واقعات کا ذکر کیا گیا ہے اور اس میں دو مختلف شخصیتوں کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے - جہاں تک " وفاق " کے فوٹوگرافر اختر علی اور " سن " کے فوٹوگرافر شکیل قیصر کا تعلق ہے ، وہ زخمی ہوئے - ہمیں ان سے بڑی ہمدردی ہے -

ہم نے ہمیشہ یہ کوشش کی ہے کہ کوئی ایسا ناخوش گوار واقعہ نہ ہو۔ لیکن میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ ایک تحریک التواء کی جو requirements ہیں، یہ تحریک ان کو پورا نہیں کرتی اور جناب سپیکر۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ اس کو out of order قرار دیں۔

مسٹر سپیکر۔ سردار زادہ صاحب۔ آپ یہ فرمائیں کہ آپ کو معلوم ہے کہ ایک تحریک التوا کار میں ایک واقعہ زیر بحث لایا جا سکتا ہے۔ جب کہ آپ کو معلوم ہے کہ آپ نے اپنی تحریک التوا میں ایک دو واقعات بیان کیے ہیں۔ اس کی وجوہات کیا ہیں؟

سردار زادہ ظفر عباس۔ اس میں سے ایک واقعے کو لے لیا جائے اور ایک کو omit کر دیا جائے۔

مسٹر سپیکر۔ مجھے قواعد و ضوابط کے مطابق آپ کی تحریک میں ترمیم کرنے کا اختیار نہیں۔ اس لئے فاضل وزیر قانون کے اعتراضات کے پیش نظر یہ تحریک التوائے کار ایک خاص واقعے سے متعلق نہیں ہے یہ تحریک التوا خلاف ضابطہ قرار دی جاتی ہے۔

پولیس تشدد کے خلاف صحافیوں کی دو گھنٹے کی احتجاجی ہڑتال

مسٹر سپیکر۔ سردار زادہ ظفر عباس صاحب یہ تحریک پیش کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ " نوائے وقت " مورخہ 3 اپریل 1977ء کے مطابق لاہور کے صحافیوں نے پولیس تشدد کے خلاف دو گھنٹے کی احتجاجی ہڑتال کی اور جلوس نکالا۔ جلوس میں شریک صحافیوں نے پریس ٹرسٹ توڑنے اور شہری و صحافتی آزادیوں کو بحال کرنے کا مطالبہ کیا۔ ایک طرف تو حکومت آزادی صحافت کے بلند بانگ دعوے کرتی ہے اور دوسری طرف اس کو سلب کرنے کے لئے نئے حربے استعمال کر رہی ہے۔ حکومت کی اس جمہوریت کش پالیسی کے خلاف صحافتی اور عوامی حلقوں میں زبردست اضطراب اور بے چینی پائی جاتی ہے۔

کیا اس تحریک کا کوئی مخالف نہیں ؟

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں حاضر ہوں ۔ میں عرض کر رہا ہوں جناب ۔ یہ تحریک التوائے کار بھی requirement پوری نہیں کرتی جناب والا ۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ اس میں ایک احتجاجی ہڑتال اور جلوس کا ذکر ہے اور احتجاجی ہڑتال اور جلوس ، جو لاہور کے معزز صحافیوں نے نکالا ، کسی تحریکِ التوا کا موجب اور محرک نہیں بن سکتا ۔ انھوں نے ہڑتال کرنی چاہی تو کر لی ، جلوس نکالنا چاہا تو نکال لیا ۔ یہ کوئی ایسا ادارہ جس کا انحصار حکومت کی مالی یا دوسری امداد پر ہو ۔ اس کا اس میں ذکر نہیں ہے ۔ جلوس میں کچھ مطالبات کیے گئے ۔ جو مطالبات کسی صورت میں بھی recent نہیں ہیں ۔ ان کی پبلک importance تو ہو سکتی ہے ۔ انھوں نے یہ مطالبات کیے ہیں کہ ایک طرف تو حکومت آزادی صحافت کے بلند بانگ دعوے کرتی ہے اور دوسری طرف اس کو سلب کرنے کے لئے نئے نئے حربے اختیار کر رہی ہے ۔ اس سلسلہ میں میری گزارش یہ ہے کہ یہ بھی تحریک التوائے کار ضابطے اور قانون کے مطابق نہیں بنتی ہے اور یہ requirements پوری نہیں کرتی ۔ پہلی بات یہ کہ

> The motion shall relate to a single specific matter of recent occurence ;

یہ اس پر بالکل پوری نہیں اترتی اور دوسرے یہ کہ

> The motion shall relate to a matter which is primarily the concern of Government or a statutory body under the control of Government or to a matter in which the Government have a substantial interest ;

میں سمجھتا ہوں ہڑتال کرنے اور جلوس نکالنے میں اس معیار پر پوری نہیں اترتی ہے ۔ جہاں تک حکومت کا تعلق ہے , ان حالات کے پیش نظر حکومت کی ہمیشہ یہ خواہش اور کوشش رہی ہے کہ صحافت پر کسی قسم کی کوئی بندش نہ لگائی جائے ، کسی قسم کی کوئی پابندی نہ لگائی جائے ۔ ان گزارشات ساتھ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اسے بھی خلاف ضابطہ قرار دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سردار زادہ صاحب ۔ ہڑتال بھی ہو چکی، جلوس بھی نکل چکا۔ مسئلہ بھی پرانا ہے نیا نہیں۔ اس کے متعلق آپ کیا کہنا چاہتے ہیں ؟

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ اسمبلی کا اجلاس آج شروع ہوا ہے ۔ اس سے پہلے جو واقعے ہوئے ہیں ، وہ اسمبلی کے سامنے لائے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ کیا آپ اس کو اتنا اہم مسئلہ سمجھتے ہیں کہ اجلاس ملتوی کرکے اس واقعے پر ، جو کہ نیا نہیں ، بحث کی جائے ؟

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جی ہاں ۔ اس لیے بحث کی جائے کہ حکومت کے صحافت کے متعلق جو دعوے ہیں ، ان کی قلعی کھل گئی ہے حالانکہ وہ دو دو اور تین تین کی ٹولیوں میں جا رہے تھے ۔ ان پر تشدد بے جا اور خلاف قانون ہے ۔ اس لیے اس پر بحث کرنے کے لئے اسمبلی کا اجلاس ملتوی کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ چونکہ احتجاجی ہڑتال اور جلوس نکالنا 3 اپریل 1977ء کا واقعہ ہے ۔ ماضی قریب میں ایسا کوئی واقعہ رونما نہیں ہوا ۔ اس لیے یہ تحریک التوا خلاف ضابطہ قرار دی جاتی ہے ۔

میانوالی کے اتحاد تحریک کے چار رہنماؤں کا بھوک ہڑتال کرنے پر جیل بھیجنا اور ان پر تشدد کرنا

مسٹر سپیکر ۔ سردار زادہ ظفر عباس یہ تحریک التوا پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 4 اپریل 1977ء کے مطابق پنجاب بار کونسل کی ایگزیکٹو کمیٹی کے چیرمین ملک اظہر خان نیازی، پاکستان قومی اتحاد ضلع میانوالی کے قائم مقام صدر حاجی غلام محمد اور سیکرٹری جنرل نے اس امر کا اظہار کیا ہے کہ اتحاد تحریک کے چار رہنماؤں کو بھوک ہڑتال کرنے پر میانوالی جیل بھیج دیا اور بعد ازاں انتقاماً ان کو میانوالی جیل سے جھنگ جیل منتقل کر دیا گیا ۔ ان سیاسی رہنماؤں پر جسمانی تشدد کیا گیا اور مولانا محمد امیر کو بیماری

کے باوجود بیڑیاں پہنائی گئیں - پولیس کے اس بہیمانہ تشدد کے خلاف عوام میں اور سیاسی و سماجی حلقوں میں زبردست غم و غصہ کا اظہار کیا جا رہا ہے -

وزیر جیل خانہ جات - جناب والا - یہ درست نہیں ہے کہ اتحاد کے چار رہنماؤں کو میانوالی جیل سے جھنگ جیل میں منتقل کیا گیا - - -

مسٹر سپیکر - ملک صاحب شروع میں جب تحریک پیش کی جائے - اس وقت پہلے آپ کو بتانا چاہیے کہ آپ اس کی مخالفت کر رہے ہیں یا حمایت کر رہے ہیں -

وزیر جیل خانہ جات - جناب والا - میں اس کی مخالفت کر رہا ہوں -

مسٹر سپیکر - اب فرمائیے -

وزیر جیل خانہ جات - جناب والا - ان کو جیل سے اس لئے تبدیل کیا گیا تھا کہ جیل کے اندر انتشار پھیلا رہے تھے اور خلاف ضابطہ نعرہ بازی کر رہے تھے - اس طرح جیل انتظامیہ کے کاموں میں خلل ڈال رہے تھے - جہاں تک مولانا محمد امیر کو بیڑیاں پہنانے کا سوال ہے یہ بالکل غلط ہے - صرف انہیں منتقل کیا گیا تھا -

مسٹر سپیکر - سردار زادہ صاحب کیا آپ فرما سکیں گے کہ چار رہنماؤں کا جو ذکر کیا ہے ان کے نام تو نہیں لئے - یہ کون رہنما تھے -

سردار زادہ ظفر عباس - جناب والا - اس کا زیادہ حصہ مولانا محمد امیر صاحب کے متعلق ہے -

مسٹر سپیکر - آپ نے دو تین چیزوں کے متعلق ذکر کیا ہے - ایک امان اللہ خان نیازی اور قائم مقام صدر حاجی غلام محمد کے میانوالی جیل میں بھوک ہڑتال کے متعلق ہے - جنہیں جیل بھیج دیا گیا - دوسرا انہیں منتقل کرنے سے متعلق ہے - تیسری بات آپ نے محمد امیر صاحب کی بیماری کے متعلق کی ہے اور اس کے علاوہ بیڑیوں کے پہنانے کا ذکر کیا ہے - یعنی چار واقعات آپ نے ایک تحریک التوا میں پیش کئے ہیں - چند واقعات ایسے ہیں

جو وزیر موصوف نے تسلیم نہیں کئے ۔ اس لئے یہ تحریک التواء خلاف ضابطہ قرار دی جاتی ہے ۔

کوٹ لکھپت جیل میں سیاسی قیدیوں کے ساتھ غیر اخلاقی اور غیر جمہوری حربے استعمال کرنا

مسٹر سپیکر ۔ سردار زادہ ظفر عباس یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کریں گے کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ پر بحث کرنے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ نوائے وقت مورخہ 6 اپریل 1977ء کے مطابق قومی اتحاد کے نظر بند رہنماؤں محمد افتخار علی شیخ ۔ مولانا محمد اسحاق ۔ قاری عبدالحمید ۔ علامہ محمد رشید چشتی اور علامہ زبیر احمد ظہیر نے کوٹ لکھپت جیل سے ایک پیغام کے ذریعے اس امر کا انکشاف کیا ہے کہ کیمپ جیل لاہور کی 70 افراد کی بیرک میں 130 افراد کو محبوس کیا گیا ہے ۔ سیاسی قیدیوں کے ساتھ اخلاقی قیدیوں کا سا سلوک کیا جا رہا ہے ۔ مزید براں جیل کا گٹر بند ہو جانے کی وجہ سے سارا گندا پانی بیرک نمبر 1 کے سامنے جمع ہو گیا ہے ۔ جیل حکام نے دیدہ دانستہ اس اذیت ناک تکلیف کا ازالہ نہیں کیا ۔ ان سیاسی قیدیوں سے اس قسم کی غیر اخلاقی اور غیر جمہوری حربے استعمال کرنے کے خلاف عوام میں اور مذہبی اور سیاسی حلقوں میں تشویش واضطراب کی لہر دوڑ گئی ہے ۔

وزیر جیل خانہ جات ۔ جناب والا ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔ جناب والا ۔ اس کے بارے میں ، میں عرض کرتا ہوں کہ کوٹ لکھپت جیل میں ہونے کے باوجود وہ کیمپ جیل کے بارے میں کس طرح جان سکتے ہیں جناب والا ۔ کیمپ جیل میں 404 قیدی رکھنے کی گنجائش موجود ہے ۔ اس وقت 1370 قیدی موجود ہیں ۔

مہر ظفر اللہ بھروانہ ۔ پوائنٹ آف آرڈر سر ۔ جناب والا ۔ یہ تحریک کی مخالفت میں بول رہے ہیں یا تحریک کی حمایت میں بول رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے فرمایا تو ہے ۔

وزیر جیل خانہ جات ۔ جناب والا ۔ ظاہر ہے کہ گنجائش سے زیادہ قیدیوں کو رکھا جانا ناگزیر ہے دو منزلہ بیرکیں تیار ہو رہی ہیں ۔ جیسے ہی محکمہ تعمیرات نے محکمہ جیل کے حوالے کر دیں ۔ یہ مسئلہ کافی حد تک حل ہو جائے گا ۔ جیل میں تحریک کے دوران زیر حراست نظر بندوں کی تعداد 122 ہے اور ان سیاسی قیدیوں کو دوسرے قیدیوں سے علیحدہ رکھا جاتا ہے اس لئے انہیں مختلف بیرکوں میں رکھا گیا ہے ۔ کیونکہ ایک جگہ رکھے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔ یہ غلط ہے کہ گٹر بند ہو جانے سے پانی بہہ نکلتا ہے جیل میں حفظان صحت کا زبردست خیال کیا جاتا ہے ۔ ایسی صورت پیدا ہونے نہیں دی جاتی ۔ جس سے قیدیوں کی صحت خراب ہو ۔ جیسے پانی بند ہونے کی شکایت ملی جیل حکام نے فوری طور پر سد باب کیا ۔ مسئلہ زیر بحث کے بارے میں اتنا کہنا کافی ہے کہ گٹر کبھی بند نہیں ہوا ۔

مسٹر سپیکر ۔ ملک صاحب تحریک کی مخالفت اس لئے کر رہے ہیں کہ یہ واقعات جو تحریک میں بیان کئے گئے ہیں حقائق پر مبنی نہیں ہیں ۔ سردار صاحب آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا یہ خبر 6 اپریل کو چھپی ہے ۔ وزیر موصوف نے اس خبر کی تردید نہیں کی اور نہ ہی اخبار کے خلاف کوئی کارروائی کی ہے ۔ ان دونوں باتوں سے پتہ چلتا ہے کہ یہ خبر درست ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس کے باوجود وزیر موصوف فرما رہے ہیں کہ یہ خبر درست نہیں ہے ۔

وزیر جیل خانہ جات ۔ جناب والا ۔ میری اطلاع درست ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ بیان کردہ واقعات کو وزیر موصوف نے درست تسلیم نہیں کیا اور فاضل ممبر کے پاس بھی کوئی واضح ثبوت نہیں ہے ۔ جس سے ظاہر ہو کہ وزیر موصوف کی اطلاع غلط ہے ۔ اس لئے یہ تحریک التواء حقائق پر مبنی نہیں ہے ۔ اس لئے یہ خلاف ضابطہ قرار دیتا ہے ۔

ساہیوال میں پاکستان قومی اتحاد کے زیر حراست رہنماؤں کو نماز جمعہ ادا کرنے سے روکنا

مسٹر سپیکر - مہر ظفر اللہ بھروانہ یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کریں گے کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ نوائے وقت مورخہ 8 اپریل 1977ء کے مطابق پولیس نے ساہیوال جیل میں پاکستان قومی اتحاد کے زیر حراست رہنماؤں کو نماز جمعہ ادا کرنے سے روک دیا ہے اور اس طرح انہوں نے انفرادی طور پر نماز جمعہ ظہر ادا کی۔ اسلامی خدمات کا دعویٰ کرنے والی حکومت نے اسیر رہنماؤں جو کسی سازش یا سنگین مقدمہ میں ملوث نہیں ہوتے۔ نماز جمعہ کی اجازت نہ دے کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ اسلام دوستی میں کتنی مخلص ہے۔ حکومت کے ایما پر پولیس کے اس غیر اسلامی فعل کے ارتکاب کے خلاف عوام اور مذہبی حلقوں میں سخت اضطراب پایا جاتا ہے۔

وزیر جیل خانہ جات - جناب والا۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں جیل مینول کے پیرا گراف (233) کی شق نمبر 5 کے مطابق سیاسی اسیر الگ رکھے جاتے ہیں اور انہیں یکجا نہیں کیا جاتا۔ نماز ادا کر سکتے ہیں مگر دوسرے قیدیوں سے مل بیٹھنے کی اجازت نہیں ہے۔ مگر نماز ادا کر سکتے ہیں۔

مسٹر سپیکر - مہر صاحب آپ اس کے بارے میں کوئی ثبوت فراہم کر سکتے ہیں کہ سیاسی قیدی قانون کے مطابق نماز پڑھ رہے تھے؟

مہر ظفر اللہ بھروانہ - جناب والا۔ میں خود تو جیل میں نہیں تھا۔ تحریک التواء عام طور پر اخباری اطلاع کے مطابق دی جاتی ہے۔ وزیر موصوف اس وقت وزیر نہیں تھے یہ تو ویسے فرما رہے ہیں۔ جناب والا۔ اس کے بارے میں میں یہ عرض کروں گا کہ کوئی بھی حکومت اس قسم کے مذہبی فریضہ سے روک نہیں سکتی اور ابھی جناب سینئر منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ ہماری حکومت اسلام کے مطابق کام کرنے کی خواہش رکھتی ہے اور اس پر عمل بھی کر رہی ہے۔ تو میں عرض کروں گا کہ جیل میں قیدی چاہے

سیاسی ہوں یا اخلاقی انہیں نماز پڑھنے سے نہیں روکا جا سکتا ۔ اسلام میں اس بات کی اجازت نہیں ہے ۔ اس بات کو کوئی بھی طبقہ پسند نہیں کرے گا ۔ یہ بہت بری بات ہے کہ نماز جمعہ اکٹھے نہ پڑھنے دیا جائے ۔ حضور نے تو خود حکم فرمایا ہے کہ جمعہ کی نماز جامع مسجد میں پڑھی جائے اور اس میں زیادہ سے زیادہ تعداد ہونی چاہیے اور پھر اس میں کوئی ایسی رکاوٹ بھی نہیں تھی ۔

مسٹر سپیکر ۔ ملک صاحب ۔ کیا آپ کے پاس کوئی ایسا ثبوت ہے کہ ان سیاسی رہنماؤں نے اکٹھے نماز ادا کی ؟

وزیر جیل خانہ جات ۔ جناب والا ۔ میں نے عرض کیا ہے کہ ان سیاسی اسیروں نے نماز جمعہ علیحدہ علیحدہ ادا کی ۔ انہوں نے کہا تھا کہ وہ دوسرے قیدیوں کے ساتھ نماز ادا کرنا چاہتے ہیں ۔ مگر جیل مینوئل کے مطابق اجازت نہ دی گئی ۔ دوسرے تمام قیدیوں نے نماز اکٹھے ادا کی ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں اس تحریک التوائے کار کو با ضابطہ قرار دیتا ہوں ۔ اب سوال یہ ہے کہ "کہ مہر ظفر اللہ خان ہیروانہ یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت مورخہ 8 اپریل 1977ء کے مطابق پولیس نے ساہیوال جیل میں پاکستان قومی اتحاد کے زیر حراست رہنماؤں کو نماز جمعہ ادا کرنے سے روک دیا اور اس طرح سے انہوں نے انفرادی طور پر نماز ظہر ادا کی ۔ اسلامی خدمات کا دعویٰ کرنے والی حکومت نے اسیر رہنماؤں کو جو کہ کسی سازش یا سنگین مقدمہ میں ملوث نہیں تھے ۔ نماز جمعہ کی اجازت ادا کرنے نہ دے کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ اسلام دوستی میں کتنی مخلص ہے ۔ حکومت کے ایما پر پولیس نے اس غیر اسلامی فعل کے ارتکاب کے خلاف عوام اور مذہبی حلقوں میں سخت اضطراب پایا جاتا ہے" ۔

جو ارکان اجازت دیئے جانے کے حق میں ہیں وہ اپنی اپنی نشستوں پر کھڑے ہو جائیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

کیا ایوان اس کی اجازت دیتا ہے ۔ (معزز ممبران کھڑے ہوتے ہیں) ۔

مسٹر سپیکر - گنتی کی گئی - - - کھڑے ہونے والے ارکان کی تعداد مطلوبہ تعداد سے کم ہے - اس لئے اس تحریک التوا کو اسمبلی میں پیش کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی -

---

راولپنڈی میں قومی اتحاد کے رہنماؤں کی گرفتاری

مسٹر سپیکر - مہر ظفراللہ خان بھروانہ یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے - مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت مورخہ 11 اپریل 1977ء کے مطابق راولپنڈی میں پولیس نے قومی اتحاد کے 29 رہنماؤں جن میں صدر خواجہ محمود احمد ایڈووکیٹ - جنرل سیکرٹری مسٹر اختر محمود ایڈووکیٹ - جماعت اسلامی راولپنڈی کے امیر مولانا فخرالدین بٹ - میجر ریٹائرڈ غلام مصطفیٰ - مسٹر محمد رفیع بٹ - ملک صادق حسن - راجہ عبدالرشید اور دوسرے رہنما شامل ہیں - کونسل کے اجلاس کے دوران چھاپہ مار کر گرفتار کر لیا - انہیں پہلے تھانہ صدر بیرونی لے جایا گیا اور پھر ڈسٹرکٹ جیل منتقل کر دیا گیا - پولیس کے اس غیر جمہوری اور غیر قانونی ہتھکنڈوں کے خلاف صوبہ کے سیاسی اور سماجی حلقوں میں سخت اضطراب اور شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے -

Minister for Law. Opposed.

The persons named in the adjournment motion were found violating the order under Section 144 formulated by the District Magistrate and they were found committing acts pre-judicial to the maintenance of public order and peace. They were found uttering objectionable slogans prejudicial to public peace and tranquility. They were also inciting the public to violance and provoking them to use criminal force against the legal administration and police. Prior to their arrest, the Magistrate on duty warned these gentlemen to disperse but instead of dispersing they started acting in a manner prejudicial to public peace and tranquility. Consequently, they were arrested and were produced before a Magistrate who remanded them to judicial custody.

My humble request is that the matter being sub-judice, the persons having been produced before a court of law and a court order having been passed, this motion may not be allowed.

مسٹر سپیکر - فاضل وزیر قانون نے یہ کہا ہے کہ یہ معاملہ زیر سماعت عدالت ہے - کیا آپ کو اس سے اتفاق ہے -

مہر ظفر اللہ بھروانہ - جناب والا - اس وقت تو وہ لوگ رہا ہو چکے - ان پر بہت زیادتی ہوئی - دفعہ 144 کی خلاف ورزی تو سڑکوں پر ہوتی ہے - اس تحریک کا ایک مشن ہے - وہ تو اپنے دفتر میں تھے اور ایک کونسل کا اجلاس ہو رہا تھا - اور انہیں وہاں سے گرفتار کیا گیا - - - -

مسٹر سپیکر - آپ یہ فرمائیں کہ آیا یہ معاملہ زیر سماعت عدالت ہے - اگر یہ زیر سماعت عدالت ہے تو یہ تحریک التوائے کار کی بنیاد نہیں بنتی ہے - اس لئے اگر آپ اس سے اتفاق کرتے ہیں کہ یہ زیر سماعت عدالت ہے تو یہ تحریک خلاف ضابطہ ہو گی - اگر آپ کے پاس یہ ثبوت موجود ہے کہ یہ عدالت میں نہ ہے تو بیان کریں -

مہر ظفر اللہ بھروانہ - جناب والا - ویسے یہ معاملہ زیر سماعت عدالت ہونا تو نہیں چاہیئے وزیر موصوف ہمارے پرانے مہربان ہیں ، آپ اسے کل تک پینڈنگ کر لیں -

مسٹر سپیکر - کیونکہ یہ معاملہ زیر سماعت عدالت ہے ، جیسا کہ فاضل وزیر قانون نے بیان کیا ہے - اس لئے یہ تحریک خلاف ضابطہ قرار دی جاتی ہے -

---

شیخوپورہ میں مسلح پولیس کا جامع مسجد عید گاہ میں جوتوں سمیت گھس کر جلوس نکالنے والی باپردہ خواتین پر لاٹھی چارج

مسٹر سپیکر - (تحریک التوائے کار نمبر 7) - مہر ظفر اللہ خان بھروانہ یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے - مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت مورخہ 12 اپریل 1977ء کے

مطابق شیخو پورہ میں مسلح پولیس نے جامع مسجد عید گاہ میں جوتوں سمیت گھس کر ان باپردہ خواتین پر لاٹھی چارج کیا جو وہاں جلوس نکالنے کے لئے احتجاجاً جمع ہو گئی تھیں۔ اس دوران پانچ افراد کو نماز پڑھنے کے دوران بری طرح زدو کوب کیا گیا۔ عورتوں کے اس پر امن اجتماع پر پولیس کے بلا جواز بہیمانہ لاٹھی چارج اور خانہ خدا کے تقدس کو پامال کرنے کے خلاف شیخوپورہ کے عوام میں اضطراب اور شدید غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ، جو واقعات اس تحریک التوائے کار میں بیان کئے گئے ہیں ۔ مجھے افسوس ہے کہ وہ قطعاً غلط ہیں ، اس میں نہ صرف مبالغہ سے کام لیا گیا ہے بلکہ کسی قسم کا ایسا واقعہ نہیں ہوا ہے ۔ معزز خواتین نے جلوس نکالا ۔ نہ صرف یہ کہ ان پر تشدد نہیں کیا گیا بلکہ پولیس نے اہتمام ، عزت اور وقار کے ساتھ خواتین کے جلوس کی حفاظت کی اور شروع سے لیکر آخر تک جلوس شہر میں گھوما تو پولیس اس جلوس کے ساتھ ساتھ رہی اور اس بات کا اہتمام کیا گیا تھا کہ کوئی ایسا ناخوشگوار واقعہ نہ ہو۔ جس سے خواتین کے احترام میں کوئی واقع ہو ۔ نہ ہی پولیس کے مسجد میں جانے کا واقع درست ہے اور نہ ہی اس قسم کے واقعہ کی کوئی گنجائش ہے ۔ یہ بات درست نہیں ہے کہ خواتین کے جلوس پر لاٹھی چارج کیا گیا یا نمازیوں پر لاٹھی چارج کیا گیا ۔ یہ ایک ایسی بات ہے کہ انسان کیا کہہ سکتا ہے۔ یہ ایک ایسے غیرذمہ دار اخبار کی خبر ہے کہ افسوس کے بغیر چارہ نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مہر صاحب اس اخباری رپورٹ کے علاوہ اور کوئی ثبوت آپ کے پاس موجود ہے ۔

مہر ظفراللہ بھروانہ ۔ جناب والا ۔ ہمیں علم ہے ۔ یہ صحیح واقعات ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ پولیس مسجد میں داخل ہوئی ہے اور وہاں جاکر لوگوں کو زدو کوب کیا گیا ، پولیس جوتوں سمیت اندر داخل ہوئی ۔ جناب والا ۔ ایک مسلمان حکومت کے ملازم جب خانہ خدا کا بھی احترام نہ کریں اور جنہوں نے مسجد کے اندر نمازیوں کو مارا ہے ، ان کو دو دو ماہ کی زائد تنخواہ دی جا رہی ہے ۔ یہ انتہائی بری بات ہے ۔ وزیر موصوف

اس کی تصدیق کریں یہ واقعی درست ہے اور اس میں کسی قسم کی شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ بہت سی باتیں ایسی ہیں جو میں کہنا نہیں چاہتا ۔ یہ بات میرے ذاتی علم میں ہے کہ یہ خبر غالباً ایک correspondent نے دے کر بڑا confusion پیدا کیا ۔ اس دن دو جلوس نکلے تھے ۔ خواتین کے جلوس کے متعلق میں پھر اپنی بات کو دہراتا ہوں کہ وہ جلوس پر امن تھا ۔ پولیس نے اس بات کا مکمل اہتمام کیا تھا کہ ان کا احترام کیا جائے اور ان کی عزت کی جائے اور خواتین کے جلوس کے سلسلے میں کوئی واقعہ اس قسم کا پیش نہیں آیا ہے ۔ جس کا اس تحریک التوائے کار میں ذکر کیا گیا ہے ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ جو دو مہینے کی تنخواہ انعام کے طور پر دی گئی ہے ، اس کا مجھے ذاتی علم ہے وہ ان کی تمام کارکردگیوں کی وجہ سے ان کو انعام کے طور پر دی گئی ہے نہ کہ اس وقوعہ کی وجہ سے ۔ ان کا اس خبر کے ساتھ جوڑ کر یہ کہنا بہت زیادتی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ایک اسلامی حکومت پر اس سے اور بڑا زیادہ حملہ اور کیا ہو سکتا ہے ۔ لہذا میں اس پر بڑا بھاری احتجاج کرتا ہوں ۔ جناب والا ۔ یہ بہت زیادتی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ نیازی صاحب ۔ آپ کی اس تقریر کے بعد میں یہ نہیں سمجھ سکا کہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر کیا ہے ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔ جناب والا ۔ آپ ماشاللہ پرانے سپیکر ہیں ۔ میرا یہ پوائنٹ آف آرڈر بالکل اسی بات پر تھا کہ انہوں نے غلط بیانی کی ہے اور میں نے اس کی تردید کر کے آپ کے سامنے تشریح کی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ بہر حال مجھے آپ کے اس پوائنٹ آف آرڈر کو over-rule کرنا ہوگا اور یہ پوائنٹ آف آرڈر over-rule کیا جاتا ہے ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔ پوائنٹ آف انفارمیشن ۔ سر ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ پوائنٹ آف انفارمیشن بھی نہیں ہے ۔ اس لئے کہ آپ

اطلاع ملنی کوئی ضروری نہ تھی ۔

اس تحریک التوائے کار میں جو واقعات بیان کئے گئے ہیں ان پر جناب وزیر قانون نے بڑے زور سے تردید کی ہے اور فاضل ممبر کے پاس کوئی ایسا ثبوت نہیں ہے جس سے ان کے اس بیان کی تردید ہو سکے لہذا یہ تحریک التوائے کار خلاف ضابطہ قرار دی جاتی ہے ۔ چونکہ آدھ گھنٹہ گزر چکا ہے ۔ اس لئے بقایا تحریک ہائے التوائے کار پر کل غور کیا جائے گا ۔

هنگامی قوانین

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

هنگامی قوانین (ترمیم) سرکاری ملازمین پنجاب مجریہ 1976ء

وزیر قانون ۔ مسٹر سپیکر سر ۔ میں دی پنجاب سول سرونٹس (امنڈمنٹ) آرڈیننس 1976ء" ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ دی پنجاب سول سرونٹس (امنڈمنٹ) آرڈیننس 1976ء ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے ۔

وزیر قانون ۔ اگر مجھے اجازت دی جائے تو میں اس بات کا بھی اظہار کروں کہ هنگامی قانون کو نافذ ہوئے تین ماہ سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے ۔ اس لئے یہ هنگامی قانون از خود بل تصور نہیں ہوگا ۔ لہذا اس موضوع پر علیحدہ بل پیش کیا جا رہا ہے ۔

هنگامی قانون (ترمیم) معاوضہ کی ادائیگی کی مدت میں توسیع مزارعت پنجاب 1976ء

مسٹر سپیکر ۔ وزیر قانون ۔

وزیر قانون ۔ مسٹر سپیکر سر ۔ میں دی پنجاب ٹیننسی (ایکسٹینشن آف

پریڈ فار پیمنٹ آف کمپنسیشن) (امنڈمنٹ) آرڈیننس 1976ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ دی پنجاب ٹیننسی (ایکسٹینشن آف پریڈ فار پیمنٹ آف کمپنسیشن) (امنڈمنٹ) آرڈیننس 1976ء ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ اگر مجھے اجازت دی جائے تو میں اس بات کا بھی اظہار کر دوں کہ ہنگامی قانون کو نافذ ہوئے تین ماہ سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے ۔ اس لئے یہ ہنگامی قانون از خود بل تصور نہیں ہوگا ۔ لہذا اس موضوع پر علیحدہ بل پیش کیا جا رہا ہے ۔

ہنگامی قانون (ترمیم) مزارعت پنجاب مجریہ 1977ء

مسٹر سپیکر ۔ وزیر قانون ۔

وزیر قانون ۔ جناب سپیکر ۔ میں دی پنجاب ٹیننسی (امنڈمنٹ) آرڈیننس 1977ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ دی پنجاب ٹیننسی (امنڈمنٹ) آرڈیننس 1977ء ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ اگر مجھے اجازت دی جائے تو میں اس بات کا بھی اظہار کر دوں کہ ہنگامی قانون کو نافذ ہوئے تین ماہ سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے ۔ اس لئے یہ ہنگامی قانون از خود بل تصور نہیں ہوگا ۔ لہذا اس موضوع پر علیحدہ بل پیش کیا جا رہا ہے ۔

ہنگامی قانون (ترمیم) محصول جائیداد غیر منقولہ شہری پنجاب مجریہ 1977ء

وزیر قانون ۔ جناب سپیکر ۔ میں دی پنجاب اربن امووبیل پراپرٹی ٹیکس (امنڈمنٹ) آرڈیننس 1977ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ دی پنجاب اربن امووبیل پراپرٹی ٹیکس (امنڈمنٹ) آرڈیننس 1977ء ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے ۔

وزیر قانون - جناب والا - اگر مجھے اجازت دی جائے تو میں اس بات کا بھی اظہار کر دوں کہ ہنگامی قانون کو نافذ ہوئے تین ماہ سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے - اس لئے یہ ہنگامی قانون از خود بل تصور نہیں ہوگا - لہذا اس موضوع پر علیحدہ بل پیش کیا جا رہا ہے -

مسٹر سپیکر - وزیر مال -

وزیر مال - جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :-

کہ دی پنجاب لینڈ ریونیو (ابولیشن) بل 1977ء
(مسودہ قانون (خاتمہ) مالیہ اراضی پنجاب
مصدرہ 1977ء) فی الفور زیر غور لایا جائے -

مسٹر سپیکر - ابھی اس تحریک کا وقت نہیں ہے -

ہنگامی قانون (خاتمہ) مالیہ اراضی پنجاب مجریہ 1977ء

وزیر قانون - جناب والا - میں دی پنجاب لینڈ ریونیو (ابولیشن) آرڈیننس 1977ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں -

مسٹر سپیکر - دی پنجاب لینڈ ریونیو (ابولیشن) آرڈیننس 1977ء ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے -

سردار زادہ ظفر عباس - جناب والا - اس بل کے پیش کرنے پر میرے دو اعتراض ہیں - ایک تو یہ statement کی objects and reasons نہیں ہے -

مسٹر سپیکر - سردار صاحب میں عرض کروں - جہاں تک اس بل کا تعلق ہے۔ یہ بل جب آپ کے سامنے آئے گا اس وقت آپ اس پر اعتراض اٹھائیے گا - اس وقت یہ صرف ایک مسودہ ہے ، جس کو ایوان کی میز پر رکھا گیا ہے ، اس وقت آپ صرف اس کے متعلق فرمائیے -

سردار زادہ ظفر عباس - نہیں - جناب - اس کے متعلق بھی میرا اعتراض ہے - اور وہ یہ ہے کہ یہ ایک منی بل ہے اور اس کے ساتھ اجازت منسلک نہیں ہے جو اس کے ساتھ ہونی چاہئیے -

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے کہ یہ ایک آرڈیننس ہے اور اس وقت آپ

کے سامنے ایوان کی میز پر آرڈیننس رکھے جا رہے ہیں اور ابھی ان پر کوئی بحث نہیں ہو رہی ہے ۔ ان پر جب بحث ہوگی اور جب بل کا وقت آئے گا تو اس پر آپ یہ اعتراض بھی اٹھالیے گا ۔ ابھی تو ایک چیز آپ کے سامنے پیش کی گئی ہے ۔ وزیر قانون ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ جہاں تک دی پنجاب لینڈ ریونیو (ابولشن) بل 1977ء کا تعلق ہے قواعد و انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1973ء کے قاعدہ 77 کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک یہ ہے :

> کہ جہاں تک دی پنجاب لینڈ ریونیو (ابولیشن) بل 1977ء کا تعلق ہے ۔ قواعد و انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1973ء کے قاعدہ 77 کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے ۔

Sardar Zada Zafar Abbas. I oppose it Sir.

مسٹر سپیکر ۔ وزیر قانون ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ یہ ایوان انتخابات کے بعد آج قانون سازی کے لئے پہلی مرتبہ کام شروع کر رہا ہے ۔ اور یہ تمام آرڈیننس جو ایوان میں پیش کئے جا رہے ہیں ۔ یہ فاضل اراکین کے اور تمام صوبہ کے رہنے والوں کے علم میں بھی کافی عرصہ سے ہیں اور ان کی اہمیت بھی بڑی واضح ہے اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ابھی سٹینڈنگ کمیٹیز کے انتخابات ہونے والے ہیں اور ابھی وہ تشکیل نہیں ہوئی ہیں اور چونکہ سٹینڈنگ کمیٹیز اس وقت موجود نہیں ہیں ۔ اس لئے ان کو سٹینڈنگ کمیٹیز کے پاس بھیجا نہیں جا سکتا مگر قانون سازی کے کام کو بھی التوا میں نہیں ڈالا جا سکتا ، اس لئے جناب والا ۔ میری یہی استدعا ہے کہ اس قاعدے کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے تا کہ قانون سازی کا کام جاری رہے ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ یہ بہت اہم بل ہے اور اس میں لینڈ ریونیو جو ہمارے ملک کی ٹیکسیشن کا ایک بہت بڑا حصہ ہے ۔ اس

کے متاثر ہونے کا سوال پیدا ہوتا ہے اور ساتھ ہی حکومت کو یہ بہت بڑا نقصان ہوگا کہ اگر لینڈ ریونیو کی ابولیشن کر دی جائے ۔ اس لیے جناب والا یہ نہایت اہم بل ہے اور یہ لازمی ہے کہ اس پر مکمل چھان بین کی جائے اور اس کے بعد اسے اس ایوان میں پیش کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سردار صاحب آپ یہ غور فرمائیے کہ یہ رول 77 اس چیز کے متعلق ہے کہ بل عام طور پر سٹینڈنگ کمیٹیز کو جاتے ہیں اور سٹینڈنگ کمیٹیز اس وقت موجود نہیں ہیں تو اس صورت میں فاضل وزیر قانون یہ تحریک پیش کرنا چاہتے ہیں ۔ اگر آپ کی بات مان لی جائے تو پھر اس تحریک کو منظور کرنے کا کیا فائدہ ہوگا ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ عالی جاہ ، ایک نقص یہ ہے کہ یہ ایک money bill ہے اور money bills نہایت اہم بل ہوتے ہیں ۔ دوسرے اس بل کا تعلق پنجاب کی 85 فیصد دیہاتی آبادی سے ہے اس لئے بھی یہ نہایت اہم بل ہے ۔ اس سے آبادی کا ریونیو متاثر ہوتا ہے ۔ اس کے لئے منظوری بھی چاہیئے جو ایک money bill کے لئے ہوتی ہے وہ بھی ساتھ نہیں ہے ۔ اس لئے اسے پاس کرنا مناسب اور موزوں نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

> کہ جہاں تک دی پنجاب لینڈ ریونیو (ابولیشن) بل 1977ء کا تعلق ہے قواعد و انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب کے قاعدہ 77 کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

ہنگامی قانون (عارضی اختیارات) حصول جائیداد غیر منقولہ پنجاب مجریہ 1977ء

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ میں دی پنجاب ریکوزیشننگ آف ایموویبل پراپرٹی (ٹیمپریری پاورز) آرڈیننس 1977ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر - دی پنجاب ریکوزیشننگ آف ایموویبل پراپرٹی (ٹمپریری پاورز) آرڈیننس ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور - جناب میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ جہاں تک دی پنجاب ریکوزیشننگ آف ایموویبل پراپرٹی (ٹمپریری پاورز) بل 1977ء کا تعلق ہے قواعد و انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1973ء کے قاعدہ 77 کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے ۔

سردار زادہ ظفر عباس - جناب والا ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور - جناب والا ۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ سٹینڈنگ کمیٹیوں کی تشکیل ہونا باقی ہے ، اس لئے سٹینڈنگ کمیٹی کے انتخاب تک قانون سازی کے لئے مقتضیات کو معطل کر دیا جائے ۔ میرے نقطہ نظر سے قانون سازی کا کام جاری رہنا چاہئے ۔ میں فاضل رکن کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ جب سٹینڈنگ کمیٹیوں کی تشکیل ہو جائے گی ۔ حکومت اس بات کا اہتمام کرے گی کہ مجبوری کے سوا کبھی بھی قاعدے کی مقتضیات کو معطل کرنے کی درخواست نہ کرے ۔

سردار زادہ ظفر عباس - جناب والا ۔ یہ نہایت اہم بل ہے ۔ اس کا تعلق compensation سے ہے ۔ اس کے تحت ایموویبل پراپرٹی کو ریکوزیشننگ کرنا ہے ۔ اگر کسی زمین کو گورنمنٹ نے requisition کرنا ہے تو اس بل کے تحت اس کو compensation دینی ہے تو اس سے کافی تعداد میں عوام متاثر ہوں گے ۔ 1956ء میں اراضی کی قیمت کچھ اور تھی اب قیمت میں بہت زیادہ فرق فرق پڑ چکا ہے ۔ اب بھاؤ بہت بڑھ گئے ہیں اس لئے لازمی ہے کہ اس بل کو سٹینڈنگ کمیٹی کے حوالے کیا جائے تاکہ وہاں اچھی طرح سے اس کی چھان بین ہو سکے ۔ دوسرے ہر مسودہ قانون پر اعتراض ہے کہ سٹینڈنگ کمیٹیاں نہیں ہیں اس لئے مقتضیات کو معطل کر دیا جائے ۔ گورنمنٹ کو چاہئے تھا کہ سٹینڈنگ کمیٹیاں وقت پر بناتی ۔ اب بھی کوئی دیر نہیں کرنی چاہئے ایک آدھ دن میں بن سکتی ہیں ۔ اس لئے

لازمی ہے کہ جتنی جلدی ہو سکے سٹینڈنگ کمیٹیوں کو تشکیل دیا جائے۔ اس سے عوام متاثر ہوں گے ۔ اب بہت زیادہ بھاؤ بڑھ گئے ہیں ۔ میں عرض کروں گا کہ اتنی جلدی نہ کی جائے اور اس کو سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :-

> کہ جہاں تک دی پنجاب ریکوزیشننگ آف ایموویبل پراپرٹی (ٹمپریری پاورز) بل 1977ء کا تعلق ہے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1973ء کے قاعدہ 77 کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

کرنل راجہ جمیل اللہ خان ۔ جناب والا ۔ کب تک سٹینڈنگ کمیٹیاں بن جائیں گی تاکہ یہ بل متعلقہ سٹینڈنگ کمیٹی میں جا سکے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ فاضل رکن نے جو سوال اٹھایا ہے میں آپ کی توسط سے فاضل اراکین کی اطلاع کے لئے عرض کروں گا کہ اس سے متعلق قائد حزب اختلاف سے مشورہ کیا جائے گا ۔ ان کے مشورہ سے ان کی تسلی اور ان کی رضا سے بہت مختصر عرصہ میں اسی سیشن میں چند دلوں میں سٹینڈنگ کمیٹی کی تجویز اس ایوان میں پیش کی جائیگی ۔ دوسرے میں یہ بھی عرض کرنی چاہتا ہوں کہ اسی اسمبلی کی روایت رہی ہے کہ ہم نے سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس ہمیشہ تقریباً تقریباً تمام مسودہ ہائے قوانین کو پیش کیا ہے ۔ وہاں اس پر کھل کر بحث ہوئی ۔ سوائے ان حالات میں جن میں کسی قانون کو مفاد عامہ کے تحت جلدی قانون کی شکل دینی تھی جیسا کہ یہ چند قوانین پیش کئے گئے ہیں ۔ پہلے ہی بہت عرصہ گزرنے کی وجہ سے lapse ہو چکے ہیں ۔ میں نہیں سمجھتا قائد حزب اختلاف یا حزب اختلاف کا کوئی رکن یہ چاہے گا کہ ملک کے چھوٹے کاشتکاروں کا مالیہ معاف نہ کیا جائے جیسا کہ یہ قوانین ہیں کہ سرکاری ملازمین کی عمر 58 سے 60 کرنی ہے یعنی ان قوانین میں کوئی پیچیدہ بات نہیں ہے ۔ سٹینڈنگ کمیٹیوں کے بارے میں میں نے عرض کر دیا ہے ۔

Mr Irshad Muhammad Khan. Mr. Speaker, Sir, I would request that I may also be allowed to explain.

Mr. Speaker. Yes.

Mr. Irshad Muhammad Khan. Sir, I would like to know as to what was the hurdle in constituting the Standing Committees. The Public Account Committee and other so many Committees during the period intervening for the last two months. I think it should have been done. The Hon'ble member suggested that the matter should be referred to the Standing Committee. If it is a matter of importance it should be done by law. What impedes the Hon'ble Minister not to appoint those Committees. How much time will it take to appoint such committees I don't think that this Session will continue till 27th and after that it will not come up befor the parleys are over.

Minister for Finance. Mr. Speaker Sir, I would like to mention that there is no impedement at all. It only requires consultation and your honour knows that the consultations have reached almost to the final stages and the proposals are being finalised. Sir, I have categorically stated that within a couple of days after consulting the Leader of the Opposition the matter will be presented. Sir, as has been done last time the elections won't also take place. So the Standing Committee should taken from very soon. The constitution o' the Committee won't taken very long time.

Mr. Irshad Muhammad Khan. Sir, I would like to know....

Mr. Speaker. No, this is not the time to put supplementaries. Yes Minister for Law.

ہنگامی قانون (متروکہ جات) اداۓ متدنیات پنجاب مصدرہ 1977ء

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ میں دی پنجاب ماتحر منزل (کینسلشن آف لیزز) آرڈیننس 1977ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ دی پنجاب ماتحر منزل (کینسلیشن آف لیزز) آرڈیننس 1977ء ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور - جناب والا - میں تحریک پیش کرتا ہوں -

> کہ جہاں تک دی پنجاب مائنر منرل (کینسیلیشن آف لیزز) بل 1977ء کا تعلق ہے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1973ء کے قاعدہ 77 کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے -

مسٹر سپیکر - تحریک یہ ہے :

> کہ جہاں تک مسودہ قانون (منسوخی پٹہ جات) ادنیٰ معدنیات پنجاب مصدرہ 1977ء کا تعلق ہے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1973ء کے قاعدہ 77 کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے -

سردار زادہ ظفر عباس - جناب والا - میں اس کی مخالفت کرتا ہوں -

وزیر قانون و پارلیمانی امور - جناب والا - یہ دھرانے کی ضرورت نہیں کہ یہ تحریک پیش کرنے کی کیوں ضرورت پیش آئی ہے لیکن اس سلسلہ میں مختصراً میں یہ عرض کروں گا کہ سٹینڈنگ کمیٹیاں ابھی تشکیل نہیں دی جا سکیں - ان کو جلد تشکیل دیا جائے گا - لہذا اس دوران قانون سازی کا کام معطل نہیں کیا جا سکتا - اس لیے یہ درخواست کی گئی ہے کہ قاعدہ 77 کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے -

مسٹر سپیکر - سردار زادہ صاحب - آپ اس پر کچھ فرمانا چاہیں گے ؟

سردار زادہ ظفر عباس - جناب والا - میں اس پر یہ عرض کروں گا کہ یہ بل نہایت اہمیت کا حامل ہے - اس میں leases کو ختم کیا جا رہا ہے جو 1960ء سے یعنی کافی عرصے سے مختلف آدمیوں کو دی گئیں - جنہوں نے ریت اور پتھر وغیرہ توڑنے کے لئے بہت سی investment کی - لیکن اب یک لخت ان کی وہ تمام investment ضائع کر دی جائے گی - اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ اس بل کو سٹینڈنگ کمیٹی کے حوالے کیا جائے

اور اس بل کی مشتہری ہونی چاہیے تا کہ اس بل کے سلسلے میں مختلف حضرات کے خیالات سامنے آ سکیں ۔

مسٹر سپیکر۔ اب سوال یہ ہے :

کہ جہاں تک مسودہ قانون کا تعلق ہے (منسوخی پٹہ جات) ادنیٰ معدنیات پنجاب مصدرہ 1977ء کا تعلق ہے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1973ء کے قاعدہ 77 کی مقتضیات کو معطل کر جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

هنگامی قانون (ترمیم) بورڈ برائے فنی تعلیم پنجاب مجریہ 1977ء

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب والا۔ میں هنگامی قانون (ترمیم) بورڈ برائے فنی تعلیم پنجاب مجریہ 1977ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر۔ هنگامی قانون (ترمیم) بورڈ برائے فنی تعلیم مجریہ 1977ء ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ جہاں تک مسودہ قانون (ترمیم) بورڈ برائے فنی تعلیم پنجاب مصدرہ 1977ء کا تعلق ہے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1973ء کے قاعدہ 77 کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے ۔

کہ جہاں تک مسودہ قانون (ترمیم) بورڈ برائے فنی تعلیم پنجاب مصدرہ 1977ء کا تعلق ہے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 973ء کے قاعدہ 77 کی مقتضیات کو کر دیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسودات قانون

مسودہ قانون (ترمیم) سرکاری ملازمین پنجاب مصدرہ 1977ء

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ میں مسودہ قانون (ترمیم) سرکاری ملازمین پنجاب مصدرہ 1977ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسودہ قانون (ترمیم) سرکاری ملازمین پنجاب مصدرہ 1977ء رو برو ایوان ہے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

> کہ جہاں تک مسودہ قانون (ترمیم) سرکاری ملازمین پنجاب مصدرہ 1977ء کا تعلق ہے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے قاعدہ 77 کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

> کہ جہاں تک مسودہ قانون (ترمیم) سرکاری ملازمین پنجاب مصدرہ 1977ء کا تعلق ہے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1973ء کے قاعدہ 77 کی مقتضات کو معطل کر دیا جائے ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ سٹینڈنگ کمیٹی کو ابھی تشکیل نہیں دیا گیا ۔ اس لئے سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس کوئی بل ریفر کرنا ایسے ہے جیسے قانون سازی سے گریز کرنا ۔ اس کے علاوہ ایوان میں فاضل اراکین اور خاص طور پر حزب اختلاف کے فاضل اراکین کو اس بات کا موقع ملے گا کہ وہ اپنا موقف پیش کریں ۔ جو ترامیم لانا چاہیں وہ لا سکیں ۔ پہلی خواندگی میں انہیں یہ بھی موقع ملے گا اور ایک

موقع پر انہوں نے کہا تھا کہ اس کی کافی مشتہری ہونی چاہیے اور لوگوں کو پتہ ہونا چاہیے ۔ اس لیے انہیں اس بات کا موقع ملے گا کہ وہ اس ایوان کو اس بات پر قائل کر سکیں کہ اس بل کو مشتہر کیا جائے ۔ اگر وہ اس میں کامیاب ہوتے ہیں تو وہ لازمی طور پر مشتہر کیا جائے گا ۔ اس لئے میری یہ درخواست ہے کہ قاعدہ نمبر 77 کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے ۔

سردار زادہ ظفرعباس ۔ جناب والا ۔ یہ بل نہایت اہمیت کا حامل ہے ۔ اس بل میں پھر وہ چیز لائی جا رہی ہے جس کو بڑی مشکل سے دور کیا گیا تھا ۔ پاکستان بننے سے پہلے عمر 55 سال تھی ۔ اسے بعد میں 58 سال کر دیا گیا ۔ پھر اسے 60 سال کیا گیا اور بعد میں پھر اسے 60 سے 58 سال کر دیا گیا ۔ اب پھر 60 سال کر دیا گیا ۔ یہ ایسی چیز ہے جو دس دفعہ پہلے اس ہاؤس میں زیر بحث آ چکی ہے اور جس کے متعلق ایکٹ بن چکے ہیں ۔ اب خدا جانے کیا وجہ ہے کہ یہ 58 سال کی مدت کو 60 سال کرنا چاہتے ہیں ۔ حالانکہ ہمارے ملک میں بے روز گاری انتہا پر ہے اور ینگ بلڈ یعنی نیا خون بیچارہ انتظار میں ہے کہ اس کو کوئی موقع ملے لیکن ہمارے یہ 58 سال سے زائد عمر کے حضرات ان کرسیوں پر بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کے لئے راہ ہموار نہیں کر رہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سردار زادہ صاحب آپ واقعات پر اس وقت بحث فرمائیں جب یہ بل اس ایوان میں پیش ہوگا ۔ اس وقت آپ یہ فرمائیں کہ یہ جو تحریک پیش کی گئی ہے کہ اس بل کو سٹینڈنگ کمیٹی کے حوالے نہ کیا جائے ۔ اس پر آپ کو کیا اعتراض ہے ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ اس پر مجھے یہ اعتراض ہے کہ اس بل کے ساتھ بہت سے افراد کا تعلق ہے ۔ جن کی رائے معلوم کرنا ہاؤس کے لئے بہت ضروری ہے اور اس کی چھان بین بھی بہت ضروری ہے ۔ کیونکہ یہ 58 سال سے 60 سال کی عمر کا جو تقاضا ہے اس کے متعلق بہت ساری چھان بین کی ضرورت ہے ۔ اس لئے اس بل کو لازمی طور پر سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ جہاں تک مسودہ قانون (ترمیم) سرکاری

ملازمین پنجاب مصدرہ 1977ء کا تعلق ہے
قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت
1973ء کے قاعدہ 77 کی مقتضیات کو معطل
کر دیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

که مسودہ قانون (ترمیم) سرکاری ملازمین
پنجاب مصدرہ 1977ء فی الفور زیر غور
لایا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

که مسودہ قانون (ترمیم) سرکاری ملازمین
پنجاب مصدرہ 1977ء فی الفور زیر غور
لایا جائے ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ یہ بڑا مختصر سا بل ہے ۔ اس میں اس بات کا اہتمام کیا گیا ہے کہ سرکاری ملازمین جو پہلے 58 سال کی عمر تک پہنچنے پر ریٹائر ہو جاتے تھے ۔ اب ان کی عمر کا تعین 60 سال کیا جائے یعنی 58 سال کی بجائے 60 سال کر دیا جائے ۔ قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو نے سرکاری ملازمین کا ہفتہ منانے کے موقع پر 22 نومبر 1976ء کو اس بات کا اعلان کیا تھا کہ آئندہ 58 سال کی بجائے عمر 60 سال ہوگی ۔ اس اعلان کے مطابق ہم اس بات کو ضروری سمجھتے ہیں کہ یہ مسودہ قانون اس معزز ایوان میں پیش کیا جائے اور جناب قائد عوام کے اس وعدے کو حقیقت بنا دیا جائے ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ اس بل میں یہ ایک عجیب حادثہ پاکستان میں رونما ہوا ہے ۔ ایک عجیب طریقے سے اعلان کر دیا جاتا تھا ۔ جب کسی کا فائدہ کرنا ہوتا ہے تو 60 سال عمر بڑھا دی جاتی

ہے ۔ جب کسی کو نکالنا ہوتا ہے تو عمر کم کرکے 58 سال کر دی جاتی ہے ۔ میں یہ گزارش کروں گا یہ ایک انتہائی ناموزوں بل ہے ۔ کیونکہ اس سے نوجوان خون کو زیادہ نقصانات برداشت کرنا پڑیں گے ۔ اس لئے ان کو یہ کسی طرح قابل قبول نہیں ہو سکتا ۔ چونکہ اس طرح بیروزگاری میں بھی بہت اضافہ ہوگا کیونکہ یہ بزرگان کرام ان کرسیوں کے ساتھ چمٹے رہتے ہیں اور دوسروں کے ترقی کرنے کے مواقع مسدود ہو جاتے ہیں ۔ بنا بریں میں اس بل کی مخالفت کرتا ہوں کہ اس بل کو کسی طرح بھی پاس نہ کیا جائے اور اس پر کسی قسم کا غور نہ کیا جائے ۔

چوہدری محمد خان ۔ جناب سپیکر ۔ یہ بل پہلے ہی آرڈیننس کی شکل میں آیا ہوا ہے ۔ یہ ایک بہت اچھا بل ہے اس پر قائد حزب اختلاف نے نقطہ اٹھایا ہے کہ کبھی 58 سال سے بڑھا کر عمر 60 سال کر دی جاتی ہے ۔ جب کسی کو فائدہ پہنچانا مقصود ہوتا ہے اور وہ کرسیوں کے ساتھ چمٹے رہتے ہیں ۔ لیکن ان کو یہ شاید معلوم نہیں ہے کہ ہم نئے خون کے لئے ان کے تجربے سے ان کو فائدہ پہنچانا چاہتے ہیں اور یہ نیا خون ان کے تجربے سے زیادہ مستفید ہوگا ۔ کوئی ایسا آدمی جس کو کام کا تجربہ نہ ہو اس کو کسی آسامی پر رکھا جاتا ہے تو وہ کیا اس پوسٹ کا کام کرلے گا؟ نہیں یہ لازمی امر ہے کہ وہ ان کے تجربہ سے فائدہ اٹھا کر ہی کچھ سیکھے گا ۔ یہ بھی محسوس کیا گیا ہے کہ 58 سال کی عمر میں ملازمین کو extension دینا پڑتی تھی اور یہ extension کا سلسلہ جاری رہتا تھا ۔ اس وجہ سے اس سلسلے کو ختم کرنے کے لئے ریٹائرمنٹ کی عمر کو 60 سال کیا گیا ہے ۔ یہ زیادہ بہتر ہے تا کہ نئے آنے والے ان کے اس تجربہ سے فائدہ اٹھا سکیں ۔ لہذا میں اس بل کی تائید کرتا ہوں کیونکہ یہ ایک نہایت موزوں بل ہے ۔ 58 سال کی بجائے 60 سال عمر ہونی چاہیے ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر ۔ سردار صغیر احمد ۔

سردار صغیر احمد ۔ جناب سپیکر ۔ میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ پاکستان بننے کے بعد تک یہ تعین نہیں ہو سکا کہ اس ملک میں مدت ملازمت کی حد کہاں تک ہونی چاہئے تھی اور جس طرح قائد حزب اختلاف

نے فرمایا ہے کہ کبھی 58 سال اور کبھی 55 سال اور کبھی 60 سال ہوتی رہی ہے ۔ میری صرف اتنی گزارش اور استدعا ہے کہ آپ اس بل کو ایک بار منظور کر لیں ۔ تا کہ بار بار اس میں ترمیم نہ ہو سکے ۔ چاہے وہ 58 سال ہو یا وہ 60 سال ہو ۔ کیونکہ اس طرح جو دوسرے افسران ہیں ان کو نقصان ہوتا ہے ۔ اس لئے میری درخواست ہے کہ اس مسئلے کا حتمی طور پر فیصلہ ہونا چاہیے تا کہ بعد میں کوئی تبدیلی رونما نہ ہو ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ۔

میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ۔ جناب والا ۔ محترم منسٹر صاحب نے ابھی فرمایا ہے چونکہ قائد عوام نے ملازمین کے ھفتے کے سلسلے میں یہ فیصلہ فرمایا تھا کہ یہ بات اس حد تک تو درست ہے کہ یہ ایک تجربہ تھا ۔ اس سے پہلے ریٹائرمنٹ کی عمر 58 سال کی تھی ۔ جیسا کہ قائد حزب اختلاف نے فرمایا ہے کہ نوجوان طبقہ اس سے زیادہ متاثر ہوگا لیکن اس سے ثابت ہو گیا ہے کہ یہ درست نہیں تھا ۔ جس کی وجہ سے قائد عوام نے 60 سال کی عمر تک بڑھانے کا فیصلہ ہے ۔ کیونکہ ان کے بھی نوجوان بچے ہوتے ہیں جن کی انہوں نے شادی کرنا ہوتی ہے ۔ کسی نے اپنی لڑکیوں کی شادی کرنا ہوتی ہیں ۔ یہ تمام پریشانیاں ملازمین کو درپیش تھیں ۔ جن کی وجہ سے قائد عوام نے عمر کو بڑھانے کا فیصلہ فرمایا تھا ۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں 58 سال سے 60 سال تک کر دی جائے ۔ میں اس بل کی تائید کرتا ہوں اور اس سے کم نہیں ہونا چاہیے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر خالد الطاف لطیفی ۔

مسٹر خالد الطاف لطیفی ۔ جناب سپیکر ۔ اس بل میں بہت اچھا نقطہ نظر پیش کیا گیا ہے ۔ اس سے پیشتر کہ کسی سول سرونٹ کی عمر 58 سال پہنچتی تھی تو وہ extension کے لئے request کرتا تھا اور اس پر عام طور پر نکتہ چینی ہوتی تھی کہ بعض لوگوں کو ناجائز مراعات دی جاتی ہیں ہیں اور اس پر طرح طرح کے اعتراضات کیے جاتے تھے ۔ اس چیز کا اس بل سے قلع قمع ہو گیا ہے اور ہمیشہ کے لئے یہ حد عمر مقرر کر دی گئی ہے ۔ یہ ایک بہت اچھی اور موزوں چیز ہے ۔ میں اس بل کی تائید کرتا ہوں اور

request کرتا ہوں کہ اس بل کو پاس کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ رانا افتخار حسین ۔

رانا افتخار حسین ۔ جناب والا ۔ قائد حزب اختلاف نے فرمایا ہے کہ 58 سال کی عمر میں ریٹائر ہو جانا چاہیے کیونکہ ینگ بلڈ اس طرح آگے نہیں آ سکتا ۔ لیکن وہ شاید یہ بھول گئے ہیں ۔ ان نوجوان افسروں کو بھی 60 سال کی عمر تک پہنچنا ہے اور اس طرح ان کو بھی فائدہ ہوگا ۔ جناب والا ۔ جہاں تک عمر کا سوال ہے یہ ایک پیچیدہ مسئلہ ہے کیونکہ ہمیشہ یہ دیکھا جاتا تھا کہ جب کوئی 58 کی عمر پہنچتا تھا تو ہمیشہ extension کے کیسز بنا کرتے تھے ۔ اس لئے اس سے بہتر یہ ہوگا کہ سب کے لئے عمر کا تعین سختی سے کر دیا جائے اور اس پر سختی سے کاربند ہو جائیں ۔ اور extension کا مسئلہ ہمیشہ کے لیے بند ہو جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر ظفراللہ بھروانہ ۔

مہر ظفراللہ بھروانہ ۔ جناب سپیکر ۔ اس بل میں جو عمر کا مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ عمر 60 سال کر دی جائے ۔ اس ضمن میں عرض کروں گا ۔ عمر کا مسئلہ ایک ایسا مسئلہ ہے جو ہر ملک کی آب و ہوا کے مطابق ہوتا ہے اور حکومت اس عمر کے مسئلہ کو اسی بنا پر مدت ملازمت کا تعین کرتی ہے ۔ جناب سپیکر ۔ جو ٹھنڈے ملک ہیں ان میں اوسط عمر بہت زیادہ ہے ۔ لیکن جو گرم ملک ہیں ان میں اوسط عمر بہت کم ہے اور جہاں تک میرے علم کا تعلق ہے ہمارے ملک کے آدمی کی اوسط عمر 33/34 سال ہے ۔ قدرتی امر ہے کہ جہاں آب و ہوا کا فرق ہے وہاں قانون میں بھی فرق ہے اور آب و ہوا کے فرق سے گرم ملکوں میں لڑکی کی جوانی کی عمر 16 سال ہے اور ٹھنڈے ملک میں لڑکی عمر 18 سال ہے اور وہ محض اس لئے کہ آب و ہوا کا انسان کی صحت اور زندگی میں کافی دخل ہے ۔ چونکہ ہمارا ملک بے حد گرم ہے ، یہاں آٹھ ماہ گرمی ہوتی اور چار ماہ سردی ۔ تو یہاں عمر کی حد 58 سال سے بڑھا کر 60 سال کرنا کسی طرح بھی جائز نہیں بلکہ یہ ہمارے لئے مصیبت اور پریشانی کا باعث بن سکتی ہے ۔ جناب کو معلوم ہے کہ ہمارے ملک میں کس قدر بے روزگاری ہے اور نوجوان طبقہ

بھٹکتا پھر رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ انہیں ملازمت نہیں ملتی ۔ اس وقت بھی بے روزگاری کا تناسب 20 فیصد سے زیادہ ہے ۔ ان حالات میں جہاں آپ عمر کی حد بڑھا کر ایک لاکھ آدمیوں کو خوش کریں گے وہاں لکھوکھا آدمیوں کو آپ ناراض کریں گے ۔ ان کی یہ ناراضگی بھی کسی حد تک بجا ہے ۔ اس بارے میں میں عرض کروں گا کہ یہ مسئلہ ایسا نہیں کہ کبھی عمر کی حد 60 سال کر دی اور کبھی 58 سال کر دی ۔ یہ ایک ٹیکنیکل مسئلہ ہے اور میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ ایسے حل کرنے کے لئے آپ ڈاکٹروں کی ایک کمیٹی بنالیں جس کے انچارج وزیر صحت ہوں اور پھر اس کمیٹی کی سفارشات اور اس کے علاوہ اس ملک کی آب و ہوا اور معاشرے کے مطابق فیصلہ کریں کہ ایک ملازم کی عمر کی حد کیا ہونی چاہیے ۔

مسٹر برکت علی غیور ۔ جناب والا ۔ فاضل ممبر نے ابھی ابھی اوسط عمر کے حوالے سے بات کی ہے کہ گرم ملک میں اوسط عمر کم ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ فاضل ممبر ایک منٹ کے لئے تشریف رکھیں ۔ میں معزز ایوان کی اطلاع کے لئے عرض کر دوں کہ جو فاضل ممبر اپنی نشست پر ہوگا اسے تقریر کا موقع ملے گا اور جو اپنی نشست پر نہیں ہوں گے انہیں یہ موقع نہیں ملے گا ۔

مسٹر برکت علی غیور ۔ جناب والا ۔ میں تو اپنی نشست پر ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس لئے آپ کو موقع ملا ہے ۔

مسٹر برکت علی غیور ۔ جناب والا ۔ ابھی ابھی یہ کہا گیا ہے کہ گرم ممالک میں اوسط عمر کم ہے اور سرد ممالک میں اوسط عمر زیادہ ہے ۔ میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ میڈیکل کے پیشے سے تعلق رکھنے والے حضرات اس بات سے اچھی طرح سے واقف ہیں کہ جوں جوں میڈیکل اصلاحات کو فروغ مل رہا ہے ۔ ہمارے ملک میں اسی تناسب سے اوسط عمر کی حد میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے ۔ چنانچہ 1947ء میں ہمارے ملک میں اوسط عمر کی حد کم تھی ، 1960ء میں یہ اوسط زیادہ ہوئی اور 1975-76ء میں اس میں مزید اضافہ ہوا ہے ۔ یہ تمام حقائق اس بات کی تائید کرتے ہیں

کہ ہمارے ملک میں بھی دوسرے ممالک کی طرح اوسط عمر میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے ۔ اگر اس نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو یہ بات بہت ضروری معلوم ہوتی ہے کہ جب اوسط عمر میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے تو ملازمت کی عمر کی حد میں بھی اسی تناسب سے اضافہ ہونا چاہیے ۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس کی مخالفت اس بنا پر کی جا سکتی ہے کہ آیا 60 سال کی عمر تک پہنچ کر انسان کے اعضاء ، اس کے دماغ اور دوسری صلاحیتوں میں کوئی کمی واقع ہو جاتی ہے یا کوئی خلل واقع ہو جاتا ہے ۔ اگر ایسا ہے تو پھر انہیں مخالفت کرنی چاہیے ۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ 60 سال کی عمر تک پہنچ کر نہ صرف یہ کہ آدمی کے اعضاء اور اس کے قویٰ برقرار رہتے ہیں بلکہ عمر کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ اس کے تجربے میں بھی اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ جناب والا ۔ یہ ایڈمنسٹریشن اور سروسز اور نظم و نسق کو چلانے کا مسئلہ ہے ۔ اس میں تجربہ کار ہاتھوں کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے ۔ میرے فاضل دوست نے جو اعتراض کیا ہے کہ ہمارا ملک گرم ہے ۔ یہاں بے کاری اور بے روزگاری ہے ، یہاں frustration ہے ، تو ان مسائل کو حل کرنے کے لئے بھی ہمیں تجربہ کار ہاتھوں کی ضرورت ہے کہ وہ ایسی تجاویز لائیں اور اور ایسے منصوبے بنائیں جن کے نتیجے میں ایڈمنسٹریشن بہتر طور چل سکے اور نظم و نسق ٹھیک طریقے سے چل سکے ۔ محترم قائد حزب اختلاف نے یہ کہا ہے کہ عمر کی حد کبھی 58 سال اور کبھی 60 سال ، جس کسی کو جو بھی فائدہ مند ہوتی ، مقرر کر لی جاتی ہے ۔ اس لئے بھی یہ بات اشد ضروری ہے کہ عمر کی حد قانون کے ذریعے مقرر کر دی جائے اس بل میں عمر کی حد مقرر کی گئی ہے ۔ میں اس کی پوری پوری تائید کرتا ہوں ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ جناب سپیکر ۔ اس وقت اس معزز ایوان میں پنجاب سول سرونٹس بل پر بحث جاری ہے ۔ اس سلسلے میں میں اس بل کی تائید کرتی ہوں اور اس کے ساتھ ہی موجودہ عوامی حکومت کو مبارک باد پیش کرنا چاہتی ہوں ۔ جناب والا ۔ یہ بل اس لئے پیش کیا گیا ہے تا کہ اس ملک اور قوم کو تجربہ کار افراد کے تجربے سے فائدہ پہنچایا جا سکے ۔ جناب والا ۔ آپ جانتے کہ نہ صرف پس ماندہ ممالک میں بلکہ آج کل کے ترقی یافتہ ممالک میں بھی آپ نے دیکھا ہوگا کہ تجربہ کار افراد کے تجربے سے

فائدہ اٹھایا جاتا ہے ۔ آپ کو معلوم ہے کہ ہاؤس آف لارڈز میں وہ تمام افراد شامل ہوتے ہیں جو تجربہ کار ہوتے ہیں اور ریٹائرمنٹ کے بعد بھی ایسے افراد کو ہاؤس آف لارڈز کا ممبر نامزد کیا جاتا ہے ۔ جناب والا ۔ میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ایک ایسا انسان جس کو زندگی کا تجربہ ہو ، اگر وہ ملک اور قوم کی فلاح و بہبود کے لئے ملک کی خوش حالی کے لئے اور ملک کے نظم و نسق کو چلانے کے لئے ، اچھے مشورے پیش کرنا چاہے تو حکومت کو اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے ۔ اس بات کے پیش نظر یہ بل آج اس ایوان میں پیش کیا گیا ہے اور میں اس کی پر زور حمایت کرتی ہوں ۔ میرے خیال میں میرے ساتھیوں کو بھی اس بل کی تائید کرنی چاہیے ۔ کیونکہ ایک تجربہ کار انسان اور ایک نا تجربہ کار انسان میں بہت فرق ہوتا ہے ۔

ملک محمد اعظم خان ۔ جناب سپیکر ۔ میں اس بل کی حمایت میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ جہاں تک اس بل کی افادیت کا تعلق ہے ، اس سے نہ صرف ملازمین کو انفرادی طور پر فائدہ ہوگا بلکہ ملک اور قوم کو بھی ان ملازمین کے تجربے سے فائدہ پہنچے گا ۔ لیکن جیسا کہ فاضل رکن سردار صغیر احمد صاحب نے فرمایا ہے کہ اسے آئندہ کے لئے قانون بنا دیا جائے ، میرے خیال میں یہ ہمارے دائرہ اختیار سے باہر ہے اور آئندہ اسمبلی کے اختیارات کو بھی سلب کرنے کے مترادف ہے ۔ اس سلسلے میں میں یہ عرض کروں کروں گا کہ حکومت کی طرف سے یہ یقین دہانی ہونی چاہیے کہ 60 سال کی عمر کے بعد انہیں مزید مہلت نہیں دی جائے گی ۔

مرزا محمد اکرم بیگ (پنجابی تقریر کا اردو ترجمہ) ۔ جناب سپیکر ۔ میں ایک گزارش کرنی چاہتا ہوں ۔ میرے ایک فاضل دوست نے نوجوان طبقے کی پرزور حمایت کی ہے ، گو یہ بات میرے دل کو لگتی ہے ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ جب سے پیپلز پارٹی برسر اقتدار آئی ہے ۔ اس نے لاکھوں انسانوں کو مزید روزگار میسر کیا ہے ۔ اگرچہ 60 سال کی عمر کی حد مقرر کی گئی ہے لیکن سوشلسٹ ملکوں میں تو ریٹائرمنٹ ہوتی ہی نہیں بلکہ ان کی قابلیت سے پورا پورا فائدہ اٹھایا جاتا ہے ۔ ہمیں آزاد ہوئے 30 سال کا عرصہ گزر چکا ہے ۔ شملہ کانفرنس میں ہم نے پاکستانیوں کے سر گن کر پاکستان کی زمین لی تھی ۔ ہمیں یہ بات بڑے افسوس کے ساتھ کہنی پڑتی ہے کہ ہم

نے اسمبلیوں میں بیٹھ کر بے روزگاروں کے واسطے اچھے اچھے پروگرام تجویز نہیں کیے - تا ہم قوم کو صرف ملک کی سرکاری ملازمت پر انحصار نہیں کرنا چاہیے بلکہ ملک کو ترقی کی طرف لے جانے کے لئے مزید محنت کرنی چاہیے - گو پی - این - اے والوں نے غیر ملکیوں کے کہنے پر اس ملک کا کروڑوں روپے کا نقصان کیا ہے - ہم نے اس نقصان کو بھی پورا کرنا ہے - اس کے باوجود میں اس ایوان اور جناب سپیکر سے درخواست کروں گا کہ ہمیں اس ملک سے جلد از جلد بے روزگاری دور کرنی چاہیے اور اس کے ساتھ ساتھ محنت اور اپنی پوری پوری صلاحیتوں کے ساتھ ہمیں اس ملک کو آگے کی طرف لے جانا چاہیے -

مسٹر سپیکر - مسٹر عابد حسین بھٹی -

مسٹر عابد حسین بھٹی - جناب والا - فاضل حزب اختلاف کے ممبر نے دو پوائنٹس پر فرمایا کہ عمر کا تناسب بلحاظ آب و ہوا کرنا چاہیے - انہوں نے دو grounds لی ہیں انھوں نے دوسری یہ گراؤنڈ لی ہے کہ نوجوان طبقے کو آگے آنے کا موقع دیا جانا چاہیے - مجھے اس سے اختلاف ہے اس لحاظ سے ہے کہ میرے فاضل دوست کو یہ علم نہیں ہے کہ ساٹھ سال کی عمر محض ایک حد رکھی گئی ہے جہاں جا کر آدمی کو ریٹائر ہو جانا پڑتا ہے اور اس سے زیادہ توسیع نہیں مل سکتی چاہے وہ medically fit ہو - چاہے وہ زیادہ قابلیت بھی کیوں نہ رکھتا ہو - لیکن میرے فاضل دوست کو یہ علم نہیں کہ اس کے علاوہ بھی کچھ وجوہات ہیں جن کی بنا پر آدمی کو اس سے قبل بھی ریٹائر کر دیا جاتا ہے - جس میں compulsory retirement بھی آتی ہے اور اس کے علاوہ medical point of view سے بھی وہ ریٹائر کیا جا سکتا ہے - ان وجوہات کی روشنی میں جو لوگ اس طرح ریٹائر کر دئے جاتے ہیں یا ریٹائر ہو جاتے ہیں - اس سے نہ صرف نوجوان طبقے کو آگے آنے کا موقع ملتا ہے ، اور اس سے میرے فاضل دوست کی یہ requirement بھی پوری ہو جاتی ہے کہ نوجوان طبقے کو موقع ملنا چاہیے - اس لئے میں اس بل کی حمایت میں یہ عرض کروں گا کہ یہ بل بالکل مناسب ہے - اس میں ساٹھ سال کی حد بالکل مناسب ہے اور اس سے زیادہ بھی اگر کسی آدمی سے فائدہ اٹھایا جا سکے اور وہ لائق بھی ہو اور اس کی صحت بھی

اجازت دیتی ہو تو اس سے نوجوان طبقے کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ بھٹی صاحب ۔ یہ فرمائیں کہ نوجوان طبقے کو اس سے کیا فائدہ ہوتا ہے ؟

مسٹر عابد حسین بھٹی ۔ میں یہ اس لئے عرض کر رہا ہوں کہ یہ میرے فاضل دوست کی requirement ہے کہ نوجوان طبقے کو آگے آنے کا موقع نہیں ملتا ۔ یہ ان کا کہنا ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ یہ ضروری نہیں ہے ۔ کئی لوگ اس طرح ریٹائر ہوتے رہتے ہیں اور نوجوان طبقے کے لئے جگہ بنتی رہتی ہے ۔ یہ ایک حد مقرر کر دینے سے ہی ان کی باری نہیں جاتی ۔ بلکہ اس سے قبل compulsory retirement سے بھی آتی ہے اور میڈیکل point of view سے جو ریٹائرمنٹ ہوتی ہے ۔ اس سے بھی ان کے لئے موقع ملتا رہتا ہے ۔ یہ ضروری نہیں کہ ایک حد مقرر دینے سے ہی نوجوان طبقے کو موقع ملے گا ۔ میں گزارش کروں گا کہ اس لحاظ سے یہ بل بہت مناسب ہے ۔

Mr. Irshad Muhammad Khan. Sir, the Bill is full of virtue and the learned Leader of Opposition has indulged in criticism simply for the sake of criticism. I shall be supporting this contention of mine by specific instances and precedents from the far East and the far West. Actually, the law regulating the services and the retirement of government servants had been in state of fluid change for the last two decades. Some times it was reduced to 55, again to 58 and then now to 60.

In fact, the services of the experienced officials who have spent whole of their life in government service and have attained maturity and vast experience could only be utilized when they have reached that age.

I can say that in Japan the age of retirement is 65 and in the United States the Judges of the Judiciary go for beyond 75. As submitted by the learned lady member, Begum Rehana Sarwar, no member of the House of Lords is below 70. In fact, the true utilization of the intellect, intelligence and worth of a government servant matures when be crosses 55. It would be highly criminal, I should say, if a person who reaches the true age is deprived of his utilization by the government. As

submitted earlier, the age limit in our country has been fluid throughout. It is not depriving the young blood from their entering into service because these young people who are in service their promotion can be delayed by a period of two years becaus when they would reach the stage of 58 then they will continue upto 60.

I do not know whether the future governments will further reduce it because an Act of th legislature till it remains in the field shall be operative. Earlier, people were retired at 55 but now a government servant retiring at 58 will cross over to 60 and those two years is the best time for the government to utilize his capabilities, his intelligence, his integrity and his usefullness. So far as undesirable element is concerned there are laws obtaining in the Province and they could be proceeded against under the Efficiency and Discipline Rules. The rules lay down that invariably a goverdment servant shall cross over 58 and reach 60 years which is the age of retirement but if his viability can be of no use to the government he can be retired earlier. So, there are many checks at various stages. The physical fitness of a government servant will be looked into by a Medical Board when he crosses 58. For senior officers there is Medical Superindent to check them up whether they are physically fit to be retained id service.

So, for that matter, the young people will have their say in promotions also because if the medical report says that the usefullness of a government servant is not desirable then he can go. There are further laws obtaining in government service which lay down that a government servant who has crossed 25 years of service can be retired as a matter of right by the government. No explanation is needed in that regard because they can just check up his past record and if the entries are bad they can say him good-by. Therefore, if a government servant entering into service at the age of 22 or 23, and not beyond 25, when he crosses the age of 55, is not found desirable he can be retired. This Bill will not create anamoly but will be a source of consolation and solace to the public servants giving them complete security that they will attain the age of 60 years for

superannuation and retirement and till then they should not beg for recommendations and sources to have extensions. Now, in the existing state of affairs, people attaining the age of 58 years were getting extensions till 60 years' age by various means from back doors, from front doors, diameterically opposed to all norms of fair play and that, as a matter of fact, rested with the administrative convenience of the Ministers or the Heads of Departments but now having been given a legal right to continue upto 60 years those government servants shall have complete faith and confidence that they will not be shunted out before 60.

Mr. Speaker. Would they be inelligible for extension after the age of 60 years ?

Mr. Irshad Muhammad Khan. I do not know whether they would be eligible or not but so far as the Bill goes 60 years is the age of retirement and beyond that if there are any special rules those are neither laid down in the Bill nor they are contemplated. It means that the age of retirement is statutarily fixed under which a government servant can't go beyond that age and, when he attained that age after that if his services are indispensible it is again for the government to decide for extension but it is not evisaged in the present Bill. So, the fixation of retirement age at 60 creates confidence in a government servant and gives him faith that he has to attain a certain age and after that be will be no more. Earlier, it was a matter of discretion beyond 58 years and a government servant who had no push or any assistance from the political side or the Head of Department he was bound to go at the age of 58 years. Now, as I have earlier stated, the real utilization of a public servant starts after he has attained the age of 55 years.

Lord Justice Thompson once quoted in his famous ruling of the Supreme Court of Appeals in the United States that it is highly crminal that when a person matures and the true utilization starts he is said good-bye. I do not say that we are suffering from a tropical climate and that the age limit so fixed is proper. Here, the normal life of a man is 37 years and not 33 as submmited by my learned friend. It is increasing day by

day. It was about 33 years seven or eight years back but it has increased now. Therefore, with the advancement of age of a personnel living in this country by four years, I would say, if two years are given to him it will do no harm to the government.

It is rather beneficial to utilise the personnel services more especially in the techological grades because maturity comes fairly after fifty and it cannot be at the early ages when it is a stage of infancy in the government service at the age of 25. Because no government servant enters in the goverment service earlier than 25. Gradually with the lapse of time, with the passage of time he gains experience and knowledge. The government servants are sent abroad in friendly countries for training and for extra knowledge apart from what they have got in the universities. So it is in the fitness of things to say that the age should be fixed at 60 years. My learned friend Sardar Saghir Ahmad said that the law regarding age should be made permanent i.e. that this should be for all times to come. Sir, we cannot put a chain on the future assemblies. We can make the law, we can amend the law and we can repeal the law till our life is there. So the submission of Sardar Saghir Ahmad was not based on cogent reasoning or on solid grounds or in keeping with the ethical values because as I have submitted the government servants must feel a sigh of relief that they are free of any recommendations and of pull-backs for attaining the age of sixty. So I endorse the bill with all the vehemence at my command.

سید مسعود زاہدی - جناب والا - قائد حزب اختلاف نے یہ اعتراض کیا ہے کہ عرصہ ملازمت میں توسیع نہ کی جائے - یہ مفروضہ پر قائم ہے بلکہ ہمارے یہ بزرگ جب 58 سال کی عمر میں پہنچ جاتے ہیں - - - -

مسٹر برکت علی غیور - جناب والا - پبلک سرونٹ صرف پبلک سرونٹ ہی ہیں، انہیں بزرگ کہنا مناسب نہیں ہے -

مسٹر سپیکر - ان کی تقریر پر تنقید تو ہو سکتی ہے - مگر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے -

سید مسعود زاهدی ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کررہا تھاکہ توسیع ملازمت بمطابق عمر کی جا رہی ہے ۔ اگر آپ یہ سمجھیں کہ جب آدمی 58 یا 59 برس کی عمر میں داخل ہوتا ہے تو یہ غلط ہے کہ فاترالعقل ہو جاتا ہے ۔ ہم موجودہ دنیا میں دیکھتے ہیں اس عمر میں بڑے بڑے افسران ہوتے ہیں اور ریفریشر کورس بھی ہوتے ہیں ۔ باہر سے لوگ اور ادارے ان کی تربیت کے لئے آتے ہیں ۔ جناب والا ۔ وہ بزرگ پختہ ذہن ہوتے ہیں اور تجربہ اور مدت ملازمت کے وسیع مشاہدات کی بناء پر اپنے جونیئر آفیسرز کی تربیت اور اصلاح کرتے ہیں ۔ ایک تو جناب والا ۔ اصلاح کا پہلو نکلتا ہے اور دوسری طرف دیکھا گیا ہے کہ جونیئر اپنے سینئر کے پاس جاتے ہیں کیونکہ ان کے پاس تجربہ بہت زیادہ ہوتا ہے ۔ دو سال میں کوئی فرق نہیں پڑتا ۔ کیونکہ تجربات ہوتے رہے ہیں کبھی 58 سال اور کبھی 60 سال ۔ یہ دلیل اس بات کے حق میں ہے اور ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ساٹھ سال کی عمر صحیح ریٹائرمنٹ کی عمر ہے اور جہاں تک نوجوان خون کا تعلق ہے ان کی ذہنی تربیت بھی کرانی ہے ۔ حسن کارکردگی اور ان کی اصلاح اس سے بہتر اورکیا ہو سکتی ہے وہ اپنے محکموں میں رہ کر ہی اپنے بزرگوں سے تربیت حاصل کریں اور یہ ایک تدریجی عمل ہے ۔ یہ نہیں نہ ایک آدمی اوپر بیٹھا ہے ۔ ایک نیچے بیٹھا ہے اور درمیانی زینہ خالی ہے ۔ اس تدریجی ترقی میں ایک ایک درجہ آگے بڑھتا ہے ۔ آخری سیڑھی والے کو کچھ عرصہ کے لئے خسارے میں رہنا پڑے گا ۔ مگر یہ صرف دو سال کی مدت ہے ۔ یہ جو بل جو اس وقت ایوان میں پیش ہے غالباً اسی بات کا متقاضی ہے کہ اگر ہم سنجیدگی سے غور کریں کہ ہمارے پختہ کار افسران اور اپنی وسیع مدت ملازمت کے دوران انہوں نے جو مشاہدات کئے ہیں ۔ ان سے استفادہ کیا جائے ۔ یہ محکمہ کے لئے بہت فائدہ مند ہوگا ۔ محکمہ کی کارکردگی بڑھے گی ۔ مزید یہ کہ دوسروں کی اصلاح ہوگی ۔ اس کے علاوہ نئے افسر جو بڑے افسر بننا چاہتے وہ دو سال انتظار بھی کر سکتے ہیں ۔ جب وہ اس سٹیج پر پہنچیں گے تو ان کا یہ استدلال بھی خود ختم ہو کر رہ جاتا ہے ۔ کیونکہ 58 سال کی سٹیج پر پہنچ کر وہ بھی یہی چاہیں گے کہ 60 سال ریٹائرمنٹ کی عمر ہونی چاہیے ۔ جناب والا ۔ یہ بل نہایت اہم ہے ۔ ہمیں ان لائق افسروں کو دو سال کی مدت دینی چاہیے اور ریٹائرمنٹ کی عمر پہلے کی

طرح ساٹھ کر دینی چاہیے ۔ اس لئے میں اس بل کی حمایت کرتا ہوں ۔ (شکریہ) ۔

مسٹر ڈیمسن منوہا ۔ جناب والا ۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس بل کے تحت ریٹائرمنٹ کی عمر 55 سال سے بڑھا کر 58 سال اور اب 58 سال سے 60 کی جا رہی ہے ۔ جناب والا ۔ موجودہ حالات میں یہ نہایت ہی مناسب ہے لیکن اس کے ساتھ ہی اگر آپ چاروں طرف نظر دوڑائیں تو آپ محسوس کریں گے کہ ایک مفید بات ابھی ایوان کے سامنے شاید نہیں آئی ۔ جناب والا ۔ جب ریٹائرمنٹ کی عمر 58 سال سے بڑھا کر 60 سال کی جا رہی ہے تو بہت اہم ضرورت محسوس کی جا رہی ہے ۔ میں ایوان کی توجہ اس طرف بھی دلانا چاہتا ہوں ۔ جناب والا ۔ جب ریٹائرمنٹ کے لئے عمر کی حد بڑھائی جا رہی ہے تو بھرتی کے لئے بھی عمر کی حد بڑھا دی جانی چاہیے اور یہ عمر بھی اسی تناسب سے بڑھائی جائے ۔ کیونکہ وہ نوجوان جو کچھ عمر زیادہ ہو جانے کی وجہ سے حکومت کی ملازمت میں نہیں آ سکے ۔ وہ تشویش محسوس کریں گے اور اس ان کی یہ تشویش دور ہو جائے اور اس طرح جناب غریب طبقہ کے سینکڑوں نوجوان جو پوسٹ گریجوایٹ ، گریجوایٹ ، انڈر گریجوایٹ ہیں اور نان شیبنہ کے واسطے محتاج ہیں ۔ اپنی پریشانی دور کر سکیں گے ۔ اس لئے انہیں بھی اگر مواقع دئے جائیں تو یہ نہایت مناسب ہوگا ۔ (شکریہ)

مسٹر سپیکر — مسٹر محمد شریف ظفر جوئیہ ۔

مسٹر محمد شریف ظفر جوئیہ ۔ جناب والا ۔ اس بل پر بحث کرتے ہوئے میرے بہت سے دوست اظہار خیال کر چکے ہیں ۔ میں اس پر ایک ترمیم پیش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں اس کو ملکی حالات کے مطابق دیکھنا ہوگا کہ ساٹھ سال کی عمر تک پہنچا ہوا آدمی طبی نقطہ نظر سے صحیح ہے یا نہیں ۔ کیونکہ بعض لوگ تو سروس کے لئے موزوں ہوتے ہیں مگر بعض لوگ اپنے معاشی حالات یا گھریلو حالات کے تحت موزوں نہیں ہوتے ۔ اس لئے میں گزارش کروں گا کہ اس کے لئے یہ ضروری قرار دیا جائے کہ 58 سال کے بعد اس شخص کی مدت ملازمت میں توسیع کی جائے جو طبی لحاظ سے صحیح ہو ۔ ہمارے ہاں بعض لوگ تو ایسے ہوتے ہیں جو 75 اور 80 سال کی عمر تک

بھی ٹھیک رہتے ہیں مگر بعض لوگ اپنے مخصوص حالات کی وجہ سے قبل از وقت بوڑھے ہو جاتے ہیں ۔ اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ بہت ہی مناسب ہوگا اگر اس میں ترمیم کر دی جائے ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر ۔ چوہدری محمد لطیف رندھاوا ۔

چوہدری محمد لطیف رندھاوا ۔ جناب والا ۔ ایک بات شاید آپ کے نوٹس میں نہیں آئی ۔ میں آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ اس بل کے تحت ریٹائرمنٹ کی حد 60 سال کر دی گئی ہے ۔ 22 نومبر کو ہفتہ ملازمین منایا گیا تھا اور یہ اعلان قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کی جانب سے کیا گیا تھا ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ قائد عوام کے واضح اعلان کے بعد اب اس بات کی گنجائش نہیں رہ جاتی کہ ہم بحث کریں کہ عمر کی حد اتنی ہونی چاہیے ۔ اس کے علاوہ ایک بات جو جناب سپیکر ۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں بے کاری اور بے روزگاری بہت بڑھ چکی ہے ۔ اس بات کا سختی سے نوٹس لینا چاہیے۔ 25 ہزار کے قریب کم از کم پی ۔ ٹی ۔ سی اساتذہ اس وقت بے روز گار ہیں اور یہ تعداد بھی پنجاب کی ہے ۔ جناب والا ۔ یہ تمام کے تمام غریبوں کے بچے ہیں اور بالکل بے کار بیٹھے ہوئے ہیں ۔ وہ غریبوں کے بچے ہیں ۔ بہت غریب لوگ ہیں جنہیں ماں باپ نے بڑی مشکل سے دسویں جماعت تک پڑھایا اور اس کے بعد انہوں نے اس کو پی ۔ ٹی ۔ سی کرائی ۔ لیکن اس کے باوجود وہ انہیں روز گار نہ دلا سکے اور اب ریٹائرمنٹ کی عمر میں اضافے سے بہت بے روزگاری اور بے کاری ہوگی ۔ اس لئے موزوں یہ ہوگا اگر اس ترمیم کے ساتھ یہ بل بھی لایا جائے کہ جیسا کہ بعض فاضل ممبران نے فرمایا ہے توسیع میں نہ صرف افسران آتے بلکہ اس میں تمام employees آتے ہیں ۔ اس میں آفیسرز اور چھوٹے ملازم دونوں شامل ہیں ۔ اس لئے موزوں یہ ہوگا کہ اگر یہ پروویژن بھی آ جائے کہ 60 سال کی مدت اس صورت میں ہوگی اگر اس کی صحت اچھی ہوگی اور وہ جسمانی طور پر فٹ ہوں اور ان کا سروس ریکارڈ شاندار ہو ۔ میرے خیال میں جو یہ proviso ہوگا وہ قائد عوام کے منشا کے عین مطابق ہوگا ۔ انہوں نے تو اتنا کہا ہے کہ 60 سال کی عمر ہوگی ۔ باقی یہ ہاؤس ہے

اس کو یہ اختیار ہے کہ اس کے مطابق شرائط لگا دے ۔ میری یہ گزارش ہے کہ یہ میڈیکل بورڈ کی طرف سے ذہنی اور جسمانی fitness کی شرط اور اس کا ریکارڈ ضرور مد نظر رکھنا چاہیے ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر ۔ محمد جعفر ہاشمی ۔

مسٹر محمد جعفر ہاشمی ۔ جناب والا ۔ اس بل کا مقصد یہ نہیں ہے کہ کسی بھی ملازم کے روزگار کو بڑھا دیا جائے یا گورنمنٹ سرونٹ کے ایک خاص طبقے کے روز گار کو کم کر دیا جائے ۔ یہ ہماری بد قسمتی ہے کہ اس ملک میں سروسز یا سرکاری ملازمت کو روزگار کا بہت بڑا ذریعہ سمجھا جاتا ۔ اور یہ ایک حقیقت ہے ۔ مگر اس بل کا مقصد روزگار کے مسئلہ سے ہٹ کر یہ ہے کہ عمر حد 58 سال سے 60 سال تک کر دی جائے ۔ اس سے مقصود یہ ہے کہ وہ دو سال کا عرصہ جو کسی آفیسر کی ملازمت میں بڑھا دیا جاتا ہے ۔ اس میں ایڈمنسٹریشن کے لحاظ سے ۔ سروس کے لحاظ سے یا قومی نقطہ نظر سے اس کی افادیت کیا ہے ۔ اس ملک میں talent اور experience کی اتنی افراط نہیں ہے ۔ گورنمنٹ ملازم کی تعداد محدود ہے اور جاری مشکلات کے پیش نظر بڑھائی نہیں جا سکتی ہے ۔ اس لئے وہ تجربہ کار افسران جنہوں نے اپنی زندگی کے کافی سال صرف کرکے علم اور تجربہ حاصل کیا ان سے دو سال مزید فائدہ اٹھانا عین قومی مفاد کے مطابق ہے ۔ اور جیسا کہ اس ملک میں پچھلے کئی سالوں میں talent کی کافی کمی ہوئی ہے ۔ کئی ملک چھوڑ کر چلے گئے ہیں ۔ کئی اچھے لوگ سول سروس جائن نہیں کرتے ہیں کیونکہ مراعات کم ہیں ، تو نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ سول سروس کی effeciency کم ہو گئی ہے اور یہ بہت متاثر ہوئی ہے ۔ اسی وجہ سے اس قومی افادیت کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اگر صرف دو سال کا عرصہ بڑھا دیا جائے تو وہ تجربہ جو لاکھوں روپے خرچ کرکے گورنمنٹ نے ان لوگوں کو دلایا ہے اس سے قوم فائدہ اٹھائے گی ۔ وہ investment دو سال کے لئے مزید بروئے کار لائی جا سکتی ہے اور وہ تجربہ کہ انہوں نے اپنی محنت اور کاوش سے حاصل کیا ہے ۔ اس کو مزید بروئے کار لایا جا سکتا ہے اور جیسے بعض فاضل دوستوں نے یہ تجویز کیا ہے کہ recruitment کی

عمر میں دو سال کی توسیع کر دی جائے۔ یہ ظاہری طور پر تو بالکل صحیح لگتی ہے لیکن منطقی طور پر اس کا بھی اس لئے فائدہ نہیں ہوگا کہ ایک دو سال کی اگر عمر بڑھا دی جائے تو اس کا مقصد یہ نہیں ہے کہ number of recruitments بڑھ جائے گا۔ وہ تعداد ویسی ہی رہے گی اگر عمر کی حد بڑھا بھی جائے تو اس سے روزگار کا مسئلہ حل نہ ہوگا۔۔۔۔

مسٹر سپیکر۔ ہاشمی صاحب یہ فرمائیے کہ پھر تو اگر 60 سے 62 کر دی جائے تو کوئی حرج نہیں ہوگا۔

مسٹر محمد جعفر ہاشمی۔ سر یہ بات نہیں ہے۔ اصل میں اس ملک میں اس قسم کا کوئی ادارہ نہیں ہے۔ جیسا کہ دوسرے ملکوں میں ہے کہ اس کے پاس census figures ہوتی ہیں کہ کس قوم میں ؟ کن حالات میں کس climate میں ، کس age group میں effeciency زیادہ ہوتی ہے اور کس age group میں effeciency کم ہوتی ہے۔ یہ تو صرف اندازہ اور تخمینہ پر ہوتا ہے۔ ہمارے پاس اس قسم کی کوئی figures یا سائنٹیفک وجوہات نہیں ہیں کہ کس عمر تک scientifically ایک آدمی fit ہوتا ہے اور کس پر نہیں ہوتا ہے۔ ہم ایک اندازے کے پیش نظر کہہ سکتے ہیں کہ اگر اس کی عمر 60 سال کی ہو تو 60 سال تک کوئی شہری تجربہ کار اور کار آمد ثابت ہوسکتا ہے۔ اور اگر 60 سال سے زیادہ اس کا عرصہ ملازمت کر دیا جائے تو میرے اندازہ میں یہ عمر بہت زیادہ ہوگی۔ کیونکہ 60 سال کے بعد effeciency کم ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ زیادہ نہیں ہوتی ہے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں 60 سال maximum age limit ہے۔ اس سے بڑھانا زیادتی ہوگی۔ ویسے تو 60 سال تک بڑھانا بھی زیادتی لگتا ہے۔ لیکن میں اس لئے اس کی تائید کرتا کہ جو investment ہم نے کی ہے اس سے استفادہ کے لئے یہ ضروری ہے پھر کہ 60 سال کی اجازت دی جائے اور میں اس بل کی تائید کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر۔ حکیم فقیر محمد چشتی۔

حکیم فقیر محمد چشتی۔ جناب والا۔ میرے فاضل دوستوں نے بہت کچھ کہا ہے کہ 60 سال کی عمر تک اضافہ کر دینے میں کوئی حرج نہیں ہے

اور ہمیں اس سے فائدہ بھی ہوگا ۔ لیکن جہاں تک نوجوان طبقہ کا تعلق ہے وہ 25 سال کی عمر تک پہنچنے کے بعد overage ہو جاتا ہے ۔ اگر ان کی recruitment کی عمر میں بھی دو سال کی ایزادگی کر دی جائے تو یہ ان کی حوصلہ افزائی ہوگی تاکہ اچھے ذہن زیادہ تعلیم حاصل کرے اور وقت کی اہمیت کا احساس کرنے میں لگے ہوتے ہیں ۔ وہ overage ہونے کی وجہ سے ضائع ہوجاتے اور انہیں ملازمت نہیں ملتی ہے اور ملک اور قوم ان سے استفادہ نہیں حاصل کر سکتا ہے ۔ اس لئے میری گزارش ہے کہ اگر recruitment کی عمر میں دو سال کا اضافہ ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہوگا ۔ میں 60 سال عمر کی تائید کرتا ہوں ۔ وہ اضافہ ضرور ہونا چاہیے تا کہ ہم ان سے استفادہ اٹھا سکیں ۔ لیکن یہ عمر بھی ضرور بڑھائیں تا کہ نوجوان طبقہ 25 سال کی عمر تک پہنچنے کے بعد مایوس نہ ہو جائے اور ان کی حوصلہ افزائی کی جائے تا کہ اپنی پڑھائی مکمل کرنے کے بعد نوجوانوں کو در بدر کی ٹھوکریں کھا کر کسی پرائیویٹ ملازمت کو نہ اپنانا پڑے ۔ اس لئے ان کی recruitment کی عمر بھی بڑھا دی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ چشتی صاحب ۔ کیا یہ توسیع نوجوانوں پر اثر انداز نہ ہو سکے گی ؟

حکیم فقیر محمد چشتی ۔ جناب والا ۔ یہ اثر انداز تو ضرور ہوگی لیکن اس میں ملکی مفاد بھی تو ہے کہ ہم ان تجربہ کار افراد سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکیں گے ۔ میں نے اس لئے گزارش کی ہے کہ اگر نوجوانوں کے لئے بھی دو سال کی recruitment میں توسیع کر دی جائے تو وہ زیادہ حوصلہ افزا بات ہوگی ۔

Mr. Hamid Kamal Dahir. Mr. Speaker Sir, I fully support the Bill under consideration. But Mr. Speaker, I would like to submit in this regard a couple of points. The first thing is as my honourable and learned friend has said that the age limit on initial recruitment should be increased by two years from 25 to 27 years to give fair opportunity to the younger generation desirous of joining government service. In this way they will not be deprived of fair chance. If their recruitment age is raised by two years the retirement age should

also be raised then they will have a fair chance to join the service. So every body will have a fai change afterwards also because recruitment age will continue as 27 years. Sir, one more ponit is that as the retirement age has frequently been changed I suggest that it should be fixed for the next five years at least so that the life of the Bill should also be guaranteed for the next five years so that there should not be very many frequent changes. Thank you.

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر مختار احمد بھٹی ۔

مسٹر مختار احمد بھٹی ۔ حضور والا ۔ شاید فاضل قائد حزب اختلاف اس بات پر بحث کرتے ہوئے یہ بھول گئے ہیں کہ حکومت جب ایک سرکاری ملازم کو خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا ہو recruit کرتی ہے تو حکومت اس پر investment کرتی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس بات کے مترادف ہے کہ ہم گھر کے آنگن میں یا کہیں ایک درخت لگاتے ہیں تو جب تک اس کی چھاؤں گھنی ہوتی ہے ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ بھٹی صاحب تشریف رکھیں ۔ ایوان کی کارروائی 15 منٹ کے لئے ملتوی کی جاتی ہے ۔

(اس مرحلے پر ایوان کی کارروائی ملتوی کی گئی)

(چائے کے وقفے کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر جلوہ افروز ہوئے)

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر مختار احمد بھٹی اپنی نشست پر نہیں ہیں اور کوئی صاحب تقریر فرمانا چاہتے ہیں ؟ ۔ ۔ ۔ ۔ چونکہ اور کوئی صاحب تقریر کرنا نہیں چاہتے اس لیے اب میں یہ تحریک ایوان کے فیصلے کے لیے پیش کروں گا ۔

سوال یہ ہے ۔

کہ مسودہ قانون (ترمیم) سرکاری ملازمین پنجاب مصدرہ 1977ء فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ ہاؤس میں کورم پورا نہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ممبران کی تعداد کی گنتی کی جائے ۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) چونکہ ممبران کی تعداد کم ہے اس لئے گھنٹی بجائی جائے۔

(اس مرحلہ پر گھنٹی بجنی شروع ہو گئی)

اب هاؤس میں کورم پورا ہو چکا ہے لہذا گھنٹی بند کی جائے ۔ کلاز 2 ۔ سردار زادہ ظفر عباس ۔

(کلاز 2)

Mr. Speaker. Please move your amendment in Clause 2.

Sardar Zada Zafar Abbas. Sir, I move :

> That in Clause 2 of the Bill, for the word "sixteith" occurring in line 3, the word "fifty-fifth" be substituted.

Mr. Speaker. The amedment moved is :

> That in Clause 2 of the Bill, for the word "sixteith" occurring in line 3, the word "fifty-fifth" be substitued.

Minister for Law. Opposed.

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ اس کلاز میں ریٹائرمنٹ کی عمر 58 سال کی بجائے 60 سال کی جا رہی ہے جو کسی طرح بھی قرین انصاف نہیں ہے ۔ 60 سال کی عمر کرنے سے نیا خون نہیں آئے گا دوسرے اس کے ساتھ تفاوت یوں نہیں رہتا کہ آج کل انہوں نے جو بھرتی کی عمر رکھی ہوئی ہے اور جو ریٹائرمنٹ کی عمر رکھی ہوئی ہے اس میں بھی تفاوت زیادہ ہو جائے گا جو مناسب نہیں ہے ۔ اس کے ساتھ هی میں عرض کروں گا کہ 55 سال کی عمر سے پہلے اگر آدمی ریٹائر کر دیا جائے تو اس طرح ینگ بلڈ یعنی نیا خون آگے آ سکے ۔ دوسرے اس کے ساتھ یہ بھی ہوگا کہ جو آدمی ساٹھ سال سے یا 58 سال سے بڑھ کر گورنمنٹ کی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے ہیں ۔ ان کی ریٹائرمنٹ سے بہت فرق پڑ جائے گا ۔ اس کے ساتھ هی میں 55 سال کی عمر کے متعلق عرض کروں گا کہ جہاں تک پہلی حکومتوں کا تعلق تھا انہوں نے 55 سال کی عمر اس لئے کی تھی کہ 55 سال کی عمر کے

بعد جا کر انسان کے اور بھی بہت سے مشاغل بڑھ جاتے ہیں - مثال کے طور پر اس کی مجبوریاں بڑھ جاتی ہیں جس سے اس کی کرپشن کا انداز بھی تبدیل ہو جاتا ہے - اس کے ساتھ ہی میں یہ بھی عرض کروں گا کہ 55 سال کی عمر کے بعد اگر کسی آدمی کو مزید عمر کی رعایت دی جائے تو اس کا strict medical examination ہونا چاہیے - کیونکہ جس آدمی کی کوئی سفارش ہوگی یا approach ہوگی - وہ 60 سال کی عمر تک چلا جائے گا اور جس آدمی کی سفارش نہیں ہوگی اس کو بورڈ رد کر دے گا - اس لئے یہ عمر 55 سال کی صحیح ہے اور ہم پاکستانیوں کے لئے جیسا کہ ہماری صحت بھی دوسرے ممالک کی نسبت اچھی نہیں ہے - دوسرے ممالک میں ریٹائرمنٹ کی عمر 55 سال ہے - اس لئے ہمارے ملک میں بھی ریٹائرمنٹ 55 سال کی عمر ہونی چاہیے - اس لئے میں نے یہ موو کیا ہے کہ یہ 60 سال کی بجائے اسے 55 سال کیا جائے -

وزیر قانون - جناب والا - یہ ترمیم جو پیش کی گئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس ترمیم کو قبول کر لیا جائے تو اس سے تمام نظام درہم برہم ہو جائے گا اور ہم تمام تجربہ کار ملازمین سے محروم ہو جائیں گے - جنہوں نے عمر کا کافی حصہ ملازمت میں گزار کر تجربہ حاصل کیا ہے - ان کے علم اور تجربہ سے حکومت محروم ہو جائے گی - اس کے علاوہ پبلک سرونٹ کے ساتھ بھی زیادتی ہوگی - کیونکہ انہیں آج تک اس امر کا یقین تھا کہ ان کی مدت ملازمت 60 سال ہو گئی ہے اور وہ اب 58 سال کی بجائے 60 سال تک ملازمت میں رہیں گے اور اس کے بعد ریٹائر کر دئے جائیں گے - یہ ان کے ساتھ بڑی زیادتی ہوگی - اس لئے میں ترمیم کی مخالفت کرتا ہوں -

Mr. Speaker. The question is :

> That in Clause 2 of the Bill, for the word "sixtieth", occurring in line 3, the word "fifty-fifth" be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

> That Clause 2 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(Clause 1)

Mr. Sperake. Please move your amendment in claus 1.

Sardarzada Zafar Abbas. I beg to move :

> That for sub-clause (2) of Clause 1 of the Bill, the following be substituted, namely :—
>
> (2) It shall be deemed to come into force on twenty-second day of February, 1977.

Mr. Speaker. The motion moved is :

> That for sub-clause (2) of Clause 1 of the Bill, the following be substituted, namely :—
>
> (2) It shall be deemed to come into force on twenty-second day of February, 1977.

Minister for Law. Opposed.

سردار زادہ ظفر عباس۔ جناب والا ۔ اس میں یہ سوال ہے کہ اس کے ایکٹ میں یہ کہا گیا ہے کہ یہ دسمبر کی تاریخ سے لاگو ہوگا ۔ with retrospective effect جس کے متعلق میں یہ عرض کروں گا دسمبر کی بجائے 22 فروری 1977ء سے لاگو کیا جائے ۔ اس سے پہلے نہ کیا جائے ۔

وزیر قانون۔ جناب والا ۔ اس پر زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے وہی بات مناسب ہے جو اس بل میں دی گئی ہے کہ اس کا اطلاق 22 نومبر 1976ء سے ہوگا ۔ میں ان الفاظ کے ساتھ اس ترمیم کی مخالفت کرتا ہوں ۔

Mr. Speaker. The question is :

> That for sub-clause (2) of Clause 1 of the Bill, the following be substituted, namely :—
>
> (2) It shall be demed to come into force on twenty-second day of February, 1977.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. Next amendment, please.

Sardarzada Zafar Abbas. I beg to move :

> That for sub-clause (2) of Clause 1 of the Bill, the following be substituted, namely :—
>
> (2) It shall be deemed to have taken effect on twenty-second day of November, 1976.

Mr. Speaker. The motion moved is —

> That for sub-clause (2) of Clause 1 of the Bill, the following be substituted, namely :—
>
> (2) It shall be deemed to have taken effect on twenty-second day of November, 1976.

Minister for Law. Opposed.

سردارزادہ ظفر عباس - اس بل میں یہ کہا گیا ہے کہ 22 نومبر 1976ء سے یہ ترمیم لاگو ہے - اس لئے یہ ترمیم دی گئی ہے - اس کلاز کو اس کی بجائے یہ ہونا چاہیے -

مسٹر سپیکر - اس میں گزارش یہ ہے کہ یہ جو شامل کیا گیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ فوری طور پر نافذ العمل ہو -

It shall come into force at once and shall be deemed to have taken effect on 22-11-1976.

اور یہ 22 نومبر 1976ء سے نافذ العمل ہوگا - یہ فوری طور پر نافذ ہوگا - اور یہ تصور کیا جائے گا کہ 22 نومبر 1976ء سے نافذالعمل ہو ، اس زبان میں یا اس عبارت میں تضاد سا معلوم ہوتا ہے - اگر اس ترمیم کو adopt کر لیں تو اس سے آپ کا منشا پورا ہو جائے گا -

It shall come into force at once.

مسٹر مسعود زاهدی - اس ترمیم کا نافذ العمل فوری طور پر ہوگا - اگر یہ ترمیم فوری طور پر نافذ العمل ہو تو یہ with retrospective effect بیکار ہے - جہاں تک ترمیم کا تعلق ہے فوری طور پر نافذ العمل ہو - لیکن اس کا اثر ہوگا کہ اس تاریخ سے جو نیچے دی گئی ہے -

Statemet of objects and reasons.

مسٹر سپیکر - سوال ایکٹ کا ہے کہ کس تاریخ سے نافذالعمل ہو -

Mr. Masud Zahdi. With netrospective effect.

مسٹر سپیکر - اور ترمیم بھی یہی کہتی ہے کہ 22 نومبر 1976ء سے ہوگا - اس میں یہ جو زبان استعمال کی گئی کہ from 22nd Noumber, 1976 یہ at once ہوگا - اس کے ساتھ ہم یہ کہتے ہیں کہ 22 کا یہ جو تضاد ہے اس کو دور کرنا چاہیے اور فوری طور پر نافذ العمل کیا جائے گا -

Minister for Law. Actually, these are two different things. One is that when it shall come into force ? The Bill could provide that it shall come into force whenever the Governor or the Chief Executive of the Province so desires that it shall come into force from a particular date or it could come into force at once. This is actually to dispel any such impression. This is a general requirement of law as to when a law shall come into force. Therefore, the first part of this clause deals with this aspect of the case and the second part is actually a legal fiction and that legal fiction is that it shall be deemed to have taken effect from a particular date.

Hence, my respectful submission is that the Bill, as presented in the House or the Clanse as presented in the House, be accepted.

مسٹر سپیکر - میں ایوان کی اطلاع کے لئے عرض کر دوں کہ ترمیم کے بعد کا طریقہ یہ ہے - پہلے ترامیم پیش کی جائیں - اس کی فاضل وزیر یا کوئی ممبر مخالفت کرتا ہے تو اس کے بعد اس ترمیم کرنے والے کی تقریر - پھر اس کے بعد فاضل وزیر متعلقہ یا فاضل رکن اس کے بعد پھر اور -

مسٹر برکت علی عیور - میں شیخ صاحب سے پہلے کھڑا تھا -

مسٹر سپیکر - میں نے صرف اطلاع کے لئے عرض کیا ہے -

Minister for Law. If the observation has reference to the member present before your honour then I would submit that actually a query was put by the honourable Speaker and I only stood up to explain my position.

Mr. Speaker. Otherwise you have made your final speech on this amendment.

Minister for Law. Yes, Sir.

Mr. Speaker. All right Thank you.

مسٹر برکت علی غیور - میری submission یہ ہے کہ یہ جو الفاظ کی ambiguity دکھائی دیتی ہے - اگر اس میں It shall come into force at once کی بجائے اس میں یہ آ جائے -

This amendment shall have retrospective effect from
اس تاریخ سے کر دیا جائے تو میرے خیال میں جو قانونی طور پر الفاظ کا سقم نظر آتا ہے - وہ دور ہو جائیگا -

مسٹر سپیکر - مطلب یہ ہے کہ آپ اس ترمیم کی تائید کرتے ہیں -

مسٹر برکت علی غیور - میں اس کی تائید کرتا ہوں - مگر اس کی زبان تبدیل کر دی کر جائے -

مسٹر سپیکر - سردار صغیر احمد -

سردار صغیر احمد - جناب والا - میرے خیال میں حکومت کی طرف سے پوری احتیاط برتی گئی ہے ، مثال کے طور پر تصور کر لیا جائے کہ اس کے retrospective effect کو غیر آئینی قرار دے دیا جاتا ہے تو یہ سارے کا سارا بل غیر آئینی ہو جاتا ہے اور اس کے نفاذ کی کوئی تاریخ مقرر نہ ہوگی - اس لئے اس کو نافذ کرنے کے لئے جو atonce رکھا گیا ہے وہ بھی ضروری ہے اور جس تاریخ سے اسے لاگو کیا گیا ہے یہ کلاز بھی ضروری ہے - میرے خیال میں یہ جامع کلاز ہے اور اسے دونوں صورتوں میں رہنا چاہیے -

مسٹر سپیکر - (وزیر قانون) شیخ صاحب - آپ کچھ فرمانا چاہتے ہیں ؟

وزیر قانون - آپ نے مجھ سے ایک سوال پوچھا تھا ، میں نے اس کا جواب دے دیا ہے -

مسٹر سپیکر - شیخ صاحب - عام طور پر یہ language ایک ہی

فقرے میں اکٹھی نہیں ہوتی ، ایک ھی جگہ ۔ ایک ھی کلاز میں اور ایک ہی سب کلاز میں یہ بڑی unusual سی ہے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ جیسے کہ جانتے ہیں کہ پہلے یہ ایک آرڈیننس کی صورت میں آیا تھا ، پھر یہ آرڈیننس lapse ھو گیا اور اب یہ بل کی صورت میں آ رھا ہے۔ تو اس کے پیچھے ایک تاریخ ہے ، اس لئے ھمیں یہ کرنا پڑتا ہے ۔

Minister for Law and Parliamentary Affairs. It has a history behind it that is why we have to do it.

Mr. Speaker. The questin is :

> That for sub-clause (2) of Clause I of the Bill, the following be substituted, namely :
>
> (2) It shall be deemed to have taken effect on twenty second day of November, 1976.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. Next amendment by Sardarzada Zafar Abbas. But it has become infructuous. Therefore, it is ruled out of order. Now I put the clause before the House.

Chaudhry Khan Mohammad. Point of order Sir. The House is not in order.

Mr. Speaker. Order please. It is very much improper and if our learned member does not know the rule or the Rules of Procedure, the members of the staff should know. It is highly unparliamentary on the part of the staff member.

Mr. Speaker. The question is :

> That the short title and commencement do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(Preamble)

Mr. Speaker. The question is :

That the Preamble do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(Long Title)

Mr. Speaker. The Long Title forms part of the Bill.

Mr. Speaker. Minister for Law and Parliamentary Affairs to move the next motion.

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

که مسوده قانون (ترمیم) سرکاری ملازمین پنجاب مصدرہ 1977ء منظور کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر۔ تحریک زیر بروئے ایوان یہ ہے :

که مسوده قانون (ترمیم) سرکاری ملازمین پنجاب مصدرہ 1977ء منظور کیا جائے ۔

کیونکہ اس تحریک کی کوئی مخالفت نہیں کی گئی لہذا یہ تحریک منظور کی گئی اور یہ بل پاس ہوا ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

مسودہ قانون (خاتمہ) مالیہ اراضی پنجاب مصدرہ 1977ء

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

که مسوده قانون (خاتمہ) مالیہ اراضی پنجاب مصدرہ 1977ء فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

مسٹر سپیکر۔ تحریک پیش کردہ یہ ہے :

که مسوده قانون (خاتمہ) مالیہ اراضی پنجاب مصدرہ 1977ء فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

سردارزادہ ظفر عباس - میں اس کی مخالفت کرتا ہوں -

وزیر قانون - جناب والا - یہ بل جو ایوان میں پیش کیا گیا ہے ، تاریخی اہمیت کا حامل ہے - پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ لینڈ ریوینیو کو ختم کیا گیا ہے - جس سے اس ملک کے لاکھوں کسانوں اور زمینداروں کو بہت سی سہولتیں میسر آ گئی ہیں ، ان کو نفع ہوا ہے اور وہ لینڈ ریوینیو جو ان سے وصول کیا جاتا تھا ، اب ختم کر دیا گیا ہے - یہ تو ظاہری طور پر اس کی وہ صورت ہے جس کا تعلق روپے اور آمدنی سے ہے - مگر اس کے ساتھ ایک مشینری سے بھی آزاد ہو گئے جس مشینری کے خلاف وہ برسوں سے کراہ رہے تھے - اس میں معاشرتی اور اخلاقی پہلو اتنا وسیع ہے کہ آنے والا مورخ جب اس بات پر تبصرہ کرے گا تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ یقیناً اس نتیجے پر پہنچے گا کہ عوامی حکومت نے عوام کی جو خدمات کی ہیں ان میں یہ خدمت بہت بڑی اہمیت رکھتی ہے - قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو اور پاکستان پیپلز پارٹی نے عوام سے یہ وعدہ کیا ہوا ہے کہ وہ ان کی معاشی حالت کو سدھاریں گے اور اسے بہتر بنانے کے لئے اپنی تمام تر توجہ اور اپنی تمام تر کوشش بروئے کار لائیں گے - اس کے ساتھ ہی ساتھ معاشرے میں اصلاح اور معاشرتی صورت حال کو بھی بہتر بنالیں گے - اس بل کے منظور کرنے سے ہم پنجاب میں یہ دونوں چیزیں حاصل کر سکیں ہیں -

مسٹر سپیکر - سردارزادہ صاحب ، آپ نے امنڈمنٹ دے رکھی ہے - وہ امنڈمنٹ فرمالیے -

سردارزادہ ظفر عباس - میں نے جناب اس میں یہ عرض کیا ہے کہ چونکہ یہ بل بہت اہمیت کا حامل ہے - - -

مسٹر سپیکر - سردار صاحب ، اپنی امنڈمنٹ پیش فرمالیے -

Sardarzada Zafar Abbas. Sir, I move :

> That the Punjab Land Revenue (Aboliton) Bill, 1977 be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instru-

ctions to report thereon by 15th July, 1977.

1. Sardar Mazhar Ali Khan.
2. Chaudhry Muhammad Sharif.
3. Mian Umar Ali.
4. Mr. Muhammad Nafees uddin Farooqi.
5. Mr. Muhammad Mumtaz Khan Malik.
6. Mr. Umar Hayat Sial.
7. Mr. Muhammad Aslam Chela Sial.
8. Sardarzada Zafar Abbas (The mover).

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That the Punjab Land Revenue (Abolition) Bill, 1977 be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 15th July, 1977.

1. Sardar Mazhar Ali Khan.
2. Chaudhry Muhammad Sharif.
3. Mian Umar Ali.
4. Mr. Muhammad Nafees uddin Farooqi.
5. Mr. Muhammad Mumtaz Khan Malik.
6. Mr. Umar Hayat Sial.
7. Mr. Muhammad Aslam Chela Sial.
8. Sardarzada Zafar Abbas (The mover).

Minister for Law. Opposed.

سردارزادہ ظفر عباس - جناب والا - اس بل سے پنجاب کی سب سے زیادہ آبادی متاثر ہوتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ حکومت کے ٹیکسوں کا بھی ایک بہت بڑا حصہ متاثر ہوتا ہے - میری گزارش یہ ہے کہ اس بل کی پوری طرح چھان بین ہونی چاہیے - دوسری چیز اس میں یہ ہے کہ یہ بل ایک "منی بل" کی حیثیت رکھتا ہے اور منی بل کے لئے قواعد ہیں کہ اس کی سینکشن حکومت سے حاصل کی جائے - اس بل کے ساتھ کوئی سینکشن نہیں ہے اور تیسرا اس پر یہ اعتراض ہے کہ بل کے ساتھ statement of objects and reasons بھی نہیں دی گئیں - تو ان دونوں صورتوں کے نہ ہونے کی وجہ سے بھی یہ بل پیش نہیں کیا جانا چاہیے اور جب یہ بل سٹینڈنگ کمیٹی کے حوالے کر دیا جائے گا تو اس کے دوران یہ دونوں چیزیں بھی ہو جائیں گی - منی بل کی تعریف میں دفعہ 115 ، پاکستان کے آئین میں صاف طور پر واضح ہے :

> 115. (1) A Money Bill, or a Bill or amendment which if enacted and brought into operation would involve expenditure from the Provincial Consolidated Fund or withdrawal from the Public Account of the Province shall not be introduced or moved in the Provincial Assembly except by or with the consent of the Provincial Govhrnment.
>
> (2) For the purposes of this Article a Bill or amendment shall be deemed to be a money Bill if it contains provisions dealing with all or any of the following matter, namely :—
>
> (a) the imposition, abolition, remission, alteration or regulation of any tax.

اس بل میں ٹیکس involved ہے اور اس ٹیکس کی abolition involved ہے جس کے لئے حکومت کی prior sanction لازمی ہے - پھر اس بل میں یہ

بھی نہیں بتلایا گیا ہے کہ اس بل کے objects and reasons کیا ہیں ۔ یہ بل کس وجہ سے یہاں پر پیش کیا گیا ہے اور اس کی کیا ضرورت ہے ؟ اس بل کو بغور پڑھنے اور اس کا سارا جائزہ لینے سے یہ صاف عیاں ہے کہ یہ بل جس دن سے پاس ہوگا ، اسی دن سے کوئی مالیہ اراضی نہیں وصول کیا جا سکے گا ۔ اس مالیہ اراضی وصول نہ کرنے کے بعد کیا ہوگا ۔ ربیع 77-1976ء جو اب جا رہا ہے ، اس میں بہت سی مالیے کی تشخیص ہو چکی ہے ۔ اس تمام کے تمام کو اب کینسل کر دیا جائے گا ۔ پھر اس کے بعد یہ ہے کہ اگر مالیہ نہ رہا تو پھر گرداوریوں کی بھی ضرورت نہیں ۔ محکمہ مال کا بھی بہت سا کام ختم ہو جائے گا ۔ اور اس کی وجہ بھی کوئی نہیں بتائی گئی کہ اس بل کے ذریعے مالیہ اراضی ختم کرنے کے بعد کیا revenue ہیں ۔ جو کہ اس کے بعد حکومت کو ادا کیے جائیں گے ۔ زمین کا جو vast tract ہے ، اس کے متعلق حکومت کا بجٹ بھی deficit ہو جائے گا اور اس میں بھی کوئی ایسی چیز نہیں آئے گی ۔ بہت سی چیزیں یہ بل lack کرتا ہے ۔ اس میں کوئی بھی ایسی چیز نہیں دی گئی ۔ ان وجوہات کے پیش نظر اس بل کو سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور وہاں اس میں جو ترامیم وغیرہ ہوں گی ، آ جائیں گی اور ان میں مئی بل کی سینکشن بھی آ جائے گی ۔ اس لئے میں ہاؤس کے سامنے یہ گزارش کروں گا کہ اس کو سٹینڈنگ کمیٹی کے سامنے پیش کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سردار زادہ صاحب ، جس حد تک اس کا تعلق ہے کہ آپ سینکشن کے متعلق کوئی پوائنٹ اٹھانا چاہیں ، تو یہ آپ کی صوابدید پر ہے کہ آپ جو بھی دلیل پیش کرنا چاہیں ۔ اگر اس معاملے میں آپ سمجھتے ہیں کہ اس کی سینکشن ضروری تھی ، نہیں لی گئی ، یا آپ سمجھتے ہیں کہ statement of objects and reasons نہ ہونے کی وجہ سے یہ ٹیکنکل طور پر ناقص بل ہے ۔ تو یہ پوائنٹ آف آرڈر آپ اٹھا سکتے ہیں ۔ آپ کی صوابدید پر ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر کی صورت میں اٹھائیں یا دلیل پیش کریں ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ میں نے پہلے بطور پوائنٹ آف آرڈر اس کو پیش کیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا کہ ابھی اس کا وقت نہیں آیا ۔ جب ہاؤس کے سامنے پیش ہوگا تو پیش کریں ۔

مسٹر سپیکر - اس کا وقت اب تھا - جب وقت نہیں تھا - اس وقت آپ نے پوائنٹ آرڈر اٹھایا اور جب وقت ہے ، اس وقت آپ نے نہیں اٹھایا -

سردار زادہ ظفر عباس - تو اب میں اٹھاتا ہوں -

مسٹر سپیکر - آپ تشریف رکھیں - اب تو ہو چکا ہے -

وزیر قانون - جناب والا - میں ٹیکنکل پوائنٹ پر عرض کرتا ہوں - باقی مسئلے پر سینیر منسٹر جواب دیں گے - پہلی عرض تو یہ ہے کہ میرے نقطہ نظر سے اس کیٹیگری میں یہ بل نہیں آتا ، جس کا میرے فاضل دوست نے ذکر کیا ہے - مگر اس کے باوجود اس بات کا اہتمام کر لیا گیا تھا کہ اس کے متعلق لازمی سینکشن ہمارے پاس موجود ہو - دوسرے فاضل قائد حزب اختلاف نے اس کا ذکر کیا ہے کہ statement of objects and reasons نہیں ہیں - اصل میں یہ ایک آرڈیننس کے طور پر اس ایوان میں پیش کیا گیا ہے اور اس کو اس صورت پیش کیا جاتا ہے جس صورت میں آرڈیننس ہوتا ہے یہ اس کی legal requirements نہیں ہیں ، جس کی طرف انہوں نے اشارہ کیا ہے -

وزیر خزانہ - جناب والا - آپ کی اجازت سے میں یہ عرض کروں گا کہ فاضل قائد حزب اختلاف نے کچھ نکات اٹھائے ہیں اور کافی گہرے نکات ہیں - فاضل قائد حزب اختلاف نے بہت سی باتیں کہی ہیں کہ اس بل میں وہ موجود نہیں - صاف ظاہر ہے کہ یہ بل صرف ایک چیز کو cover کرتا ہے - یہ لینڈ ریفارمز کی ہر چیز کو کور نہیں کرتا - یہ اس کے صرف ایک پہلو کو محیط کرتا ہے - عوامی حکومت کی یہ پالیسی ہے اور قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے اس پر عمل بھی کیا ہے اور اللہ کی زمین اللہ کے بندوں کو لوٹا دی جائے - ہم نے دو قسطوں میں اس قسم کی اصلاحات کی ہیں - جس میں حد ملکیت کم ہو کر رہ گئی ہے - اس طرح جناب والا ساڑھے بارہ ایکڑ والوں کے لئے مالیہ معاف کر دیا گیا ہے - یعنی subsistance unit پر مالیہ معاف کر دیا گیا ہے - جناب والا - یہ اس لئے کیا گیا ہے کہ غریب لوگوں کی معاشی حالت بہتر ہو جائے گی اور اس طرح پنجاب حکومت کو پہلی قسط

کے طور پر چھ کروڑ روپے سالانہ خزانے پر بوجھ ہوگا ۔ میں اس کو بوجھ نہیں سمجھتا کیونکہ اس سے بہت سے ہمارے غریب کاشت کاروں کو معاشی اور معاشرتی طور پر فائدہ پہنچے گا ۔ بہر حال جمع تفریق کے مطابق 6 کروڑ روپے کا نقصان برداشت کرنا پڑے گا اور یہ بل جو اب پیش کیا جا رہا ہے اس سے مزید چھ کروڑ روپے کا بوجھ پڑے گا اور اس طرح یہ 12 کروڑ ہو جائیں گے ۔ حکومت پنجاب کی یہ ساری کی ساری آمدنی ختم ہوگئی ہے ۔

اس علاوہ جناب والا ۔ قائد حزب اختلاف کی طرف سے یہ نکتہ اٹھایا گیا ہے کہ اس بل کے پیش کرنے سے جو حکومت کی آمدنی میں کمی واقع ہوئی ہے ۔ اس کے بارے میں اس بل میں وضاحت نہیں کی گئی کہ یہ آمدنی کس طرح سے پوری کی جائے گی ۔ یہ بات ٹھیک ہے ۔ اس کا حل بل میں موجود نہیں ہے ۔ قائد حزب اختلاف کو اور فاضل ممبران کو یہ معلوم ہوگا کہ ایگریکلچر انکم ٹیکس کی پالیسی شروع کی گئی ہے ۔ ایگریکلچر انکم ٹیکس کے متعلق ایک کمیشن پچھلی حکومت کی طرف سے بھی تشکیل دیا گیا تھا اور اس نے ایگریکلچر ٹیکس لگانے کی سفارش کی تھی ۔ مگر جناب والا ۔ کسی پچھلی حکومت کو یہ جرأت نہیں ہو سکی کہ اس عمل پر درآمد کیا جائے ۔ یہ کام بھی قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب کی ولولہ انگیز قیادت میں نصیب ہوا ۔ اور اس طرح انہوں نے بڑی آمدنی والے زمینداروں پر ٹیکس لگایا ہے اور چھوٹے کاشت کاروں کو اس سے مستثنیٰ قرار دیا ہے اور اس طرح 25 ایکڑ نہری اور 50 ایکڑ بارانی زمین کے مالک کاشت کاروں کو اس سے مستثنیٰ قرار دیا ہے اور یہ بہت بڑا جرأت مندانہ اقدام ہے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ جیسا کہ فاضل وزیر قانون صاحب نے بھی فرمایا ہے کہ اس کا مستقبل میں بہت زیادہ اثر ہوگا اور مورخ بھی اسے ریکارڈ کرے گا ۔ چھ کروڑ روپے صرف پہلی قسط کے طور پر حکومت پنجاب کی آمدنی میں کمی واقع ہوئی ہے ۔ چھ کروڑ روپے مزید اس بل سے کمی واقع ہوگی اور یہ کمی جو 25 ایکڑ نہری اور پچاس ایکڑ بارانی سے زائد زمین رکھتے ہیں ان سے پوری کی جائے گی ۔ اور اس طرح یہ جو کمی واقع ہوگی اس کو بڑے زمینداروں سے

جو آمدنی ہو گی پورا کیا جائے گا۔ بے شک یہ کمی پہلے سال پوری نہیں ہو سکے گی۔ اس طرح جناب والا قائد عوام نے جو اصلاحات کی ہیں اس کے تحت زمین کی بھی ایک حد مقرر کی گئی ہے۔ اور قائد عوام کی خواہش ہے کہ جو لوگ اس حد کے اندر زمین رکھتے ہیں اور پیداوار بڑھانا چاہتے ہیں ان کا گلا بھی نہیں گھونٹا گیا۔ موجودہ قانون کے تحت اجازت دی گئی ہے اور incentive دیا جا رہا ہے اور یہ زرعی ٹیکس اس حد تک لگایا جا رہا ہے جو قابل برداشت ہو۔ مقصد یہ ہے پیداوار میں اضافہ ہو۔ جناب والا۔ میں sum up کرتے ہوئے گزارش کروں گا کہ قائد عوام نے یہ سارے خدشات دور کر دیئے ہیں بیشک یہ خدشات اس بل سے دور نہیں ہو سکتے۔ مگر یہ ہماری حکمت عملی میں موجود ہے اور اس پر عمل بھی کیا جا رہا ہے۔ چھوٹوں کو سہولت دی جا رہی ہے بڑوں پر ٹیکس لگایا جا رہا ہے وہ بھی اس حد تک کہ وہ برداشت کر سکیں تاکہ پیداوار میں اضافہ ہو۔ اس لئے یہ incentive دیا جا رہا ہے تاکہ کام کریں اور پیداوار میں اضافہ ہو۔ ملک کی پیداوار اور خوراک میں اضافہ ہو۔ (شکریہ)

مسٹر سپیکر ۔ سردار زادہ ظفر عباس صاحب نے دو نکات اٹھائے تھے۔ نمبر ایک statement of objects and reasons نہیں دیا گیا آپ نے سب کلاز (5) میں ملاحظہ فرمایا ہوگا پنجاب لینڈ ریونیو ابولیشن بل 1977ء کو ریپیل کیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ آرڈیننس تھا اور موجود ہے اس کو آپ کے سامنے ایوان کی میز پر رکھنے کے بعد بل کی شکل میں لایا گیا ہے۔ اس لئے اس کے statements of object and reasons نہیں دیئے گئے۔ اگر بل ہوتا تو statement of objects and reasons ضرور دیئے جاتے۔ جہاں تک دوسرے سوال کا تعلق ہے میرے پاس چیف منسٹر صاحب کی سینکشن موجود ہے۔ گو وہ 6 تاریخ کی ہے یعنی 6 تاریخ بھی آج ہی ہے۔ میں ایوان کی اطلاع کے لئے عرض کر دوں کہ آج بھی سینکشن ہو سکتی ہے موشن موو کرنے سے پہلے دی جا سکتی ہے۔ اور یہ قاعدہ نمبر 75 کے تحت ہے۔ میں وزیر قانون کی خدمت میں بھی عرض کر دوں کہ جو بھی منی بل ہو اور گورنمنٹ کی سینکشن ضروری ہو کوشش کی جائے کہ سینکشن پہلے حاصل کی

جائے۔ اور جس وقت بل کو سرکولیٹ کریں اس کے ساتھ ہی ممبران کو اطلاع کے لئے بتا دیں کہ سینکشن ہو چکی ہے ۔

سرداز زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ چونکہ وضاحت نہیں تھی اس لئے میں نے اس پر اصرار کیا تھا ۔ اب آپ نے وضاحت کر دی ہے ۔

سردار مظہر علی خان ۔ جناب والا ۔ ہمیں ایجنڈا رات گیارہ بجے موصول ہوا ہے اور صبح اجلاس تھا ہم اس کا مطالعہ نہیں کر سکے ۔ کیا یہ بہتر نہیں ہو گا کہ اس کے لئے اچھا خاصا وقت دیا جائے ۔ تاکہ مطالعہ کیا جا سکے ۔ یہ عجیب طریقہ ہے کہ رات گیارہ بجے ایجنڈا دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ ایک ڈاک آپ کو 31 تاریخ کو روانہ کی گئی تھی اور جو متوقع کام تھا جس میں آرڈیننسوں کی اور بلوں کی فہرست شامل تھی ۔ اب جو ایجنڈا دیا گیا ہے وہ صرف ترمیم شدہ ہے ، کوئی چیز آگے کر دی گئی ہے اور کوئی چیز پیچھے ۔ جہاں تک قانون سازی کا تعلق ہے اس کا ایجنڈا 31 تاریخ کو بھیج دیا گیا تھا ۔

سردار مظہر علی خان ۔ جناب والا ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ شائد آپ کی اطلاع درست نہ ہو ۔ نوٹس نہیں دیا گیا اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ صحیح وقت پر ایجنڈا دیا جائے ورنہ یہ مستقل مسئلہ ہو جائے گا ۔ کوئی مطالعہ نہیں ہو سکے گا اور اس طرح کوئی فائدہ نہیں ہوگا ۔

مسٹر سپیکر ۔ جہاں تک آپ کو 31 کے کاغذات نہ ملنے کا تعلق ہے میں اس کی انکوائری کراؤں گا ۔ اور اگر اس میں کوئی تساہل ہوا تو سختی سے نوٹس لیا جائے گا ۔

سردار مظہر علی خان ۔ ٹھیک ہے ۔

مسٹر برکت علی غیور ۔ جناب والا ۔ جو ایجنڈا ہمیں دیا گیا ہے میں اس کی کاپی لایا ہوں ، اس میں یہ مسودہ نہیں ہے جو اس وقت ایوان میں زیر بحث ہے ۔ اور جو کاپیاں ہمیں یہاں تقسیم کی گئی ہیں اس میں بھی نہیں ہے ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ جناب نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ جو ڈاک آپ کو بھیجی گئی ہے اس میں مسودہ قانون موجود تھا ۔ اگر آپ اس میں ترمیم کرنا چاہیں تو ترمیم کر سکتے ہیں کیوں کہ دوبارہ آرڈیننس بل کی شکل میں آیا ہے ۔

مسٹر برکت علی غیور ۔ جناب والا ۔ ترمیم تو جب پیش کریں گے جب مسودہ قانون موجود ہوگا ۔ ہمارے پاس تو مسودہ ہی نہیں ہے ۔ ترمیم کیسے پیش کریں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آرڈیننس کا مسودہ تو آپ کو ملا تھا ۔

مسٹر برکت علی غیور ۔ نہیں جناب نہیں ملا ۔

مسٹر سپیکر ۔ بہر حال دفتر کا کہنا یہی ہے کہ بھیجا گیا ہے ۔ میں اس کی انکوائری کراؤں گا ۔ آپ کی شکایت نوٹ کر لی گئی ہے ۔ اور ہدایت کر دی گئی ہے کہ آئندہ شکایت نہ آئے ۔

مسٹر برکت علی غیور ۔ جناب والا ۔ فوری طور پر اگر کوئی فالتو کاپی ہو تو دے دی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ضرور ۔ (فوری طور پر کاپی مہیا کر دی گئی) ۔

Mr. Speaker. I will now put the question.

The questions is :

That the Punjab Land Revenue (Abolition) Bill, 1977, be referred to a Select Committee consisting of the following member with the instructions to report thereon by 15th July, 1977 :

1. Sardar Mazhar Ali Khan.
2. Ch. Muhammad Sharif.
3. Mian Umar Ali.
4. Mr. Muhammad Nafeesuddin Farooqui.
5. Mr. Muhammad Mumtaz Khan Malik.

6. Mr. Umar Hayat Sial.
7. Mian Muhammad Aslam Chela Sial.
8. Sardarzada Zafar Abbas (The mover).

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The questions is :

That the Punjab Land Revenue (Abolition) Bill, 1977, be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

(Clause 2)

Mr. Speaker. Now, we will taken up clause by clause reading of the Bill. Clause 2. Sardarzada Sahib to move his amendment.

Sardarzada Zafar Abbas. I don't press it.

Mr. Speaker. Even otherwise it is out of order.

جتنی بھی deletion clauses ہوتی ہیں ، آپ ایک کلاز کو بہ حیثیت مجموعی اس کی مخالفت کر سکتے ہیں ۔ لیکن اس کو حذف کرنے کی شکل میں آپ ترمیات کی زحمت نہ فرمایا کریں ، اس لئے کہ جب بھی کوئی کلاز آپ کے سامنے آئے گی ، آپ اس کی مخالفت کر کے اس کے خلاف یا اس کے حق میں بول سکتے ہیں ۔

چوھدری محمد خان ۔ پوائنٹ آف آرڈر سر ۔ جناب والا ۔ بل پر clause by clause غور آپ نے شروع کر دیا ہے ۔ لیکن ہمیں original بل پر تقریر کرنے کا موقع نہیں دیا گیا ہے ۔ تاکہ ہم اپنے اپنے تاثرات اس ھاؤس میں بیان کر سکتے ۔

مسٹر سپیکر ۔ جب میں نے پہلی خواندگی میں آپ کے سامنے تحریک پڑھی تھی ۔ اس کی ایک ترمیم آئی تھی اور اس ترمیم پر آپ کو بات کرنے کا موقع ملا تھا ۔

چوہدری محمد خان - جناب والا - ترمیم پر بحث ہوئی تھی - اصل بل پر بات کرنے کا موقع نہیں مل سکا ہے -

مسٹر سپیکر - ایک بل کی تین خواندگیاں ہوتی ہیں - ایک پہلی ، پھر دوسری اور اس کے بعد تیسری خواندگی - پہلی خواندگی کی تحریک پیش کی گئی - اس میں یہ ترمیم سردار زادہ ظفر عباس کی آئی تھی - اس ترمیم پر وہ بولے اور پھر ادھر سے بھی تقاریر ہوئیں - اس کے بعد وہ موشن اس ایوان کے سامنے پیش کی گئی اور وہ ترمیم نا منظور ہوئی ، اس کے بعد میں نے اصل تحریک ایوان کے سامنے پیش کی - اگر اس وقت آپ تقریر کرنا چاہتے تھے تو آپ آٹھ کر کہہ سکتے تھے کہ میں تقریر کرنا چاھتا ہوں -

چوہدری محمد خان - جناب والا - وہ تو درست ہے کہ مجھے موقع نہیں دیا گیا - کیوں کہ کسی ایک شخص نے اس پر تقریر نہیں کی - یہ اتنی اہمیت کا حامل بل ہے - ممبران نے اس پر بولنا ہے - اس پر هاؤس کو اپنے خیالات کے اظہار کی اجازت ملنی چاہئے -

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے کہ اگر آپ پہلی خواندگی میں بولنا چاہتے تھے تو یہ آپ کا فرض تھا کہ آپ آٹھ کر کہتے کہ میں بولنا چاھتا ہوں -

چوہدری محمد خان - ہمارا خیال یہ تھا کہ بل کو سیلیکٹ کمیٹی کے پاس بھیجنے پر بحث ہو رہی ہے -

مسٹر سپیکر - سیلیکٹ کمیٹی کے متعلق آپ نے فیصلہ کر دیا - اس کے بعد آپ کی خدمت میں تحریک پیش ہوئی - اس وقت آپ نے اظہار رائے نہیں کیا - لیکن بہر حال آپ تیسری خواندگی میں تقریر کر سکتے ہیں -

چوہدری محمد خان - اس پر تو وزیر قانون نے بھی تقریر نہیں کی ہے -

مسٹر سپیکر - کس پر ؟

چوہدری محمد خان - اصل بل پر - انہوں نے بھی صرف سیلیکٹ کمیٹی کا جواب دیا ہے -

مسٹر سپیکر - پہلی خواندگی کے وقت جب بل موو کیا تھا تو انہوں نے اس پر تقریر کی تھی - اگر آپ تقریر کرنا چاہیں تو ترامیم کے اختتام کے بعد تقاریر کر سکتے ہیں -

Mr. Speaker. The question is :

> That Clause 2 do forms part of the Bill.

(The motion was carried)

مسٹر سپیکر - سردار زادہ صاحب میں پھر یہ عرض کرونگا کہ جب کلاز 2 آتی ہے تو خواہ اس پر کوئی ترمیم نہ ہو اور آپ اسے oppose کرنا چاہتے ہوں ، تو جب کلاز نمبر 2 کا نام پکارا جائے تو اس وقت بھی آپ اس کی مخالفت کرتے ہوئے تقریر فرما سکتے ہیں - لیکن بہر حال اس وقت آپ نے اعتراض نہیں کیا ہے -

سردار زادہ ظفر عباس - جناب والا - غلطی کی -

(Clause 3)

Mr. Speaker. Clause 3 is under consideration. Amendment by Sardarzada Zafar Abbas. This amendment is again ruled out of order. Do you want to oppose this clause ?

Sardarzada Zafar Abbas. No Sir.

Minister for Law and Parliamentary Affairs. Sir, I have an amendment.

Mr. Speaker. Do you want to move an amendment ?

Minister for Law and Parliamentary Affairs. Yes Sir, in Clause 3.

Rais Shabbir Ahmed Khan. Sir, I move the amendment :

> That for Clause 3 of the Bill, the following be substituted, namely :—
>
> 3. The Punjab Agricultural Income Tax Act, 1951 (Act XVI of 1951) and the Bahawalpur State Agri-

cultural Income Tax Act, 1949 (Act XII of 1949), are hereby repealed.

Mr. Speaker. The amendment moved and the question is :

That for Clause 3 of the Bill, the following be substituted, namely :—

3. The Punjab Agricultural Income Tax Act, 1951 (Act XVI of 1951) and the Bahawalpur State Agricultural Income Tax Act, 1949 (Act XII of 1949), are hereby repealed.

(The motion was carried)

Mr. Speaker. The question before the House is :

That Clause 3 as amended do stand part of the bill.

(The motion was carried).

(Clause 4)

Mr. Speaker. Clause 4 is under consideration. Amendment by Sardarzada Zafar Abbas is again ruled out of order. Is there any opposition to this ?

Sardarzada Zafar Abbas. No Sir.

Mr. Speaker. Yes Mr. Rais Shabbir.

Rais Shabbir Ahmad Khan. Sir, I move the amendment :

That in Clause 4 of the Bill, between the figures "1951" and the full-stop appearing at the end, the following be inserted, namely :—

or under the Bahawalpur State Agricultural Income Tax Act, 1949.

Mr. Speaker. The amendment moved and the question is :

That in Clause 4 of the Bill, between the figures "1951" and the full-stop

appearing at the end, the following be inserted, namely :—

or under the Bahawalpur State Agricultural Income Tax Act, 1949.

(The motion was carried)

Mr. Speaker. The question before the House is :

That Clause 4 as amended do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(Clauses 5)

Mr. Speaker. Clause 5 is under consideration. Amendment by Sardarzada Zafar Abbas is again ruled out of order. Therefore, I put the question.

The question before the House is :

That Clause 5 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(Clause 1)

Mr. Speaker. Clauses 1 is under consideration. Amendment by Sardarzada Zafar Abbas is again ruled out of order. There is no other amendment in Clause 1.

The question before the House is :

That the Short Title, extent and commencement do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(Preamble)

Mr. Speaker. The question before the House is :

That the Preamble do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(Long Title)

Mr. Speaker. The question before the House is :

That the Long Title do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں !

کہ دی پنجاب لینڈ ریوینیو (ابولیشن) بل 1977ء (مسودہ قانون (خاتمہ) مالیہ اراضی پنجاب مصدرہ 1977ء) منظور کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک روبرو ایوان یہ ہے :۔

کہ دی پنجاب لینڈ ریوینیو (ابولیشن) بل 1977ء (مسودہ قانون (خاتمہ) مالیہ اراضی پنجاب مصدرہ 1977ء) منظور کیا جائے ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ تقریر فرمایئے ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ اس بل کے پاس ہونے سے ایک ambiguity create ہو جائے گی جس کا کوئی جواز نہیں ہے وہ یہ ہے کہ 77-1976ء سے کوئی آبیانہ وغیرہ وصول نہیں کیا جاتا ہے ۔ اس کی تشریح میں معزز وزیر صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ اس سے چھوٹے طبقہ کے 25 ایکڑ کے مالکان حضرات کا یہ مالیہ معاف کر دیا گیا ہے ۔ لیکن اس بل سے یہ صاف ظاہر ہے کہ اس بل میں کسی زمیندار کے کسی طبقے کا کوئی تذکرہ نہیں ہے ۔ اس میں جتنے بھی زمیندار ہیں چاہے وہ ایک ایکڑ کے مالک ہیں چاہے ایک ہزار یونٹ کے مالک ہیں ان سب کا لینڈ ریونیو ابولیشن کر دیا ہے ۔ حالانکہ اس میں اگر یہ تشخیص کر دیا جاتا تو زیادہ موزوں ہوتا اور پھر انہوں نے یہ بتایا ہے کہ تمام زمینداروں پر زرعی انکم ٹیکس لاگو کر دیا جائے گا ماسوائے ان زمینداروں کے جو 25 ایکڑ کے مالک ہیں اس سے زائد جتنے بھی مالکان ہیں وہ زرعی انکم ٹیکس ادا کریں گے۔ جہاں تک میرے

علم کا تعلق ہے سندھ اسمبلی نے زرعی انکم ٹیکس کی بجائے یہ تجویز پیش کی ہے کہ وہ مالیہ کا موجودہ قانون جیسے اب یہاں پر ایولیشن کیا جا رہا ہے وہ اس طرح ان پر لاگو رہے گا اور وہ زرعی انکم ٹیکس نہیں لگوانا چاہتے۔ لیکن اگر یہاں پر یہ ایولشن ہو جائے اور اس کی بجائے زرعی انکم ٹیکس لاگو ہو جائے تو اس ایوان کے جملہ زمیندار ممبران یہ اندازہ نہیں لگا سکتے کہ وہ زمینداروں پر کس قدر ایک بوجھ ہوگا ۔ جناب والا ۔ انکم ٹیکس لگانے والے حضرات تو وہی ہونگے جو انکم ٹیکس تجارت پیشہ حضرات پر لگاتے ہیں یا دیگر ایجنسیوں پر لگاتے ہیں تو ان زمینداروں کے پاس کیا ہے کہ وہ اپنے آپ کو ان کے شکنجے سے یا ان کی مضبوطی سے بچا سکیں ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس ایکٹ کے لئے یہی حوالہ دیا گیا ہے کہ یہ زمیندار طبقہ کے لئے انتہائی نقصان دہ ثابت ہوگا اور جس سے بچنے کے لئے زمینداروں کے پاس کوئی حربہ نہیں ۔ جناب والا ۔ اس کے لئے یہ لائن صاف کی جا رہی ہے ، راستہ صاف کیا جا رہا ہے ۔ جناب والا ۔ میں اس کے متعلق عرض کرونگا کہ اس کی بجائے اگر یہ stress کرتے یا یہ ریزولیوشن move کرتے کہ ہمیں وہ ایگریکلچر انکم ٹیکس نہیں چاہئے کیونکہ یہاں کا زمیندار طبقہ اسی طرح اس کا بوجھ برداشت نہیں کر سکتا اور کسی طرح بھی زمیندار طبقہ اس کی assessment صحیح نہیں کروا سکتا ۔ مثال کے طور پر اگر وہ assessment آمدنی اور خرچ کے حساب پر ہوگی تو جتنے بھی پنجاب کے زمیندار ہیں ان میں کوئی ایسا سلجھا ہوا زمیندار نہیں ہے ۔ جب جناب والا ۔ بزنس مین اس سے نہیں بچ سکتے تو یہ بیچارے زمیندار ان انکم ٹیکس والوں کے ہاتھوں سے کیسے بچ سکیں گے ۔ اس لئے میں یہ عرض کرونگا کہ اس بل کو پاس نہیں ہونا چاہئے ۔

مسٹر عابد حسین بھٹی ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ میرے فاضل دوست بار بار زمیندار طبقہ کا حوالہ دے رہے ہیں ۔ کیا میں ان سے پوچھ سکتا ہوں کہ وہ زمیندار طبقہ کو کس limit تک قرار دے رہے ہیں ۔ کیوں کہ ایک ایکڑ کا مالک بھی زمیندار کہلاتا ہے اور دس اور چالیس مربع والا بھی زمیندار کہلاتے ہیں ، تو یہ کس زمیندار طبقہ کو refer کر رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر - یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے - بہتر تھا کہ آپ اپنی تقریر کے دوران ان کا جواب دیتے -

سردار زادہ ظفر عباس - جناب والا - میں فاضل ممبران کی اس بات کے لئے یہ عرض کر دوں کہ زمیندار چاہے ایک ایکڑ کا مالک ہو وہ بھی زمیندار ہے اور چاہے اور آٹھ ہزار ایکڑ کا مالک ہو اب دس ، بیس ، چالیس مربعے کا زمیندار پنجاب میں یا پاکستان میں نہیں ہے اب اگر پاکستان میں کوئی زمیندار ہے تو وہ صرف زیادہ سے زیادہ چار مربعے یا آٹھ ہزار یونٹ کا ہے اس سے زیادہ کا کوئی زمیندار نہیں ہے - جناب والا - میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس کی بجائے اگر یہ اسمبلی یہ پاس کردیتی کہ خدا کے لئے ہمیں اس ایگریکلچر انکم ٹیکس سے بچائیں اور اس کی بجائے چاہے یہ دو گنا بھی کر لیں تو یہ واجب تھا لیکن ایگریکلچر انکم ٹیکس سے شاید کوئی بھی صاحب نہ بچ سکے -

مسٹر سپیکر - سردار صغیر احمد -

سردار صغیر احمد - جناب والا - خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہمیں آج دور غلامی کی اس ایک یادگار کو ختم کرنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے - اور جناب والا - ہمیں اس بات پر فخر کرنا چاہئے کہ یہ کام اس فاضل ایوان کے ہاتھ سے ہو رہا ہے -

جناب والا - جہاں تک آپ کے اس ملک میں زمین کی ملکیت کی تاریخ کا تعلق ہے - آپ جانتے ہیں کہ یہ اس وقت کی فرعونیت کی ایک یاد گار ہے ، جب طاقت ور لوگوں نے اس متحدہ ہندوستان میں ریاستیں قائم کر کے یا کسی نہ کسی طرح اپنی حکومت قائم کر کے یہ مالیہ نافذ کیا تھا تاکہ یہ زمین ان حکمرانوں کی ملکیت رہے اور جو لوگ اسے کاشت کرتے ہیں یہ زمین ان کی ملکیت نہیں ہے - جناب والا - یہ لینڈ ریونیو آمدن پر ٹیکس نہیں تھا بلکہ یہ اس بات کی ایک نشانی تھی کہ زمین کی حقیقی ملکیت حکومت کے پاس ہے انگریز کے دور میں بھی یہی بات رہی ہے اور پاکستان کے تیس سال کے عرصہ میں بھی یہی بات رہی - جناب والا - اگر آپ اس قانون کا جس کو آج ہم ختم کر رہے ہیں ، بغور مطالعہ کریں تو یہ پتا چلتا ہے کہ اگر ایک گاؤں

میں سو مالکان اراضی ہیں ، ان میں سے 99 مالکان اراضی مالیہ ادا نہیں کرتے تو ایک مالک سے تمام موضع کا مالیہ وصول کیا جا سکتا تھا ، اگر کہیں یہ آمدن پر ٹیکس ہے تو آمدن کا ٹیکس اس شخص سے وصول کیا جاتا ہے جو آمدن حاصل کرتا ہے لیکن چونکہ یہ ٹیکس اس بات کی ایک یاد گار تھا اور اس زمین پر اس کے کاشت کرنے والوں کا کوئی حق نہیں ہے ، بلکہ یہ اس حکمران کا حق ہے اور اس سردار ، اس راجہ ، اس مہاراجہ کا حق ہے جس کے پاس طاقت ہے - جناب والا - آج اس ایوان کو یہ موقع مل رہا ہے کہ اتنے عرصہ کے بعد ہزارہا سال کی تاریخ کے بعد ہم ایک ایسی لعنت کو ختم کر رہے ہیں جس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی - جناب والا - اگر آپ اس بات پر بھی غور کریں تو پاکستان میں جب زمینداروں کے ساتھ یہ ظلم روا رہا ہے کہ شہروں میں یا دوسرے ذرائع سے آمدنی کرنے والوں کو آپ 9 ہزار یا 12 ہزار روپے آمدنی والوں کو ٹیکس سے چھوڑ دیتے ہیں اور ان سے کوئی انکم ٹیکس وصول نہیں کیا جاتا لیکن تیس سال تک اس صوبہ کے چھوٹے زمینداروں کے ساتھ ظلم ہو رہا ہے - اگر ایک زمیندار ایک ایکڑ کا مالک ہے اور اس کی آمدن سو روپے ہے آپ اس سے بھی اس ریونیو کی شکل میں ٹیکس وصول کرتے تھے - جناب والا - یہ ایک بہت بڑی تفریق تھی کہ ایک غریب پر تو ٹیکس لگاتے ہیں لیکن ایک ایسے آمدنی والے جس کی آمدنی بارہ ہزار روپے سے متجاوز ہے اس کو ٹیکس سے قطعی چھوڑ دیتے ہیں - یہ ناانصافی بھی اس بل سے ختم ہوتی ہے - دوسری بات یہ کہ اس بل سے ایک مربع تک کے مالکان اراضی کو یہ رعایت مل گئی کہ انہیں کسی قسم کا کوئی ٹیکس آمدن کے متعلق ادا نہیں کرنا پڑے گا - مجھے یقین ہے کہ جب ان لوگوں کو آپ یہ رعایت دیں گے تو ایک مربع تک کے مالکان سکون کے ساتھ کوشش کے ساتھ کھیتی باڑی کا کام کریں گے - اور دوسری بات یہ جیسا کہ فاضل وزیر قانون نے کہا ہے کہ آپ نے ایک نظام سے بھی ان لوگوں کو نجات دلائی ہے اور وہ ایسا نظام تھا جو نمبرداروں کا نظام کہلاتا تھا اور اس نظام کے تحت یہ ہوتا تھا کہ اگر ہم مالیہ ادا کرنے کے قابل ہیں اور مالیہ ادا کر دیتے ہیں اور وہ نمبردار ہماری بے عزتی کروانا چاہتا ہے تو تحصیلدار کے پاس جا کر یہ درخواست دے سکتا ہے کہ فلاں زمیندار مالیہ ادا کرنے کے لئے تیار نہیں ہے

تو وہ کسی بھی وقت تحصیل کا چپڑاسی ہاری یے عزت کرنے کےلئے لے کر آ سکتا تھا ۔ جناب والا ۔ اس سے یہ لعنت بھی ختم ہوتی ہے ۔ محققاً قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو نے یہ فیصلہ کرکے غلامی کے دور کی ایک لعنتی یاد گار کو ہمیشہ ہمیشہ کےلئے ختم کیا ہے جس کے لئے وہ خراج تحسین کے مستحق ہیں ۔ (نعرہ ھائے تحسین)

جناب قائد حزب اختلاف نے اپنی تقریر میں ایک حربے کا لفظ استعمال کیا ہے ۔ انہوں نے کہا تھا کہ اگر آپ نے یہ بل پاس کر دیا اور اس میں لینڈ ریونیو کی بجائے زرعی انکم ٹیکس آپ نے بڑے زمینداروں کے پر لگایا تو زمینداروں کے پاس کوئی حربہ نہیں ہوگا ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی وساطت سے فاضل قائد حزب اختلاف کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہماری پارٹی کا منشور یہ ہے کہ اس ملک کے تمام شعبوں سے ہم لوگوں کو نکالنا چاہتے ہیں ۔ ہم کسی صورت میں اس بات کی اجازت نہیں دے سکتے کہ کسی نہ کسی طرح لوگوں کو دبانے کے لئے یا ناجائز ذرائع سے آمدنی حاصل کرنے کے لئے یا ٹیکس کو چھپانے کے لئے کوئی طبقہ بھی کسی قسم کا کوئی حربہ استعمال کر سکے ۔ اس لئے میں اس بل کی پرزور تائید کرتا ہوں اور درخواست کرتا ہوں کہ اس بل کو متفقہ طور پر پاس کیا جائے اور قائد حزب اختلاف سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ آپ اس طبقہ کی نمائندگی کرتے ہیں اس میں شک نہیں آپ ایک بڑے زمیندار ہیں ۔ لیکن آپ ان لوگوں کے نمائندہ ہیں جن کی زمین 25 ایکڑ سے کم ہے ۔ جن لوگوں کے پاس کوئی چیز نہیں ہے ۔ یہ ایک ظلم تھا ۔ مثال کے طور پر اگر آپ کے پاس 20 ایکڑ بنجر زمین ہے تو اس پر بغیر کسی آمدن کے مالیہ ادا کرنا پڑتا تھا ۔ جناب والا ۔ آپ ان طبقات کی نمائندگی کر رہے جو کچلے ہوئے طبقات ہیں ۔ جو پسے ہوئے طبقات ہیں ۔ جو غریب لوگ ہیں ۔ جو ایک مربع تک کے مالک ہیں ۔ جو دن رات محنت کرکے اپنے بال بچوں کا گزارہ کرتے ہیں اور اس ملک کے لوگوں کو خوراک مہیا کرتے ہیں ۔ اس ملک کی ضروریات کو پورا کرتے ہیں ۔ صنعتوں کے لئے خام مال مہیا کرتے ہیں ۔ آپ ان لوگوں کی نمائندگی کرتے ہیں ۔ اس لئے آپ بھی اس بل کی پرزور حمایت کریں تاکہ ہمارے ساتھ مل کر اس سعادت میں شریک ہو سکیں ۔ شکریہ ۔

سردار زادہ ظفر عباس - پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلینیشن - جناب والا۔ فاضل رکن سردار مظہر احمد صاحب نے یہ کہا ہے کہ میں نے ان لوگوں کی مخالفت کی ہے جو 25 ایکڑ سے کم کے مالک ہیں - میں نے یہ نہیں کہا ہے کہ 25 ایکڑ کم والوں سے مالیہ نہ لیا جائے۔ ہو ترمیم تو یہ ہے کہ 25 ایکڑ والوں سے نہ لیا جائے اور 25 ایکڑ سے زائد والوں سے لیا جائے۔ میں نے بحیثیت ایک زمیندار طبقہ کے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ زمیندار طبقہ مالیہ کو پسند کرتا ہے لیکن ایگریکلچرل انکم ٹیکس جو لگایا گیا اس کو پسند نہیں کرتا - میں نے کوئی تقسیم نہیں کی ہے بلکہ انہوں نے اس کو ایک تقسیم کے رنگ میں پیش کیا ہے۔

مسٹر برکت علی غیور - جناب والا - یہ ایک تاریخی بل ہے جس کو منظور کرنے کی سعادت ہماری پارٹی کو حاصل ہے - یہ لینڈ ریونیو اس دور کی پیداوار ہے جب کہ یہ تصور کیا جاتا تھا کہ زمین چند لوگوں کی ملکیت ہے - یہ سرداروں کی ملکیت ہے - وہ بادشاہ کی ملکیت ہے - اس دور میں خود اپنی ملکیت کا رعب جمانے کے لئے یہ لینڈ ریونیو وصول کیا جاتا رہا ہے۔ یہ صدیوں سے ایسا ہوتا چلا آ رہا ہے -

جناب والا - برصغیر میں جب ہم نے مملکت پاکستان حاصل کی یہاں پر اسلامی نظام نافذ کرنے کے لئے اس میں جو زمین کا تصور تھا کہ زمین کسی بادشاہ کی ملکیت نہیں ہے - حکومت کی ملکیت نہیں ہے - یہ ملکیت جو زمین کے اوپر ہے صرف اور صرف خدائے ذوالجلال کی ہے - جیسا کہ قرآن مجید میں بھی آیا ہے " الارض اللہ " زمین کی ملکیت خدا وند تعالیٰ کے پاس ہے - علامہ اقبال نے بھی اسی لئے یہ کہا ہے -

اس سے بڑھ کر اور کیا فکر و نظر کا انقلاب
پادشاہوں کی نہیں اللہ کی ہے یہ زمین

جناب والا - اس اللہ کی زمین کے اوپر جو اس قسم کا لینڈ ریونیو وصول کیا گیا ہے میں سمجھتا ہوں یہ ایک قسم کا استحصال تھا - جناب والا - پاکستان پیپلز پارٹی مساوات محمدی کے نظام کو لانا چاہتی ہے اور اس کی طرف یہ ایک بہت بڑا قدم ہے - جب اس ملکیت کو ختم کیا جا رہا ہے تو قائد

حزب اختلاف نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اس بل کے پاس ہونے سے زمینداروں کے اوپر بہت بوجھ بڑھ جائے گا ۔ میں نہیں سمجھتا کہ ایسا ہوگا ۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ چار مربع اراضی ناکافی ہے اس سے تو گزارا نہیں ہو سکتا ۔ میں اس سلسلے میں عرض کروں گا ۔ حقیقت یہ ہے کہ زمین کے جو بڑے بڑے قطعات ہیں اس سے کھیتوں سے صحیح پیداوار حاصل کرنے میں ایک بہت بڑی رکاوٹ ہے ۔ زمین کی جتنی بھی ملکیت کم ہوگی اس میں لوگ زیادہ محنت سے کام کرتے ہیں اور پیداوار زیادہ ہوتی ہے ۔ جیسا کہ ھندوستان ہمارا پڑوسی ملک ہے ۔ وہاں کے تجربات آپ دیکھ سکتے ہیں ۔ وہاں پر حد ملکیت کم رکھی گئی ہے اور اسی وجہ سے وہاں فی ایکڑ پیداوار ہمارے مقابلے میں زیادہ ہے اس لئے زمین اگر تھوڑی ہو تو لوگ زیادہ دلجمعی سے محنت کرتے ہیں ۔

جناب والا ۔ میں چند روز پیشتر اپنے حلقہ انتخاب پٹوار سرکل میں tour کر رہا تھا ۔ وہاں ان لوگوں کی اراضی ہے جو بڑے بڑے مالکان ہیں میں نے دیکھا ساڑھے چار میل لمبا اور ساڑھے تین میل چوڑا علاقہ ہے ۔ وہ بالکل بنجر پڑا ہوا ہے ۔ مالکان نے اس کو آباد کرنے میں کسی قسم کی کوئی دلچسپی نہیں لی ۔ اگر لینڈ ریونیو کسی طرح ختم کر دیا گیا ۔ اس کے بعد زرعی انکم ٹیکس نافذ کیا جائے گا تو بڑے بڑے زمیندار یہ کوشش کریں گے کہ اس زمین کو جو ان کے قبضہ میں ہے اس کا ایک ایک انچ بھی غیر آباد نہ رہ جائے ۔ اس طرح ہمارے ھاں پیداوار میں بھی اضافہ ہوگا ۔ نتیجہ یہ ہوگا ملک ترقی اور خوشحالی کی طرف بڑھے گا ۔ یہ اقدام ایک بہت بڑا تاریخی اقدام ہے ۔ اس سے ان لوگوں کا جو غریب طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں ۔ جن کی ملکیت بہت کم اور وہ بڑے زمینداروں کے استحصال کا شکار رہے ہیں ان کو اس سے کافی ریلیف ملے گی ۔ ان خیالات کے ساتھ میں جناب سپیکر اس بل کی پرزور تائید کرتا ہوں ۔

Mr. E. Dinshaw. Sir, the Leader of Opposition has just said that they would rather prefer land revenue to income-tax. He might have good reasons to say so but, in my opinion, there is no fairer form of taxation than income-tax. Income-

tax is leveiable only income and its rate goes on increasing with the rise in income. The first Rs. 12,000 are free and after that the rate of income-tax increases very sharply. The higher the income, the higher the rate of income-tax and that is one way of bringing in, let us say, a welfare State where huge capital cannot be accumulated. If in our country incometax was paid fairly, I have no hesitation in saying that income-tax is not paid fairly in this country, there would not be 22 families. This discrimination between agriculturist and non agriculturist was an imperial creation. It was the creation of British Raaj because they managed to rule over all India by virtue of a few big landlords and this discrimination has been removed by the Peoples Party and the Quaid-e-Awam Mr. Zulfiqar Ali Bhutto for the first time. This is indeed a revolutionary step in the direction of taxatiou where every one, whether he is agriculturist or non agriculturist stands on the same footing. The small agriculturist will not pay any tax whereas the big agriculturist, the man who makes lakhs, will have to pay tax just like other businessmen and industrialists.

My submission is that these agricultural or industrial or commercial taxes should be levied fairly and fearlessly and their rhcovery should be made expeditiously If this is done, a good deal of levelling of classes will take place.

کرنل محمد اسلم خان نیازی - جناب والا - یہ جو مالیہ معاف کیا جا رہا ہے یہ تاریخ میں اندراج ہونے کا ایک موقع پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت کو مل رہا ہے اور بجا طور پر مل رہا ہے - عرض یہ ہے کہ ہمارا منصوبہ ایک یہ تھا کہ جتنے غریب طبقات ہیں مزارع یا مزدور ان کا ہم نے تحفظ کرنا تھا - یہ بالکل ایک تاریخی واقعہ ہوگا - تاریخ میں اس کو نمایاں حصہ ملے گا کہ ہم نے 25 ایکڑ نہری اور 50 ایکڑ بارانی رقبے کے زمینداروں کا مالیہ معاف کیا ہے - چند ایک باتیں ایسی ضرور آئی ہیں جن کے متعلق میں تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں - وہ یہ ہیں کہ جیسے ہمارے فاضل سینئر منسٹر صاحب نے بتایا کہ چھ کروڑ روپے بجٹ میں اور خزانے میں تو کمی واقع ہو جائے گی مگر کمال یہ ہے کہ اتنی فیاضی کرنے

ہوئے اور کروڑوں روپیہ کے بجٹ کم اور خسارے کو برداشت کرتے ہوئے ہم نے ایک غریب طبقے کو غلبت دلائی ہے ۔ اس بوجھ سے جو کہ صدیوں اس کے اوپر پڑا رہا ہے ۔ یعنی انکم ٹیکس کا بوجھ ۔ جیسے ہمارے فاضل دوست مسٹر ڈلشا نے کہا ہے کہ انکم ٹیکس ایک بہترین قسم کا ٹیکس ہے جو لگایا جاتا ہے ۔ اس میں اگر آپ ملاحظہ فرمائیں تو بارہ ہزار کی انکم تک تو معاف ہے اور ایک غریب زمیندار ۔ ایک غریب کاشتکار جس کا ایک ایکڑ ہے اس کو بھی مالیہ لگتا ہے اور جس کی ایک کنال ہے اس کے اوپر بھی مالیہ لگتا ہے ۔ کیوں نہ اس کو یہ حق دیا جائے اور دو سو کنال جو نہری ہے اس تک اس کو معاف کیا جائے گا اور چار سو کنال جو باوانی ہے اس کو معاف کیا جائے گا ۔ میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ جناب والا ۔ کہ جو مالیے کا نظام تھا اس کے اوپر جو روشنی ڈالی گئی ہے ۔ ایک لحاظ سے وہ غلط روشنی ڈالی گئی ہے کہ ایک بادشاہ ایک زمیندار کے اوپر مالیہ ناجائز رکھتا تھا ۔ دراصل اس طرح رکھا کرتا تھا جیسے ہم انکم ٹیکس رکھ رہے ہیں ۔ کوئی اس کا گناہ نہیں تھا ۔ اس نے حکومت چلانی تھی ۔ اس نے پھر سڑکیں مہیا کرنی تھیں اور آج کل آپ کہتے ہیں کہ ہمیں بھی پانی دیا جائے ۔ ایک وقت وہ بھی آئے گا کہ آپ کی دیہاتی آبادی پانی آپ سے مانگیں گے کہ ہمیں واٹر ورکس دیا جائے ۔ وہ لوگ یہ بھی مانگیں گے کہ آپ شہریوں کو لاٹرین بنا کر دیتے ہیں ۔ ہمیں بھی لاٹرین بنا کر دیجئے ۔ جب اس طرح سے یہ رورل پاپولیشن تل گئی تو آپ کو سمجھ آ جائے گی ۔ حکومتوں کو سمجھ آ جائے گی کہ ہم کیسے ہر ایک گاؤں میں واٹر ورکس پورا کریں کیسے روشنی کے انتظام کو پورا کریں ۔ کیسے ہم ان کو لاٹرین مہیا کریں ۔ یہ آپ کے بس کا اور حکومت کے بس کا روگ نہیں ہے ۔ بہرحال جیسے انکم ٹیکس آپ لگاتے ہیں اس بادشاہ نے بھی اسی طرح کام چلایا تھا اس نے مالیہ لگایا تھا اور پھر آپ کہتے ہیں کہ زمیندار ایک مزارع کے اوپر ظلم ڈھاتا ہے اور وہ جو کاشت کرتا ہے ۔ جب گندم کی ڈھیری تیار ہوتی ہے تو آدھی بٹا کر لے جاتا ہے ۔ جناب والا ۔ میں اعلان کرنا چاہتا ہوں اور میں آپ کو اس سلسلے میں یاد دلانا چاہتا ہوں اور واضح کرنا چاہتا ہوں کہ کوئی ایسا business کوئی ایسا طبقہ نہیں ہے جو کہ نصف اپنی آمدنی

نہیں ہے نصف دے ۔ وہ صرف زمیندار تھا جو نصف اپنی آمدن میں سے اپنے مزارع کو دے دیتا تھا (نعرہ ہائے تحسین) آپ کو مزدور کے سلسلے میں انصاف کرنا چاہیے ۔

چوہدری بدرالدین ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ ہم تو لینڈ ریونیو ایکٹ پر بحث کر رہے ہیں ۔

Mr. Speaker. Are you in your seas ?

چوہدری بدرالدین ۔ جی ہاں ۔ جناب والا ۔ جو بحث ہو رہی ہے وہ لینڈ ریونیو ایکٹ پر ہو رہی ہے ۔ وہ مزارع کے قانون کے بارے میں نہیں ہو رہی ۔ اس میں آپ کی وساطت سے فاضل رکن سے درخواست کروں گا کہ وہ اس قانون کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کریں ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔ حضور انور یہ ایک اہم چیز ہے جو میں آپ کو یاد دلا رہا ہوں اور آپ کو واضح کر رہا ہوں کہ یہ زمیندار تھا جو اپنی آمدن کا نصف حصہ اپنے مزدور کو دے دیتا تھا اور دے دیتا ہے ۔ آپ کے مزدور جہاں یہ بلڈنگ بناتے ہیں ۔ اس بلڈنگ پر آپ دس لاکھ روپے خرچ کرتے ہیں تو کبھی آپ اس کو نصف حصہ بلڈنگ دے سکتے ہیں ۔ آپ ذرا ملاحظہ کیجئے ۔ آپ کو سمجھ آ جائے گی ۔ آپ ان کو نصف نہیں دیتے ۔ جناب والا ۔ ٹھیکے دار ٹھیکے کرتا ہے اس کو آپ نصف نہیں دے سکتے ۔ یہاں آپ کا ٹھیکے دار ٹی روم والا جو ہے اس سے آمدن کا نصف حصہ بیروں کو دیوالیے ۔ وہ نہیں دیں گے ۔ آپ اپنے ملازمین کو ۔ آپ اپنے کلرکوں کو نصف آمدن دیجئے ۔ آپ کا پیپلز ہاؤس بن رہا ہے ۔ خدا جانے 50 لاکھ کا بن رہا ہے ۔ شائد اگر میں بھول نہیں رہا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ نیازی صاحب ۔ میں آپ کی اطلاع کے عرض کر دوں کہ ابھی تک کوئی پیپلز ہاؤس نہیں بن رہا ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔ نہیں جناب ۔ بن رہا ہے ۔ ایجرٹن روڈ پر بن رہا ہے ۔ آپ مزدور کو نصف دیجئے ۔ کوئی طبقہ ایسا نہیں ہے جو اپنے مزدور کو ۔ اپنے ملازم کو نصف بانٹ کر دیتا ہے ۔

ظلم خدا کا ہے کہ آج زمیندار سامنے آ گیا ہے ۔ سب سے بیچارہ گنہگار زمیندار ہے اور جناب خوب ہے یہ کہ beating the dead horse اب یہ چیز ہے ۔ عرض یہ ہے کہ give the dog a bad name and shoot it اب تو صرف چار مربعے حصے میں رہ گئے ہیں ۔ حضور میں تو 600 سو مربعے کا مالک تھا اور اب بھی ہم زمیندار ہیں اور ظالم بھی بڑے ہیں کیونکہ آمدن کا نصف حصہ اپنے مزدور کو دے دیتے ہیں ۔ معاف کرنا یہ ایک نکتہ قابل غور ہے ۔ آپ کے سامنے پیش کیا ہے ۔ اگر اب اس کو ہیڈ لائنز دی جائیں تو بہتر ہوگا اور جناب والا ۔ بے شک میرے ساتھ بحث کی جائے تو میں منوا کے دکھاتا ہوں ۔ ہمارے منسٹر صاحبان ادھر کی ادھر کی باتیں کر کے جناب قائد عوام کی خدمت میں رکھ دیتے ہیں ۔ اب چار مربعے والا زمیندار کوئی بڑا زمیندار نہیں ہے ۔ He is hand to mouth Sir, یہ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ وہ ٹیوب ویل نہیں لگا سکتا ۔ (نعرہ ہائے تحسین) زمیندار بیٹھے ہیں وہ ٹریکٹر نہیں رکھ سکتے ۔ آج ٹریکٹر کی قیمت ایک لاکھ روپیہ ہے ۔ چھوٹے سے چھوٹے ٹریکٹر بھی ستر ہزار روپے سے کم نہیں ملتے ہیں ۔ جناب والا ۔ کچھ تو انصاف ہونا چاہیے ۔ یہی ایک چیز ہے کہ ہم یوں ہی چلے جا رہے ہیں اور جہاں بحث ہوتی ہے وہاں نشستند ، گفتند برخاستند والا قصہ ہو جاتا ہے ۔ جناب والا ۔ یہ ایک نکتہ تھا جو آپ کی خدمت میں عرض کرنا تھا ۔ یہ تو ایک سبجیکٹ تھا ۔ یہ مالیہ کی معافی تو ایک تاریخی اقدام ہے ۔ آپ نے ایک غریب کسان کو جس کا صرف آدھا مربعہ تک نہری تھا اس کو مالیہ معاف کر دیا ہے اور ایک مربعہ بارانی زمین والے کو مالیہ معاف کر دیا ہے یہ ایک بڑی چیز ہے ۔ جناب یہ فیصلہ تاریخ ساز فیصلہ ہے آخر میں عرض کرتا ہوں ۔

ہم جیسے دیوانوں کی اہل جہاں قدر کرو
ہم جیسے دیوانوں کے تاریخ میں نام آتے ہیں

مسٹر سپیکر ۔ چوہدری محمد اقبال ۔

چوہدری محمد اقبال ۔ جناب سپیکر ۔ زمیندار کے خلاف جن جن صاحبان نے تقاویر کی ہیں میں ان کے متعلق عرض کروں گا کہ یا تو وہ

زمیندار نہیں اور اگر وہ زمیندار ہیں تو وہ زمیندار کے پیشے سے واقف نہیں۔ اصل موضوع اور اصل بات جو زیر بحث ہے وہ یہ ہے کہ چھوٹے زمینداروں کو جو مالیہ معاف کیا گیا ہے واقعی ہماری جماعت حکومت کو اس کا کریڈٹ جاتا ہے یعنی وہ مالیہ جو صدیوں سے چلا آرہا تھا وہ معاف کر دیا گیا ہے۔ یہ بہت اچھی بات ہے۔ دوسرا زمینداروں کے متعلق جو زرعی انکم ٹیکس ہے وہ زمینداروں کے ساتھ بہت بڑی ناانصافی ہے۔ ایک تو زمیندار جو 25 ایکڑ سے زیادہ کا مالک ہے اس کا مالیہ دو تین گنا زیادہ کر دیا گیا ہے اور مالیہ جو بڑے زمیندار پہلے ادا کرتے تھے اب اس سے دو تین گنا زیادہ مالیہ دے رہے ہیں اور پھر اس کے علاوہ انکم ٹیکس کی جو لعنت زمینداروں پر ہوگی ہے وہ اس سے بہت پریشان ہیں۔ اور وہ سمجھتے ہیں کہ ان کو اس میں بہت زیادہ خراب ہونا پڑے گا۔ کیونکہ وہ اپنا حساب کتاب صحیح طریقے سے نہیں رکھ سکیں گے اور زمینداروں کو بھی اکاؤنٹنٹ رکھنا پڑے گا اور ہر زمیندار حساب کتاب کی کتابیں بغل میں اٹھائے پھرے گا اور انکم ٹیکس کے دفتر کے چکر لگائے گا۔ یہ بہت بڑی مصیبت ہوگی۔ یہ طبقہ ملک اور قوم کی خدمت کرتا ہے اور جو میرے بھائی زمینداروں کے خلاف باتیں کرتے ہیں ان کو یہ معلوم نہیں ہے کہ چھوٹے زمیندار بھی اپنے مزارع رکھتے ہیں یہ قوم کی کوئی خدمت نہیں کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ تو صرف اپنے لئے ہی گندم پیدا کر سکتے ہیں۔ بڑے بڑے زمیندار تو اب رہے ہی نہیں ہیں کیونکہ لینڈ ریفارم کرنے کے بعد پچاس مربعے کا مالک غلہ پیدا کر کے منڈی میں بھیجتا ہے۔ یہ اس کی سب سے بڑی خدمت ہے ان کے خلاف ایسی باتیں کر کے چھوٹے مزارعین کو ان کے خلاف اکسانا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ملک دشمنی ہے۔ میرے بھائی نے فرمایا تھا کہ بڑے زمیندار چھوٹے زمینداروں کا استحصال کرتے ہیں۔ چھوٹے زمیندار تو آزاد ہیں ان کا تو بڑے زمینداروں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ البتہ مزارعوں اور زمینداروں کا جو پہلے تعلق تھا وہ باپ بیٹے کے برابر تھا وہ اب نہیں رہا ہے۔ اس وقت مزارع خوش حال تھا وہ اپنی گندم اور دودھ کی ضرورت سے بے نیاز تھا اور خوش حال زندگی گزار رہے تھے۔ لیکن میرے بھائی نے مزارع اور زمیندار کی دو کلاسیں کر دی ہیں اور اس سے نفرت اور زیادہ ہو

گئی ہے ۔ وہ اس طرح ایک نفرت کا بیج پیدا کر رہے ہیں ۔ اب چھوٹے زمینداروں نے ٹریکٹر لے کر خود کاشت کرنا شروع کر دی ہے اور مزارعوں کو بے دخل کرانا شروع کر دیا ہے ۔ زمینداروں نے اپنی زمین سنبھال لی ہے اور پیداوار اچھی ہو رہی ہے لیکن شہروں پر اور زیادہ بوجھ بڑھ گیا ہے جس سے بے روزگاری بڑھ گئی ہے ۔ اور زمیندار اور مزارع کا رشتہ جو باپ اور بیٹے کی طرح تھا اب نہیں رہا ۔ ان کے آپس کے تعلقات خراب ہو گئے یہ بڑے دکھ کی بات ہے ۔ میرے ایک بھائی نے یہ بھی فرمایا ہے کہ میں ایک جگہ گیا وہاں میں نے ساڑھے تین میل لمبا چوڑا گندم کا ڈھیر پڑا ہوا دیکھا ۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ جو زمیندار چار مربعوں کا مالک ہے کیا اس کی زمین کی لمبائی چوڑائی تین میل ہوگی ۔ یہ صرف مبالغہ ہے ۔ اس لئے اس قسم کی مبالغہ آمیز باتیں کرنا ٹھیک نہیں ہیں ۔ اس سے نفرت پھیلتی ہے ۔ کیا وہ اس سے عوام کی سستی شہرت حاصل کر سکتے ہیں ۔ یہ باتیں آپ کے ملک کے خلاف جاتی ہیں ۔ کیونکہ مزارع اور زمیندار آپس میں بھائی بھائی ہیں ۔ ان کو اتفاق سے اور مل جل کر کام کر چاہیے ۔ اس طرح وہ قوم اور ملک کی خدمت کر سکتے ہیں ۔ ان کے ٹوٹے ہوئے رشتے کو دوبارہ بحال کیا جائے اور ان دوبارہ جوڑنے کی کوشش کریں ۔ آخر میں یہ عرض کروں گا کہ مالیہ کی معافی بھی ایک بہت اچھا قدم ہے اور ہم اس کو پسند کرتے ہیں اور آپ کو مبارک باد پیش کرتے ہیں ۔ لیکن بڑے زمینداروں پر چار گناہ مالیہ بڑھ گیا اس لئے ہمیں اس انکم ٹیکس سے بچالیے ۔ ورنہ زمیندار ختم ہو جائے گا ۔ اور زمیندارختم ہوگا تو ملک بھی بھوکا مرنے لگے گا ۔ یہ ملک ایک زرعی ملک ہے ۔ اس میں زمیندار اور مزارعوان کے آپس کے تعلقات خراب نہیں ہونے چاہئے ۔ ورنہ اس طرح پیداوار میں بھی کمی آجائے گی اور ملک کو اس کا سامنا کرنا پڑے گا ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر نذیر احمد ۔

مسٹر نذیر احمد (راولپنڈی) ۔ جناب سپیکر ۔ اس وقت ایوان کے سامنے دو پوائنٹ آف ویو ہیں ۔ ایک تو قائد حزب اختلاف کا پوائنٹ آف ویو ہے اور ایک Revenue abolition کے خلاف انہوں نے بات کی ہے

دوسرا جاگیردار دوستوں نے اس ایوان میں اپنا نقطہ نظر پیش کیا ۔ آج نیازی صاحب کی دھواں دار تقریر اور زور تخاطب بھی اس اس ایوان میں گونجا ہے ۔ یہ ایک بہت خوشی کی بات ہے کہ ایک طبقہ کا نقطہ نظر سامنے آیا ہے اور ہم بھی اپنے نقطہ نظر کو پیش کرنے کا حق رکھتے ہیں ۔ پہلی بات جو میں سمجھتا ہوں Revenue abolition کے کئے جانے کے متعلق جو قدم اٹھایا گیا ہے اس سے میرے وہ دوست جو کہتے ہیں کہ ہم زمیندار نہیں رہے وہ اس کو mind نہ کریں کیونکہ یہ دولت یعنی زمین اللہ کی ہے کیونکہ جہاں یہ ذکر کیا گیا ہے الارض اللہ زمین اللہ کی ہے ۔ پہلی بات یہ ہے سوائے اللہ ظل جلال کے یہ زمین کسی کی ملکیت نہیں ہے کہ اس کا کوئی دعویٰ نہیں کر سکتا ۔ صرف اتنی بات ہے ۔ اس زمین پر یہ طبقات اس تاریخ سے پیدا ہوئے ۔ کچھ لوگ جیسے میرے فاضل دوست نے بار بار کہا تھا جاگیردار زمیندار اور مزارع کے درمیان باپ اور بیٹے کا تصور ہے ۔ بات یہ ہے ۔ آج بھی زمین کی حد 5 مربعے رہ گئی ہے ۔ اس میں مزارع کاشت کرکے آپ کے لئے گندم پیدا کرتا ہے اور آپ کہتے ہیں کہ وہ آدھا لے جاتا ہے اور آدھا آپ لے جاتے ہیں ۔ اس میں آپ کی محنت کا کیا دخل ہے ۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ وہ حق جو آپ مالک کی حیثیت سے لے جاتے ہیں اس کو لینے کا کوئی حق نہیں ہے ۔ اگر آپ خود ٹریکٹر سے کاشت کرتے ہیں اور اس زمین سے پیداوار کرتے ہیں تو ٹھیک ہے لیکن وہ جو اپنے خون پسینے سے کمائی کرتا ہے اور جولائی کی سخت گرمی میں پھٹی ہوئی قمیض اپنی پیٹھ پر رکھے ہوئے اس کی پروڈکشن کرتا ہے تو آپ کو اس کے لئے اس کو مبارکباد دینی چاہیے ۔ آپ بھی مزارع بن جائیں اور ٹریکٹر خرید کر جولائی کی گرمی میں پھٹی ہوئی قمیض کے ساتھ زمین کو کاشت کرو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں فاضل رکن کی تقریر میں مداخلت نہیں کرنا چاہتا کیونکہ آج پہلا دن ہے ۔ مگر معلوم یہ ہوتا ہے کہ پچھلے تین فاضل مقررین نے خواہ وہ آپس میں ایک دوسرے کا جواب دے رہے ہوں اس موضوع پر بات کی ہے ۔ اس بل میں ایسا کوئی تعلق موجود نہیں ہے ۔ اس

میں مالکان اور مزارع کے تعلقات کا کوئی ذکر نہیں ہے ۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ یہ controversy جو اس سلسلے میں پیدا ہو سکتی ہے ۔ اس کی اس کے ساتھ کوئی relevancy نہیں ہے ۔ اس بل میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے ۔ مالک اور مزارع کے تعلقات کیسے ہونے چاہیے ۔ کتنا حصہ ملنا چاہیے مزارع کو اس کی محنت کا صلہ ملنا چاہیے اور شہر میں ایک مزدور کام کرتا ہے اس کو کیا معاوضہ ملتا ہے ۔ دیہات میں کیا ملتا ہے ۔ اگر اس زمیندار کی زمین شہر میں ہوتی تو اس کو اس زمین پر کیا منافع ملتا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ باتیں غیر ضروری ہیں ۔ اس لئے میں استدعا کرتا ہوں کہ ان کو لے لیا جائے ۔

مسٹر نذیر احمد ۔ میں اس بات کی طرف اپنی تقریر میں نہیں آؤں گا جیسا کہ شیخ صاحب نے فرمایا ہے Land Revenue کے abolition سے بہرحال ایک بات سامنے آتی ہے کہ وہ unproductive wealth جو ایگریکلچر سے پیدا ہوتی ہے یا جو بنکوں میں پڑی ہوتی ہے ۔ میں معذرت کے ساتھ کہتا ہوں کہ وہ کس چیز پر خرچ ہوتی ہے ، وہ گھوڑ دوڑ پر خرچ ہوتی ہے ۔ اور وہ پیسہ جو اس زمین سے حاصل کرنے والے ہیں وہ کتوں کی دوڑ پر خرچ کرتے ہیں ۔ وہ شرطیں لگاتے ہیں ۔ جناب والا ۔ میں فاضل خواتین ممبران سے معذرت چاہتا ہوں کہ وہ پیسہ اس بازار میں خرچ کرتے ہیں ۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اس بل سے کتنی social evils ختم ہوتی ہیں ۔ اس کی hidden wealth وہ ۔ آپ کے سامنے آئے گی productive wealth نہیں ہو سکتی ۔ اس اقدام کو ان اقدامات کی روشنی میں دیکھنا ہوگا ۔ اس قدم کو لینڈ ریفارم کی روشنی میں دیکھنا ہوگا over all اثر کیا ہوگا ۔ میں جناب والا ۔ قائد حزب اختلاف اور اپنے دوستوں سے عرض کروں گا کہ وہ اس بل کو اس انداز سے دیکھیں پاکستان پیپلز پارٹی کے پروگرام کی روشنی میں دیکھنا ہوگا کہ ہمارے معاشرے کو کیا اس سے نقصان نہیں پہنچے گا ۔ اس لئے ہمیں قومی آمدنی کے سلسلے میں یہ قدم اٹھانا پڑے گا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک خوش آئندہ بات اور قابل مبارک باد ہے ۔ میں اس بل کی پرزور حمایت کرتا ہوں ۔ شکریہ ۔

رائے سخاوت علی خان۔ جناب سپیکر۔ ابھی ابھی چوہدری صاحب تقریر کر رہے تھے انہوں نے فرمایا ہے۔ کہ زمینداروں کا ٹیکس بڑھ گیا ہے۔۔۔۔

مسٹر سپیکر۔ آپ تقریر فرمانا چاہتے ہیں؟

رائے سخاوت علی خان۔ نہیں جناب۔ میں اس کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

مسٹر سپیکر۔ آپ اس کا جواب اپنی تقریر میں دے سکتے ہیں۔

رائے سخاوت علی خان۔ جناب سپیکر۔ میں گزارش کروں گا کہ 25 ایکڑ اراضی تک لگان معاف کر دینا ایک احسن اور اچھا کام ہے۔۔۔۔۔۔

Mr Hamid Kamal. Sir, revenue has been abolished on all holdings but most of the members are saying that it has been abolished on 25 acres. It is not so. The revenue has been abolished on all holdings whether big or small. The higher holdings have been imposed agricultural income-tax or income-tax which is not a Provincial subject. As such it becomes within the purview of Centre and, therefore, we need not discuss it. We should only discuss abolition of revenue on all holdings.

Mr. Speaker. I want to make one thing very clear. So far as abolition of the land revenue is concerned it has some relatsonship with the Central legislation. I don't say that is within our power or jurisdiction. Of course, we cannot discuss that aspect but if this piece of legislation has some bearing or some relation with that piece of legislation then that can be referred to but you are correct in your contention that so far as abolition is concerned, here, it is total abolition. There is no question of 25 acres or less.

رائے سخاوت علی خان۔ میں گزارش کر رہا تھا کہ جہاں تک اس بل کی نوعیت کا تعلق ہے میں اس کی تائید کرتا ہوں۔ اس سے بہتر بل نہیں آسکتا۔ اس سے پنجاب کے 80 فیصد سے زیادہ لوگوں کی مشکلات حل ہوں

ہیں بلکہ وہ لوگ جو پسے ہوئے تھے انہیں ایک سہارا ملا ہے ۔ بیشتر زمیندار جو 25 ایکڑ سے کم کے مالک تھے ، ایک ایکڑ تو زیادہ ہے ، اگر وہ ایک مرلے پر بھی کاشت کرتے تھے اور اپنے ہینڈ پمپ سے پینے والے پانی جو بچ جاتا تھا تمباکو لگا لیتے تھے ، تو زمین کا بادشاہ پٹواری اس ایک مرلے پر بھی لگان لگا دیتا تھا ۔ دیہات میں ان پر اس حد تک زیادتی کی جاتی تھی کہ ان کے جو جانور باندھنے کے شیڈ ہوتے تھے ان پر بھی ٹیکس لگ جاتا تھا ۔ یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ ہم نے انہیں 25 ایکڑ تک رعایت دی ہے ، جو لوگ معاشرے میں کوئی مقام نہ رکھتے تھے آج وہ فخر سے سر بلند کر کے کہہ سکتے ہیں کہ ہم بھی ان لوگوں کے برابر ہو گئے ہیں جو شہروں میں اونچے اونچے محلات میں بستے ہیں اور جو کارخانوں اور فیکٹریوں کے مالک ہیں ۔ وہ بھی 12 ہزار روپے پر ٹیکس نہیں دیتے تو کم از کم ہم بھی 25 ایکڑ اراضی پر معاملہ نہیں دیں گے ۔ یہ انسانوں کو برابر کے حقوق دینے کا پہلا مرحلہ ہے ، اور ہم اس کی پر زور تائید کرتے ہیں اور خوشی مناتے ہیں کہ یہ ایک اچھی بات تھی ۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ جو مراعات کارخانہ داروں کو دی گئی ہیں مثلاً یہ کہ وہ انشورنس کرواتا ہے ، وہ اپنے بچوں کو تعلیم دلاتا ہے ، وہ بانڈ اور سرٹیفکیٹ خریدتا ہے ۔ زمیندار کو بھی اس قسم کی مراعات ملنی چاہئیں تا کہ وہ بھی خوش رہ سکے ۔ لیکن جہاں تک اس پیچیدگی کا تعلق ہے کہ وہ انکم ٹیکس کا تعین کیسے کرے گا ، یہ کام ہمارے دیہات کے بسنے والوں کے لئے مشکل ہو جائے گا ۔ جو اپنے گھر کا حساب کتاب بھی نہیں کر سکتے وہ انکم ٹیکس والوں کو اپنا حساب کیسے سمجھائیں گے ۔ وہاں ٹیکس فی یونٹ کے حساب سے لگتا ہے ۔ جہاں مکانوں میں بیٹھنے والوں کو فیکٹریوں اور کارخانہ داروں کو انکم ٹیکس لگتے ہیں ، وہاں زمینداروں کی آمدنی تو کھلے آسمان کے نیچے ہوتی ہے ۔ وہ قدرتی آفات کا شکار ہو سکتے ہیں ۔ وہاں طغیانیاں آ سکتی ہیں اور کئی دفعہ وہاں طغیانیاں آئیں اور دیہاتوں میں لگان معاف کیا گیا - - - -

مسٹر سپیکر ۔ بہتر یہ ہوگا کہ آپ اس بل کے متعلق کچھ فرمائیں کہ جو مالیہ ختم کیا گیا ہے وہ ختم ہونا چاہئے تھا یا نہیں ۔

رائے سخاوت علی خان - میں پہلے گزارش کر چکا ہوں کہ میں اس بل کی تائید کرتا ہوں اور یہ بڑی خوشی کی بات ہے -

مسٹر سپیکر - مسٹر ظفراللہ بھروانہ -

مہر محمد ظفراللہ بھروانہ- جناب والا- آج اس معزز ایوان میں ایک ایسا اہم مسئلہ پیش ہے جس کو جتنی بھی اہمیت دی جائے کم ہے - یہ 85 فیصد لوگوں کا ایک اہم مسئلہ ہے اور اگر میں یہ کہوں کہ پنجاب میں اور اس معزز ایوان میں جو معزز ممبران تشریف فرما ہیں وہ کسی نہ کسی طریقے سے اکثریت میں دیہات سے تعلق رکھتے ہیں - جب بھی کوئی ایسا مسئلہ آئے جہاں 85 فیصد لوگوں کی زندگی اور ان کی معاشی حالت کا تعلق ہو تو اس معزز ایوان کے معزز ارکان کو صرف اس لیے اس کی تائید نہیں کرنی چاہئے کہ یہ اوپر سے یا مرکزی حکومت کی طرف سے آیا ہے یا تجویز کیا گیا ہے - کیوں کہ اس طرح فیصلہ کرنا جلد بازی ہے - اور اسی طرح کی جلد بازی ہے جیسے کہا گیا ، کہ رائس ملیں لوگوں سے لے لی جائیں ، تو وہ لے لی گئیں - کاٹن فیکٹریاں لے لی جائیں ، تو وہ لے لی گئیں - لیکن پھر وہی حکومت تھوڑے عرصے کے بعد اس نتیجے پر پہنچتی ہے کہ وہ رائس ملیں واپس کر دی جائیں کیوں کہ پیداوار بہت کم ہو گئی ہے اور حکومت کی مشینری انہیں اچھی طرح نہیں چلا سکی - جناب والا - یہ بھی ایسا ہی مسئلہ ہے کہ پتا نہیں اس ایوان اور اس اسمبلی کی زندگی کتنی ہے ، لیکن میں یہ بات وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ مالیہ اور الکم ٹیکس کا جو قانون ہے یہ ہر حالت میں واپس لینا پڑے گا - اس کی وجہ یہ ہے کہ در اصل کچھ لوگ ایسے ہیں جو اس پیشے سے تعلق نہیں رکھتے ، وہ حکومت کو کچھ ایسے کوائف اور اعداد و شمار دیتے ہیں جن کا انہیں خود پتہ نہیں ہوتا اور نہ ہی سننے والوں کو پتا ہوتا ہے - یہ ایک ٹیکنیکل چیز ہے - میرے معزز دوستوں نے یہاں تقریریں فرمائی ہیں - میں یقین سے کہتا ہوں کہ انہیں زمینداره کا علم نہیں اور انہیں یہ بھی پتا نہیں کہ مالیہ کیا بلا ہے ، اور آبیانہ کیا بلا ہے - میں یقین دلاتا ہوں کہ یہ جو مالیہ معاف کیا گیا ہے ، اس کے باوجود اس بار خریف اور ربیع میں جو مالیہ لگ کر آیا ہے وہ پہلے سے زیادہ ہے - - - -

Mr. Speaker. Order in Press Gallery.

مہر محمد ظفراللہ بھروانہ ۔ مالیہ تو بہت کم ہوتا ہے ، اصل چیز آبیانہ ہوتا ہے ۔ آپ آج جا کر زمینداروں کی حالت علاقے میں دیکھ لیں ، معزز ممبران کے علاقوں میں خاصے دیہات ہیں وہاں جا کر دیکھ لیں کہ یہ پچھلے سال سے زیادہ آیا ہے اور صرف مالیہ معاف ہوا ہے ، اور اس کے علاوہ اور بھی کئی طریقے ہیں ۔ آپ انکم ٹیکس کا ذکر کرتے ہیں ۔ مالیے کی ورکنگ اتنی سادہ ہوتی ہے ۔ ایک پٹواری نہر کا ہوتا ہے اور ایک مالیے کا ہوتا ہے ۔ وہ جاکر موقع پر گرداوری کرتے ہیں اور چھوٹے بڑے غریب کاشتکار انہیں بتاتے ہیں کہ میری تو دو ایکڑ کپاس ہے ، ایک ایکڑ کماد ہے اور چار ایکڑ گندم ہے ۔ لیکن اس کے باوجود وہی پٹواری صاحب اگر کسی سے ناراض ہو جائیں تو وہ کہتے ہیں کہ میں نے تھوڑا سا پاؤں دبایا ہے ، اور اس کی گرداوری ڈبل کر دیتے ہیں ۔ یہ سلسلہ شیر شاہ سوری کے وقت سے آ رہا ہے اور ابھی ہمارا غریب اور کاشتکار طبقہ اس مالیے اور گرداوری کو نہیں سمجھتا ۔ یہ انکم ٹیکس تو ایک ایسا پرابلم ہے ، ایک ایسی بلا ہے ۔ زمیندار کیسے رجسٹر maintain کرے گا ۔ کون کہتا ہے کہ اس کی آمدنی ایک مستند چیز ہے ، ایک ٹھوس چیز ہے جو اس کو ضرور آنی ہوتی ہے ۔ میں کہتا ہوں جناب ، زمینداره میں جتنی غیر یقینی آمدنی ہے وہ کسی اور بزنس میں نہیں ہے ۔ یہ ابھی آپ دیکھ لیں ۔ اس موسم میں ہم کپاس کاشت کرتے ہیں ۔ تین تین دفعہ ہم کپاس کاشت کر چکے ہیں ۔ لیکن تھوڑی سی بارش آنے سے وہ سب کرنڈ ہو جاتی ہے ۔ اور ہمیں دوبارہ کھاد ڈالنی پڑتی ہے ، دوبارہ بیج ڈالنا پڑتا ہے ، دوبارہ ہل چلانے پڑتے ہیں ۔ میں اگر غیر کاشتکار معزز ممبران سے عرض کروں کہ آپ اس کی تکنیک پر کچھ وضاحت فرماویں ، تو وہ سوائے اس کے کہ دھواں دھار تقریر کریں کہ ہم غریبوں اور کاشتکاروں کے حامی ہیں ۔ جناب والا ۔ یہ ایک ایسا اہم مسئلہ ہے کہ میں معزز ایوان سے درخواست کروں گا کہ انکم ٹیکس زمیندار کے بس میں نہیں ہے یہ عملاً نا ممکن ہے ۔ نیشنل اسمبلی سے یہ سفارش کی جائے ، یہ درخواست کی جائے کہ اس پر نظر ثانی کی جائے اور دوبارہ اس پر غور کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ بھروانہ صاحب ایک ریزولیوشن دیجئے ۔

مہر محمد ظفر اللہ بھروانہ ۔ جناب ، وہ بھی آجائے گا ۔

سردار صغیر احمد ۔ میں نے ایک ریزولیوشن موو کیا تھا کہ پچیس ایکڑ آب پاش اراضی کے مالکان اور پچاس ایکڑ غیر آب پاش اراضی کے مالکان سے زرعی انکم ٹیکس لینے کا جو فیصلہ کیا گیا ہے ، اس کو واپس لیا جائے ۔ اس امر کی سفارش وفاقی حکومت کو کی جائے ۔ یہ ریزولیوشن اسمبلی میں ہے ۔ اگر اسے اس جمعرات کو لے لیں تو اس پر بحث ہو سکتی ہے ۔ اور اس پر ہم کسی نتیجے پر پہنچ سکتے ہیں اور اس بل میں میرے خیال میں یہ بحث غیر متعلق ہے ۔

مہر محمد ظفر اللہ بھروانہ ۔ جناب والا ۔ ایک قانون بنا دینا آسان ہوتا ہے ۔ اس کا عملی پہلو بھی سامنے رکھنا چاہئے ۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ جس دور سے اس وقت ہمارا ملک گزر رہا ہے اس میں سب سے پہلے مسئلہ خوراک ہے ۔ اور خوراک میں سب سے زیادہ پیداوار پنجاب کی ہے ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ یہ بالکل حقیقت ہے کہ اگر یہ قانون نافذ ہوگا تو پیداوار میں اتنی کمی ہو جائے گی کہ پھر ہمیں دوبارہ کوئی ایسی کوشش کرنی پڑے گی ، کوئی ایسا قانون لانا پڑے گا جو کاشتکار ، چاہے چھوٹا ہو یا بڑا ، اس کی سہولت کا باعث بنے ۔ لہذا میں اس بل کی بھی ، زرعی انکم ٹیکس کی بھی ، اور جو مالیہ معاف ہوا ہے اس کی بھی سخت مخالفت کرتا ہوں ۔ اور اس کے حق میں نہیں ہوں ۔ اس لئے نہیں کہ میں چھوٹے کاشتکاروں کے حق میں نہیں ہوں ۔ جناب والا ۔ میرے حلقہ نیابت میں تقریباً 90 فی صد چھوٹے زمیندار ہیں ۔ لیکن در حقیقت انہیں فائدہ کچھ نہیں ہوا ۔ اور آپ چیک کروا لیں ۔ معزز اراکین بیٹھے ہیں ۔ اپنے علاقے میں جا کر ڈھال باچھ سے دیکھ لیں ۔ پچھلے سال کے ساتھ ان کا مقابلہ کر لیں ۔ اس سے قطعاً کوئی فرق نہیں پڑتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ سردار مظہر علی خان ۔

سردار مظہر علی خان ۔ جناب والا ۔ میرے دوست قائد حزب اختلاف نے فرمایا ہے کہ مالیہ ان کو پسند ہے ، اور زرعی انکم ٹیکس انہیں پسند نہیں ۔ میں ان کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جناب ، یہ بات آپ کی

پسند یا نا پسند کی نہیں ۔ ہمیں یہاں پر عوام کے نمائندے ہونے کی حیثیت سے یہ دیکھنا ہے کہ آیا یہ بات عوام الناس کے مفاد میں ہے یا نہیں۔ سب سے مقدم چیز ہماری نظر میں یہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب ہمارے ملک میں جمہوریت آئی تھی ، زرعی انکم ٹیکس فوری طور پر اسی وقت رائج ہو جانا چاہئے تھا ۔ لیکن جیسا کہ آپ سب دوستوں کو پتا ہے کہ یہاں پر ہمیشہ فیوڈل طبقے کی بنیادی طور پر حکومت رہی ہے ۔ وہی حکمران طبقے کی شکل میں سیاسی اقتدار پر قابض رہے ہیں ۔ ظاہر ہے کہ وہ کوئی ایسا قانون نہیں بنا سکتے تھے جو ان کے مفادات سے ٹکراتا ہو اور یہ vicious سیکل میں دیکھتا ہوں کہ آج بھی کسی حد تک قائم ہے ۔ میرے حزب اختلاف کے جو دوست ہیں ، ان کی بات تو میری سمجھ میں آتی ہے ۔ لیکن جو میری پارٹی کے دوست ہیں ، کرنل صاحب اور دوسرے دوست ، ان کی بات میری سمجھ میں نہیں آئی ۔ میں جناب شیخ رفیق احمد صاحب سے ، جو میرے دوست بھی ہیں اور پارٹی کے صدر ہیں ، درخواست کروں گا کہ پارٹی کے پنچوں میں سے جن میرے دوستوں نے تقریر کی ہے ، انہیں پارٹی کے منشور کی ایک ایک کاپی فوری طور پر فراہم کی جانے تاکہ وہ اس کا مطالعہ فرما سکیں ۔ دوسری بات جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں ، وہ یہ ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ زرعی انکم ٹیکس چھوٹے چھوٹے ٹریڈرز ، چھوٹے چھوٹے دوکانداروں کے لئے بھی ایسی مشکل بات نہیں یہ دوسری بات ہے کہ زمیندار طبقہ ہمیشہ pampered class کے طور پر اس ملک میں نمایاں رہا ہے ۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جن حالات میں سے ہم گزر رہے ہیں ، اس میں ہم pampering afford نہیں کر سکتے ۔ ہم یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ کھلے اختیارات دے دیں ، واضح طور پر یہ من مانی کریں ۔ یہ ہم اجازت نہیں دے سکتے ۔ ایک طرف ہم اقتصادی بحران کی شدت کا اعلان کرتے ہیں ۔ دوسری طرف پارٹی کے دوست انکم ٹیکس دینے کو ایک بڑا گناہ سمجھتے ہیں ۔ اس ملک میں اتنا بڑا اقتصادی بحران آ رہا ہے ۔ اس کا آپ کیسے مقابلہ کر سکیں گے ۔ یہ کوئی ایسی مشکل اور انہونی بات نہیں ہے ۔ زمیندار اور کاشتکار دوستوں کے لئے انکم ٹیکس کے طریق کار کو آپ آسان بنا سکتے ہیں ۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ۔ لیکن یہ بات کہ مالیہ ہمیں پسند تھا اور انکم ٹیکس ہمیں پسند نہیں ، میں سمجھتا ہوں کہ آج کے دور میں اس سے

زیادہ فرسودہ بات اور کوئی نہیں ہو سکتی - جیسے میرے دوستوں نے Divine right of kingship کی بات کی ہے - اس کے متعلق میں اپنے خیالات محفوظ رکھنا چاہتا ہوں - لیکن میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ اس ملک کے اور خاص طور پنجاب کے جو جاگیردار ہیں ، ہمیں ان کی تاریخ بتائی جائے کہ وہ کیسے زمیندار اور جاگیردار بنے - جناب والا - میں اس بل کی پر زور حمایت کرتا ہوں - کیوں کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بل ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے - اگر آج ہم نے اس pampered class پر انکم ٹیکس لاگو نہ کیا تو میں سمجھتا ہوں کہ جن حالات سے ہم گزر رہے ہیں ، شاید ملک کی معیشت کو ہم بچا نہ سکیں -

مسٹر سپیکر - مسٹر منصور ملک -

مسٹر منصور ملک - جناب والا - جب ہماری حکومت کوئی بل پیش کرتی ہے ، تو اس کا کوئی خاص مقصد ہوتا ہے - کوئی بل بغیر مقصد کے پیش نہیں کیا جاتا - میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے اپنے منشور میں واضح کر دیا ہوا ہے ، ہم نے ہمیشہ یہ کہا کہ جمہوریت ہماری سیاست ہے اور طاقت کا سرچشمہ عوام ہیں - اگر ان دونوں اصولوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم اس بل کی طرف دیکھیں ، تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے ایک بہت بڑا تاریخی کارنامہ سر انجام دیا ہے - میں سمجھتا ہوں کہ اس کے پیچھے یہی جذبہ کارفرما ہے کہ پسماندہ طبقوں کو ہم استحصالی طبقوں سے نجات دلائیں - جس سے لامحالہ یہ ہوگا کہ ہم ایک فکر کو آزاد کریں گے - اور اگر ایک فکر آزاد ہو تو ہم اس سے ایک اچھا کردار حاصل کریں گے - اور اس کا معاشرے میں ایک اچھا اثر پڑے گا - جب سے ہم نے حکومت سنبھالی ، ان دو مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے ہم نے اپنے ملک میں بے شمار اصلاحات نافذ کیں ہم نے مزدوروں کو معاشی غلامی سے نجات دلانے کے لئے کوشش کی - ان کے لئے اصلاحات کیں - ہم نے یہاں پر تعلیمی اصلاحات کیں - ہم نے یہاں پر دیگر اصلاحات کیں - زمین کی curtailment کی - ہم نے یہاں پر چھوٹے طبقے کو معاشی آزادی دینے کے لئے سب کچھ کیا - اسی پس منظر میں اگر ہم دیکھیں تو ہم نے یہ ایک بہت بڑا کارنامہ سر انجام دیا ہے - آج ہمارے

دیہاتوں میں 85 فی صد آبادی رہتی ہے جو ایک بہت بڑی تعداد ہے ، جو ایک اکثریت ہے ۔ ہم حقیقت میں ان کو آزادی دلانے کی کوشش کر رہے ہیں ۔ یہ مختلف اصلاحات کیں ۔ ہم نے زمین کی curtailment کی ، ہم نے اس کے ساتھ ایک تدریجی عمل جاری کیا ۔ ریونیو abolition کا جو بل پیش کیا جا رہا ہے ، ہم نے اس کو اسی چیز سے نجات دلانے کی کوشش کی ہے ، تاکہ آہستہ آہستہ اس کی فکر آزاد ہوتی جائے ، اور میں سمجھتا ہوں کہ فکر آزاد کرنے کی طرف بتدریج ہمارا ایک قدم ہے ۔ جناب والا ۔ وقت آئے گا ہم مزید اصلاحات کریں گے ، اس کا معاشرے پر اچھا اثر پڑے گا اسی نقطہ نظر سے میں اس کی تائید کرتا ہوں ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ جناب سپیکر ۔ اس وقت ایوان میں لینڈ ریونیو امنڈمنٹ بل پر بحث جاری ہے ۔ میں سمجھتی ہوں کہ ایک مثبت قدم ہے ، اور ایک اہم قانون ہے جو سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے ۔ اس قانون کے لاگو کرنے سے غریب عوام کو فائدہ پہنچے گا ۔ ہم سب بخوبی واقف ہیں ۔ جناب والا ۔ 1970 میں جب پیپلز پارٹی برسر اقتدار آئی اور 1971 اور 1977ء کے الیکشن میں پیپلز پارٹی نے اپنے منشور میں واضح طور پر کہا تھا کہ ہم برسر اقتدار آ کر سرمایہ‌داری ، جاگیرداری اور سیٹھوں کی اجارہ داری ختم کر کے اس تفاوت کو دور کریں گے جو غریب عوام اور امیر لوگوں میں پائی جاتی ہے ۔ جناب والا ۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے ، ماضی میں صرف 22 خاندانوں نے حکمرانی کی ہے ۔ پہلے ملک تمام دولت اور حکومت ان کے ہاتھ میں تھی ۔ قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو نے ان سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کا خاتمہ کر کے غریب عوام کی طرف خاص توجہ دی ۔ اور اس ملک کے غریب عوام کو مستحکم کیا گیا ۔ جناب والا ۔ 25 ایکڑ نہری اور 50 ایکڑ بارانی زمین پر مالیہ معاف کر کے زرعی انکم ٹیکس لگا کر یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ غریب عوام کو فائدہ پہنچایا گیا ہے ۔ اور بڑے زمینداروں سے زرعی ٹیکس وصول کیا جائے گا ۔ جناب والا ۔ یہ چیز ہمارے سامنے بالکل ایک حقیقت ہے کہ زراعت ایک انڈسٹری کی شکل اختیار کر چکی ہے اور ماضی میں حکومت نے اس انڈسٹری کی طرف کوئی توجہ نہیں دی ۔

حالانکہ زراعت ہمارے ملک کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے ۔ موجودہ عوامی حکومت نے اس پر خاص توجہ دی ہے ۔ اس سلسلے میں کسانوں کو بیج ، کھاد ، ٹریکٹر اور ٹیوب ویل قرضوں کی بنیاد پر مہیا کئے گئے ہیں یہی وجہ ہے کہ انڈسٹری کی شکل اختیار کر چکی ہے ۔ یہ ملک کی ترقی میں ایک اہم قدم ہے ۔ یہ اسی لئے کیا گیا ہے تاکہ زمیندار اپنی پیداوار بڑھائیں اس لئے میرے خیال میں یہ نہایت مثبت قدم ہے ، اور تاریخی قدم ہے ۔ قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو نے غریبوں کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچانے کے لئے یہ قدم اٹھایا ہے ۔ اس کے ساتھ ساتھ دوسرے شعبوں میں بھی اصلاحات کی گئی ہیں ۔ زراعت کے شعبہ میں بھی اصلاحات کا مقصد یہی تھا کہ ایسے زمیندار جو بہت زیادہ فائدہ اٹھا رہے ہیں ، زیادہ منافع کما رہے ہیں انہیں زیادہ ٹیکس دینا پڑے گا اور بڑے زمیندار ٹیکس ادا کرنے کے ڈر سے زیادہ پیداوار بڑھائیں گے لینڈ ریونیو امنڈمنٹ بل اسی لئے پیش کیا جا رہا ہے ۔

مسٹر عابد حسین بھٹی ۔ جناب والا ۔ اس بل پر جو بحث جاری ہے میں اس کے بارے میں عرض کرونگا ۔ یہ ایک اہم بل ہے کیونکہ اس سے ملکیت کااحساس ختم ہوا ہے اور دوسری طرف ملک کی پیداوار میں اضافہ ہوگا ۔ میرے بہت سے فاضل دوستوں نے اس بل پر تقریریں کی ہیں ۔ مگر جناب والا ۔ انہوں نے اس بات کو قطعی طور پر نظر انداز کر دیا ہے کہ پیپلز پارٹی کو الیکشن میں ووٹ ھی اس نعرہ پر ملے تھے کہ غریب اور امیر کا فرق ختم کیا جائیگا اور ہماری معیشت کی بنیاد سوشلزم پر ہوگی ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔ قائد عوام نے بھی اس نعرہ کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ اصلاحات کی ہیں ۔ قائد عوام نے ہمیشہ غریب عوام کے مفاد میں کام کیا ہے اور غریب عوام نے ھی قائد عوام کا ساتھ دیا ہے اور جاگیردار طبقے نے ہمیشہ اس کی مخالفت کی ہے ۔ جناب والا ۔ میں یہ کہنا تو نہیں چاہتا تھا کہ قائد حزب اختلاف جاگیردار طبقے کی نمائندگی کر رہے ہیں ۔ مگر میں یہ اس لئے کہنے پر مجبور ہوا کہ حکومت کے ان اقدامات کا ذکر کم کیا گیا جو غریب عوام کی بھلائی کے لئے کئے گئے ہیں ۔ اور اپنے طبقے کی حمایت میں بہت کچھ کہا ہے کہ انکم ٹیکس ختم کر دیا جائے ، اس پر بحث کرنا مناسب نہیں ہے ۔

جناب والا ۔ یہاں یہ بھی کہا گیا ہے کہ کون شخص ہے جو اپنی جائیداد کا آدھا حصہ دینے کے لئے تیار ہے ۔ کون ہے جو اپنی بلڈنگ کا آدھا حصہ دے دے؟ میرے فاضل دوست نے یہ بھی کہا ہے کہ زرعی انکم ٹیکس سے دشواریاں پیدا ہونگی ، کہاں زمیندار کتابیں اٹھائے پھریں گے ۔ میں تو یہ کہوں گا کہ اس سے یہ فائدہ حاصل ہوگا کہ تخمینہ لگاتے وقت آپ یہ بتا سکیں گے کہ اس سال فصل خراب ہوئی ، آندھی آ گئی ۔ اخراجات کتنے تھے ، آمدنی کتنی تھی ۔ اسی طرح زمیندار کو بھی موقع مل جائے گا کہ وہ اپنی صحیح آمدنی بتا سکے ۔ اس سے پہلے تو مالیہ لازمی طور پر وصول کرلیا جاتا تھا ۔ اگر مالیہ نہ ادا کیا جائے تو متعلقہ مالک گرفتار کر لیا جاتا تھا ۔ جہاں تک وکیل کرنے کا تعلق ہے ۔ میں اپنے فاضل دوست کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو تقریر یہاں کر رہے تھے یہی انکم ٹیکس افسر کے سامنے جاکر کر سکتے ہیں ۔

Mr. Speaker. The House is adjourned to meet at 8.30 a. m. to-morrow.

(اسمبلی کا اجلاس 7 جون 1977ء بروز منگل صبح 8.30 بجے تک کے لئے ملتوی ہو گیا)

صوبائی اسمبلی پنجاب

دوسری صوبائی اسمبلی پنجاب کا دوسرا اجلاس

منگل - 7 جون 1977ء
(سہ شنبہ 19 جمادی الثانی 1397ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ساڑھے آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔ مسٹر سپیکر چوہدری محمد انور بھنڈر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ
اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي
الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ۝ وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ
يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ
وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝

پارہ ۷ سورۃ ۶ رکوع ۱۱ و ۱۲ آیات ۵۰ - ۵۱

"(اے پیغمبر!) کہدو کہ میں تم سے یہ نہیں کہہ سکتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں تو صرف اس حکم پر چلتا ہوں جو مجھے اللہ کی طرف سے آتا ہے تم یہ کہدو کہ کہیں اندھا اور آنکھ والا برابر ہوتے ہیں؟ تو پھر تم غور کیوں نہیں کرتے۔

"اور جو لوگ خوف رکھتے ہیں کہ وہ اپنے پروردگار کے روبرو حاضر کیے جائیں گے اور وہ جانتے ہیں کہ اس کے سوا نہ تو ان کا کوئی دوست ہوگا اور نہ سفارش کرنے والا ان کو (اے محمد) اس قرآن کے ذریعے نصیحت کرو تاکہ وہ برائیوں سے بچ کے رہیں۔"

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ

اراکین اسمبلی کا حلف

مسٹر سپیکر - اب سید امیر حسین شاہ صاحب حلف وفاداری اٹھائینگے۔

حلف وفاداری

سید امیر حسین شاہ

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

زمینداروں سے سکارپ نمبر 1 کے ٹیوب ویلوں کے آبیانہ کی وصولی

* 15 - رانا افتخار حسین - کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ سکارپ نمبر 1 میں نصب شدہ تمام ٹیوب ویل گذشتہ دو سال سے ناقابل استعمال ہو چکے ہیں لیکن اس کے باوجود وہاں کے زمینداروں سے ٹیوب ویل کا آبیانہ وصول کیا جا رہا ہے -

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو آبیانہ وصول کرنے کی وجوہ کیا ہیں -

(ج) مذکورہ ٹیوب ویلوں کو قابل استعمال بنانے کے لئے حکومت کیا اقدام کر رہی ہے ؟

وزیر آبپاشی (ملک محمد خالد) - (الف) سکارپ نمبر 1 میں کل 2069 ٹیوب ویل گذشتہ تقریباً پندرہ سال سے نصب ہیں - ان میں سے 309 ٹیوب ویل (158 ٹیوب ویل بوجہ کھاری پانی اور 151 ٹیوب ویل بوجہ خرابی بور) ناقابل استعمال ہو چکے ہیں اور یہ کل ٹیوب ویلوں کا 14.9 فیصد ہیں - یہ درست نہیں کہ ناقابل استعمال ٹیوب ویلوں کے زمینداروں سے ٹیوب ویلوں کا آبیانہ وصول کیا جا رہا ہے -

(ب) جو ٹیوب ویل مستقل طور پر بند ہیں ان کے رقبہ جات پر ٹیوب ویل کا زائد آبیانہ نہیں لیا جاتا - اسی طرح جو ٹیوب ویل کسی نقص کی وجہ سے ایک یا زائد فصلات کے دوران مسلسل طور پر بند ہیں ان کے رقبہ جات پر بھی ان فصلات کے لئے ٹیوب ویل کا آبیانہ نہیں لیا جاتا -

(ج) جو ٹیوب ویل کھاری پانی کی وجہ سے مستقل طور پر بند کر دیئے گئے ہیں۔ انہیں آبپاشی کے لئے دوبارہ قابل استعمال نہیں بنایا جا رہا ۔ تاہم جو ٹیوب ویل بوجہ خرابی بور بند ہیں یا فلٹر میں نقص کی وجہ سے ان کا پانی بہت کم ہو گیا ہے انہیں از سر نو لگا جا رہا ہے ۔

رانا افتخار حسین ۔ کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ ٹیوب ویل 49 ۔ اے اور 50 اور اس سے ملحقہ ٹیوب ویل خراب پڑے ہیں ۔ لیکن ان کا زمینداروں سے معاوضہ بھی وصول کیا جا رہا ہے ۔ اگر کیا جا رہا ہے تو جیسے وزیر موصوف نے فرمایا ہے ۔ کیا ان زمینداروں کو یہ معاوضہ refund کرنے کی حکومت کوئی سکیم بنا رہی ہے ۔ اگر نہیں تو کیوں نہیں ؟

وزیر آبپاشی ۔ جناب والا ۔ جہاں تک کسی particular ٹیوب ویل کا تعلق ہے اگرچہ بند پڑا ہے تو نہ وہ مالیہ وصول کیا جائے گا ۔ یہ آبیانہ وصول کیا جائے گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ ملک صاحب آپ نے 151 اور 158 جو ٹیوب ویل بتائے ہیں ۔ کیا ان ٹیوب ویلوں کے نمبر محکمہ نے آپ کو فراہم نہیں کئے ۔

وزیر آبپاشی ۔ جناب والا ۔ نمبر تو میرے پاس نہیں ہیں مگر میں نمبر منگوا سکتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ سپلیمنٹری کے لئے چاہئے تھا محکمہ آپ کو ٹیوب ویلوں کی جو تعداد درج ہے ان کے نمبر فراہم کرتا ۔ انہوں نے خاص طور پر نشان دہی کی ہے اور آپ اس کا جواب دے سکتے ہیں ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ آپ نے فرمایا ہے کہ 158 ٹیوب ویل کھارا پانی ہونے کی وجہ سے بند کرنے پڑے ۔ کیا ان افسران کے خلاف آپ نے کارروائی کی ہے جن افسران نے ٹیوب ویلوں کا پانی ٹسٹ کئے بغیر ان کو لگا دیا تھا ؟

وزیر آبپاشی - جناب والا - جہاں تک ٹیوب ویلوں کا سوال ہے ٹیوب ویل بعد میں بھی کھارا پانی دینے لگ پڑتے ہیں - یہ ضروری نہیں ہے شروع میں پانی ٹھیک ہو سکتا ہے - کیونکہ پانی کی سطح بھی بدلتی رہتی ہے یہ شروع میں پانی ٹھیک دیتے رہتے ہیں مگر بعد میں وہ کھارا پانی دینے لگ جاتے ہیں - اس کی اور وجوہ بھی سکتی ہیں - ضروری نہیں کہ انھوں نے کھارے پانی کے ٹیوب ویل ادھر لگا دئے -

میاں رحمت خان بھٹی- جناب والا - جو ٹیوب ویل ناکارہ ہو چکے ہیں ان کو قابل استعمال کرانے میں کتنی مدت درکا ہے ؟

وزیر آبپاشی - جناب والا - ایک ٹیوب ویل کو بور کرنے میں کم از کم ایک ہفتہ لگتا ہے -

میاں رحمت خان بھٹی -کیا ایک وقت میں ایک ٹیوب ویل ٹھیک ہوگا یا سارے شروع کرکے ٹھیک کئے جائیں گے -

وزیر آبپاشی - جناب والا - جہاں تک اس بات کا تعلق ہے ایک وقت میں ایک ہی ٹھیک ہوگا - میں ایک مشین کی بات کر رہا ہوں - محکمہ کے پاس بہت سی مشینیں ہیں - ایک مشین کی مدد سے ایک وقت میں سات دن میں ایک ٹیوب ویل لگ سکتا ہے -

حکیم فقیر محمد چشتی-کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ جو ٹیوب ویل ناکارہ ہو چکے ہیں اور ان کا پانی بھی کھارا ہے وہ ٹیوب ویل کسی اور جگہ لگائے جا رہے ہیں یا اسی جگہ بیکار پڑے ہیں ؟

وزیر آبپاشی - جناب والا - جہاں تک ان ٹیوب ویلوں کا تعلق ہے جن کے فلٹر خراب ہوں - موٹر جل جائے یا ٹرانسفارمر جل جائے وہ ٹیوب ویل وہیں پر بور کئے جائیں گے جہاں پر پانی کھارا نکل آئے وہاں پر ٹیوب ویل نصب نہیں کئے جائیں گے -

رانا افتخار حسین - جناب والا - جو ٹیوب ویل پچھلے دو تین سال سے خراب پڑے ہیں اب تک ان کو مرمت کیوں نہیں کیا گیا ؟

وزیر آبپاشی - جناب والا - معزز رکن اگر کوئی ایسا واقع ہے تو

وہ میرے نوٹس میں لے آئیں ۔ میرے خیال میں تین چار سال سے کوئی ایسا ٹیوب ویل نہیں ہے جو ٹھیک نہ ہوا ہو ۔

مسٹر بشیر احمد خان ۔ کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ کیا کوئی متبادل آبپاشی کا انتظام بھی کیا جا رہا ہے ۔ کیونکہ جہاں 158 کھارے پانی کے ٹیوب ویل ہیں وہاں کوئی اور ٹیوب ویل نہیں لگ سکتا ۔

وزیر آبپاشی ۔ جناب والا ۔ جہاں پر ٹیوب ویل نہیں لگ سکتے اور پانی کھارا ہے وہاں نہروں سے پانی دیا جا رہا ہے اور خاص طور پر خریف میں پانی وافر ہوتا ہے اس وقت ہم پانی دے سکتے ہیں ۔

چوہدری علی محمد خادم ۔ کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ جہاں ٹیوب ویل کھاری جگہ پر لگے ہوئے ہیں ہمیں ان کا کوئی فائدہ تک نہیں ۔ تو وہ کیا اور جگہ منتقل نہیں ہو سکتے ؟

وزیر آبپاشی ۔ جناب والا ۔ ضرورت کے مطابق ضرور ہو سکتے ہیں کیوں نہیں ہو سکتے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں ایوان کی اطلاع کے لئے عرض کر دوں ۔ پہلے بھی عرض کر چکا ہوں ۔ جب کوئی صاحب تقریر فرما رہے ہوں یا کوئی وزیر جواب دے رہے ہوں " سپیکر اور ان کے درمیان سے گزرنا مناسب نہیں ہے ۔ اس سے اجتناب کیا جائے ۔ صبح سے چند اصحاب نے اس رول کی خلاف ورزی کی ہے ۔ میں ذاتی طور پر ان کے نام نہیں لینا چاہتا ۔ میں ایوان کی اطلاع کے لئے عرض کرتا ہوں کہ اس کی پابندی کی جائے ۔

چوہدری علی محمد خادم ۔ جناب والا ۔ بعض لوگ جب اندر داخل ہوتے ہیں تو انہیں شاید یہ پتہ نہیں کہ سر جھکانا پڑتا ہے اور باہر نکلتے وقت بھی سر جھکانا پڑتا ہے ۔ اس لیے یہ بھی اطلاع دے دیں تو اچھا ہے ۔

میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ۔ جناب والا ۔ وزیر موصوف ابھی فرما رہے تھے کہ وہ ٹیوب ویل شفٹ ہو سکتے ہیں تو کیا یہ درست نہیں ہے کہ جو سکارپ کے ٹیوب ویل ہیں یہ ریکلیمیشن کے لئے ہیں ۔ لیکن مقصد تو

یہ ہے کہ وہ واٹر لیول کو نیچا کرنے کے لئے لگائے ہیں ۔ کیا یہ درست ہے ؟

وزیر آبپاشی (ملک محمد خالد) ۔ جناب والا ۔ یہ بالکل درست ہے ۔ مگر میں سکارپ ایریا کی بات کر رہا ہوں اور سکارپ ایریا سے باہر کی بات نہیں کر رہا ۔

میاں مصطفٰی ظفر قریشی ۔ جناب والا ۔ میں بھی تو سکارپ ایریا کی بات کر رہا ہوں ۔

وزیر آبپاشی ۔ شکریہ ۔

ملک شاہ محمد محسن ۔ جناب والا ۔ جو ٹیوب ویل ناکارہ پڑے ہوئے ہیں یا ناکارہ ہو چکے ہیں ۔ کیا ان کی جگہ نئے ٹیوب ویل نصب کئے جائیں گے ؟

وزیر آبپاشی ۔ جناب والا ۔ میں شائد اچھی طرح وضاحت نہیں کر سکا ۔ میں صرف یہ عرض کر رہا تھا کہ جہاں تک سکارپ ایریا کا تعلق ہے ٹیوب ویل سکارپ ایریا میں شفٹ ہو سکتے ہیں ۔ جن کے ناٹر خراب ہوں یا ٹرانسفارمر خراب ہوں یا موٹریں جل جائیں ان کی مرمت ہو سکتی ہے ۔ مگر جہاں پانی ناکارہ نکل آئے وہاں پر نہری پانی کے ساتھ اس کو سپلیمنٹ کیا جاتا ہے ۔ ایسی حالت میں وہاں پر ٹیوب ویل نصب نہیں کئے جا سکتے ۔ اس لئے سکارپ میں جہاں پانی ٹھیک ہو وہاں شفٹ کئے جا سکے ہیں ۔

سردار صغیر احمد ۔ کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ جہاں پانی خراب ہے یعنی ٹیوب ویلوں کا پانی کاشت کے لئے مفید نہیں ہے وہاں زیر زمین پانی کی سطح کم کرنے کے لئے ٹیوب ویل نصب کرکے اس پانی کو سیم نالوں کے ذریعے خارج کیا جا سکتا ہے تو کیا حکومت کسی ایسے منصوبے پر غور کر رہی ہے ؟

وزیر آبپاشی ۔ جناب والا ۔ یہ بالکل نیا سوال ہے اس کے لئے مجھے محکمے سے اعداد و شمار لینے پڑیں گے کیونکہ سکیمیں تو ضرور ہیں ۔ اور صرف ایک ہی سکیم نہیں ہے بلکہ سکیمیں تو بہت ساری ہیں ۔ مجھے پتہ نہیں کہ

موصوف کس طرف اشارہ کر رہے ہیں اور کون سی سکیم کے متعلق دلچسپی رکھتے ہیں ۔

سردار صغیر احمد ۔ جناب والا ۔ میرا عرض کرنے کا مقصد صرف یہی ہے کہ اگر کوئی ایسی سکیم آپ کے پاس ہے کہ ٹیوب ویلوں کے پانی سیم نالوں کے ذریعے خارج کر سکیں تاکہ وہاں سیم درست ہو جائے ۔ کیا کوئی ایسا منصوبہ حکومت کے زیر غور ہے ؟

وزیر آبپاشی ۔ جناب والا ۔ اس وقت ڈرینیج سکیم فیروز والا ۔ مکمل کی جا رہی ہے جس پر تقریباً دس کروڑ روپیہ خرچ ہوگا ۔ اس وقت وہ پراونشل ورکنگ پارٹی کے پاس ہے اور بعد میں ECNEC کے پاس بھیجی جائے گی ۔

سردار صغیر احمد ۔ جناب والا ۔ میرا سوال یہ نہیں تھا ۔ میرا سوال یہ تھا کہ ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ سردار صاحب ۔ تشریف رکھیں ۔

Mr. Irshad Muhamad Khan. Will it be possible for the hon,ble Minister to make a Statement in the floor of the House the number of villages affected by these tubewells ?

Mr. Speaker. Please give a fresh notice.

سردار صغیر احمد ۔ جناب والا ۔ میں نے یہ گزارش کی تھی کہ کیا حکومت کے زیر غور کوئی ایسا منصوبہ ہے کہ جہاں بھی سیم ہے اور زیر زمین پانی کاشت کے مفید نہیں اور اسے استعمال میں نہیں لایا جا سکتا ۔ تو حکومت ٹیوب ویلوں کے ذریعے اس پانی کو خارج کرنے اور نالوں کے ذریعے اس پانی کی سطح کم کرنے کے لئے کوئی منصوبہ اپنے سامنے رکھتی ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ سردار صاحب ۔ آپ سکارپ ایریا کے متعلق سوال پوچھیں ۔

سردار صغیر احمد ۔ جناب والا ۔ میں سکارپ ایریا کے متعلق ہی عرض کر رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر - تو پھر سکارپ ایریا کا ذکر فرمائیے "کہ سکارپ ایریا میں" کیونکہ یہ سوال سکارپ ایریا کے متعلق ہے -

سردار صغیر احمد - ہاں جناب - سکارپ ایریا کے متعلق عرض کرتا ہوں کہ مجھے اس بات کا علم ہے کہ ایسے منصوبہ جات حکومت کے زیر غور ہیں - سرگودھا کے سکارپ ایریا میں ٹیوب ویل سیم نالوں کے ساتھ لگائے جا رہے ہیں - میرے خیال میں وزیر موصوف کو محکمہ نے صحیح اطلاعات فراہم نہیں کیں -

وزیر آبپاشی - جناب والا - میں نے کہا ہے کہ سکیمیں ہیں - مگر یہ بالکل نیا سوال ہے - جہاں تک سیم نالوں کا تعلق ہے اگر زیر زمین پانی ٹھیک نہیں ہے تو پھر اس کو خارج کرنے کے لئے سطح کے اوپر لانے کے لئے آپ کو سیم نالے نکالنے پڑیں گے -

میاں مصطفٰی ظفر قریشی - جناب والا - وزیر موصوف نے correct فرمایا ہے کہ یہ سکارپ ایریا کی بات ہے - تو کیا میں یہ پوچھ سکتا ہوں کہ سکارپ ایریا کے علاوہ بھی کوئی سکیم ہے جو زمین کی ریکلمیشن کے لیے بنائی گئی ہے ؟

مسٹر سپیکر - اس کے لئے آپ الگ نوٹس دیں -

میاں مصطفٰی ظفر قریشی - جناب والا - میری گزارش یہ ہے کہ انہوں نے خود correct فرمایا تھا کہ میں سکارپ ایریا کی بات کر رہا ہوں -

مسٹر سپیکر - سکارپ ایریا پر عام بحث نہیں ہو رہی - یہ سوال سکارپ ایریا کے ٹیوب ویلوں کے متعلق ہے -

میاں مصطفٰی ظفر قریشی - جناب والا - درست ہے - میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس کے علاوہ تو کوئی اور سکیم نہیں ہے ؟

وزیر آبپاشی - جناب والا - جہاں تک سکارپ ایریا کا تعلق ہے اس سلسلے میں میں نے موصوف کا سوال اچھی طرح نہیں سنا -

مسٹر سپیکر - ملک صاحب - وہ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ سکارپ

ایریا میں سوائے ٹیوب ویل لگانے کے آپ کے پاس اور کوئی تجویز یا کوئی اور سکیم تو نہیں ہے جس سے واٹر لیول کو نیچے کیا جا سکے ۔

وزیر آبپاشی ۔ جناب والا ۔ ایک ہی سکیم ہے اور وہ surface drainage کی سکیم ہے ۔

جیلوں میں صنعتوں کا قیام

***19 ۔ ملک محمد اعظم** ۔ کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ ۔

(الف) صوبہ میں کل کتنے جیل خانہ جات ہیں ۔

(ب) کن کن جیل خانہ جات میں کون کون سی صنعتیں قائم کی گئی ہیں اور ان میں مزید صنعتوں کے قیام کے لئے حکومت کیا اقدام کر رہی ہے ؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد خالد) ۔ (الف) صوبہ پنجاب میں جیلوں کی کل تعداد 27 ہے ۔

(ب) صوبہ کی جیلوں میں قائم شدہ صنعتوں کی تفصیل درج ذیل ہے :-

1 ۔ دری قالین بافی :

1 ۔ سنٹرل جیل ساہیوال

2 ۔ نیو سنٹرل جیل بہاولپور

3 ۔ نیو سنٹرل جیل ملتان

4 ۔ سنٹرل جیل میانوالی

5 ۔ ڈسٹرکٹ جیل لاہور

6 ۔ ڈسٹرکٹ جیل گوجرانوالہ

7 ۔ ڈسٹرکٹ جیل لائلپور

8 ۔ ڈسٹرکٹ جیل راولپنڈی

9 ۔ ڈسٹرکٹ جیل کیمبلپور

01 ۔ بورسٹل جیل بہاولپور

2 ۔ ٹیکسٹائل :	1 ۔ نیو سنٹرل جیل بہاولپور 2 ۔ نیو سنٹرل جیل ملتان 3 ۔ سنٹرل جیل لائلپور
3 ۔ چمڑے کی مصنوعات	1 ۔ بورسٹل جیل بہاولپور 2 ۔ نیو سنٹرل جیل ملتان 3 ۔ نیو سنٹرل جیل میانوالی
4 ۔ اونی کمبل	1 ۔ سنٹرل جیل لائلپور 2 ۔ سنٹرل جیل ساہیوال
5 ۔ اونی جرسیاں اور جرابیں	1 ۔ بورسٹل جیل بہاولپور
6 ۔ ٹیلرنگ	1 ۔ بورسٹل جیل بہاولپور 2 ۔ سنٹرل جیل بہاولپور 3 ۔ نیو سنٹر جیل ملتان 4 ۔ سنٹرل جیل میانوالی
7 ۔ فرنیچر	1 ۔ نیو سنٹرل جیل بہاولپور 2 ۔ بورسٹل جیل بہاولپور 3 ۔ نیو سنٹرل جیل ملتان 4 ۔ ڈسٹرکٹ جیل گوجرانوالہ
8 ۔ برتن المونیم و تانبہ ۔ (ڈول و دیگ وغیرہ)	1 ۔ ڈسٹرکٹ جیل گوجرانوالہ
9 ۔ فنائل دیسی صابن اور چاک	1 ۔ ڈسٹرکٹ جیل راولپنڈی 2 ۔ بورسٹل جیل بہاولپور 3 ۔ ڈسٹرکٹ جیل گوجرانوالہ
10 ۔ کشیدہ کاری و بنائی	1 ۔ زنانہ جیل ملتان
11 ۔ کھیلوں کا سامان (فٹ بال) (فٹ بال بلیڈر وغیرہ)	1 ۔ ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ

اس کے علاوہ منج ، بان اور کرسی بافی کا کام صوبہ کے تمام ڈسٹرکٹ جیلوں میں ہو رہا ہے ۔ مندرجہ ذیل صنعتیں پبلک سیکٹر کے تعاون سے ڈسٹرکٹ جیل لاہور میں نصب کی جا رہی ہیں جو عنقریب مکمل ہو جائینگی ۔

1 ۔ ریڈی میڈ کپڑے ۔

2 ۔ ٹیلی ویژن اسمبلنگ پلانٹ ۔

3 سفید مٹی کے برتن ۔

ملک محمد اعظم ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ جہاں تک انہوں نے تفصیل بیان فرمائی ہے اس میں دس گیارہ جیلوں کے متعلق یہ بتایا گیا ہے کہ وہاں پر صنعتیں قائم ہیں لیکن یہ کل تعداد جیسا کہ انہوں نے فرمایا ہے وہ صرف 27 جیلیں ہیں ۔ باقی جیلوں میں سوائے منج اور کرسی بافی کے جو دیگر صنعتیں ہیں تو کیا ان کے متعلق کوئی ایسے اقدامات کئے جا رہے ہیں کہ وہاں پر یہ صنعتیں بھی قائم کی جائیں ؟

وزیر آبپاشی ۔ جناب والا ۔ اس کا مکمل پروگرام بنایا جا رہا ہے کہ باقی جیلوں میں بھی صنعتیں قائم کی جائیں ۔

میاں محمودالحسن ڈار ۔ کیا وزیر موصوف یہ فرمائینگے کہ یہ جو اشیا sale کی جاتی ہیں ، اس کا کیا طریقہ کار ہے ۔ وہ کیا sale کرتے ہیں اور وہ اشیا کہاں استعمال کی جاتی ہیں ؟

وزیر آبپاشی ۔ جناب والا ۔ جہاں تک sale کا تعلق ہے ، وہ مارکیٹ میں sale کی جاتی ہے یا گورنمنٹ کے ڈیپارٹمنٹ میں کی جاتی ہے ۔

میاں محمودالحسن ڈار ۔ جناب والا ۔ وزیر موصوف نے سنٹرل جیل لائلپور کے متعلق فرمایا ہے اور انہوں نے وہاں ملاقات بھی کی ہے ۔ تو وہاں دری اور قالین وغیرہ بنتے ہیں ۔ وہاں سے پتہ چلا کہ وہاں پر مختلف ذرائع سے آرڈر آتے ہیں اور خاص طور پر وہ یہ بتاتے ہیں کہ وہاں پر ہمیں اوپر سے پریشر پڑتا ہے اور سفارش آتی ہے اور وہاں ان کو سیل کر کے دیتے ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ اتنے اچھے اور اتنی محنت سے بناتے ہیں کہ مارکیٹ میں بھی اس کی کافی قیمت وصول کی جا سکتی ہے ۔ تو اس کا طریقہ کار یہ ہونا

چاہئے کہ وہ یا تو کوئی سٹور ایسے بنائیں جیسے کہ جھنگ میں ہے - جس طرح انہوں نے علیحدہ سٹور بنائے ہوئے ہیں - ان کو چاہئے ایسے سٹور بنائیں جہاں سے یہ چیزیں عوام بھی لے سکیں -

مسٹر سپیکر - آپ یہ سوال کی شکل میں پیش کریں -

میاں محمودالحسن ڈار - کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ جو اشیا ہماری جیلوں میں بنتی ہیں ان کی سیل کہاں ہوتی ہے -

مسٹر سپیکر - جب کوئی ضمنی سوال پوچھنا چاہے ، وہ پوچھ سکتے ہیں لیکن وہ سوال کی شکل میں ہی پوچھا جا سکتا ہے - لہذا آپ سوال اسطرح پوچھ سکتے ہیں - کیا وزیر موصوف اس چیز کی طرف توجہ فرمائیں گے کہ جو چیزیں وہاں بنتی ہیں انہیں کھلی مارکیٹ میں سیل کے لئے نہیں دی جاتیں -

وزیر جیل خانہ جات - جناب والا - جس وقت آپ بات کر رہے تھے میں نے یہ سنا کہ ممبر مذکور یہ فرما رہے ہیں کہ کیا یہ سٹور بن رہے ہیں -

مسٹر سپیکر - کیا آپ ان کی اس تجویز پر غور فرمائیں گے کہ ان جیلوں میں جو چیزیں تیار ہوتیں ہیں وہ کھلی مارکیٹ میں دیجائیں نہ کہ سفارش پر دی جائیں -

وزیر جیل خانہ جات - سفارش کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا - یہ اکثر سرکاری محکموں کو دی جاتیں ہیں -

میاں خورشید انور - کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ خود بھی کبھی جیل میں گئے ہیں -

مسٹر سپیکر - آپ کا سوال مبہم ہے - آپ یہ فرمائے کہ کس حیثیت میں -

میاں خورشید انور - کیا انہیں کبھی جیل جانے کا اتفاق ہوا ہے -

وزیر جیل خانہ جات - میں ہو کر آیا ہوں لیکن مجھے معلوم نہیں کہ آنریبل ممبر مجھے کس جیل میں بھیجنا چاہتے ہیں -

مسٹر قیوم نظامی - جناب سپیکر - ہمارے ایک سابقہ وزیر جیل نے

فرمایا تھا کہ پنجاب میں جیلوں کا جال بچھا دیا جائیگا -

مسٹر سپیکر - اس سوال کا موجودہ سوال کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے -

سردار صفیر احمد - جناب والا - صوبے میں 27 جیلیں ہیں - وھاڑی اور قصور اور 19 جیلیں چھوڑ کر باقی جیلیں کن مقامات پر واقع ہیں -

وزیر جیل خانہ جات - سوال دھرائیں -

سردار صفیر احمد - وزیر موصوف نے بتایا ہے کہ صوبے میں 27 جیلیں ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز پر واقع ہیں ماسوا وھاڑی اور قصور کے باقی آٹھ جیلیں کہاں واقع ہیں -

وزیر جیل خانہ جات - یہ بالکل علیحدہ سوال ہے - لاہور میں 2 - لائلپور میں 2 - ملتان میں 2 - بہاولپور میں 2 - اس طرح اور اضلاع میں بھی ہیں -

میاں خورشید انور - کیا وزیر موصوف ان صنعتوں کو ترقی دینے کے لئے وھاڑی اور قصور میں جیل بنانے کا انتظام فرمائیں گے -

وزیر جیل خانہ جات - حکومت کا یہ فیصلہ ہے کہ ہر ضلع میں جیل جلد از جلد بنائی جائیں گی -

(At this stage an Honourable Member of the House was stooping over Rana Shaukat Mahmood and conversing)

Mr. Speaker. Let the House be in order first.

(The Honourable member tried to raise the supplementary again).

Mr. Speaker. Let the House be in order first.

At this stage Rana Shaukat Mehmood caught eyes of the Chair).

Are you free now ?

Rana Shaukat Mahmood. Sir, I am free. Sir, he was . . .

Mr. Speaker. No, no, I am asking the Honourable Member.

Mr. Abdus Sattar Khan Niazi. (Resuming his seat) I am sorry for this.

مسٹر سپیکر - اجازت ہے - سردار صغیر احمد -

سردار صغیر احمد - جناب والا - کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ جیلوں میں ریڈیو بھی بنائے جاتے تھے اس صنعت کا کیا بنا -

وزیر صنعت - جناب والا - میرے پاس اعداد و شمار نہیں ہیں کہ ریڈیو کونسی جیل میں بنائے جاتے ہیں اور کتنے بنتے ہیں - یہ بالکل علیحدہ سوال ہے - اگر آپ میرے چیمبر میں تشریف لائیں تو میں آپ کو تفصیل سے بتا سکوں گا -

کنور محمد یاسین خان - جو قیدی جیلوں میں کام کرتے ہیں ان کو کس حساب سے معاوضہ دیا جاتا ہے -

وزیر جیل خانہ جات - میرے خیال کے مطابق دس روپے کے حساب سے معاوضہ دیا جاتا ہے -

سردار صغیر احمد - کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ جواب کے "ب" جزو میں تحریر ہے کہ صوبہ کی جیلوں میں قائم شدہ صنعتوں کی تفصیل درج ذیل ہے - اس میں ریڈیو کا ذکر ہے ، غالباً کوٹ لکھپت جیل میں یہ ریڈیو بنتے ہیں ، میں وزیر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں اگر ریڈیو بنتے ہیں تو اس کا جواب کیوں نہیں دیا گیا ، اس صنعت کا کیا بنا ہے -

وزیر جیل خانہ جات - ریڈیو پہلے بنتے تھے مجھے یہ نہیں معلوم ہے کہ کس لئے - اس کی ساخت یا نفع میں کمی کی وجہ سے ریڈیو بنانے کیوں بند کر دئے گئے - شائد یہ کوٹ لکھپت جیل میں بنتے تھے - میں یہ معلوم کر کے بتا سکتا ہوں - آپ میرے چیمبر میں تشریف لائیں - میں آپ کو تفصیل سے آگاہ کر دونگا -

مسٹر برکت علی غیور - کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ کیا حکومت کے زیر غور ایسا کوئی منصوبہ ہے ، جس کے تحت قیدی جو اس قسم کا کام کرتے ہیں اور ان کو اس کا معاوضہ بھی ملتا ہے ، اس معاوضہ کو متاثر

شدہ آدمیوں کو دیا جائے کیوں کہ ان کے ساتھ زیادتی کر کے ہی یہ جیل میں آئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ ایک تجویز ہے ضمنی سوال نہیں ہے ۔

ملک محمد اعظم ۔ جناب والا ۔ وزیر موصوف نے فرمایا ہے ، یہ عنقریب مکمل ہو جائیگی ۔ کیا وزیر صاحب بتا سکیں گے کہ عنقریب سے کتنا عرصہ مراد ہے ۔

وزیر جیل خانہ جات ۔ ایک ماہ کے اندر یہ صنعتیں شروع ہو جائیں گی ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ جو اشیا یہاں تیار ہوتی ہیں ۔ کیا ان کو ایکسپورٹ بھی کیا جاتا ہے ۔ اگر جواب ہاں میں ہے تو ان ممالک کے نام بتائیں جہاں یہ اشیا بھیجی جاتی ہیں ۔

وزیر جیل خانہ جات ۔ جناب والا ۔ جہاں تک ان اشیا کا تعلق ہے یہ تمام کی تمام چیزیں سرکاری دفاتر میں یا پبلک سیکٹر میں فروخت ہوتی ہیں ۔

رانا افتخار حسین ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کوٹ لکھپت جیل میں ٹیلی ویژن بنانے کا منصوبہ بنا تھا اور جاپان کی ایک فرم کے ساتھ معاہدہ بھی کیا گیا تھا اس کا کیا بنا ؟

وزیر جیل خانہ جات ۔ یہ جواب میں شامل ہے ۔

مہر محمد ظفراللہ بھروانہ ۔ کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ قصور اور وھاڑی میں نئی جیلیں بنائی جائیں گی۔ کیا کوئی سکیم ایسی بھی زیر غور ہے کہ چونکہ نظام مصطفیٰ کے رائج ہونے میں بہت تھوڑا سا وقت ہے کیا اس لئے یہ جیلیں صنعتی مراکز میں بدل دی جائیں ۔ کیوں کہ نظام مصطفیٰ میں جیل کا کوئی تصور نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس سوال سے یہ ضمنی سوال نہیں بنتا ۔

رانا عمر دراز خان - کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ جن جیلوں میں یہ صنعتیں قائم ہیں ، ان میں غیر تربیت یافتہ افراد کو تربیت دینے کے لئے کوئی سہولتیں میسر ہیں اور اس مقصد کے لئے کوئی ادارہ بھی موجود ہے ؟

مسٹر سپیکر - برائے مہربانی سوال دھرائیں -

رانا عمر دراز خان - کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ جن جیلوں میں یہ صنعتیں قائم ہیں ان میں غیر تربیت یافتہ افراد کو تربیت دینے کے لئے کوئی سہولتیں موجود ہیں یا پھر کوئی ایسا ادارہ ہے جو انہیں تربیت دے سکے؟

وزیر جیل خانہ جات - انہیں تربیت دے کر ہی یہ کام کیا جا رہا ہے -

چوہدری بدرالدین - کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ کیا حکومت کے پاس کوئی منصوبہ زیر غور ہے کہ جو مجرم وہاں تربیت حاصل کرتے ہیں ، وہ رہائی پانے کے بعد کوئی روزگار حاصل کر سکیں ؟

وزیر جیل خانہ جات - جناب والا - اس سلسلے میں محکمہ محنت کی وساطت سے وہ لوگ ایسی ملازمت تلاش کر سکتے ہیں جس کے متعلق انہوں نے تربیت حاصل کی ہے -

چوہدری نصیر احمد چیمہ - کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ صنعتوں کے علاوہ جیل خانہ جات سے ملحقہ زمین جو 50 سے لے کر 100 ایکڑ رقبہ تک ہوتی ہے ، اس کو براہ راست کاشت کیا جاتا ہے یا وہ کاشت کے لئے ٹھیکے پر دے دی جاتی ہے ؟

مسٹر سپیکر - آپ ایسا ضمنی سوال کریں جو اصل سوال سے پیدا ہوتا ہو ، اگر کوئی دوسرا سوال کرنا ہے تو اس کے لئے الگ نوٹس دیں -

مسٹر احمد سعید اعوان - کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ یہ جو ریڈی میڈ کپڑے ، ٹیلیویژن اور مٹی کے برتن بنانے کے کارخانے پرائیویٹ سیکٹر میں لگائے جا رہے ہیں ، اس میں حکومت کا کتنا حصہ ہے اور پرائیویٹ سیکٹر کا کتنا حصہ ہوگا ؟

وزیر جیل خانہ جات - جناب والا - یہ ایک بالکل الگ سوال ہے اور اس کے لئے مجھے وقت درکار ہے -

مسٹر سپیکر - آپ نے یہ کیسے تصور کر لیا کہ یہ مجوزہ کارخانے پرائیویٹ سیکٹر میں لگائے جا رہے ہیں - کیونکہ جواب میں تو "پبلک سیکٹر کے تعاون سے" درج ہے -

مسٹر احمد سعید اعوان - جناب والا - کیا یہ حصوں کی بنیاد پر قائم ہوں گے یا کسی ایک ادارہ یا فرد کی ملکیت ہوں گے ؟

وزیر جیل خانہ جات - جناب والا - جواب میں غلط درج ہوگیا ہے ، ویسے یہ پرائیویٹ سیکٹر ہی ہے -

بیگم سید منور حسین - کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ ان کے علم میں یہ بات ہے کہ رحیم یار خان جیل میں کھانے کا انتظام ناقص ہے ، اور وہاں قیدی اکثر بیمار رہتے ہیں ، کیا انہوں نے کبھی وہاں کا چکر لگایا ہے ؟

مسٹر سپیکر - اس کے متعلق الگ سوال دیں ، لیکن اگر وزیر موصوف اس کا جواب دینا چاہیں تو بے شک دے دیں -

وزیر جیل خانہ جات - جناب والا - میں نے سینئر افسران پر مشتمل ایک ٹیم بنائی ہوئی ہے ، جو موقع پر جا کر حالات کا ملاحظہ اور معائنہ کرتی ہے اور محکمہ جیل فوراً شکایات کا ازالہ کرتا ہے - جہاں تک رحیم یار خان جیل کا تعلق ہے تو اب جبکہ محترمہ میرے علم میں یہ بات لے آئی ہیں ، انشاء اللہ آپ دیکھیں گی کہ جلد وہاں روٹی اچھی ملنے لگے گی -

چوہدری مختار احمد بھٹی - حضور والا - جیسا کہ وزیر موصوف نے ابھی فرمایا ہے کہ جو قیدی وہاں تربیت حاصل کرتے ہیں ، رہائی پانے کے بعد محکمہ محنت سے رجوع کر کے روزگار بھی حاصل کر سکتے ہیں - تو کیا وزیر موصوف نے اس سلسلے میں محکمہ محنت کو ہدایات جاری کی ہوئی ہیں کہ ان لوگوں کو روزگار دلایا جائے اور ان پر مجرم ہونے کا جو دھبہ لگا

ہوتاہے ، جس کی وجہ سے انہیں روزگار نہیں ملتا کیا اس سلسلے میں وزیر موصوف نے محکمہ محنت سے رجوع فرمایا ہے ؟

وزیر جیل خانہ جات - ایسے تربیت یافتہ لوگوں کی محکمہ محنت پوری طرح مدد کرتا ہے اور محکمہ محنت کو اس سلسلے میں ہدایت جاری کر دی گئی ہیں -

سردار صغیر احمد - کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ جو قیدی ان صنعتوں میں کام کرتے ہیں انہیں کیا اجرت دی جاتی ہے ، کیا وہی پرانا ریٹ ہے یا اس میں کوئی اضافہ کیا گیا ہے ؟

وزیر جیل خانہ جات - جناب والا - انہیں دس روپے فی کس اجرت دی جاتی ہے -

سردار صغیر احمد - جناب والا- صوبے کی کم و بیش تمام جیلوں میں کوئی نہ کوئی صنعت قائم ہے - میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا میں کوئی صنعت قائم نہیں کی گئی اس کی کیا وجہ ہے ؟

وزیر جیل خانہ جات - جہاں تک صنعتوں کا تعلق ہے حکومت نے ایک جامع پروگرام بنایا ہے اور جلد ہی سرگودھا جیل میں بھی صنعتیں قائم کی جائیں گی کیوں کہ ابھی تک ہمارے پاس جیلوں سے متعلقہ فنڈ بہت کم تھے اس لئے یہ صنعتیں قائم نہ کر سکے مگر جلد از جلد سرگودھا میں بھی صنعتیں قائم کر دی جائیں گی ۔

سردار صغیر احمد - کیا وزیر موصوف اس امر کی وضاحت فرمائینگے کہ کون سی صنعت ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا میں قائم کرنے کا منصوبہ بنایا گیا ہے ؟

وزیر جیل خانہ جات - جو اس علاقے کے مطابق زیادہ بہتر ہوگی وہی صنعت وہاں لگائی جائے گی ۔

مسٹر سپیکر - کیا آپ تجویز فرما سکتے ہیں ؟

سردار صغیر احمد ۔ اگر معزز وزیر چاہیں تو میں تجویز پیش کر سکتا ہوں اور میں جواب بھی دے سکتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ سردار صاحب ۔ جواب دینا تو ان کا فرض اور حق ہے اور تجویز کرنا آپ کا ۔

چوہدری محمد افضل ۔ جناب والا ۔ ابھی وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ جو قیدی ان صنعتوں میں کام کرتے ہیں ، انہیں دس روپے یومیہ اجرت دی جاتی ہے ۔ میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ اجرت ان قیدیوں کو دی جاتی ہے یا ان کے لواحقین کو ادا کی جاتی ہے کیوں کہ قیدیوں کو تو جیل میں ہر چیز مفت مہیا کی جاتی ہے اور انہیں جیل کے اندر پیسہ خرچ کرنے کی کبھی کوئی ضرورت پیش نہیں آتی ؟

مسٹر سپیکر ۔ میرے خیال میں وہ اس کا جواب دے چکے ہیں کہ اجرت قیدیوں کو دی جاتی ہے ۔

چوہدری محمد اقبال ۔ جناب والا ۔ اکثر معزز ممبران نے یہ مطالبہ کیا ہے کہ ان کے علاقے میں بھی جیلیں قائم کی جائیں اور جیلیں کم ہیں ، ان کی تعداد بڑھائی جائے ، فلاں جگہ جیل قائم کی جائے ۔ کچھ معزز ممبران نے یہ بھی کہا ہے کہ جیلوں میں اس وقت جو صنعتیں لگی ہوئی ہیں ان میں اضافہ کیا جائے ۔ کیا اس سے بہتر یہ نہ ہوگا کہ جرائم کا مکمل انسداد کرے اور مزید جیلیں بنانے کی بجائے جیلوں میں کمی واقع ہو اور لوگ امن چین سے زندگی گزار سکیں ۔ نہ جرائم ہوں اور نہ ہی جیلوں کی ضرورت پڑے اور نہ ہی ان لغویات کی ضرورت پڑے اور ملک میں امن چین ہو ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تجویز ہے ، ضمنی سوال نہیں ۔

چوہدری محمد اقبال ۔ جناب والا ۔ اگر یہ تجویز ہے تو حکومت کو چاہئے کہ اس پر غور فرمائے ۔

سیم و تھور کا تدارک

*20 - ملک محمد اعظم - کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) صوبہ میں اوسطاً سالانہ کس قدر رقبہ سیم و تھور کی وجہ سے ناکارہ اور ناقابل کاشت ہو جاتا ہے -

(ب) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں زرعی اراضیات کو سیم اور تھور کی وجہ سے بے حد نقصان پہنچ رہا ہے -

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اس بات میں ہے تو حکومت نے اراضیات کو سیم و تھور سے بچانے کے لئے اب تک کیا اقدام کئے ہیں اور کیا کسی جامع منصوبہ کے تحت اس پر قابو پانے کے بارے میں غور ہو رہا ہے ؟

وزیر آبپاشی (ملک محمد خالد) - (الف) ایک تخمینہ کے مطابق صوبہ میں اوسطاً سالانہ تقریباً ساٹھ ہزار ایکڑ رقبہ سیم اور تھور سے متاثر ہو رہا ہے -

(ب) واپڈا کی رپورٹ کے مطابق صوبہ کے تقریباً 2 کروڑ 35 لاکھ ایکڑ سروے شدہ رقبہ میں سے 60 لاکھ ایکڑ (25.5 فیصد) رقبہ مختلف درجات میں تھور سے متاثر ہے - اسی طرح صوبہ میں تقریباً 74 لاکھ ایکڑ رقبہ میں زیر زمین پانی 10 فٹ کی گہرائی تک ہے اور اس میں سے 14 لاکھ 40 ہزار ایکڑ رقبہ میں پانی کی گہرائی صفر سے پانچ فٹ تک ہے اور یہ رقبہ سیم کی وجہ سے شدید متاثر ہے - سیم اور تھور سے متاثر رقبہ نہری رقبہ میں پھیلا ہوا ہے - اس طرح تمام نہری رقبہ کو سیم و تھور کی وجہ سے نقصان پہنچ رہا ہے -

(ج) صوبہ میں سیم و تھور پر قابو پانے کے لئے حکومت حسب ذیل اقدامات کر رہی ہے :-

(1) گذشتہ کئی سالوں سے صوبہ میں سکارپ نمبر 1، 2، 3 اور 4 کے تحت لگائے گئے تقریباً 6900 ٹیوب ویلوں کو چلانے اور ان کی دیکھ

بحال کا انتظام ۔ ان ٹیوب ویلوں سے تقریباً 42 لاکھ ایکڑ رقبہ کی اصلاح کی جا رہی تھی ۔

(2) صوبے میں کھور سے متاثر رقبہ جات کو قابل کاشت بنانے کے لئے خریف کے دوران نہروں میں زائد پانی میسر ہونے پر عارضی ریکلیمیشن سپلائی دی جاتی ہے ۔ اس سے زیادہ تر چاول کاشت کیا جاتا ہے ۔ اس طرح ہر سال کم از کم تیس ہزار (30000) ایکڑ متاثرہ اراضی کی اصلاح عمل میں لائی جاتی تھی ۔

(3) وفاقی حکومت کی سرپرستی میں نہری رقبہ جات کو سیم و تھور سے بچانے کے لئے ایک 21 سالہ جامع پروگرام بنایا گیا ہے جسے (Accelerated Programme) کا نام دیا گیا ہے ۔ اس سے صوبہ کے تقریباً ایک کروڑ 90 لاکھ ایکڑ نہری رقبہ کی اصلاح مقصود ہے ۔ پروگرام پر 1974-75ء سے عملدرآمد شروع ہوچکا ہے ۔ واپڈا مختلف سکیموں کی تیاری کے سلسلے میں تفصیلی رپورٹیں تیار کر رہا ہے ۔ وفاقی حکومت کی منظوری اور مطلوبہ رقم کی فراہمی پر سکیموں پر عملدرآمد شروع کر دیا جاتا ہے ۔ 1974-75ء اور 1975-76ء کے دوران 537 نئے ٹیوب ویل نصب کئے گئے ہیں ۔ جب کہ 230 پرانے ٹیوب ویلوں کی جگہ متبادل ٹیوب ویل بھی لگائے گئے ہیں ۔ اسی طرح مذکورہ عرصہ کے دوران (Accelerated Programme) کے تحت 140 (ایک سو چالیس) میل لمبی سیم نالیاں بھی کھودی گئی ہیں ۔

(4) رواں مالی سال یعنی 1976-77ء کے دوران صوبے میں 800 ٹیوب ویل نصب کئے جا رہے ہیں ۔ جن میں 300 وہ ٹیوب ویل شامل ہیں جو ناکارہ ٹیوب ویلوں کی جگہ متبادل طور پر نصب کئے جا رہے ہیں اور 70 میل لمبی نالیاں (تقریباً 15 کروڑ مکعب فٹ مٹی) بھی کھودی جائیں گی ۔ علاوہ ازیں 1110 ٹیوب ویلوں کی بجلی مہیا کرنے کا پروگرام ہے ۔ وفاقی حکومت نے اس ضمن میں [illegible] کروڑ روپے کی رقم مختص کی ہے ۔

ملک محمد اعظم ۔ سپلمنٹری سر ۔ جیسا کہ وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ سکارپ ایریاز نمبر ایک ، دو ، تین ، چار ۔ تو کیا جو یہاں پر ۔ جیسے میں cancarist disease کہوں گا ، یعنی سیم ۔ مثلاً تحصیل خوشاب کے متعلق بھی میں عرض کر سکتا ہوں ۔ تو جہاں پر سکارپ ایریا نہیں ، وہاں پر اصلاح کے لئے کیا اقدامات کئے جا رہے ہیں ؟

وزیر آبپاشی ۔ جناب والا ۔ جہاں سکارپ ایریاز نہیں ہیں ۔ وہاں پر عنقریب حکومت نئے سکارپ بنانے کے پروگرام پر غور کر رہی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ جہاں سکارپ نہیں ہیں ، وہاں سیم نالیاں بھی تو کھودی جاتی ہیں ۔

وزیر آبپاشی ۔ سیم نالیوں کا بھی پروگرام ہے اور نئے سکارپ بنانے کا بھی ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔ جناب والا ۔ کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ ایگریکلچرل سائیڈ پر یہ سیم سب سے vital subject ہے ۔ اور اس میں اگر مرکزی حکومت کی طرف سے اکیس سالہ ایک سکیم بنائی گئی ہے تو اکیس سال تک ، اگر گزشتہ رفتار کو دیکھا جائے تو کوئی لاکھوں ایکڑ متاثر ہو جائیں گے ۔ تو کیا اس قسم کی سکیمیں آپ بنانے پر تیار ہوں گے ، جو کہ عملی طور پر اور فوری طور پر عمل میں لائی جائیں ؟ کیا یہ میری اس تجویز کو بھی منظور فرمائیں گے کہ اگر ، سیم زدہ علاقوں میں ایم۔پی۔اے صاحبان کی طرف سے کمیٹیاں بنا دی جائیں اور متاثرہ علاقے کے مقامی زمیندار بھی اس میں شامل کئے جائیں اور وہ صحیح معنوں میں انجینئروں کو مشورہ دیں ، اور انجینیرنگ ڈیپارٹمنٹ جو کہ میں یہ کہوں گا ۔ جناب ، کہ حکومت کا بھٹہ انہوں نے ہی بٹھایا ہے ۔ جہاں بھی آپ دیکھیں ، انجینیرنگ ڈیپارٹمنٹ ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ نیازی صاحب ، اس وقت تک چار ضمنی سوال پوچھے جا چکے ہیں ۔ میرے خیال میں ان کا جواب آنے دیں ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ

کیا یہ اس قسم کی کمیٹیاں بنائیں گے جو accelerated پروگرام کو accelerate کریں۔

وزیر آب پاشی - جناب والا - صوبائی اور قومی سطح پر یہ کمیٹیاں موجود ہیں اور وہ پوری طرح سے ۔۔۔۔

مسٹر سپیکر - ملک صاحب - میں نے نیازی صاحب کی خدمت میں یہ عرض کیا تھا کہ انہوں نے دو ، تین ضمنی سوال پوچھے ہیں - بہتر یہ ہوگا کہ آپ ایک ایک ضمنی سوال کا جواب دیتے جائیں۔ ان کا پہلا ضمنی سوال یہ تھا کہ جس رفتار سے آپ کا رقبہ سیم اور تھور سے متاثر ہو رہا ہے ، اس کے لئے کیا اکیس سال کی مدت زیادہ نہیں ہے ؟ پہلے اس کا جواب دیں۔

وزیر آب پاشی - جناب والا - یہ قومی وسائل کے عین مطابق ہے - کیوں کہ ہمارے فنڈ اور وسائل محدود ہیں - اس لئے اکیس سال پروگرام جو دیا گیا ہے ، میرے خیال میں اس عرصہ میں کافی فرق پڑ جائے گا - جہاں تک معزز ممبر صاحب نے کہا ہے ، ہم غور کر رہے ہیں اگر ہمارے پاس وسائل ہوئے ، تو انشاءاللہ جلدی اور سکیمیں بھی بنائی جائیں گی -

میاں مصطفٰی ظفر قریشی - کیا وزیر موصوف از راہ کرم فرمائیں گے کہ اس طرح سے کئے گئے اقدامات سے آج تک کوئی خاطر خواہ نتیجہ نکلا ہے ؟ اگر نکلا ہے تو کتنے فٹ تک پانی کم ہو گیا ہے ؟

وزیر آبپاشی - جناب والا - یہ میرے جواب میں شامل ہے کہ سکارپ ایریا میں تقریباً بیالیس لاکھ ایکڑ ریکلیم کئے گئے ہیں ، اولڈ سکارپ ایریا میں اور نئے سکارپ ایریا میں جو سکیم ہے ، وہ ایک روز نوے لاکھ ایکڑ پر مشتمل ہے -

میاں مصطفٰی ظفر قریشی - جناب والا - جہاں تک جواب کا تعلق ہے ، اس میں یہ ہے کہ انہوں نے اس علاقے میں کام شروع کر دیا ہے - تو کیا یہ بتا سکیں گے کہ واٹر لیول کتنی نیچے چلی گئی ہے ؟ میں نے تو ایک مخصوص سوال پوچھا ہے ۔

وزیر آبپاشی ۔ جناب والا ۔ کسی خاص سکارپ ایریا کے متعلق ہے یا over all سکارپ کا پوچھا ہے ؟

میاں مصطفٰی ظفر قریشی ۔ over all سکارپ کا پوچھا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میرے خیال میں over all کے متعلق آپ دریافت نہیں کر سکتے ۔ آپ سکارپ ایک ، دو ، تین کے متعلق فرمائیں ۔ کیوں کہ ٹیبل تو ان کی مختلف ہوگی ، ایک نہیں ہو سکتی ۔

میاں مصطفٰی ظفر قریشی ۔ جناب والا ۔ انہوں نے خود اپنے جواب میں ٹیبلز کا ذکر کیا ہے ۔ دس فٹ تک اور زیرو ہے پانچ فٹ تک ۔ میں اس لئے پوچھنا چاہتا تھا کہ کیا اس کے خاطر خواہ نتائج نکلے ہیں ؟ کیوں کہ انہوں نے اپنے جواب میں یہ فرمایا ہے ، کہ وہاں کام شروع کر دیا گیا ہے ۔ خاطر خواہ نتائج کا نہیں بتایا کہ وہ ریکلیم ہو گیا ہے اور اس کی سطح واقعی نیچے چلی گئی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ریکلیمیشن کے متعلق تو انہوں نے فرمایا ہے کہ اتنا رقبہ ریکلیم ہو گیا ہے ۔

چودھری نصیر احمد چیمہ ۔ کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ سیم اور تھور میں کیا فرق ہے ؟ سیم کو ٹھیک کرنے کے لئے کیا طریقہ ہوتا ہے اور تھور کو ختم کرنے کے لئے کیا طریقہ ہوتا ہے ؟ اور کن کن اضلاع میں سیم ہے ۔ اور کن کن اضلاع میں تھور ہے ؟ اس کی تعریف (difinition) بتائیں ۔

وزیر آبپاشی ۔ جناب والا ۔ انہوں نے تقریباً دو ، تین سوال اکٹھے کر دیئے ہیں ۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں ، ان کا پہلا سوال یہ ہے کہ سیم اور تھور میں کیا فرق ہے ۔ سیم کا مطلب یہ ہے کہ واٹر ٹیبل اوپر آجائے ۔ اور تھور کا مطلب یہ ہے کہ سالٹس اوپر آجائیں ۔ کیلشیمز اور سوڈیمز وغیرہ اوپر آجائیں ۔

رانا افتخار حسین ۔ کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے ، جیسا کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ سیم اور تھور کو ختم کرنے کے لئے مزید ٹیوب ویل

لگائے جا رہے ہیں - کیا یہ درست ہے کہ سکارپ نمبر ایک میں جو ٹیوب ویل لگائے گئے ہیں ان کے saline water میں زیادہ چڑھائی ہوئی ہے ؟

وزیر آبپاشی - جناب والا - یہ مجموعی طور پر ٹھیک نہیں ہے - اور جہاں پر پانی ناکارا تھا - ٹیوب ویل بند کر دئے گئے ہیں -

چودھری محمد لطیف رندھاوا - کیا وزیر موصوف فرماسکیں گے کہ سیم و تھور پر قابو پانے کے لئے سکارپ نمبر ایک میں کتنے ٹیوب ویل نصب کئے گئے تھے -

مسٹر سپیکر - اس کے لئے الگ نوٹس کی ضرورت ہے -

سردار صغیر احمد - کیا وزیر موصوف فرما سکیں گے کہ سکارپ نمبر (2) میں واٹر لیول کس حد تک کم ہو گیا ہے -

وزیر آبپاشی - جناب والا - مختلف اضلاع میں مختلف واٹر لیول ہے -

مسٹر سپیکر - وہ سکارپ نمبر (2) کا پوچھ رہے ہیں -

وزیر آبپاشی - جناب سپیکر - سکارپ نمبر (2) میں بھی مختلف جگہوں پر مختلف واٹر لیول ہے -

سردار صغیر احمد - جناب والا - کیا وزیر موصوف فرما سکیں گے کہ تحصیل سرگودھا کے علاقہ مٹھا لک میں واٹر لیول کتنا ہے -

وزیر آبپاشی - جناب والا - یہ ایک الگ سوال ہے -

کرنل محمد اسلم خان نیازی - پوائنٹ آف انفارمیشن سر - جناب والا - سات فٹ پر پانی ہے -

مسٹر سپیکر - نیازی صاحب آپ تشریف رکھیں - ایوان کی اطلاع کے لئے میں عرض کر دینا چاہتا ہوں - ضمنی سوال پوچھا جا رہا ہے اور پوائنٹ آف انفارمیشن کو کوئی موقعہ حاصل نہیں ہے - صرف پوائنٹ آف آرڈر کو موقعہ حاصل ہے -

سردار محمد عاشق - جناب والا - کیا وزیر موصوف فرما سکیں گے کہ 1976-77ء میں ٹیوب ویل کے لئے کتنی رقم رکھی گئی تھی - دوسری

بات یہ ہے کہ آپ نے ایک ٹیوب ویل کے لئے ایک لاکھ روپے مختص کئے ہیں ۔ جب کہ پرائیویٹ طور پر ایک زمیندار 25 ہزار روپے سے ٹیوب ویل لگوا لیتا ہے ۔

وزیر آبپاشی ۔ جناب والا ۔ ہم جو ٹیوب ویل لگاتے ہیں اس میں سے تین کیوسک پانی آتا ہے ۔ اور جو عام زمیندار ٹیوب ویل لگواتے ہیں ۔ اس میں سے ایک آدھ کیوسک پانی آتا ہے ۔

سردار محمد عاشق ۔ جناب والا ۔ کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ کبھی انہوں نے اپنی نگرانی میں بھی ٹیوب ویل کا سامان خریدا ہے جس سے یہ پتہ چل سکے کہ واقعی ہی اتنا خرچہ آتا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میرے خیال میں جواب ظاہر ہے ، ٹیوب ویل کا سامان فاضل وزیر نہیں خریدتے ۔

مسٹر محمد نواز ۔ جناب والا ۔ کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ یہ جو اصلاح ہوئی ہے ، کون سے علاقے میں ہوئی ہے ۔ اور اس میں کون کون سے علاقے شامل ہیں ۔

وزیر آبپاشی ۔ جناب والا ۔ اس کے لئے الگ سوال کی ضرورت ہے ۔

Mian Mustafa Zafar Qureshi. Sir, I am on a point of privilege.

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر محمد نواز آپ تشریف رکھیں ۔ ۔ ۔ ۔ پوائنٹ آف پرولیج سے مراد آپ پرولیج موشن موو کرنا چاہتے ہیں ۔

میاں مصطفٰی ظفر قریشی ۔ جی ۔ پوائنٹ آف پرولیج پر بول رہا ہوں ۔

Mr. Speaker. There is no point of Privilege in the rules. If you are of the view that some breach of privilege has taken place then you can move a privilege motion.

میاں مصطفٰی ظفر قریشی ۔ That is true, but مجھے جو جواب دیا گیا ہے ۔

Mr. Speaker. But there is no point of privilege.

میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ۔ میں پھر جناب والا ۔ اس طرح پوچھ لیتا ہوں ۔ وزیر موصوف نے ابھی فرمایا ہے کہ ریکلیمیشن کے لئے علاقہ بتایا گیا ہے ۔ اور ریکلیمیشن ہو چکی ہے ، ان کے جواب میں صرف تھور کے تعلق کے بارے کہا گیا ہے ۔ اور واٹر ٹیبل کے متعلق کہا گیا ہے ۔ سیم سے متعلق اس کا کوئی جواب نہیں ہے ۔

سردار صغیر احمد ۔ جناب والا ۔ میں وزیر موصوف سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ تحصیل سرگودھا کے چک (91) - (95) ۔ سمورا والے ۔ مٹھا میں واٹر ٹیبل اتنا اونچا آ چکا ہے کہ وہاں مردہ دفن نہیں کیا جاسکتا ۔ کیا ان کے نوٹس میں یہ بات ہے ؟

وزیر آبپاشی ۔ جناب والا ۔ فاضل ممبر نے جو فرمایا ہے ، درست ہوگا اس کو سکارپ میں شامل کیا جائے گا ۔

میاں عمر علی ۔ کیا وزیر موصوف فرما سکیں گے کہ شورکوٹ کو 4 سال پہلے منصوبے میں شامل کیا گیا تھا ۔ مگر ابھی تک اس سکیم کو عملی جامہ نہیں پہنایا جا سکا ۔ اس کی کیا وجہ ہے ؟

وزیر آبپاشی ۔ فاضل ممبر میرے پاس تشریف لے آئیں ۔ اسے سکیم میں رکھا جائے گا ۔

رائے محمد عالم خان ۔ جناب والا ۔ کیا وزیر موصوف فرما سکیں گے کہ جہانیاں آباد تحصیل میں ایسے علاقے جہاں پانی صفر سے پانچ فٹ تک ہے ، سکارپ میں شامل کیا گیا ہے ۔

وزیر آبپاشی ۔ اس کے لئے الگ سوال دیں ۔

رائے محمد عالم خان ۔ کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ 800 ٹیوب ویل جو لگائے جا رہے ہیں ، کس کس علاقے میں لگائے جا رہے ہیں ۔ اور 70 میل لمبی نالیاں جو کھودی جا رہی ہیں وہ کس علاقے میں کھودی جا رہی ہیں ۔

وزیر آبپاشی ۔ جناب والا ۔ یہ ایک الگ سوال ہے ، اس میں ایمفارمیشن و اعداد کی ضرورت ہے ۔

مسٹر سپیکر - مگر 70 میل نالیوں کا تو آپ کے جواب میں ذکر ہے اس کی تفصیل تو آپ کے محکمے کو مہیا کرنی چاہئے تھی - اگر آپ کے پاس جواب ہے تو تفصیل بتادیں -

وزیر آبپاشی - جناب والا - جہاں تک نالیوں کی مجموعی لمبائی کا تعلق ہے ، وہ بتا دیا گیا ہے اور جہاں تک جگہ کا تعلق ہے اس کے لئے علیحدہ سوال کی ضرورت ہے -

سردار زادہ ظفر عباس - جناب والا - کیا وزیر موصوف فرما سکیں گے کہ یہ جو 140 میل لمبی نالیاں کھودی گئی ہیں ، کیا ان میں پانی رواں کیا گیا ہے یا نہیں - چونکہ ایک سیم نالے کا مجھے پتہ ہے ، جو چنیوٹ میں واقع ہے اور اسے چک بندی ڈرین کہتے ہیں - یہ 1973ء میں مکمل ہوگئی تھی مگر اس میں پانی اب تک رواں نہیں کیا گیا - اور اس کی وجہ سے علاقہ میں زیادہ نقصان ہو رہا ہے -

مخدوم زادہ شمس الدین - جناب والا - یہ جو سیم اور تھور کو ختم کرنے کا پروگرام ہے اس میں بہاولپور ڈویژن بھی شامل ہے یا نہیں - اگر کوئی اقدام کئے گئے ہیں تو کون سے علاقے ہیں - کیونکہ ضلع رحیم یار خان اور بہاولپور میں کافی نقصان ہوا ہے - اس حد تک کہ لوگ اپنے گھر تک چھوڑ کر چلے گئے ہیں -

وزیر آبپاشی - جناب والا - بہاولپور کے کچھ علاقے سکیم میں شامل ہیں - اگر کچھ علاقے رہ گئے ہیں تو فاضل ممبر مجھے بتا دیں ان کو بھی شامل کرنے کی کوشش جائے گی -

مسٹر برکت علی غیور - جناب والا - کیا وزیر موصوف فرما سکیں گے کہ جیسا کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ 21 سالہ پروگرام شروع کیا گیا ہے اور یہ پروگرام 75-1974ء سے شروع کیا گیا ہے - جناب والا - ان کے منصوبے پر عمل درآمد ہونے کے باوجود پورا رقبہ ٹھیک نہیں ہو سکے گا - خود ان کے اپنے جواب کے مطابق سالانہ 60 ہزار ایکڑ رقبہ متاثر ہو رہا ہے اور اس طرح اگر پروگرام پر عمل درآمد ہو جائے تو اس وقت تک ایک لاکھ 26

ہزار ایکڑ رقبہ سیم و تھور سے متاثر ہو چکا ہوگا ۔ اس طرح یہ تو وہی بات ہے جیسا کہ مثال ہے ۔ " تا تریاق از عراق" اس میں جو بنیادی مسئلہ ہے وہ یہ بتایا ہے ۔ جیسا کہ انہوں نے جواب کے حصہ (ب) میں انہوں نے کہا ہے سیم اور تھور سے متاثرہ رقبہ نہری رقبہ میں پھیلا ہوا ہے ۔ اس طرح سے تمام نہری رقبہ کو سیم و تھور سے نقصان پہنچ رہا ہے ۔ اس کی بڑی وجہ نہری پانی ہے یعنی نہریں ہیں ۔ لیکن وہ اس کا علاج نالیوں اور ٹیوب ویلوں سے کر رہے ہے ۔ کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ کیا حکومت کسی ایسے منصوبے پر غور کر رہی ہے جس کے مطابق بجائے ٹیوب ویل اور نالیاں لگانے کے نہروں کو پختہ کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تجویز ہے ضمنی سوال نہیں ۔

چوہدری محمد اقبال ۔ جناب والا ۔ یہ سب سے اہم سوال ہے اور ملک کی پیداوار کا انحصار اسی سوال پر ہے ۔ مہربانی فرما کر زیادہ سے زیادہ وقت اس کو دیں اور تمام زمیندار جو اس پر بولنا چاہیں ان کی تجاویز سنیں ۔ اس پر میں بھی عرض کرنا چاہتا تھا کہ ٹیوب ویل لگانا بہت ہی اچھی اور بہترین سکیم ہے ۔ مگر میں وزیر صاحب سے یہ عرض کروں گا کہ ان کے پاس نیا نیا چارج آیا ہے پتہ نہیں انہیں یہ علم بھی ہے کہ نہیں کہ ہمارے ملک میں 50 فیصدی ایسے ٹیوب ویل ہیں جو کہ کام نہیں کر رہے ہیں ۔ اکثر ٹیوب ویل بند پڑے ہیں ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا تعلق تین تین محکموں سے ہے ایک ٹیوب ویل کا محکمہ علیحدہ ہے ۔ دوسرا بجلی کا علیحدہ محکمہ ہے اور پھر پانی کے متعلق محکمہ علیحدہ ہے ۔ کوئی ان کا ذمہ وار نہیں ہے ۔ کسی کا کنٹرول نہیں ہے ۔ جب تک وزیر موصوف دورے کرکے ذاتی طور پر دلچسپی نہ لیں گے یہ ٹیوب ویل سکیم بالکل ناکام اور ناکارہ ہو کر رہ جائے گی ۔ اور سیم اور تھور کا جہاں تک تعلق ہے میں زمیندار ہوں اور موقعہ پر جا کر دکھا سکتا ہوں ۔ بجائے سیم اور تھور کم ہونے کے یہ ملک میں زیادہ ہو رہی ہے اور اس سال محکمہ آبپاشی نے جو سردیوں میں پانی دیا ہے پتہ نہیں کہ کس وجہ سے ڈیم انہوں نے سردیوں میں خالی کر دئے ہیں اور بہت سارا رقبہ ضلع رحیم یار خان میں ایسا تھا ۔ آپ

چل کر دیکھ لیں جو کہ بہت ہی زیادہ سم زدہ ہو چکا تھا ۔ کیونکہ سردیوں میں پانی کی ضرورت بھی نہیں تھی اور نہریں بھی کھول دی گئی ہیں کتنا رقبہ تباہ ہو گیا ہے ۔ وزیر موصوف اگر موقعہ پر دیکھنا چاہیں تو ہم ان کو دکھا سکتے ہیں ۔ یہ ٹیوب ویل سکیم بہت بہتر ہے ۔ بشرطیکہ ان کو کنٹرول کیا جائے ۔ جو ٹیوب ویل نہیں کسی خرابی کے باعث نہیں چل رہے ہیں ۔ ان کو درست کرالیں ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ چوہدری صاحب نہ تو ہم کسی ریزولیشن پر بات کر رہے ہیں اور نہ ہی اس پر کوئی تحریک التوائے کار آئی ہے ۔ آپ ضمنی سوال پوچھنا چاہتے ہیں تو پوچھیں ۔ ایوان کی اطلاع کے لئے عرض کردوں کہ وقفہ سوالات میں جس بات کی نشاندھی کرنا چاہیں ۔ اس کے متعلق چھوٹا سا مختصر سا سوال کریں ۔ جواب مل جائے گا ۔ پھر دوسرا سوال کریں پھر اس کا جواب ملے گا ۔

چوہدری محمد اقبال ۔ ٹھیک ہے جی ۔ میں یہی سوال کروں گا کہ وزیر موصوف یہی بتا دیں کہ کتنے ٹیوب لگائے گئے ہیں اور ان میں سے کتنے چل رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس کے لئے آپ نوٹس دیں ۔ لیکن آپ نے جس شکایت کی نشاندھی کی ہے ۔ کیا وزیر موصوف اس کے متعلق وضاحت کریں گے ۔

وزیر آبپاشی ۔ جناب والا ۔ جہاں تک محکموں کا تعلق ہے ۔ واپڈا ٹیوب ویل نصب کرتا ہے ۔ اس کے بعد یہ ٹیوب ویل محکمہ آبپاشی کے پاس آ جاتے ہیں ۔ جہاں تک نگرانی کا سوال ہے وہاں پر جیسے سکارپ نمبر 1 ہے ۔ اس میں دو ہزار ٹیوب ویل ہیں وہاں پر ایک ایس ۔ ای ۔ اور پانچ ایکس ۔ ای ۔ این ہیں اور ہر چالیس پچاس ٹیوب ویلوں پر ایک سب انجینئر ہوتا ہے ۔ جہاں تک یہ سوال ہے کہ ٹیوب ویلوں کی نگرانی نہیں ہو رہی ہے ۔ میں اس سے اتفاق نہیں کرتا ہوں ۔ ہر ٹیوب ویل پر ایک آپریٹر ہوتا ہے ۔ اور ان کی نگرانی ہوتی ہے ۔ اگر کبھی ممبرز صاحبان کے نوٹس میں کوئی ایسی بات آتی ہے تو وہ مجھے بتا دیں ۔ اس کا سختی سے سد باب کیا جائے گا ۔

رانا افتخار حسین - جناب والا - ٹیوب ویل جب خراب ہو جاتے ہیں تو بجائے اس کے کہ گورنمنٹ ان کی مرمت کرائے خود زمیندار ایک دوسرے سے روپیہ اکٹھا کرکے خود اس کی مرمت کراتے ہیں -

وزیر آبپاشی - جناب والا - جہاں تک زمیندار کا تعلق ہے - اگر وہ خود مرمت کرانا چاہتے ہیں تو سر آنکھوں پر - کیونکہ اس میں ان کا اپنا interest ہے - مگر جہاں تک محکمہ کا تعلق ہے ٹیوب ویل کو فوراً operation میں لانے کی کوشش کی جاتی ہے -

مسٹر سپیکر - ملک صاحب - ان کو یہ شکایت ہے کہ ان کو محکمہ ٹھیک کرائے - مگر محکمہ کہتا ہے کہ زمیندار خود ٹھیک کرائے -

وزیر آبپاشی - جناب والا - یہ درست نہیں ہے -

سید حسن عسکری - جناب والا - جب ایک ٹیوب ویل لگایا جاتا ہے - تو وہ کبھی کبھی سرکیہ مٹی سے اٹ جاتا ہے اور مطلوبہ مقصد حاصل نہیں ہوتا ہے - اگر وہ مٹی سے اٹ جائیں تو ایسے ٹیوب ویلوں دوبارہ کھدائی کے لیے کتنا عرصہ درکار ہوتا ہے اور کتنے عرصہ کے بعد دوبارہ کھدائی کی جاتی ہے -

وزیر آبپاشی - جناب والا - کھدائی سالانہ پروگرام میں شامل ہوتی ہے اور یہ کھدائی by rotation ہوتی ہے -

سید حسن عسکری - میں یہ گزارش کروں گا کہ ہمارے علاقے میں صرف ایک دفعہ کھدائی ہوئی اور اس کو حتمی پروگرام سمجھا گیا ہے - دوبارہ کبھی کھدائی نہیں کی گئی ہے -

مسٹر احمد سعید - سیکرٹری مر - جناب والا - کچھ ٹیوب ویل سیم کی وجہ سے زمین میں دھنس گئے ہیں اور وہ بند ہو چکے ہیں - ایسے ٹیوب ویلوں کی حفاظت اور وہاں سے پانی نکالنے کا کیا بندوبست ہو رہا ہے -

وزیر آبپاشی - جناب والا - یہ ایک بالکل علیحدہ سوال ہے - مگر چونکہ یہ ایک ضروری سوال ہے اس لیے میں اس کا جواب دیتا ہوں

کروں گا ۔ خیروالا ڈرینیج سکیم بنائی جا رہی ہے ۔ جس کے تحت 10 کروڑ روپیہ خرچ آئے گا ۔ وہ سکیم اس وقت پراونشل ورکنگ باڈی کے پاس ہے ۔ جہاں سے منظوری تقریباً دے دی گئی ۔ اس کے بعد یہ وفاقی حکومت کے پاس جائے گی اور اس کے بعد اس پر مزید بات چیت ہوگی اور اس کے بعد سکیم کو impliment کیا جائے گا ۔

مسٹر سپیکر۔ وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے ۔

تحاریک التوائے کار

لاہور ریلوے اسٹیشن تا یونیورسٹی نیو کیمپس روٹ پر بسوں کی کمی

مسٹر سپیکر۔ سردار زادہ ظفر عباس یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائےوقت مورخہ 13 اپریل 1977ء کے مطابق لاہور ریلوے سٹیشن سے پنجاب یونیورسٹی نیو کیمپس تک روٹ نمبر 28 بی صرف ایک بس چل رہی ہے جب کہ شیڈول کے مطابق اس روٹ پر دس بسیں چلنی چاہئیں ۔ اس روٹ پر ایک بس چلنے کی وجہ سے مسافروں اور خاص طور پر طلبا کو بڑی پریشانی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے ۔ مسافروں کو بس کے حصول میں تقریباً اڑھائی گھنٹہ تک انتظار کرنا پڑتا ہے ۔ پنجاب اربن ٹرانسپورٹ کارپوریشن کی اس دیدہ دانستہ کوتاہی اور لا پروائی کی وجہ سے عوام میں سخت اضطراب اور شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے ۔

وزیر ٹرانسپورٹ ۔ جناب والا ۔ اس تحریک التوائے کار کا پنجاب گورنمنٹ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے، کیوں کہ پنجاب اربن ٹرانسپورٹ کارپوریشن وفاقی حکومت کے ماتحت ہے ۔ لیکن معزز ممبر کی اطلاع کے لئے ضروری معلومات پنجاب اربن روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن سے حاصل کر لی گئی ہیں ، جو جناب کی اجازت سے بیان کی جاتی ہیں ۔

یکم فروری 1977ء سے پیشتر پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ کے زیر اہتمام نیو کیمپس تا ریلوے سٹیشن لاہور اوسطاً دو بسیں چلتی رہی ہیں ۔ یکم فروری 1977ء کو لاہور ، اسلام‌آباد اور راولپنڈی شہر کی ذمہ داریاں پنجاب اربن ٹرانسپورٹ کو سونپ دی گئیں ۔ چنانچہ قابل استعمال بسوں کی تعداد کے پیش نظر متذکرہ بالا روٹ پر 6 بسوں کا کوٹہ مقرر کیا گیا ۔ یہ بسیں پنجاب یونیورسٹی کے طلبا کی سہولت کے لئے نیو کیمپس سے چلائی گئی تھیں ، کیوں کہ مارچ 1977ء سے نیو کیمپس اور دیگر تعلیمی ادارے بند رہے ہیں ۔ اور نیو کیمپس کے ہوسٹل بھی طلبا سے خالی ہیں اس لئے روٹ 28-B پر ابھی صرف دو بسیں چلائی جا رہی ہیں ، نیو کیمپس سے ملحقہ آبادی وحدت کالونی کے مکینوں کے لئے روٹ 27 ، 28 ـ 27-A ، 28-A پر منجملہ 10 بسیں چلائی جا رہی ہیں۔ جونہی نیو کیمپس میں تعلیم کا سلسلہ دوبارہ جاری ہوا 28-B کے روٹ پر بسوں کا پورا شیڈول چلایا جائیگا ۔

مسٹر سپیکر - اس بیان کے بعد آپ اس تحریک پر زور دیتے ہیں ۔

سردار زادہ ظفر عباس - جی نہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پر زور نہیں دیا گیا ۔

پاکستان پیپلز پارٹی کے کارکنوں کا روز نامہ "نوائے وقت" کے دفتر کے سامنے مظاہرہ اور اس کی انتظامیہ کو برا بھلا کہنا

مسٹر سپیکر ۔ سردار زادہ ظفر عباس یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں ، کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ، مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت مورخہ 15 اپریل 1977ء کے مطابق پاکستان پیپلز پارٹی کے کارکنوں نے گورنر ہاؤس سے ایک جلوس نکالا ۔ جلوس میں شامل ڈیڑھ دو سو مظاہرین نے روزنامہ نوائے وقت کے دفتر کے سامنے مظاہرہ کیا اور اخبار کی انتظامیہ کو برا بھلا کہا ۔ مظاہرین نے دفتر نوائے وقت کا جنگلا توڑا اور چوکیدار کو ہراساں کر کے اندر گھسنے کی کوشش کی ۔ ہر سر اقتدار

پارٹی کے اس غیر جمہوری اور صحافت کش فعل کی وجہ سے تمام صحافتی حلقوں میں ہیجان و اضطراب کی لہر دوڑ گئی ہے -

وزیر قانون و پارلیمانی امور - جناب والا - جیسا کہ واضح ہے ، جس واقعے پر یہ تحریک التوائے کار پیش کی جا رہی ہے - اس کو دو ماہ کا عرصہ ہو چکا ہے اس لئے اس کی فوری اہمیت کا کوئی پہلو نہیں ہے - چودہ اپریل 1977ء سے پہلے اور بعد مختلف سیاسی جماعتوں نے شہروں میں مظاہرے کئے اور ان میں سے بہت سے مظاہرے بڑی افسوسناک صورت پیدا کرنے کا باعث بنے - جس واقعے کا ذکر اس تحریک میں کیا گیا ہے ، اس کے حقائق یہ ہیں کہ اس اخبار کی جانبداری کے خلاف یہ مظاہرہ کیا گیا تھا - اور اس قسم کا ایک اور مظاہرہ اس سے دو روز قبل پاکستان ٹائمز اور روز نامہ امروز کے خلاف بھی ایک سیاسی جماعت کے کارکنوں اور ان کے ساتھوں نے کیا تھا ، جہاں تک واقعات کا تعلق ہے یہ کہنا غلط ہے کہ مظاہرین نے جنگلا توڑنے کی کوشش کی یا چوکیدار کو ہراساں کیا ، مظاہرین پر امن تھے لیکن احتجاجی نعرے ضرور لگا رہے تھے - جناب والا - مجھے کم از کم اس بات کی خوشی ہے کہ ایک اخبار کی بابت مظاہرین کا یہ احتجاج میرے فاضل دوست نے محسوس کیا ہے - کاش کہ وہ یہ بھی محسوس کرتے کہ دو مہینے اس لاہور شہر اور پنجاب کے کیا حالات رہے ہیں اور وہ یہ بھی جان سکتے کہ

ہم اتنا رو کے اتنا جل کے دو ساعت میں نکلے ہیں
یہ شمع رات بھر جل کے کس حالت میں نکلے گی

کاش وہ شمع کی حالت بھی جان سکتے - (نعرہ ھائے تحسین) میں ان الفاظ کے ساتھ آپ سے یہ استدعا کرتا ہوں کہ اس تحریک التوائے کار کو مسترد کر دیا جائے -

مسٹر سپیکر - سردار زادہ صاحب آپ یہ فرمائیے کہ آپ اس تحریک التوائے کار میں حکومت کے کس عمل کو یا کس تساہل کو زیر بحث لانا چاہتے ہیں -

سردار زادہ ظفر عباس - جناب والا - اس میں یہ تساہل ہے - - -

مسٹر سپیکر ۔ سردار صاحب ۔ میں عرض کروں کہ آپ کی اس تحریک میں کسی کا ذکر نہیں ہے ۔ آپ تو سیاسی جماعت کے ایکشن کو زیر بحث لانا چاہتے ہیں ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ نہیں جناب والا ۔ اس میں جو اخباری خبر ہے اس سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ پولیس وہاں پر دیر سے پہنچی حالانکہ نوائے وقت کا دفتر تھانہ چیرنگ کراس سے بالکل نزدیک ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں آپ کی تحریک کے متعلق عرض کر رہا ہوں کہ آپ نے اپنی تحریک میں کیا کوئی ایسی نشان دہی کی ہے جس میں آپ حکومت کے کسی عمل کو یا حکومت کے کسی تساہل کو زیر بحث لانا چاہتے ہوں ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ میں وہی عرض کر رہا ہوں اور اگر آپ کہیں تو میں متعلقہ خبر پڑھ کر سنا دیتا ہوں ۔ جناب والا ۔ یہی چیز ہے کہ مظاہرہ ہوا اور پولیس دیر سے آئی اور آ کر اس نے مظاہرین کو disperse کیا حالانکہ نوائے وقت کے دفتر سے چیرنگ کراس پولیس سٹیشن لاہور صرف دس بارہ گز کے فاصلے پر ہے اور یہ سب سے بڑا پولیس سٹیشن ہے ۔ جناب والا ۔ اس سے یہ خدشہ پیدا ہوتا ہے کہ گورنمنٹ نے جان بوجھ کر یہ مظاہرہ کروایا جس کی وجہ سے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ سردار زادہ صاحب ۔ کیا آپ کی اس تحریک میں یہ چیز موجود ہے آپ نے جو تحریک التوائے کار دی ہے وہی زیر بحث آ سکے گی اور اس کی اجازت مل سکے گی ۔ آپ نے اس تحریک میں گورنمنٹ کے کسی حکم کے متعلق یا تساہل کے متعلق کوئی بھی نشان دہی نہیں کی ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ اس میں صرف ایک لفظ رہ گیا ہے ویسے مطلب تو وہی نکلتا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس لئے آپ کی یہ تحریک خلاف ضابطہ قرار دی جاتی ہے کہ اس میں حکومت کے کسی فعل یا کسی عمل کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک نہیں کی گئی لہذا یہ تحریک التوائے کار مسترد کی جاتی ہے ۔

پاکستان کرسچین ڈیموکریٹک پارٹی کے پر امن بھوک ہڑتالی مسیحی راہنماؤں کی گرفتاری -

مسٹر سپیکر - مہر ظفراللہ بھروانہ یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری معاملہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے - معاملہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت مورخہ 19 اپریل 1977ء کے مطابق پاکستان کرسچین ڈیموکریٹک پارٹی کے مزید پانچ ارکان سردار خان - غنی دانی - لیل عرفان - ایلفرڈ جیمس اور اکرم گل نے اپنے مطالبات کے حق میں بھوک ہڑتال کی لیکن پولیس ان پر امن بھوک ہڑتالی مسیحی راہنماؤں کو گرفتار کر کے لے گئی پولیس کے اس جارحانہ اور غیر جمہوری اقدام کے خلاف مسیحی حلقوں میں شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے -

وزیر قانون - جناب والا میری استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار میں اس بات کا ذکر کہ مسیحی حلقوں میں بڑا اضطراب پایا جاتا ہے بالکل بے بنیاد اور حقائق پر مبنی نہیں ہے - اس میں اس بات کا بڑا اہتمام کیا گیا ہے کہ اقلیتوں کو قانون ساز اداروں میں مناسب نمائندگی دی جائے اس کے باوجود کہ چند افراد نے مظاہرہ کیا اور بھوک ہڑتال بھی کی لیکن پولیس نے تعرض کیا اور ان کو اس سلسلے میں مکمل شہری آزادیاں حاصل تھیں کچھ عرصہ کے بعد یہ انتخاب اپنے طرز عمل سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ خود مطمئن نہیں ہیں بلکہ شرمندہ ہیں اور وہ منتشر ہو گئے نہ پولیس نے کسی کو گرفتار کیا اور نہ پولیس نے کسی کو منتشر کیا ہے اور نہ اس قسم کا واقعہ کہ پولیس نے ان پر تشدد کیا یا پولیس نے ان کو گرفتار کیا یا پولیس ان کو لے گئی ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا صرف اتنا واقعہ ہوا ہے کہ مظاہرہ ہوا اور انہوں نے ہڑتال کی اور کچھ عرصہ کے بعد وہ لوگ خود وہاں سے چلے گئے -

مسٹر سپیکر - شیخ صاحب - کیا وہ بھوک ہڑتال اب ختم ہو چکی ہے -؟

وزیر قانون - بالکل ختم ہو چکی ہے -

مسٹر سپیکر۔ گرفتار بھی کسی کو نہیں کیا گیا؟

وزیر قانون۔ نہیں جناب۔ گرفتار بھی کسی کو نہیں کیا گیا۔

مسٹر سپیکر۔ چونکہ واقعات کے متعلق فاضل وزیر قانون نے یہ فرمایا ہے کہ اس وقت نہ کوئی ہڑتال جاری ہے اور نہ ہی سپاہیوں کو گرفتار کیا گیا تھا۔ اس لیے یہ تحریک التوائے کار خلاف ضابطہ قرار دی جاتی ہے۔

گورنمنٹ اسلامیہ مکرم گرلز ہائی سکول ملتان روڈ لاہور کے لیے متبادل عمارت کا انتظام نہ کیا جانا۔

مسٹر سپیکر۔ مہر ظفراللہ بھروانہ یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت مورخہ 29 مئی 1977ء کے مطابق ایک برس گزر جانے کے باوجود گورنمنٹ اسلامیہ مکرم گرلز ہائی سکول ملتان روڈ کے لئے عمارت کا انتظام نہیں کیا گیا چنانچہ موسم سرما بھی طالبات نے کھلے آسمان تلے بیٹھ کر گزارا اور اب موسم گرما کی چلچلاتی دھوپ میں بھی یہ طالبات باہر کھلے میدان میں بیٹھ کر تحصیل علم پر مجبور ہیں سکول کی عمارت اس کے مالک نے قانونی چارہ جوئی کرکے خالی کروا لی تھی۔ لیکن طالبات اور ان کے ورثاء کے بار بار توجہ دلانے کے باوجود محکمہ تعلیم نے متبادل عمارت کا کوئی انتظام نہیں کیا۔ محکمہ تعلیم کے متعلقہ حکام کی اس سلسلہ میں بے حسی کی وجہ سے طالبات اور ان کے ورثاء میں سخت اضطراب اور بے چینی کی لہر دوڑ گئی ہے۔

Minister for Education. I oppose it, Sir

جب سے یہ گورنمنٹ اسلامیہ مکرم گرلز ہائی سکول ملتان روڈ لاہور کی عمارت مالک نے قانونی چارہ جوئی کر کے خالی کروائی ہے۔ محکمہ تعلیم اس تگ و دو میں لگا رہا ہے کہ اس سکول کی طالبات کے لئے کوئی مناسب متبادل انتظام کیا جاسکے لیکن باوجود محکمہ اور طالبات کے ورثاء کی کوشش کے اس علاقے میں کوئی عمارت کرایہ پر نہیں مل سکی محکمہ نے عارضی طور

پر اس سکول کی طالبات کے لئے ایم - سی - پرائمری سکول سوڈیوال کوارٹرز میں دوسری شفٹ میں تعلیم دینے کا انتظام کر لیا ہے - گورنمنٹ اسلامیہ مکرم گرلز هائی سکول کو متبادل عمارت فراہم کرنے کا انتظام کیا جا رہا ہے اس ضمن میں امید ہے کہ چھٹیوں کے دوران یہ بندو بست ہو جائے گا -

مسٹر سپیکر - کیا آپ اس بیان کے باوجود اس تحریک پر زور دیتے ہیں -

مہر ظفراللہ بھروانہ - جناب والا - میں وزیر موصوف کی اس یقین دهانی کے بعد اس تحریک التوائے کار پر زور نہیں دیتا -

مسٹر سپیکر - تحریک التوائے کار پر زور نہیں دیا گیا -

گوجرہ کی نہر تھما بنگلہ جھنگ برانچ میں شگاف پڑنے میں محکمہ نہر کے عملہ کی سستی کی وجہ سے وهاں کے مکینوں اورکاشتکاروں کو ناقابل تلافی نقصان

مسٹر سپیکر - مہر ظفر اللہ بھروانہ یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اهمیت عامہ رکھنے والے ایک اهم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے - مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت مورخہ 30 مئی 1977ء کے مطابق گوجرہ کی نہر تھما بنگلہ جھنگ برانچ میں 40 فٹ کا شگاف پڑنے سے وسیع و عریض رقبہ زیر آب آ گیا ہے یہ شگاف رات بارہ بجے کے قریب ہوا جس سے بہت سے چکوک ڈوب گئے اور لاکھوں روپے کی گندم بہہ گئی - چکوک 85 اور 86 بری طرح متاثر ہوئے وقوعہ سے اگلے روز تقریباً 11 بجے تک محکمہ نہر کا عملہ موقع پر نہیں پہنچ سکا جس کی وجہ سے کوئی موثر کارروائی نہ ہو سکی یہ امر قابل ذکر ہے کہ یہاں محکمہ نہر کا بیشتر عملہ دفتر سے غیر حاضر رهتا ہے محکمہ نہر کے عملہ کی اس کوتاهی اور سستی کی وجہ سے یہاں کے مکینوں اور کاشتکاروں کو ناقابل تلافی نقصان اٹھانا پڑا اس صورت حال سے متاثرین میں سخت اضطراب اور بے چینی پیدا ہوگئی ہے -

وزیر آبپاشی (مسٹر محمد خالد ملک) - جناب والا - یہ خبر جو نوائے وقت میں مورخہ 30 مئی 1977 کو چھپی ہے کہ جھنگ برانچ میں شگاف

پڑ گیا تھا یہ میرے خیال کے مطابق نہایت مبالغہ آمیز ہے ۔ دراصل یہ شگاف 27 اور 28 کی درمیانی شب کو پڑا اور اطلاع ملتے ہی سب ڈویژنل آفیسر گوجرہ موقع پر پہنچ گیا اور اس نے جاکر خیروالہ اور امین پور کے جو اسکیپ ہیں ان کو کھلوایا تاکہ شگاف کی جگہ پر پانی کا زور کم ہو جائے ۔ اسکے علاوہ ایک اوورسیر ھندوآنہ اسکیپ کو کھلوانے کے لئے پہنچا ۔ اس کے ساتھ ساتھ جو ایگزیکٹو انجینئر تھا وہ 28 تاریخ کو 10 بجے بلڈوزر لیکر موقع پر پہنچ گیا ۔ اس کے ساتھ ساتھ متعلقہ عملہ نے ریت کی بوریاں منگوائیں اور ان میں ریت بھر کے کلے لگوائے تاکہ پانی کو روکا جائے اور وہ شگاف 29 تاریخ کو تقریباً دوپہر کے وقت بند کر دیا گیا ۔

جہاں تک چکوک کا تعلق ہے یہ نہایت غلط بات ہے کہ وہاں گیہوں کا نقصان ہوا ہے پہلی بات تو یہ ہے کہ چکوک نمبر 284 اور 286 جو اس شگاف سے متاثر ہوئے ہیں وہاں پر تقریباً 642 ایکڑ رقبہ تھا ۔ آبادی میں پانی نہیں پہنچا اس میں سے 303 ایکڑ روڑی والا رقبہ تھا اور 15 ایکڑ سبزیات کا رقبہ تھا جہاں پر پانی پھیلا لیکن اس سے کوئی نقصان نہیں ہوا ۔ 43 ایکڑ رقبہ پر نئی کاشت شدہ کپاس تھی جس میں سے صرف 13 ایکڑ رقبہ متاثر ہوا ہے ۔ علاوہ ازیں 202 ایکڑ گنا کے رقبہ میں پانی پھیلا جس میں سے صرف 3 ایکڑ رقبہ کسی حد تک متاثر ہوا ۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ نقصان بھی بہت کم ہوا ۔

جناب والا ۔ جہاں تک عملے کا تعلق ہے عملہ شگاف پڑنے کی اطلاع ملنے پر فوری طور پر موقع پر پہنچا ۔

مہر ظفراللہ بھروانہ ۔ جناب والا ۔ جو انفرمیشن وزیر صاحب کو دی گئی ہے وہ ان کے محکمہ نے صحیح نہیں دی ہے ۔ جو کوائف انہوں نے بتائے ہیں اس سے آپ اندازہ لگائیں کہ جھنگ برانچ میں ایک رات 40 فٹ تک شگاف پڑتا ہے اور دوسرے دن شام کو وہ شگاف بند ہوتا ہے ۔ اتنے عرصہ میں پوری نہر کی نہر ایک حلقہ ہیں بہہ جائے تو کیا اس سے صرف دو یا تین سو ایکڑ رقبہ سیراب ہوگا ۔ جبکہ ایک موگہ یا ایک نالہ سے بہت سیراب ہوتا ہے ۔ وہاں پورا پانی بھر گیا ہے ۔ یہ انفرمیشن بہت غلط دی

گئی ہے - بے حد نقصان ہوا ہے - فصلیں بہت تباہ ہو گئی ہیں - محکمے کے پاس آدمی ہی نہیں تھے کہ وہاں پہنچ کر شگاف کو بند کرتے - اس کو بند کرنے کی تکلیف تو ادھر ادھر کے گاؤں کے لوگوں نے خود کی ہے - انہوں نے کہا محکمہ تو شگاف کو بند نہیں کرسکا آؤ ہم بند کریں - ہمارا ہی نقصان ہو رہا ہے - اب اس کے باوجود اس کی انکوائری نہیں ہو رہی - مجھے یہ خدشہ ہے کہ ان لوگوں کو جن کا رقبہ زیر آب آیا ہے ان پر تاوان لگے گا -

مسٹر سپیکر - ملک صاحب آپ نے یہ فرمایا ہے کہ شگاف 27 اور 28 تاریخ کو پڑا اور 29 تاریخ کو بند ہوا ۔ اس کا مطلب یہ ہوا 28 تاریخ کو تمام دن پانی چلتا رہا اور 29 تاریخ کو پانی بند ہوا - اس کے بعد جیسا انہوں نے فرمایا اس کے مطابق ہی نقصان بھی ہو سکتا ہے - نقصان کا اندازہ زیادہ ہے - کیا اس کے متعلق آپ یہ یقین دہانی کرانا چاہیں گے کہ اس سلسلے میں مزید انکوائری کرائیں گے -

وزیر آبپاشی - جناب والا - جہاں تک تحریک التوا کا تعلق ہے موصوف نے اپنی تحریک میں فرمایا ہے کہ دو چکوک متاثر ہوئے ہیں - اور میں نے یہ عرض کی ہے 642 ایکڑ میں پانی بھرا ہے - جہاں تک انکوائری کا تعلق ہے میں انکوائری بھی کرانے کے لئے تیار ہوں -

سردار زادہ ظفر عباس - جناب والا - نہ صرف انکوائری کی جائے بلکہ جن لوگوں کا نقصان ہوا ہے - اس وقت ان کی فصل بھی موجود تھی ، ان کو معاوضہ بھی دیا جائے -

مسٹر سپیکر - بھروانہ صاحب اس بیان کے بعد آپ اس تحریک التوا پر زور دیتے ہیں -

مہر ظفراللہ بھروانہ - جناب والا - میں اس پر زور نہیں دونگا ، صرف اتنی عرض کرنی چاہتا ہوں کہ وزیر موصوف یہ فرما دیں کہ متاثرہ لوگوں کو کم از کم معاوضہ ضرور دیا جائے -

---

لاہور کارپوریشن کے ٹھیکیداروں کو بر وقت بلوں کی عدم ادائیگی سے شہر کے بیشتر ترقیاتی منصوبوں کی تعطل

مسٹر سپیکر ۔ سردار زادہ ظفر عباس یہ تحریک پیش کرنے اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت مورخہ 31 مئی ۱۹۷۷ء کے مطابق لاہور کارپوریشن کے ٹھیکیداروں کو بر وقت بلوں کی عدم ادائیگی ۔ نہ ہونے کی وجہ سے شہر کے بیشتر ترقیاتی منصوبے ایک بار پھر تعطل کا شکار ہو گئے ہیں ۔ لاہور میونسپل کارپوریشن کی کنٹریکٹرز ایسوسی ایشن نے اس تعطل کی وجہ یہ بتائی ہے کہ متعلقہ افسران بلوں پر دستخط نہیں کرتے ۔ چنانچہ کارپوریشن حکام کی اس خود ساختہ معطلی پالیسی کی وجہ سے شہر میں تعمیر و مرمت کے منصوبے بری طرح متاثر ہو رہے ہیں ۔ اس صورت حال سے لاہور کے عوام میں سخت غم و غصہ پایا جاتا ہے ۔

وزیر لوکل گورنمنٹ (میاں محمد افضل حیات) ۔ جناب والا ۔ روزنامہ نوائے وقت میں مورخہ 31 مئی ۱۹۷۷ء میں جو مالی بحران کے بارے میں جو خبر شائع ہوئی ہے ۔ وہ درست نہیں ہے ۔ لاہور کے ترقیاتی منصوبوں کے لئے مبلغ 6 کروڑ 92 لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی تھی ۔ اس رقم کو میزانیہ ثانیہ میں کارپوریشن کی مالی حالت کے پیش نظر کم کر کے مبلغ 6 کروڑ 40 لاکھ روپے کر دیا گیا ہے ۔ کارپوریشن کے ٹھیکیداروں کے بلوں کی ادائیگی باقاعدہ کی جا رہی ہے اور 31 مئی 1977ء تک مبلغ 6 کروڑ 32 لاکھ روپے کی ادائیگیاں کر دی گئی ہیں ۔ اور بقیہ رقم مبلغ 8 لاکھ روپے کی ادائیگیاں بھی ماہ رواں میں کر دی جائیں گی ۔ یہ بات بھی درست نہیں کہ لاہور شہر کے ترقیاتی کام رکے پڑے ہیں ۔ بلکہ اس سال میں زیادہ سے زیادہ منصوبے پایہ تکمیل کو پہنچے ہیں ۔ میاں یہ 3 کروڑ بھی کوئی دیکھ بھال نہیں ہے اس سے ملحق ہو گا کہ آج تک اتنے منصوبے لاہور شہر کی تاریخ میں کبھی پایہ تکمیل کو نہیں پہنچ پائے ۔ اس ضمن میں اس بات کا ذکر کرنا بھی بے جا نہ ہو گا کہ [illegible] میں اختصار دینے سے ایک [illegible]

عرضداشت بنام ایڈمنسٹریٹو لاہور میونسپل کارپوریشن میں یہ بھی کہا تھا کہ کارپوریشن نے جو تبدیلیاں مختلف محکمہ جات میں کی ہیں وہ نہ کی جائیں۔ حالانکہ یہ تبدیلیاں عظیم مفاد عامہ میں کی گئی تھیں ۔ اور ٹھیکیداروں کو یہ حق نہیں پہنچتا ہے کہ وہ انتظامیہ کو تطہیر کے عمل سے روکیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ سردار زادہ صاحب وزیر موصوف کے اس وضاحتی بیان کے پیش نظر آپ کے پاس مزید کوئی ثبوت موجود ہے ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ اس وقت تردید کی سمجھ نہیں آتی ۔ جب اخبار میں خبر آتی ہے اگر حکومت کی طرف سے مناسب وقت پر اس کی تردید ہو جائے تو صحیح واقعات کا بھی پتہ چل جاتا ہے ۔ یہ ان کی طرف سے تساہل ہے اور جان بوجھ کر تساہل برتا گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ کیوں کہ تحریک التوا کار کے واقعات کے متعلق حکومت کی طرف سے تردید کی گئی ہے ، اس لئے یہ تحریک التوا خلاف ضابطہ قرار دی جاتی ہے ۔

لاہور کی فوجداری اور سول عدالتوں کے باہر پینے کے پانی کا بندوبست نہ ہونا

مسٹر سپیکر ۔ سردار زادہ ظفر عباس یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ مشرق مورخہ 30 مئی 1977ء کے مطابق لاہور کی فوجداری عدالتوں اور سول عدالتوں کے باہر پینے کا پانی نہ ملنے کی وجہ سے لوگوں کو سخت مشکل کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور خصوصاً گرمی کے دنوں میں پینے کا پانی نہ ملنے کی وجہ سے عدالتوں میں آنے والے لوگ قیمتی مشروبات سے پیاس بجھانے پر مجبور ہو جاتے ہیں اس صورت حال سے عوام میں سخت اضطراب اور بے چینی پائی جاتی ہے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب والا ۔ اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ یہ کہنا کہ پینے کا پانی ڈسٹرکٹ عدالتوں میں یا سول عدالتوں میں دستیاب

نہیں ، صحیح نہیں ہے ۔ ڈسٹرکٹ عدالتوں میں دو سبیلیں لگی ہوئی ہیں ، جس کا اہتمام حکومت نے کیا ہے ۔ تیسری سبیل لگانے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔ ان دو سبیلوں سے لوگ پانی پیتے ہیں ۔ اس طرح سول عدالتوں میں بھی پانی کا نل لگا ہوا ہے ، جس میں چوبیس گھنٹے پانی آتا رہتا ہے ۔ پانی کی دستیابی خاص طور پر گرمیوں میں سارے ملک میں ایک مسئلہ پیدا کر دیتی ہے ۔ ان شاءاللہ ملک ہونے کی وہ تمام علامتیں جو سارے ملک میں موجود ہیں وہ ہماری ڈسٹرکٹ عدالتوں کے premises میں بھی موجود ہوتی ہیں ۔ اور سول عدالتوں کے premises میں بھی موجود ہوتی ہیں ۔ میں اس سلسلے میں کوشش کر رہا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ بہت جلد اس گرمی کے ہی موسم میں اس سے زیادہ وافر تعداد میں اور زیادہ آسان طریقے سے لوگوں کو پانی دستیاب ہو سکے گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ کیا آپ اس تحریک پر زور دیتے ہیں ؟

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ میری طرف سے اتنی گزارش ہے کہ گرمیوں کا موسم پانچ ، چھ مہینے رہے گا ۔ میں فاضل وزیر قانون سے یہ عرض کرونگا کہ اس کام کو جلد از جلد مکمل کروانے کی کوشش کریں ۔ تاکہ پانی کا مسئلہ حل ہو سکے ، کیوں کہ وہاں پر تمام انسانوں کو بڑی مشکل درپیش ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ شیخ صاحب ، آپ جون کے مہینے میں ہی کوشش فرمائیں ۔

Minister for Law. I assure the learned Leader of Opposition that it will be expedited.

مسٹر سپیکر ۔ اس تحریک پر زور نہیں دیا گیا ۔

قومی اتحاد کے نظر بند راہنماؤں والی جیلوں میں بجلی اور پانی کا بند کر دیا جانا

مسٹر سپیکر ۔ سردار زادہ ظفر عباس یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو

زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ لوائے وقت مورخہ 2 جون 1977ء کے مطابق تحریک استقلال کے قائم مقام سینئر نائب صدر میاں خورشید محمود قصوری نے اس اندوہناک صورت حال کا انکشاف کیا ہے کہ جن جیلوں میں قومی اتحاد کے رہنما نظر بند ہیں ، خصوصاً کوٹ لکھپت ، ساہیوال اور لائلپور کی جیلوں میں وہاں بجلی اور پانی بند کر دیا گیا ہے ۔ سیاسی رہنماؤں کے ساتھ اس قسم کے ذلت آمیز سلوک سے عوام اور سیاسی و مذہبی حلقوں میں شدید اضطراب کا اظہار کیا جا رہا ہے ۔

وزیر جیل خانہ جات (مسٹر محمد خالد ملک) ۔ جناب والا ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں کیونکہ یہ غلط ہے کہ کوٹ لکھپت ساہیوال اور لائل پور کی جیلوں میں بجلی اور پانی ۔ سیاسی رہنماؤں کو تکلیف دینے یا انتقامی کارروائی کی بنا پر بند کیا گیا حالانکہ بجلی اور پانی بند ہونے کی شکایات شہروں میں بھی پیدا ہوتی رہتی ہے اور جن کا ذکر اخبارات میں بھی آتا رہتا ہے ۔ جیلوں میں بھی بجلی اور پانی کا انتظام وہی ادارے کرتے ہیں جو شہروں میں کرتے ہیں ۔ اس لئے جب شہر میں بجلی اور پانی بند ہوگا تو جیلوں میں بھی بجلی اور پانی بند ہوگا ۔ پھر بھی جیلوں میں پانی کے لئے ہینڈ پمپ اور بجلی کے لئے متبادل گیس لیمپ ضرورت کے وقت کام میں لائے جاتے ہیں اس لئے شکایت زیر بحث کے غلط ہونے کا اندیشہ ہو سکتا ہے ۔ اس کے علاوہ جیسے میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ دو سینئر افسروں پر مشتمل جیلوں کے لئے ایک معائنہ ٹیم بنائی گئی ہے جو کہ ہر جیل میں بغرض معائنہ جاتی ہے اور جس کی شکایت ملنے پر محکمہ فوراً اس کا ازالہ کر دیتا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سردار زادہ صاحب ۔ آپ کو معلوم ہے کہ قواعد کے مطابق آپ کو یہ ظاہر کرنا ہوتا ہے کہ یہ ایک خاص واقعہ ہے ۔ single specific matter اس کا اردو ترجمہ ہوگا ایک خاص اور خصوصی واقعہ ۔ ایک واقعہ کے متعلق آپ اپنی تحریک التوا میں نشاندھی کر سکتے ہیں ۔ اس میں تین جیلوں کے متعلق فرمایا گیا ۔ اس میں تاریخ کا ذکر نہیں کیا گیا ۔

اس کے متعلق آپ فرمائیں کہ آپ نے جو الزامات اس تحریک التوا کار میں لگائے ہیں وہ عمومی نوعیت کے تو نہیں ہیں ۔

سردارزادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ ایک بڑے سینئر فاضل وکیل اور تحریک استقلال کے ایک بہت بڑے لیڈر نے اپنے بیان میں یہ الفاظ دھرائے ہیں اور انہوں نے حکومت پر یہ الزام لگایا ہے ۔ جناب والا ۔ چاہیے تو یہ تھا کہ اب جیسے یہ فرما رہے ہیں کہ معائنہ ٹیم مقرر کی گئی ہے جو جیلوں کی چیکنگ کرتی ہے تو کیا معائنہ ٹیم کی رپورٹ اس واقعہ کے متعلق بھی ہے جو قصوری صاحب نے الزامات لگائے ہیں ۔ اگر کوئی سپیشل رپورٹ ہے تو پیش کر دیں ۔

وزیر جیل خانہ جات ۔ جناب والا ۔ جہاں تک معائنہ ٹیم کا تعلق ہے میرے نوٹس میں ایسا کوئی واقعہ نہیں آیا ۔ اگر میرے نوٹس میں کوئی واقعہ آتا تو اس کا فوراً ازالہ کیا جاتا ۔

سردارزادہ ظفر عباس ۔ کیا آپ اخبار بھی نہیں پڑھتے ؟ اخبار میں تو یہ بڑی واضح سرخی ہے ۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ اس کے متعلق آپ کو کچھ نہ کچھ ڈ۔ارک کرنا چاہیے تھا کوئی بیان دیتے ۔ کچھ اس کا contradiction کرنا چاہیے تھا ۔ بہرحال کچھ تو ایسا قدم اٹھانا چاہیے جس سے یہ شکایت دور ہو جائے ۔ ایک چیز اخبار میں آئی ہے اور آپ اس پر بالکل خاموش ہو جاتے ہیں ۔

ایک آواز ۔ یہ کس اخبار کی خبر ہے ؟

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ میں نے یہ خبر مشرق کے حوالے سے دی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ چونکہ اس تحریک التوا میں نہ یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ پانی کس وقت بند کیا گیا کس تاریخ کو بند کیا گیا ۔ اس کے علاوہ کوٹ لکھپت ۔ ساہیوال اور لائل پور تینوں جیلوں کے متعلق ذکر کیا گیا ہے ۔ اس لئے یہ تحریک التوا کار کسی ایک مخصوص واقعہ کے متعلق نہیں ہے ۔ اس لئے فاضل وزیر جیل خانہ جات نے ان تمام الزامات کی جو کہ اس

تحریک التوا کار میں بیان کئے گئے ہیں تردید کی ہے۔ اور فاضل محرک کے پاس ایسا کوئی ثبوت موجود نہیں ہے ماسوائے ایک اخباری بیان کے جس سے وزیر صاحب کے وضاحتی بیان کی تردید ہو سکے ۔ اس لئے یہ تحریک التواکار خلاف ضابطہ قرار دی جاتی ہے ۔

قومی اتحاد کے راھنما مولانا احمد علی قصوری کی دوکان واقع شاد باغ کو پیپلز پارٹی کے کارکنوں کا لوٹنا ۔

مسٹر سپیکر۔ سردارزادہ ظفر عباس یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ نوائے وقت مورخہ 16 اپریل 1977ء کی اطلاع کے مطابق قومی اتحاد کے رہنما مولانا احمد علی قصوری کی دکان واقع شاد باغ کو پیپلز پارٹی کے کارکنوں نے لوٹ لیا ۔ مولانا احمد علی قصوری پولیس کو ہر وقت آگاہ کیا تھا اور تحفظ کے لئے درخواست بھی گزارش تھی کہ پیپلز پارٹی کے کارکنوں نے انہیں یہ دھمکی دی تھی کہ وہ ان کی دکان لوٹ لیں گے لیکن پولیس نے دیدہ دانستہ ان کو تحفظ دینے سے گریز کیا اور بعد ازاں ملزموں کے خلاف کوئی کارروائی بھی نہ کی ۔ اس واقعہ سے اس امر کا واضح ثبوت ملتا ہے کہ امن عامہ کی ذمہ دار پولیس جانبداری سے کام لیتے ہوئے پیپلز پارٹی کے مخالفین کو تحفظ دینا اپنا فرض نہیں سمجھتی ۔ اس صورت حال سے عوام میں سخت اضطراب اور بے چینی پیدا ہوگئی ہے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ اپوزڈ ۔ جناب والا ۔ اس خبر میں اور اس کے نتیجہ کے طور پر تحریک التوائے کار میں حقائق صحیح طور پیش نہیں کئے گئے ۔ مولانا احمد علی قصوری نے واقعہ سے پہلے کبھی بھی پولیس کو نہ کسی اندیشے سے آگاہ کیا نہ اس قسم کی کوئی اطلاع دی ہے کہ انہیں اس قسم کے کسی خطرے کا اندیشہ ہے ورنہ پولیس اور انتظامیہ بڑی مستعدی سے اس بات کا اہتمام کرتی کہ اس قسم کا کوئی واقعہ نہ ہو سکے ۔ جناب والا ۔ حقائق یوں ہیں کہ 15 اپریل 1977ء کو ایک صاحب نے پولیس

ولد احمد دین سلیمی جو کہ اکرم پارک شاد باغ لاہور کے رہنے والے ہیں انہوں نے تھانہ مصری شاہ میں ایک رپورٹ درج کرائی تھی کہ 15 یا 20 نامعلوم افراد ڈنڈوں سے مسلح ہو کر مولانا احمد علی قصوری کی دکان فردوس جنرل سٹور واقع گول گراؤنڈ شاد باغ پر آئے۔ انہوں نے تالا توڑا اور کچھ سامان باہر پھینک دیا اور کچھ سامان اٹھا کر لے گئے۔ چنانچہ اس رپورٹ کے ملتے ہی پولیس نے فوراً مقدمہ نمبر 233 زیر دفعہ 149، 148، 436، 440، 380، 494 تعزیرات پاکستان درج کر لیا اور فوراً اس پر کارروائی بھی شروع ہو گئی لیکن چونکہ رپورٹ میں کسی شخص کو نامزد نہیں کیا گیا تھا نہ اس امر کی وضاحت کی گئی تھی کہ جس سے ایسے اشخاص کو locate کیا جا سکتا۔ تو ملزمان کا پتہ نہ چل سکا۔ اس کے چند دن بعد۔۔۔

مسٹر سپیکر۔ شیخ صاحب کیا یہ رپورٹ مولانا احمد علی نے خود دی تھی؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ نہیں جناب۔ ایک اور صاحب نے ان کی طرف سے رپورٹ دی تھی اس کا نام محمد یونس ہے جسکا ذکر میں پہلے کر چکا ہوں۔

مسٹر سپیکر۔ کیا وہ ان کے عزیز تھے؟

سردارزادہ ظفر عباس۔ جناب والا۔ وہ ان کے صاحبزادے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب والا۔ ان کے صاحبزادے ہیں یا بھتیجے ہیں مگر میں اپنے طور پر نہیں کہہ سکتا کہ وہ ان کے عزیز ہیں یا بھتیجے ہیں یا ان کے صاحبزادے ہیں۔ جناب والا۔ میں عرض کر رہا تھا کہ اس کارروائی کے چند دن بعد غالباً پانچواں دن مولانا صاحب نے خود بھی ایک رپورٹ درج کروائی جس میں کچھ لوگوں کو نامزد بھی کیا گیا لیکن جیسے کہ یہ ایک واقعہ ہے کہ یہ نامزدگی وقوعہ کے پانچ دن بعد کی گئی۔ پولیس اس معاملے میں تفتیش کر رہی ہے اور اس میں بالکل جانبداری کا مظاہرہ نہیں ہے۔ جب بھی پولیس کسی نتیجہ پر پہنچتی ہے اور اس کو یہ اطمینان ہو جاتا ہے کہ جن لوگوں کو دوسری رپورٹ میں نامزد کیا گیا ہے اور انہوں نے واقعی اس واقعہ میں حصہ لیا ہے تو قانونی طور پر [illegible]

کارروائی ہوگی ۔ جہاں تک اس اندیشے کا ذکر کیا گیا ہے کہ پولیس جانبداری سے کام لے رہی ہے اور حزب اختلاف کے رہنماؤں یا ان کی جائیداد کی حفاظت نہیں کر رہی ہوتی تو میں بڑے واضح طور پر اس بات کا اعلان کر دینا چاہتا ہوں کہ اگر ایسا ہوتا تو پھر لاہور کا نقشہ شائد مختلف ہو سکتا تھا ۔ بالعموم لاہور شہر میں پاکستان پیپلز پارٹی کے رہنماؤں کے گھروں پر پاکستان پیپلز پارٹی کے دفاتر پر پاکستان پیپلز پارٹی کے کارکنوں پر ایک نہیں درجنوں ایسے بہت زیادہ حملے ہوئے ہیں۔ اور پاکستان پیپلز پارٹی اس تمام دہشت زندگی کے باوجود آج پاکستان میں اور خاص طور پر لاہور شہر میں بہت بڑی اکثریت کی حامل ہے۔ لاہور کی بہت بڑی آبادی پاکستان پیپلز پارٹی کے ساتھ ہے اگر پاکستان پیپلز پارٹی نے کوئی ایسا کام جان بوجھ کر کرنا ہوتا یا حکومت نے کسی منصوبہ بندی کے تحت کرانا ہوتا تو ہوسکتا تھا لاہور کا نقشہ بالکل مختلف ہوتا وہ لوگ جو منڈیوں میں لاکھوں روپے کا کاروبار کرتے ہیں مارکیٹ میں دوکانیں کرتے ہیں انار کلی جیسے بازار میں جہاں شیشہ ہے برانڈرتھ روڈ کا بازار جہاں سب کچھ ہو سکتا ہے وہاں اگر ایک دوکان نہ لوٹی گئی ہو ۔ اکبری منڈی کی کوئی دوکان نہ جلی ہو ۔ برانڈرتھ روڈ میں چار پیسے کا نقصان نہ ہوا ہو تو یہ اس بات کی نشاندھی نہ ہوا ہو تو یہ اس بات کی نشاندھی کرتا ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی تشدد پر یقین نہیں رکھتی ۔ اپنے دشمنوں کو نقصان پہنچانے پر یقین نہیں رکھتی وہ اس ملک میں امن پیدا کرنا چاہتی ہے اس ملک میں امن کی فضا پیدا کرنا چاہتی ہے ۔ اگر شکایت ہے تو پاکستان پیپلز پارٹی کو ہے جس کے سنیما جلائے گئے ۔ دفتروں پر حملے کئے گئے گھروں کے اندر سے جلی ہوئی ماؤں بیٹیوں کو نکالا گیا ۔ اس لئے میں مودبانہ درخواست کروں گا کہ اس تحریک التوائے کار کو مسترد فرمایا جائے ۔ کیونکہ پاکستان پیپلز پارٹی نے ایسی کوئی کارروائی نہیں کی ہے اور نہ ہی حکومت نے کوئی جانبداری کا مظاہرہ کیا ہے ۔ یہ انفرادی واقعات ہو سکتے ہیں اور انفرادی واقعات میں لا اینڈ آرڈر کی عام سی صورت ہے قتل ہوتے ہیں چوری کی وارداتیں ہوتی ہیں اغوا ہوتا ہے ڈاکے پڑتے ہیں لوگ لوٹے جاتے ہیں یہ روز مرہ کی زندگی

میں اس قسم کے واقعات ہوتے رہتے ہیں - اس قسم کے واقعات تحریک التوائے کار کا موجب نہیں بن سکتے -

مسٹر سپیکر - فاضل وزیر قانون کی تقریر کے بعد آپ کچھ چاہتے ہیں -

سردار زادہ ظفر عباس - جناب والا - یہ تحریک التوائے کار ہے مگر فاضل وزیر قانون نے شاید یہ سمجھا ہے کہ وہ کسی سیاسی سٹیج سے اس کے متعلق تقریر کر رہے ہیں لیکن انہوں نے تو اس کا جواب دینا تھا ایک حقیقت کو انہوں نے تسلیم کر لیا ہے کہ ان کے صاحبزادے نے پہلی رپورٹ دی اس کے بعد خود انہوں نے رپورٹ دی ہے - لیکن آج تک میری اطلاع کے مطابق ان کو کسی تھانے میں نہیں بلایا گیا ہے نامزد افراد کی تفتیش تو الگ رہی ان کو کسی نے یہ زحمت نہ دی کہ وہ کسی تھانے میں حاضر ہوں اور یہ اس چیز کا بین ثبوت ہے پھر وزیر قانون نے ارشاد فرمایا ہے کہ وہ چاہتے تو سب کچھ کر سکتے تھے - وہ ٹھیک ہے وہ سب کچھ کر سکتے ہیں آج انہیں یہ بات کہنا پڑی مجھے ان کی اس بات پر ایک شعر یاد آیا ہے

اے شمع تیری عمر طبعی ہے ایک رات
ھنس کر گزار یا اسے رو کر گزار دے

اب مذاکرات ہو رہے ہیں اس موقعے پر یہ کہنا کہ ہم یہ کر سکتے تھے وہ کر سکتے تھے خدا جانے کیا ہوگا مذاکرات کے بعد کیا ہوگا - ایسی ڈینگیں نہیں مارنا چاہئے یہ بہت اہم معاملہ ہے - اس پر بحث کے لئے ایوان کی کارروائی ملتوی کی جائے - اس کا ثبوت یہ ہے کہ دو ایف آئی آر درج کرائی گئی ہیں لیکن آج تک ان پر کوئی کارروائی نہیں کی گئی ہے -

وزیر خزانہ - جناب والا - میں درخواست کرونگا کہ ڈینگیں مارنا غیر پارلیمانی ہے -

سردار زادہ ظفر عباس - میں ان الفاظ کو واپس لیتا ہوں -

وزیر خزانہ - فاضل قائد حزب اختلاف کے ساتھ ہم اس قسم کی پرخاش نہیں رکھتے جس قسم کا جواب انہوں نے دیا ہے اس قسم کے جوابات

ہم بھی دے سکتے ہیں لیکن اس سے ایوان میں تلخی ہوگی ۔ میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ وہ جواب دیتے وقت احتیاط کیا کریں اور پارلیمانی الفاظ کا استعمال کیا کریں ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک التوائے کار میں جس واقعہ کا ذکر ہے وہ انفرادی واقعہ ہے اور عام قانون کے تحت اس معاملہ میں پہلے یہ قدم اٹھایا جا چکا ہے اس لئے یہ تحریک التوائے کار بخلاف ضابطہ قرار دی جاتی ہے ۔ لمحہ گھنٹہ گزر چکا ہے ۔ بقیہ تحریک التوائے کار پر کل غور ہوگا ۔

مسودات قانون

مسودہ قانون (خاتمہ) مالیہ اراضی پنجاب مصدرہ 1977
(ہنگامی قانون نمبر 3 بابت 1977)

مسٹر سپیکر ۔ اب ہم پنجاب لینڈ ریونیو آرڈیننس 1977 کی تیسری خواندگی شروع کرتے ہیں جو کل پیش کیا گیا تھا ۔ چوھدری بدرالدین ۔

چوھدری بدرالدین ۔ در اصل یہ وہ وعدہ ہے جو قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو نے پسے ہوئے طبقات سے کیا تھا ۔ جناب والا ۔ اس قانون کے پیش کرنے کی ضرورت اس لئے محسوس کی گئی کہ پاکستان پیپلز پارٹی نے ان طبقات کی ترجمانی کی تھی ۔ اس نے اس پارٹی کو ان ہی طبقات نے عزت بخشی ہے ۔ اس لئے آج اس ملک میں وہ طبقات جو اپنی چودھراہٹ قائم کرنا چاہتے تھے وہ لوگ مزدوروں کسانوں کا استحصال کرتے رہے جس کی وجہ سے ذوالفقار علی بھٹو کو ان کے سامنے صف آرا ہونا پڑا ۔ جناب والا ۔ قائد حزب اختلاف اس بل کی اس لئے مخالفت کرتے ہیں کہ وہ در اصل ان طبقات کی ترجمانی کرتے ہیں ۔ جو اس ملک کی لوٹ کھسوٹ کرتے رہے ہیں ۔ یہ لوگ قائد عوام کا راستہ روکنا چاہتے ہیں ۔ تا کہ وہ غریبوں کی حمایت نہ کر سکیں ۔ جناب والا ۔ اس قانون میں دوسری بات یہ واضح کی گئی ہے کہ اس سے پہلے شہری اور دیہاتی لوگوں کے درمیان تفاوت موجود تھا ۔ شہری لوگ بخصوص آمدنی کے بعد ٹیکس کے ذمہ دار ہوتے تھے لیکن ان پر

لیکن لگتا تھا آج سے پہلے جو صورت حال رہی تھی یہ زمیندار اور وڈیرے جتنی چاہتے اتنی آمدنی ان زمینوں سے حاصل کرتے تھے ۔ لیکن ان پر کوئی روک نہیں تھی لیکن شہروں میں رہنے والے تاجر صنعت کار اور سرکاری ملازمین کو ایک مخصوص آمدن کے بعد اپنی کمائی میں سے ٹیکس دینا پڑتا تھا ۔ اور ان کو یہ ٹیکس ادا کرنا پڑتا تھا پہلی دفعہ اس ملک میں قانون رائج کرکے دیہاتیوں اور شہریوں کے درمیان تضاوت اور تفریق کو ختم کیا گیا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں یہ قانون اس اس کی جانب ایک قدم ہے جو قائد عوام نے اس ملک کے عوام کے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ میں مساوات محمدی کا نظام اس ملک میں رائج کرنا چاہتا ہوں میں ان الفاظ کے ساتھ اس بل کی پرزور حمایت کرتا ہوں ۔ شکریہ ۔

Mr. Irshad Muhamm d Khan. In fact the introduction of the Punjab Land Revenue (abolitin) Bill is the biggest feather in the cap of this august House after the land revenue came in force in this country after the Moghals came into rule this country. The first two Moghal Emperors imposed land reuenue through non-legisative means. In Akbar-i-Azam's time they gave the land revenue collection a pratical shape. The first introduction and realisation of the land revenue was started in the sub-continent in Akbar-i-Azam's time. In the famous book on the subjact "Ftawa-i-Alamgiri" it is written that they colleced the land revenue as a matter of right. This assumed the statutory position. Subsequent to Akbar-i-Azam all the Moughal Emperors continued to charge and collect land revenue but in a very nominal shape (not the one at present). Subsequent to that Sir, came the Sikhs Ranjit Singh also continucd collection land revenue statutory form as obtained in the earlier days. Subsequnet to that Sir, various came. East India Company also continued the same practic till finally the British rules stopped it. They introduced laws in the country on the premises of "FATAWA-I-ALAMIGIR". As I have submitted they further gave an enactment and the Punjab Land Revenue are came into force. This system of realization of land revenue was imposed in the whol of India, Burma, and

Sri Lanka. When the Punjab Land Revenue Act was enacted it was concluded in the shape of settlement chapter in the oforesaid Act in which it was provided that the land revenue being charged by the State as a matter of prerogative shall be realised from the subjects irrespective of the holding but subject to some differnt scale of realization. In this matter the assessment of land revenue wast first started in the year 1896 and they increased the land revenue on the basis of productivity of the land. I remember, in Lyallpur the last settlement was made by Mr. Kirpalani in the year 1934-35. The land revenue was further increased. The State was claiming this realization from land as a matter for augmenting its sources of finance and for running the administration. but my learned Leader of the Opposition was under some misconception yesterday in naming tnat "Abiana" has not been remitted. He lost sight of the fact that there is a difference between tax and cess. Tax is charged by the government without rendering any service as a matter of prerogative, but cess of Abiana is something for something. He dilated upon the matter that the Abiana should have also been remitted, but Abiana is a sort of commercial institution of the canal department. The water supply is regulated by the water rates and only charged for those fields to which the water is supplied. So differentiating between the cess and the tax there is a wide line of differentiation which I think the honourable Leader of the Opposition has lost sight of. So this tax was being charged by the State as a matter of right irrespective of the holding but subject to different fluctuations in the land revenue. In Lyallpur; the land is most productive. The land revenue per acre varies from settlement circle to settlement circle from Rs. 6 or 7 per acre. But in different cases the settlement has a non fluctuating assessment—I mean tae fixed assessment, as Sir, in the non perennial areas where the land revenue is fixed. With the variations in the holdings the revenues increase and decreases. For that matter the point raised by the learned Leader of the Opposition has no recourse at all. In fact this bill should have been supported by the opposition. This bill was moved to eliminate exploitation of the state towards the land owners and as I have

earlier stated exploitation of man by man. The bigger land lords were exploiting the smaller land owners, but Sir, in this instant case it was the State which was exploiting. Sir, I have placed the history of legislation right from 17th century till five years before when there was no voice at all, when no body could ever conceive that such a land revenue system would be abolished because the State depends on its own finances in various sectors So by the introd ıction of this bill the exploitation of small land owners by the State has been eliminated There is no such instance in the history of legislation throughout the sub continent. Now; if you permit me Sir, I would like cite some instance in this regard. In India the trend of land revenue is still towards increase. In Madiyah Pradesh they have furthnr raised it. The Indian Government which is a much bigger democratic country is still raising the land revenue, except in the United Provines. No country in the world can ever think of reducing its financial obligations by relieving burden from the zamindars. In the instant case our government promsed in 1970 that they would give relief to the down-trodden zamindars who had been rolling under the yoke of imperialism. For that matter Quaid-i-Awam Zulfikar Ali Bhutto redeemed another pledge by giving the small land owners relief upto 25 acres. This has cost the exchequer about about six crores of rupees. It is not an easy thing for a country which is facing so many financial problemes and so many other difficulties as are being created by the opposition in this country. We are suffering from so many handicaps. So, for this matter and as was urged by the Leader of the Opposition and some of our friends from the treasury benches also that the Income-tax Act relating to the agricultural income should also be repealed, my learned brothers in the House lost sight of the fact that the Constitution prohibits discussion of a federal legislation in the central list which is to be exclusively conducted by them. The imposition of agricultural income-tax through out the country being a federal subject we cannot discuss it here. We may be in a position to move a resolution forward to the Federal Government for considering any suggestion, but much stress was laid in the House todav and

yesterday also that the Agricultural during Income tax Act should not have been in the hands of the people owning more land. To augment the sources and to regain the loss of seven or six crores of rupees some thing had to be done by the Government So discussing that matter has absolutely no relevancy and no relationship with the present Bill. The statement of objects and reasons and various other Clauses of the Bill state and contemplate that on upto 25 acres irrigated and 50 acres unirrigated land there will be no levy Discussion of Agricultural income tax in this context has no relevancy and I think under Article 43 of the Constitution the Federal legislation cannot be discussed in the Provincial legislature. They are over-riding the powers and our Assembly and much time was wasted yesterday over this matter. So harping on one fact that agricultural income tax should not be increased does not become fruitful. This was not included in the Bill. They should just have said whether they want abolition of the said tax or they want it to continue, because there is no other matter in the statement of objects and reasons. The party manifesto contained this. The Bill gives relief to the down trodden people in the rural areas and urban areas wherever the contingency arises. So this Bill, as it stands as earlier submitted, is the greatest feather in the cap of this august House which will have the honour to repeal a legislation which had vicious circle and inwhich the small landowner who were otherwise not economically viable but were suffering under the yoke of this additional taxation. For the matter the percentage, given in the House, of the land owner was not correct. There is no Wadera. No body owns more than 8 thousand produce index units which in Lyallpur comes to about four squares and in other districts is likely to be more according to the produce index units. I think the exact figures can be obtained from the honourable Minister for Revenue but I am positive so far as Lyallpur is concerned that they may not be even five per cent they could be slightly less. Now I would like to submit that the objectives of the Abiana was not a matter to be discussed. The Bill gives relief to teeming millions ; not one million but the millions of people throughout the Province

who will feel some sigh of relief from the yoke which was the legacy of British Imperialism and the Mughal Government and even the 25 years' life of this country. The Leader of Opposition has stated about its disadvantages but he has not sub-stantiated his criticism by any reason and has intermingled the abolition of land revenue with Agricultural Income tax. My learned Leader of Opposition is probably aware that Abiana is levied on lands irrigated by the canals. It is a cess. Under the Land Revenue Act it is the State prerogative. He has tried to bring in incom-tax which was not relevant in this context. I think this Government and this august House require to be fully compensated by giving them full honours having moved a Bill which has terminated the legacy of hundreds of years by giving relief to the oppressed.

مرزا محمد اکرم بیگ (پنجاب) ۔ جناب سپیکر ۔ میری ایک گذارش ہے کہ ہمارے ایک دوست جو انگریزی میں بول رہے تھے ۔ اگر انہیں اردو بولنی آتی ہو تو براہ کرام اردو میں بولیں ۔ کیونکہ ہم انگریزی زبان سے نفرت کرتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں یہ گذارش کروں گا مرزا صاحب ، کہ آپ بھی اردو میں تقریر فرما سکتے ہیں ۔ زیادہ بہتر ہو کہ اگر آپ بھی اردو زبان استعمال کریں ۔ مسٹر مسعود زاہدی ۔

میاں مسعود زاہدی ۔ جناب والا ۔ میں اپنی مادری زبان میں عرض کروں گا ۔ دراصل موضوع زیر بحث پر دو تین نکتہ ہائے نظر سے زیادہ بحث کی گئی ہے ۔ اول تو جیسا کہ اس ایوان میں معزز اراکین نے فرمایا ہے ۔ قرآن کا منشاء زمین کے متعلق بالکل واضح ہے ۔ اور وہ فتویٰ یہ ہے کہ زمین اللہ کی ملکیت ہے ۔ اس مسئلہ پر علی مرتضیٰ نے مالک بن اشتر کے نام ایک خط لکھا تھا ۔ اور اس پر تفصیل سے بحث کی گئی ہے اور انہوں نے واضح ہدایت کی تھی کہ زمین اللہ کی ملکیت ہے اور جو اس پر کام کرتا ہے یعنی اس پر ہل چلاتا ہے اور فصل بوتا ہے اس زمین پر اس کا حق فائق ہے ۔ عشر یا عاصل حاصل کرنے کے لئے حکومت آئینی وقت اس سے مالگزاری لے سکتی ہے ۔ جہاں تک زمیندار اور کسان کا تعلق ہے ۔ اس مسئلے پر بھی

ہمارے فقہا اور علماء کا بڑا اجتماع ہوا اور حضرت اورنگ زیب عالم گیر کے زمانے میں تین چار دن کی بڑی طویل بحث کے بعد یہ تسلیم کیا گیا کہ واقعی کوئی مسلمان زمیندار کسی مزارع سے کوئی حصہ بٹائی لینے کا اہل نہیں ہے۔ یہ آپ کے علماء اور فقہا کا عالم گیر کو مشورہ تھا۔ اس کے بعد انہوں نے کہا کہ پھر ہماری شرعی حیثیت کیا رہ جاتی ہے۔ علماء کے ایک گروہ نے واضح کیا کہ چونکہ ہندوستان دارالحرب ہے۔ اس لئے زمیندار کسان سے بٹائی لے سکتا ہے۔ لہذا یہ جو کہا جاتا ہے کہ جناب۔ پچاس فی صد ہم دے دیتے ہیں اور بڑا تیر مارتے ہیں۔ یہ کوئی تیر مارنے والی بات نہیں ہے جو کسان محنت کرتا ہے۔ رات کے اندھیروں میں۔ گرمی کی شدت میں۔ سردی کی شدت میں۔ پانی میں اور برے حال میں وہ رہتا ہے۔ واقعی وہ محنت کرتا ہے اس لئے واقعی حق بھی اس کا بنتا ہے اور جو گھر بیٹھے محض ملکیت کی بنا پر پچاس فی صد لے رہے ہیں۔ وہ اللہ کا شکر ادا کریں اور اس غریب کو دعائیں دیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔ لیکن اس مسئلے میں ایک الجھاؤ اور ہوگیا۔ زیر نظر معاملہ تو یہ ہے کہ کیا مالیہ ختم کر دیا جائے؟ اس میں چھوٹے زمینداروں کو بھی خوش ہونا چاہیے اور بڑوں کو بھی۔ مالیہ جو ختم ہو رہا ہے۔ اس کی کسی کو بھی ادائیگی نہیں کرنی پڑے گی۔ خواہ چھوٹا ہو۔ یا بڑا ہو۔ یا درمیانہ ہو۔ یا منجھلا ہو اور اس فیصلے کا تو سب کو خیر مقدم کرنا چاہیے تھا۔ لیکن ان کے تحت الشعور میں یہ بات اچھی طرح سے واضح ہو چکی ہے کہ اس مالیہ کو ختم کرنے کے بعد غالباً زرعی انکم ٹیکس کے پنجے میں ان کی گرفت آسانی سے ہو جائے گی۔ اور اسی وجہ سے مسئلہ زیر بحث پر بحث کم کی گئی ہے اور زرعی انکم ٹیکس پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔ حالانکہ زرعی انکم ٹیکس ایک مرکزی قانون ہے اور اس پر ہم صرف غور و فکر کر سکتے ہیں۔ بحث و تمحیص کر سکتے ہیں اور یہ معزز ایوان اپنی سفارشات بھی مرکزی حکومت کو بھیج سکتا ہے۔ لیکن جہاں تک فیڈرل لیجسلیشن کا تعلق ہے۔ اس میں ترمیم و تنسیخ کا اس معزز ایوان کو کوئی اختیار نہیں۔ اس کے باوجود ہم مستقبلاً زرعی انکم ٹیکس کے متعلق اپنی اپنی گذارشات پیش کر رہے ہیں اور صحیح طور پر اس لئے کہ وہ جانتے ہیں کہ مالیہ ختم

کر دیا گیا تو چھوٹے ۔ منجھلے ۔ بڑے زمیندار سب کے سب بری الذمہ ہو جائیں گے ۔ مستثنیٰ ہو جائیں گے لیکن کم سے کم تین گروہ زرعی انکم ٹیکس کی زد میں ضرور آ جائیں گے ۔ پہلے تو وہ ۔ مجھ جیسے ۔ آپ جیسے ۔ یعنی کہ وہ پیشہور لوگ ۔ وکیل ۔ ڈاکٹر ۔ دکاندار یا جو بزنس کرتے ہیں ۔ اور انکم ٹیکس بچانے کے لئے وہ کہتے ہیں کہ جناب ۔ ہماری تھوڑی سی زمین ہے ۔ تیس ہزار کی پھٹی میں نے وہاں سے بیچی اور یہاں میں نے کوٹھی بنائی اور میں نے کار خرید لی ۔ کیونکہ میری زمین ہے ۔ اصل میں زرعی انکم ٹیکس میں گرفت ان لوگوں کی ہوگی جو انکم ٹیکس بچاتے ہیں ۔ یہ کہہ کر کہ جناب زرعی اراضی میرے پاس موجود ہے اور ہم نے مکان کی تعمیر، کارخانے کا قیام یا اورکسی بزنس کا قیام وہاں سے پیسہ حاصل کر کے کیا ۔ اس لئے ہم پر انکم ٹیکس نہیں لگایا جا سکتا ۔ ہم لینڈ ریونیو دے چکے ہیں اس لئے ایک تو اس گروہ کی گرفت ہو سکتی ہے ۔ دوسرے یہ واقعہ ہے کہ بڑے زمینداروں کو بھی زرعی انکم ٹیکس کافی مہنگا پڑے گا اور یہ ضروری ہے ۔ اس لئے کہ اقتصادی نا ہمواری کو دور کرنے کے لئے اس قسم کے اقدام ہر ترقی پسند حکومت کو کرنے چاہئیں ۔ اور ہماری حکومت نے اسی لئے یہ قدم اٹھایا ہے ۔ اب وہ صورت نہیں رہی کہ بیلوں کی جوڑی سے آدمی کاشت کرتا رہے ۔ اب میکنائزڈ فارمنگ ہے اور تھوڑے قطعات اراضی پر بھی اگر میکنائزڈ فارمنگ ہو اور جدید ٹکنیکی طریقوں پر عمل کیا جائے تو زیادہ کاشت ہو سکتی ہے ۔ زیادہ پیداوار ہو سکتی ہے ۔ اس لئے بجائے اراضی پر ٹیکس لگانے یا مالیہ لگانے کے اب زرعی انکم ٹیکس لاگو ہوگا ۔ جو فصل پر ہوگا اور موجودہ طریقوں کے مطابق وہ اقتصادی نا ہمواری بھی ختم ہو جائے گی جو بڑے زمیندار ہیں اگر وہ جدید ٹکنیکی طریقے استعمال کر رہے ہیں ۔ میکنائزڈ فارمنگ کی وجہ سے ان کی آمدنی زیادہ ہو گئی ہے تو زرعی انکم ٹیکس دیں گے اور یہ بھی امر واقعہ ہے کہ چھوٹا زمیندار ۔ جو زمیندار نہیں ہے ۔ محض کسان ہے ۔ چھوٹے چھوٹے ان کے پاس قطعات اراضی ہیں وہ اس سے مستثنیٰ قرار دیئے جائیں گے ۔ اس صورت میں حکومت کو جو خسارہ مالیے کو ختم کرنے کے بعد نظر آ رہا ہے ۔ اصل میں وہ خسارہ نہیں ہے ۔ وہ ایک لحاظ سے تو فائدہ مند ہوگا ۔ لیکن یہاں پر میں آپ کی یاد دھانی،

کے لئے دھرانا چاھتا ہوں کہ اصل مسئلہ یہ ہے کہ آپ کو یہ فیصلہ کرنا ہے کہ کیا اراضیات سے مالیہ ختم کیا جائے ۔ یقیناً سب کی رائے یہ ہوگی ۔ چاہے بڑا زمیندار ہو یا چھوٹا ، کہ ختم کیا جائے ۔ فائدے کی صورت ہے اور بالخصوص اس صورت میں جب کہ زرعی انکم ٹیکس ایک فیڈرل لیجسلیشن کی حیثیت سے آپ پر عاید ہو چکا ہے ۔ اس کا طریقہ کار گو ابھی واضح نہیں ہوا ۔ لیکن وہ واضح ہو جائے گا ۔ اس میں ہمارا تعلق نہیں ہے ۔ اگر آپ کا فیصلہ بغرض بحث یہ ہو کہ یہ مالیہ بدستور ہم ادا کرتے رہیں گے ، چھوٹے زمیندار بھی ، درمیانے زمیندار بھی اور بڑے زمیندار بھی ، تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ یہ معزز ... اس بات کی سفارش کرے گا کہ ہم مالیہ بھی ادا کرتے رہیں گے اور زرعی انکم ٹیکس بھی ، جو مرکزی حکومت لگائے گی ۔ گویا کہ ہم دو بوجھوں کے نیچے دب جائیں گے ۔ اس لئے آپ کا یہ فیصلہ تو ہو ہی نہیں سکتا ۔ آپ کو محض رائے دینی ہے کہ یہ ختم کیا جائے یا ختم نہ کیا جائے ۔ خاتمے کی صورت میں ، یہ ختم ہو جائے گا ۔ اس کی ادائیگی آپ پر مطلق ضروری نہیں ہوگی ۔ اس کی ادائیگی آپ پر واجب نہیں ہوگی اور اگر آپ کا بغرض بحث یہ فیصلہ ہو ۔ ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker. Please address the Chair.

سید مسعود زاھدی ۔ کہ اس کو ختم نہ کیا جائے ۔ اسے بدستور جاری رکھا جائے تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ آپ کا فیصلہ یہ ہوگا ۔ جناب والا ، کہ مرکزی لیجسلیشن کے تحت جو زرعی انکم ٹیکس ہم پر عاید ہوگا وہ بھی ہم ادا کریں گے اور جو مالیہ ہم اب ادا کر رہے ہیں اس کی ادائیگی بھی جاری رہے گی ۔ لہذا اس معزز ایوان کے سامنے یہ مسئلہ نہایت واضح ہے ۔ اس حکومت نے یہ قدم اٹھا کر واقعی چھوٹے زمینداروں کے ساتھ ، جن کے پاس چھوٹے قطعات اراضی ہیں ، بڑا اچھا سلوک کیا ہے اور ایک اقتصادی نا ہمواری کو ختم کرنے کی کوشش کی ہے اور بڑے زمینداروں پر جن کے وسائل زیادہ ہو سکتے ہیں ۔ ان کی فصل کی بنا پر زرعی انکم ٹیکس لگا کر اس اقتصادی نا ہمواری کو ختم کرنے کی کوشش کی ہے ۔ اگر کچھ طبقات شہر میں رہنے والے ، بزنس کرنے والے ، دکانداری کرنے والے ، وکالت کرنے والے ، ڈاکٹری کرنے والے انکم ٹیکس ادا کرتے ہیں تو جو

لوگ قطعات اراضی پر موجودہ طریقہ زراعت اور کاشت کو استعمال کر کے بہت زیادہ منافع حاصل کرتے ہیں ، زیادہ پیسہ حاصل کرتے ہیں ۔ زیادہ منافع حاصل کر رہے ہیں زیادہ پیسہ کما رہے ہیں ان کا اخلاقی سیاسی اور سماجی فرض ہے کہ وہ حکومت کے خزانے میں عوام کی بہتری کے لئے ٹیکس ادا کریں ۔ جناب میں اس بل کی اسی بنا پر تائید کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر قیوم نظامی ۔

مسٹر قیوم نظامی ۔ جناب والا ۔ اس بل کے متعلق ایوان میں کافی بحث ہو چکی ہے ۔ میں صرف چند ایک باتیں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ یہ بل جو اس معزز ایوان میں پیش کیا گیا ہے آئین کے بالکل مطابق ہے آئین کی آرٹیکل (3) میں کہا گیا ہے :

> The State shall ensure the elimination of all forms of exploitation and the gradual fulfilment of the fundamental principle, from each according to his ability to each according to his work.

چونکہ آئین میں حکومت نے یہ ذمہ داری قبول کی ہے اور ریاست کا فرض ہے کہ استحصال ختم کرے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ مالیہ استحصالی دور کی لعنت ہے اور عوامی دور میں اسے ختم کیا جا رہا ہے ۔ میں پاکستان پیپلز پارٹی کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ اس نے استحصالی نظام کو ختم کرنے کی کوشش کی ہے ۔ ۔ جناب والا ۔ آج تیس اکتیس سال گزر جانے کے بعد یہ باتیں کی جا رہی ہیں کہ مزارع اور زمیندار میں تعلقات اچھے ہونے چاہئیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ قائد عوام کا ہی کارنامہ ہے کہ انہوں نے ذہن تبدیل کر دیئے ہیں ۔ یہی زمیندار کچھ عرصہ پہلے بات کرنا تو کیا مزارعوں کے ساتھ بیٹھنا بھی پسند نہیں کرتے تھے آج یہ خوشگوار تعلقات کی باتیں کر رہے ہیں ۔ پہلے یہ لوگ انہیں "کمین" کہا کرتے تھے ۔ جیسا کہ علامہ اقبال نے فرمایا تھا :

جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہ ہو روزی
اس کھیت کے ہر خوشہ گندم کو جلا دو

پہلے یہ لوگ سمجھتے تھے کہ شعروں سے انقلاب نہیں آ سکتا مگر انہیں معلوم نہیں تھا کہ ایک مرد مومن ایسا بھی آئے گا جو علامہ اقبال کے اس شعر کی

تعمیر کرے گا ۔ اس کو عملی کرے گا ۔ ان الفاظ کے ساتھ میں اس بل کی پرزور تائید کرتا ہوں ۔ قائد حزب اختلاف نے ایک شعر شمع کے متعلق کہا ہے ۔

"شمع ہر رنگ میں جلتی ہے سحر ہونے تک"

میں بھی کہنا چاہتا ہوں کہ

اے شمع تجھ پہ رات یہ بھاری ہے جس طرح
ہم نے تمام عمر گذاری ہے اس طرح

مسٹر سپیکر ۔ سید صدرالدین شاہ ۔

سید صدرالدین شاہ ۔ جناب سپیکر اور معزز حاضرین . . . .

مسٹر سپیکر ۔ ایوان کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ یہ ایوان کوئی جلسہ گاہ نہیں ہے ۔ ممبران اسمبلی حاضرین کو "معزز حاضرین" کہہ کر خطاب نہیں فرماتے ۔ آداب ایوان ہوتے ہیں اور سپیکر کو ایڈریس کرتے ہیں ۔

سید صدرالدین شاہ ۔ ٹھیک ہے جناب ۔

جناب والا ۔ میری گذارش ہے کہ کل سے اس مسئلے پر بحث ہو رہی ہے ۔ اس وقت اہم مسئلہ یہ ہے کہ یہ خیال نہ کیا جائے کن لینڈز سے مخالفت کی جا رہی ہے اور کن لینڈز سے حمایت کی جا رہی ہے ۔ لہذا ٹھنڈے دل سے سوچا جائے اور نقصانات اور مفادات کو پوری طرح سے دیکھا جائے ۔ میری رائے میں 25 ایکڑ کا مالک جو زمیندار ہے اگر اس کے پاس ایک کنال زمین بڑھ بھی جائے تو وہ کوئی بڑا زمیندار نہیں بن جاتا وہ بھی چھوٹے زمینداروں میں شامل ہوتا ہے ۔ بلکہ ہمارے علاقے میں اور ملک میں بعض زمیندار ایسے ہیں جن کے پاس چار مربع زمین ہے مگر یہ زمین اچھی نہیں ناقص ہے جس کی آمدنی سے وہ اپنے اخراجات بھی پورے نہیں کر سکتے چونکہ ان کی پیداوار بہت کم ہے ۔ اس لئے جناب سپیکر میری یہ گذارش ہے کہ اس بل پر اچھی طرح سے غور کیا جائے ۔ زرعی انکم ٹیکس کا جو نظام رائج کیا جا رہا ہے اس میں ہمیں دیکھ لینا چاہیے کہ زمیندار assessment کروا سکیں گے یا نہیں ۔ اس سلسلے میں کیا دشواریاں پیدا ہوں گی ۔ انکم ٹیکس کی assessment جس طرح سے کی جاتی ہے وہ روز روشن کی طرح عیاں ہے ہم اچھی طرح سے جانتے

یہ ہے کہ [illegible] لوگ [illegible] کو بھی کافی [illegible]
ہے۔ حالانکہ انہیں حکومت سے بہت زیادہ ملتا ہے۔ [illegible]
آن پڑھ کاشتکار، زمیندار [illegible] amendment نہیں کر سکتے [illegible]
کے مطابق ہوگا۔ اس کا آپ اندازہ بخوبی کر سکتے ہیں۔ اس لئے میری یہ گزارش
ہے کہ اس بل پر [illegible] چل رہی ہے غور کیا جائے اور اتفاق رائے [illegible]
منظور کیا جائے۔ تاکہ آنے والی نسلیں یہ نہ کہہ سکیں کہ اس اسمبلی نے
ان کے لئے کچھ نہیں کیا یا خاص توجہ نہیں دی۔ میں یہ چاہتا ہوں اور میری
تجویز یہ ہے کہ اس بل میں اگر زرعی انکم ٹیکس کی بجائے مالیہ بڑھا دیا
جائے تو شاید کسی کو کوئی اعتراض بھی نہیں ہوگا۔ کیونکہ amendment [illegible]
کرنے سے فائدہ کی بجائے لوگ نقصان اٹھائیں گے۔ اس طرح مالیہ بڑھ جاتا
ہے آپ کا مقصد بھی حل ہو جائے گا۔ اس کے ساتھ ہی میں اپنی تقریر ختم
کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر: سید ثاقب حسین شاہ۔

سید ثاقب حسین شاہ۔ جناب والا۔ بحث کافی طویل ہو چکی ہے
یہاں زمینداروں اور مزارعوں کی بات بھی ہوئی ہے احساس ملکیت کی بات بھی
ہوئی ہے۔ ہم تائید کرتے ہیں کہ زمین کا اصل مالک مزارع ہے۔ صرف
وہی جو کھیتی باڑی کرتا ہے۔ جناب والا۔ یہ مسئلہ اس وقت حل ہوگا۔
جب خانہ ملکیت میں خدا کا نام ہو۔ اور خانہ دوم میں مزارع کا نام ہو۔
جناب والا۔ مالک خداوند ذوالجلال ہو۔ جب مالک خداوند ذوالجلال ہوں
گے تو اس میں کوئی شریک ملکیت نہیں ہو سکتا اور اگر کوئی شریک ہوگا
تو اس کی سزا اسلام میں موجود ہے۔ منکر کی سزا تو ڈاکٹر صاحب نے بھی
سنا دی ہے اور جو شریک خدا ہو اس کی سزا سب کو معلوم ہے وہ سزائے
موت ہے۔ جب مالک خداوند ذوالجلال ہوگا تو اس ملکیت میں اس کا کوئی
شریک نہیں ہوگا۔ ملکیت کا دعویٰ بھی کوئی نہیں کرے گا۔ یہ مسئلہ بھی
اسی صورت میں ختم ہو سکے گا۔ خانہ ملکیت میں خداوند ذوالجلال کا نام
ہو اور خانہ کاشت میں کاشتکار کا نام ہو پھر نہ پٹواری کا جھگڑا ہوگا۔ اور نہ
ہی انکم ٹیکس کا جھگڑا ہوگا۔

مسٹر سپیکر ۔ گیارہ بج چکے ہیں ایوان کی کارروائی 20 منٹ کے لئے ملتوی کی جاتی ہے گیارہ بج کر پندرہ منٹ پر گھنٹی بجنا شروع ہو گی اور عین گیارہ بج کر بیس منٹ پر ایوان کی کارروائی دوبارہ شروع ہو جائے گی ۔

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی بیس منٹ کے لئے ملتوی کر دی گئی)

(وقفہ کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے) ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ کورم نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ گنتی کی جائے . . . . . گنتی کی گئی ۔ تعداد ممبران کم ہے گھنٹی بجائی جائے . . . . . گھنٹی بجائی گئی . . . . .

Mr. Speaker. The House is now in quorum. Ch. Ghulam Ahmed :

چوہدری غلام احمد ۔ جناب والا ۔ ہمارے ملک کی تقریباً اسی فیصد آبادی دیہات میں رہائش پذیر ہے ۔ ہماری یہ آبادی جو ہے اس پر جو بھی بوجھ ڈالا گیا وہ اسے ہمیشہ خاموشی سے برداشت کرتی چلی آ رہی ہے ۔ یہی قصہ لینڈ ریوینیو کا ہے ۔ لینڈ ریونیو کے لئے اس کی تشخیص کے لئے ۔ اس کو مقرر کرنے کے لئے کوئی سائنٹیفک طریقہ رائج نہیں ہے ۔ اس کے لئے بہت ہی crude اور بہت ہی rough طریقہ رائج ہے جس کے ذریعے یہ تشخیص کی جاتی ہے ۔ سیٹلمنٹ کے وقت کسی اسٹیٹ یعنی کسی ضلع میں جس کی سیٹلمنٹ ہو اس کی اسٹیٹ انکم جو ہو وہ معلوم کرکے اس کو تمام کسانوں میں کر دیا جاتا ہے ۔ اب اس میں اچھی زمین بھی ہوتی ہے لیکن سب کو یکساں مالیہ دینا ہوگا ۔ جو کسان ناقص زمین رکھتا ہے وہ بھی اسی ریٹ سے مالیہ ادا کرے گا جو ایک اچھی زمین کا مالک ادا کرے گا ۔ یہ سسٹم جیسا کہ اس سے پیشتر رانا صاحب نے فرمایا بہت صدیوں سے رائج ہے ۔ ہمارے دیہاتی بھائیوں نے اس کی معافی کے لئے خود مطالبہ نہیں کیا تھا بلکہ قائد عوام نے از راہ کرم اور پیپلز پارٹی کے منشور کی تکمیل کے سلسلے میں اس معافی کا اعلان کیا ہے ۔ اس معافی سے نہ صرف ہمارے کسان بھائیوں کو فائدہ پہنچے گا بلکہ اس کے بہت دور رس اثرات مرتب ہوں گے

ایک تو یہ ہے کہ پٹواریوں کی غلط کاریوں سے ہمارے غریب کسانوں کو نجات ملے گی کیونکہ جن اضلاع میں fluctuatinga ssessment ہے وہاں خاصی غلط کاریاں ہوتی ہیں ۔ اور یہ بھی سب پر عیاں ہے کہ تمام نہری علاقوں میں fluctuating assessment ہے ۔ وہاں پر مالیہ ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں تک مختلف ہوتا ہے اسی طرح ایک علاقے سے دوسرے علاقے کے لئے مختلف ہوتا ہے ۔ اس میں بڑے زمیندار اپنے پٹواریوں سے مل کر غلط کام کرواتے ہیں کیونکہ پٹواری جاکر کسی درخت کے نیچے بیٹھ گیا وہاں اس نے گرداوری کی اور سارا غلط کام کیا ۔ اس سے مالیے کی تشخیص بھی غلط ہوتی ہے اور پھر یہ جو پرچیاں زمینداروں میں تقسیم کی جاتی ہیں وہ ادانستی سے پکے ہندسوں میں ہوتی ہیں اور وہ بیچارے ان کو پڑھ نہیں سکتے اور کسی کو بھی دکھا نہیں سکتے یعنی نمبردار صاحبان جو کچھ ان کو بتاتے ہیں وہی وہ لوگ ادا کرنے پر مجبور ہوتے ہیں ۔ اس لئے ایک تو ان بیچاروں کا اس غلط کاریوں سے چھٹکارہ ہو جائے گا ۔ دوسرے پٹواریوں کے نظام کو ختم کرنے کے لئے بھی یہ ایک بہت ہی اہم قدم ہوگا ۔ اس کے بعد record of rights کو maintain کرنے کے لئے اگر کسان کے پاس اور زمینداروں کے پاس کوئی اور طریقہ ہو تو پٹواریوں کا سلسلہ بالکل ختم ہو سکتا ہے ۔ اس کے علاوہ انکم ٹیکس میں یہ ہوتا ہے کہ کچھ سٹیج تک یا کچھ حد تک rebate دے دی جاتی ہے ۔ مثلاً اس وقت 12 ہزار سالانہ آمدنی تک کوئی انکم ٹیکس نہیں لگتا لیکن زمینداروں کو چاہے ان کے پاس ایک ہی ایکڑ زمین ہو ان کو مالیہ ادا کرنا پڑتا ہے ۔ اب 25 ایکڑ والوں کو مالیہ ادا نہیں کرنا پڑے گا اور انکم ٹیکس سے بھی وہ مستثنیٰ رہیں گے ۔ تو اس سے بھی ان لوگوں کو جہاں بڑے زمیندار ہیں فائدہ پہنچے گا اور وہ مالیہ بھی نہیں دیں گے اور انکم ٹیکس بھی نہیں دیں گے جیسے کہ دوسرے انکم ٹیکس گزار ہیں اور جس طرح ان کو rebate ملتی ہے ۔ پھر ہمارے یہاں ایسا قصہ ہو رہا تھا کہ بڑے بڑے جینٹلمین اور کاروباری لوگ زمینیں خرید رہے تھے اور انکم ٹیکس کی concealment کے سلسلے میں وہ آمدنی کا بیشتر حصہ یہ ظاہر کر کے rebate حاصل کرتے تھے کہ وہ آمدنی زرعی زمین سے حاصل ہوتی ہے اب وہ اس قسم کی چال بازی نہیں کر سکیں گے ۔

چونکہ انکم ٹیکس زرعی زمین پر لاگو ہوگا اس لئے اب ان کو انکم ٹیکس دکھانا پڑے گی اور انکم ٹیکس کے گوشواروں کے سلسلے میں۔ لینڈ ریونیو کی معافی سے یہ انکم ٹیکس کے اجراء سے اس قسم کی برائیوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ ان گزارشات کے ساتھ میں اس بل کی پر زور حمایت کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر۔ مسٹر ایم ڈی چوہدری :

مسٹر ایم۔ ڈی چوہدری۔ جناب والا۔ 25 ایکڑ تک زمین پر مالیہ کی معافی دور غلامی کی اس یادگار کا خاتمہ ہے یہ سارا معاملہ جو کہ غلامی کی یادگار تھا اس میں یہ تشخیص نہیں تھی کہ مالیہ کس اراضی کے مالک کو ادا کرنا ہے۔ چھوٹے زمیندار اور کاشتکار کے پاس بعض اوقات اتنے پیسے بھی نہیں ہوتے تھے اور تحصیلدار صاحب ان کو حوالات میں بند کر دیتے تھے اس کے مقابلہ میں بڑے زمیندار جو ان کی مرضی تھی کہ مالیہ ادا کریں یا نہ کریں ان کا ریکارڈ گواہ ہے کہ ان کے ذمے بڑی رقوم واجب الادا ہیں ان کی زمین جو زیر کاشت تھی اس کو غیر کاشت دکھایا جاتا ہے اس کا ثبوت ہمیں متروکہ اراضی سے ملتا ہے کہ اس میں یونٹ بہت کم ہوتے لیکن کاغذات میں اس زمین کا اندراج اس انداز سے ہوتا کہ کم پیداوار دکھائی جاتی تھی اور یہ خاص رعایت زمینداروں کے ساتھ ہوا کرتی تھی۔ پیپلز پارٹی نے وعدہ کیا تھا کہ جب ہم حکومت میں آئے تو اس مالیہ کی لعنت کو ختم کریں گے۔ شہروں میں جو لوگ کاروبار کرتے ہیں ان کو ایک خاص حد تک چھوٹ ہوتی ہے اس کے بعد انکم ٹیکس ادا کرنا ہوتا ہے۔ دیہات میں رہنے والے لوگ جن کی آبادی 80 فی صد ہے بغیر کسی امتیاز کے ان کو مالیہ کی لعنت سے دوچار ہونا پڑتا تھا اور یہ تمام پٹواریوں کا چکر ہوتا ہے بہاری کئی اور مشکلات ہیں ان کا بھی ہمیں سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جہاں تک عوامی حکومت کا سوال ہے وزیر اعظم پاکستان نے مالیے کی لعنت کے خاتمے کا اعلان کر کے اس ملک کے چھوٹے زمینداروں کا ایک پرانا اور دیرینہ مطالبہ پورا کر دیا ہے۔ یہ ان کی فہم و فراست کا صلہ ہے کہ انہوں نے اس طرف فوری توجہ دی اور عہد غلامی کی یاد کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا ہے۔ جہاں تک زرعی انکم ٹیکس کا تعلق ہے کہ نہری ایکڑ ساڑھے 12 ایکڑ

کروڑوں کا حکومت کے خزانے کو نقصان اٹھانا پڑے گا۔ اس کے ساتھ جب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ کروڑوں کی انکم ٹیکس کی چوری سے زرعی زمین خرید کر کارخانہ دار خرچ کرتے رہے۔ انہیں اس پر ٹیکس نہیں دینا پڑتا تھا۔ چوری کی ہوئی رقم سے یہ زمین خرید کر لیا کرتے تھے۔ اور اس طرح یہ ٹیکس بچاتے تھے گوشوارے پیش کرتے وقت اس میں یہ ظاہر کر دیتے تھے زیادہ آمدنی زمین کی وجہ سے ہے حالانکہ ایسا نہیں ہوا کرتا تھا۔ یہ بہت بڑی چوری انکم ٹیکس کے نفاذ سے ختم ہو جائے گی۔ اور کم از کم کروڑوں روپے جو کارخانہ دار اور بزنس مین اس طرح بچاتے تھے اب اس سے قومی خزانے کو فائدہ پہنچے گا۔ جناب والا۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ٹیکس کے لئے زمیندار کو مشکلات پیش آئیں گی ظاہر ہے حکومت زمینداروں کے حالات کے مطابق قانون وضع کرے گی۔ جو ٹیکس کی ادائیگی وغیرہ کو آسان بنا سکے گا لیکن اس کے ساتھ یہ ضروری ہے کہ ہر شعبہ زندگی میں کسی منصوبہ بندی کا ہونا ضروری ہے۔ جہاں زمینداروں پر یہ ٹیکس عائد کیا گیا ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ ان کی آمدنی کیا ہوگی اخراجات کو سامنے رکھ کر ٹیکس لگایا جائے گا۔ یہ نہیں ہوگا کہ بغیر کسی وجہ کے اور بغیر کسی فارمولا کے ٹیکس لگایا جائے گا۔ اس سے ایک فائدہ یہ ہوگا کہ ہمیں پتہ چل سکے گا کہ ہماری زرعی پیداوار کس حد تک بڑھی ہے اور کس حد تک کم ہوئی ہے۔ بشرطیکہ زمین کو ایسے طریقے سے بنایا جائے۔ اور زمیندار کو اس میں آسانی دی جائے۔ تاکہ پھر وہ کوئی ہیرا پھیری نہ کر سکیں۔

ملک محمد انور خان۔ جناب والا۔ اس ضمن میں یہ عرض کروں گا کہ اس ملک میں کوئی زمیندار 100 ایکڑ سے زائد زمین نہیں رکھ سکتا اور جیسا کہ آپ جانتے ہیں 100 ایکڑ اس مشینی دور میں کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ زمیندار مالیہ ادا کرتا ہے آبیانہ ڈبل ادا کرتا ہے جب سے ٹیوب ویل نصب کئے گئے ہیں چاہے چھوٹا زمیندار ہو بڑا زمیندار ہو وہ ڈبل آبیانہ دیتا ہے اور قائد عوام نے چھوٹے زمینداروں پر سے مالیہ معاف کر کے ایک بہت بڑا وعدہ پورا کیا ہے ہم اس کے شکر گزار ہیں۔ اور ہم پر دوبارہ جو ٹیکس لگایا گیا ہے [illegible] ایک [illegible] کا

کوئی مالک نہیں ہے ہماری آمدنی تو تصور کی جاتی ہے لیکن زمیندار کا خرچ کا کسی صورت میں تصور نہیں کیا جاتا ۔ ٹریکٹر 90-80 ہزار روپے کا آ رہا ہے اس کے بعد ٹریکٹر چلانے پر مزدوری وغیرہ کا کبھی خیال نہیں کیا جاتا ۔ اگر زمیندار کے خرچ کا اندازہ لگایا جائے تو پتہ چلے گا کہ وہ مشکل سے اپنا گزارہ کر سکتا ہے ۔ زمیندار اپنی زمین کی آدھی آمدنی مزارع کو دے دیتا ہے مالیہ بھی خود ادا کرتا ہے ۔ کار خانہ دار اپنی کمائی کا نصف حصہ مزدور کو نہیں دیتا یہ سراسر ہمارے ساتھ زیادتی ہے ۔ اس ضمن میں عرض کروں گا اس کی کفالت کی ضرورت سنٹرل گورنمنٹ کے سامنے پیش کرنی چاہئے زمیندار مالیہ ادا کرنے کو تیار ہیں زرعی آبیانہ بھی ڈبل دیتے ہیں لیکن یہ زرعی ٹیکس کا چکر ڈال کر زمینداروں کو اکونٹ کے چکر میں ڈال دیا ہے اس طرح زراعت تباہ ہو جائے گی کیونکہ وہ تو اکونٹ کے چکر ہی رہیگا ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر برکت علی غیور :

مسٹر برکت علی غیور ۔ محترم سپیکر صاحب الکم ٹیکس بل پر ہم بحث کر رہے ہیں سوال یہ ہے کہ اس کو ابالش کیا جائے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے کہ کل بھی اس معاملہ پر بحث ہوئی اور اس پر میں نے رولنگ دیا تھا شاید آپ اس وقت تشریف نہ رکھتے ہوں جہاں تک موجودہ بل کا تعلق ہے ۔ سنٹرل گورنمنٹ نے جو زرعی ٹیکس لگایا ہے وہ اس طرح relevant ہو جاتا ہے کہ وہ اس کو refer کر سکتے ہیں ۔ اس لئے موجودہ بل جو مالیہ کو ختم کرنے کے لئے ہے اس کا جواز اس میں موجود ہے اور اس کے ساتھ اس کا تعلق اس صورت میں ہے کہ اس کو refer کیا جا سکتا ہے ۔ لیکن یہ کہنا کہ ہم اس کو discuss کر رہے ہیں یہ درست نہیں ہے ۔

Mr. Khalid Amir Khan. Sir, I would now refer to the objections of Mr. Bharwana, a learned member of the Opposition, with regard to this Bill. There is no doubt that the arguments advanced by him have a great deal of validity where Mr. Bharwana mentioned the difficullies of the small zamindars, he

mentioned the difficulties of keeping accounts and he mentioned other difficulties of the owners of 25 acres.

To appreciate the contents of this Bill, I think, we should go further and deeper down into the question of the whole system of land revenue and this particular aspect should be looked into with a historical perspective within the frame-work of the Constitution and with relevance to the Peoples Party manifesto. We have been hearing a great deal about Jagirdari none of which seems to be relevant to the question of land revenue. Socialism has nothing to do with whether we pay land revenue or whether we pay income-tax Socialism is a concept of ownership, or running a service with Government a business through public sector. Here the question of Socialism does not arise. I am surprised that we are still talking about a Jagirdari system which has been abolished. It is over, it is finished.

This Province has a peasant proprietory. This is not a Province of Jagirdars. Since 1970, 1971 and 1972 and even prior to 1958, the Land Reforms have eliminated the Jagirdars and the big zamindars. This is a Province of peasant proprietors. If you read the debates of 1937, of the first Legislative Assembly. It will be observed that it was reiterated by the then Premier and acknowledged by the Opposition that this Province was that of peasant-proprietors and small farmers. Now Sir, when we talk of abolition of land revenue we are taking a historical step. Historically, Mr. Bharwana has mentioned that Shershah Suri introduced the land revenue system and this had continued uptodate. Now may be we are replacing it with a worse system. I am not for blowing hot and cold on that issue but time will tell. He may be right. But in an egalitarian society, in a seciety where the gap between the rich and poor certainly has to be decreased, there is no other choice, Mr. Bharwana. With your permission Sir. We have come to a si uation where the small farmer is reduced of a burden, in the shape of land revenue and the bigger land owner has to contribute slightly more from his exchequer. Whether it is difficult or not is a different matter. At the time the land revenue was up to 1/4th or 1/5th of a peasant's

income. During Akbar's time it was as high as that which meant that farmers getting 25 maunds of wheat could be made to pay land revenue up to 6 maunds of wheat, which was colossally high. From 6 to 12 maunds was contributed during Akbar's time. Now Sir, this progressive Government has thought it fit that we should abolish the land revenue. We should give benefit to the small farmers. The 25-acre farmer and below that should not be burdened with this. There is no question of denying the good that this is going to bring notwithstanding the 16 crore, if I understand correctly, loss in revenue. Now the question within this aspect is that of the load and the difficulties which will be faced by those who own more than 25 acres. When we abolish a particular system we should realise and anticipale the difficulties of the alternatvie system. As far as the abolition of land revenue is concerned, there is no question of our not accepting this. There is no question of our not being happy. I think each of us will be pleased on the abolition of land revenue. Now the question is of the alternative. Mr. Bharwana is right in this respect that we must be very careful about looking into the alternative which Sir, as has been reported to us is not entirely in our hands. Although you have been kind enough to allow discuss on the alternative but the decision is not in our hands. Our decision is about abolition of land revenue and we wholeheartedly agree with this. Let us abolish this. But we talk about the alternative, income tax, flat rate, and certain rates based on units. Sir, I think the Punjab Province which is abolishing land revenue should not only have a firm say in this but also should have a right to atleast send its recommendations to the Federal Government. This is a land which is supporting the whole of Pakistan in wheat and cotten. These are our major crops. We support the Treasury Benches on the Bill abolittion of land revenue. But we should be consulted as a House. I am not saying that, we do not have our National Assembly but as a House we should be consulted. in this matter. What we do with our Province ? What is lying in the future? How do we work the new system. We should have an active say in this matter. With out having an active

any all we can agree to is that we are abolishing this revenue. There is no doubt about this. It is sensible. It is egalitarian. It will bring the poor and rich closer. And one can say:

ٹھیک اے جی - کجھ سفید پوش ہوسن رچ (Rich) والی گل کوڑی
نئیں - رچ والا قصہ ای مک گیا اے -

So Sir, my request is that may be, you know the procedure I don't know, we as a House can pass a resolution to the effect that the alternative i. e. details of agricultural Income Tax which is to be proposed should have some sort of contultation with this august House the members of which are directly concerned with the peasant proprietors.

Mr. Speaker. Of-course you can pass a resolution recommending a certain action to the Central Government and you can give a notice for that.

Mr. Khalid Amir Khan. Right Sir. Then I would like to move.

Mr. Speaker. Not now. There is a regular procedure for that.

Minister for Finance. Sir, I think enough discussion has taken place on this Bill and I request that the question may now be put.

Mr. Speaker. Closure motion has been moved. Now I will put the closure motion to the House.

Mr. Speaker. The question is :

That the question be now put

(The motion was carried).

Mr. Speaker. The closure motion is passed. (Clappings) What for is this clapping ? The bill has not been passed. Only closure motion has been passed. We have only concluded the discussion.

مسٹر سپیکر - شیخ صاحب آپ کچھ فرمائیں گے ؟ اگر آپ جواباً تقریر فرمانا چاہیں تو فرما سکتے ہیں -

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ فاضل اراکین نے بہت وضاحت کے ساتھ اپنے خیالات کا اظہار کر دیا ہے اور جہاں تک مالیے کے خاتمے کا ذکر ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ تمام ایوان اس پر متفق ہے کہ یہ ایک بہت اچھا قدم ہے ۔ قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو نے پچھلے چند سالوں میں کسانوں اور زمینداروں کی امداد کرنے اور ملک میں پیداوار کو بڑھانے کے لیے جو قرضے ، کھاد ، بیج اور مشینری مہیا کرنے اور سیم اور تھور پر قابو پانے کے لیے جو اقدام کیے ہیں یہ قدم ان میں ایک اور اضافہ ہے جس سے 80 فیصدی سے زیادہ چھوٹے کاشتکار ، زمیندار اور کسان براہ راست فائدہ اٹھا سکیں گے اور ان کی تعداد غالباً اس سے بھی زیادہ ہے ۔ اس سلسلے میں ایک بات کی وضاحت کر دینا چاہتا ہوں گو یہ بات اس ایوان میں تو نہیں کہی گئی لیکن بعض جگہوں پر ایک مہم چلائی جا رہی ہے اور وہ یہ ہے کہ چونکہ زمینداروں کو مالیہ معاف ہو جائے گا ۔ اس لئے وہ اپنی زمینوں کے مالک نہیں رہیں گے ۔ میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ زمیندار جو اپنی زمینوں کے مالک ہیں وہ مالک ہم رہیں گے لیکن وہ مالیے کی ادائیگی سے آزاد ہو گئے ہیں یہ مالیہ ان پر ایک قسم کا ایسا ٹیکس تھا جو ان کی ملکیت کے حقوق پر بھی اثر انداز ہوتا تھا ۔ اب اس اقدام سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ عوامی حکومت زمینوں کے مالکوں کو ان کی زمینوں کا مالک سمجھتی ہے اور ریونیو جو ان کے حقوق ملکیت پر ایک تدغن ہوتی تھی ، وہ اب ختم کر دی گئی ہے ۔ ان الفاظ کے ساتھ میں فاضل ارکان سے آپ کی وساطت سے درخواست کرتا ہوں کہ اس بل کو منظور کیا جائے ، شکریہ ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ دی پنجاب لینڈ ریونیو (خاتمہ) بل مصدرہ 1977ء منظور کیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر ۔ بل پاس ہوا ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

———

مسودہ قانون (ترمیم) (معاوضہ کی ادائیگی کی مدت میں توسیع و توثیق) مزارعت پنجاب مصدرہ 1977

(مسودہ قانون نمبر 4 بابت 1977)

وزیر قانون - جناب والا - میں دی پنجاب ٹیننسی (ویلیڈیشن اینڈ ایکسٹینشن آف پیریڈ فار پے منٹ آف کمپنسیشن) (امنڈمنٹ) بل 1977ء ایوان میں پیش کرتا ہوں -

مسٹر سپیکر - دی پنجاب ٹیننسی (ویلیڈیشن اینڈ ایکسٹینشن آف پیریڈ فار پے منٹ آف کمپنسیشن) (امنڈمنٹ) بل 1977ء ایوان میں پیش ہے -

وزیر قانون - جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ جہاں تک دی پنجاب ٹیننسی (ویلیڈیشن اینڈ ایکسٹینشن آف پیریڈ فار پے منٹ آف کمپنسیشن) (امنڈمنٹ) بل 1977ء کا تعلق ہے ، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1973ء کے قاعدہ 77 کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے۔

مسٹر سپیکر - تحریک روبروئے ایوان یہ ہے :

> کہ جہاں تک دی پنجاب ٹیننسی (ویلیڈیشن اینڈ ایکسٹینشن آف پیریڈ فار پے منٹ آف کمپنسیشن) (امنڈمنٹ) بل 1977ء کا تعلق ہے ، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1973ء کے قاعدہ 77 کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے -

سردار زادہ ظفر عباس - جناب والا ! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں -

وزیر قانون - جناب والا - یہ بات دہرانی ضروری نہیں ہے کہ سٹینڈنگ کمیٹیاں معرض وجود میں نہیں آئیں قانون سازی کے کام کو ملتوی نہیں کیا جا سکتا - اس لیے ہمیں یہ تحریک ایوان کے سامنے پیش کرنی پڑی ہے تاکہ قانون سازی کا کام جاری رہے -

مہر محمد ظفراللہ بھروانہ - جناب والا - سٹینڈنگ کمیٹیاں تشکیل کرنے میں کیا خاص رکاوٹ ہے - بل سب سے پہلے سٹینڈنگ کمیٹیوں کے سامنے پیش کرنے ضروری ہوتے ہیں - میں اب بھی گزارش کروں گا کہ پہلے سٹینڈنگ کمیٹیوں کی تشکیل فوری طور پر کی جائے کیونکہ یہ کام بہت ضروری ہے - یہ تاریخی بات ہے - اہم مسئلے پہلے سٹینڈنگ کمیٹیوں میں زیر بحث آتے ہیں اور ان کی سفارشات کے بعد ہی ایوان میں پیش کیے جاتے ہیں -

سردار زادہ ظفر عباس - جناب والا - اس بل میں تو میں نے کوئی ترمیم ایسی نہیں دیکھی جو سٹینڈنگ کمیٹیوں کے سپرد کرنے کے متعلق ہو - اس بل کے لیے یہ استدعا کی گئی ہے اور یہ امنڈمنٹ تجویز کی گئی ہے کہ اسے رائے عامہ کے لیے مشتہر کیا جائے -

مسٹر سپیکر - لیکن سردار زادہ صاحب ، وہ سٹیج بعد میں آئے گی - سوال یہ ہے کہ اس وقت قاعدہ 77 کی مقتضیات کو معطل کیا جائے یا نہ کیا جائے -

سردار زادہ ظفر عباس - وہ تو میں نے اس لیے عرض کیا ہے کہ معطل کیا جائے -

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

> کہ جہاں تک دی پنجاب ٹیننسی (ویلیڈیشن اینڈ ایکسٹینشن آف پیریڈ فار پے منٹ آف کمپنسیشن) (امنڈمنٹ) بل 1977ء کا تعلق ہے ، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1973ء کے قاعدہ 77 کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

وزیر قانون - جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ دی پنجاب ٹیننسی (ویلیڈیشن اینڈ ایکسٹینشن آف پیریڈ فار پے منٹ آف کمپنسیشن (امنڈمنٹ) بل 1977ء فی الفور زیر غور لایا جائے -

مسٹر سپیکر - تحریک زیرغور ایوان یہ ہے :

> کہ دی پنجاب ٹیننسی (ویلیڈیشن اینڈ ایکسٹینشن آف پیریڈ فار پے منٹ آف کمپنسیشن) (امنڈمنٹ) بل 1977ء فی الفور زیر غور لایا جائے -

سردار زادہ ظفر عباس - میں اس کی مخالفت کرتا ہوں - جناب والا - - -

مسٹر سپیکر - سردار زادہ صاحب ! آپ اپنی ترمیم پیش کریں -

Sardarzada Zafar Abbas. Sir, I move :

> That the Punjab Tenancy (Validation and Extension of Period for Payment of Compensation) (Amendment) Bill, 1977 be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st August, 1977.

Mr. Speaker. The amendment moved is :

> That the Punjab Tenancy (Vailidation and Extension of Period for the Payment of Compensation) (Amendment) Bill, 1977 be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st August, 1977.

Minister for Law. Opposed.

Mr. Speaker. Yes Sardarzada Sahib.

سردار زادہ ظفر عباس - جناب والا - اس بل میں موروثی مزارعین کے حقوق کا تعلق ہے - ویسے ایکٹ تو 1952ء میں پاس ہوا تھا - لیکن 1953ء میں انہیں یہ میعاد دی گئی تھی کہ 1952ء میں موروثی مزارعین کو جو بھی حقوق مالکانہ مل گئے تھے اور جن کا انہیں معاوضہ ادا کرنا تھا ، اس کے لئے اس کی 1953ء میں توسیع کی گئی تھی - اس کے بعد سال بہ سال اس کو اسی طرح توسیع دی جاتی رہی - اب ہماری حکومت نے یہ چاہا ہے کہ جو سال بہ سال انہیں توسیع دی جاتی رہی ہے - اس کو

اب curtail کر دیا جائے اور ایک تاریخ مقرر کر دی جائے جو دسمبر 1977ء ہے ۔ تاکہ جن موروثی مزارعین کو مالکانہ حقوق ملے تھے ۔ ان کا معاوضہ وہ ہر حالت میں دسمبر 1977ء تک ادا کر دیں ۔ میں اس کے متعلق یہ گزارش کروں گا کہ یہ مدت بہت کم ہے ۔ اب دسمبر 77 تک صرف پانچ چھ ماہ رہ گئے ہیں اور یہ پانچ چھ ماہ کی مدت مزارعین کے لئے بہت کم مدت ہے ۔ اور ساتھ ہی میں یہ بھی عرض کروں گا کہ اسے اس لئے مشتہر کیا جائے کہ یہ خاص طور پر پنجاب کے ایک بہت بڑے طبقے سے متعلق ہے اور وہ طبقہ مزارعین کا ہے ۔ جو حقوق انہیں سال بہ سال توسیع کی صورت میں پہلے ملا کرتے تھے ۔ یا مل رہے تھے اب انہیں چونکہ مکمل طور پر ختم کیا جا رہا ہے ۔ اس لئے اس کی پوری مشتہری ہونی چاہیے ۔ ان کو معلوم ہونا چاہیے تاکہ وہ اپنی رائے دے سکیں اور اس بل پر صحیح طور پر غور کیا جا سکے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں فاضل قائد حزب اختلاف کا مشکور ہوں کہ جہاں تک اس بل کے اصولوں کا تعلق ہے ۔ انہوں نے اس بل کی حمایت کی ہے کہ میعاد میں اضافہ ہونا چاہیے ۔ انہیں شکایت صرف اتنی ہے کہ جتنے اضافے کی وہ توقع کرتے ہیں اتنا اضافہ اس میں تجویز نہیں کیا گیا ۔ غالباً ان کے ذہن میں جب وہ تقریر فرما رہے تھے ۔ یہ بات نہیں آئی کہ یہ بل پہلے آرڈیننس کی شکل میں آیا تھا اور ایک سال کی میعاد ، جس کا وہ ذکر کر رہے ہیں ۔ آرڈیننس اور ایکٹ میں دی گئی مدت کو ملا کر پوری ہو جاتی ہے ۔ میں اتنی وضاحت کر دینا ضروری سمجھتا تھا کیونکہ معلوم یہ ہوتا ہے کہ ٹریژری بنچز اور قائد حزب اختلاف اصولی طور پر اس بات پر متفق ہیں کہ اس کی میعاد میں اضافہ ہونا چاہیے تھا ۔ اس بل کے پاس ہونے میں ایوان کو دلچسپی ہوگی اور عوام کا بھی اس میں مفاد وابستہ ہے کہ یہ بل جلدی پاس ہو سکے ۔ دونوں اطراف سے اس کی توثیق کی جانی چاہیے ۔

Mr. Speaker. Now, the question before the House is :

> That the Punjab Tenancy (Validation and Extension of Period for the Payment of Compensation (Admen-

> ment) Bill, 1977 be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st August, 1977.

(The motion was lost)

Mr Speaker. Now, I put the main motion to the vote of the House.

The question is :

> That the Punjab Tenancy (Validation and Extension of period for the payment of compensation) (Amendment Bill, 1977 be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

صاحبزادہ ظفر عباس - جناب والا - یہ ترمیم میں نے صرف اس لئے پیش کی ہے - کہ جہاں تک موروثی مزارعین کو حقوق ملکیت دینے کا تعلق ہے وہ مسئلہ آج سے بیس سال پہلے حل ہو چکا ہے - مگر ایک چیز جو ابھی تک چل رہی ہے - وہ یہ ہے کہ بہت سے مزارعین جن کو موروثی حقوق مل چکے تھے اور ابھی تک معاوضہ ادا نہیں کیا گیا اب ہر سال ان کی میعاد کو بڑھا دیا جاتا ہے - اب بجائے اس کے کہ میعاد میں ایک سال کی توسیع کر دی جائے اسے کم کرکے صرف پانچ یا چھ ماہ کر دیا گیا ہے یعنی دسمبر 1976ء سے یہ مدت پانچ یا چھ ماہ کر دی جائے گی - اس کے علاوہ جناب والا - اس قسم کے مزارعین جنہوں نے معاوضہ ادا نہیں کیا ہوگا - ان کے حقوق ملکیت خطرے میں پڑ جائیں گے - حالانکہ اس سے پہلے وہ کتنا ہی معاوضہ کیوں نہ ادا کر چکے ہوں - اس لئے میں نے یہ ترمیم پیش کی تھی کہ اس میعاد کو دسمبر 1978ء تک بڑھا دیا جائے - تاکہ یہ اس کی اچھی طرح سے مشتہری ہو جائے اور لوگ اپنے جملہ بقایا جات ادا کر سکیں - یہ نہایت اہم چیز ہے - کیونکہ مزارع کے پاس اتنے وسائل نہیں ہوتے کہ وہ معاوضہ کی رقم فوری طور پر ادا کر سکے - لہذا ان کے لئے جب نوٹس جاری ہو جائے گا اور مناسب مدت کی مہلت دی جائے گی تو لوگ رقم ادا کر سکیں گے - ورنہ شارٹ نوٹس سے زیادہ مسائل پیدا ہو جائیں گے - اس لئے میں ایوان سے گزارش کروں گا کہ میری اس اہم ترمیم کو فوری طور پر منظور کر لیا جائے -

سردار صغیر احمد - جناب سپیکر - میرے خیال میں قائد حزب اختلاف نے بل کی اصل روح کو نہیں سمجھا - یا پھر سمجھنے کی کوشش نہیں کی - در اصل 5 نومبر 1977ء کی میعاد ختم ہو چکی تھی جس کے تحت موروثی مزارعین کو اختیار دیا گیا تھا کہ وہ معاوضہ ادا کرکے زمین کے مالکانہ حقوق حاصل کر لیں - جیسا کہ آپ سمجھتے ہیں عوامی حکومت کا مقصد یہ ہے کہ کسانوں مزدوروں اور غریب عوام کی بھلائی کے لئے کام کیا جائے - جس طرح اس بل کے اغراض و مقاصد سے ظاہر ہوتا ہے - یہ رعایت موروثی مزارعین کو دی گئی تھی اور وہ اب مالکانہ حقوق حاصل کر سکتے ہیں - اس کی میعاد 5 نومبر 1977ء کو ختم ہو چکی تھی - حکومت نے اپنی ہمدردانہ پالیسی کے تحت اب یہ رعایت دی ہے - اور اس کے لئے آرڈیننس کو بل کی صورت میں اس ایوان میں پیش کیا ہے - جناب والا - چھ سات سال کا عرصہ گزرنے کے باوجود بھی جو مزارعین حقوق حاصل کرنے کا حق کھو چکے تھے یہ لوگ معاوضہ ادا کرکے مالکانہ حقوق حاصل کر سکیں گے - جناب والا - عوامی حکومت کی بنیادی پالیسی یہ ہے کہ اس ملک کے مزارعین کو خوشحال کیا جائے - اس کے باوجود جو لوگ اپنے حقوق سات سال سے سلب کروا چکے تھے اب دوبارہ حق ملکیت حاصل کر لیں گے - یہ صرف حکومت کی مزارع دوستی کی بنیاد ہے - یہی وجہ ہے کہ یہ بل ایوان میں پیش کیا گیا ہے -

جناب والا - جہاں تک میعاد کا تعلق ہے میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ ہمارے معاشرے میں خاص طور پر مسلمانوں میں یہ عادت موجود ہے کہ اس وقت تک کوئی کام نہیں کیا جاتا جب تک پانی سر سے نہ گزر جائے - اس کے لئے ایک مثال بہت مشہور ہے جب ہندوستان پاکستان اکٹھے تھے ہندوؤں کی جو اکثریت تھی وہ زیادہ ایڈوانس تھی مسلمان ہمیشہ اس وقت کام کیا کرتا تھا جب پانی سر پر آ جاتا تھا اور ایک طبقہ اس وقت بھی ایسا تھا جو پانی سر پر آنے کے باوجود کام نہیں کیا کرتا تھا اور ہوش میں نہیں آیا کرتا تھا - اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ اس کی میعاد میں مزید توسیع نہ کی جائے کیونکہ جو لوگ 24 سال گزرنے کے باوجود اپنے حقوق حاصل نہیں کر سکے وہ 2 ماہ کی مزید مدت میں یا دو سال کی

مدت میں بھی مالکانہ حقوق حاصل نہیں کر سکیں گے ۔ بلکہ بعد میں یہ جو تجویز پیش کروں گا کہ اس بل کو پاس کرنے کے بعد زیادہ مشتہر کیا جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو پتہ چل سکے اور بروقت معاوضہ ادا کر کے اپنے حقوق ملکیت حاصل کر سکیں ۔ اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ ترمیم منظور نہ کی جائے ۔ شکریہ ۔

ملک محمد اسلم ۔ جناب والا ۔ جہاں تک بل کی اہمیت کا تعلق ہے فوائد کا تعلق ہے وہ صاف ظاہر ہے ۔ لیکن میرا اس سلسلے میں پوائنٹ یہ تھا کہ اس میں occupancy tenants لکھا گیا ہے ۔ مگر ہمارے علاقہ میں ایک خاص قسم کے مزارعین ہیں جو شائد پنجاب میں اور کہیں جگہ نہیں ہیں ۔ اور ان کو مقوی دار مزارعین کہا جاتا ہے ۔ جو بھی کوئی قانون بنتا ہے وہ occupancy tenants کے لئے ہوتا ہے یا موروثی مزارعین کے لئے ہوتا اسی سے ان مقوی دار مزارعین کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا ۔ آپ کو یاد ہوگا اس سے پہلے بھی ایک بل occupancy tenants کے متعلق اس ایوان میں پیش کیا گیا تھا مگر اس سے ان مزارعین کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا تھا ۔ اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ ان مزارعین کے لئے بھی قانون میں کوئی گنجائش رکھی جائے ۔ یا وزیر موصوف اپنے محکمہ کو حکم دیں کہ مقوی دار مزارعین کو بھی ان کے برابر سمجھا جائے ۔ اس کے ساتھ ہی میں اس بل کی حمایت کرتا ہوں کیونکہ اس سے ہمارے مزارعین کو بڑا فائدہ حاصل ہوگا ۔ شکریہ

Mr Speaker. Now, we will take up the Bill clause by clause. Amendment No. 1 Satdarzada Sahib.

(Clause 2)

Sardarzada Zafar Abbas. I beg to move :

> That in Clause 2 of the Bill, for the inverted commas, words, comma and the figures' "on or before thirtys-first day of December, 1977", occurring in lines 5-6, the words;

comma and the figures "on and from December, 1978" be substituted.

Mr. Speaker. The motion moved is :

That in Clause 2 of the Bill, for the inverted commas, words, comma, and the figures "on or before thirty-first day of December, 1977" ouccring in lines 5-6, the words, comma and the figures "on and from December, 1978" be substituted.

Minister for Law. Opposed.

مہر محمد ظفر اللہ بھروانہ - جناب والا - مجھے افسوس ہے کہ معزز اراکین کو تقریر کرنے کا شوق تو ضرور ہوتا ہے لیکن موضوع زیر بحث پر ان کی انفارمیشن بھی مکمل ہونی چاہئیے - یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ حکومت یہ چاہتی ہے کہ موروثی مزارعین کو رعایت دی جائے یہ بل جو ہے - جو اس کے الفاظ ہیں اس میں مزارعین کو کوئی رعایت نہیں دی جا رہی ہے - جیسے ہمارے فاضل رکن سردارزادہ ظفر عباس نے ابھی وقت مانگا تھا - وہ اس لئے نہیں مانگا تھا اس کی کئی وجوہات ہیں در حقیقت اس کی میعاد 1970 تک تھی - کہ موروثی مزارعین اگر معاوضہ ادا کر دیں ، تو ان کو حقوق ملکیت مل جائیں گے - لیکن اس کے بعد جو زرعی اصلاحات پاکستان پیپلز پارٹی کے دور میں ہوئیں - اس میں جو زمین مالکان سے لی گئی وہ مزارعین کو بلا معاوضہ دے دی گئی جس پر موروثی مزارعین نے یہ مطالبہ کیا کہ چونکہ اس وقت مزارعین کو زمینیں دی گئی ہیں ان سے کسی قسم کا معاوضہ نہیں لیا گیا - لہذا ہمیں بھی یہ معاوضہ معاف کیا جائے۔ یہی وجہ ہے جس وجہ سے تاخیر ہوتی رہی ورنہ - جناب والا - اگر کسی کو کہا جائے کہ آپ معاوضہ ادا کریں اور حقوق ملکیت لے لیں - یہ تو ان کا مطالبہ ہوتا ہے وہ اس وقت فوراً ادائیگی کر دیتے اور انہیں حقوق ملکیت مل جاتے - ان کا صرف یہ مطالبہ تھا کہ جیسے دوسرے مزارعین کو بلا معاوضہ زمینیں دی گئی ہیں ہمیں بھی اسی طرح سے دی جائیں - - -

مسٹر سپیکر - لیکن نہ یہ ایکٹ ہے اور نہ یہ ترمیم ہے -

مسٹر محمد ظفر اللہ بھروانہ۔ جناب والا ۔ میں اصل مفہوم عرض کر رہا ہوں کہ اس کی وجوہات کیا ہیں کہ وہ یہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ ہمیں یہ معاوضہ معاف کر دیا جائے ۔ اس میں تاخیر ہو رہی ہے اب اس ایکٹ کی رو سے یہ پابندی لگ رہی ہے کہ دسمبر 1977ء تک اگر انہوں نے یہ معاوضہ ادا نہ کیا تو پھر وہ مالک نہیں بن سکتے۔ اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ یہ میعاد بڑھائی جائے اور یہ بھی استدعا کی جائے کہ اس کو معاف کیا جائے ۔ کیوں کہ زمیندار یا مالک کے گھر نہیں جاتا ہے بلکہ صرف حکومت کے پاس جاتا ہے ۔ وہ رقبے جو کہ موروثی مالکان کے پاس ہیں ۔ وہ موروثی کی صورت میں انہیں ملے ہیں وہ حکومت کے نہ تھے جب مالکان کو کچھ نہیں مل رہا تو حکومت کو کیا حق ہے کہ یہ میعاد بڑھائی جائے ممکن ہے کہ کوئی ایسی سٹیج آئے کہ یہ معاوضہ معاف ہو جائے ۔

مسٹر خالد الطاف لطیفی ۔ جناب والا۔ اس معزز ایوان میں جو تاریخ ساز قانون سازی کی گئی ہے اور جس کا ایک حصہ ایک بل کی صورت میں میرے پاس موجود ہے اور دوسرا بل بھی اس تاریخ ساز اور قانون سازی کا ایک حصہ ہے ۔ اس کے لئے میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ اکثر یہ کہا جاتا ہے کہ اس معزز ایوان کی عمر بہت تھوڑی ہے ان معزز اراکین سے جو کہ اس وقت تشریف رکھتے ہیں ۔ میں خاص طور پر مستحق مبارکباد سمجھتا ہوں کہ یہ مختصر عہد جو کہ شاید مختصر ہو اس میں جو تاریخ ساز اور عہد ساز قانون سازی کی گئی ہے ۔ اس کے لیے میں ان کو مبارکباد دیتا ہوں ۔ جہاں تک بل زیر بحث کے متعلق شاید قائد حزب اختلاف یہ بات بھول گئے ہیں کہ ان مزارعوں نے جنہوں نے یہ معاوضہ ادا کرنا ہے انہیں صرف برائے نام ادائیگی کرنی ہے ان کو کسی قسم کی بھاری رقم ادا نہیں کرنی ۔ میرے خیال میں جو رائج الوقت قانون ہے وہ یہ ہے کہ ان کو Twenty times of the land revenue pay کرنا ہوگا اور وہ معاوضہ اتنا برائے نام ہے کہ اس کے لئے لمبی چوڑی مدت دینا میرے خیال میں کوئی ایسی مصلحت نہیں ہے ۔ یہ صرف قانون سازی کو التوا میں ڈالنا چاہتے ہیں اس کے علاوہ جیسا کہ سردار صغیر صاحب نے پہلے فرمایا

ہے کہ ہم لوگ تساہل کے اس قدر عادی بن گئے ہیں کہ جب تک ہمیں مہمیز نہ لگائی جائے ہماری عدیں مقرر نہ کی جائیں ہم عمل کرنے میں سست روی سے کام لیتے رہے - جیسا کہ اس سے پیشتر دوسرے فاضل ممبران نے بھی کہا ہے کہ یہ معاوضہ 1970ء تک ادا کرنا مقصود تھا لیکن قائد عوام کی زیر قیادت جس نے ہمیشہ مزارعوں کا ساتھ دیا - وہ قیادت جس نے ہمیشہ کسانوں کا ساتھ دیا - جس نے ہمیشہ غریبوں کا ساتھ دیا - have not کا ساتھ دیا اور وہ قیادت جس نے حالیہ کی منسوخی کی ہے اسی قیادت نے ہاؤس میں بل پیش کرا کر پاکستان پیپلز پارٹی کے کارکنوں کو اور پارلیمنٹ کے اراکین کو ایک بہت بڑا اعزاز بخشا ہے - اور ان مزارعین پر down trodden class کی بہت بڑی حمایت کی ہے اور میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ چھ ماہ کے عرصہ میں یہ جو برائے نام معاوضہ ہے انشاءاللہ وہ لوگ ادا کریں گے۔ اور یہ ملک ترقی کی طرف گامزن ہوگا - اس میں ایک بات اور بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ مکمل ملکیت حاصل ہو جانے کے بعد ان مزارعین کو یہ احساس پیدا ہوگیا - اور وہ پیداوار میں یقیناً اضافہ کریں گے اور یقیناً اضافہ ہوگا - اور وہ جتنی جلد معاوضہ ادا کریں گے - اتنی ہی جلد پیداوار میں اضافہ ہوگا - لہٰذا میں اس بل کی پر زور حمایت کرتا ہوں -

ملک محمد اعظم خان - جناب سپیکر- میں آپ کی وساطت سے فاضل ممبر سردار زادہ ظفر عباس کی ترمیم کے بارے میں اس قدر گذارش کروں گا کہ انہوں نے یہ سمجھتے ہوئے کہ اتنے لمبے عرصے کی مدت میں ان مزارعین نے جس slackness کا اظہار کیا ہے - انہوں نے آج تک رقم جمع نہیں کرائی ہے اس کے پیش نظر اس میں ایک سال کی مدت بڑھا دینے کا مطالبہ کیا ہے - میں سمجھتا ہوں کہ ان کا ارادہ اگر اس حد تک ہے کہ ان مزارعین کو سہولت حاصل ہو کہ یہ مدت 6 ماہ کی حد بجائے ایک سال کر دی جائے وہ بجا ہے - لیکن میں فاضل ممبر سے استدعا کروں گا کہ اس کو اس صورت میں پیش نہ کریں کہ ایک سال مدت کر دیں - یہ زیادہ بہتر ہوتا اگر وہ اس بل کو اس شکل میں پیش کرتے کہ ان مزارعین کو جو کہ اتنے عرصہ تک معمولی رقم جمع نہ کرا سکے ان کو نوٹس جاری کریں اور

اس تعلق میں میعاد مقرر کریں ۔ اس کے بعد اگر پھر بھی رقم جمع نہ کرائیں تو پھر یہ الزام ان پر لگتا ہے ۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ مزارعین جن کو ابھی تک یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ وہ اس زمین کے "occupancy tenants" ہیں ۔ جب کہ وہ اپنے آپ کو مالک تصور کرتے ہیں اور وہ عرصہ دراز سے اس پر قابض ہیں ۔ اور ان سے کبھی کسی مالک نے بھی نہیں پوچھا ہے ۔ کہ یہ زمین ان کی نہیں ہے ۔ ان میں سے اکثریت ان پڑھ لوگوں کی ہے ۔ وہ یہ نہیں سمجھتے ہیں کہ یہ occupancy tenant کیا ہوتا ہے ۔ یہ اس سے زیادہ بہتر ہے کہ انہیں نوٹس جاری کئے جائیں جن میں انہیں بتلایا جائے کہ آپ occupancy tenants ہیں آپ کو ابھی تک proprietory rights نہیں ملے ۔ . . . . .

مسٹر سپیکر ۔ آپ ایک نئی تجویز پیش کر کے خود ہی اس پر بحث کر رہے ہیں آپ موجودہ ترمیم پر بات کریں ۔

ملک محمد اعظم خان ۔ . . . میں وہی کہہ رہا ہوں کہ فاضل ممبر کی یہ ترمیم ناقص ہے ۔ ان کو یہ ترمیم دوسری شکل میں دینی چاہئے تھی ۔ ان کی intention کے بارے میں کہہ رہا ہوں کہ وہ درست نہیں ہے ۔ ویسے میں ان کے ساتھ agree کرتا ہوں یہ میری submission ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ شیخ باسط جہانگیر ۔

شیخ باسط جہانگیر ۔ جناب سپیکر ۔ میرے فاضل دوست ظفر عباس صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ چھ ماہ کی مدت مختصر مدت ہے ۔ لیکن جناب والا ۔ میں نے کالج کی زندگی سے عملی سیاست میں حصہ لیا ہے اور اس وقت میں نے سیاست شروع کی جب جناب ذوالفقار علی بھٹو نے اس قوم کے غریب عوام کو غریبوں کو کسانوں کو اور مزدوروں کو ایک نئی راہ دی ۔ جناب والا ۔ اس مختصر سی مدت میں پاکستان پیپلز پارٹی اور قائد عوام جناب ذوالفقار بھٹو نے بہت سی ایسی اصلاحات کیں جنہیں اس دبے ہوئے طبقات کو ابھارنے کے لئے ایک بہت ہی معمولی سی کوشش کہا جا سکتا ہے ۔ کیونکہ جناب والا ۔ مجھے وہ دن بڑی اچھی طرح یاد ہے جب ہم سڑکوں

پر لگے تھے اور ہم نے وعدے کئے تھے کہ ہم قابض مزارعین کو ان کے حقوق کی ملکیت دلائیں گے ۔ جناب والا ۔ یہ معاملہ 1970ء سے التوا میں چلا آ رہا ہے ۔ جناب والا ۔ دنیا اتنی تیزی سے آگے بڑھ رہی ہے اور ہم نے بھی آگے بڑھنا ہے اس معاملے کو جو ہمارے ملک کی بہت بڑی آبادی کے متعلق ہے کیوں التوا میں ڈالا جائے ۔ آخر کیوں نہ اسے اس سٹیج پر لایا جائے کہ یہ finalize ہو جائے ۔ جناب والا ۔ میرے فاضل دوست نے فرمایا ہے کہ آج کا یہ دن تاریخ ساز ہے اور یقیناً آج کا بل بھی تاریخ ساز ہے اور انشاءاللہ تعالیٰ مستقبل میں آنے والی اسمبلی اس بل کو ضرور یاد رکھے گی اور آج کے بل نے ایک نیا راستہ دیا ہے وہ اس عمل کو آگے بڑھائے گا جو جناب ذوالفقار علی بھٹو نے 1970ء میں قوم کو دینے کا وعدہ کیا تھا ۔ جناب والا ۔ یہ ابھی ابتداء ہوئی ہے یہ تو ابھی اے ۔ پی ۔ سی ہے اور اگر اے ۔ پی ۔ سی کو ختم نہ کیا جائے گا تو پھر زیڈ پر ہم کیسے پہنچیں گے ۔ اس لئے جناب والا ۔ میں اس بات سے اتفاق نہیں کرتا بلکہ میں پر زور مخالفت کرتا ہوں لیکن جناب والا ۔ اس کے ساتھ ایک مسئلہ میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ جناب والا ۔ میرے حلقہ انتخاب میں کرسچین میونٹی کا ایک دیہات کلارک آباد ہے ۔ 1890ء کے دوران وہاں چرچ مشنری کے پاس دو قطعات اراضی تھے ، ایک 856 ایکڑ کا اور دوسرا 940 ایکڑ کا ۔ گورنمنٹ آف پاکستان نے بعد میں اسے اپنے قبضہ میں لے لیا ۔ اور ایک قطعہ کا حق ملکیت مزارعین کو دے دیا ۔ لیکن جناب والا ۔ بڑا قطعہ جو 940 ایکڑ رقبہ کا ہے اور جس پر اب جو موجودہ مزارعین ہیں وہ میرا خیال ہے وہاں ڈیڑھ سو سال سے آباد چلے آ رہے ہیں ۔ اگر ان کو اس بل میں نہ شامل کیا جائے اور ان مزارعین کو حق ملکیت نہ دلایا جائے ۔ تو جناب والا ۔ میں یہ سمجھوں گا کہ یہ بل نامکمل ہے ۔ اس لئے میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے گزارش کروں گا کہ از راہ کرم اس 940 ایکڑ اراضی کے مزارعین کو بھی اس میں تھوڑی سی جگہ دے دی جائے تاکہ پاکستان پیپلز پارٹی اور جناب ذوالفقار علی بھٹو کے وعدے کو پورا کیا جائے ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں ایم شریف ظفر جوئیہ ۔

مسٹر محمد شریف ظفر جوئیہ ۔ جناب سپیکر، زیر بحث مسئلہ پر ہمیں اس کے متعلقہ قانون کو دیکھنا ہوگا جناب والا۔ 1952ء میں پنجاب ٹیننسی ایکٹ میں ترمیم ہوئی تھی اور اس میں سیکشن 104 کے ذریعے occupancy tenants ختم کئے گئے تھے اور اس قانون کے ذریعے جو مزارعین موقع پر قابض تھے، ان کو ملکیتی حقوق دیئے گئے تھے ۔ جناب والا ۔ چونکہ یہ مسئلہ میعاد کا ہے ۔ تو آپ ملاحظہ فرمائیں کہ 1952ء سے لیکر آج تک تقریباً 25 سال ہو چکے ہیں اور اس عرصہ میں وقتاً فوقتاً ان کو میعاد ملتی رہی ہے اور اس میعاد میں اضافہ بھی ہوتا رہا ہے اور جیسا کہ میرے فاضل دوست سردار صغیر احمد صاحب نے فرمایا کہ occupancy tenants اپنے حقوق سے بخوبی آگاہ ہیں اور واقف ہیں ۔ اور ایک فاضل ممبر نے فرمایا کہ ان کو اتنا شعور نہیں ہے ۔ جناب والا ۔ میں ان سے اتفاق نہیں کرتا ۔ کیوں کہ جب سے یہ عوامی حکومت برسر اقتدار آئی ہے ، میں سمجھتا ہوں کہ جس نے پسے ہوئے طبقات کی نمائندگی کی ہے ۔ جتنے پسے ہوئے طبقات کے حقوق کی نگہداشت کی ان سب میں سے یہ مزارعین کا ایک ایسا طبقہ ہے جس کی سب سے زیادہ نمائندگی ہوئی ہے ، جس میں سب سے زیادہ بیداری پیدا کی گئی ہے ۔ اور جس میں سب سے زیادہ شعور پیدا کیا گیا ہے ۔ اور جن کے حقوق کی نگہداشت کی گئی ہے ۔ جناب والا ۔ میں نہیں سمجھتا کہ پچیس سال تک ایک occupancy tenant اپنے حقوق کے معاملے میں سویا ہوا ہو اور اسے معلوم نہ ہو ۔ میرے اپنے علم میں یہ ہے کہ occupancy tenants کو 99 فی صد کی حد تک ملکیتی حقوق مل چکے ہیں اور وقتاً فوقتاً ان کی کمپینسیشن کی ادائیگی میں جب پچھلی دفعہ دو ، تین مرتبہ اضافہ ہوا تو اس سے انہوں نے پورا پورا فائدہ اٹھایا ۔ جناب والا ۔ اب یہ معاملہ بہت اہم ہے کیوں کہ جو مزارعین موقع پر قابض نہیں ہیں ، ان کے حقوق پنجاب ٹیننسی امنڈمنٹ ایکٹ کی دفعہ 144 کے ذریعے ویسے ہی ختم ہو چکے ہیں ، اب اگر کوئی مزارع باقی رھتا ہے تو میں سمجھتا ہوں یہ چھ ماہ کی میعاد بہت زیادہ ہے اور اس میں یہ اضافہ ضرور رہی تا کہ مشتہری و منادی وسیع پیمانے پر ہو جائے ۔ میں اس گزارش کے ساتھ یہ عرض کرونگا کہ یہ میعاد کافی ہے اور اسے منظور فرمایا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر محمد خان چوہدری ۔

چوہدری محمد خان - جناب سپیکر - اس اسٹینٹ کے بارے میں ہم نے دیکھنا یہ ہے کہ آیا جو occupancy tenants 1952ء میں تھے اب بھی وہ تمام کے تمام موجود ہیں ، میرے اپنے خیال میں نہ ہے کہ کافی مزارعین نے حقوق ملکیت حاصل کر لئے ہیں - ان میں سے جو باقی رہ گئے ہیں ان کے لئے اس حکومت نے یہ ایک اور موقع فراہم کر دیا ہے تا کہ وہ اپنے حقوق حاصل کر لیں اور ان کے لئے یہ extension دی جا رہی ہے - حکومت کی یہ intention نہیں ہے کہ کسی کے لئے کوئی hardship پیدا کی جائے اور ان کو مالکانہ حقوق نہ دیئے جائیں - اگر جناب والا - کوئی ایسا معاملہ اس پریڈ کے بعد بھی حکومت کے علم میں آئے گا تو میرا خیال ہے ان پر کوئی سختی نہیں کی جائیگی کہ ان کو مالکانہ حقوق نہ دیئے جائیں - پھر بھی extension ہو سکتی ہے - دوسری بات میرے فاضل ممبر نے یہ کہی ہے کہ ہو سکتا ہے کہ وہ مزارعین اس لئے ان کا معاوضہ ادا نہیں کرتے کیونکہ ان کا خیال ہے کہ ممکن ہے کہ ان کی معافی ہو جائے ، جس طرح لینڈ ریونیو میں دوسرے مزارعین کو ہوئی ہے - میں سمجھتا ہوں کہ فاضل دوست کو اگر ہمدردی ہے اور ہونی بھی چاہئے اور نہ رقم بھی اتنی زیادہ نہیں بنتی اس کے لئے ایک پرائیویٹ بل پیش کیا جا سکتا ہے اور اس طریقہ کار کو یہ ایوان بھی سراہے گا اور اگر ہو سکا تو ہم انشاءاللہ اپنی رائے ان کی معافی کے لئے بھی دے دیں گے اور اگر وہ چاہتے ہیں ، اور اگر ان کی خواہش ہے تو علیحدہ بل پیش کیا جا سکتا ہے - موجودہ بل کی extension چھ ماہ یعنی دسمبر تک دی گئی ہے ، یہ معقول ہے اور میں اس کی تائید کرتا ہوں کہ اس بل کو فوری طور پر پاس کیا جائے -

Chaudhri Muhammad Afzal. Sir, the original clause put forward in the present Bill gives a certain period, i.e., upto 31st day of December 1977 whereas the amendment moved by my learned friend, Sardarzada Zafar Abbas, does not give a certain period. The amendment.........

Mr. Speaker. Please use the mike.

Chaudhri Muhammad Afzal. The amendment says that we should delete the words "thirty-first day of December, 1977"

and insert the words "on and from December, 1978". According to this amendment the period will start "on and from December, 1978" and after that there is no limit. He has not given a specifi date although he has debated that there should be one year instead of six months. According to his amendment, as printed in the list, the limitation will start from thirty-first day of December, 1978 and there is no end to it. There is a fixed period given in the original Bill and we cannot give indefinte period for the payment of compensation to the occupancy tenants. My suggestion is that this amendment should be rejected.

Mr. Irshad Muhammad Khan. Sir, the usefulness and viability of the Bill has has uot been disputed by memebrs of the Opposition. It was a matter of great satisfaction that, in principle, they endorsed the Bill unlike the previous Bill pertaining to the abolition of land revenue which has been passed after today. The only question for determination, as raised by the amendment, is whether extension of time should be given or not. The past history of this Bill show that right from 1952, during the period Mr. Daultana's regime, till 1970 for a period spreading over 18 years, times out of number extensions were being given and the tenants have utilized those extensions but complete ownership and extinction of occupancy rights had not matured till 1970. We are accustomed to such things and we expect that in the normal course of events, a Bill has got to be extended as in this instant case for the last two and a half decades these extensions have been having new life and lease every now and then. My submission is that this thing must come to an end once and for all. The tenants must also realise that they have their liability and responsibily to discharge and, therefore, this legislation must not be made a mockery again and again by periodical extensions. If the proposition of the Leader of Opposition is accepted it would mean that the tenants will further feel that it is a routine process as is evident from the past history of this legislative enactment and that time will again be given. I do agree with my learned friend, Sardar Saghir Ahmed, that

it should be given wide publicity throrgh every media, namely, Radio, Television and Press that no further extension shall be given so that the tenants should know that no further time shall be given to them becaucs most of the tenants perceive and speculate it to be a short time and expect that it will again be extended by this House. The House will have to its creoit having moved a Bill and giving a right again to them that had lapsed in the year 1970. As was narrated by one of my learned friends we are accustomed to it. We ouly board the train when it is in motion. We never come to the railway station ahead of time. They must know the material proposition irrespective of the arguments of the leader of Oppsition that why time should be extended. Extension of time in the past has not proved so effective as it should have been from 1952 to 1967. It is a matter spreading over 25 years. People must have born during that period and those tenants must have further created the problem of progeny by multiplication. They further seem to feel that they are tenants at will under Occupancy Act; Section 5 (1) (a) (b) (c) and (d) or Section 6 or 8. It was given wide publicity in 1952, as I distinctly remember, through all "Zarai Iblagh". The result was that complete acquisition of proprietory rights has not so far been obtained. I also feel that the amount to be paid by the tenants is negligible. It is not a huge amount. There is no ostensible reason or any apparent justification for seeking time for its extension upto the end of the year 1978. The amendment has been moved simply for the sake of moving an amendment because there is no reasonable cause to extend the time further and time given now by this House, I think, is fair enough. The tenants must know that the days are over and no further extension shall be given and that this is the last chance. I, therefore, vehemently oppose the amendment and submit that the Bill be passed as proposed.

Begum Rehana Sarwar. Since enough discussiou has taken place on this Bill, I move that question for closure be put.

Mr. Hamid Kamal. Point of information. Is the worthy lady member entitled to move closure?

Mr. Speaker. Any member can move a closure motion. Before I take up your closure motion, Begum Sahiba, I want to make one thing clear from the mover of this amendment. Sardarzada Sahib you have given this amendment and you have said that the inverted commas, words and the figures "on and from December, 1978" be substituted. Although this amendment has not been objected to by the Treasury Benches but will it not make an unintelligible reading? Should I say would it not be out of order? Will it make any sense if this amendment is carried?

سردار زادہ ظفر عباس - جناب والا - کچھ پرنٹنگ میں غلطی ہو گئی ہے - میرا ترمیم پیش کرنے کا مطلب یہ ہے کہ "31 دسمبر 1977ء" کی بجائے "دسمبر 1978ء" ہو - یہ misprint ہو گیا ہے -

مسٹر سپیکر - میں نے اسی لئے آپ کی اصل ترمیم منگوائی ہے - اس میں بھی لفظ اسی طرح سے ہے جس طرح پرنٹ ہوا ہے on and from December, 1978 آپ اس سے تو متفق ہوں گے - کہ اگر اس شکل میں ترمیم کو پاس بھی کر لیا جائے تو اس کا کوئی مطلب نہیں ہے -

سردار زادہ ظفر عباس - جی ہاں - اس میں تھوڑی سے غلطی ہو گئی ہے -

Mr. Speaker. Anyhow, although this amendment was not in order but, since no objection was raised, a discussion has taken place over it. I will put this amendment to the vote of the House.

Mr. Speaker. The question is :

> That in Clause 2 of the Bill, for the inverted commas, words, comma and the figures "on or before thirty-first day of December, 1977", occurring in lines 5-6, the words, comma and the figures "on and from December, 1978" be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That Clause 2 stand part of the Bill.

(The motion was earried)

(Clause 1)

Mr. Speaker. Clause 1 There is an amendment by Sardarzada Sahib.

Sardarzada Zafar Abbas. I beg to move :

> That in sub-clause (3) of Clause 1 of the Bill, the words, figures and comma "and shall be deemed to have taken effect on and from 27th December, 1976", occurring in lines 1-3, be deleted.

Mr. Speaker. The motion moved is :

> That in sub-clause (3) of Clause 1 of the Bill, the words, figures and comma "and shall be deemed to have taken effect on and from 27th December, 1976", occurring in lines 1-3, be deleted.

Minister for Law, Opposed.

سردار زادہ ظفر عباس - جناب والا - مجھے حیرانی ہوتی ہے کہ کل تو حزب اختلاف پر یہ الزام دیا جا رہا تھا کہ مزارعین یا دوسرا طبقہ یعنی جو چھوٹے زمیندار ہیں ان کے لئے مالیے کے معاملے میں حزب اختلاف صحیح نظریہ نہیں رکھتی - لیکن آج مجھے یہ دیکھ کر اور سن کر بڑی حیرانی ہوئی جیسے کسی نے کہا ہے -

ہم ہوئے کافر تو وہ کافر مسلمان ہوگیا

اسی طرح سے جب ہم نے یعنی حزب اختلاف نے یہ تجویز پیش کی کہ مزارعین کو ایک سال کی مہلت دی جائے تو حزب اقتدار نے اس کی مخالفت کی لیکن مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ اب حزب اقتدار اس سے کیوں گھبراتی ہے - بات تو صرف اتنی ہے ، حزب اقتدار جو دعوے کرتے ہیں کہ ہم

مزارعین کے حقوق کے محافظ ہیں ، ہم نے مزارعین کے لئے یہ کیا ، ہم نے مزارعین کے لئے وہ کیا ۔

Minister for Law and Parliamentary Affairs. On a point of order. I presume that the hon'ble Leader of Opposition is not speaking on the amendment and on Clause 1 of the Bill.

Sardarzada Zafar Abbas. It is introduction to that.

Mr. Speaker. He is making out a point. So far he has not been able to make his point.

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جن مزارعین کے حقوق کے تحفظ کے لئے حزب اقتدار بار بار اپنے دعوے کو دہرا رہی ہے ۔ میں نے اسی کی تائید کی ہے ، میں نے صرف اتنا کہا ہے کہ مزارعین کو زیادہ سہلت دی جائے تاکہ ان کو آسانی ہو ۔ ان کو سہولت ہو ، لیکن خدا جانے کیا بات ہے کہ حزب اقتدار کو یہ بات پسند نہیں آتی ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ سردار زادہ صاحب ۔ آپ 27 دسمبر 1976ء والے جو الفاظ ہیں ان کے متعلق فرمائیں ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ میں وہی عرض کر رہا ہوں ۔ اس کے متعلق میں نے ترمیم بھی اسی لئے دی ہے کیوں کہ اس میں کچھ ابہام سا تھا ۔ اور وہ یہ کہ

> 1(3) It shall come into force at once and shall be deemed to have taken effect no and from 27th December, 1976.

میں نے اس ابہام کو دور کرنے کے لئے یہ ترمیم دی ہے کہ 27 دسمبر 1976 سے اس کا اطلاق زیب نہیں دیتا ۔ اگر اس کا اطلاق کرنا تھا تو وہ 5 نومبر 1970ء سے کیا جانا چاہئے تھا ۔ جس دن سے یہ بل ختم ہو گیا تھا یا یہ میعاد جو مزارعین کو حقوق دینے کی تھی یا ان سے compensation لینے کی تھی وہ ختم ہو گئی اس کا جو درمیانی وقفہ ہے وہ ویسے ہی رہے گا ۔ یہ چھ سال ہیں اور یہ چھ سال صرف 27 دسمبر 1976ء کہہ دینے سے پورے نہیں

ہوئے۔ اس کے متعلق میں یہ عرض کروں گا کہ اس میں جو atonce کا لفظ ہے رہنے دیا جائے اور دیگر الفاظ

and shall be deemed to have taken effect on and from 27th December, 1976.

کو حذف کیا جائے۔ ورنہ اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

Mr. Speaker. The question is :

That in sub-clause (3) of Clause 1, of the Bill, the words, figures and comma "and shall be deemed to have taken effect on and from the 27th December, 1975" occurring in lines 1-3, be deleted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

The Clause 1 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(Preamble)

Mr. Speaker. The question is :

That the Preamble do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(Long Title)

Mr. Speaker. The question is :

That the Long Title do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Minister for Law and Parliamentary Affairs. Sir, I move:

That the Punjab Tenancy (Validation and Extension of Period for

payment of Compensation) (Amendment) Bill, 1977 be passed.

Mr. Speaker. The motion moved and the question is :

That the Punjab Tenancy (Validation and Extension of Period for payment of Compensation) (Amendment) Bill, 1977 be passed.

(The motion was carried)

مسودہ قانون (ترمیم) مزارعت پنجاب مصدرہ 1977ء
(مسودہ قانون نمبر 5 بابت 1977)

وزیر قانون و پارلیمانی امور - جناب والا - میں اس ایوان میں مسودہ قانون (ترمیم) مزارعت پنجاب مصدرہ 1977ء پیش کرتا ہوں -

مسٹر سپیکر - مسودہ قانون (ترمیم) مزارعت پنجاب مصدرہ 1977ء روبرو ایوان پیش ہے -

وزیر قانون و پارلیمانی امور - جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ جہاں تک مسودہ قانون (ترمیم) مزارعت پنجاب مصدرہ 1977ء کا تعلق ہے قواعد الضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1973ء کے قاعدہ 77 کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے -

مسٹر سپیکر - یہ تحریک پیش کی گئی ہے -

کہ جہاں تک مسودہ قانون (ترمیم) مزارعت پنجاب مصدرہ 1977ء کا تعلق ہے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1973ء کے قاعدہ 77 کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے -

سردار زادہ ظفر عباس - جناب والا - میں اس کی مخالفت کرتا ہوں -

وزیر قانون و پارلیمانی امور - جناب والا - مجھے پھر وہی بات دہرانی پڑ رہی ہے لازم ہو گیا ہے کہ قانون سازی کے کام کو جاری رکھا

جا سکے کیونکہ سٹینڈنگ کمیٹی ابھی تشکیل نہیں دی جا سکی ۔ میں ایوان سے یہ استدعا کرتا ہوں کہ اس تحریک کو قبول کیا جائے ۔

سردار زادہ ظفر عباس- جناب والا ۔ یہ بل بہت ہی اہم بل ہے ۔ اور اس میں مزارع اور مالکان کے حقوق کا تعین کیا جاتا ہے ۔ اس میں مالکان کے حقوق کو کم کر کے دو سال کی بجائے ایک سال کر دیا گیا ہے ۔ اس کی wide publicity ہونی چاہیے اور اس کی مشتہری ہونی چاہیے تا کہ اس کے متعلق رائے عامہ حاصل کی جا سکے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :

> کہ جہاں تک مسودہ قانون (ترمیم) مزارعت پنجاب مصدرہ 1977ء کاتعلق ہے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1973ء کے قاعدہ 77 کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :-

> کہ مسودہ قانون (ترمیم) مزارعت پنجاب مصدرہ 1977 فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :-

> کہ مسودہ قانون (ترمیم) مزارعت پنجاب مصدرہ 1977ء فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

Minister for Law and Parliamentary Affairs. Sir, May I with your permission while introducing the bill, make a short statement.

جناب والا ۔ اس بل کے ذریعے یہ ترمیمی بل اس ایوان میں پیش کیا گیا ہے۔اور واجب الادا لگان کے بقایا جات وصول کرنے کی میعاد میں کمی

کر دی گئی ہے - یہ شکایات عام طور پر نوٹس میں لائی گئی تھیں کہ کچھ مالکان اپنے مزارعین کو رسیدیں نہیں دیتے ہیں اور پھر اگر کسی وجہ سے وہ اپنے مزارع سے ناراض ہو جائیں یا کوئی ایسی مشکل آن پڑے تو وہ پرانے بقایاجات جو ادا ہو چکے ہوتے ہیں ان کو بھی دوبارہ وصول کرنے کی کوشش کرتے ہیں - اس قانون کے ذریعے مالکان کا حق قائم تھا لیکن اس بات کی احتیاط کی گئی ہے کہ بقایا جات وقت پر وصول کئے جائیں - وقت گزر جاتا ہے اس کے بعد مزارع کو مشکل ہوتی ہے اگر رسید بھی دی گئی ہو پھر بھی مالکان کے لئے مشکلات پیدا ہوتی ہیں - توقع یہ کی جاتی ہے - اس کے بعد یہ مسائل سلجھ جائیں گے - اگر مالکان نے بقایا جات وصول کرنے ہیں تو وہ کر لیں گے - اس طرح جہاں کہیں بھی ناجائز کارروائی ہوتی تھی اس طریقے سے اس کا سد باب ہو سکے گا -

Mr. Speaker. Sardarzada Sahib, please move your amendment.

Sardarzada Zafar Abbas. I move, Sir,

> That the Punjab Tenancy (Amendment) Bill, 1977, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by the 31st August, 1977.

Mr. Speaker. The amendment moved is :

> That the Punjab Tenancy (Amendment) Bill, 1977, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by the 31st August, 1977.

Minister for Law. Opposed.

سردار زادہ ظفر عباس - جناب والا - اس بل کے پاس ہونے سے بہت سی پیچیدگیاں قانون میں آ جائیں گی - اب اس وقت جو موجودہ قانون رائج ہے ، اس قانون کے تحت سینکڑوں مقدمات عدالتوں میں چل رہے ہیں - جن مالکان نے مزارعان کو پچھلے تین سالوں سے بٹائی نہیں دی تھی ان کے خلاف مالکان اراضی نے جن کا بٹائی لینے کا حق تھا ، مختلف عدالتوں میں اس بٹائی کے لئے مقدمات دائر کر رکھے ہیں - جب وہ مقدمات دائر کئے گئے تھے

اس وقت یہ مشکل نہیں تھی ۔ بلکہ مسئلہ یہ تھا کہ جس مزارع نے 6 فصلات گزرنے کے باوجود مالک کو بٹائی نہیں دی ، تو مالک اس مزارع کے خلاف دعویٰ کر سکتا ہے ۔ کیونکہ مزارع کا یہ فرض تھا کہ وہ مالک کو بٹائی دے ، اور مالک کا یہ حق تھا وہ بٹائی لے ۔ لیکن اب اس بل کے پیش ہونے سے یہ مشکل ہو جائے گی کہ سینکڑوں مقدمات جو پہلے سے چل رہے ہیں وہ اب ختم ہو جائیں گے ۔ وہ مالکان جن کو پچھلے تین سالوں سے بٹائی نہیں ملی وہ بٹائی سے محروم ہو جائیں گے ۔ اور ان کا بہت نقصان ہوگا ۔ دوسرا یہ کہ مالک کے تمام اخراجات بٹائی حاصل کرنے کے لئے ضائع ہو جائیں گے ۔ یہ اتنا اہم معاملہ ہے ، اس میں مزارع کا بھی سوال ہے ، اور مالک کا بھی سوال ہے ۔ اس لئے اس کو مشتہر کرانے کی اشد ضرورت ہے تاکہ صحیح حالات ھاؤس کے سامنے آ جائیں ۔ اور وہ دونوں طبقوں کی آرا ایوان کے سامنے پیش کی جا سکیں ۔

Mr. Speaker. Now, the question before the House is :

> That the Punjab Tenancy (Amendment) Bill, 1977, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by the 31st August, 1977.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. Now, the question is :

> That the Punjab Tenancy (Amendment) Bill, 1977, be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

(Clauses 2)

Mr. Speaker. Now, we will take up the Bill clause by clause. Clause 2. Amendment by Sardarzada Zafar Abbas.

Sardarzada Zafar Abbas. Sir, I move :

> That in Clause 2 of the Bill, in the proposed new sub-section (5) a

> Section 77 of the Punjab Tenancy Act, 1887, for the words "one year" occurring in line 3, the words "three years" be substituted.

Mr. Speaker. The amendment moved is :

> That in Clause 2 of the Bill, in the proposed new sub-section (5) to Section 77 of the Punjab Tenancy Act, 1887, for thr word "one year" occurring in line 3, the wo.ds "three yeai s" be substituted.

Minister for Law. Opposed.

سردار زادہ ظفر عباس۔ جناب والا ۔ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے اس بل کے پاس ہونے سے بہت سے مقدمات جو بٹائی نہ ملنے کی وجہ سے عدالتوں میں چل رہے ہیں وہ ختم ہو جائیں گے ۔ اگر اس بل میں یہ تحفظ دیا جاتا کہ یہ پہلے مقدمات پر لاگو نہیں ہوگا ۔ تو کسی حد تک بات درست تھی ۔ یہ مقدمات سمری طریقے پر نہیں چلتے بلکہ ان میں بہت سے ثبوت مالکان اور مزارعین کو دینے پڑتے ہیں اس بل میں کئی ماہ بلکہ سالوں لگ جاتے ہیں اور یہ سالوں تک چلتے رہتے ہیں ، اس میں تحفظ دینے کی کوشش کی گئی ہے ۔ لیکن 5 جنوری 1977ء کے مقدمات کا کیا حشر ہوگا تو فوری طور پر ختم ہو جائیں گے ۔ ان پر اتنے اخراجات کئے ہوئے ہیں ۔ یہ تمام اسی دن ختم ہو جائیں گے ۔ جس دن یہ بل پاس ہو جائیگا ۔ اس کے لئے میں نے ترمیم پیش کی ہے ۔ اس کی میعاد تین سال رکھی جائے ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر خالد الطاف لطیفی ۔

مسٹر خالد الطاف لطیفی ۔ جناب سپیکر ۔ آپ کی اجازت سے قائد حزب اختلاف کی خدمت میں گزارش کروں گا جہاں تک انہوں نے یہ فرمایا ہے ایسے سابقہ مقدمات یا وہ مقدمات جو عدالتوں میں زیر غور ہیں ۔ وہ خراب ہو جائیں گے ۔ یہ ایک مفروضہ ہے چونکہ بل half heartedly admit کیا گیا ہے ۔

It shall come into force at once and shall be deemed to have taken effect on and f.om 5th January, 1975.

جہاں تک اس بل کی افادیت کا تعلق ہے موجودہ حکومت نے ، پاکستان پیپلز پارٹی نے مزارعین کو بہت تحفظات دیئے ہیں اور آپکی منشا کے مطابق ہی اور کوئی مالک کسی مزارع کو عدالت میں ثابت کئے بغیر کہ اس کو لگان یا بٹائی ادا نہیں کی گئی ، بےدخل نہیں کر سکتا ہے ۔ عالی جاہ ! جیسے کہ آپ جانتے ہیں کہ اس خطے میں ، اس ملک میں جاگیرداری نظام مزارعین کے ساتھ سختیاں کرتا رہا ۔ ان سختیوں کو ختم کرنے کے لئے یہ قانون بنانا پڑا کہ کوئی بھی مالک کسی بھی مزارع کو اس وقت تک بےدخل نہیں کر سکتا جب تک کہ کسی کورٹ آف لاء میں یہ ثابت نہ ہو جائے کہ مزارع نے اس کا لگان یا بٹائی نہیں دی ۔ قانون کا تقاضا بھی یہ ہے کہ جب کسی کو کسی قسم کا تحفظ دیا جائے تو اس پر کوئی ذمہ داری بھی عائد کی جائے ۔ جہاں مزارعین کو یہ تحفظ دیا گیا کہ انہیں بےدخل نہیں کیا جائے گا ، وہاں ان پر لگان اور بٹائی کی ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے ۔ زمیندار کا لفظ اور خاص طور پر اس حلقہ نیابت میں جس سے میں تعلق رکھتا ہوں ، عجیب سا معلوم ہوتا ہے ۔ ان لوگوں کے لئے ، ہم جیسے لوگوں کے لئے جو peasant proprietor ہیں ۔ جو لینڈ لارڈ نہیں ۔ لینڈ لارڈ کا لفظ صرف ٹیننسی ایکٹ یا پنجاب لینڈ ریوینیو ایکٹ میں استعمال کیا گیا ہے اور اس کی صفت میں ہم آتے ضرور ہیں لیکن صرف اس لحاظ سے کہ ہم لوگ 15 ایکڑ یا 10 ایکڑ اراضی کے مالک ہیں اور peasant proprietor ہیں ۔ لیکن تحصیل ڈسکہ میں 5 سے 10 ایکڑ تک اراضی کے مالک کو تین سال تک انتظار کرنا پڑتا تھا کہ وہ اپنے مزارعین سے لگان وصول کر سکے ۔ اور جیسے کہ جناب کو علم ہے ، جناب ایک ایڈووکیٹ بھی ہیں ، کہ ان دعووں پر کتنی بڑی کورٹ فیس لگتی تھی اور پھر تین سال تک انتظار اور پھر اتنا پیسہ خرچ کر کے بھی پتہ نہیں ہوتا کہ عدالت کا فیصلہ کیا ہوگا ۔ اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس مدت کو کم کر دیا جائے اور میرے خیال میں اس سے مزارع کے حقوق پر بھی کوئی زد نہیں پڑے گی ۔ اور یہ جو قانون سازی ہے It it very good piece of legislation اور میں اس کی پر زور تائید کرتا ہوں ۔

سردار صغیر احمد ۔ جناب سپیکر ! جہاں تک اس ترمیم کا تعلق

ہے جو جناب قائد حزب اختلاف کی طرف سے پیش ہوئی ہے یہ اس بل کی نفی کرتی ہے ۔ اس بل کے ذریعے اس میعاد کو کم کیا جا رہا ہے جو لگان کی وصولی کے سلسلے میں دعوے سے متعلق پہلے قانون میں تین سال مقرر تھی ۔ فاضل قائد حزب اختلاف اس ترمیم کے ذریعے اس کی میعاد تین سال کر کے دراصل اس بل کی مکمل نفی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں وہ کسی ترمیم کے بغیر بھی بل کی تیسری خواندگی پر مخالفت کر سکتے تھے کہ اس بل کو اس صورت میں منظور نہ کیا جائے ۔ میرے نزدیک ان کی یہ ترمیم تو لا حاصل ہے لیکن جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اس میعاد کو تین سال سے کم کر کے ایک سال کر دیا جائے اس کے متعلق آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہمارے صوبے میں اکثر مزارعین کی تعداد ایسی ہے جو بڑے زمینداروں کے مزارعین ہیں اور جو اپنے مالکان کے مقابلے میں کمزور ہیں ، جو اپنے مالکان سے فصل کی وصولی بٹائی کی رسید مانگنے کی جرأت نہیں کر سکتے ۔ پھر ایسے مزارعین بھی ہیں جو غریب ہیں اور چھوٹے زمینداروں کے مزارع ہیں ، یتیموں اور غریبوں کے مزارع ہیں ۔ یہاں مالک اور مزارع کے رشتے کی نوعیت مختلف ہوتی ہے ۔ اگر کسی چھوٹے شخص کا مزارع بٹائی دیتا ہے تو وہ اپنے مالک سے رسید حاصل کر لیتا ہے اور اگر بٹائی نہیں دیتا تو اس صورت میں اسے رسید بھی نہیں ملتی ۔ لیکن جہاں تک بڑے مالک کے مزارع کا تعلق ہے کوئی بھی مالک کسی مزارع کو رسید نہیں دیتا اور نہ مزارع کو یہ جرأت ہوتی ہے کہ وہ رسید مانگے ۔ اگر قائد حزب اختلاف ایوان میں موجود ہوتے تو میں ان سے یہ سوال کرتا کہ وہ اس ایوان میں بتائیں کہ کبھی انہوں نے یا ان کے باپ دادا نے کسی مزارع کو آج تک بٹائی کی رسید دی ہے ۔ میرے سامنے ایسے مقدمات ہیں ، میں جانتا ہوں اور میرے علم میں ایسی باتیں ہیں یہ قانون جو صرف مزارعین کو تحفظ دینے کے لئے بنا ہے کہ کسی مزارع کو بے دخل نہیں کیا جا سکتا تاوقتیکہ کسی عدالت میں یہ ثابت نہ ہو جائے کہ اس نے اپنے مالک کو حصہ ادا نہیں کیا تھا ۔ جناب والا ۔ اس قانون کا سہارا لینے کے لئے کہ عدالت میں یہ ثابت کیا جا سکے کہ اس مزارع نے بٹائی نہیں دی ، جس مزارع کو بے دخل کرنا چاہتے ہیں ایک طرف تو وہ اس سے تین سال کی فصل ناجائز طور پر وصول کرتے ہیں اور دوسرے اس کی گردن

پر بے دخلی کی تلوار بھی لٹکا دیتے ہیں ۔ جناب والا ! دراصل اس لعنت اور اس ظلم کو ختم کرنے کے لئے اور مزارعین کو ظالم زمیندار سے نجات دلانے کے لئے ہی یہ بل اس ایوان میں پیش کیا گیا ہے تاکہ زمیندار اس سے تین سال کا اکٹھا معاوضہ ناجائز طور پر وصول نہ کر سکے ۔ جب اس مسئلہ پر بحث ہو رہی تھی اس وقت میری تجویز یہ تھی کہ ایک سال کی بجائے اس کی میعاد چھ ماہ ہونی چاہیے اگر مالک ایک فصل وصول نہیں کر سکتا یا مزارع اسے ایک فصل کی بٹائی نہیں دیتا تو وہ فوری طور پر دعویٰ کرے تاکہ اس حقیقت کا پتا چل سکے کہ مزارع نے واقعی فصل ادا نہیں کی یا ادا کی ہے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس بل میں جو ایک سال کی رعایت ہے یعنی چھ ماہ تک مالک کو یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ مزید چھ ماہ بعد بھی بے دخلی کا دعویٰ کر سکتا ہے ۔ جناب والا ۔ یہ بل اپنی نوعیت کے لحاظ سے بنیادی پالیسی کا حصہ ہے اور میں پہلے بھی ایک بل کے سلسلے میں عرض کر چکا ہوں کہ ہماری عوامی حکومت کی یہ پالیسی رہی ہے کہ اس معاشرے کو استحصال سے نجات دلائی جائے ۔ اس سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا کہ ہمارے ہاں معاشرہ استحصال پذیر نہیں ۔ یہاں طبقات تھے ، یہاں غلامی تھی اور غلامی کی زنجیریں تھیں ، ایک آدمی دوسرے کا غلام تھا ۔ 1970ء کی تحریک میں قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو نے اس ملک میں جہاں نظام مصطفیٰ کا مطالبہ کیا جاتا رہا ہے ، جہاں نظام مصطفیٰ رائج ہو رہا ہے ، جس کے لئے قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو نے اعلان کیا ہے ، تو یہاں نظام مصطفیٰ اسی طرح آ سکتا ہے جب ہم مختلف طبقات کے درمیان فرق کو کم کریں اور ان طبقات کے درمیان کسی ایسے ذریعے کو باقی نہ رہنے دیں جو ایک طبقے کے استحصال کا ذریعہ بن سکے ۔ جناب والا ! ان معروضات کے ساتھ میں اس بل کی پر زور تائید کرتا ہوں بلکہ میں جناب وزیر قانون سے یہ گذارش بھی کروں گا کہ اگر ہو سکے تو آئندہ اجلاس میں اس میعاد کو چھ ماہ مقرر کرنے کے لئے نیا بل لایا جائے ۔ انشاء اللہ ہم اس بل کی بھی تائید کریں گے اور اکثریت سے اس بل کو پاس کریں گے ۔

مسٹر برکت علی غیور ۔ جناب والا ! قائد حزب اختلاف کی طرف سے جو ترمیم پیش کی گئی ہے اس سے تو اس بل کی نفی ہو جاتی ہے ۔ جیسے

کہ اس بل کے اغراض و وجوہ میں بتایا گیا ہے ۔ اصل بات یوں ہے کہ جب مارشل لاء کا ضابطہ 115 جاری ہوا اور اس کی دفعہ 25 کے تحت مزارعین کو تحفظ دیا گیا کہ انہیں اس وقت تک بے دخل نہیں کیا جا سکتا تا وقتیکہ اس سلسلے میں ریونیو عدالت سے فیصلہ نہ ہو جائے ۔ تو اس بات کو مالکان اراضی نے ایک بہت بڑا بوجھ سمجھا اور اس کے حل کے لئے انہوں نے مختلف چور دروازے تلاش کر لئے یعنی اگر مزارع ایک فصل کی بھی بٹائی نہ دے اور یہ بات ثابت ہو جائے تو اس کی بے دخلی ہو سکتی تھی ۔ انہوں نے یہ طریقہ کار اختیار کیا کہ چھ چھ فصلات کے جھاڑ پیداوار کے گوشوارے لے کر دعوے دائر کئے جو سات سات ، آٹھ آٹھ اور دس دس ہزار کے تھے ۔ مزارعین کو یہ معلوم بھی نہ ہوتا تھا کہ ان کے خلاف کوئی مقدمہ دائر ہو چکا ہے ۔ آپ جانتے ہیں کہ تحصیلدار کی سطح کی نچلی عدالتوں کے پیادے صاحبان جو سمن وغیرہ کی تعمیل کرانے جاتے ہیں وہ دس تا بیس روپیہ لینے کے بعد یہ رپورٹ لکھ دیتے ہیں کہ "انکاری ہے" اور چسپانگی کی فرضی رپورٹ کر دیتے ہیں ۔ اس کے بعد متعلقہ عدالت کے ملازمت عملے سے ساز باز کر کے اشتہار کسی ایسے اخبار میں شائع کرا دیا جاتا ہے جو بالکل غیر معروف ہوتا ہے اور جس کی نہ اس علاقے میں اشاعت ہوتی ہے اور نہ ہی شہر میں ہوتی ہے اور پھر جب تاریخ آتی ہے تو یک طرفہ ڈگری عدالت سے حاصل کر لی جاتی ہے ۔ اس طریقے سے یک طرفہ ڈگری حاصل کر کے نہ صرف اس مزارع کو بے دخل کر دیتے ہیں بلکہ دس ہزار روپے سے بیس ہزار یا پندرہ ہزار روپے تک کے عوض میں اس کے خلاف کارروائی بھی کر دیتے تھے اور ساتھ ساتھ اس کی فصل اور مال مویشی کو بھی مالک قرق کروا کر لے جاتا تھا ۔ اس قسم کے جھوٹے ور غلط مقدمات کے متعلق شکایات جناب وزیر اعظم کے علم میں بھی لائی گئیں ۔ حضور والا ۔ میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں ۔ فاضل قائد حزب اختلاف اس وقت تو تشریف لے گئے ہیں ۔ حقیقت یہ ہے کہ ہر فصل کے موقع پر ، جب فصل پکتی ہے ، اور بٹائی کے لئے تیار ہوتی ہے تو ہر ضلع میں دفعہ 144 کا نفاذ ہوتا ہے ۔ نہ صرف یہ بلکہ ریڈیو پر اور اخبارات میں بھی اس کا اعلان ہوتا ہے کہ اگر کسی مزارع نے مالک کو حصہ بٹائی دیئے بغیر فصل کا بوہل اٹھایا یا فصل کاٹ کر لے

گیا تو اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی اور پھر 188 کے تحت اس کے خلاف مقدمہ درج ہوتا ہے جو کہ ناقابل ضمانت جرم ہے ۔ اس لئے موجودہ زمانے میں کوئی بھی مالک ایسا نہیں جسے یہ پتہ نہ ہو کہ دفعہ 144 لگی ہوئی ہے ۔ بلکہ وہ خود یہ کوشش کرتا ہے کہ حصہ بٹائی لینے کی بجائے پٹواری سے یہ رپورٹ لے لی جائے کہ وہ حصہ بٹائی نہیں دیتے اور نتیجے کے طور پر 188 کی کارروائی کے تحت مقدمہ درج ہوتا ہے ۔ اس پر ایک طرف تو criminal prosecution چلتی ہے اور دوسری طرف rent suits دائر کئے جاتے ہیں ۔ حضور والا ۔ ہمارے دیہات میں عام طور پر لین دین کا جتنا بھی کاروبار ہوتا ہے ۔ وہ باہمی اعتماد پر چلتا ہے ۔ اس کی عام طور پر دو صورتیں ہوتی ہیں ایک تو اتنے کمزور ہوتے ہیں کہ بالخصوص اپنے مالک سے رسید مانگنے کی جرأت ہی نہیں کر سکتے ۔ دوسری صورت یہ ہوتی ہے کہ وہ حصہ بٹائی دے دیتے ہیں اور رسید اعتبار پر نہیں لیتے ۔ عدالت کے سامنے جب یہ معاملہ آتا ہے تو ایک طرف مالک اراضی ہوتا ہے جس کی حمایت میں گواہی دینے کے لئے گاؤں کا نمبردار آ جاتا ہے اور دوسرے زمیندار قسم کے معتبر آدمی آ جاتے ہیں ۔ دوسری طرف غریب مزارع ہوتا ہے جس نے اپنی تائید میں ان کمہاروں کو اور ان تولنے والوں کو لانا ہوتا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ ہم نے یہ فصل بانٹی تھی ۔ اور ہم لاد کر لے گئے تھے ۔ وہ لوگ بذات خود بہت پسے ہوئے ہیں ۔ جناب والا ۔ میں کورٹس میں ایسے کیس conduct کرتا ہوں ۔ میں نے یہ دیکھا ہے کہ مزارع اپنے ہمراہ عدالتوں میں جو گواہ لاتے ہیں مالکان اراضی انہیں آنکھیں دکھاتے ہیں ، انہیں گھورتے ہیں جس پر وہ وہاں سے بھاگ جاتے ہیں اور گواہی دینے کے لئے تیار نہیں ہوتے ۔ جناب والا یہ ہے صورت حال ۔ اور اس وقت یہ ہو رہا ہے ۔ جناب والا میں جناب سینئیر منسٹر صاحب ، وزیر قانون صاحب اور متعلقہ وزیر مال صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ انہوں نے اس میں جو ایک سال کی مدت مقرر کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک تاریخی اقدام ہے ۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ اب قانون سازی کے دھارے کی سمت تبدیل ہو رہی ہے جو کہ انتہائی خوش آئیند بات ہے ۔ حضور والا ۔ نظام مصطفیٰ کی بات کی گئی ہے ۔ اس سلسلے میں میں جناب کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ اس سے پہلے

ماضی میں جتنی بھی لیجسلیشن ہوتی رہی ہے وہ ایک مخصوص طبقے کے حقوق کے متعلق تھی ۔ جناب والا ۔ آپ خود بھی ایک قانون دان ہے ، ملک کے بڑے معروف وکیل ہیں ، اس قانون سازی کا اگر تجزیہ کیا جائے اور بغور دیکھا جائے تو اس میں یہ چیز بالخصوص نوٹ جا کی سکتی ہے کہ بھوسور طبقے کے حقوق اور مفادات کے تحفظ کے لئے زیادہ سے زیادہ قانون سازی کی گئی ہے ۔ مثلاً اگر کوئی چوری کر کے لے گیا تو اس کو یہ کر دیا جائے اور وہ کر دیا جائے ۔ دوسرا بھی اس کا ایک پہلو ہے ۔ جب کہ اسلام میں ہمارے مشہور قانون دان حضرت عمرؓ خلیفہ دوم کے سامنے یہ شکایت پیش ہوئی کہ دو ملازمین ہیں ۔ انہوں نے کسی کھیت سے خربوزے یا دوسری فصل چوری کر کے کھائی ہے ۔ تو انہوں نے دونوں کو طلب کیا اور ان سے پوچھا ۔ تو انہوں نے کہا کہ ہمارا مالک ہمیں پیٹ بھر کر کھانے کو ہی نہیں دیتا ۔ اس لئے مجبور ہو کر ہم نے یہ حرکت کی ہے ۔ تو آپ نے ان کے مالک کو طلب کر کے نہ صرف یہ کہ اسے جرمانے کی سزا دی بلکہ چوری کرنے والوں کو معاف بھی کر دیا ۔ جناب والا ۔ اس قانون سازی کا یہ بھی ایک پہلو ہے ۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ چیز غریب لوگوں کے حق میں ہے ۔ اب میں جناب سینئیر منسٹر اور شیخ صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ بہتر یہ ہوگا کہ اس میں آئندہ کوئی ایسی ترمیم لائی جائے کہ یہ جو رسید کا معاملہ ہے عام طور پر ہوتا یہ ہے کہ مالک حصہ بٹائی بخود نہیں لیتا ۔ مزارع کو تو پتہ ہے کہ اگر میں نے حصہ بٹائی نہ دیا تو 188 کے تحت میرے خلاف مقدمہ درج ہوگا اور میں جیل میں چلا جاؤں گا ۔ اس لئے وہ حصہ لئے لئے پھرتا ہے ۔ عدالتوں کے چکر لگاتا ہے ۔ تحصیلدار صاحب کے پاس جاتا ہے کہ جناب ، ہمارا حصہ بٹائی کراؤ ۔ لیکن کوئی حصہ بٹائی نہیں ہوتا ۔ لیجسلیشن میں اس قسم کی بھی باتیں ہونی چاہئیں ۔ کیونکہ اب قانون سازی کے دھارے کا رخ ، اس کی سمت تبدیل ہوئی ہے ۔ میں درخواست کروں گا کہ اس سلسلے میں مزارعین کے خلاف تو 188 کی کارروائی ہو سکتی ہے کہ وہ حصہ بٹائی نہیں دیتے حالانکہ جب بوہل تیار ہوتا ہے ۔ مزارع بوہل دینے کے لئے ، حصہ بٹائی دینے کے لئے تیار ہے ، لیکن مالک رسید نہیں دیتے اور حصہ بٹائی نہیں لیتے تو ان کے خلاف بھی کوئی کارروائی ہونی

چاہیے ۔ اور یہ جو ایک سال کی مدت رکھی گئی ہے ۔ اصولاً میں اس کی تائید کرتا ہوں ، پرزور تائید کرتا ہوں ۔ لیکن بہتر یہ ہوگا کہ ایک فصل کے لئے چھ ماہ کی مدت مقرر کی جائے ۔ کیونکہ جو آدمی چھ ماہ تک اپنے حقوق پر سویا رہتا ہے اس کی کورٹ میں کوئی مدد نہیں کی جا سکتی ۔ جناب والا ۔ ایک چیز کی طرف میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں ۔ یہ ایک وکیل دوست ہیں ان سے میں نے "مینوئل آف ٹیننسی لاز" حاصل کیا ہے ۔ اس میں سیکشن 70 کو میں نے دیکھا ہے ۔ اس کے بعد میں نے مارکیٹ سے اس کا latest ایڈیشن 1976ء کا تھا ۔ اس میں بھی میں نے دیکھا ہے ۔

وزیر قانون ۔ لائبریری سے حاصل کر لیتے ۔

مسٹر برکت علی غیور ۔ لائبریری میں گیا ہوں وہاں سے "پنجاب ٹیننسی ایکٹ" مل نہیں سکا ۔ اس میں میں نے جہاں تک دیکھا ہے اس میں سب سیکشن 3 ہیں ۔ تو جناب والا ، اس کو چیک کر لیا جائے کہ سب سیکشن 4 exist بھی کرتا ہے یا نہیں کرتا ۔ جناب والا ۔ یہ میری درخواست ہے کہ اسے ذرا چیک کر لیا جائے ۔ ان حالات میں یہ جو تجویز پیش کی گئی ہے قائد حزب اختلاف کی طرف سے میں اس کی پرزور مخالفت کرتا ہوں اور درخواست کرتا ہوں کہ اس تاریخی بل کو ، عہد ساز بل کو پاس کیا جائے ۔

Mr. Speaker. Sub-clause 4 of Section 77 is there.

Mr. Irshad Muhammad Khan. Incidentally the Leader of Opposition is there, I believe. He is a practising lawyer. He has only objected to the Bill for introducing three years instead of one year for the short reason that the pending suits shall be affected. He is a seasoned lawyer: I think he is not aware of the fact that the General Clauses Act provides that no pending suit or case shall be affected by any legislation. Now Sir, the difference is that the procedural laws are retrospective in

character and substantive laws are always prospective inless the legislature had the intention to enforce that law retrospectively or had expressly desired to enforce retrospectively. I think he is not aware of this or that he has missed it. Otherwise this piece of legislation is prospective in character. The hon'ble member states that it shall come into force from the date it was enacted and not from restrospective date. About the pendency of suits I shall draw his attention to Section 6 of the General Clauses Act wherein it is specifically provided that by change of legislation only droceduml laws shall be retrospective and substantive laws shall be prospective. So the pending suits in the various civil courts right up to Board of Revenue shall not be affected by this amendment because it shall be from the date seleeted by the Ordinance subject to its retification by this House when it assumes the shape of an Act. Now we seek clarification. I can cite authorities from the Supreme Court in Subraminium's case that the law, the Assembly and the Parliament can make a legislation retrospective in nature by expressly so providing. As regards regards reduction of time from three years to one year, we inherited this Act from 1887 . . . . .

Mr. Speaker. Please resume your seat. The time is over. I am going to adjour the House. But before I adjourn the House for tomorrow I would like that one thing should be made clear about this bill by tomorrow. The point is that the period of limitation provided for a rent suit has not been specified in the Punjab Tenancy Act itself.

Minister for Law. It is true Sir. The General Law of Limitation would be applicable.

Mr. Speaker. That is provided in the Limitation Act.

Minister for Law. That is three years for the recovery of arrears.

Mr. Speaker. It the law itself the period has not been given. But now, for the first time you are introducing the period of limitation into the Punjab Tenancy Act itself and you are adding this sub-section 5, and the period of limitation has already been provided in the Limitation Act itself - - - will this amendment of yours in the Punjab Tenancy Act would not be in conflict with the amendment in the Limitation Act.

Minister for Law. No, it will not, but it will actually amount to amending the . . . .

Mr. Speaker. Can you do that. We would like to know your views on that point tomorrow.

Now, the House is adjourned for tomorrow to meet at 8:30 a.m.

(اسمبلی کا اجلاس 8 جون 1977ء بروز بدھ ساڑھے آٹھ بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہو گیا) ۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

دوسری صوبائی اسمبلی پنجاب کا دوسرا اجلاس

بدھ - 8 جون 1977ء
(چہار شنبہ - 20 جمادی الثانی 1397ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ساڑھے آٹھ بجے صبح منعقد ہوا مسٹر سپیکر چوہدری محمد انور بھنڈر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ۗ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا
اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ
اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ
اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ
فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ
سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ○

پارہ ۱۴ سورۃ ۱۶ رکوع ۱۹ آیات ۹۶ تا ۹۹

جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جاتا ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ ہمیشہ باقی رہنے والا ہے، اور جن لوگوں نے صبر و استقامت سے کام کیا ہم انہیں ان کے کاموں کا نہایت اچھا صلہ عطا کریں گے ۔

جو شخص بھی اچھے کام کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ ایمان رکھنے والا ہو ہم اسے دنیا میں بھی عیش و آرام کی زندگی بسر کرائیں گے اور آخرت میں بھی انکے اچھے کاموں کا نہایت ہی اچھا صلہ دیں گے اور جب بھی تم قرآن پڑھنے لگو تو شیطان مردود سے پناہ مانگ لیا کرو کیونکہ جو ایمان والے ہیں اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ان پر اس کا کچھ زور نہیں چلتا - (وما علینا الا البلاغ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

مسٹر سپیکر ۔ اب وقفۂ سوالات شروع ہوتا ہے ۔

سیلاب سے بچاؤ کے لئے حفاظتی تدابیر

* 4 ۔ **ملک محمد اعظم خان** ۔ کیا وزیر مال و ریلیف از راہ کرم فرمائیں گے کہ ۔

(الف) صوبے میں 1976ء کے سیلاب سے کل کتنا مالی و جانی نقصان ہوا تھا ؟

(ب) امسال سیلاب سے بچاؤ کے لئے حکومت نے کون سی حفاظتی تدابیر اختیار کی ہیں ۔

وزیر مال و ریلیف (رئیس شبیر احمد) ۔ (الف) 1976ء میں سیلاب اور بارشوں کی وجہ سے 408 انسانی جانیں تلف ہوئیں ، 17 لاکھ 30 ہزار ایکڑ اراضی پر ایستادہ فصلات کا نقصان ہوا ، گیارہ لاکھ بانوے ہزار مکانات کو نقصان پہنچا اور 27555 مویشیاں ضائع یا لا پتہ ہوئے ۔ 1379 کنواں جات اور 4109 ٹیوب ویلوں کو بھی نقصان پہنچا ۔ نو لاکھ پچیس ہزار من بھوسہ ضائع ہوا ۔ اس کے علاوہ سرکاری شعبے میں مبلغ 41 کروڑ 15 لاکھ پچاس ہزار روپے کی مالیت کا نقصان ہوا ۔

(ب) حکومت نے سیلاب سے بچاؤ کے لئے مندرجہ ذیل تدابیر کی ہیں :

(i) 1976ء کے متاثرہ بندوں اور نہروں کی مرمت کا کام 80% مکمل ہو چکا ہے ۔ جب کہ باقی ماندہ 20% تیس جون 1977ء کو تکمیل پا جائے گا ۔

(ii) 1976ء کے سیلاب کے تجربے کی بنا پر چند نئے کام شروع کئے گئے ہیں ۔ جن میں قابل ذکر مندرجہ ذیل ہیں :

(1) جسڑ ریلوے پل کے گرد حفاظتی تدابیر ۔

(2) چنیوٹ بند کی مضبوطی اور توسیع ۔

(3) ٹی - آر - بی - لنک نہر پر سپر (Spur) کی تعمیر -

(4) قادر آباد بیراج پر سپر (Spur) کی تعمیر -

(5) پنج ند اور سدھنائی ہیڈ ورکس پر River Training Works کی تعمیر -

(6) شرقپور بند پر سپر (Spur) کی تعمیر -

(7) مادھو داس بند کی مضبوطی -

(iii) ہیڈ ورکس اور دیگر دریائی تنصیبات کو بچانے کے لئے بریچنگ سیکشن (Breaching Section) کی سکیم کو بروئے کار لانے کے لئے تمام انتظامات مکمل کر لئے گئے ہیں۔

(iv) سیلاب کے خطرے سے آگاہ کرنے کی سکیم (Flood Warning System) میں توسیع کی تجویز بھی زیر غور ہے۔ جس کے بعد وائرلیس مراکز کی تعداد 31 سے 67 ہو جائے گی - اس سکیم کے لئے مطلوبہ رقومات حکومت سے حاصل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے -

(v) ضلعی سیلاب کی سکیمیں (District Flood Plans) بھی شدید بارش سے پیدا ہونے والی صورت حال سے نمٹنے کے لئے زیر ترمیم ہیں -

(vi) سیلاب کے خطرے سے آگاہ کرنے والا Flood Warning) (Centre 15 جون سے اپنا کام شروع کر دے گا -

(vii) اس مرکز کے علاوہ امسال صوبائی کنٹرول روم بھی قائم کیا جا رہا ہے - جس میں پیغام رسانی کی جدید سہولتیں از قسم ہاٹ لائن (Hot Lines) نصب ہیں - تاکہ مقامی افسران سے بہتر رابطہ قائم رکھا جا سکے -

ملک محمد اعظم خان - جناب والا- وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ 1976ء کے سیلاب کے تجربے کی بنا پر چند نئے کام شروع کئے گئے ہیں ۔

اس ضمن میں انہوں نے چند "قابل ذکر" کاموں کا ذکر کیا ہے ۔ لیکن اس میں خوشاب ضلع سرگودھا کا ذکر نہیں ، حالانکہ وہاں اس قدر تباہی ہوئی تھی کہ وزیر اعلیٰ اور وزیر اعظم کو بھی وہاں کا معائنہ کرنا پڑا ۔ کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ آیا خوشاب "قابل ذکر" نہیں ؟

مسٹر سپیکر ۔ کیا آپ صرف یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ اس کا ذکر کیوں نہیں کیا گیا ؟

ملک محمد اعظم ۔ جناب والا ۔ میرا پوچھنے سے مطلب یہ ہے کہ تحصیل خوشاب کے متعلق کیا اقدامات کئے گئے ہیں ؟

وزیر مال و ریلیف ۔ جناب والا ۔ میں اس کے بارے میں دیکھ لوں گا ۔ اگر تحصیل خوشاب رہ گئی ہے تو اس کو بھی متاثرہ علاقوں کی فہرست میں شامل کر لیا جائے گا ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ حکومت نے سیلابوں کی روک تھام کے لئے جو منصوبہ بنایا ہے ، اس میں اس قسم کا منصوبہ بھی شامل ہے جس کے تحت دریاؤں کی dredging کی جا سکے ؟

وزیر مال و ریلیف ۔ جناب والا ۔ یہ سوال کئی دفعہ زیر غور آیا ہے ۔ اگر یہ ان کی تجویز ہے تو اس پر غور کریں گے ۔

چودھری محمد افضل ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بتائیں گے کہ جو دیہات پچھلے سیلاب کی وجہ سے مکمل طور پر دریا برد ہو گئے تھے ۔ وہاں کے لوگوں کو مکانات تعمیر کرنے کے لئے کوئی متبادل جگہ دیں گے اور کیا حکومت کے زیر غور کوئی ایسی سکیم ہے ؟ مثال کے طور پر تحصیل شکرگڑھ میں پچھلے سیلاب میں آٹھ گاؤں مکمل طور پر دریا برد ہو گئے تھے ۔ ان کی وہاں نہ کوئی اراضی ہے اور نہ ہی کوئی اور چیز ۔

وزیر مال و ریلیف ۔ جناب والا ۔ ویسے کئی امدادی سلسلے شروع کئے ہوئے ہیں اور کئے بھی گئے ہیں ۔ انہوں نے جو تجویز پیش کی ہے میں اس پر غور کروں گا ۔

ملک محمد ممتاز خان ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ چنیوٹ میں مشرقی علاقے کو بچانے کے لئے جس بند کو مضبوط کیا جا رہا ہے اور جس کی مزید توسیع کی جا رہی ہے ۔ اس کی وجہ سے بند کے اندر کے علاقے اور دریا کے دوسرے کنارے پر واقع دیہات کی تباہی اس سے کہیں زیادہ ہوگی ؟

وزیر مال و ریلیف - چنیوٹ بند کی توسیع میں یہ ساری چیزیں آجاتی ہیں ۔ اگر فاضل رکن کچھ مزید پوچھنا چاہتے ہیں تو میرے پاس تشریف لے آئیں ۔ میں دیکھ لوں گا ۔

مسٹر قیوم نظامی ۔ جناب والا ۔ لاہور کی کچی آبادیوں کو سیلاب سے بہت زیادہ نقصان پہنچا ہے ۔ کیا وزیر موصوف یہ بتا سکیں گے کہ ان کے لئے کیا اقدامات کئے گئے ہیں ؟

Mr. Speaker. Please give fresh notice for that.

مسٹر شبیر احمد خان ۔ جناب والا ۔ شرق پور بند سپر کی تعمیر کے سلسلے میں وزیر موصوف نے فرمایا ہے ۔ اس کی مختلف سمت میں ملتان روڈ کی دائیں طرف دریائے راوی کے بائیں کنارے پر لاہور کے جو دیہات موجود ہیں ، ان کا رقبہ دریا برد ہو گیا تھا ۔ کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ ان کی ریلیف کے لئے کیا کچھ کیا گیا ہے یا آئندہ کیا منصوبہ ہے ؟

وزیر مال و ریلیف ۔ جناب والا ۔ یہ ان کی ایک نئی تجویز ہے ۔ وہ میرے پاس تشریف لے آئیں میں دیکھ لوں گا ۔

چوہدری محمد لطیف رندھاوا ۔ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ ضلعی سیلاب کی سکیمیں زیر ترمیم ہیں ۔ کیا اس میں لائلپور کو سیلاب سے بچانے کے متعلق بھی کوئی سکیم شامل ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ لسٹ میں لائل پور کے متعلق کوئی ذکر نہیں ۔ لیکن انہوں نے اپنے جواب میں یہ کہا ہے کہ "سیلاب کے تجربے کی بنا پر چند نئے کام شروع کئے گئے ہیں ۔ جن میں قابل ذکر مندرجہ ذیل ہیں" ۔ ہو سکتا ہے اسی میں ہو ۔

چوھدری محمد لطیف رندھاوا - سکیمیں زیر ترمیم ہیں ۔ لائلپور میں بھی تباھی ھوئی تھی انہوں نے کہا تھا کہ لائلپور کے متعلق کچھ کریں گے - لائلپور میں بھی سیلاب آتا ہے -

مسٹر سپیکر - اس کے متعلق آپ ایک نیا سوال دے کر جواب حاصل کریں -

ملک محمد ممتاز خان ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ 1975ء میں جب وزیر اعظم سیلاب کے دورے کے سلسلے میں چنیوٹ تشریف لے گئے تھے ، تو چنیوٹ میں جو بند باندھا جا رہا ہے اس کی وھاں کے شہریوں سمیت اور لوگوں نے بھی سخت مخالفت کی تھی ۔ اب اس بند کو نہ صرف مضبوط کیا جا رہا ہے ، بلکہ اس کی توسیع بھی کی جا رہی ہے ۔ اس کی مخالفت کے باوجود ایسا کیوں کیا جا رہا ہے ؟

وزیر مال و ریلیف ۔ بند تو سیلاب کے لئے لازمی ھوگا ۔ اگر ایسی کوئی مخالفت تھی تو وہ میرے نوٹس میں نہیں ۔ میں اس کو دیکھ لونگا ۔

مسٹر سپیکر ۔ فاضل ممبر کو یہ شکایت ہے کہ اس بند کی مضبوطی اور توسیع سے وھاں کے عوام کو کوئی فائدہ نہیں ۔ اس کے متعلق غور کر لیا جائے ۔

حکیم فقیر محمد چشتی ۔ جناب والا۔ ھیڈ پنج ند 1973ء میں بھی بہت زیادہ سیلاب کی زد میں آیا تھا اور اس علاقے میں بہت زیادہ تباھی ھوئی تھی، 1976ء میں بھی یہ لوگوں کی تباھی کا موجب بنا ۔ کیا انہیں کوئی متبادل جگہ دی گئی ہے یا کوئی انتظام کیا گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر - اس کے لئے نیا سوال دیں ۔

وزیر مال و ریلیف - یہ مختلف تفصیلات ہیں ۔ اس میں محکمے کو دیکھنا پڑے گا ۔ اصل سوال یہ ہے کہ 1976ء کے سیلاب سے کتنا جانی نقصان ھوا ہے۔ اور امسال سیلاب سے بچاؤ کے لئے کون سی حفاظتی تدابیر اختیار کی ہیں ۔ اگر اس کے متعلق کچھ پوچھنا چاھتے ہیں تو نیا نوٹس دے دیں ۔

مسٹر طارق وحید بٹ ۔ جناب والا ۔ میرے علاقے میں تقریباً دو سیلاب آ چکے ہیں ۔ وہاں وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب تشریف لے جا چکے ہیں ۔ انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ انشاء اللہ آئندہ سال سیلاب سے نپٹنے کے لئے تدابیر اختیار کی جائیں گی ۔ کیا ان دیہاتوں کو بچانے کے لئے کوئی تدابیر اختیار کی گئی ہیں ؟

Mr. Speaker. Please give a fresh notice for that.

مسٹر برکت علی غیور ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ آیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب سیلاب کے پانی کو گزارنے کے لئے دریا پار بلوک ہیڈ کو چوڑا کر رہی ہے ؟ اگر یہ درست ہے تو اس منصوبہ بندی پر کب سے عمل درآمد شروع ہوگا ؟

وزیر مال و ریلیف ۔ اسے repeat کر دیں ۔

Mr. Speaker. Please repeat it.

مسٹر برکت علی غیور ۔ جناب والا ۔ حکومت کے زیر غور یہ تجویز تھی کہ دریائے راوی کا پانی بہت زیادہ ہوتا ہے اور بلوکی ہیڈ ورکس میں پانی کی گنجائش بہت کم ہے ، یعنی پانی کا بہت کم نکاس ہوتا ہے ۔ جس بند کا انہوں نے ذکر کیا ہے وہ پانی کے دباؤ کی وجہ سے ٹوٹ جاتا ہے ۔ پچھلے سال ایک منصوبہ تھا کہ بلوکی ہیڈ ورکس کو مزید چوڑا کر کے اس کے گیٹ میں چھ یا سات گیٹوں کا اور اضافہ کر دیا جائے ، تاکہ سیلاب کا پانی با آسانی گزر جائے ۔ میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ آیا حکومت کے پیش نظر کوئی ایسا منصوبہ ہے تو کب تک اس پر عمل درآمد ہوگا ؟

وزیر مال و ریلیف ۔ جناب والا ۔ مختلف منصوبے زیر غور آئے ہیں ۔ لیکن کوئی ایسا منصوبہ زیر غور نہیں ۔

ایک ممبر ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بتائیں گے کہ 1970ء میں سیلاب اور بارشوں کی وجہ سے جو جانیں تلف ہوئی ہیں اور جو نقصانات ہوئے ہیں ، ان کے متعلقین کو معاوضہ دیا گیا ہے؟ اگر دیا گیا ہے تو کتنا ؟

وزیر مال و ریلیف ۔ معاوضے دئے گئے ہیں ۔ لیکن ان کی تفصیل بہت لمبی ہے ۔ سرکاری یا سال مویشیوں اور ٹرانسپورٹ کے نقصانات کے معاوضے دئے گئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر - ان کا سوال یہ ہے کہ جانی نقصان کا بھی آپ نے کوئی معاوضہ دیا ہے -

وزیر مال و ریلیف - اگر آپ وقت دیں تو بعد میں بتا سکتا ہوں - جانی نقصان تو کوئی نہیں ہے - نقصان تو مویشیوں کا ہے ، فصلات کا ہے ، سرکاری دفاتر اور عمارات کا ہے -

مسٹر برکت علی غیور - پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - میری submission یہ ہے کہ جو سپلیمنٹری سوال پوچھے جاتے ہیں ، ممبران ان پر definite جواب چاہتے ہیں - لیکن عام طور پر جو جواب دیا جاتا ہے وہ اتنا مبہم ہوتا ہے کہ ہمارے کچھ پلے نہیں پڑتا - جب ایک مسئلے کے متعلق کوئی سوال پوچھا جاتا ہے تو ان کے پاس باقاعدہ محکمہ ہے ، ان کو تنخواہ دی جاتی ہے - اس کے متعلق پورے اعداد و شمار ہونے چاہئیں تاکہ جواب آ سکے - سپلیمنٹری سوال کرنے کا مقصد یہ ہے کہ س کے متعلق کچھ مواد ہو - اس طرح ممبران کی نہ صرف حق تلفی ہوتی ہے بلکہ جس علاقے کی ہم نمائندگی کرتے ہیں ، اس کے متعلق سوالات پوچھنا چاہتے ہیں تو اس سے نہ ہمارے پلے کچھ پڑتا ہے اور نہ ہی ہمارے جو ووٹر ہیں ان کے پلے کچھ پڑتا ہے -

Mr. Speaker. I uphold the point of order.

When a supplementary question is admitted and the Minister is asked to reply it, then the answer should be complete, definite and exhaustive.

مسٹر نذیر احمد - جناب والا - معاوضے کے سلسلے میں ایک سوال اٹھایا گیا تھا - میں وزیر موصوف کی خدمت میں عرض کرنی چاہتا ہوں کہ میرے علم میں ایک بات آئی ہے کہ راولپنڈی میں بارش سے بری طرح متاثر ہونے والے علاقوں کے لوگوں کو ایک ہزار روپے کے چیک قرضے کے طور پر دئے گئے تھے - لیکن میرے نوٹس میں یہ بات آئی ہے کہ ان میں سے کچھ چیک dishonour ہو چکے ہیں اور ان لوگوں کو ابھی تک معاوضہ نہیں ملا - تو اس سلسلے میں میری درخواست ہے کہ کچھ کیا جائے -

مسٹر سپیکر ۔ میں ایوان کی اطلاع کے لئے بتا دوں کہ یہاں مسٹر برکت علی غیور صاحب نے ایک پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا ، جس پر میں نے ابھی رولنگ دی ہے ۔ میں ایوان کی اطلاع کے لئے یہ بھی عرض کر دوں کہ اگر سیلاب کے متعلق ایک سوال پوچھا جاتا ہے تو اس کا مقصد یہ نہیں کہ سیلاب سے متعلقہ ہر سوال پوچھا جا سکتا ہے ۔ اصل سوال کے context میں یا اس کے متعلق آپ ضمنی سوال پوچھیں گے ۔ چونکہ آپ کا ضمنی سوال اس سے متعلقہ نہیں ، اس لئے آپ اس کے متعلق الگ نوٹس دیں ۔

سید صدرالدین شاہ ۔ جناب سپیکر ۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف کی خدمت میں عرض کروں گا کہ حفاظتی تدابیر کے سلسلے میں پوچھا گیا ہے ۔ ضلع ملتان میں تحصیل شجاع آباد میں ہمیشہ سیلاب آتا ہے ۔ اس کا ایک بند "جھونجوں" بند کے نام سے موسوم ہے۔ اس بند کے نامکمل ہونے کی وجہ سے گیارہ ، بارہ مواضعات ہمیشہ زیر آب آ جاتے ہیں ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید صدرالدین صاحب میں پھر عرض کروں گا کہ کیا آپ تجویز کرنا چاہتے ہیں یا کوئی سوال پوچھنا چاہتے ہیں ؟ اگر آپ تجویز کرنا چاہتے ہیں تو اس کے متعلق ایک قرار داد دیجئے ۔ اگر آپ اپنی اطلاع کے لئے سوال پوچھنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے الگ سوال دیجئے ۔ لیکن اگر آپ اس سوال کے متعلق کوئی ضمنی سوال پوچھنا چاہتے ہیں تو پوچھ سکتے ہیں ۔

سید صدرالدین شاہ ۔ جناب سپیکر ۔ میری گزارش یہ ہے کہ سیلاب کا موسم سر پر ہے اور اتفاق سے یہ سیشن چل رہا ہے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ بجٹ سیشن میں آپ جنرل ڈسکشن فرمائیں گے ۔ اس میں آپ ہر چیز زیر بحث لا سکتے ہیں ۔ لہذا اس وقت آپ یہ معاملہ اٹھائیے گا ۔

چوہدری طارق اقبال جاوید ۔ کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ وہ علاقے جو بارانی تصور ہوتے ہیں ، ان میں ندی نالوں میں جو سیلاب آ جاتا ہے اس کو کنٹرول کرنے کے لئے کوئی آئندہ منصوبہ جات ہیں ؟ بالخصوص راولپنڈی میں دریائے سوان اور چھوٹے چھوٹے ندی نالوں سے جو

کٹاؤ ہوا ہے اور کچھ گاؤں کو گذشتہ سیلاب میں جو نقصان پہنچا تھا ، اس سلسلے میں کوئی تدابیر کی جا رہی ہیں ؟

مسٹر سپیکر - آپ کے ضمنی سوال کے پچھلے حصے کی اجازت نہیں ، البتہ پہلے حصے کی اجازت ہے -

وزیر مال و ریلیف - جناب والا - در اصل جو متاثرہ علاقے ہیں ان کے لئے کوشش بھی کر رہے ہیں اور تجویز بھی زیر غور ہے - اگر آپ کوئی تجویز اس کے لئے دے دیں تو میں دیکھ لوں گا - جناب والا - در اصل انہوں نے معاوضے کے لئے کہا ہے اور مالی و جانی نقصان پوچھا ہے - تو جناب معاوضے کے لئے عرض کرتا ہوں کہ کفیل عمر کے لئے دو ہزار اور غیر کفیل کے لئے ایک ہزار ، اور غیور صاحب کے لئے بھی یہی جواب ہے -

بیگم سید رضیہ منور حسین - جناب والا - بہاولپور ڈویژن میں ہر سال آنے والا فلڈ ہمارے لئے باعث زحمت ہے - کیا وہ باعث رحمت بنایا جا سکتا ہے ؟

مسٹر سپیکر - اس کے لئے الگ نوٹس دیجئے -

ملک محمد اعظم - وزیر موصوف نے اپنے جواب میں فرمایا ہے کہ فلڈ وارننگ سنٹر 15 جون سے اپنا کام شروع کر دے گا - تو یہ کہاں قائم کیا جا رہا ہے ؟

وزیر مال و ریلیف - شمالی پنجاب میں -

ملک محمد اعظم خان - جگہ کا نام بتا سکتے ہیں -

وزیر مال و ریلیف - جناب والا - جگہ کا ابھی تک تعین نہیں کیا گیا -

ملک محمد اعظم - جناب والا - 15 جون سے وہ سنٹر کام شروع کر دے گا - لیکن وزیر موصوف کے مطابق جگہ کا ابھی تک تعین نہیں کیا گیا -

وزیر مال و ریلیف - جناب والا - میں کوائف لے کر عرض کروں گا - ویسے جگہ کا تعین جلد اور اس کے قیام سے پہلے ہو جائے گا -

ملک محمد اعظم خان - جناب والا۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ جب یہ جواب دئے جاتے ہیں ، تو وزیر موصوف - - - -

مسٹر سپیکر ۔ میرا خیال ہے کہ آپ کو اطلاع بہم پہنچائی جا رہی ہے ۔ آپ تشریف رکھیں ۔

وزیر مال و ریلیف ۔ جناب والا یہ چیز اب میرے نوٹس میں آئی ہے کہ اس جگہ کا نام میٹرو لوجیکل آفس ہے ۔

مسٹر سپیکر - میٹرو لوجیکل آفس کس جگہ ہے؟

وزیر مال و ریلیف ۔ جناب والا ۔ لاہور میں ۔

چوھدری محمد لطیف رندھاوا ۔ جناب والا ۔ کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ جسڑ ریلوے پل کے گرد جو حفاظتی تدابیر اختیار کی جا رہی ہیں ، اس کی تفصیلات کیا ہیں ؟ کیوں کہ میرے علم میں ہے کہ وہاں پہلے بند بنا ہوا ہے ۔ وہ ہر سال بہہ جاتا ہے ۔ اب وھاں کیا تدابیر اختیار کی جا رہی ہیں ؟ ذرا تفصیل سے بتا دیں ۔

وزیر مال و ریلیف ۔ جناب والا ۔ میں نے پہلے ھی عرض کیا تھا کہ specific سوال نہ ہو تو ذرا مشکل ہو جاتی ہے ۔ جو سوال دیا ہوا ہے اس کی میرے پاس تفصیلات ہیں ۔ اگر مختلف چیزیں پوچھنی ہیں تو اس کے لئے مجھ سے مل لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ رئیس صاحب ۔ آپ بجا فرماتے ہیں ۔ لیکن سوال یہ ہے کہ جس بات کا آپ نے جواب دیا ہے اور جو چیز آپ کے جواب میں ظاہر کی گئی ہے کہ جسڑ ریلوے پل کے گرد حفاظتی تدابیر ہو رہی ہیں ، اس کے متعلق یہ ضمنی سوال بالکل واضح اور relevant ہے کہ کیا حفاظتی تدابیر اختیار کی جا رہی ہیں ۔

وزیر مال و ریلیف ۔ جناب والا ۔ مجھے اس سلسلے میں تفصیلات حاصل کرنی پڑیں گی ۔

سردار محمد عاشق ۔ جناب والا ۔ کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ سیلاب زدہ علاقوں میں جو مکانات منہدم ہوئے ہیں ، ان کے مالکان

کو یا ٹیوب ویل والوں کو گورنمنٹ نے جو امداد دی ہے ، کیا وہ رقم قابل واپسی ہے یا مفت ؟

مسٹر سپیکر - معاوضہ عام طور تو واپس نہیں ہوتا - بہر حال وزیر موصوف اس کے متعلق بیان فرمائیں ـ

وزیر مال و ریلیف - جناب والا - نقصانات وغیرہ کا جو معاوضہ دیا جاتا ہے اس کی واپسی کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا - البتہ قرضہ جو دیا جاتا ہے وہ واپس ہوتا ہے ـ

سید مسعود زاھدی - جناب والا - محترم وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ تمام فلڈ کنٹرول سنٹر میٹرو لوجیکل ڈیپارٹمنٹ میں قائم کئے جائیں گے - تو کیا ان کے علم میں یہ بات ہے کہ محکمہ موسمیات کی جتنی پیشین گوئیاں ہوتی ہیں وہ ننانوے فی صد غلط ثابت ہوتی ہیں ؟

وزیر مال و ریلیف - جناب والا - میں اس سے اتفاق نہیں کرتا - آپ دیکھ لیں کہ اسی سے تو سارا کام چل رہا ہے - کبھی کبھی کوئی غلطی ہو جائے تو میں کچھ نہیں سکتا ـ

مسٹر سپیکر - میٹرولوجیکل ڈیپارٹمنٹ تو صوبائی گورنمنٹ کے ماتحت ہے ہی نہیں -

وزیر مال و ریلیف - جناب والا - وہ فیڈرل گورنمنٹ کے ماتحت ہے -

شیخ محمد نفیس الدین فاروقی - کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ آیا یہ بات ان کے علم میں ہے کہ چنیوٹ میں دو پل ہیں - ایک پل پر سیلاب کے پانی کا پریشر کم کرنے کے لئے بند باندھا جا رہا ہے - جس پر تقریباً چار کروڑ روپیہ صرف کیا جا رہا ہے اور اس بند کے باندھنے سے دوسرے پل پر پانی کا پریشر اتنا زیادہ ہو جائے گا کہ اس کے ٹوٹ جانے کا شدید خطرہ پیدا ہو جائے گا ـ

مسٹر سپیکر - کیا آپ یہ سوال پوچھ نہیں چکے ؟

شیخ محمد نفیس الدین فاروقی ۔ جناب والا ۔ یہ مصری شاہ نالہ کے متعلق میں نے سوال پوچھا تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس کے لئے الگ نوٹس دیجئے تاکہ آپ کو واضح اور صحیح جواب مل سکے ۔

بیگم صغیرہ اسلام ۔ جناب والا ۔ کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ ضلع شیخو پورہ میں 1970ء میں سب سے زیادہ نقصان اس وجہ سے ہوا کہ وہاں کے سیم نالوں کی چوڑائی اور گہرائی اس قدر کم ہے کہ سیلاب کا پانی تو دوسری بات ہے بارش کا پانی بھی ان نالوں سے گزرنا بڑا مشکل ہے ؟ ضلع شیخوپورہ کو سیلاب کی تباہی سے بچانے کے لئے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے ؟

وزیر مال و ریلیف ۔ جناب والا ۔ ویسے تو انتظامات مکمل ہیں ۔ اگر کوئی ایسی بات ہے تو میرے نوٹس میں لائیں ، میں دیکھ لیتا ہوں ۔ اگر کوئی کمی رہ گئی ہے تو میں پوری کر لوں گا ۔

مسٹر برکت علی غیور ۔ کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ 1976ء کے سیلاب کے بعد ضلع شیخو پورہ میں کسی سیم نالے کو گہرا یا چوڑا کیا گیا ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ یہ معاملہ وزیر موصوف سے متعلقہ ہوگا یا وزیر آبپاشی آبپاشی سے ؟

مسٹر برکت علی غیور ۔ جناب والا ۔ چونکہ یہ سوال فلڈ کے سلسلے میں ہے اس لئے اس کا تعلق وزیر موصوف سے ہوگا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس کے لئے الگ نوٹس دیجئے ۔

شیخ باسط جہانگیر ۔ کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ پچھلے سیلاب کے دوران کیا تدابیر اختیار کی گئیں ؟

Mr. Speaker. Fresh notice for that.

پیر احمد شاہ کھگہ ۔ کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ تھانہ

نور شاہ کے پچاس ساٹھ یا سو گاؤں جو سیلاب کی وجہ سے زیر آب آ جاتے ہیں اور تمام فصلیں ضائع ہو جاتی ہیں ، اس سلسلے میں کوئی انتظام کیا گیا ہے ؟

مسٹر سپیکر - اس کے لئے علیحدہ نوٹس دیجئے -

رائے محمد عالم خان - کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ پچھلے سال پہلی دفعہ ضلع بہاولنگر میں سیلاب آیا ، تو اس کے بچاؤ کے لئے بھی اس سال کوئی تجویز زیر غور ہے ؟

Mr. Speaker. Fresh notice for that.

رائے محمد عالم خان - جناب والا - اس میں تو ان کا جواب ہے۔

مسٹر عابد حسین بھٹی - وزیر موصوف کے جواب (ii) (3) میں "بی - آر - بی - ڈی نہر پر سیمر کی تعمیر" لکھا ہوا ہے - قادر آباد بیراج کی تعمیر کے سلسلے میں گزارش ہے کہ فلڈ ڈرین بہت چھوٹے بنائے گئے تھے - کیا ان کو چوڑا کرنے کی کوئی سکیم زیر غور ہے ؟ کیوں کہ ان کی وجہ سے شیخو پورہ کو نقصان ہو رہا ہے -

مسٹر سپیکر - اس کے لئے علیحدہ نوٹس دیں -

کرنل محمد اسلم خان نیازی - ماڑی انڈس دریا کے کنارے جو زیر دست نقصانات ہوئے ہیں - اس میں مجھے کوئی ایسی تدابیر نظر نہیں آئیں - یہ کتنی ستم ظریفی کی بات ہے - آئندہ کسی قسم کی کوئی کمیٹی بنائی جائے تو کیا اس میں غریب ایم-پی-اے ، یا پاکستان پیپلز پارٹی کے نمائندے یا پبلک کے نمائندے بھی رکھے جائیں گے - تاکہ وہ اپنے علاقے کے حقوق کے لئے کچھ کر سکیں ؟

وزیر مال و ریلیف - کرنل صاحب کو چیئرمین رکھ لیں گے اور تجاویز کو منظور کر لیں گے -

مسٹر سپیکر - غریب ایم-پی-اے کو قبول فرمائیں گے یا امیر کو ؟

وزیر مال و ریلیف - جناب والا - یہ بھی تو غریب ہیں -

مسٹر غلام اصغر دستی - جواب کے جز (الف) میں لکھا ہے کہ

9 لاکھ پچاس ہزار من بھوسہ ضائع ہوا ہے ۔ انہوں نے یہ ذکر نہیں کیا کہ کتنی گندم ضائع ہوئی ہے ۔ یہ بنیادی ضرورت ہے اور 1976ء کے سیلاب میں گندم کے بہت نقصانات ہوئے تھے ۔ کیا امر کے بچاؤ کے لئے کوئی تدابیر اختیار کی گئی ہیں ؟

وزیر مال و ریلیف ۔ بعض گندم ضائع نہیں ہوئی اور بھی نقصانات ہوئے ہیں ۔ چونکہ گندم کا تعلق محکمہ خوراک سے ہے ، اس لئے وہ اس کے بچاؤ کے لئے انتظامات کر رہے ہیں ۔

سید مسعود زاهدی ۔ جناب والا ۔ ایک مشہور مصرع ہے ، اس کی بنا پر وزیر صاحب کو اطلاع نہیں دی گئی ہوگی ۔ وہ یہ ہے :

گندم اگر بہم نہ رسد بھس غنیمت است ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔ ع :

خدا جانے کہا کیا ڈوبنے والے نے موجوں سے
کہ موجیں آج تک سر مار کے آتی ہیں ساحل پر

مسٹر سپیکر ۔ نیازی صاحب ، آپ کو سوال کا جواب شعر میں لینا ہے یا نثر میں ؟

کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔ جس اسلوب میں چاہیں رئیس صاحب فرما دیں ۔

چوہدری محمد لطیف رندھاوا ۔ جواب کی جز (ii) میں کہا گیا ہے :

1976ء کے سیلاب کے تجربے کی بنا پر چند نئے
کام شروع کئے گئے ہیں جس میں قابل ذکر
مندرجہ ذیل ہیں ۔

پوچھنے والی بات یہ ہے کہ کام شروع ہو چکے ہیں ، مکمل ہونے والے ہیں یا شروع ہونے والے ہیں ؟ اس جواب سے یہ پتا نہیں چلتا ۔ اس کے متعلق فرما دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ آپ نے حفاظتی تدابیر

اختیار کی ہیں - کیا یہ کام شروع ہو چکا ہے ، شروع ہونے والا ہے یا ابھی شروع نہیں ہوا ؟

وزیر مال و ریلیف - کافی کام ختم ہو چکا ہے - ویسے جاری بھی ہے - مکمل تو نہیں ہوئے -

مسٹر برکت علی غیور - جز (ب) کے جواب میں فرمایا گیا ہے کہ بند کی حفاظتی تدابیر کے سلسلے میں کہا گیا ہے کہ مادھو داس بند کو مضبوط کرنے کی تدابیر کی گئی ہیں - مادھو داس بند سیلاب کے موقع پر مضبوط ہوتا ہے اور سیلاب ھی کے موقع پر ٹوٹ جاتا ہے یا توڑا جاتا ہے - کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ حکومت کے زیر غور کوئی ایسا منصوبہ ہے کہ جس مقام سے مادھو داس بند ٹوٹتا ہے ، اس جگہ ایک مستقل چینل بنا دیا جائے تاکہ جب دریائے راوی کا پانی over flow کرے تو اس چینل کے ذریعے اس کو آگے جاکر پھر راوی میں ڈال دیا جائے -

وزیر مال و ریلیف - آپ میرے چیمبر میں تشریف لائیں ، مشورہ کر لیں گے -

چوہدری غلام احمد چیمہ - وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ کام ختم ہو گیا ہے اور کچھ باقی ہے - کیا وزیر صاحب نے خود معائنہ کیا ہے یا محکمانہ رپورٹ کی بنا پر یہ فرما رہے ہیں ؟

وزیر مال و ریلیف - میں نے خود معائنہ نہیں کیا -

مسٹر حامد کمال ڈاھر - کیا وزیر موصوف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ جواب کے جز (ب) (ii) (5) کے مطابق پنجند اور سندھنائی ہیڈ ورکس پر river training کی جو تعمیر ہوگی ، اس منصوبے کا کام شروع ہو چکا ہے ؟

وزیر مال و ریلیف - پنجند پر river training کی تعمیر ہوگی -

مسٹر برکت علی غیور - کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ شرقپور بند کی تعمیر جو ہو رہی ہے اور شرقپور کو سیلاب سے بچانے کے لئے جو اقدامات کئے جا رہے ہیں یا کئے گئے ہیں ، ان کے تحت کیا وزیر

موصوف نے لاہور اور شرقپور کے درمیان جو سڑک ہے ، اس کا انہوں نے کبھی معائنہ کیا ہے ؟ اگر ایسا ہے تو پچھلے سال جو سڑک بانچ ، جس میں آگئی تھی گئی اور جس کا رقبہ پانچ میل ہے ، کیا اس میں پانی گزرنے کے لئے پلیاں بنائی گئی ہیں ؟ کیا یہ درست نہیں کہ پلیاں نہ ہونے کی وجہ سے سڑک کے جنوب میں واقع تمام کا تمام علاقہ گہرے پانی میں ڈوب جائے گا ؟

وزیر مال و ریلیف - میں غیور صاحب کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہوں اور اس کو جاکر دیکھ بھی لوں گا ۔

راجہ امتیاز احمد - جواب کے جز (ب) کے حصہ (۷) میں انہوں نے فرمایا ہے :

ضلعی سیلاب کی سکیمیں بھی شدید بارش سے
پیدا ہونے والی صورت حال سے نمٹنے کے لئے
زیر ترمیم ہیں ۔

کیا اس کے تحت بہاولنگر کے متعلق بھی کوئی سکیم بنائی گئی ہے ؟ کیوں کہ پچھلے سال وہاں لاکھوں آدمیوں کو نقصان ہوا ہے ؟

وزیر مال و ریلیف - اس کی تفصیل لینا پڑے گی ۔

مسٹر برکت علی غیور - جناب والا یہ کہا گیا ہے :

ضلعی سیلاب کی سکیمیں بھی شدید بارش سے
پیدا ہونے والی صورت حال سے نمٹنے کے لئے
زیر ترمیم ہیں ۔

کیا وہ سکیمیں چھ ماہ میں مکمل ہو جائیں گی ؟

وزیر مال و ریلیف - بہت جلد مکمل ہو جائیں گی ۔

مسٹر مولا بخش - جناب والا - راوی کی دنیا کی سب سے بڑی نہر تمام کی تمام ضلع سیالکوٹ میں بہتی ہے ۔ اس کو ہر سال توڑنا پڑتا ہے اور اس طرح ہزاروں روپے کا نقصان ہوتا ہے ۔ کیا اس کے لئے کوئی منصوبہ زیر غور ہے ؟

مسٹر سپیکر - اس کے لئے الگ نوٹس دیں ۔

سردار نوازش علی پاشا ۔ سندھنائی ہیڈ ورکس کے دائیں بند کو توڑا ایک مستقل عمل بن چکا ہے ۔ کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ حکومت کے زیر غور کوئی تجویز ہے کہ اس مسئلے کا کوئی مستقل حل تلاش کیا جا سکے ؟

وزیر مال و ریلیف ۔ جناب والا ۔ میرے پاس ہر سوال کی تفصیل موجود نہیں ۔ اس سوال کے لئے تو دریافت کر کے بتایا جا سکتا ہے ۔

سردار نوازش علی پاشا ۔ جناب والا ۔ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے ۔ اس سے بڑا وسیع علاقہ زیر آب آ جاتا ہے ۔ اس کے لئے کچھ نہ کچھ سوچنا چاھئے یا سوچا ہوگا یا حکومت کے زیر غور کوئی تدبیر ہوگی ۔ اس سے ریلوے لائن اور سڑکیں ٹوٹ جاتی ہیں ۔ یہ ایک مستقل معمول بن چکا ہے اور ہر سال اس کے دائیں بند کو توڑا جاتا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ اس پر غور فرمالیجے گا ۔

چوہدری منظور الٰہی ۔ جناب والا ۔ سوال کے جواب کی جز (ب) کی شق (3) میں لکھا ہے :

بی ۔ آر ۔ بی ۔ ڈی نہر پر سپر کی تعمیر ۔

کیا وزیر موصوف یہ بتا سکیں گے کہ یہ سپر کہاں بن رہا ہے ۔

وزیر مال و ریلیف ۔ اس کے متعلق بھی دریافت کر کے بتا سکتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ رئیس صاحب ۔ میں پھر عرض کردوں کہ بہت سی چیزیں ایسی ہیں جو آپ کے جواب میں موجود ہوتی ہیں ۔ ان کے بارے میں آپ کے محکمے کو پوری پوری اطلاعات فراہم کرنی چاھیں ، کیوں کہ ضمنی سوالات کا مقصد ھی یہ ھوتا ہے کہ جو جواب آپ دیتے ہیں اس کے متعلق کچھ مزید معلومات معزز ممبران کو ، جو انہیں درکار ہوں فراہم کی جائیں ۔

چوہدری غلام احمد چیمہ ۔ جناب والا۔ ہمارا سابقہ تجربہ یہ ہے کہ فلڈ سے پہلے اعلان کیا جاتا ہے کہ تمام حفاظتی تدابیر اختیار کی گئی ہیں۔ لیکن اس کے باوجود وھی علاقے زیر آب آنے اور بربادی کا شکار ھوتے ہیں

جنہاں پہلے بھی فلڈ آ چکے ہوتے ہیں ۔ کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ جو کام مکمل ہونے بتائے گئے ہیں وہ specification کے مطابق ہیں ۔ اور کیا وہ آئندہ فلڈ میں قائم رہ سکیں گے ؟

Mr. Speaker. This is very general and vague question.

ملک محمد اعظم خان ۔ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ یہ کام شروع کر دیا گیا ہے ۔ کیا وہ اس معزز ایوان کو یہ یقین دھانی کرا سکیں گے کہ سیلاب کے موسم سے پہلے پہلے یہ کام مکمل ہو جائے گا ؟

وزیر مال و ریلیف ۔ یقیناً یہ کام سیلاب سے پہلے مکمل ہو جائیں گے ۔

میاں عمر علی ۔ کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ سیالکوٹ میں مرالہ کے مقام پر جو بند بنا ہے ۔ اس کے ساتھ ساتھ جو سپر بنے ہوئے ہیں وہ غلط ہیں اور نقشے کے مطابق نہیں ہیں اور ان کی لمبائی اور چوڑائی نقشے کی پیمائش سے کم ہے۔ لیکن اس کے باوجود ان سے متعلقہ تمام رقوم کی ادائیگی نقشے میں دی گئی پیمائش کے مطابق ہو گئی ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ آپ نے اس کے لئے الگ سوال کیوں نہیں دیا ۔

سید ثاقب حسین شاہ ۔ جناب والا ۔ بعض بند پانی کے دباؤ سے ٹوٹ جاتے ہیں ۔ اسی طرح سے جھنگ برانچ کا مغربی بند ٹوٹ جانے سے جھنگ شہر اور تحصیل شورکوٹ میں تباہی ہو جاتی ہے ۔ کیا اس کے متعلق کوئی انتظام کیا گیا ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ اس کے لئے الگ نوٹس دیں ۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ۔ جناب والا۔ وزیر موصوف نے یہ کہا ہے کہ پنجند اور سندھنائی ہیڈ ورکس پر River Training Works کی تعمیر ہو رہی ہے ۔ کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ اس پر کتنی لاگت آ رہی ہے اور اس سے بیراج کی capacity کتنی بڑھے گی ۔

وزیر مال و ریلیف ۔ جناب والا ۔ اس تعمیر کا اس کی capacity سے کوئی تعلق نہیں ۔

مسٹر سپیکر - یہ بڑا relevant ضمنی سوال ہے - وہ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ اس پر کیا لاگت آئے گی ؟

وزیر مال و ریلیف - اس کے لئے الگ سوال دیا جائے ، کیوں کہ مجھے اس کی لاگت کا اندازہ نہیں -

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ- سندھنائی ہیڈ ورکس کے لئے ایک تجویز تھی کہ وہاں تین درے بنائے جائیں گے ، جس سے اس کی capacity میں کم از کم 50 ہزار کیوسک کا فرق پڑے گا - کیا وزیر موصوف اس کے متعلق یہ بتا سکتے ہیں کہ اس سکیم کو کیوں ختم کر دیا گیا ، حالانکہ یہ بات وزیر اعظم کی کھلی کچہری میں پیش کی گئی تھی ؟

مسٹر سپیکر - اس کے لئے الگ سوال دیں -

ہڈالی اور مٹھہ ٹوانہ کے لئے سیلاب سے بچاؤ کے منصوبہ جات

*4 - **ملک محمد اعظم خان** - کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) تحصیل خوشاب میں 1976ء کے سیلاب سے متاثرین میں کل کتنی رقم بطور امداد تقسیم کی گئی ؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر اعظم پاکستان نے بھی سیلاب کے دنوں میں اس علاقے کا دورہ کیا تھا اور رقبہ جات ہڈالی اور مٹھہ ٹوانہ تحصیل خوشاب کے سیلاب سے بچاؤ کے لئے منصوبہ جات تیار کرنے کا حکم صادر فرمایا تھا ؟

(ج) اگر جز (ب) کا جواب اثبات میں ہے - تو حکومت نے اب تک اس بارے میں کیا اقدام کئے ہیں ؟

وزیر مال و ریلیف (رئیس شبیر احمد) - (الف) تحصیل خوشاب میں 1976ء کے سیلاب سے متاثرین میں درجہ ذیل رقوم بطور امداد تقسیم کی گئیں :-

(i) برائے نقصان جانی 20,000 روپے

(ii) آسان شرائط پر قرضہ جات
ازاں زرعی ترقیاتی بنک برائے کھاد
بیج و زرعی آلات ۔ 16,94,842 روپے

(iii) آسان شرائط پر قرضہ جات
ازاں ھاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن 29,00,000 روپے

تقاوی قرضہ جات 27,500 روپے

46,51,342 روپے

(ب) درست ہے ۔

(ج) قصبہ ھڈالی کے بچاؤ کے لئے موجودہ ھڈالی ڈرین (Hadali Drain) کو چوڑا کرنے کے لئے مفصل سکیم تیار کی جا رہی ہے ۔ جس پر ابتدائی تخمینہ کے مطابق مبلغ آٹھ لاکھ روپے لاگت آئے گی ۔ یہ سکیم آئندہ مالی سال میں مطلوبہ رقم کی فراھمی کی صورت میں تکمیل ہو سکے گی ۔

مٹھہ ٹوانہ کے بچاؤ کے لئے صوبائی حکومت نے مرکزی حکومت کو سفارش کر دی ہے ۔ کہ وہ ایک 36 میل لمبی ڈرین (Drain) کی تعمیر کو اپنے "تیز تر منصوبہ برائے انسداد سکیم"
(Accelerated Anti Water Logging Project)
میں شامل کر لیں ۔ اس ڈرینج سسٹم پر سات کروڑ لاگت کا تخمینہ ہے ۔ جس کے لئے مرکزی حکومت رقم مطلوبہ فراھم کرے گی ۔ اور واپڈا اس منصوبے کی تکمیل کرے گا ۔

ملک محمد اعظم خان ۔ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ ھڈالی کے لئے ایک drain بنائی جا رہی ہے ۔ میں ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ جناب سینئر منسٹر ڈاکٹر عبدالخالق صاحب بھی وہاں تشریف لے گئے تھے اور وہاں کے لوگوں کا یہ مطالبہ تھا ، جو اس مسئلے کے حل کے لئے ضروری تھا ، کہ وہاں پر ایک V-shape بند بنایا جائے ۔ کیا وہ فرما سکیں گے کہ

وہ بند بھی بنایا جائے گا یا نہیں - کیوں کہ صرف drain بنانے سے یہ مسئلہ حل نہ ہوگا ؟

وزیر خزانہ - جناب والا - چونکہ میرا نام لیا گیا ہے اس لئے اگر آپ اجازت دیں تو میں بھی کچھ عرض کروں - میں نے بھی یہ علاقہ دیکھا تھا - اس وقت فاضل رکن کی موجودگی میں عوام نے یہ مطالبہ کیا اور میں نے یہ مطالبہ اسی وقت فلڈ کمیشن کو بھیج دیا -

جناب والا - طریقۂ کار یہ ہے کہ جو ضروری کام عوام ، افسران یا وزار محسوس کریں ، وہ فلڈ کمیشن کو بھیج دیئے جاتے ہیں - پنجاب فلڈ کمیشن میں بڑے بڑے ماہر لوگ موجود ہیں جو جا کر اس جگہ کا جائزہ لیتے ہیں اور یہ دیکھتے ہیں کہ آیا فنی لحاظ سے بھی وہ تجویز درست ہے ، جو عوام نے یا وزیر نے بھیجی ہے - اس کے بعد اگر فلڈ کمیشن اس نتیجے پر پہنچے کہ فلاں شہر کو بچانے کے لئے یہ سکیم ضروری ہے تو دوسرا مرحلہ اس منصوبے کے لئے رقم مہیا کرنے کا ہوتا ہے - اگر رقم کا تخمینہ ایک کروڑ روپے یا اس سے زیادہ ہو تو وہ E.C.N.E.C. میں کیس جاتا ہے اور اگر اس سے کم ہو تو پنجاب کا محکمہ پلاننگ اور ڈویلپمنٹ اسے خود کر سکتا ہے - اس سوال کا جواب یہ ہے کہ مٹھہ ٹوانہ والی سکیم لازمی طور پر E.C.N.E.C. نے clear ہو کر مرکزی حکومت کو جائے گی ، کیونکہ رقم ایک کروڑ سے متجاوز ہے - جہاں تک V-shape بند کا تعلق ہے ، مجھے خود اس وقت علم نہیں کہ اس سلسلے میں کیا ہو رہا ہے - میں نے یہ سکیم فلڈ کمیشن کو بھیج دی تھی - اس کے بعد کیا ہو رہا ہے ؟ یہ فاضل رکن کے علم میں ہوگا - یا اگر فاضل ممبر میرے پاس تشریف لائیں تو میں تفاصیل حاصل کر انہیں بتا سکتا ہوں -

مسٹر سپیکر - ایک قلیل المہلت سوال ہے - سید مسعود زاہدی ، سوال نمبر 159 -

سید مسعود زاہدی - چونکہ معزز وزیر بلدیات نے یقین دھانی کرائی ہے کہ وہ اس مسئلے کو حل کر دیں گے - - -

مسٹر سپیکر ۔ مسعود زاہدی صاحب ۔ آپ اپنا سوال پڑھئے ۔ شارٹ نوٹس سوال کا طریقہ کار یہ ہے کہ وہ سوال پڑھا جاتا ہے اور پھر اس کا جواب دیا جاتا ہے ۔

سید مسعود زاہدی ۔ لیکن میں واپس لینا چاہتا ہوں ۔ وزیر موصوف نے یقین دھانی کرائی ہے کہ وہ اس مسئلے کو حل کر دیں گے ــــ اچھا جناب ، میں سوال پڑھ کر سنا دیتا ہوں :ــ

کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ سول ہسپتال سرگودھا کے متصل جوہڑ پر جہاں پختہ دھوبی گھاٹ بنا ہوا ہے ، سرگودھا شہر کے دھوبی پچھلے 30 سال سے کپڑے دھوتے اور سکاتے ہیں ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ 6 جون 1977ء کو مذکورہ دھوبی گھاٹ کو منہدم کرنے کا حکم دے دیا گیا ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس اقدام سے مذکورہ دھوبی اپنے کاروبار سے محروم ہو جائیں گے اور ساتھ ہی اہالیان سرگودھا کپڑے دھلوانے کی سہولت سے محروم ہو جائیں گے ۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں تو مذکورہ دھوبی گھاٹ منہدم کرنے کے احکامات جاری کرنے کی کیا وجوہ ہیں اور کیا حکومت اس بارے میں اپنا حکم واپس لے کر دھوبیوں اور اہالیان سرگودھا کی فریاد رسی کرنے کو تیار ہے ؟ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں ؟

جیسا کہ میں نے عرض کیا ، چونکہ محترم وزیر بلدیات نے یقین دھانی کی ہے کہ وہ اس سلسلے میں پوری توجہ فرمائیں گے اور حکم امتناعی فرما کر روک دیں گے ، میں اس سوال کی پیروی نہیں کرنی چاہتا اور واپس لینا چاہتا ہوں ۔

ــــــــ

مسئلہ استحقاق

پیپلز ہاؤس میں مقیم ممبران کے کمروں کے لئے خریدے گئے نئے ایرکنڈیشنرز کی بجائے پرانے ایرکنڈیشنرز کی تنصیب

مسٹر سپیکر سردار زادہ ظفر عباس کی طرف سے ایک تحریک استحقاق (نمبر 3) ہے۔

سردار زادہ ظفر عباس - ایک اہم مسئلہ جو کہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے ، کو زیر بحث لانے کے لئے میں تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں - مسئلہ یہ ہے کہ اسمبلی سیکرٹریٹ نے گزشتہ سال پیپلز ہاؤس میں مقیم ممبران اسمبلی کے کمروں کے لئے نئے ایرکنڈیشنر خرید کئے تھے - لیکن متعلقہ ایگزیکٹیو انجینئر نے ان ایرکنڈیشنرز کو دوسری عمارت میں استعمال کیا ہے ور ممبران اسمبلی کے کمروں کے لئے پرانے ایرکنڈیشنرز لگائے گئے ہیں ، جو کہ اکثر خراب رہتے ہیں اور شور پیدا کرتے ہیں - سخت گرمی کے موسم میں ممبران اسمبلی کو سخت تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے - متعلقہ ایگزیکٹیو انجینئر کے اس فعل سے اس معزز ایوان کے ممبران کا مجموعی طور پر استحقاق پامال ہوا ہے -

وزیر مواصلات و تعمیرات (مسٹر احسان‌الحق پراچہ) - مسٹر سپیکر - - - -

Mr. Speaker. Do you oppose this motion ?

Minister for Communication and Works. I oppose.

Mr. Speaker. You can make a short statement

سردار زادہ ظفر عباس - جناب والا - اس وقت پیپلز ہاوس میں رہنے والے ہر ممبر اسمبلی نے یہ مشاہدہ کیا ھے کہ وہاں جو ایرکنڈیشنرز لگائے گئے ہیں وہ سخت بوسیدہ حالت میں ہیں ان میں سے کچھ خراب ہیں اور کچھ صحیح طریقے سے کام نہیں کرتے - پھر وہ اتنی زیادہ آواز پیدا کرتے ہیں کہ آدمی وہاں بیٹھ کر بات بھی نہیں کر سکتا - میری اطلاع میں یہ بات آئی ہے

کہ پچھلے سال نئے ایرکنڈیشنر خریدے گئے تھے جن میں سے ایک بھی پیلز ہاؤس میں نظر نہیں آتا ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات ۔ جناب سپیکر ۔ میں نہایت ادب سے گزارش کروں گا کہ لیڈر آف دی اپوزیشن کی یہ اطلاع درست نہیں۔ گزشتہ سال کوئی نیا ایرکنڈیشنر نہیں منگوایا گیا البتہ 1975ء میں اٹھارہ ایرکنڈیشنر منگوائے گئے تھے جو کہ پیلز ہاؤس اور جی او آر 3 اور دیگر مقامات پر ، جہاں کہ ایم-پی-اے صاحبان ٹھہرتے ہیں ، لگائے گئے ہیں یہ ایرکنڈیشنرز سیکرٹری صوبائی اسمبلی کی ہدایت پر لگائے جاتے ہیں۔ ایکسین محض ایک executing ایجنسی ہے ۔ جہاں سیکرٹری صاحب ڈائرکشن دیتے ہیں وہاں ایرکنڈیشنرز install کئے جاتے ہیں ۔ اس وقت اٹھارہ نئے اور تئیس پرانے زیر استعمال ہیں ۔ تین نئے ایرکنڈیشنر محکمے کے پاس موجود ہیں جو کہ سیکرٹری صوبائی اسمبلی جہاں ہدایت دیں گے لگائے جائیں گے ۔ اس کے علاوہ مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ اسمبلی سیکرٹریٹ کی طرف سے چھتیس نئے ایرکنڈیشنرز کی requisition جا چکی ہے جو کہ غالباً چند ہی دنوں میں منظور ہونے والی ہے ۔ اگر لیڈر آف دی اپوزیشن نشان دہی کریں کہ کون سے ایرکنڈیشنر خراب ہیں اور آواز دیتے ہیں ، تو وہ نئے سے بدل دئے جائیں گے ۔ اس وقت کوئی شکایت پینڈنگ نہیں کہ میرا ایرکنڈیشنر خراب ہے یا آواز دے رہا ہے ۔ لیڈر آف دی اپوزیشن اگر سیکرٹری صاحب کے نوٹس میں یہ بات لائیں تو ہم فوراً وہ ایرکنڈیشنر تبدیل کر دیں گے ۔ چھتیس نئے ایرکنڈیشنرز آنے والے ہیں ۔ وہ بھی غالباً اسی اجلاس میں لگ سکتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ یہ فرمائیں کہ جو نئے ایرکنڈیشنر آئے تھے ، وہ تمام کے تمام لگ چکے ہیں ؟ ان کا اعتراض یہ ہے کہ پرانے لگائے گئے ہیں اور نئے نہیں لگائے گئے ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات ۔ جو اٹھارہ آئے تھے ان میں سے پندرہ لگ چکے ہیں اور تین باقی پڑے ہیں ۔ وہ اٹھارہ بھی 1975ء میں آئے تھے ۔ ان میں سے پندرہ لگ چکے ہیں ، اور سیکرٹری صاحب کی طرف سے جب بھی ڈیمانڈ آتی ہے ، جہاں کوئی لگانا ہوتا ہے ، وہاں لگ جاتا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ 1975ء میں اٹھارہ آئے تھے ۔ وہ لگ چکے ہیں ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات ۔ گزشتہ سال لگائے تھے ۔ پھر ان کے بعد requisition نہیں آئی ۔ ابھی تین رکھے ہوئے ہیں ۔ ابھی ان کے لئے ڈیمانڈ نہیں ۔ جب ڈیمانڈ ہوگی تو لگا دئے جائیں گے ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ اس میں بات یہ ہے کہ تمام سابق ممبر صاحبان نے دیکھا ہے ، میں مثال کے طور پر عرض کرتا ہوں ، کہ لیڈر آف دی اپوزیشن علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب کے کمرے میں ایک کیریر کمپنی کا ایرکنڈیشنر لگایا گیا تھا ۔ لیکن اس کی بجائے آج جو وہاں ایرکنڈیشنر لگا ہوا ہے ، اس کی حالت قابل دید ہے ۔ دوسرے جو اٹھارہ ہیں کوئی صاحب بھی جاکر دیکھ لیں ، سب کے سب ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے دس پندرہ سال کے پرانے ہیں اور سب ریوائنڈ ہوئے ہوئے ہیں ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات ۔ جناب والا ۔ اس میں ایک وضاحت اور بھی ضروری ہے کہ جو ایم۔پی۔اے صاحبان پیپلز ہاؤس میں ٹھہرے ہوئے ہیں انہوں نے ڈیمانڈ ہی نہیں کی ۔ کیوں کہ ایرکنڈیشنر کا ساڑھے بارہ روپے یومیہ کرایہ ادا کرنا پڑتا ہے ۔ اگر ڈیمانڈ آئی تو ہم ایرکنڈیشنر مہیا کر دیں گے ۔ تاہم ان ایرکنڈیشنروں کی دیکھ بھال باقاعدہ ہو رہی ہے ۔ اگر نئے ایرکنڈیشنر آ رہے ہیں ۔ اگر لیڈر آف اپوزیشن سیکرٹری اسمبلی کے نوٹس میں یہ بات لائیں تو مزید لگ سکتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں اسی سلسلے میں مزید معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں ، اس لئے اس تحریک پر کل غور کیا جائے گا ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات ۔ جناب والا ۔ میرے پاس تفصیلات موجود ہیں ۔ اگر کسی انفرمیشن کی ضرورت ہے تو میں ابھی بتانے کے لئے تیار ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس میں کچھ اور معلومات کی بھی ضرورت ہے ، کیوں کہ آپ نے کہا ہے کہ سیکرٹری اسمبلی جو ہدایت دیتے ہیں اس پر عمل درآمد ہوتا ہے ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات - جناب والا - ہم تو وہی کرتے ہیں جو اسمبلی سکرٹریٹ اور محکمہ قانون والے کہتے ہیں -

مسٹر سپیکر - custody تو آپ کی ہوتی ہے - وہ تو صرف اتنا کہتے ہوں گے کہ فلاں کمرے میں لگایا جائے اور فلاں کمرے میں نہ لگایا جائے۔ باقی یہ کہ پرانا ائرکنڈیشنر لگا ہے یا نیا لگا اور کون لے گیا ، یہ آپ کی ذمہ داری ہے - لہذا اس پر کل پھر غور کیا جائے گا -

سردار زادہ ظفر عباس - جناب والا - کل اس پر پھر غور کیا جائے گا ؟

مسٹر سپیکر - جی ہاں -

تحاریک التوائے کار

مسٹر سپیکر - اب تحریک ہائے التوائے کار شروع کی جاتی ہیں -

رحمان پورہ اور متعلقہ علاقوں میں پانی میں تیل کی آمیزش اور پانی کی ناکافی فراہمی

مسٹر سپیکر - سردار زادہ ظفر عباس یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 3 جون 1977ء کے مطابق لاہور کی آبادی رحمان پورہ کوارٹرز اور ملحقہ علاقوں میں پچھلے ایک ماہ سے گاہے گاہے پانی میں تیل کی آمیزش ہوتی رہتی ہے ، جس سے پانی کا ذائقہ تبدیل ہو جاتا ہے - آبادی کے لحاظ سے فراہم کئے جانے والا پانی بالکل نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے ، کیوں کہ شریف پارک میں واقع پانی کی ٹینکی وسیع و عریض علاقے کو پانی فراہم کرتی ہے - گرمی کے موسم میں پانی اکثر سارا دن غائب رہتا ہے ، رحمان پورہ اور نواحی بستیوں کے مکین پانی کی اس ناقص صورت حال سے سخت مضطرب اور پریشان ہیں -

وزیر تعلیم و لوکل گورنمنٹ۔ جناب والا ۔ لاہور میں جن ٹیوب ویلوں سے پانی فراہم کیا جاتا ہے ان کی مشینری زمین میں ڈیڑھ سو فٹ نیچے نصب ہے ۔ ان ٹیوب ویلوں کی مشینری کی آئل لبریکیشن کی جاتی ہے اور اس میں کسی خرابی کی صورت میں پانی میں تیل کی آمیزش ممکن ہے ۔ رحمان پورہ کے بارے میں خبروں کی اشاعت کے فوراً بعد ٹیوب ویلوں کے پانی کے نمونے حاصل کئے اور لیبارٹری میں بھیج دئے گئے ۔ رپورٹ سے پتا چلا ہے کہ شریف پورہ کے ٹیوب ویل کی مشینری کی خرابی کی وجہ سے تیل کی آمیزش تھوڑی مقدار میں ہو رہی ہے ۔ اس کو دور کرنے کے لئے اقدامات کئے جا رہے ہیں ۔ توقع ہے کہ ایک دو روز میں خرابی دور ہو جائے گی ۔

جہاں تک ان آبادیوں میں پانی کی کمی کا تعلق ہے ، تکیہ نہری شاہ میں نیا ٹیوب ویل لگ جانے سے یہ کمی دور ہو گئی ہے ۔ جہاں تک جزوی کمی یا پانی کے بند ہونے کا سوال ہے ، بجلی کے فیل ہو جانے سے پانی بند ہو جاتا ہے ۔ جیسے ہی بجلی دوبارہ آتی ہے ٹیوب ویل چلنے شروع ہو جاتے ہیں ۔ تکیہ نہری شاہ میں نیا ٹیوب ویل چل جانے سے علاقے کے مکینوں کو 20 لاکھ گیلن یومیہ اضافی پانی مل رہا ہے اور اس طرح پانی کی کمی ختم ہو گئی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ تحریک پر زور نہیں دیتے ؟

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ میں اس پر زور نہیں دیتا ۔

حکومت پنجاب کا ہفت روزہ "اسلامی جمہوریہ" کے ڈیکلیریشن کی منسوخی کا فیصلہ

مسٹر سپیکر ۔ سردار زادہ ظفر عباس یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ حکومت پنجاب نے ہفت روزہ "اسلامی جمہوریہ" کے ڈیکلیریشن کو منسوخ کرنے کا جو فیصلہ کیا ہے اس سے ایک طرف تو اس رسالے سے منسلک

ملازمین کو بے روزگاری سے دو چار کر دیا گیا ہے اور دوسری طرف حکومت پنجاب کے اس فیصلے کے خلاف عوام میں سخت اضطراب اور بے چینی کی لہر دوڑ گئی ہے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔ یہ اقدام حکومت کو اس حقیقت کے پیش نظر کرنا پڑا کہ ا رسالے میں ایسے مضامین شائع ہو رہے تھے جو ملک میں اشتعال پیدا کرنے اور قانون کا احترام ختم کرنے پر آمادہ کرتے تھے ۔ اس لئے یہ کارروائی حکومت نے مفاد عامہ کے تحت کی ہے ۔ اس میں کسی قسم کا ulterior motive شامل نہیں ۔ صریحاً قانون شکنی کی جا رہی ہے ۔ اس کے علاوہ کوئی صورت نظر نہ آتی تھی ، اس لئے ہمیں مجبوراً یہ قدم اٹھانا پڑا ۔ چنانچہ میں یہ استدعا کروں گا کہ چونکہ یہ اقدام قانون کے مطابق کیا گیا ہے ، اس لئے اس تحریک کو مسترد کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سردار صاحب ۔ آپ یہ فرمائیں گے کہ یہ فیصلہ کب کیا گیا ؟

سردار زادہ ظفر عباس ۔ 18-5-1977 کو ۔

مسٹر سپیکر ۔ مگر تحریک التوائے کار میں یہ چیز موجود نہیں ۔ فاضل ممبر نے اپنی تحریک میں اس حکم کی تاریخ کا ذکر نہیں کیا جس سے یہ واضح ہو سکے کہ یہ معاملہ ماضی قریب کا ہے ، اس لئے یہ تحریک التوا خلاف ضابطہ قرار دی جاتی ہے ۔

حکومت پنجاب کی طرف سے ہفت روزہ "چٹان" کے ڈیکلیریشن کی منسوخی

مسٹر سپیکر ۔ سردار زادہ ظفر عباس یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ حکومت پنجاب نے ہفت روزہ "چٹان" کے ڈیکلیریشن کو منسوخ کر کے جہاں

ایک طرف اس رسالے سے منسلک ملازمین کو بے روزگاری سے دو چار کر دیا ہے وہاں عوام کو غیر جانبدارانہ اظہار رائے کرنے والے رسالے سے محروم کر دیا ہے۔ حکومت پنجاب کے اس فیصلے کے خلاف صوبے کے عوام میں سخت اضطراب اور بے چینی کی لہر دوڑ گئی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب والا۔ پہلے تو مجھے اس پر ٹیکنیکل اعتراض کرنا ہے۔ جناب نے ابھی جو رولنگ دی ہے، اس تحریک میں بھی وہی سقم موجود ہے۔ اس کے علاوہ بیان کردہ حقائق بھی غلط ہیں کہ ملازمین بے روز گار ہو گئے ہیں وہ لوگ "صبح کا ستارہ" میں کام کر رہے ہیں۔۔۔۔

مسٹر سپیکر۔ شیخ صاحب "صبح کا ستارہ" متبادل تو نہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب والا۔ چٹان کے ملازمین اس میں جاکر کام کر رہے ہیں۔ وہی لوگ وہاں جاکر ادارت کر رہے ہیں۔

مسٹر سپیکر۔ کیا آپ انہیں "چٹان" کے ملازمین تصور کریں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب والا۔ میں ان ملازمین کی بے روزگاری کی بات کر رہا ہوں۔

مسٹر محمد ظفراللہ بھروانہ۔ جناب والا۔ میں آپ کی اجازت سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب بھی ہماری کوئی تحریک پیش ہوتی ہے، اس کا یہ گول مول جواب دیتے ہیں۔ ابھی انہوں نے فرمایا ہے قانون شکنی ہوئی ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کونسی قانون شکنی ہوئی ہے۔ کس دفعہ کی قانون شکنی ہوئی ہے؟ کون سی تحریر یا الفاظ سے قانون شکنی ہوئی ہے؟ جب ان کی باری آتی ہے تو ان کا جواب صحیح تصور کر لیا جاتا ہے اور جب ہماری کسی تحریک میں کوئی خامی ہوتی ہے تو اسے رد کر دیا جاتا ہے۔ ان کے لئے یہ مناسب نہیں۔ جب انہیں بھی کوئی جواب دینا ہو تو ٹھوس اور صحیح طریقے سے دیں، پہلے یہ سپیکر تھے، اب بحیثیت ممبر یا بحیثیت وزیر کے ہیں۔ انہیں چاہئے کہ اپنا رویہ تبدیل کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ میں اپنے فاضل دوست کا بہت شکر گزار ہوں ۔ کل میں نے ایک تحریک التوا میں وضاحت کی تھی تو کچھ فاضل اراکین ناراض ہو گئے تھے ، اس لئے میں بڑی احتیاط سے جواب دے رہا ہوں :

هم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی ۔

اتنا ہی کافی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ جہاں تک آپ کے مطمئن ہونے کا تعلق ہے ، یہ اور بات ہے ۔ جہاں تک شیخ صاحب کے انداز اور طرز بیان کا تعلق ہے ، وہ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں بڑا تعاون ، شیرینی اور حلیمی موجود ہے ۔

ایک آواز ۔ سبحان اللہ ۔

مسٹر سپیکر ۔ چونکہ تحریک التوا میں یہ ذکر نہیں کیا گیا کہ "چٹان" کا ڈیکلیریشن کب منسوخ کیا گیا ، اس لئے یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ یہ معاملہ قریب ماضی بعید کا ہے یا بعید ماضی بعید کا ، اس لئے یہ تحریک التوا بھی خلاف ضابطہ قرار دی جاتی ہے ۔

وزیر اعظم کے حکم کے باوجود دفعہ 144 کی خلاف ورزی کرنے والے قیدیوں کی عدم رہائی

مسٹر سپیکر ۔ سردار زادہ ظفر عباس یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کریں گے کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ "نوائے وقت" مورخہ 5 جون 1977ء کے مطابق حکومت پنجاب نے ان تمام قیدیوں کو ابھی تک رہا نہیں کیا جنہوں نے دفعہ 144 کی خلاف ورزی کی تھی ۔ خاص طور پر کیمپ جیل اور کوٹ لکھپت جیل میں نظر بند قیدیوں کو اس لئے رہا نہیں کیا گیا کیوں کہ جیل حکام کے پاس ابھی تک ان کی رہائی کا حکم نہیں پہنچا ۔ حالانکہ وزیر اعظم پاکستان نے پاکستان قومی اتحاد کے قائدین سے مذاکرات کے دوران یہ فیصلہ کیا ہے اور حکم دیا

ہے کہ دفعہ 144 کے تحت گرفتار کئے گئے تمام قیدی رہا کر دئے جائیں ۔ حکومت پنجاب کے اس رویے کے خلاف عوام میں سخت اضطراب اور بے چینی پائی جاتی ہے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ خبر کسی غلط فہمی کا نتیجہ تھی اور فاضل قائد حزب اختلاف نے اس غلط خبر کی بنا پر یہ تحریک التوائے کار دی ہے ۔ میں یہ استدعا کرتا ہوں کہ تمام قیدی رہا کر دئے گئے ہیں ۔ خاص طور پر مذکورہ دو جیلوں کے متعلق میں نے خود دریافت کیا ہے ۔ کوئی 522 کے قریب قیدی تھے جو کہ سب کے سب رہا ہو گئے ہیں ۔ اس وقت کوئی ایسا قیدی نہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ کوئی قیدی ایسا نہیں ، جو کہ اس کیٹیگری میں آتا ہو ؟ یعنی دفعہ 144 کی خلاف ورزی میں جس کو گرفتار کیا گیا وہ تمام کے تمام لوگ رہا کر دئے گئے ہیں ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ ان دو جیلوں میں میں نے ذاتی طور پر دریافت کیا ہے ، مگر بالعموم ہر جگہ پر رہا کر دئے گئے ہیں ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ اس یقین دھانی کے بعد میں بحث نہیں کرنا چاہتا ۔ لیکن آج بھی اصغر خان کا ایک بیان ہے کہ ابھی تک قیدی رہا نہیں کئے گئے ۔ چونکہ وزیر موصوف نے یہ بیان اسمبلی میں دے دیا ہے کہ سب کو رہا کر دیا گیا ہے ، اس لئے میں اس تحریک کو پریس نہیں کرتا ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ یہ جو مذاکرات ہو رہے ہیں ۔ ان میں بھی اس مسئلے کا ذکر آیا تھا اور اس پر غور کیا گیا تھا کہ کتنے قیدی رہا کر دئے گئے ہیں اور کتنے رہا کئے جائیں گے ۔ اگر ائیر مارشل کوئی بیان دے دیتے ہیں تو بہر حال میں انہیں مجبور نہیں کر سکتا کہ وہ بیان نہ دیں ۔ آزادی تحریر و تقریر اور آزادی صحافت ہے ۔ اس لئے وہ جو بھی بیان دینا چاہیں ضرور دیں ۔ اگر میرے فاضل دوست ان پر اعتماد کرتے ہیں تو انہیں بھی اس کا حق ہے ۔

مسٹر سپیکر - شیخ صاحب ، آپ یہ اطمینان کر لیں کہ آیا دفعہ 144 کی خلاف ورزی کرنے والے تمام قیدیوں کو رہا کر دیا گیا ہے - ان دو جیلوں کے علاوہ بھی اگر کہیں ہوں تو دیکھ لیں -

وزیر قانون و پالیمانی امور - جناب والا - بالعموم تو میں نے اطمینان کر لیا ہے ، مگر آپ کے حکم سے مزید معلومات حاصل کروں گا - کبھی اکا دکا کوئی رہ جاتا ہے - آپ بھی وکالت کرتے ہیں - کبھی کوئی کاغذ جاتا ہے اور اس میں کوئی سقم رہ جاتا ہے یا کبھی کوئی اور بات ہوتی ہے There may be some solid reason.

مہر محمد ظفر اللہ بھروانہ - جناب والا - چونکہ وزیر موصوف وثوق سے نہیں فرما سکے ہیں ، اس لئے بہتر یہی ہے کہ اس تحریک کو کل پر ملتوی کر دیں تا کہ وہ صحیح انفارمیشن لے لیں -

مسٹر سپیکر - وہ تحریک التوائے کار تو فاضل ممبر نے واپس لے لی ہے یا اس کو پریس نہیں کر رہے ، اس لئے اس کو ملتوی تو نہیں کیا جا سکتا ، لیکن بہر حال جیسا کہ فاضل وزیر قانون نے فرمایا ہے ، وہ اس کے متعلق مزید تسلی کر لیں گے اور اگر کچھ قیدی اس وقت تک رہا نہیں کئے گئے تو وہ کوشش کریں گے کہ رہا کر دئے جائیں -

مہر محمد ظفراللہ بھروانہ - جناب والا - وہ تو صحیح ہے - لیکن وزیر موصوف کے پاس نہ تو رپورٹ ہے اور نہ انہوں نے جیل میں جا کر دیکھا ہے -

مسٹر سپیکر - سردار صاحب نے صرف دو جیلوں کے متعلق تحریک التوائے کار دی تھی - اس کے متعلق ان کے پاس رپورٹ موجود ہے - انہوں نے یہ واضح بیان دیا ہے کہ دو جیلوں میں کوئی قیدی نہیں ، اس لئے اس کو مزید زیر بحث رکھنے یا ملتوی کرنے کی کوئی وجہ نہیں -

---

کوچہ سرجن سنگھ ، کوچہ سرکی بندان اور کوچہ چندر پہلوان میں ایل ڈی-اے کے پائپ لائن نہ بچھانے کے باعث مکینوں کو پانی کی دقت

مسٹر سپیکر ۔ سردار زادہ ظفر عباس یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ "نوائے وقت" مورخہ 5 جون 1977ء میں شائع شدہ خبر کے مطابق لاہور ڈیویلپمنٹ اتھارٹی نے کوچہ سرجن سنگھ ، کوچہ سرکی بندان اور کوچہ حیدر پہلوان میں ابھی تک پائپ لائن نہیں بچھائی ۔ جس کی وجہ سے ان علاقوں کے اہالیان کو پانی کی فراہمی میں سخت دقت در پیش ہے ۔ لاہور ڈیویلپمنٹ اتھارٹی کے اس فعل کے خلاف سیاسی اور سماجی حلقوں میں زبردست اضطراب اور شدید غم و غصہ پیدا ہو گیا ہے ۔

وزیر تعلیم و لوکل گورنمنٹ ۔ جناب والا ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

جناب والا ۔ یہ درست نہیں کہ اندرون شہر لاہور کے علاقہ کوچہ سرجن سنگھ کوچہ سرکی بندان میں پانی کے پائپ بچھانے میں ایل-ڈی-اے نے کوتاہی کی ہے ۔ صحیح صورت حال یہ ہے کہ دو سال قبل کوچہ حیدر پہلوان میں نئی پائپ لائن بچھانے کے لئے 47840 روپے کا تخمینہ لگایا گیا ۔ سامان موقع پر پہنچا دیا گیا ۔ لیکن اس علاقے کے لوگوں نے پائپ نہیں بچھانے دیا ۔ اس طرح سے تقریباً 10 روز قبل دوبارہ اس کوچہ میں کوشش کی گئی ۔ لیکن لوگوں نے اجازت نہ دی جہاں تک باقی کوچوں کا تعلق ہے ، یہ علاقہ محلہ چربی ماراں میں شامل ہے جس کے لئے 29800 روپے کا تخمینہ تیار کر کے متعدد بار کام کرنے کی کوشش کی گئی ۔ لیکن لوگوں نے پانی کے پائپ نہ بچھانے دئے ۔ لاہور ڈیویلپمنٹ اتھارٹی متذکرہ بالا علاقے میں پی ۔ وی ۔ سی پائپ بچھانا چاہتی تھی ، جب کہ عوام کا اصرار تھا کہ وہاں لوہے کا پائپ بچھایا جائے ، حالانکہ پی-وی-سی پائپ بھی پانی کی سپلائی کے لئے اتنا ہی مضبوط ہے جتنا کہ لوہے کا ۔ لوہے کا پائپ نہ ملک میں تیار ہوتا ہے اور

نہ ہی وہ ملک میں دستیاب ہے ۔ اس لئے ایل۔ڈی۔اے لوہے کا پائپ بچھانے سے قاصر ہے ۔ حقیقت میں "نوائے وقت" کی جس خبر کو تحریک التوائے کار بنایا گیا ہے وہ ایل۔ڈی۔اے نے ہی عوام کا تعاون حاصل کرنے کے لئے شائع کرائی تھی تاکہ عوام کو سہولت ہو سکے ۔ اس سے عوام میں اضطراب کا کوئی پہلو نہیں ۔ تا ہم ایل۔ڈی۔اے اب اس علاقے کے اراکین قومی اور صوبائی اسمبلی کا تعاون حاصل کر کے ان لوگوں کو رضامند کرنے کی کوشش کرے گی ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب وہاں پانی کی فراہمی کے متعلق کیا پوزیشن ہے ؟ کیا وہاں پر پانی باقاعدہ مل رہا ہے ؟

وزیر تعلیم و لوکل گورنمنٹ ۔ جہاں پائپ نہیں وہاں پانی مشکل سے ملتا ہے ۔ وہاں پانی دوسرے طریقوں سے بہم پہنچایا جا رہا ہے ۔ اس کے لئے میرے پاس اخبارات کی خبریں موجود ہیں ۔ WASA نے کوشش کی ہے کہ لوگوں کو اخبارات کے ذریعے تعاون کے لئے کہا جائے کہ جب تک آپ تعاون نہ کریں پائپ بچھانا مشکل ہے ۔ اخبارات کی cuttings میں پیش کر سکتا ہوں ۔

Mr. Speaker. Do you press this motion ?

سردار زادہ ظفر عباس ۔ نہیں جناب ۔

Mr. Speaker. In view of the statement of the Minister the motion is not pressed.

برسات کے باعث آفت زدہ قرار دئیے گئے علاقے ، اچھرہ لیاقت پارک ، کی خستہ حالی پر لاہور میونسپل کارپوریشن کی عدم توجہ

مسٹر سپیکر ۔ سردار زادہ ظفر عباس یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 20 مئی 1977ء کے مطابق سکیم نمبر 2 اچھرہ

لیاقت پارک کی پوری آبادی پچھلی برسات میں پانی میں ڈوب گئی تھی ۔ حکومت نے کشتیوں کے ذریعے سے اس آبادی کے مکینوں کو پانی سے نکال کر محفوظ مقامات پر پہنچایا اور اس آبادی کو آفت زدہ علاقہ قرار دے دیا ۔ آبادی کے مکینوں نے متعدد بار لاہور میونسپل کارپوریشن کے اعلیٰ حکام کی توجہ آبادی کی خستہ حالی کی طرف مبذول کرانے کی کوشش کی ۔ لیکن ابھی تک کوئی شنوائی نہیں ہوئی ۔ آبادی کے مکین خوفزدہ ہیں کہ اگر کارپوریشن کی طرف سے لاپروائی کا اس طرح سے مظاہرہ ہوتا رہا تو آئندہ برسات بھی ان کے لئے اسی طرح آسمانی آفت بن کر آئے گی ۔ کارپوریشن کی اس مسلسل سرد مہری اور دیدہ دانستہ لاپروائی کے باعث اس آبادی کے مکین سخت مضطرب اور پریشان ہو گئے ہیں ۔

وزیر تعلیم و لوکل گورنمنٹ ۔ جناب والا ۔ لیاقت پارک اچھرہ ایک نشیبی آبادی ہے اور سیوریج سسٹم کی سطح سے بھی گہری ہے ۔ برسات کے موسم میں ہر سال یہاں پانی جمع ہو جاتا ہے ۔ کیوں کہ سیورج سسٹم اور نالیوں کے ذریعے سے پانی کا نکاس ممکن نہیں ۔ یہاں کے مکینوں نے اس آبادی میں قدم رکھنے سے پیشتر نشیبی جگہ اور متعلقہ مسائل کو پیش نظر نہ رکھا ۔ مندرجہ بالا وجوہات کے پیش نظر اس آبادی سے برساتی پانی کے نکاس کا بندوبست کرنا ممکن نہیں ، کیونکہ یہ مسائل یہاں کے لوگوں کے خود پیدا کردہ ہیں ۔ جہاں پر ٹیکنیکی طور پر ممکن ہو سکا تھا ، ایل۔ڈی۔اے نے سیوریج سسٹم بچھا دیا ہے ۔ زیادہ نیچی سطح پر سیوریج سسٹم بچھانا نا قابل عمل ہے ۔ اس لئے برسات کے موسم میں پانی بھر جانے پر پمپ لگا کر پانی خارج کر دیا جاتا ہے ۔ اگر برسات کے موسم میں پمپ کم تھے تو اور زیادہ فراہم کر دئے جائیں ۔ یہ علاقہ بعد میں ایل۔ڈی۔اے کے پاس آیا ہے ۔ اس علاقے کے مکینوں نے پہلے سے مکانات بنا رکھے تھے ، اس لئے کوئی بہت سی ٹیکنیکی قسم کی منصوبہ بندی ہو سکے گی ، تب ہی یہ کام ہو سکے گا ۔ فی الحال یہ ممکن نہیں کہ سیوریج سسٹم بچھا دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں صاحب ۔ ویسے برسات کے موسم میں لاہور میں یہ عام تکلیف ہے کہ نشیبی علاقوں میں پانی بھر جاتا ہے اور کارپوریشن کے

پاس اتنے پمپ نہیں ہوتے کہ اتنے پانی کو نکال سکیں ۔ کیا آئندہ کارپوریشن نے یہ انتظام کیا ہے کہ کم از کم نشیبی علاقوں میں یہ پمپ دستیاب کر سکے ؟

وزیر تعلیم و لوکل گورنمنٹ ۔ اس دفعہ کوشش کی جا رہی ہے کہ زیادہ سے زیادہ پمپ فراہم کئے جا سکیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ بہر حال اس کے متعلق توجہ فرمائیے ۔ لاہور میں یہ عام شکایت ہے کہ برسات کا موسم شروع ہونے سے پہلے کارپوریشن یہ انتظام کرے ۔ سردار زادہ صاحب ۔ کیا آپ اس بیان کے بعد اپنی تحریک التوائے کار پر زور دیتے ہیں ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ اس میں صرف تھوڑی سی وضاحت فرما دیں کہ کیا وزیر موصوف اس آبادی کے لئے کچھ اور اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں ؟ صرف پمپ زیادہ کر دینا تو بالکل نا کافی ہے ۔ اس کے لئے کوئی اور اقدامات بھی زیر غور ہیں یا نہیں ۔ جس سے پانی کے اخراج کو آسان بنایا جا سکے ؟

مسٹر سپیکر ۔ سیوریج کے متعلق آپ نے فرمایا ہے ۔ اس کے علاوہ کچھ اور اقدامات بھی کر رہے ہیں ؟

وزیر تعلیم و لوکل گورنمنٹ ۔ جناب والا ۔ سر دست پمپوں کی تعداد زیادہ کرنے کے علاوہ کچھ اور نہیں ہو سکتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ سیوریج موجود ہے ۔ پمپ اور زیادہ مہیا کئے جائیں گے ۔ کیا آپ تحریک پر زور دیتے ہیں ؟

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جی نہیں ۔

سیالکوٹ میں اساتذہ کو نئے سکیلوں کے مطابق تنخواہوں کی عدم ادائیگی

مسٹر سپیکر ۔ سردار زادہ ظفر عباس یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر

بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "مغربی پاکستان" مورخہ 7 جون میں شائع شدہ خبر کے مطابق ضلع سیالکوٹ میں اس ماہ اساتذہ کو نئے سکیلوں کے مطابق تنخواہیں ادا نہیں کی گئیں ، جس سے ان اساتذہ اور ان کے لواحقین میں سخت اضطراب اور شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ آپ اس تحریک کو کل پر رکھ لیں ۔

Mr. Speaker. This adjournment motion will be taken up tomorrow.

بعض غیر جانبدار اخبارات کے لئے سرکاری اشتہارات پر پابندی

مسٹر سپیکر ۔ سردار زادہ ظفر عباس یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "مغربی پاکستان" مورخہ 7 جون میں شائع شدہ خبر کے مطابق روزنامہ مغربی پاکستان یونٹ نے حکومت کے اس فیصلے پر شدید تشویش کا اظہار کیا ہے ۔ جس کے تحت روز نامہ مغربی پاکستان ، وفاق ، جنگ اور نوائے وقت کے لئے سرکاری اشتہاروں پر پابندی عائد کر دی گئی ہے ، جس سے مذکورہ اخبارات سے منسلک ملازمین سخت مالی و ذہنی پریشانی کا شکار ہو گئے ہیں ۔ ان غیر جانبدار اخبارات کے خلاف حکومت کی اس منتقمانہ کارروائی سے عوام اور خصوصاً اخبارات سے منسلک ملازمین میں سخت اضطراب اور پریشانی کی لہر دوڑ گئی ہے ۔

وزیر اطلاعات ۔ I opposed it Sis. اشتہارات کوئی بھی صنعتی و تجارتی ادارہ اپنی صنعت کے فروغ کے لئے جاری کرتا ہے اور اشتہارات دینے کا طریق کار ادارے کی اپنی صوابدید پر ہوتا ہے ۔ کسی وقت اور کسی ذریعے سے کوئی بھی اشتہار زیادہ مؤثر ہو سکتا ہے ۔ اسی طرح دور جدید میں حکومتی اور نیم سرکاری ادارے اپنے کاروبار کے سلسلے میں اشتہارات

دینے کے مختلف طریقے اور ذرائع بروئے کار لاتے ہیں جن میں ٹیلی ویژن ، ریڈیو ، فلم ، اخبار اور ابلاغ عامہ کے دوسرے ذرائع شامل ہیں ۔ جس طرح کسی بھی صنعتی و تجارتی ادارے کو مجبور نہیں کیا جا سکتا کہ وہ کسی خاص اخبار یا ذرائع ابلاغ کو اشتہار دے ، اسی طرح کوئی بھی اخبار یا ذریعہ ابلاغ عامہ نجی یا حکومت کے تحت چلنے والے اداروں کو مجبور نہیں کر سکتا کہ وہ اسے اشتہار دیں ۔ ایسی تحریک ہائے التوائے کار پہلے بھی اس ایوان میں پیش ہو چکی ہیں اور رد کی جا چکی ہیں ، اس لئے میں اس تحریک التوائے کار کی مخالفت کرتا ہوں اور درخواست کرتا ہوں کہ اسے خلاف ضابطہ قرار دیا جائے ۔

مہر محمد ظفراللہ بھروانہ ۔ جناب والا ۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وزیر موصوف جو جواب ، تقریر یا تحریر پڑھ رہے ہیں ، اگر یہ تقریر ہے تو پھر تقریر ہی ہونی چاہیے ۔

مسٹر سپیکر ۔ نہیں ، بھروانہ صاحب ۔ صورت حال یہ ہے کہ یہ کوئی لکھی ہوئی تقریر نہیں پڑھی جا رہی ، بلکہ وہ ایک نوٹ کے حوالے سے وضاحتی بیان دے رہے ہیں ۔ بسا اوقات اس ایوان میں یہ بھی ہوتا ہے کہ کسی ٹیکنیکل چیز یا فکر ورک کے متعلق بیان اس ایون میں پڑھا جا سکتا ہے ۔ لیکن لکھی ہوئی تقریر نہیں پڑھی جا سکتی ۔ وہ جو تقریر فرما رہے ہیں ، وہ ایک وضاحتی بیان جاری کر رہے ہیں ۔ سردار زادہ ظفر عباس ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ یہ صریحاً نا انصافی ہے ، کیونکہ اخبارات کی آمدنی کا بڑا حصہ اشتہارات پر انحصار کرتا ہے ۔ پھر عوام انہی مذکورہ اخبارات کو سب سے سچا سمجھ کر زیادہ پڑھتے ہیں ۔ ان اخبارات کا بہت سا عملہ ہے ، بلکہ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ ان کے ملازمین ہزاروں کی تعداد میں ہیں ۔ اب اگر ان کے اشتہارات بند کر دئے جائیں تو اس طرح ان کی آمدنی کے بڑے ذریعے کو قابو کر لیا جائے گا ، صرف اس جرم کی پاداش میں کہ وہ ہر مکتبہ فکر کے لوگوں سے متعلق اطلاعات ، ان کے بیانات اور خبریں شائع کرتے ہیں ۔ یہ بہت ہی ظلم ہے ان اخبارات کے سر کسی anti state activity یا حکومت کے خلاف کوئی بات کرنے کا بھی الزام نہیں

جس سے یہ قابل سرزنش ہوں - ایسا الزام وزیر موصوف بھی ثابت نہیں کرسکے آزادیٔ خیال کے استعمال پر اتنا بڑا جرمانہ کرنا یہ کوئی انصاف نہیں -

مسٹر سپیکر - سردار صاحب ، آپ نے فرمایا ہے کہ اداروں کی اپنی صوابدید پر ہے کہ وہ کس اخبار میں اشتہار دینا چاہتے ہیں - کیا وہ یہ اشتہارات براہ راست بھیجتے ہیں یا محکمے کی وساطت سے جاتے ہیں -

وزیر اطلاعات - جناب والا - یہ محکمے کی وساطت سے جاتے ہیں -

مسٹر سپیکر - کیا محکمۂ اطلاعات کی وساطت سے جاتے ہیں ؟

وزیر اطلاعات - جی ہاں -

Mr. Speaker. I rule the motion in order.

سوال یہ ہے :

کہ سردار زادہ ظفر عباس کو اجازت دی جائے کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے - مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "مغربی پاکستان" مورخہ 7 جون میں شائع شدہ خبر کے مطابق مغربی پاکستان یونٹ نے حکومت کے اس فیصلے پر شدید تشویش کا اظہار کیا ہے ، جس کے تحت روز نامہ مغربی پاکستان ، وفاق ، جنگ اور نوائے وقت کے لئے سرکاری اشتہاروں پر پابندی عائد کر دی گئی ہے جس سے مذکورہ اخبارات سے منسلک ملازمین سخت مالی و ذہنی پریشانی کا شکار ہو گئے ہیں - ان غیر جانبدار اخبارات کے خلاف حکومت کی اس منتقمانہ کارروائی سے عوام اور خصوصاً اخبارات سے منسلک ملازمین میں سخت اضطراب اور پریشانی کی لہر دوڑ گئی ہے -

جو ارکان اس کی اجازت دئے جانے کے حق میں ہیں وہ اپنی اپنی نشستوں پر کھڑے ہو جائیں - - - - - اراکین اپنی اپنی نشستوں پر کھڑے ہوئے - - - - - چونکہ تعداد صرف پانچ ہے ، اس لئے اس تحریک کو پیش کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی -

سردار زادہ ظفر عباس - عالی جاہ - میں یہ عرض کروں گا کہ 257 کے ہاؤس میں صرف نو اراکین اپوزیشن کی بنچز پر بیٹھے ہیں - اس طرح تو ہماری کسی موشن میں ہماری کسی داد و فریاد کی شنوائی نہیں ہو سکتی ، اس لئے کچھ نہ کچھ تو latitude ملنا چاہئے -

مہر محمد ظفراللہ بھروانہ - پوائنٹ آف آرڈر - جناب سپیکر - سردار زادہ صاحب نے فرمایا ہے کہ ہم نو ممبر حضرات ہیں - لئے ممبر سید امیر حسین شاہ صاحب ہیں - ان کے متعلق تقریباً سب اخباروں میں آیا ہے کہ وہ پیپلز پارٹی کے امیدوار تھے جو کہ صریحاً غلط ہے - وہ پیپلز پارٹی کے نہیں ایک آزاد امیدوار تھے - پریس والے حضرات بیٹھے ہیں - یہ خبر غلط شائع ہوئی ، اس لئے میں نے یہ پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے -

مسٹر سپیکر - میرا خیال ہے کہ اگر شاہ صاحب خود وضاحتی بیان فرما دیں تو زیادہ موزوں ہوگا -

سید امیر حسین شاہ - جناب والا - میں آزاد ممبر کی حیثیت سے کامیاب ہوا ہوں اور آزاد ہی رہنا چاہتا ہوں - ایک اخبار میں میرا نام بھی غلط لکھا گیا ہے - ایک نے امیر علی لکھا ہے اور دوسرے نے ضمیر حسین شاہ - اور یہ بھی لکھا گیا ہے کہ میں پیپلز پارٹی کے ٹکٹ پر کامیاب ہوا ہوں - جناب والا - میں پیپلز پارٹی کے ٹکٹ پر تو کامیاب نہیں ہوا - لیکن قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو اور پیپلز پارٹی کے ساتھ میری ہمدردیاں شاید زیادہ ہیں - (نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر سپیکر - اس وضاحتی بیان کو پریس نوٹ کر لے -

سردار زادہ ظفر عباس - جناب والا - میں عرض کر رہا تھا کہ اگر

رول کو relax کیا جائے تاکہ ہماری بھی کچھ شنوائی ہو سکے ۔ ہم تو ممبران ہیں ۔ اس حالت میں تو ہماری 1/6 یا 1/3 کی تعداد بھی نہیں ہوتی ۔

Mr. Speaker. Please give notice for the amendment in the rules.

مہر محمد ظفراللہ بھروانہ ۔ جناب والا ۔ آزاد ممبران کا استحقاق مجروح ہوا ہے ۔ سردار صغیر احمد نے ہمارے ممبر کو مجبور کیا ہے کہ وہ یہ الفاظ کہیں ۔

سردار صغیر احمد ۔ پوائنٹ آف ایکسپلینیشن ۔ جناب والا ۔ فاضل ممبر سید امیر حسین شاہ ، جو اس ایوان کے معزز ترین رکن ہیں کسی صورت میں بھی میرے دباؤ میں نہیں آ سکتے ہیں اور نہ ہی میں نے ان سے اس قسم کا کوئی بیان دینے کی درخواست کی ہے ۔ یہ ان کے اپنے دل کی بات ہے ۔ بلکہ میں یہ بتانا چاہتا ہوں وہ جس وقت الیکشن لڑ رہے تھے اس وقت بھی ان کا یہ بیان اخبار "وقت" میں آیا تھا کہ میں ذوالفقار علی بھٹو کا سپاہی ہوں ۔ اس کو میں نے سرگودھا میں پڑھا ہے ۔

مسودات قانون

مسودہ قانون (ترمیم) مزارعت پنجاب مصدرہ 1977ء (جاری)

Mr. Speaker. Now we will resume discussion on the amendment which was moved by Sardarzada Zafar Abbas in Clause 2 of the Bill. Yes, Irshad Muhammad Khan.

Mr. Irshad Muhammad Khan. Sir, yesterday while the Assembly session was coming to a close, I was still holding the floor and your honour was pleased to adjourn the House for next day. Incidently at that time the honourable Leader of the Opposition was not present in his seat. Sir, for his benefit I would like to submit that he opposed the Bill on one solitary ground that the pending suits in various revenue courts shall abate by enactment of this legislation which is now in hand before this august House. Sir, I believe that the Leader of

the Opposition is a practising lawyer and I think he is more seized of the legal capabilities and the interpretation of law as it is, but I believe that he is unaware of the facts, or if he is aware he is intentionally not taking notice of that the pending suits will not abate and the general clauses act operates. I referred this yesterday also when he was not in the House that unless the legislature by necessary or by express legislation makes the law retrospective in operation . . . .

سردار صغیر احمد ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ آپ نے حکم دیا تھا کہ پہلے وزیر قانون اس قانونی نکتے کی وضاحت کریں گے کہ آیا یہ بل اس ایوان میں پیش ہو سکتا ہے ؟ کیونکہ اس سے Limitation Act جو ایک وفاقی قانون ہے ، اس میں ترمیم مطلوب ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سردار صاحب ۔ میں نے یہ عرض کی تھی کہ پہلے وہ اس کے متعلق وضاحت کریں گے ۔ میں نے صرف ان کے نوٹس میں یہ معاملہ لایا تھا ۔ بحث ہو رہی ہے ۔ ممبر صاحبان تقاریر فرمائیں ۔ اس کے بعد انہوں نے wind up تو کرنا ہی ہے ۔

Mr. Irshad Muhammad Khan. Sir, I was submitting that the interpretation of statutes and the legislative enactments interpretation would be a matter resting with the judicial tribunals guided by certain statutes obtaining in the country. The general clauses act saves all such pending litigations. So for that matter this enactment will not effect the suits pending in the courts as there is no proposal for making this law retrospective in operation. Sir, I would submit further that the procedural laws are always retrospective and the substative laws are prospective in nature. The present law does not envisage that it shall have any retrospective operation. His only objection which he raised yesterday was with respect to the pending suits.

Now, I would submit that so far as the question of the amendment moved by the learned member is conerned this tentamounts to complete negation of the Bill itself. He is not mindful of the fact that the Punjab Tenancy Act does not envisage any period of limitation for filing of suits for rent or

money due. It is the limitation act IX of 1908 which regulates the case of a general nature where a special or local law does not provide any specific period of limitation. It was made out yesterday that Article 110 of the Limitation Act - - - First Schedule - - - provides the period of limitation for three years in matters of such suits. Now, I am going to refer it. It says :—

THE FIRST SCHEDULE

First Division : Suits Act IX 1908

Description of suits	Period of Limitation	Time from which period begins to run
110: For arrears of rent	Three years	When the arrears become due

Mr. Speaker. Sir, the clarification was also sought from the Hon'ble Minister for Law on this respect that the Punjab Tenancy Act does not provide any period of limitation for any suit under the Punjab Tenancy Act. So the Pakistan Limitation Act shall apply. In this case, Sir, there is Section 29. It is very important which I read here on the floor of the House for the information of the learned members also :—

29. (1) Nothing in this Act shall affect section 25 of the Limitation Act.

(2) Where any special or local law prescribes for any suit, appeal or application a period of limitation different from the period prescribed therefor by the first schedule the provisions of section 3 shall apply, as if such period were prescribed therefore in that schedule and for the purpose of determining any period of limitation pre-

scribed for any suit, appeal or application by any special or local law :-

(a) The provisions contained in section 4, sections 9 to 18, and section 22 shall apply on in so far as, and to the extent to which, they are not expressly excluded by such special or local law; and

(b) the remaining provisions of this Act shall not apply.

Prior to the enactment of this Bill, Sir, there was no period of limitation prescribed for filing suits. So, the general law of the land was in operation. But from today onwards by the passing of this bill it is addition of sub-section 5 in section 77, sub-section 3 which provided the period of limitation as in so many other provincial acts. Sir, take up the Punjab Land Revenue Act, in that under section 162, 163, 164. There is a period of limitation provided in the original statute and that an appeal from an order of an Assistant Collector shall be filed to the Collector and the limitation shall be thirty days. From the Collector's orders to the commissioner and the limitation shall be sixty days, from the Commissioner to the Board of Revenue and the limitation shall be ninety days. It was in the local and special law that the limitation was provided, but incidently in the Punjab Tenancy Act such a limitation was not provided. It is addition of sub-section providing a shorter period of limitation that was provided in the general law of the land. Secondly Sir, the amendment put forward that the period in the prescribed new sub-section 3 of section 77 of the Punjab Tenancy Act for the words "one year" occurring in line 3 the word "three years" be substituted is just meaningless because, three years is already provided in the limitation Act. There is no limitation provided already in the statute of the Punjab Tenancy Act. So, there is no question of its amendment. This amendment on the face of it is

not in order because the amendmens is not amendment to the Bill. It is a presumed as if it is there is already on the statute book of the country. So judging from this porspective it would appnar that this amendment is just out of order.

Mr. Speaker. The word "one year" is in relation to the original clause.

Mr. Irshad Muhammad Khan. Correct Sir, that says one year.

Mr. Speaker. And for one year he wants to substitute three years.

Mr. Irshad Muhammad Khan. To make it clear Sir, I would like to submit that three years is already provided in the Pakistan Limitations Act. There is no occasion for amending sub-section because there is general law of the land and the limitation would apply - - - Article 110, Schedule Ist, Group I.

Mr. Speaker. By this amendment perhaps the mover wants that the period of limitation as prescribed in the limitation act and period of limitation which is going to the prescribed in the Tenancy Act should be three years.

Mr. Irshad Muhammad Khan. Then he would have said that this piece of legislation or the proposed Bill should be dropped because the proposed bill seeks to add a new sub-section to section 77-

Mr. Speaker. If there is a provision in the special and local laws that will be looked into and if that is to be done then there is no harm if here it is provided "three years".

Mr. Irshad Muhammad Khan. There was no occasion for incorporating it. In Section 77 a period of limitation is already prescribed. It has not been properly worded.

Mr. Speaker. This has been so done by this Bill.

Mr. Irshad Muhammad Khan. The Bill seeks to add a new sub-section. As I just submitted, take the case of the Restitution and Redemption of Mortgaged Land Act, the Punjab Tenancy Act, the Alienation Act and several other laws—local and special—they provide a period of limitation by themselves in the original statute but, incidentally, in the Punjab Tenancy Act there was no period of limitation provided and in that event under section 29 of the Limitation Act we have to take recourse to the general law, the federal law and the Indian Limitation Act. This motion seeks to annul the very introduction of this Bill meaning thereby that the period of three years is already there.

Mr. Speaker. But on that account, I don' think, this amendment would be out of order. There may be no necessity of moving it but the amendment cannot be said to be out of order because in that case the intention of this amendment would be that the period of limitation prescribed in the Limitation Act and the Tenancy Act should be the same. This is the intention behind this amendment.

Mr. Irshad Muhammad Khan. The intention, I think, may be true but it is not envisaged. If you feel that I am not relevant, then I will skip over to my next submission. There was no other opposition to the proposed Bill except the one submitted. Now, what is to be seen in this context is that what is the usefullness, viability and benefit accuring from this piece of legislation to the teeming millions of tenants who are groaning under the yoke of these Jagirdars, these Waderas and these landlords. Dating back to the history of this legislation, in 1887, when the first Act was enforced in the sub-continent, and Punjab particularly, at that time the situation was just in favour of the landlords. It was a society dominated by the feudal lords under the British Imperialism who introduced a system of government which perpetuated constant and permanent domination by the landlords on the tenants. The word "tenant" derives its origin from the English word which has so many further implications in its detailed description. The tenant was treated as a private servant by the age

old dominating feudal lords governing this country. At that time they, for reasons best known to them, desired that a tenant could be penalised at any time when he tried to escape out of the clutches of the landlord for a period of six crops, that is, three years by filing a suit for the recovery of rent. I believe that in the rural areas or in the urban set up no landlord, whether owner of a house or a shop, could sleep over his rights even for more than six months. For every crop the tenant at will was paying batai in the shape of crop and not in cash because there are again various forms of penalty. It could be Batai, it could be Zabit, it could be cuk ra and so many other forms particularly in the case of tenants at will. It was by division of produce and the crops growing particularly in Punjab in various stages. Even throughout the crop there are Zaid Rabi, there are Zaid-Kharif. There is also cotton crop and its first picking, second picking and third picking. No landlord would permit his tenant to remove the produce without the division of his share. So, the three years' time was only meant to pressurize the tenant and to victimize him at a stage when the landlord, apart form his eviction, would charge him for further pecuniary liabilities by getting a decree from a Revenue Court against him. Now, Sir, during this crop there are water—melons which is a Zaid crop. The tenant or the landlord never by pass each other in dividing the produce. So, the time of six months was fair enough even for filing a suit but presently the Bill proposes to give them one year. If at all they would have slept for six months the next six months would have been quite long enough for filing a suit. This, in fact, is redeeming another pledge by the Prime Minister of Pakistan, Quaid-e-Awam Mr. Zulfikar Ali Bhutto, who has always looked forward in giving all possible relief to the tenants who have suffered quite a lot even for 25 years after Pakistan came into being. This Bill has all the blessings in favour of the tenants, and, the landlord, who has perpetuated his oppression for an indefinite period, will not now be further permitted to continue his aggressive designs. I fear, I rather feel that one-year time is more than what was the probable and possible latitude to be given to the

landlord, and in that context the time now curtailed from 3 to 1 year is equitable, just and most appropriate.

So far as my learned friend, Mr. Altaf's objection is concerned, he said yesterday that the landlord used to attach the tenant's clothes and other valuables. I will correct him that the Debtors Protection Act gives immunity to the tenant from attachment and sale of any of his property. The tenant is now further protected . . . .

Mr. Speaker. Please resume your seat for a minute. Let there be order in the Press Gallery. I think they are very busy with some other work.

(Order was restored)

Please continue.

Mr. Irshad Muhammad Khan. Your honour, the law provides that a landlord can apply under section 17 of the Punjab Tenancy Act for divisioa of produce. He can apply to the Assistant Collector at the first grade making an application that the tenant is not dividing the produce. There are already provisions in the statutes of Punjab Tenancy Act that he can straightaway go and file an application. The Gardawar goes and gives the landlord's share to the landlord and the tenant's share to the tenant. There is no occasion for further enhancing the time limit, as no proposed, from one year to six years. The law is already comprehensive and complete. If the tenant feels that the landlord wants to make him a victim of paragraph 115 of Martial Law Regulation, he can file a suit against it because the tenant cannot now be ejected unless it is established in a Revenue Court that he is a defaulter or has sublet the tenancy or is using the land is a manner not customary to the locality. For that matter, the only weapon with the landlord is to declare the tenant a defaulter. In the village community it is very difficult for a poor peasant to ask from the landlord the receipt of the produce.

Sir, with the introduction of Peoples regime there has become awakening amongst the tenants who never used to raise their heads against the feudal lords. They could not

say; "Sorry, Sir, but first give us the receipt and then divide the produce", because the courts almost insist upon the production of the receipt of the Batai from the landlord.

(Mr. Deputy Speaker occupied the Chair).

Sir, I was submitting that the tenants have been given another legal protection to save themselves from the oppressive designs of the feudal lords and who cannot be deemed to ever sleep to get the Batai of their land for a period exceeding over six months. As was rightly suggested by Sardar Sargir Ahmad, it was time now to move from our benches that it should have been six months rather than one year because the time runs from the date the produce becomes due, and when it becomes due, it is during the currency of a crop any time the crop matures in this part of the country. Particularly, in Punjab the crops mature intermittently, gradually and by stages. So, for this reason the Bill has a redeeming feature in the shape of protection to the tenants and to save them from the oppression of the landlords. I, therefore, support the Bill with full vehemence.

Mr. Deputy Speaker. Mr. Muhammad Jafar Hashmi.

Mr. Muhammad Jafar Hashmi. We support the point agitated by our hon'ble member. Since this is a law point this needs consideration. But the amendment moved from the opposition is an exercise in futility and this shall amount to a second legislation because the limitation for the purposes of recovery of arrear is already given under the Limitation Act and that is three years.

مسٹر حامد کمال ڈاھر ۔ جناب سپیکر۔ کسی فاضل رکن کا انگریزی میں خطاب کرنے سے پہلے اجازت لینا ضروری ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ جب میں ان کی تقریر سن رہا ہوں اور چپ ہوں تو اس کا مطلب ہے کہ میری مرضی ان کے ساتھ ہے ۔

Mr. Muhammad Jafar Hashmi. When the limitation is already prescribed and is there in the Limitation Act what is wanted by the Opposition is three years instead of one year meaning

thereby that the limitation already provided on the statute either is not helpful or is not in force or is not available. It cannot be presumed because it is very much a law and as good a law as it should be. And when it already exists on the statute what is the necessity of legislating it second time. Had it been like that it should not be one year but it should two years. If they say it should be three years when already this is provided then either they should wholly oppose it or if it is through amendment then this is exercise in futility. It shall be a redundant clause, of no use, of no help and it shall be sheer waste of time. The law point involved is whether this august House can legislate anything second time which is already on the statute and I want ruling of the Chair on subject when it amount to legislatsng a second time. I think we are debarred from legislating a second time.

Minister for Law and Parliamentary Affairs. Sir, on this point I want to say a few words, with the leave of the Leader of Opposition as well. I did not take up this objection and I did it purposely and knowingly that the Limitation Act also provides the limitation to be three years The reason is that the limitation can be changed at any time. The Schedule I in the Limitation Act can be changed. But we are providing in this a specific limitation of one year. An amendment has been moved by the learned Leader of Opposition that it be made three years. I did not take up the objection with the clear unstanding that this is a specific provisions of law and a specific limitation is being provided in this piece of legislation The Limitation Act also provides the same period of limitation. It may be that in future the limitation is changed in that Act. But even if the limitation is changed in the Limitation Act, whatever limitation we are going to prescribe now will stand. Therefore, prima facie the amendment should not be allowed. I did not take up the objection because I was very much cognisant of the fact and a future state of affairs which may take place. Therefore, I have sought the permission of the Chair and also have requested my friend, the Leader of Opposition to permit me to make this statement so that any wrong impression may be dispelled.

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ اس میں ایک نہایت اہم قانونی نکتہ ایوان کے سامنے آ گیا ہے کہ آیا صوبائی اسمبلی ایک مرکزی قانون میں کوئی ردو بدل کر سکتی ہے یا نہیں ۔ اس کے لئے کافی مطالعے کی ضرورت ہے ۔ میں جناب والا سے استدعا کروں گا کہ اس کو کل یا پرسوں کے لئے ملتوی کر دیا جائے تاکہ اس پر سیر حاصل بحث ہو سکے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ ایسی کوئی ضرورت نہیں ۔ قانون اس پر بڑا واضح ہے ۔ Limitation Act کا سیکشن 29 clearly provide کرتا ہے ۔ وہ اتنا کنجوس یا بخیل نہیں کہ وہ ہمیں اس قانون کو بنانے اور اس میں limitation کو تبدیل کرنے کی اجازت نہ دیتا ہو ۔ سارے Limitation Act کو دیکھیں تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جب Limitation Act بنایا جا رہا تھا تو انہیں معلوم تھا کہ بہت سے ایسے قوانین بنیں گے ۔ بہت سے ایسے حالات ہوں گے اور قانون ساز اداروں کو بہت سے ایسے مراحل اور مسائل میں سے گزرنا ہوگا کہ limitation ایکٹ میں دی ہوئی جنرل limitation سے مختلف limitation ان کو provide کرنی پڑیں گی ۔ اور جب قانون خود اس بات کی اجازت دیتا ہو کہ لوکل اور سپیشل لاز ایسے بن سکتے ہیں جن میں دی ہوئی limitation جنرل limitation سے مختلف ہوں گی ۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس میں relevent article میں کہیں specifically نہیں دیا ہوا کہ لینڈ لارڈ اور مزارع کے درمیان جو زرعی زمین کے متعلق arrears ہیں ، یہ صرف اسی پہ specify کرتا ہے ۔ وہ آرٹیکل بڑا وسیع اور جنرل قسم کا ہے ۔ یہ ایک specific پرویژن ہے ۔ Therefore, there is no conflict and no violation of the Constitution.

آج جو ہم قانون سازی کر رہے ہیں ، یہ نہ آئین کے خلاف ہے اور نہ ہی کسی مرکزی قانون کے ، بلکہ مرکزی قانون کی منشا کے مطابق ہے ۔ اس لئے یہ سارا مسئلہ جو میرے فاضل دوست نے اٹھایا ہے اور اس کو اتنا اہم بنانے کی کوشش کی ہے کہ اس کو کل تک ملتوی کر دیا جائے ۔ یہ ایک subterfuge تو ہو سکتا ہے to delay the legislation جو میں ان پہ الزام نہیں لگانا چاہتا اور جو غالباً ، بلکہ یقیناً ان کی نیت نہ تھی ، مگر اس مسئلے کو وہ اہمیت حاصل نہیں جو وہ اسے دے رہے ہیں ۔ یہ تو ایک general

We should proceed with the process of ۔ ہے piece of legislation legislation.

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ چوہدری محمد لطیف رندھاوا ۔

چوہدری محمد لطیف رندھاوا ۔ جناب والا ۔ جو بحث چل رہی ہے ۔ بات تو مختصر سی ہے ۔ لیکن اس کو بہت بڑھا چڑھا کر پیش کیا جا رہا ہے ۔ Punjab Tenancy Act آج سے 90 سال پہلے بنایا گیا تھا ۔ یہ 1887 کا ایکٹ ہے ۔ اب 1977 ہے ۔ اس میں سیکشن 4 جو ہے اس کے بعد یہ جو نئی addition کی جا رہی ہے ۔ sub-section 5 کی ، وہ ہے :

> (5) The limitation for suits mentioned in sub-section (3) (Third Group), clause (n), shall be one year from the day the rent or money equivalent to rent or sums recoverable become due.

Ten. Act dealing with land lords and tenant ۔ اس میں کوئی ابہام نہیں ایک سپیشل law ہے ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ tenacy law میں limitation نہیں دی ہوئی کہ اگر مالک نے مزارع سے rent لینا ہو تو اس کی میعاد کیا ہوگی ۔ اس کے آرٹیکل 110 سے ، جو میرے فاضل دوست نے پیش کیا تھا ، سے مدد لی جاتی ہے ۔ اب جبکہ یہ سپیشل law میں ترمیم ہو رہی ہے ، یہ ایک صوبائی موضوع ہے ۔ جبکہ Tenancy Act میں ترمیم کی جا رہی ہے اور یہ سپیشل law بن رہا ہے کوئی جنرل law اگر ہو اور وہ مبہم نہ ہو specifically deal نہ کرتا ۔ تو سپیشل لاء over ride اور prevail کرے گا ۔ اس لئے قائد حزب اختلاف اس کو ملتوی کرنے کے لئے جو فرما رہے ہیں ، میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ، کیوں کہ اس میں کوئی ابہام نہیں ۔ مسئلہ بالکل صاف ہے ۔ کہ sub-section 5 جو ہے وہ statute پر لایا جا رہا ہے اور وہ specially ایک سال limitation provide کرے گا ۔ اس لئے میرے فاضل دوست جو فرما رہے ہیں کہ اس کو ملتوی کر دیا جائے ، یہ موزوں نہیں ، کیونکہ conflict نہیں ۔ یہ سپیشل لاء ہے اور جنرل لاء پر سپیشل provision prevail کرے گی ۔ یہ ایک انقلابی قدم ہے ۔

یہ بڑا مبارک کام ہے اور اس میں دیر نہیں ہونی چاہئے ۔ ایوان کو یہ پاس کر دینا چاہئے ۔ شکریہ ۔

Mr. Deputy Speaker. Yes, Mr. Irshad Muhammad Khan.

Mr. Irshad Muhammad Khan. Sir, the apprehension of the learned Leader of the Opposition that the House be adjourned to consider just an important aspect of the matter is just misconceived. I would like to draw the attention of the Hon'ble member to Article 1.0 of the Limitation Act . . . suits for which no period of limitation is provided elsewhere in the Schedule. Its limitation is six year. If .10 is sought to be deleted then according to him there will be no other article in the schedule. The limitation will be six year. Section 29 was read verbatim just before your honour took the Chair that the Limitation Act is the general law of the land, but for special and local laws it is the prerogative of the respective government and the law framers, they can provide any period of limitation for enactment, because the Punjab Tenancy Act has no period of limitation perior to this. Naturally we had recourse to Article 110 of Limitation Act. Now, we have every right to amend the provincial statute. It is not under federal list . . . the Punjab Tenancy Act. This limitation act only provides the guideline for which there is no special or local law providing any period of limitation. I would ask him if he can site any authority on the proposition but I am positive on it that there can be none that the Provincial Assembly is debarred from amending any provincial law provides the limitation of three years and we are availing this because the Tenancy Act never so provided. Now, we are amending it to one year and we have every right to it. Mr. Speaker, Sir, I have book here, and if your honour permit me, I would like to read for the benefit of the honourable member :—

> 29 (2) Where any special or local law prescribes for any suit, appeal or application a period of limitation

> different from the period prescribed therefor by the first schedule, the provisions of section 3 shall apply, as if such period were prescribed therefor in that schedule, and for the purpose of determining any period of limitation prescribed for any suit, arpeal or applieation by any special or local law.

So special or local laws have to be regulated and they can be amended with respect to the provisions of Section 29 of the Limitation Act. So there is no occasion for deferring the bill for tomorrow, except to delay the legislation which is revolutionary in nature and has for reaching effects also.

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ میں جناب کی اور جناب کی وساطت سے فاضل وزیر قانون کی خدمت میں یہ عرض کرنی چاھتا ھوں کہ مان لیا کہ انہیں جلدی ہے ۔ لیکن آخر جلدی کے لئے بھی تو کچھ وقت چاھئے ۔ بات صرف اتنی ہے کہ یہ یک طرفہ کارروائی چل رھی ہے ۔ یہ ایک قانونی نکتہ ہے ۔ ایک طرف تو یہ دلیل پیش کی جا رھی ہے اور دوسری طرف مہلت مانگی جا رھی ہے ، صرف ایک دن کی مہلت کہ کل اس قانونی نکتے کو پیش کر دیا جائے اور اس پر بحث کر لی جائے تاکہ حزب اختلاف بھی تیاری کر سکے ، کیوں کہ یہ ایسا مسئلہ ہے جس میں ایک قانونی نکتہ ہے کہ آیا صوبائی حکومت مرکزی قانون کو over-rule کر سکتی ہے یا نہیں ۔ یہ ایک معمولی سی بات ہے ۔ اس میں فاضل وزیر قانون ۔ ۔ ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ یہ بات تو آئین میں بھی بڑی واضح ہے کہ صوبائی اسمبلی مرکزی قوانین کو over-rule نہیں کر سکتی ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ اسی لئے میں اس کے لئے مہلت مانگ رھا ھوں کہ کیا واقعی یہ قانون مرکزی قانون کے خلاف ہے اور میں یہ مہلت بھی صرف اسی کلاز کے لئے مانگ رھا ھوں ، تمام ایوان کی کارروائی ملتوی نہیں کرا رھا ۔ اس وقت کوئی دوسرا کام کیا جا سکتا ہے ۔

سردار صغیر احمد - پوائنٹ آف آرڈر - اس وقت بل پر بحث ہو رہی ہے - اگر فاضل قائد حزب اختلاف یہ اعتراض اٹھانا بھی چاہیں کہ اس بل کو پاس نہ کیا جائے اور اس کے قانونی پہلوؤں پر پہلے غور کر لیا جائے تو وہ تیسری خواندگی کے وقت بھی یہ اعتراض اٹھا سکتے ہیں - ابھی تو یہ تحریک پیش نہیں کی گئی کہ اس بل کو پاس کر دیا جائے - ابھی تو ایوان اس پر غور کر رہا ہے - ابھی تو تحریک یہ ہے کہ اس پر غور کیا جائے -

Mr. Hamid Kamal Dahir. Mr. Speaker, Sir, Presently the discussion is on the amendment moved by the Leader of the Opposition and the point has been raised by my learned friend Mr. Jafar Hashmi that the amendment moved is out of order because the law already exists. So, the amendment is unnecessary and it should be ruled out of order. I would like to have ruling from the Chair.

Mr. Deputy Speaker. I am going to put it before the House.

سید مسعود زاہدی - جناب والا - فاضل رکن نے بہت تفصیلی تقریر کی ہے - حالانکہ ایوان پہلے ہی ان کے تمام پہلوؤں سے متعارف ہے لیکن غالباً مسئلہ زیادہ گنجلک ہو گیا ہے - ہمیں نہایت اختصار سے یہ دیکھنا ہے کہ کیا ایک سال کی مدت جو پہلے سے قانون مزارعت میں موجود نہیں کسی مرکزی قانون سے متصادم ہوگی ؟ اگر یہ متصادم ہوتی ہے تو قانونی نقطہ نظر سے ایک لوکل اینڈ سپیشل لاء ، ایک صوبائی قانون ، ایک مرکزی قانون سے متصادم ہونے کی صورت میں کیا حیثیت رکھتا ہے ؟

پہلی بات یہ ہے کہ قانون مزارعت میں کوئی میعاد مقرر نہیں ، لہذا اس میعاد کا مقرر کیا جانا دوسرے نقطۂ نظر سے دیکھنا پڑے گا - یعنی یہ کہ اس کی افادیت کیا ہے ؟ جہاں تک افادیت کا تعلق ہے یہ مزارع اور مالک کے مابین تنازعات کو چکانے کا ایک طریقہ ہے - بجائے اس کے کہ چھ فصلوں تک مالک بیچارا محروم رہے اور مزارع کو پتا بھی نہ چلے - اس دوران خسرہ گرداوری بھی مالک کی مرضی کے مطابق بنتے رہیں اور چھ فصلوں کے بعد مزارع بے چارے کو پتا چلے کہ اس نے تو چھ فصلوں کی ادائیگی نہیں کی اور

یہ تو اس نے تساہل کیا ہے - جناب والا - اس صورت میں قانون کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے - اصل میں مالک بھی خسارے میں نہیں رہے گا - مالک کو تو بلا واسطہ طریقے سے یہ فائدہ پہنچے گا کہ وہ دفتر کے لوگوں ، پٹواری اور گرداور سے مل کر اپنی من مانی جمع بندی خسرہ گرداوری میں جمع کرا لے گا - لیکن جس بے چارے کی خاطر یہ قانون سازی کی جا رہی ہے اسے سخت نقصان ہوگا - اصل میں ہونا یہ چاہئے تھا کہ ایک فصل ، یعنی چھ ماہ - لیکن ترمیم یہ کی جا رہی ہے کہ ایک سال ہو - اب دیکھنا یہ ہے کہ تین سال بہتر ہیں یا نہیں - یقیناً مالک اور مزارع کے حقوق کی حفاظت کے لئے یہ ایک سال کی مدت نہایت مناسب ہے -

جہاں تک دوسرے پہلو کا تعلق ہے متعدد نظیریں موجود ہیں کہ اگر مرکزی قانون موجود ہو اور اس کے مقابلے میں لوکل اینڈ سپیشل لاء یا صوبائی قانون ہو تو لوکل اینڈ سپیشل لاء کو مرکزی قانون پر فوقیت حاصل ہوگی اور مرکزی قانون چونکہ اس معاملے میں شافع طور پر لاگو نہیں ، ایکٹ میعاد (Limitation Act) میں ہرگز ہرگز یہ موجود نہیں ، بلکہ یہ تو ایک نئی میعاد اس قانون مزارعت میں داخل کر رہے ہیں - یہ کسی مرکزی قانون سے متصادم نہیں۔ اگر بغرض بحث یہ سمجھ بھی لیا جائے تو ہمارے پاس یہ نظیریں موجود ہیں اور یہی بنیادی قانون کا پہلو ہے کہ اگر لوکل اینڈ سپیشل لاء کسی مرکزی قانون سے متصادم ہے ، تو یہ لوکل اینڈ سپیشل لاء over-rule and prevail کرتا ہے - اس کی حاکمیت زیادہ ہوتی ہے - اس لئے میں یہ عرض کروں گا - کہ یہ معزز ایوان اس ترمیم کو ان نقطہ ہائے نظر کی موجودگی میں منظور کرلے -

وزیر قانون - جناب سپیکر - میں سمجھتا ہوں کہ اس پر کافی بحث ہو چکی ہے اور بہت سے فاضل اراکین نے ترامیم پر بھی اور اس کے آئینی اور غیر آئینی ہونے پر بھی کافی بحث کر لی ہے - میں جناب سے استدعا کرتا ہوں کہ اب سوال پیش کیا جائے -

Mr. Deputy Speaker. The question is :

That in Clause 2 of the Bill, in the proposed new sub-section (5) to

Section 77 of the Punjab Tenancy Act, 1887, for the words "one year", occurring in line 3, the words "three years" be substituted.

(The motion was lost)

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 2 بل کا حصہ بنے ۔

(گنتی کے بعد تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 1)

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اب کلاز نمبر 1 زیر غور ہے ۔ سردار زادہ ظفر عباس ۔

Sardarzada Zafar Abbas. I beg to move :—

That in sub-clause (3) of Clause 1 of the Bill, the words, comma and the figures "and shall be deemed to have taken effect on and from fifth January, 1977", occurring in lines 1-2, be deleted.

Mr. Deputy Speaker. The motion is :

That in sub-clause (3) of Clause 1 of the Bill, the words, comma and the figures "and shall be deemed to have taken effect on and from fifth January, 1977", occurring in lines 1-2, be deleted.

Minister for Law. Opposed.

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ یہ ترمیم پیش کرنے سے میری مراد یہ تھی کہ اس کلاز میں ایک ابہام سا ہے ، وہ دور ہو سکے ۔ کلاز

میں دو چیزوں کے متعلق کہا گیا ہے ۔ ایک تو یہ کہ فوری طور پر نافذ العمل ہو اور دوسرے اس میں یہ کہا گیا ہے کہ اس کا اطلاق 5 جنوری 1977ء سے کیا جائے۔ اس ابہام کو دور کرنے کے لئے میں نے یہ ترمیم دی ہے کہ صرف اس حد تک ہی رکھا جائے :

It shall come into force at once.

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ لاء منسٹر پلیز ۔

وزیر قانون ۔ میں نے اس سے پہلے بھی ایک بل پر یہ عرض کیا تھا کہ جو ترمیم پیش کی جا رہی ہے ، وہ مناسب نہیں ہے ۔ یہ جو اس میں پروویژن ہے ، یہ بڑی واضح ہے ۔ اس میں کچھ مزید کہنے کی ضرورت نہیں ۔ جہاں تک قانون کا تعلق ہے ، اس کے متعلق یہ ہے کہ :

It shall come into force at once.

اور جہاں تک اس کے عمل درآمد ہونے کا تعلق ہے :

Retrospective effect, from the 5th of January.

ان دونوں میں کوئی تضاد نہیں ۔ دونوں کا یہاں موجود ہونا ضروری ہے ۔ کیوں کہ اس بات کا ہر اچھا قانون اہتمام کرتا ہے کہ اگر کہیں پہلے آرڈیننس میں کوئی سقم نکل آئے تو کوئی ایسی بات نہ ہو جس کی وجہ سے اس کے operation میں کوئی زیادتی ہو سکے ۔ اس لئے اس بات کی احتیاط کی گئی ہے اور ان الفاظ کے ساتھ میں اس ترمیم کی مخالفت کرتا ہوں ۔

Mr. Deputy Speaker. The question is :

That in sub-clause (3) of Clause 1 of the Bill, the words, comma and the figures "and shall be deemed to have taken effect on and from fifth January, 1977", occuring in lines 1-2, be deleted.

(The motion was lost)

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 1 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(پری ایمبل)

مسٹر ڈپٹی سپیکر - اب بل کی پری ایمبل زیر غور ہے - سوال یہ ہے :
کہ پری ایمبل بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(لانگ ٹائیٹل)

مسٹر ڈپٹی سپیکر - چونکہ لانگ ٹائٹل میں کوئی ترمیم نہیں ، اس لئے یہ بل کا حصہ بنتا ہے -

وزیر قانون - مسٹر سپیکر سر - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :
کہ دی پنجاب ٹیننسی (امنڈمنٹ) بل 1977ء
منظور کیا جائے

مسٹر ڈپٹی سپیکر - یہ تحریک پیش کی گئی ہے :
کہ دی پنجاب ٹیننسی (امنڈمنٹ) بل 1977ء
منظور کیا جائے -

سردار زادہ ظفر عباس - میں اس کی مخالفت کرتا ہوں -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - لیڈر آف دی اپوزیشن -

وزیر قانون - یہ تو تھرڈ ریڈنگ ہے -

سردار زادہ ظفر عباس - جناب والا - یہ قانون ، جیسے پاس کرنے کے اب ہاؤس کے ارادے ہیں ، اس میں ابھی تک ایسے بہت سے امور ہیں جو فیصلہ طلب ہیں ، بل کا مطلب یا جو بھی آپ کہہ لیں ، یہ تھا کہ فصلات کے دعوے جو مالکان اور مزارعین کے درمیان چل رہے ہیں ،

(اس مرحلہ پر سردار صغیر احمد کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے) -

(نعرہ تحسین)

یا آئندہ ہوں گے ، ان کی limitation کو کم جائے اور وہ جنرل کلازز پہلے ٹیننسی ایکٹ میں ، سیکشن 77 میں اس کی کوئی limitation تھی نہیں - لیکن جنرل کلازز ایکٹ میں اس کی limitatlon تین سال ہے - جس فصل کا

دعویٰ مالک اور مزارع کے خلاف بٹائی لینے کا ہو سکتا تھا اور اس کی میعاد تین سال تھی اب اس کو ختم کر کے ایک سال کرنے کے لئے یہ بل پیش کیا گیا ہے ۔ اب عالی جاہ ، ایک تو اس میں یہ ہے کہ تین سال کی جو میعاد مقرر کی گئی تھی وہ ایک مرکزی قانون limitation کا ۔ ۔ ۔

مسٹر چیئرمین ۔ قائد حزب اختلاف ۔ بحث کو دہرایا نہیں جاتا ۔ آپ اگر کوئی نیا پوائنٹ اس سلسلے میں کہنا چاہیں ۔ تو کہہ سکتے ہیں ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ میں دہرا نہیں رہا ۔ لیکن جو پوائنٹ یہاں پر agitate ہوتے رہے ہیں ، ان کی summary بیان کرنے کا تو مجھے حق ہے ۔

مسٹر چیئرمین ۔ دہرایا نہیں جا سکتا ۔ کوئی نکتہ رہ گیا ہو تو بڑے شوق سے بیان کریں ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ میں اس بحث کو summarise کر رہا ہوں ۔ مجھے اس کا حق پہنچتا ہے ۔ ایک ایکٹ پاس ہوتا ہے ۔ اس پر جو بھی بحث ہوتی ہے ، میں اسے مختصر کر کے پیش کر رہا ہوں ۔

مسٹر چیئرمین ۔ کوشش یہی کریں کہ repetition نہ ہو ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ میں یہی کوشش کروں گا ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ایک قانون کے پاس ہو جانے سے اس کا direct conflict مرکزی قانون سے آ جائے گا ۔ آج اگر آپ اسے پاس کر دیں گے تو وہ کل دوسری عدالتوں میں چیلنج ہو جائے گا ۔ اور اس صورت میں ، چونکہ مرکزی قانون کو فوقیت حاصل ہوتی ہے ، آپ کی یہ ساری بحث اور ایوان کا یہ سارا وقت جو صرف ہوا ہے ، ضائع ہو جائے گا ۔ اس ایک بل کے پاس ہونے میں جو بحث ہوئی ، وہ ساری کی ساری ختم ہو جائے گی ۔ اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ یہ بل کسی طرح پاس نہیں ہونا چاہئے ۔ کیوں کہ اس میں سنٹرل ایکٹ کے ساتھ تضاد ہے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ چونکہ ایوان میں کافی بحث ہو چکی ہے ، اس لئے مجھے بھی اس پر کچھ کہنا ہے ۔

مسٹر چیئرمین ـ اب سوال یہ ہے :

کہ دی پنجاب ٹیننسی (امنڈمنٹ) بل 1977ء

منظور کیا جائے ـ

(تحریک منظور کی گئی)

مہر محمد ظفراللہ بھروانہ ـ جناب والا۔ کورم نہیں۔

مسٹر چیئرمین ـ مہر صاحب ـ کورم پورا ہے ـ

مہر محمد ظفراللہ بھروانہ ـ جناب والا ـ گنتی کر لی جائے ـ

(گنتی کی گئی ـ ـ ـ کورم پورا ہے)

وزیر خزانہ ـ جناب والا ـ میں آپ کی اجازت سے پہلے تو یہ عرض کروں گا کہ پنجاب ریکوریشننگ آف امووایبل پراپرٹی بل چھوڑ کر ، دی پنجاب اربن ایمووایبل پراپرٹی ٹیکس (امنڈمنٹ) بل 1977ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ـ

سردار زادہ ظفر عباس ـ جناب والا ـ اس وقت تو مسودہ قانون (عارضی اختیارات) حصول جائیداد غیر منقولہ پنجاب ، لیا جانا تھا ـ

وزیر خزانہ ـ اس بل کے بعد وہ بل بھی زیر غور آئے گا اور اس پر بھی بحث کی پوری پوری اجازت ہوگی ـ

سردار زادہ ظفر عباس ـ جناب والا ـ ہم نے تو ایک بل کی تیاری کی ہے ـ دوسرے بل کے متعلق تیاری کی ضرورت ہے ـ

وزیر خزانہ ـ بل دونوں پیش ہو چکے ہیں ـ ایجنڈے میں شامل ہیں۔

سردار زادہ ظفر عباس ـ یہ بات نہیں ، ہم نے اس کی تیاری نہیں کی ہوئی ـ ایجنڈے میں تو دس بل اور بھی شامل ہیں ـ

مسٹر چیئرمین ـ تو کیا دس بل پاس نہیں ہو سکتے ؟

سردار زادہ ظفر عباس ـ جناب والا ـ ہونے کو تو سب کچھ ہو سکتا ہے ـ

مہر محمد ظفراللہ بھروانہ ـ جناب والا ـ ہمیں تو یہ خدشہ نظر

آ رہا ہے کہ اس لئے جلدی بل پاس کروا رہے ہیں پرسوں شائد کوئی اعلان نہ آ جائے ، اس لئے جو ضروری بل ہیں انہیں پہلے پاس کروایا جا رہا ہے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا۔ ایسی کوئی بات نہیں ۔

مسودہ قانون (ترمیم) محصول جائیداد غیر منقولہ شہری پنجاب مصدرہ 1977

وزیر خزانہ ۔ اگر ایسی بات ہو بھی تو اسمبلی کا کام قانون کے مطابق کیا جا رہا ہے ۔

جناب والا ۔ میں دی پنجاب اربن اسووایبل پراپرٹی ٹیکس (امنڈمنٹ) بل 1977ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر چیئرمین ۔ دی پنجاب اربن اسووایبل پراپرٹی ٹیکس (امنڈمنٹ) بل 1977ء پیش کر دیا گیا ہے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ جہاں تک دی پنجاب اسووایبل پراپرٹی ٹیکس (امنڈمنٹ) بل 1977ء کا تعلق ہے،قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے قاعدہ نمبر 77 کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے ۔

مسٹر چیئرمین ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

> کہ جہاں تک دی پنجاب اسووایبل پراپرٹی ٹیکس (امنڈمنٹ) بل 1977ء کا تعلق ہے ، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے قاعدہ نمبر 77 کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

مسٹر چیئرمین ۔ سردار زادہ صاحب ۔ آپ کو اس پر کچھ کہنا ہے ۔

سردار زادہ ظفر عباس - جناب والا - پیش کردہ بل میں بہت سی مراعات دی گئی ہیں - میں سمجھتا ہوں کہ اسے منی بل تصور کیا جائے اور یہ بھی بتایا جائے کہ گورنمنٹ کی sanction دی گئی ہے یا نہیں ، کیونکہ بہت سے ٹیکس واگزار کئے گئے ہیں اور اصل رقم میں بھی کافی فرق آ گیا ہے - اس لئے اسے منی بل کہا جا سکتا ہے اور اس کی اجازت کے متعلق بھی کوئی اطلاع نہیں - تین چار طبقے اس سے متاثر ہوں گے -

مسٹر چیئرمین - تین چار طبقوں کا ذکر تو اس وقت آئے گا ، جب اس پر عام بحث ہوگی - اب تو مسئلہ صرف اتنا ہے کہ اسے فی الفور زیر غور کیوں نہ لایا جائے -

سردار زادہ ظفر عباس - جناب والا - اس کی وجہ میں بتا رہا ہوں کہ کافی طبقات کو یہ بل متاثر کرتا ہے - ان تک بل پہنچانا چاہئے تا کہ وہ اپنی رائے کا اظہار کر سکیں اور ایوان کو اس بات کا پتا چل سکے کہ ان طبقوں کا اس بل کے متعلق کیا خیال ہے - اس لئے اسی بات کو مد نظر رکھتے ہوئے میں یہ عرض کروں گا کہ اس بل کو فی الفور زیر غور نہ لایا جائے ، بلکہ اسے رائے عامہ کے لئے متداول کرایا جائے -

مسٹر چیئرمین - اب سوال یہ ہے :

> کہ جہاں تک دی پنجاب اربن امووایبل پراپرٹی ٹیکس (امنڈمنٹ) بل 1977ء کاتعلق ہے، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے قاعدہ نمبر 77 کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

وزیر خزانہ - جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ دی پنجاب امووایبل پراپرٹی ٹیکس (امنڈمنٹ) بل 1977ء فی الفور زیر غور لایا جائے -

مسٹر چیئرمین ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ دی پنجاب اموابیل پراپرٹی ٹیکس (امنڈمنٹ) بل 1977ء فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔ جناب والا ۔ چائے کے وقفے کا وقت ہو چکا ہے ۔ بہتر یہ ہے کہ وقفہ کر دیا جائے ۔

مسٹر چیئرمین ۔ آپ اپنی ترمیم پڑھیں ۔ پھر وقفہ کر دیں گے ۔

Sardarzada Zafar Abbas. Sir, I move :

> That the Punjab Urban Immovable Property Tax (Amendment) Bill, 1977, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by the 31st August, 1977.

Mr. Chairman. The amendment moved is :

> That the Punjab Urban Immovable Property Tax (Amendment) Bill, 1977, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by the 31st August, 1977.

Minister for Finance. Opposed.

Mr. Chairman. Now, the House is adjourned for tea break. We shall reassemble at 11:30.

(The House then adjourned for tea break).

(The House re-assemble at 11:45 after a short break with Mr. Speaker in the Chair).

Mr. Speaker. Yes, Sardarzada Sahib.

Sardarzada Zafar Abbas. Sir, the House is not in quorum.

Mr. Speaker. Let there be a count . . . . . count was taken . . . . . The House is not in quorum. Let the Bells be rung : . . . . The bells were rung.

مسٹر سپیکر - اب کورم پورا ہے - میں ایوان کی اطلاع کے لئے عرض کر دوں کہ آئندہ چائے کا وقفہ نہیں ہوا کرے گا - سردار زادہ ظفر عباس -

سردار زادہ ظفر عباس - جناب والا - جس شہری جائیداد میں مالکان خود رہائش رکھتے ہوں ، اس کی جس value پر پہلے ٹیکس لگایا جاتا تھا ، اس بل کے ذریعے اب اس value کو کچھ بڑھا دیا گیا ہے - چونکہ اس بل کا تعلق شہری عوام کے ہر طبقے سے ہے ، اس لئے لازمی طور پر اس کو مشتہر کیا جائے تاکہ ان سے خیالات بھی ایوان تک پہنچ سکیں -

مسٹر سپیکر - فرمائیے -

چودھری محمد افضل - جناب عالی ! یہ بل ان مقاصد کے تحت پیش کیا گیا ہے کہ ایک تو ان مالکان کو ٹیکس میں رعایت دی جائے ، جو اپنے مکانات میں خود رہائش پذیر ہوں اور دوسرے ان بیوگان اور یتامیٰ کو ٹیکس میں رعایت دی جائے جن کے شہر میں اپنے مکانات یا قطعات اراضی ہیں اگر ٹیکسوں میں اضافہ مقصود ہوتا ۔ تو بل کی مشتہری لازمی تھی - لیکن حکومت تو عوام کو ایک رعایت دے رہی ہے - چنانچہ عوام سے یہ معلوم کرنا کہ آیا یہ رعایت ان کے لئے قابل قبول ہے یا نہیں ، مناسب اور قرین انصاف نہیں ۔ میں اس ترمیم کی پر زور مخالفت کرتا ہوں -

مسٹر سپیکر - وزیر خزانہ -

وزیر خزانہ - جناب والا - میں نے شروع میں بھی اجازت چاہی تھی لیکن کسی ٹیکنیکل وجہ سے بول نہ سکا - میرا خیال ہے کہ میں اگر چند معروضات جناب والا کی وساطت سے عرض کر دوں تو شاید حزب اختلاف نہ صرف یہ ترمیم ، بلکہ اور ترامیم بھی واپس لے لیں - پہلی بات تو یہ ہے ، جیسا کہ میرے فاضل ساتھی نے کہا ہے اس بل کے ذریعے عوام کے کسی طبقے پر ٹیکس بڑھایا نہیں جا رہا ، بلکہ اس میں مزید چھوٹ دی جا رہی ہے - چنانچہ اس بات کو خوش آمدید کہنا چاہیے - میں صرف چند اعداد و شمار جناب والا کی وساطت سے دینا چاہتا ہوں کہ اس سے ایک لاکھ اشخاص ، جو کہ اس سے پہلے شہری غیر منقولہ جائیداد پر ٹیکس دیتے ہیں ، ان کو چھوٹ مل جائے گی (نعرہ ہائے تحسین) - اس کی تفصیل اس طرح سے ہے کہ

جو لوگ اپنے مکان میں رہتے ہیں اور اس سے پہلے وہ 540 روپے gross annual rental value پر ٹیکس دیتے تھے ۔ اب انہیں 1200 روپے gross annual rental value پر ٹیکس دینا ہو گا ۔ جو کہ مرمت کی 10 فی صد رقم نکال کر 1080 روپے net رہ جائے گا ۔ میں gross اور net دونوں رقوم اس لئے بتا رہا ہوں کہ قائد حزب اختلاف کی ایک اور ترمیم جو اس کے بعد آ رہی ہے کہ 1080 کے بجائے 1000 کر دیا جائے ۔ وہ بھی بڑے اطمینان قلب سے واپس لے سکتے ہیں کیونکہ حکومت اس قانون کے ذریعے اس سے زیادہ چھوٹ دے رہی ہے ، اور اس قسم کے 92 ہزار 5 سو اشخاص جو اس وقت صرف 540 روپے تک کے مکان پر چھوٹ حاصل کر سکتے ہیں ، اب وہ 1200 سو روپے gross annual rental value کے مکان پر چھوٹ حاصل کر سکیں گے ۔ اس سے آپ کو اس کی وسعت کا اندازہ ہو جائے گا کہ پنجاب میں کتنی بڑی تعداد کو اس سے چھوٹ ملے گی ۔ یہ پہلی catagory تھی ، ان افراد کی جو اپنے مکانات میں رہائش رکھتے ہیں ۔ دوسری کیٹگری بیوگان اور یتامٰی کی ہے ۔ اس کیٹگری میں سات ہزار پانچ سو خواتین و حضرات ایسے ہوں گے جنہیں فائدہ پہنچے گا ۔ گویا ٹوٹل ایک لاکھ اشخاص کو پنجاب میں شہری غیر منقولہ جائیداد کے ٹیکس کی ادائیگی میں رعایت ملے گی اور اس پر حکومت کو ایک کروڑ روپے کا خزانے میں خسارہ ہوگا خزانے کی اصطلاح میں تو بہر حال خسارہ کہا جائے گا لیکن چونکہ اس سے ایک لاکھ افراد "خصوصاً" بیوگان اور یتامیٰ کی فلاح و بہبود میں اضافہ ہوگا ، اس لئے میں اسے وسیع معنوں میں خسارہ نہیں سمجھتا ، کیونکہ عوامی حکومت کا مقصود یہی ہے کہ کم آمدنی والے افراد یا یتامیٰ اور بیوگان کی مدد کی جائے ۔

جناب والا ! یہ ایک اچھا بل ہے کیونکہ یہ ایک لاکھ افراد کو ٹیکس کی ادائیگی میں چھوٹ دے گا اس پر حکومت کو ایک کروڑ روپے خرچ کرنا پڑے گا اور میں سمجھتا ہوں ، یہ چند باتیں سننے کے بعد فاضل قائد حزب اختلاف نہ صرف موجودہ ، بلکہ باقی ترامیم کو بھی واپس لے لیں گے ۔ کیونکہ یہ بل سراسر عوامی مفاد میں ہے اور اس میں عوامی مفاد کے خلاف کوئی بھی بات کسی طرح نہیں ۔ اسی بنا پر میں اس ترمیم کی مخالفت کرتا ہوں اور جناب حزب اختلاف سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ گذارشات کو

اپنے دل میں جگہ دیں ، بلکہ اس بل کے پاس کرنے میں بڑی خوشی سے شامل ہوں ۔ انہیں بھی پاکستان میں غرباء بیوگان اور یتامٰی کی مدد کے لئے اپنا حصہ ادا کرنا چاہیے ، شکریہ ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ میں نکتہ وضاحت پر عرض کرنا چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ امنڈمنٹ میں تقریر کے وقت آپ کو right of reply تو نہیں ہے آپ تقریر تو فرما چکے ہیں ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ انہوں نے مجھے ایک بات کہی ہے اور میں اس کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں ۔ اس بل کے پاس ہونے پر مجھے کوئی اعتراض نہیں بیوگان سے متعلق کلاز 3 میں انہوں تین ہزار دو سو چالیس روپے لکھا ہے وہ اس کو پانچ ہزار روپے کرنا تسلیم کر لیں ، کیونکہ یہ بے چاری بیوگان کے لئے ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ جب ہم اس کلاز پر بحث کریں گے ، تو اس وقت آپ یہ نکتہ اٹھا سکتے ہیں ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ انہوں نے مجھے ڈائرکٹ کہا ہے کہ مجھے حمایت کرنی چاہیے ۔ میں اس پر وضاحت کر رہا ہوں کہ وہ میری یہ ترمیم مان لیں۔ اسلئے وہ میری یہ ترمیم مان لیں باقی کی میں مان جاتا ہوں اور بل پاس کر لیتے ہیں ۔

Mr. Speaker. When we discuss that clause you can raise this point.

The question is :

> That the Punjab Urban Immovable Property Tax (Amendment) Bill, 1977 be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by the 31st August, 1977.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

> That the Punjab Urban Immovable Property Tax (Amendment) Bill, 1977, be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

(کلاز ۔ 2)

Mr. Speaker. Now, we will take up the Bill clause by clause. Clause 2. There is no amendment.

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ اس کلاز میں میں نے یہ تحریک پیش کی ہے کہ ان کی طرف سے دی گئی رقم یعنی 1080 روپے کی بجائے ایک ہزار روپے کر دی جائے ۔ اس میں ایک تو حساب کتاب میں بڑی آسانی ہو جائے گی ۔ کیونکہ 1080 کے ہندسے نکالنا کار دارد ہے ۔ لیکن ایک ہزار کے ہندسے بڑی آسانی سے نکالے جا سکتے ہیں ۔ اس لئے میں نے یہ ترمیم دی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سردار صاحب ۔ میرا خیال ہے کہ اگر اسے مہینوں میں شمار کیا جائے تو 1080 کی رقم کا حساب کتاب زیادہ صحیح ہو سکتا ہے ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب ۔ ایک ہزار کی رقم زیادہ آسان ہے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ در اصل یہ 1080 روپے کی رقم 1200 روپے gross کی net value ہے اور gross اور net value میں فرق میں نے ابھی سمجھانے کی کوشش کی ہے ۔ ہم سالانہ rental value کا 10 فی صد اس کے مکان کی مرمت وغیرہ کے لئے چھوٹ دیتے ہیں ۔ تو gross اور net میں یہ فرق ہے ۔ یہ رقم حقیقت میں 1200 روپے ہے جسے قائد حزب اختلاف کم کر رہے ہیں ۔ یہ 1080 تو حساب کتاب کر کے نکلتا ہے ۔

Mr. Speaker. I will put the clause to the vote of the House. The question before the House is :

> That Clause 2 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(کلاز ـ 3)

Mr. Speaker. Clause 3 is under consideration. Amendment No. 1 by Sardarzada Zafar Abbas

Sardarzada Zafar Abbas. Sir, I move the amendment :

> That in para (i) of clause 3 of the Bill, for the words "one thousand and eighty rupees" occurring in line 4, the words "one thousand" be substituted.

Mr. Speaker. The amendment moved is :

> That in para (i) of clause 3 of the Bill, for the word "one thousand and eighty rupees" occuring in line 4, the words "one thousand" be substituted.

Minister for Finance. Opposed.

Sardarzada Zafar Abbas. Then I withdraw the amendment.

Mr. Speaker. No. This will be put to the vote of the House. The question before the House is :

> That in para (i) of clause 3 of the Bill, for the words "one thousand and eighty rupees" occurring in line 4, the words "one thousand" be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. Next amendment by Sardarzada Zafar Abbas.

Sardarzada Zafar Abbas. I move the amendment :

> That in para (iii) of clause 3 of the Bill, for the words "three thousand two hundred and forty" occuring in line 2, the words "five thousand" be substituted.

Mr. Speaker. The amendment move is :

> That in para (iii) of clause 3 of the Bill, for the words "three thousand two hundred forty" occurring in line 2, the words "five thousand" be substituted.

Minister for Finance. Opposed.

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ یہ کلاز بیوگان اور یتامیٰ کے لئے قابل ٹیکس جائیداد سے متعلق ہے کہ انہیں اتنی چھوٹ دی جائے گی ۔ چونکہ بیوگان اور یتامیٰ ہمارے معاشرے کا ایک بہت لاچار حصہ ہیں اور ان کی آمدنی کے ذرائع بھی بہت محدود ہوتے ہیں ۔ ان کے لئے جتنی بھی چھوٹ ممکن ہو ، ہونی چاہئے ۔ اگر یہ چھوٹ تین ہزار کے بجائے پانچ ہزار ہو جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کے لئے زیادہ فائدہ مند اور سود مند رہے گا ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا پہلے یہ چھوٹ ایک ہزار روپے تھی ۔ حقیقت میں اس رعایت کا پتا تقابل سے چلے گا ۔ پہلے یہ چھوٹ ایک ہزار روپے تک تھی اور اب یہ 3600 روپے gross value اور 3240 روپے net value پر ہوگی ۔ اس سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ تقریباً 200 فی صد سے بھی زیادہ چھوٹ ہے اور اس سے زیادہ فی‌الحال ہم نہیں کرنا چاہتے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ پہلے ہی اس میں رعایت بہت زیادہ ہے اور اس میں بڑی فراخ دلی برتی گئی ہے ۔

Prof. F. Dinsha. Sir, I also want to speak.

مسٹر سپیکر - میں ایوان کی اطلاع کے لئے یہ عرض کر دوں کہ جب فاضل محرک اپنی ترمیم پر بول چکیں تو اس کے بعد کوئی دوسرے فاضل ممبر اگر بولنا چاہیں تو بول سکتے ہیں -

Prof. E. Dinsha. Can I say something.

Mr. Speaker. Yes, But you should have stood up earlier.

Prof. E. Dinsha. I did stand up but I could not catch up your eye.

Mr. Speaker. That means you did not stand. The question before the House is :

> That in para (iii) of clause 3 of the Bill, for the words "three thousand two hundred and forty" occurring in line 2, the words "five thousand" be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question before the House is :

> That Clause 3 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(کلاز - 1)

Mr. Speaker. Clause 1 is under consideration. Amendment by Sardarzada Zafar Abbas.

Sardarzada Zafar Abbas. Sir, I move the amendment :

> That is sub-clause (2) of Clause 1 of the Bill, the words, comma and figures "but shall be deemed to have taken effect on and from the first day of January, 1977" occurring in lines 1-3, be deleted.

Mr. Speaker The amendment moved is :

> That in sub-clause (2) of Clause 1 of the Bill, the words, comma and

the figures "but shall be deemed to have taken effect on and from the 1st day of January, 1977" occurring in lines 1-3, be deleted.

Minister for Finance. Opposse.

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ اس کلاز میں تھوڑا سا ابہام ہے ۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے ، اس میں دو باتیں ہیں ۔ ایک تو یہ کہ اس کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ It shall come into force at once ۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ اس میں انہوں نے retrospective effect بھی لکھ دیا ہے کہ یہ یکم جنوری 1977ء سے نافذ ہو گا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں ان سے ایک چیز ہونی چاہئے ۔ at once ہو یا اس کا نفاذ یکم جنوری 1977ء سے ہو ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ آپ کی خدمت میں وزیر قانون پہلے بھی کہہ چکے ہیں کہ اس کا پہلا حصہ ایک fact ہے اور دوسرا حصہ legal fiction علم قوانین میں اس قسم کی بات رکھی جاتی ہے اور پچھلے کئی دنوں سے اس پر بحث ہو چکی ہے ۔ جناب والا ۔ نے اس کو پذیرائی بھی بخشی ہے ، اگرچہ شروع میں اس بارے میں کچھ ابہام پایا جاتا تھا ۔ لیکن جناب والا نے اس کو منظور کیا ۔

مسٹر سپیکر ۔ ڈاکٹر صاحب ۔ میں نے تو نہیں ، ایوان نے منظور کیا ہے ۔

وزیر قانون ۔ جناب ۔ یہ آپ کی اجازت سے ہی ہوتا ہے ۔

Mr. Speaker. The question before the House is :

That in sub-clause (2) of Clause 1 of the Bill, the words, comma and the figurer "but shall be deemed to have taken effect on and from the 1st day of January, 1977" occurring in lines 1-3, be deleted.

(The motion was lost)

(Short Title and Commencement)

Mr. Speaker. The question before the House is :

That the Short Title and Commencement do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(Preamble)

Mr. Speaker. The question before the House is :

That the Preamble do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(Long Title)

Mr. Speaker. The question before the House is :

That the Long title do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Minister for Finance. Sir, I move :

That the Punjab Urban Immovable Property Tax (Amendment) Bill, 1977, be passed.

Mr. Speaker. The motion moved is :

That the Punjab Urban Immovable Property Tax (Amendment) Bill, 1977, be passed.

Sardarzada Zafar Abbas. I oppose.

Mr. Speaker. Yes Mr. E. Dinshaw.

Prof. E. Dinshaw. Sir, I have a very minor but important point to make. Consideration has been shown to minor orphans and widows. Sir, my submission is that there are unmarried old women who are not widows and there are also

old divorced women who are equally helpless. These women should have been shown the same consideration that has been shown to widows. They probably deserve more consideration. A widow is likely to have a son or children to look after her but an old unmarried woman is not likely to have any such person. Nor is a divorcee likely to have such a person. So I would request the hon'ble Minister to take that point into consideration and extend this generosity to these helpless old women also. I thank you Sir.

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ ایسے کیس اگر میرے نوٹس میں لائے جائیں تو میں یقین دلاتا ہوں کہ ان پر بھی ہم نہایت ہمدردانہ غور کریں گے ۔

Mr. Speaker. Mr. Dinshaw that would have been very good amendment and I expect of the members that they should give such amendments before hand, or when they address the House in the first reading. Because it has been seen that in the third reading they come the conclusion that this amendment was necessary. Had you given that amendment, I don't know but I am sure that the learned Finance Minister would have taken into consideration that amendment and it was just possible that he would have agreed to your amendment. So the members are requested to very carefully go through the provision of the bill and move amendments before hand, because you can amend the law always and make positive contribution.

Prof. E. Dinshaw. Thank You.

Mr. Speaker. The question before the House is :

> That the Puujab Urban Immovable Property Tax (Amendment) Bill, 1977 be passed.

(The motion was carried)

مسودہ قانون (عارضی اختیارات) حصول جائداد غیر منقولہ پنجاب مصدرہ 1977

وزیر قانون - جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں:

کہ دی پنجاب ریکوزیشننگ آف امووایبل
پراپرٹی (ٹمپریری پاورز) بل 1977ء فی الفور
زیر غور لایا جائے -

مسٹر سپیکر - تحریک روبروئے ایوان یہ ہے:

کہ دی پنجاب ریکوزیشننگ آف امووایبل
پراپرٹی (ٹمپریری پاورز) بل 1977ء فی الفور
زیر غور لایا جائے -

سردار زادہ ظفر عباس - میں اس کی مخالفت کرتا ہوں -

مسٹر سپیکر - اپنی ترمیم پیش کریں -

Sardarzada Zafar Abbas. Sir, I move :

That the Punjab Requisitioning of Immovable Property (Temporary Powers) Bill, 1977 be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 15th July, 1977.

1. Mehr Muhammad Zafarullah Bharawana.
2. Mr. Murid Mehdi Khan.
3. Mian Umar Ali.
4. Mr. Muhammad Nafees-ud-Din Farooqui.
5. Mr. Muhammad Mumtaz Khan Malik.
6. Mr. Muhammad Aslam Chela Sial.
7. Mr. Umar Hayat Sial.
8. Sardarzada Zafar Abbas (The Mover).

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That the Punjab Requisitioning of Immovable Property (Temporary Powers) Bill, 1977 be referred to a Select Committee consisting of the following member with the instructions to report thereon by 15th July, 1977 :—

1. Mehr Muhammad Zafarullah Bharawana.
2. Mr. Murid Mehdi Khan.
3. Mian Umar Ali.
4. Mr. Muhammad Nafees-ud-Din Farooqui.
5. Mr. Muhammad Mumtaz Khan Malik.
6. Mr. Muhammad Aslam Chela Sial.
7. Mr. Umar Hayat Sial.
8. Sardarzada Zafar Abbas (The Mover).

Minister for Law. Opposed.

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ اس بل میں جو ترامیم دی گئی ہیں ، وہ اس امر کی ہیں چونکہ پہلے اشیا کی قیمتیں بہت کم تھیں اور اب بہت بڑھ گئی ہیں ، اس لئے جو ریکوزیشن کی جائیں ، ان کا معاوضہ جو پہلے پانچ چھ گنا تھا ، اب آٹھ اور دس گنا کیا جا رہا ہے ۔ لیکن یہ کوئی خاص صحیح توازن نہیں ۔ کیوں کہ قیمتیں بے حد و حساب بڑھی ہیں اور یہ توازن تو کم کیا گیا ہے ۔ اس لئے میں نے یہ عرض کیا ہے کہ اسے سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کیا جائے تاکہ وہ اس پر غور خوض کرنے کے بعد قیمتوں کا صحیح تعین کرنے کے بعد کہ وہ کس قدر زیادہ ہوئی ہیں ، اسی ratio سے اس معاوضے کو بھی بڑھایا جائے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ ایک بات تو بڑی واضح ہے جو قائد حزب اختلاف نے بھی تسلیم کی ہے کہ اس بل کے ذریعے حکومت معاوضے میں

اضافہ کر رہی ہے - پہلے یہ معاوضہ پانچ اور چھ فی صد کے درمیان ہوتا تھا اور اب اسے تقریباً ستر فی صد اضافہ کر کے آٹھ اور دس فی صد متعین کیا جا رہا ہے ، جو میں سمجھتا ہوں کہ بہت معقول اور بہت مناسب ہے اور میرے فاضل دوست نے جو ترمیم ایوان میں پیش کی ہے ، اس کے پیش نظر وہ ایوان کو مسترد کر دینی چاہئے -

مسٹر سپیکر - جی ، سردار صاحب -

سردار صغیر احمد - جناب والا - - - - -

مسٹر سپیکر - لیکن میں پھر عرض کر دوں کہ امنڈمنٹ پر جب mover تقریر کر لیں ، اگر کوئی فاضل ممبر تقریر کرنا چاہیں تو اس کے بعد کریں - جب منسٹر صاحب ترمیم کا جواب دے دیں تو اس کے بعد عام طور پر قاعدہ یہ ہے کہ پھر وہ ترمیم ایوان میں فیصلے کے لئے پیش کی جاتی ہے -

سردار صغیر احمد - ٹھیک ہے جی -

Mr. Speaker. The question before the House is :

> That the Punjab Requisitioning of Immovable Property (Temporary Powers) Bill, 1977 be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 15th July, 1977 :—
>
> 1. Mehr Muhammad Zafarullah Bharawana.
> 2. Mr. Murid Mehdi Khan.
> 3. Mian Umar Ali.
> 4. Mr. Muhammad Nafees-ud-Din Farooqui.
> 5. Mr. Muhammad Mumtaz Khan Malik.
> 6. Mr. Muhammad Aslam Chela Sial.

7. Mr. Umar Hayat Sial.

8. Sardarzada Zafar Abbas (The Mover).

(The motion was lost)

Mr. Speaker. Now, the question is :

> That the Punjab Requisitioning of Immovable Property (Temporary Powers) Bill, 1977 be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

(کلاز - 2)

Mr. Speaker. Now, we will taken up the Bill Clause by Clause. Amendment No. 2 by Sardarzada Zafar Abbas.

Sardarzada Zafar Abbas. Sir, I move :

> That in Clause 2 of the Bill, for the inverted commas and the words "eight" and "ten" occurring in lines 3 and 4 respectively, the inverted comma and the words "fifteen" and "twenty" be substituted.

Mr. Speaker. The amendment moved is :

> That in Clauses 2 of the Bill for the inverted commas and the words "eight" and "ten" occurring in lines 3 and 4 respectively, the inverted commas and the words "fifteen" and "twenty" be substituted.

Minister for Law. Opposed.

سردار زادہ ظفر عباس - جناب والا - جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے ، اس بل کا منشا یہ ہے کہ چونکہ آج سے بہت دیر پہلے ، جب یہ بل پاس ہوا تھا ، اس وقت اشیا کی قیمتیں بہت کم تھیں اور جو بھی اس کا

حکومت نے معاوضہ مقرر کیا تھا ، وہ اس کے مطابق تھا ۔ لیکن ا . وقت جو اشیا کی حالت اور مہنگائی کا عالم ہے اس میں پانچ اور چھ گنا کے بجائے آٹھ اور دس گنا کرنا کسی طرح بھی مسئلے کا صحیح حل نہیں ۔ آج ہر چیز کی قیمت دس پندرہ گنا بلند ہو گئی ہے ۔ لیکن اس کو صرف آٹھ دس گنا کرنے سے بل کا مقصد فوت ہو جائے گا اور صحیح compensation متعلقہ افراد کو نہیں مل سکے گی ۔ اس کے لئے میں نے یہ move کیا ہے کہ اسے پندرہ اور بیس گنا کیا جائے ۔ کیوں کہ آج کے بھاؤ اس وقت کے بھاؤ سے تقریباً دس گنا بڑھ گئے ہیں ۔

Mr. Speaker. Sardar Sahib, Do you want to speak ?

سردار صغیر احمد ۔ مجھے سمجھ نہیں آئی کہ میں کس بات پر بولوں۔

Mr. Speaker. If there is any member who wishes to speak. **(Pause)** None. Yes, the Law Minister.

وزیر قانون ۔ میں اس پر پہلے ہی عرض کر چکا ہوں ۔ مزید کچھ نہیں کہنا چاہتا ۔

Mr. Speaker. Now, the question before the House :

> That in Clause 2 of the Bill, for the inverted commas and the words "eight" and "ten" occurring in lines 3 and 4 respectively, the inverted comma and the words "fifteen" and "twenty" be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

> That Clause 2 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(Clause - 3)

Mr. Speaker. The question is :

> That Clause 3 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(Clause - 1)

Mr. Speaker. There is amendment by Sardarzada Sahib.

Sardarzada Zafar Abbas. I beg to move :

> That in sub-clause (2) of Clause 1, the wor ls, comma and he figurse "but shall be deemed to have taken effect on and from Ist October, 1976", occurring in lines 1-2, be deleted.

Mr. Speaker. The motion is :

> That in sub-clause (2) of Clause 1, the words, comma and the figures "but shall be deemed to have taken effect on and from Ist October, 1976" occurring in lines 1-2, be deleted.

Minister for Law. Opposed.

سردار زادہ ظفر عباس - جناب والا - اس میں پڑا ابہام ہے - ایک طرف تو یہ کہا گیا ہے کہ "فی الفور نافذ العمل ہوگا" - ساتھ ہی یہ کہا گیا ہے : "لیکن اس بارے میں یہ متصور ہوگا کہ یہ یکم اکتوبر 1976ء سے اطلاق پذیر ہے" - ایک چیز ہونی چاہئے - اس لئے میں نے یہ کہا ہے کہ "retrospective effect" کی بجائے "at once" لاگو کیا جائے -

مسٹر سپیکر - سردار صغیر احمد -

سردار صغیر احمد - جناب والا - قائد حزب اختلاف کی طرف سے اعتراض کیا گیا ہے - جہاں تک مہنگائی زیادہ ہونے کا تعلق ہے تو پراپرٹی ہولڈروں کو رعایت دی جا رہی ہے - جب یہ رعایت عرصہ پیشتر سے دی جا رہی ہے تو یہ اعتراض کر رہے ہیں - اس طرح ان کی اپنی پوزیشن میں تضاد ہے - اگر وہ تسلیم کرتے ہیں کہ کسی طبقے کو فائدہ پہنچانے کے لئے یہ ترمیم لائی جا رہی ہے اور قانون عرصہ پیشتر سے پاس کیا جا رہا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ انہیں دوبارہ اس پر اعتراض کرنے کا حق نہیں رہ جاتا -

وزیر قانون و پارلیمانی امور - جناب والا - میں یہ سمجھتا ہوں کہ سردار صغیر احمد صاحب کے اظہار خیال کے بعد کوئی ضرورت نہیں کہ اس پر مزید تقریر کی جائے -

Mr. Speaker. The question before toe House is :

That in sub-clause (2) of Clause 1, the words, camma and the figures "but shall be deemed to have taken effect on and from 1st October, 1976", occurring in lines 1-2, be deleted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. Ths question is :

That Clause 1 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی پنجاب ریکوزیشننگ آف امووایبل پراپرٹی (ٹمپریری پاورز) بل 1977ء منظور کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے :

کہ دی پنجاب ریکوزیشننگ آف امووایبل پراپرٹی (ٹمپریری پاورز) بل 1977ء منظور کیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ دی پنجاب مائنز سنرل بل کل لیں گے ۔ میں گزارش کرتا ہوں کہ ایوان کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگر ایوان کی رائے یہی ہے تو ٹھیک ہے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ کافی کام ہو گیا ہے ۔

Mr. Speaker. The House is adjourned till the 9th of June, 1977. Thursday, to meet at 8:30 a. m.

(اسمبلی کا اجلاس 9 جون 1977ء بروز جمعرات 8-30 بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہو گیا) ۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

دوسری صوبائی اسمبلی پنجاب کا دوسرا اجلاس

جمعرات ۔ 9 جون 1977ء

(پنجشنبہ 21 جمادی الثانی 1397ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ساڑھے آٹھ بجے صبح منعقد ہوا ۔
مسٹر سپیکر چوہدری محمد انور بھنڈر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَاۤ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ
مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ وَلَا تَسْتَوِى الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ؕ اِدْفَعْ
بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ۝
وَمَا يُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ۝ وَاِمَّا
يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

پارہ ۲۴ سورۃ ۴۱ رکوع ۱۹ آیات ۳۳ تا ۳۶

اور اس شخص سے بات کا اچھا کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور اچھے کام کرے اور کہے کہ میں مسلمان ہوں اور ظاہر ہے بھلائی اور برائی برابر نہیں ہو سکتیں تو تم سخت کلامی کا کچھ ایسے طریق سے جواب دو جو بہت ہی اچھا ہو بس تم دیکھو گے کہ جس میں اور تم میں عداوت تھی وہ تمہارا گہرا دوست بن گیا ہے اور یہ بات ان ہی کو حاصل ہوتی ہے جو صبر و برداشت سے کام لیتے ہیں اور یہ انہی کو نصیب ہوتی ہے جو بڑا صاحب نصیب ہے اور اگر تمہیں شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ پیدا ہو تو اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو بلاشبہ وہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔

وَمَا عَلَيْنَاۤ اِلَّا الْبَلَاغُ

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

مسٹر سپیکر - اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے - ملک محمد اعظم -

پروفیسر رفیع‌اللہ خان پرنسپل گورنمنٹ کالج جوہر آباد کی تعیناتی

*7. ملک محمد اعظم - کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے 24-1-77 کو پروفیسر محمد رفیع انور ڈائریکٹر تعلیم سرگودھا ڈویژن کو تبدیل کر کے ان کی جگہ پروفیسر رفیع‌اللہ خان پرنسپل گورنمنٹ کالج جوہر آباد کی تعیناتی کے احکام جاری کئے تھے -

(ب) اگر جز (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ احکامات پر ابھی تک عمل درآمد نہیں کیا گیا -

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ احکامات پر عمل نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں ؟

وزیر تعلیم (میاں محمد افضل حیات) - (الف) یہ درست ہے کہ پروفیسر محمد رفیع انور کے تبادلے کے احکامات 24-1-77 کو جاری ہوئے تھے -

(ب) یہ بات صحیح نہیں ہے کہ مذکورہ احکامات پر ابھی تک عمل درآمد نہیں کیا گیا -

(ج) جزو (ب) بالا میں وضاحت کے بعد جزو (ج) غیر متعلق ہے -

ملک محمد اعظم - جناب والا - جب میں نے سوال دیا تھا۔ اس وقت تک تبادلہ کے احکامات پر عمل درآمد نہیں ہوا تھا - لیکن جواب کے جزو 'ب' میں کہا گیا ہے کہ یہ صحیح نہیں ہے - تو کیا وزیر موصوف یہ بتا سکیں گے کہ ان احکامات پر کب عملدرآمد ہوا ؟

وزیر تعلیم - 20 مئی 1977ء کو ان احکامات پر عمل درآمد ہوا -

سید مسعود زاھدی ۔ جناب والا ۔ کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ یہ جو جوہر آباد کے کالج کے پرنسپل کو تبدیل کر دیا گیا ہے تو کیا ان کی جگہ نئے پرنسپل صاحب تعینات ہو چکے ہیں ؟

وزیر تعلیم ۔ اس کے لئے الگ سوال دیں ۔

ملک محمد اعظم ۔ جناب والا ۔ جیسا کہ وزیر موصوف نے بیان فرمایا ہے کہ ان احکامات پر 20-5-77 کو عمل درآمد ہوا ۔ تو کیا وہ یہ فرما سکیں گے کہ وہ کون سی وجوہات تھیں جن کی وجہ سے جنوری 77 سے مئی 1977ء تک ان احکامات پر عمل درآمد نہ ہو سکا ؟

وزیر تعلیم ۔ اس تبادلے کے بعد احکامات جاری ہوئے کہ جنرل الیکشن ہو رہے ہیں ، اس سلسلے میں جناب چیف الیکشن کمشنر نے حکم فرمایا کہ تمام تبادلہ جات روک دئے جائیں ۔ اس لئے الیکشن تک ان احکامات کو held in aboyance کیا گیا تھا ۔

سید مسعود زاھدی ۔ جناب والا ۔ الیکشن 10 مارچ 1977ء کو ختم ہو گئے تھے ۔ مارچ 1977ء اور مئی 9177ء میں کافی تفاوت ہے ۔ کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ اس ڈیڑھ ماہ کے عرصہ میں عمل درآمد کیوں نہ ہو سکا ۔ کہیں دفتر والے کاغذات پر بیٹھ تو نہیں جاتے ۔ کیا وزیر موصوف اس کے متعلق وضاحت کریں گے ؟

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ جیسا کہ فاضل اراکین یہ جانتے ہیں کہ ان کو بعد میں کئی چارج دینے ہوتے ہیں ، اور پھر اس کے بعد تحریک چلی تھی اور پھر جب عوامی حکومت نے اپنا کام سنبھالا تو ان کے احکامات پر عمل درآمد کرا دیا گیا ۔

مسٹر برکت علی غیور ۔ جناب والا ۔ کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ غیور صاحب ، کیا آپ اپنی نشست پر تشریف رکھتے تھے ۔

مسٹر برکت علی غیور ۔ جناب والا ۔ پہلے دن میری نشست 47 نمبر

پر تھی - مگر آج باہر جو چارٹ آویزاں کیا گیا ہے اس میں میرا نمبر 45 ہے ، براہ کرم یہ دیکھ لیں -

مسٹر سپیکر - اس وقت آپ کون سی نشست پر ہیں -

مسٹر برکت علی غیور - اس وقت میں 45 نمبر سیٹ پر ہوں -

Mr. Speaker. Now you are in your right place.

مسٹر برکت علی غیور - کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ جیسے انہوں نے کہا ہے کہ الیکشن کے بعد تحریک چلی تھی - اس تحریک میں ڈائریکٹریٹ کا عملہ بھی اس تحریک سے نپٹنے کے سلسلے میں کوئی کام کرتا رہا جس کے نتیجے میں اس تبادلے پر عمل درآمد نہ ہو سکا -

وزیر تعلیم - جناب والا - اس وقت ban لگا ہوا تھا - اس کو اٹھانے اور اس پر عمل درآمد کرانے کا صرف ایک فیصلہ ہی نہیں کرنا ہوتا ہے - اس کے ساتھ کئی اور پالیسیز ہوتی ہیں - چنانچہ جب یہ پابندی ختم کی گئی - تو تبادلہ کے ان احکامات پر عمل درآمد کرا لیا گیا -

مسٹر غلام اصغر دمتی - کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ تعلیمی اداروں میں اساتذہ کا تبادلہ دیگر اداروں کی طرح ہوتا ہے یا اس کا کوئی علیحدہ طریقہ کار ہے ؟

مسٹر سپیکر - اس کے متعلق الگ نوٹس دیجئے -

کالجوں کی تعداد میں اضافہ

*8 - **ملک محمد اعظم** - کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) صوبہ پنجاب میں اس وقت کتنے کالج برائے طلباء و طالبات ہیں -

(ب) کیا حکومت بڑھتی ہوئی تعلیمی ضروریات کے پیش نظر مذکورہ کالجوں کی تعداد میں اضافہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے - اگر ایسا

ہے تو حکومت مذکورہ کالجوں کی تعداد میں اضافے کے لئے کیا اقدام کر رہی ہے ؟

وزیر تعلیم (میاں محمد افضل حیات) ۔ (الف) مطلوبہ تعداد حسب ذیل ہے ۔

	مردانہ	زنانہ	میزان
ڈگری کالجز	75	30	105
انٹر کالج	58	29	87
پرووفشنل کالجز	6	3	9
	139	62	201

(ب) حکومت ہر سال سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت صوبہ پنجاب میں مالی وسائل کے مطابق نئے کالج کھول رہی ہے ۔ لہذا دوران مالی سال 1976-77ء صوبہ پنجاب میں دس نئے انٹر کالج قائم کئے گئے ۔

اگلے مالی سال کے لئے بجٹ پاس ہونے کے بعد تفصیلات طے کی جائیں گی ۔

ملک محمد اعظم ۔ کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ یہ جو دس نئے انٹر میڈیٹ کالج کھولے گئے ہیں یہ کس کس جگہ پر کھولے گئے ہیں ؟

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ جو بوائز کالجز ہیں ان میں نوشہرہ ڈسٹرکٹ شاہ پور ۔ لاڑا کنجور ڈسٹرکٹ کیمبلپور ۔ منچن آباد ڈسٹرکٹ بہاولپور ۔ کروڑ پکا تحصیل لودھراں ڈسٹرکٹ ملتان ۔ تونسہ ڈسٹرکٹ ڈی ۔ جی خان ۔ گرلز کالجز ۔ سمندری ڈسٹرکٹ لائلپور ۔ بھلوال ڈسٹرکٹ سرگودھا ۔ چنیوٹ ڈسٹرکٹ جھنگ ۔ شکر گڑھ ڈسٹرکٹ سیالکوٹ ۔ مری ڈسٹرکٹ راولپنڈی ۔

ملک محمد اعظم ۔ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ نوشہرہ

ضلع شاہ پور ۔ جناب والا ۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ نوشہرہ شاہ پور ہے یا نوشہرہ الگ ہے ؟

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ میرا مقصد شاہ پور سے ہے ۔

ملک محمد اعظم ۔ نہیں ۔ جناب والا ۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا شاہ پور میں الگ کالج کھولا گیا ہے اور نوشہرہ میں الگ ؟

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ صرف نوشہرہ میں کھولا گیا ہے ۔

سید مسعود زاهدی ۔کیا وزیر موصوف یہ فرما سکیں گے کہ ان اعداد و شمار میں میڈیکل کالجز یا انجینئرنگ کالجز بھی شامل کئے گئے ہیں ؟

وزیر تعلیم ۔ نہیں جی ۔ یہ انٹر کالجز ہیں ۔

سردار محمد سرفراز خان ۔ جناب والا ۔ وزیر موصوف نے ضلع کیمبلپور ، ناڑا کنجور یہ دو نام لئے ہیں تو ان میں سے کونسی جگہ درست ہے ؟

وزیر تعلیم ۔ ناڑا کنجور ۔

ملک محمد اعظم ۔ کیا وزیر موصوف فرما سکیں گے کہ جیسا کہ صوبائی حکومت نے تعلیم کو بڑی اهمیت دی ہے تو کیا ان کے علم میں ہے کہ پنجاب کے هر سب ڈویژن میں کم از کم ایک انٹرمیڈیٹ کالج کھلنا چاهئے ۔ تو جناب والا ۔ کیا حکومت کے زیر غور کوئی ایسی سکیم ہے کہ جس کے تحت هر سب ڈویژن میں کم از کم ایک انٹر کالج کھولا جا سکا هو ؟

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ مالی وسائل کے پیش نظر اس پالیسی پر عمل درآمد کیا جا رہا ہے ۔

مسٹر برکت علی غیور ۔ کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ حکومت جو نئے کالج کھول رهی ہے یا اس سے پہلے جو کالج چل رہے ہیں کیا کوئی ایسا انتظام ہے کہ ان کا جائزہ لیا جاتا رہے کہ ان کالجز کی عمارات طلبہ کی تعداد کے مطابق کافی ہیں ، اور ان میں تعلیمی سہولتیں پوری طرح

مہیا ہیں یا لیبارٹریز موجود ہیں ، کیا وزارت تعلیم اس سلسلے میں کوئی جائزہ لیتی رہتی ہے یا نہیں ؟

وزیر تعلیم - جناب والا - اس سلسلے میں وقتاً فوقتاً یہ جائزہ لیا جاتا ہے اور پوری کوشش کی جاتی ہے کہ ان کو پوری طرح سے equip کیا جائے نئی عمارات بنائی جائیں اور پرانی عمارات کی مرمت کی جائے۔

رائے محمد عالم خان - جناب والا - وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ سنجن آباد میں بھی ایک انٹر کالج کھل گیا ہے کیا وہاں پر سٹاف کی تقرری کی گئی ہے اور بلڈنگ acquire کی جا چکی ہے ؟

وزیر تعلیم - جناب والا - فاضل ممبر اس کے لئے الگ سوال دیں ۔

مسٹر سپیکر - کالجز کھولنے سے آپ کی یہ مراد بھی ہو سکتی ہے کہ کالج تو کھل گیا ہے مگر وہاں پر اساتذہ نہیں ہیں ۔

رائے محمد عالم خان - جناب والا - میرا سوال پوچھنے کا مطلب یہ تھا کہ کیا وہاں پر بلڈنگ acquire کر لی گئی ہے اور کیا وہاں پر اساتذہ کی تقرری کر دی گئی ہے ؟

مسٹر سپیکر - میاں صاحب کیا آپ کی مراد یہ ہے کہ وہاں صرف عمارت تعمیر ہوئی ہے اور وہاں کالج کا اجراء ہو چکا ہے اور اساتذہ وہاں پر مہیا کئے جا چکے ہیں ؟

وزیر تعلیم - جناب والا - اس کی منظوری ہوتی ہے اور اس سال میں وہ اپنے process میں کھلنا چاہئے اور اگر اس کے متعلق ان کو کوئی شکایت ہے تو اس کے متعلق وہ الگ سوال دے سکتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر - لیکن ویسے اس کے متعلق عمومی طور پر آپ بےشک محکمہ سے اطلاعات حاصل کرنے کے بعد یا وقفہ سوالات کے ختم ہونے کے بعد یہ وضاحت فرما دیجئے گا کہ ان کالجز کے اجراء کرنے کی پوزیشن کیا ہے کیا عمارات یہاں منظور کی گئی ہیں اور جہاں عمارات بنی ہیں وہاں اساتذہ اور جو دیگر ضروری سہولتیں ہیں وہ بھی مہیا کی جا چکی ہیں ؟

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کروں گا ۔

مسٹر برکت علی غبور ۔ جناب والا ۔ وزیر موصوف نے یہ فرما ہے کہ محکمہ تعلیم جائزہ لیتا رہتا ہے تو کیا وزیر موصوف کے علم میں یہ بات ہے کہ گورنمنٹ گورو نانک ڈگری کالج ننکانہ صاحب میں اس وقت طلبہ کی نصف کلاسز درختوں کے نیچے بیٹھتی ہیں اور ہال کمرے کی چھت گری ہوئی ہے ۔ اور جو پری میڈیکل کلاسز شروع کی گئی ہیں ان کے لئے لیبارٹری کا بھی وجود نہیں ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ ننکانہ صاحب تو ان کالجز میں موجود نہیں ہے جن کا ذکر فاضل وزیر نے کیا ہے ۔

چوہدری بدرالدین ۔ جناب والا ۔ کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ جو دس نئے کالج کھولے گئے ہیں ان میں سے طلبہ کے لئے کتنے ہیں اور طالبات کے لئے کتنے ہیں ۔

وزیر تعلیم ۔ میں نے عرض کر دیا ہے کہ پانچ طلبا کے لئے ہیں اور پانچ طالبات کے لئے ہیں ۔

بلدیہ احمد پور شرقیہ میں گندے پانی کا نکاس

*27 ۔ **حکیم فقیر محمد خان چشتی** ۔ کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔۔

(الف) سال ہائے 1970-71ء ، 1972-73ء ، 1973-74ء ، 1974-75ء اور 1975-76ء میں بلدیہ احمد پور شرقیہ میں گندے پانی کے نکاس کے لئے کتنی کتنی لاگت سے نکاسی آب کا کام ہوا ۔

(ب) ایسے تمام ٹھیکیداروں کے نام علیحدہ علیحدہ بتائے جائیں جنھوں نے ان علاقوں میں اپنے فرائض سر انجام دیئے اور انکو ہر سال علیحدہ علیحدہ کل کتنی رقم ادا کی گئی ؟

وزیر تعلیم (میاں محمد افضل حیات) ۔ (الف) گوشوارہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے ۔

(ب) گوشوارہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے ۔

گوشوارہ

جز (الف)

(i)	1970-71	میں	9,771/-	روپے
(ii)	1971-72	,,	12,960/-	,,
(iii)	1972-73	,,	11,450/-	,,
(iv)	1973-74	,,	7,672/-	,,
(v)	1974-75	,,	51,024/-	,,
(vi)	1975-76	,,	10,086/-	,,
(vii)	1976-77	,,	25-536/-	,,
		کل میزان	1,28,499/-	روپے

جز (ب)

نام ٹھیکیداران	70-71	71-72	72-73	7[illegible]-74	74-75	75-76	76-77	میزان
1- اللہ دیوایا	9,570/-	2,486/-	236/-	—	1,717/-	6,126/-	—	20,135/-
2- محمد منیر	211/-	10,266/-	10,109/-	2,951/-	—	3,960/-	15,343/-	41,830/-
3- محمد رمضان	—	208/-	10[illegible]/-	—	—	—	—	365/-
4- اللہ بخش	—	—	184/-	—	—	—	—	184/-
5- ظہور احمد	—	—	814/-	—	—	—	—	814/-
6- محمد حسین	—	—	—	3,366/-	—	—	4,012/-	7,378/-
7- محمد بخش	—	—	—	806/-	—	—	—	806/-
8- رحیم بخش	—	—	—	1,549/-	—	—	1,763/-	3,312/-
9- محمد جاوید	—	—	—	—	—	—	4,418/-	4,418/-
	[illegible],771/-	12,960/-	11,450/-	7,672/-	1,717/-	10,086/-	25,536/-	79,192/-

1974-75 ورلڈ فوڈ پروگرام کے تحت 49,370/- روپے کل 1,28,409/- روپے

49307/-
79192/-

1,28,499/- روپے

حکیم فقیر محمد خان چشتی - جناب والا - جیسا کہ گوشوارہ میں بتایا گیا ہے کہ 76-1975ء میں پانی کے نکاس کے لئے 8393 روپے خرچ کئے گئے ہیں اور 77-1976ء میں 25536 روپے خرچ کئے گئے ہیں لیکن صورتحال یہ ہے کہ وہاں پر اس کام کی کوئی موزونیت نہیں ہے اور شہر میں اب بھی گندے جوہڑ موجود ہیں تو کیا وہ بتا سکیں گے کہ اس ٹھیکیدار کے متعلق یا انتظامیہ کے متعلق کوئی کارروائی کی گئی ؟

مسٹر سپیکر - نہیں - آپ کا سوال یہ ہے کہ وہاں پر کوئی کام ہوا ہی نہیں -

حکیم فقیر محمد خان چشتی - جناب والا - کام تو ہوا ہے لیکن وہ صحیح نہیں ہوا جس کی وجہ سے وہ پیسے ضائع ہوئے ہیں -

وزیر تعلیم - جناب والا - میں سمجھ نہیں سکا -

مسٹر سپیکر - وہ یہ فرما رہے ہیں کہ آپ نے یہ جو رقومات بیان فرمائی ہیں ان میں خاطر خواہ طور پر کام نہیں ہوا اور گندے پانی کے نکاس کی سہولتیں پوری طرح سے صحیح طور پر بہم نہیں پہنچائی گئیں -

وزیر تعلیم - جناب والا - اگر ان کی کوئی تفصیل چاہیں تو وہ دی جا سکتی ہے کہ اتنا کام ہوا ہے لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کام مکمل ہو گیا ہے کیونکہ جناب والا - شہر بڑھتا رہتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ ضروریات بھی بڑھتی رہی ہیں -

حکیم فقیر محمد خان چشتی - جناب والا - میں وزیر موصوف کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ یہ شہر کا وہ علاقہ ہے جہاں پر پرانی آبادی ہے اور پرانی ہی جگہ پر یہ تمام خرچ ہوا ہے اور شروع ہی سے یہ خرچ ہو رہا ہے اور ٹھیکیدار اور ایڈمنسٹریٹر کی ملی بگھت سے یہ روپیہ ضائع ہوا ہے اور اس کے متعلق ابھی تک کوئی انکوائری نہیں ہوئی اور وہاں کی آبادی کم از کم پچاس ہزار نفوس پر مشتمل ہے اور وہ شہر چھ محلوں میں آباد ہے اور جناب والا - وہ چھ محلے جوہڑوں کی شکل میں تبدیل ہو چکے ہیں -

وزیر تعلیم - جناب والا - اگر یہ کسی ایک کے متعلق نشاندھی کردیں تو اس کے خلاف مکمل ایکشن لیا جائے گا -

حکیم فقیر محمد خان چشتی - جناب والا ! 71-1970ء میں بھی نالیوں پر خرچ ہوا - 72-1971ء میں بھی خرچ ہوا - 73-1972ء میں بھی خرچ ہوا - 74-1973ء میں بھی خرچ ہوا - 75-1974ء میں بھی خرچ ہوا - 76-1975ء میں بھی خرچ ہوا اور 77-1976ء میں بھی خرچ ہوا ہے - ان ٹھیکیداروں کو یہ کام دیا ہے ، لیکن وہاں پر کوئی تسلی بخش کام نہیں ہوا - آج تک شہری اس کے متعلق مجھ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ہمارے لئے یہ کیا Problems ہیں -

وزیر بلدیات - جناب والا - پورے 9 ٹھیکیداروں نے مختلف موقعوں پر ٹھیکے لئے ہیں - اگر فاضل ممبر کے حساب کے مطابق یہ کام تسلی بخش نہیں ہے تو وہ اس کی نشاندھی کر سکتے ہیں - وہ میرے پاس تشریف لے آئیں اور اس کے متعلق ضابطہ کے مطابق ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی -

مسٹر سپیکر - میاں صاحب ، میں فاضل وزرا کی اطلاع کے لئے صرف عرض کرنی چاھتا ھوں کہ جتنی assurances یہاں دی جاتی ہیں ، آپ صاحبان کو معلوم ھی ھوگا کہ ان assurances کا بھی ریکارڈ رکھا جاتا ہے - ایک کمیٹی ہے جو گورنمنٹ کے assurances کے متعلق ہے - اس لئے جتنی بھی assurances ھوں گی ان کے متعلق یہ درخواست ھوگی کہ ان کو ful fil کرنے کی پوری کوشش کی جائے -

وزیر بلدیات - پوری کوشش کی جائے گی - پہلے اس کی نشاندھی کی جائے پھر اس کے بعد انکوائری کر لیں گے -

حکیم فقیر محمد خان چشتی - کیا وزیر موصوف یہ بتا سکتے ہیں کہ کتنے عرصہ میں انکوائری ھو جائے گی -

مسٹر سپیکر - یہ آپ ان سے طے کر لیجئے - انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ وہ اس کے متعلق انکوائری کرائیں گے - آپ ان سے جاکر طے کرلیں -

وزیر بلدیات - پہلے وہ اس کی نشان دھی فرما دیں - اس کے بعد چیک کر لیں گے -

مسٹر سپیکر - وہ آپ کے پاس تشریف لائیں گے اور اس کی نشاندھی کریں گے -

مسٹر برکت علی غیور - جناب والا - وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ جو اس معاملہ میں کھپلا ہوا ہے وہ اس کے متعلق انکوائری کریں گے - کیا یہ بات فاضل وزیر صاحب کے علم میں ہے کہ محکمہ متعلقہ جس وقت کوئی منصوبہ بناتا ہے اس وقت ایس۔ڈی۔او اور ایگزیکٹو انجینئر کوئی اور ہوتا ہے۔ جس وقت اس کی imple mentation شروع کی جاتی ہے ، اس وقت کوئی اور ہوتا ہے اور جب منصوبہ مکمل ہو جاتا ہے اس وقت کوئی اور ہوتا ہے - اس طرح ٹھیکیدار بھی ملی بھگت کے نتیجے کے طور پر تبدیل ہوتے رہتے ہیں - کیا یہ درست ہے کہ یہ تمام کارروائی محکمہ میں ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ہوتی ہے تاکہ بعد میں اگر کوئی انکوائری ہو تو کسی کے اوپر ذمہ داری نہ ڈالی جا سکے ؟

مسٹر سپیکر - یہ تنقید ہے سپلیمنٹری سوال نہیں ہے -

ملک شاہ محمد محسن - ایک ہی منصوبہ کی تکمیل کے لئے 9 ٹھیکیدار کیوں تبدیل کئے گئے ؟

وزیر بلدیات - جناب والا - مختلف موقعوں پر جو بھی کام ہوتا ہے اس کے حصے بنانے کے ساتھ آکشن کی جاتی ہے جس کی bid زیادہ سے زیادہ ہوتی ہے اس کو ٹھیکہ دے دیا جاتا ہے -

بلدیہ احمد پور شرقیہ میں گندگی کے انبار

*28 - **حکیم فقیر محمد خان چشتی** - کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ —

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بلدیہ احمد پور شرقیہ میں محلہ عباسیہ ، محلہ پھلو رام ، محلہ پاکھری ، محلہ شکاری ، محلہ سرور شاہ اور محلہ فتانی کے علاقوں کے ساتھ گندے پانی کے جوہڑ موجود ہیں -

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ علاقوں میں رہائش پذیر لوگوں نے بلدیہ سے شکایت کی ہے کہ اس گندگی کی وجہ سے وبائی بیماریاں پھیل رہی ہیں ،

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ گندے جوہڑوں میں مرے ہوئے کتے ، بلیاں اور گدھے پائے گئے ہیں اور بلدیہ کے خاکروب ان جوہڑوں میں گندگی کا انبار بھی پھینکتے ہیں ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس بارے میں کوئی اقدام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر تعلیم (میاں محمد افضل حیات) ۔ (الف) جزوی طور پر درست ہے ۔

(ب) بلدیہ نے گندگی اٹھانے کا معقول انتظام کیا ہوا ہے ۔ بہر حال بلدیہ کو انتظامات مزید بہتر بنانے کے لئے کہا گیا ہے ۔ خاکروب منظور شدہ ڈپوؤں کے علاوہ اور کسی جگہ گندگی نہیں پھینکتے ۔ اگر کوئی گندگی منظور شدہ جگہ کے علاوہ کہیں پھینک دیتا ہے ۔ تو اسے فوری طور پر اٹھا لیا جاتا ہے ۔

(ج) ایسی کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی ۔ بہر حال بلدیہ کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ صفائی کے انتظامات کو مزید بہتر بنائے ۔

(د) بلدیہ کمزور مالی حالت کے پیش نظر جوہڑ کو فوری طور پر پر نہیں کروا سکتی ۔ جونہی مالی حالات بہتر ہوئے جوہڑ پر کروا دئے جائیں گے ۔

حکیم فقیر محمد خان چشتی ۔ کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ چھ محلوں میں گندگی عرصہ سے چلی آ رہی ہے اور شہر کا تمام پانی جوہڑوں میں جا رہا ہے ، وہاں پر مچھر اور جراثیم وغیرہ پیدا ہو رہے ہیں ۔ اگر مالی حالت صحیح نہیں ہوگی تو کیا 50 ہزار کی آبادی اسی لئے اس میں مبتلا رہے گی ؟

وزیر بلدیات ۔ جناب والا ۔ فاضل ممبران کے اپنے اپنے علاقے کی میونسپل کمیٹیوں کے بجٹ کے تعاون اور کوآپریشن کے لئے احکامات جاری کر دیئے گئے ہیں ۔ وہ جس طریقے سے بجٹ میں جن چیزوں کو پہلے کروائیں گے اس کے

مطابق کام ہوں گے ۔ یہ وہاں جاکر بجٹ میں جوہڑوں کو پر کروانے کے سلسلے میں priority fix کروا سکتے ہیں ۔

حکیم فقیر محمد خان چشتی ۔ جناب والا ۔ جو وہاں کا بجٹ ہے اس سے نہ جوہڑ پر ہو سکتا ہے ، نہ نالی درست ہو سکتی ہے ، جب تک یہاں سے ہمیں کچھ پیسہ نہ ملے یا کسی اور جگہ سے کچھ نہ کچھ ہو ۔ تھوڑا بہت تو اسے بند کروا دیا جائے ۔ سارے شہر کا پانی اس میں ڈالا جا رہا ہے ۔ جب تک اس کی ڈسپوزل صحیح نہیں ہوگی اس وقت تک کسی طرح سے بھی یہ مسئلہ حل نہیں ہو سکے گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے کہ میونسپل کمیٹی نے کوئی کارروائی کی ہے ، یا کوئی قرضہ حاصل کرنے کے لئے گورنمنٹ کو کوئی سکیم بھیجی ہے ۔ کیا یہ آپ کے علم میں ہے ۔

حکیم فقیر محمد خان چشتی ۔ اس وقت تک بھیجی ہے یا نہیں مجھے اس کے متعلق پتہ نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ یہ دریافت فرمالیں ، کہ حکومت ایسی صورت میں قرضہ دے سکتی ہے ۔ ان کو گرانٹ دے سکتی ہے ؟ اگر کمیٹی نے کوئی تحریک نہ کی ہو تو ظاہر ہے حکومت اس میں مداخلت نہیں کرے گی ۔

حکیم فقیر محمد خان چشتی ۔ جناب والا ۔ اتنی آبادی کے لئے تحریک لازمی ہوئی ہوگی ۔ روپیہ نہیں دیا جا رہا ہے ، جس کی وجہ سے اس شہر کی پاکستان کے کسی دیہات سے بھی زیادہ خراب حالت ہے ۔ جب آپ جوہڑ کو دیکھ لیں گے ، اور گندگی کو دیکھ لیں گے تو پھر وزیر موصوف جو کچھ فرمانا چاہیں فرمائیں ۔ بلدیہ گندگی اٹھانے کا معقول انتظام کرتی ہے ۔ وہ تو شہر کے اندر انتظام کرتی ہے ، لیکن جوہڑ میں اسی طرح گندگی پھیلی رہتی ہے ۔ میرے خیال میں محکمہ نے صرف وزیر موصوف کو اپنی کارکردگی دکھانے کے لئے یہ بتایا ہے ۔ اور وہ موقع دیں تو میں وزیر موصوف کو جاکر دکھا دوں کہ کیا یہ گندگی ڈھوؤں پر پھینک جاتی ہے یا جہاں چاہیں پھینک دیتے ہیں ۔ یہ کتنا ظلم ہو رہا ہے ۔ میرا خیال ہے وزیر موصوف اس طرف غور فرمائیں گے ۔

مسٹر سپیکر - فقیر محمد صاحب ، آپ وزیر صاحب کو وہاں آنے کی دعوت دیں -

حکیم فقیر محمد خان چشتی - میں حاضر ہوں -

مسٹر خورشید عالم چیمہ - کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ احکامات کب جاری ہوئے کہ مقامی ایم-پی-اے کو بجٹ کے سلسلے میں طلب کیا گیا ہے - کیونکہ میں سیالکوٹ شہر سے ایم-پی-اے ہوں - آج تک تو مجھے کسی نے نہیں پوچھا -

وزیر بلدیات - ابھی بجٹ کی تیاری ہی نہیں ہوئی - جب صوبائی بجٹ پاس ہو جاتا ہے اس کے بعد ان کے بجٹ کی تیاری شروع ہوتی ہے اور پاس ہوتا ہے - اس کے متعلق ممبران کو پتہ ہے -

مسٹر خورشید عالم چیمہ - جناب والا - میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ احکامات کب سے جاری ہوئے ؟

مسٹر سپیکر - میاں صاحب جہاں تک بجٹ کی تیاری کا تعلق ہے 30 جون سے پہلے ہر کمیٹی نے اپنا بجٹ تیار کرنا ہے - چونکہ میری اطلاع کم از کم یہ ہے کہ میونسپل کمیٹی گوجرانوالہ بجٹ تیار کر رہی ہے - انہوں نے اس میں ایم-پی-اے اور ایم-این-اے کی ایک میٹنگ بلوائی تھی وہ اس میں ان کو consult کر رہے ہیں - اگر یہ بات دوسری جگہ پر ایسی نہیں ہے تو اس کے متعلق آپ فرمائیں -

وزیر بلدیات - یہ سارے صوبے کے لئے ہدایات ہیں -

کرنل محمد اسلم خان نیازی - جناب والا - گزشتہ پانچ سالوں میں ہم نے دیکھا ہے کہ ہم سے کسی نے مشورہ نہیں کیا -

مسٹر ایم - ڈی چودھری - کیا وزیر موصوف یہ ارشاد فرمائیں گے کہ ماضی قریب میں بلدیات کی مالی حالت بہتر ہونے کی توقع ہے ؟

مسٹر سپیکر - اس کے لئے نیا نوٹس چاہئے -

سید مسعود زاہدی - کیا وزیر موصوف کے علم میں یہ بات ہے کہ تقریباً پنجاب کے تمام شہروں کی میونسپل کمیٹیوں اور ٹاؤن کمیٹیوں کی مالی حالت بے حد خستہ

ہے - نتیجہ یہ ہے کہ وہ کسی ترقیاتی منصوبہ پر عمل درآمد نہیں کر سکتیں میں جناب وزیر موصوف کے علم میں یہ بات بھی لانی چاہتا ہوں ، بالخصوص سرگودھا میں بعض جگہ سیوریج کی لائن ڈالی گئی ہے اور وہ بیٹھ چکی ہے اور وہاں لاکھوں شہریوں کو پینے کا پانی فراہم نہیں کیا جا رہا ہے - جہاں جوہڑ بن گئے ہیں وہاں پر مچھروں کی افزائش ہو چکی ہے - جہاں کچی گلیاں ہیں وہاں برسات کے موسم میں کوئی شخص قدم نہیں رکھ سکتا - کیا وزیر موصوف اس قسم کی کمیٹیوں کو جن کی مالی حالت خراب ہو اس کے لئے بھی کوئی اہتمام کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں ؟

مسٹر سپیکر - مسعود زاهدی صاحب ، یہ سوال احمد پور شرقیہ سے متعلق ہے - اور آپ کا ضمنی سوال سرگودھا سے متعلق ہے -

سید مسعود زاهدی - حضور والا - میرا سوال تمام بلدیات کے متعلق ہے -

مسٹر سپیکر - یہ سوال تمام بلدیات کے متعلق نہیں یہ صرف احمد پور شرقیہ کے متعلق ہے -

چوهدری بدرالدین - کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ احمد پور شرقیہ کے پچاس ہزار شہریوں کی فلاح و بہبود کے لئے ، خصوصی طور پر ان کی امداد کے لئے رقم مہیا کر دی گئی ہے ؟

وزیر بلدیات - جناب والا - ایک پنجاب لوکل کونسل ڈویلپمنٹ فنڈ ہے جو قرضے دیتا ہے ، جو کمیٹی اس کی ممبر بنے وہ اس قرضے کے لئے اپلائی کر سکتی ہے اور اپنی ڈویلپمنٹ کے لئے قرضہ جات حاصل کر سکتی ہے -

مسٹر غلام اصغر دستی - کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ جو بلدیہ صفائی کی طرف توجہ نہیں دیتی وہ باقی صفائی کی طرف کیا توجہ دے گی ؟

وزیر بلدیات - جناب والا - میں یہ سول سمجھ نہیں سکا -

مسٹر سپیکر - انہوں نے ضمنی سوال پوچھا بھی نہیں ہے - صرف اظہار رائے کیا ہے -

مسئلہ استحقاق

پیپلز ہاؤس میں مقیم ممبران کے کمروں کے لئے خریدے گئے نئے ایرکنڈیشنرز کی بجائے پرانے ایرکنڈیشنر کی تنصیب

مسٹر سپیکر۔ اب تحاریک استحقاق پر غور کیا جائے گا۔ سردار زادہ ظفر عباس آپ کی تحریک استحقاق جو آج کے لئے کل ملتوی کی گئی تھی اسے لیا جاتا ہے ۔ یہ تحریک ایرکنڈیشنرز کے متعلق ہے ۔ اس کے متعلق میں نے صورت حال دریافت کی ہے کہ مئی 1975ء میں 18 نئے ایرکنڈیشنر آئے تھے جن میں سے 15 لگائے جا چکے ہیں اور تین پڑے ہیں ۔ جوں جوں ڈیمانڈ آتی ہے توں توں وہ لگا دئے جاتے ہیں ۔ جہاں تک پرانے ایرکنڈیشنر کا تعلق ہے 1963ء میں کچھ ایرکنڈیشنر خریدے گئے تھے ، ظاہر ہے کہ چودہ سال چلنے کے بعد ان میں آواز بھی پیدا ہوگی ۔ لیکن بہر حال کوشش یہ ہے کہ جو unservicable ہیں ان کو تبدیل کر دیا جائے ۔ کیا آپ کے پاس اس چیز کے متعلق کوئی ثبوت ہے کہ 18 ایرکنڈیشنر جو آپ فرما رہے ہیں ان میں سے کوئی نہیں لگے بلکہ وہ لگے تھے جو پرانے تھے ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ شائد انہوں نے نوٹ کیا ہوگا کہ یہ جو 18 ایرکنڈیشنرز خرید کئے گئے تھے یہ ایڈمرل کمپنی کے تھے ۔ لیکن اب وہاں پر ایڈمرل کے صرف دس موجود ہیں اور اس کی بجائے 17 امانہ کے ہیں جو شائد 1960ء سے پہلے کے ہونگے اور تین جنرل کے ہیں ، یہ دونوں کمپنیوں کے ایرکنڈیشنر خریدنے کے متعلق اسمبلی میں کوئی ریکارڈ نہیں ہے کہ جنرل یا امانہ کے کوئی خریدے گئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کا خیال ہے کہ یہ سارے کے سارے ایڈمرل کے خرید کئے گئے تھے ؟

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جی ہاں ۔ میری انفارمیشن کے مطابق 18 ایئرکنڈیشنر جو 1975ء میں خریدے گئے تھے وہ ایڈمرل کمپنی کے تھے ۔ جناب والا ۔ اگر آپ ملاحظہ فرمائیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ان کی حالت اتنی نازک ہے کہ چار گھنٹے چلنے کے بعد بھی کمرے کو پتہ نہیں ہوتا کہ

وھاں پر ایئرکنڈیشنر لگا ھوا ہے یا نہیں ۔ جناب والا ۔ اگر ایک کمیٹی مقرر کر دی جائے جو موقع پر جا کر جائزہ لے تو جناب کے نوٹس میں آجائے گا کہ ان کی حالت کیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ شیخ احسان الحق پراچہ صاحب ۔ آپ اس پر اپنا وضاحتی بیان فرمانا چاہیں گے ؟

وزیر مواصلات (شیخ احسان الحق پراچہ) ۔ جناب والا ۔ جیسا کہ میں نے کل گذارش کی تھی کہ 1975ء میں 18 ایئرکنڈیشنرز خریدے گئے تھے۔ 23 ایئرکنڈیشنرز امانہ کے۔ دس بارہ پرانے ہیں ۔ ان 18 میں سے 15 لگ چکے ہیں اور قائد حزب اختلاف جو فرما رہے ہے کہ اس وقت پیپلز ھاؤس میں ان 15 میں سے 10 لگے ہوئے ہیں باقی 5 ڈپٹی سپیکر کے دفتر میں اور سیکریٹری کے دفتر میں اور مختلف جگہوں پر لگے ہوئے ہیں۔ 1975ء میں جو منگوائے تھے ان میں سے پیپلز ھاؤس میں 10 لگے ہوئے ہیں جو پرانے امانہ کمپنی کے ہیں ۔ جیسا کہ آپ نے خود انکوائری کی ہے وہ دس بارہ سال پہلے منگوائے گئے تھے اور ان کی performance اتنی اچھی نہیں جتنی نئے ایئرکنڈیشنر کی ہوتی ہے ۔ جو 36 نئے ایئرکنڈیشنرز آ رہے ہیں ان کے لئے سیکرٹری صوبائی اسمبلی گورنمنٹ سے اجازت حاصل کر رہے ہیں اور وہ یہ ایئرکنڈیشنر مہیا کریں گے ۔ تا کہ پرانے replace کئے جا سکیں یہ اسمبلی سیکرٹریٹ اور محکمہ قانون کا کام ہے لیکن ہمیں جس وقت یہ نئے ایئرکنڈیشنر مل جائیں گے ہم ان کی replacement کر دیں گے ۔ وقتاً فوقتاً ان کی مرمت یا ان کی re-winding یا compressor change تو ہم کرتے رہتے ہیں جس وقت نئے آ جائیں گے ہم وہ replace کر دیں گے یا جیسے ہی کوئی requisition آئے گی نئے لگا دئے جائیں گے ۔

مہر محمد ظفر اللہ بھروانہ ۔ جناب والا ۔ یہ سارے ایئرکنڈیشنر کافی عرصہ سے چل رہے ہیں ۔ اس لئے میں یہ التجا کروں گا کہ اس سلسلے میں لازماً کوئی ایسی کمیٹی بنائی جائے کیونکہ حقیقت میں ہوتا یہ ہے کہ جو بھی ایئرکنڈیشنر اچھا چلے یا اچھا ٹھنڈا کرے وہ وھاں سے غائب ہو جاتا ہے اور جو پرانے ہیں اور ردی قسم کے ہیں وہ وھاں لگا دئیے جاتے ہیں

اس لئے ایک کمیٹی بنا دی جائے تاکہ اس سارے معاملے کی چھان بین کرے۔ جناب والا ۔ میری دوسری گذارش یہ ہے کہ جو پیپلز ہاؤس کے ایئرکنڈیشنر ہیں ان پر کوئی ایسے نشان ہوں کہ وہ تبدیل نہ کئے جا سکیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں ایک ہاؤس کمیٹی nominate کر رہا ہوں اور میرا خیال ہے کہ یہ معاملہ بھی اس کو refer کر دیا جائے گا ۔

مہر محمد ظفر اللہ بھروانہ ۔ ٹھیک ہے جناب ۔ لیکن ساتھ ہی کمیٹی یہ بھی دیکھ لے کہ سال رواں یا پچھلے سال میں ان ایئرکنڈیشنر پر کتنا خرچ ہوا ہے ۔ کتنی دفعہ وہ rewind ہوئے ہیں کیونکہ یہ بھی عجیب problem ہے کہ یہ وہاں لگ جاتے ہیں لیکن کسی کو پتہ نہیں ہوتا کہ کتنی دفعہ rewind ہوئے ہیں اور ساتھ compressor change ہو جاتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ بہر حال یہ معاملہ ہاؤس کمیٹی کو بھیجا جائے گا جو کہ nominate ہوئی ہے elect نہیں ہوئی ۔ میں وہ کمیٹی جلد ہی آج یا کل constitute کر رہا ہوں ۔ اس میں حزب اختلاف کا بھی ایک نمائندہ ہوگا اور حزب اقتدار کے بھی ممبر صاحبان ہوں گے ۔ اس لئے یہ معاملہ وہ کمیٹی دیکھ لے گی ۔ اب اس کے بعد میرا خیال ہے کہ آپ اس تحریک استحقاق پر زور نہیں دیں گے ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ انشاءاللہ ۔ جناب والا ۔ اس یقین دہانی کے بعد میں اس تحریک پر زور نہیں دیتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک استحقاق نمبر 4 ۔ مسٹر برکت علی غیور ۔ آپ اپنی تحریک پڑھئے ۔

پنجاب اسمبلی کے اراکین کے لئے پیپلز ہاؤس میں ایک قانونی لائبریری کا قیام

مسٹر برکت علی غیور ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ قانون سازی کے کام کے لئے ایک لائبریری کی ضرورت اور افادیت محتاج وضاحت نہیں ہے ۔ لیکن پیپلز ہاؤس میں جہاں پنجاب اسمبلی کے ارکان کی رہائش ہے

وہاں کوئی لائبریری موجود نہیں ہے۔ جس سے ارکان اسمبلی کو قانون سازی کے کام میں حصہ لینے کے لئے بڑی دقت اور پریشانی پیش آ رہی ہے اس سے ارکان اسمبلی کی بڑی حق تلفی ہو رہی ہے ۔ کیونکہ رات کے وقت پنجاب اسمبلی کی لائبریری کھلی نہیں ہوتی اور یہاں پہنچنا بھی پریشان کن مسئلہ ہے ۔ اس سے میری بھی حق تلفی ہو رہی ہے ۔ اس طرح میرے استحقاق کو زک پہنچی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک استحقاق یہ ہے کہ قانون سازی کے کام کے لئے ایک لائبریری کی ضرورت اور افادیت محتاج وضاحت نہیں ہے ۔ لیکن ایملز ہاسٹل جہاں پنجاب اسمبلی کے ارکان کی رہائش ہے وہاں کوئی قانونی لائبریری موجود نہیں ہے ۔ جس سے ارکان اسمبلی کو قانون سازی کے کام میں حصہ لینے کے لئے بڑی دقت اور پریشانی پیش آ رہی ہیں ۔ اس سے ارکان اسمبلی کی بڑی حق تلفی ہو رہی ہے کیونکہ رات کے وقت پنجاب اسمبلی کی لائبریری کھلی نہیں ہوتی اور یہاں پہنچنا بھی پریشان کن مسئلہ ہے ۔ اس سے میری حق تلفی ہو رہی ہے ۔ آپ اس کے متعلق کوئی وضاحتی بیان دینا چاہتے ہیں ؟

مسٹر برکت علی غیور ۔ جی ہاں ۔

Mr. Speaker. In this motion opposed or not ?

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ غیور صاحب ۔ آپ فرمائیے ۔

مسٹر برکت علی غیور ۔ جناب والا ۔ اس تحریک میں میں نے کہا ہے کہ قانون سازی کا کام ظاہر ہے کہ خاصا پیچیدہ ہے جس کے لئے ہمیں قانونی کتب کی بطور ریفرنس ضرورت پڑتی رہتی ہے ۔ جناب والا کل جو بل زیر بحث تھا یعنی پنجاب ٹیننسی ایکٹ میں ترمیم کا ، تو اس میں ایک مسئلہ یہ پیدا ہوا تھا کہ Limitation Act کے آرٹیکل 110 کی موجودگی میں کیا لوکل اینڈ سپیشل لاء over ride کریگا ۔ یہ قانونی مسئلہ پیدا ہو گیا تھا ۔ میری خواہش یہ تھی کہ میں اس پر بولوں ۔ جناب والا ۔ قانون سازی کے کام میں

حصہ لینا ہمارا فرض ہے لیکن جہاں یہ فرض ہم پر عائد ہوتا ہے ، وہاں ہمارے کچھ حقوق بھی ہیں ، ان حقوق کے سلسلے میں ظاہر ہے ہمیں کچھ سہولتیں بھی حاصل ہوں ۔ وہ سہولتیں جو میسر ہوں ان میں قانون سازی کے کام کے سلسلے میں لائبریری کی اشد ضرورت ہے ۔ اور جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ میں کل بحث میں حصہ لینا چاہتا تھا ۔ لیکن لوکل اینڈ سپیشل لاء کا فیڈرل قانون سازی پر کیا اثر ہوگا ۔ میرے پاس قانونی کتب نہیں تھیں ہم یہاں سے دو بجے چلے جاتے ہیں رات کو لائبریری کا پتہ کیا ۔ معلوم ہوا کہ بند ہے ۔ اس کے علاوہ پیپلز ہاؤس میں کوئی لائبریری نہیں ہوتی اور رات کے وقت ہی لائبریری کی ضرورت ہوتی ہے اس طرح میری یہ حق تلفی ہوتی ہے ۔ ممبران جو قانون سازی کے کام میں حصہ لینا چاہتے ہیں ، ان کی بھی اس طرح حق تلفی ہوتی ہے ، اگر ایر کنڈیشنر میں قائد حزب اختلاف کا استحقاق ہو سکتا ہے اور یہ استحقاقات میں شامل ہے تو لائبریری کا بھی ہمیں اسی طرح استحقاق ہے ۔ جہاں ہم رہتے ہیں اس لئے میرا یہ مطالبہ ہے کہ پیپلز ہاؤس میں ایک لائبریری ہونی چاہئے ۔ ہم تقریباً 100 روپیہ روزانہ ایر کنڈیشنر کا اور دیگر اخراجات ملا کر ادا کرتے ہیں ۔ اور اس کے علاوہ پیپلز ہاؤس میں انتہائی غلیظ برتن استعمال ہوتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ سو روپے کیسے بنتے ہیں ؟

مسٹر برکت علی غیور ۔ پچھتر روپے انہیں subsidy ملتی ہے جو وہاں نہیں رہتے ۔ اس طرح ہمیں تقریباً سو روپے دینا پڑتے ہیں ۔ وہ کٹ جاتے ہیں ، نہیں ملتے اسلئے اس میں میری درخواست یہ ہے کہ ہمیں انتہائی غلیظ برتنوں میں کھانا اور ناشتہ دیا جاتا ہے ۔ اس سلسلے میں میں تحریک استحقاق پیش کرنا نہیں چاہتا اور جس وقت ہمیں نہانا پڑتا ہے تو اس وقت وہاں پانی بھی غائب ہوتا ہے ۔ لیکن قانون سازی کے کام کا براہ راست ہمارے ساتھ تعلق ہے ۔ اور ہم پیپلز میں اتنا کرایہ دیتے ہیں ۔ تو لائبریری وہاں موجود ہونی چاہئے ۔ تاکہ ہم بھرپور طریقے سے قانون سازی میں حصہ لے سکیں ۔ یہ میری درخواست ہے کہ یہ سہولت ہمیں ملنی چاہئے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں نے جو اس تحریک کی مخالفت کی ہے ۔

اس لئے نہیں کی کہ فاضل ارکان کو کتب کی سہولتیں نہ ملیں ۔ میری تو خواہش یہ ہوگی کہ ہر کمرے میں لائبریری ہو تا کہ فاضل ارکان اسمبلی کو باہر نہ نکلنا پڑے ۔ اور کسی کی ان کو محتاجی نہ ہو ، میں صرف اس بنا پر مخالفت کر رہا ہوں کہ اس مسئلے کا تعلق در حقیقت اسمبلی کے سیکرٹریٹ سے ہے اس قسم کی شکایت اگر ہو تو اس کو ایوان میں پیش کرنے کے بجائے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس بات کا ذکر کیا جا سکتا تھا ۔ جناب والا ۔ آپ اس سلسلے میں مختار ہیں ، آپ کو اور آپکی فنانس کمیٹی کو اختیارات ہیں کہ آپ نہ صرف پیپلز ہاؤس میں بلکہ جی۔او۔آر دھرم پورہ یا جہاں بھی ممبران اسمبلی ٹھہرے ہوں ان مقامات پر اور یہ تقریباً آٹھ دس مقامات ہیں جہاں ممبران ٹھہرے ہیں اس بات کی اجازت دیں تاکہ اس کا مناسب انتظام کیا جا سکے ، اس معاملے کا در حقیقت اسمبلی سیکریٹریٹ سے تعلق ہے اور دوسرا میں نے اس بنا پر مخالفت کی ہے اگر فاضل ارکان چاہیں تو اسمبلی کی لائبریری تمام رات بھی کھلی رہ سکتی ہے ۔ آپ کی خدمت میں صرف درخواست کرنے کی ضرورت ہے ۔ سیکریٹری صاحب اس کا انتظام کروا دیں گے اور فاضل دوست اس کا استعمال کر سکتے ہیں لیکن تجربہ اس کے بالکل خلاف ہے ، آپ خود رجسٹر منگوا کر دیکھ سکتے ہیں کہ کتنے فاضل اراکین اسمبلی نے لائبریری کی کتب سے استفادہ کیا ہے یہاں لاکھوں کی نہیں بلکہ کروڑوں روپے کی کتب موجود ہیں اور سارے پاکستان میں ایسی لائبریری دستیاب نہیں ہے ، یہاں اسمبلوں اور پارلیمنٹ اور دیگر ملکوں کی رپورٹیں موجود ہیں عدالتوں کے فیصلے اور قانونی کتب موجود ہیں ۔ اس کے علاوہ اسلام ۔ فقہ ۔ اور قرآن مجید ، احادیث کی کتب میں اسلامی مسائل اور فقہ کے مسائل پر جو کتب اس لائبریری میں موجود ہیں بہت کم دیگر لائبریریوں میں موجود ہوں گی ۔ بین الاقوامی معاملات، سیاست کے معاملات ، معیشت کے معاملات ، اخلاقیات کے معاملات ، معاشی مسائل اور تاریخ ان سب پر کتب موجود ہیں ۔ یہ لائبریری اتنی وسیع ہے کہ شاید بیسیوں سال لگا دیں تو اتنی اچھی اور اتنے اعلیٰ پیمانے پر لائبریری دستیاب نہیں ہو سکتی ۔

مسٹر سپیکر ۔ غیور صاحب اس معاملے کا تعلق لائبریری کمیٹی سے

ہے اور یہ کمیٹی بنائی جا رہی ہے ۔ ہمارے ڈپٹی سپیکر صاحب اس کمیٹی کے چیئرمین ہوتے ہیں ۔ اس معاملے کا تفصیلی طور پر لائبریری کمیٹی میں جائزہ لیا جائے گا اور اس وقت فیصلہ کیا جائے گا ۔ اب اس وقت اس مسئلے کے متعلق میں آپ سے تجویز معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں جہاں ایم.پی.اے صاحبان رہتے ہیں ، وہاں وہاں لائبریری ہو یا صرف پیپلز ہاؤس میں ہو ۔ کیا یہ ممکن ہوگا کہ تمام جگہوں پر یہ لائبریری بنائی جائے ۔ سالہا سال سے یہ طریق کار چلا آ رہا ہے کہ فاضل ممبر صاحبان نے خواہ اپنی رہائش کا بندوبست خود ہی کیا ہو لیکن انہیں جب کسی کتاب کے مطالعہ کی ضرورت ہوتی ہے تو لائبریری میں آ کر اسی کتاب کو حاصل کیا ہے ۔ اگر آپ کو ضرورت ہو تو آپ یہ کتاب جاری بھی کرا سکتے ہیں ۔ اور لے جا بھی سکتے ہیں ۔ ان انتظامات کے علاوہ اب بھی آپ press کریں گے کہ اس پر بحث ہو ؟ میرے خیال میں اس تحریک پر زور دینا اور مزید وقت دینا مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ اس لئے جو صورت حال وزیر قانون نے بتائی ہے کہ اس میں بہت سا فنڈ درکار ہے ۔ فاضل وزیر قانون نے فرمایا ہے کہ ہم سب کچھ کر سکتے ہیں لیکن ہم پر بھی کچھ قدغن ہے اور کچھ پابندیاں ہیں کیوں کہ مالی وسائل کے سلسلے میں ہمارے معاملات فنانس ڈیپارٹمنٹ کے پاس جاتے ہیں اگرچہ فنانس کمیٹی موجود ہے لیکن کوئی چیز کرنا ہوتی ہے تو اس کا تفصیلی جائزہ لینا پڑتا ہے ۔ کیا اس کے باوجود اب بھی آپ اس تحریک پر اصرار کریں گے ۔

مسٹر برکت علی غیور ۔ نہیں جناب ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پر زور نہیں دیا گیا ۔

تحاریک التوائے کار

ضلع سیالکوٹ میں اساتذہ کو نئے سکیلوں کے مطابق تنخواہوں کا ادا نہ کیا جانا

مسٹر سپیکر ۔ تحریک التواء کار نمبر 24 کل سے وزیر تعلیم کے لئے ملتوی رکھی گئی تھی ۔ وزیر تعلیم ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ ضلع سیالکوٹ کے اکثر اساتذہ نئے سکیل کے مطابق تنخواہ حاصل کرنے کے لئے رضامند نہ تھے ۔ ان کا موقف یہ ہے کہ وہ اس وقت نئے سکیل کے مطابق تنخواہ وصول کریں گے ۔ جب حکومت کی طرف سے تدریسی الاؤنس کا نوٹیفکیشن جاری ہوگا کیونکہ اس کی عدم موجودگی میں انہیں دوبارہ تنخواہ مقرر کرانی پڑے گی جو ایک تکلیف دہ امر ہے ۔ چنانچہ انہوں نے پرانے سکیل کے مطابق بل تیار کئے اور انہیں اسی کے مطابق تنخواہ ملی ۔ تدریسی الاؤنس کے متعلق صوبائی حکومت نے وفاقی حکومت سے مزید وضاحت طلب کی ہے ، جس کی وصولی کے بعد ہدایات برائے ادائیگی تدریسی الاؤنس جاری کر دی جائیں گی ۔ ان کا ایک پرانا مطالبہ تھا کہ انہیں تدریسی الاؤنس ملنا چاہئے ۔ اس کے متعلق پراونشیل کو آرڈینیشن کمیٹی سے فیصلہ آ گیا ہے اور صوبائی حکومت کو موصول ہو گیا ہے ۔ اب یہ فنانس ڈیپارٹمنٹ کو جا چکا ہے اور چند دنوں میں اس کا فیصلہ ہو جائے گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ کیا اس کے بعد انہیں تنخواہوں کی ادائیگی ہوگی ؟

وزیر تعلیم ۔ انہیں نئے سکیل کے مطابق تنخواہ وصول کرنے کی پیش کش کی گئی تھی لیکن انہوں نے کہا کہ وہ تنخواہ مقرر کرانا نہیں چاہتے اور جب تک تدریسی الاؤنس کا فیصلہ نہیں ہوتا اس وقت تک وہ نئے سکیل کے مطابق تنخواہ مقرر نہیں کرائیں گے ۔ اس لئے وہ ابھی تک پرانے سکیل کے مطابق تنخواہ لے رہے ہیں لیکن اب ان کے تدریسی الاؤنس کا فیصلہ جلد ہو جائے گا اور وہ ایک بار ہی تنخواہ مقرر کرا لیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سردار زادہ ظفر عباس ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ فاضل وزیر تعلیم اتنی بات بتا دیں کہ انہیں تدریسی الاؤنس کس تاریخ تک مل جائے گا ۔

وزیر تعلیم ۔ تاریخ کا تعین تو نہیں کیا جا سکتا کیوں کہ یہ صرف محکمہ تعلیم کا کام نہیں ۔ محکمہ تعلیم کو اس کے متعلق ہدایات آ گئی ہیں اور اس نے محکمہ مالیات کا فیصلہ وصول ہونے کے بعد مرکزی حکومت کو دے دیا ہے تا کہ اس کی اجازت آنے پر جلد ہی تنخواہیں دے دی جائیں ۔

سردار زادہ ظفر عباس - لیکن آخر کوئی تو مدت ہونی چاہئے -

مسٹر سپیکر - سردار زادہ صاحب - ظاہر ہے کہ یہ بات ان کے اپنے محکمے سے متعلقہ نہیں - مرکزی حکومت سے ہدایات اور احکام آئے ہیں اور ان احکام کے آنے تک وہ اس کا تعین نہیں کر سکتے البتہ آپ یہ دریافت کرسکتے ہیں کہ آیا اس سلسلے میں تحریک کر دی گئی ہے -

سردار زادہ ظفر عباس - بہر حال وزیر تعلیم اتنی یقین دھانی تو کرا سکتے ہیں کہ وہ ہر ممکن کوشش کریں گے کہ یہ جلد ہو جائے -

وزیر تعلیم - ہماری طرف سے پوری کوشش ہو رہی ہے -

مسٹر سپیکر - تو آپ اس تحریک پر زور نہیں دیتے ؟

سردار زادہ ظفر عباس - جی ہاں -

برف کی فراہمی اور قیمت کنٹرول کرنے میں صوبائی حکومت کی ناکامی

مسٹر سپیکر - اب میں تحریک التواء کار نمبر 26 لیتا ہوں -

سردار زادہ ظفر عباس یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے - مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت مورخہ 7 جون 1977ء کے مطابق صوبائی حکومت میں برف کی انتہائی قلت پیدا ہوگئی ہے اور ایک روپے سیر فروخت ہو رہی ہے - برف کی قیمت میں اس قدر اضافہ سے غریب عوام کے لئے اس کا خریدنا ناممکن ہو گیا ہے - برف کی اس گرانی اور کمیابی سے یہ واضح ہو گیا ہے کہ انتظامیہ برف کی فراہمی اور قیمت کنٹرول کرنے میں یکسر ناکام ہو گئی ہے - اس صورت حال سے عوام میں سخت اضطراب اور بے چینی پیدا ہوگئی ہے -

وزیر قانون - میں اس کی مخالفت کرتا ہوں - جناب والا - یہ اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ جب کسی شے کی مانگ زیادہ ہو جاتی ہے تو چوربازاری کا رجحان پیدا ہو جاتا ہے - اگر میں اس کے پس منظر میں جاؤں تو پھر مجھ

عوام یہ شکایت ہو جائے گی کہ جو مذاکرات ہو رہے ہیں میں ان میں مداخلت کر رہا ہوں اور ان عناصر کی نشاندہی کر رہا ہوں جن کی ہر ممکن کوشش رہی ہوتی ہے کہ ملک میں مہنگائی بڑھے ۔ ملک میں چیزوں کی کمی ہو اور چور بازاری ہو سکے ۔ ناجائز دولت جمع کی جائے اور غریبوں اور عام شہریوں کا استحصال ہو سکے ۔ بدقسمتی سے یہ رجحان ہمارے معاشرے میں موجود ہے ۔ اور پیپلز پارٹی کا قیام اور اس کا منشور یہ دونوں باتیں اس چیز کا ثبوت ہیں اور اس بات کی نشان دہی کرتی ہیں کہ معاشرے میں ایسے عناصر موجود ہیں اور ان کے خلاف طویل جدو جہد کرنی پڑے گی ، اس کے بعد ہی ان مسائل پر قابو پایا جا سکتا ہے ۔ ہمیں یہ تسلیم ہے کہ یہ عناصر موجود ہیں لیکن حکومت اور انتظامیہ نے بر وقت اپنے فرائض کو ادا کرنے کی کوشش کی ہے اور آج پوزیشن یہ ہے کہ برف کی قلت اور گرانی پر قابو پانے کے لئے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور نے مورخہ 23 مئی 1977ء کو ، یعنی اس تحریک التواء کار سے تقریباً 17/15 روز پیشتر ، دفعہ 144 کے تحت برف کی قیمت 35 پیسے یعنی آٹھ روپے فی من مقرر کر دی ہے ۔ اس حکم کے تحت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی اجازت کے بغیر ضلع لاہور کی حدود سے باہر برف لے جانے پر پابندی عائد کر دی گئی ہے تاکہ یہاں پر برف کی کمی نہ ہو ۔ نیز یہ بھی پابندی عائد کی گئی ہے کہ برف فیکٹریوں کے مالک اپنی معمول کی پیداوار نہ روک سکیں اور نہ اس میں کمی کر سکیں تاکہ اس طرح ناجائز منافع پیدا کرنے کی کوشش میں وہ کامیاب نہ ہو سکیں ۔ اس سلسلے میں تین مجسٹریٹ بھی مقرر کئے گئے ہیں جو برف کی قلت اور گراں فروشی کی شکایات پر موقع پر جا کر تحقیقات کریں گے اور چھاپے ماریں گے ۔ چنانچہ اس کارروائی کے نتیجے میں ابھی تک (9) مل مالکان اور آٹھ برف فروشوں کے چالان بھی کئے جا چکے ہیں ۔ ضلعی انتظامیہ کی جانب سے برف فیکٹریوں کے مالکان کی ایسوسی ایشن کا اجلاس بھی طلب کیا گیا ہے جس میں انہیں ہدایت کی گئی ہے کہ برف کی قلت اور گراں فروشی سے گریز کیا جائے ۔ دوسری بات جو میں آخر میں عرض کرنی چاہتا ہوں یہ ہے کہ پچھلے چند دنوں سے نہ تو برف کی گرانی ہے اور نہ کمی ہے ۔ آج سے تقریباً مہینہ بیس دن پہلے یہ موقع آیا تھا لیکن جس دن یہ تحریک التواء کار دی گئی ہے اس دن یہ بات ایک حقیقت نہ تھی۔

مجھے اس تحریک پر ایک ٹیکنیکل اعتراض بھی ہے ۔ اس کا نوٹس 8 جون کو دیا گیا ہے ۔ اس ایوان کی کارروائی اس سے دو روز پہلے شروع ہو چکی تھی۔ میری استدعا یہ ہے کہ اگر کوئی ایسی صورت حال تھی بھی تو وہ 6 جون کو بھی موجود تھی۔ اس لئے ضابطے کے مطابق یہ تحریک 6 جون کو اجلاس شروع ہونے سے کم از کم ایک گھنٹہ پہلے آجانی چاہئے تھی ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ جیسے جناب وزیر قانون نے اس کی وضاحت کی ہے ، اس میں ایک چیز ہے جس کی ذمہ داری حکومت پر عائد ہوتی ہے ۔ وہ یہ ہے کہ یہ کارخانہ دار آپس میں pool کر لیتے ہیں اور ان کی پیدا وار بازار میں نہیں آتی جس کی وجہ سے گرانی پیدا ہوتی ہے ۔ حکومت کا یہ فرض ہے کہ ایسے کارخانہ داروں کو سزا دے اور کوئی ایسا اہتمام کرے جس سے وہ pool نہ کر سکیں اور ان کی پیدا وار بازار میں آتی رہے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں نے عرض کی ہے کہ میں نے ایک مسئلہ بیان کرنے سے گریز کیا ہے ۔ اس سلسلے میں میں نے مذاکرات کا ذکر کیا ہے ۔ اگر کسی کارخانہ دار کے خلاف ایکشن لیں تو یہ شور مچ جائے گا کہ یہ پیپلز پارٹی کی حکومت ہے ، چونکہ کسی کارخانہ دار نے پی-این-اے کی حمایت کی تھی ، تو اس سلسلے میں ہمیں کافی احتیاط سے کام لینا پڑتا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سردار زادہ صاحب ۔ اس قلت کا آپ نے ذکر تو کیا ۔ لیکن یہ فرمائیں کہ قلت کب سے ہے ؟ اور پھر آپ نے یہ معاملہ فوری طور پر اسمبلی میں کیوں نہ اٹھایا ؟

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ میرے نوٹس میں یہ آٹھ تاریخ کو ہی آیا ہے کہ اتنی زیادہ قلت ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اور آپ کے خیال میں آٹھ تاریخ سے ہی اس کی قلت ہوئی ہے ؟

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جی ہاں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اور فاضل وزیر قانون کے مطابق ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اس

مسئلے میں بائیس تاریخ کو حکم جاری کر چکے ہیں ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ عالی جاہ ۔ اس پر حکم دے دیا گیا ہوگا لیکن اس کا نفاذ نہیں ہوا ۔ اس پر عمل درآمد نہیں ہوا اور اس کی وجہ سے کسی کارخانہ دار کا کوئی چالان نہیں ہوا اور کوئی ایسی کارروائی منظر عام پر نہیں آئی ۔

مسٹر سپیکر ۔ چالان کے متعلق تو وہ فرما چکے ہیں کہ لو مل مالکان کا چالان ہوا ہے ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ ہوا ہوگا ۔ تو اس کے متعلق کوئی اطلاع نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مہر ظفراللہ ۔

مہر محمد ظفراللہ بھروانہ ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں ، کہ یہاں پر ایک بیان دینےسے اس کی تردید یا تائید ہو جائے ۔ یہ تو عملاً پتا چلتا ہے ۔ ہمارے معزز وزیر قانون کے گھر میں تو فرج ہوں گے ۔ انہیں باہر سے برف منگوانے کی ضرورت بھی نہیں پڑتی ہوگی ۔ ابھی کل شام ہی کا واقعہ ہے کہ پیپلز ہاؤس میں ، جہاں معزز ممبران رہتے ہیں ، ہمارے مہمان آ گئے ۔ میں نے ان کے لئے بوتلیں منگوائیں تو وہ ٹھنڈی نہ تھیں ۔ میں نے پتا کروایا تو معلوم ہوا کہ برف نہیں ہے ۔ میں نے برف لانے کے لئے نوکر کو بھیجا لیکن وہ خالی ہاتھ واپس آ گیا ۔ پھر میں نے موٹر دے کر بھیجا تب کہیں جا کر برف ملی ۔ اور شیخ صاحب کہتے ہیں کہ اس کی قلت نہیں ہے ؟ قلت تو ہے ۔ دوسری بات انہوں نے فرمائی ہے کہ پیپلز پارٹی کا منشور یہ کہتا ہے ، وہ کہتا ہے ۔ میں کہتا ہوں 1970ء سے لے کر آج تک جو بھی مہنگائی ہوئی ہے ، وہ اسی حکومت کی وجہ سے ہوئی ہے ۔ جو بھی چیز ہے ، دن بدن اوپر ہی جا رہی ہے ۔۔۔

مسٹر سپیکر ۔ بھروانہ صاحب ۔ جو تحریک التواء ایوان میں پیش کی جاتی ہے ، اس پر فاضل محرک کو بولنے کی اجازت ہوتی ہے اور صرف اس نکتے پر کہ یہ تحریک التوا حسب ضابطہ ہے یا خلاف ضابطہ ؟ واقعات پر بحث نہیں ہو سکتی ۔ جہاں تک سوالات کا تعلق ہے ۔ اگر تحریک حسب ضابطہ قرار

پائے ، اس کی اجازت مل جائے تو اس کے متعلق وقت مقرر کیا جائے تو پھر بحث ہو سکتی ہے ۔ تحریک التوا پر اس وقت اس حد تک ہی بحث ہوگی کہ یہ تحریک حسب ضابطہ ہے یا خلاف ضابطہ ۔ شیخ صاحب ! آپ یقین دہانی کروا سکتے ہیں کہ اس کے متعلق اور اقدامات کئے جائیں گے ؟

وزیر قانون ۔ انشاء اللہ تعالیٰ ، اقدامات کئے جا رہے ہیں اور اس بات کا اہتمام کیا جا رہا ہے کہ لوگوں کو ارزاں اور کنٹرول ریٹ پر ملتی رہے اور مل مالکان اور خوردہ فروش عوام سے زیادہ دام وصول نہ کر سکیں ۔

Mr. Speaker. Do you still press this motion?

Sardarzada Zafar Abbas. Not pressed Sir.

مہر محمد ظفر اللہ بھروانہ ۔ وزیر موصوف برف خود منگوا کر استعمال کریں ۔ فرج استعمال نہ کریں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میرے خیال میں تو آج کل سب کو برف کی ضرورت پیش آتی ہے ۔ کیوں کہ وولٹیج اتنی کم ہے کہ فرج بھی کام نہیں کرتے ۔

ڈپٹی کمشنر صاحبان کا امسال (78-1977ء) بوقت تیاری بجٹ ڈسٹرکٹ کونسلز میں کسی پبلک نمائندے سے صلاح مشورہ نہ لینا

مسٹر سپیکر ۔ تحریک التوائے کار نمبر 27 ۔ سید صدرالدین شاہ یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ امسال بوقت تیاری بجٹ ڈسٹرکٹ کونسل میں کسی پبلک نمائندے سے کوئی صلاح مشورہ نہیں کیا گیا ۔ ڈپٹی کمشنر صاحبان کو عوام الناس کی تکالیف یا مسائل کا کیا علم ہو سکتا ہے ۔ علاقائی مسائل کو علاقے کے نمائندے ہی بہتر طور پر سمجھتے ہیں ۔ لہذا اس مسئلے پر بحث کی جائے ۔

وزیر تعلیم ۔ پہلی بات تو یہ عرض کرنی ہے کہ یہ کسی خاص واقع کے متعلق نہیں ۔ یہ تحریک التوا اس لحاظ سے بنتی ہی نہیں ۔

مسٹر سپیکر - میرے خیال میں شاہ صاحب ایوان میں موجود نہیں ہیں - اس لئے اس پر غور نہیں ہوگا ۔ تحریک التوا نمبر 28 ۔ سردار زادہ ظفر عباس ۔

مہر محمد ظفراللہ بھروانہ - جناب والا - میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر تحریک کے محرک موجود نہ ہوں ، تو کیا کوئی دوسرا معزز ممبر اس کی تحریک پیش کر سکتا ہے ؟

مسٹر سپیکر - تحریک التوا پیش نہیں کر سکتے ۔

گوجرانوالہ کے تاجر کے قاتل کی عدم گرفتاری پر وہاں کے تاجروں کا جلوس نکالنا

مسٹر سپیکر - سردار زادہ ظفر عباس یہ تحریک پیش کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ "نوائے وقت" مورخہ 8 جون 1977ء کے اداریے کے مطابق گوجرانوالہ کے کئی بازاروں کے تاجر ایک جلوس کی شکل میں ڈپٹی کمشنر کے دفتر پہنچے اور مطالبہ کیا کہ جگا ٹیکس ادا نہ کرنے کی پاداش میں جس تاجر کو ہلاک کر دیا گیا تھا ۔ اس سانحہ قتل کے دوسرے ملزم کو جسے مبینہ طور پر بارسوخ افراد کی سرپرستی حاصل ہے اور جس کی طرف سے مقتول کے سوگوار وارثوں کو دھمکیاں وصول ہو رہی ہیں ، گرفتار نہیں کیا گیا ۔ اس صورتحال سے وہاں کے عوام میں سخت اضطراب اور بے چینی کی لہر دوڑ گئی ہے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا - میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔ کسی اخبار کا اداریہ تحریک التوا کا موجب نہیں بن سکتا ۔ گوجرانوالہ تو بہت دور شہر نہیں ہے فاضل دوست نے اس بات کا ذکر نہیں کیا کہ وہ قتل کب ہوا ؟ جلوس کس تاریخ کو نکلا ؟ اس واقعے پر ایک تبصرہ ہے جو میرے فاضل دوست اس تحریک التوا کا باعث بنا رہے ہیں ۔ یہ بات بڑی عجیب سی لگتی ہے شاید آپ اور باقی فاضل اراکین مجھ سے زیادہ بہتر جانتے ہیں کہ جس شہر کے متعلق تاثر یہ ہے کہ وہاں کے دوکاندار جیسے عادت کم از کم رہے

اڑھائی مہینے سے جلوس نکالتے رہے ہیں ، جلوس میں شامل ہوتے رہے ہیں ، اس شہر میں کسی شخص کو یہ جرأت کیسے ہوگی کہ وہ کسی شخص سے جگا ٹیکس وصول کرے اور وصولی نہ ہونے پر کسی کو قتل کر دے ، اس سے خبریت پر بھی شک ہونے لگتا ہے ۔ پہلی بات تو مجھے ٹیکنیکل اعتراض ہے ۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر قتل ہو گیا ہے تو اس میں یہ نہیں لکھا گیا کہ کس تاجر کا قتل ہوا ، کہاں ہوا ، کس تاریخ کو ، کب جلوس نکلا اور کس علاقے میں وہ جلوس نکلا ہے ؟ تا کہ اس کا کوئی جواب دیا جا سکے ۔ یہ تحریک بڑی vague ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ شیخ صاحب ۔ آپ نے اس کے متعلق کوئی اطلاعات تو نہیں منگوالیں کہ جس واقعے اور جلوس کی نشان دہی کی گئی ہے ، یہ کیا تھا اور کیوں تھا ؟

وزیر قانون ۔ مجھے تو اصل میں تحریک التوا کی سمجھ ہی نہیں لگ سکی ۔

مسٹر سپیکر ۔ تو اس پر کل غور کر لیں گے ۔ آپ اس کی تفصیلات منگوا لیجئے ۔

بہاول نگر میں سیمنٹ کی شدید قلت اور گرانی سے تعمیراتی کاموں میں تعطل واقع ہونا اور ہزاروں مزدوروں کا بے روزگار ہو جانا

مسٹر سپیکر ۔ تحریک التوائے کار نمبر 29 ۔ سردار زادہ ظفر عباس یہ تحریک پیش کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "مغربی پاکستان" مورخہ 8 جون 1977ء کے مطابق بہاول نگر میں سیمنٹ کی شدید قلت پیدا ہو گئی ہے ، جس سے تعمیراتی کاموں میں شدید تعطل واقع ہو گیا ہے اور تعطل کی وجہ سے ہزاروں مزدور بے روزگار ہو گئے ہیں ۔ جہاں کہیں سیمنٹ دستیاب ہے وہاں بہت زیادہ مہنگے داموں مل رہا ہے ۔ سیمنٹ کی گرانی اور کم یابی کی اس ناقص صورت حال سے عوام میں سخت اضطراب اور بے چینی پیدا ہو گئی ہے ۔

Minister for Law and Parliamentary Affairs. I oppose it on a technical ground, i. e. the production and distribution of cement is not a provincial subject.

مسٹر سپیکر - اس کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں ؟

سردار زادہ ظفر عباس - اس کی تقسیم تو صوبائی حکومت کے ہاتھ میں ہے -

Mr. Speaker. I don't think So. There is a Cement Corporation.

Minister for Law and Parliamentary Affairs. Its production, its distribution and its sale agents have nothing to do with the Provincial Government.

Mr. Speaker. The matter proposed to be discussed in this adjournment motion is not a provincial subject.

سردار زادہ ظفر عباس - اس میں ایک گزارش سن لیں - اس کا پرمٹ ہمارے لوکل مجسٹریٹ جاری کرتے ہیں - تمام سیمنٹ کا کنٹرول ہمارے لوکل افسران کے پاس ہے اور ہر سب ڈویژن کے ، ہر جگہ کے مجسٹریٹ اس کی تقسیم کر رہے ہیں -

مسٹر سپیکر - مگر سردار زادہ صاحب - اگر مجسٹریٹ اس کے پرمٹ جاری کرتے بھی ہیں تو سیمنٹ کارپوریشن اس کا کنٹرول کرتی ہے اور اس کی ہدایت دیتی ہے - کارپوریشن مرکزی حکومت کے ماتحت ہے - تو اس کے متعلق صوبائی حکومت مورد الزام نہیں ٹھہرائی جا سکتی -

سردار زادہ ظفر عباس - سیمنٹ پڑا رہے اور مجسٹریٹ صاحبان آدمیوں کو اس کا پرمٹ نہ دیں یہ تو انہیں کے اختیار میں ہے کہ جو سیمنٹ آئے وہ تو دیں - وہ بھی نہیں دیتے -

مسٹر سپیکر - لیکن سردار زادہ صاحب - بہت سے معاملات ایسے ہیں جو مرکزی حکومت سے متعلقہ ہیں - بعض معاملات میں ان کو امداد دی جاتی ہے اور افسران کے behalf پر کام کرتے ہیں - اس سے یہ نہیں ہوگا کہ وہ صوبائی حکومت کی ذمہ داری ہے ؟

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ فاضل وزیر قانون صاحب اتنی یقین دہانی تو ہاؤس میں فرما دیں کہ اگر کوئی ایسی بات آن کے نوٹس میں آئی تو وہ ایسے مجسٹریٹوں کے خلاف کارروائی کی جائے گی اور ہدایات جاری کی جائیں گی کہ جتنا بھی سیمنٹ ان کے پاس ہے ، اس کی ڈسپوزل کریں ۔ یہ یقین دہانی تو دے دیں ۔ یہ تو دے سکتے ہیں ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ میں اسی سلسلہ میں کھڑا ہوا ہوں اگر آپ اجازت دیں تو عرض کروں کہ ۔

I will contact the concerned authorities.

I will contact the Chairman of the Corporation and would convey the sentiments of the Leader of the Opposition that this is the allegation about discribution of cement in Bahawalnagar and he should see that these complaints are removed.

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ شکریہ ۔

Mr. Speaker. The motion is not pressed.

مہر محمد ظفراللہ بھروانہ ۔ جناب کی اجازت سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ قائد حزب اختلاف کی طرف سے جب بھی کوئی تحریک التوائے کار پیش ہوتی ہے ۔ وزیر قانون صاحب بغیر اطلاع حاصل کئے جواب دیتے ہیں ۔ مسئلہ یہ ہے کہ سیمنٹ مرکزی حکومت سپلائی کرتی ہے اور ہر ضلع میں مجسٹریٹ پرمٹ سپلائی کرتے ہیں ۔ وہ اگر صحیح پرمٹ دیں تو کوئی وجہ نہیں کہ سیمنٹ کی قلت پیدا ہو ۔ انہوں نے یہ اعتراض کر دیا ہے کہ مرکزی حکومت کا مسئلہ ہے ۔ انہیں کچھ نہ کچھ تو تیار ہو کر آنا چاہئے ۔ کچھ ان کے بھی علم میں ہونا چاہئے کہ سیمنٹ کون تقسیم کرتا ہے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ شکریہ ۔

پنجاب اربن ٹرانسپورٹ کارپوریشن کے ڈرائیور محمد عبدالرشید کا بغیر کسی نوٹس کے ملازمت سے الگ کیا جانا

مسٹر سپیکر ۔ سردار زادہ ظفر عباس یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ پر

زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 8 جون 1977ء کے مطابق پنجاب اربن ٹرانسپورٹ کارپوریشن کے ایک ڈرائیور محمد عبدالرشید کو مذکورہ کارپوریشن کے مینیجنگ ڈائریکٹر 11 جون 1977ء کو بغیر کسی نوٹس کے ملازمت سے الگ کر دیا ہے ۔ اس واقعہ سے کارپوریشن کے ڈرائیور اور دوسرے ملازمین یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ ان کی ملازمت محفوظ نہیں ہے اور کسی وقت بغیر کسی نوٹس کے ختم ہو سکتی ہے ، اس صورت حال سے کارپوریشن مذکور کے ملازمین میں سخت اضطراب اور بے چینی پیدا ہو گئی ہے ۔

وزیر ٹرانسپورٹ (کیپٹن احمد نواز خان شاہانی) ۔ جناب والا ۔ اس سلسلے میں میں یہ عرض کروں گا کہ اربن ٹرانسپورٹ کارپوریشن مرکزی حکومت کے ماتحت ہے ۔ اس کے علاوہ مجھے تحریک التوائے کار بھی نہیں ملی جس کا میں جواب دے سکوں ۔ ورنہ میں اطلاع دے دیتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کو نوٹس نہیں ملا ۔

وزیر ٹرانسپورٹ ۔ جناب نہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میری اطلاع کے مطابق آپ کے محکمے کے سیکرٹری کو اطلاع بھیج دی گئی ہے اور اس کا نوٹس آج ہی بھیجا گیا ہے ۔ کیونکہ رولز کے مطابق کوئی تحریک التوائے کار ایک گھنٹے کے نوٹس سے دی جا سکتی ہے ۔ لہذا جوں ہی تحریک التوائے کار آئی آپ کے محکمے کو اطلاع کر دی گئی تھی ۔

وزیر ٹرانسپورٹ ۔ جناب والا ۔ میں نے نہیں دیکھی اسے کل لے لیا جائے ۔ ویسے تو اربن ٹرانسپورٹ کارپوریشن مرکزی حکومت کے ماتحت ہے ۔ تاہم میں فاضل ممبر کی اطلاع کے لئے کل عرض کروں گا ۔

Mr. Speaker. This adjournment motion will be taken up tomorrow.

برف کے نرخ کنٹرول کرنے میں لائل پور شہر کی انتظامیہ کی ناکامی

مسٹر سپیکر ۔ سردار زادہ ظفر عباس یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت

طلب کریں گے کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "مغربی پاکستان" مورخہ 8 جون 1977ء کے مطابق لائل پور میں گذشتہ چند دنوں سے برف کے نرخوں میں بہت زیادہ اضافہ ہو گیا ہے اور اس وقت ایک روپیہ فی سیر کے حساب سے مل رہی ہے ۔ اس سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ شہر کی انتظامیہ برف کے نرخ کنٹرول کرنے میں یکسر ناکام ہو گئی ہے ۔ برف کی گرانی کی ناقص صورت حال سے عوام میں سخت اضطراب اور بے چینی پیدا ہو گئی ہے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ میں آپ سے استدعا کروں گا کہ اسے بھی کل پر ملتوی کیا جائے ۔ کیوں کہ میرے فاضل دوست پھر شکوہ کریں گے کہ جواب تفصیل سے نہیں دیا گیا ۔ میں نے اس سلسلہ میں لائل پور بھی رابطہ قائم کرنے کی کوشش تھی ، مگر رابطہ قائم نہیں ہو سکا اس لئے اسے کل پر ملتوی کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ٹھیک ہے ۔

قصور کے ہائی سکولوں میں چھٹی جماعت کے طلباء کو داخلے کے حصول میں دشواریاں

مسٹر سپیکر ۔ سردار زادہ ظفر عباس یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "مغربی پاکستان" مورخہ 8 جون 1977ء کے مطابق قصور کے ہائی سکولوں میں چھٹی جماعت کے طلباء کو داخلہ کے حصول میں سخت دشواریاں پیش آ رہی ہیں ۔ صورت حال یہ ہے کہ یہاں کے ہیڈ ماسٹروں نے حکومت کے اس فیصلہ کے خلاف نویں جماعت تک طلبا کو امتحان لئے بغیر اگلی جماعتوں میں داخل کر لیا جائے ، طلباء کا امتحان لے کر داخلہ کیا ہے اس پر مستزاد یہ کہ داخلہ بند ہونے کے نوٹس آویزاں کر دئے گئے ہیں جس سے داخلہ کے خواہش مند طلباء کے والدین کو سخت مایوسی اور دقت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے ۔

وزیر تعلیم - جناب میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔ اس کے علاوہ جناب مجھے اس کا نوٹس بھی نہیں ملا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس کا نوٹس بھی نہیں ملا ؟

وزیر تعلیم - جی -

Mr. Speaker. This adjournment motion will be taken up tomorrow.

وسن پورہ عزیز روڈ اور مصری شاہ (شمالی لاہور) میں سڑکوں کی تعمیر میں تاخیر

مسٹر سپیکر ۔ سردار زادہ ظفر عباس یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کریں گے کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 8 جون 1977ء کے مطابق وسن پورہ عزیز روڈ اور مصری شاہ میں پتھر بچھانے کے باوجود گذشتہ چھ ماہ سے سڑکیں تعمیر نہیں کی گئیں ، یہ دونوں سڑکیں شمالی لاہور میں مصروف ترین سڑکیں ہیں ، ان دونوں سڑکوں پر شدید دباؤ کی وجہ سے دن بھر دھول اڑتی رہتی ہے - جس کی وجہ سے لوگوں کا گزرنا محال ہو گیا ہے ۔ متعلقہ محکموں کی غفلت کی وجہ سے ان علاقوں کے مکینوں میں سخت اضطراب اور غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے -

سردار صاحب اس سلسلے میں ، میں تھوڑی کی وضاحت چاہتا ہوں ۔ تحریک التواء ایک ایسا اہم مسئلہ ہے جس میں یہ کہا جاتا ہے کہ قانون سازی کے علاوہ باقی تمام کام چھوڑ کر اس پر غور کیا جائے ۔ یہ معاملہ پچھلے چھ ماہ سے التواء میں پڑا ہوا ہے - میں نہیں کہتا لوگوں کو تکلیف نہیں ہے ۔ مگر ایک معاملہ جو پچھلے چھ ماہ سے چلا آ رہا ہے اس میں ایسی کون سی بات ہو گئی ... کہ تمام کام چھوڑ کر اس پر غور کیا جائے ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ اس سلسلے میں عرض کرتا ہوں کہ پہلے سردیاں تھیں اور اتنی دھول نہیں ہوتی تھی ۔ مگر اب گرمیوں میں یہ دھول اور زیادہ ہو گئی ہے اور اس کے علاوہ وہاں پانی چھڑکنے کا

بھی کوئی انتظام نہیں - جس سے علاقے کے لوگوں کی صحت خراب ہو رہی ہے - گزرنے والوں کو جو تکلیف ہوتی ہے وہ اس کے علاوہ ہے - جناب والا۔ وہاں ہر وقت مٹی کے بادل چھائے رہتے ہیں -

مسٹر سپیکر - ویسے اس وقت صورت حال کیا ہے ؟

وزیر لوکل گورنمنٹ (میاں محمد افضل حیات) - جناب والا۔ مجھے ابھی نوٹس نہیں ملا -

Mr. Speaker. Deferred for tomorrow.

ویسے وزراء صاحبان کی اطلاع کے لئے میں عرض کر دوں کہ آئندہ تمام تحاریک التوائے کار کے نوٹس آپ کو سات سوا سات بجے ملا کریں گے اور اس وقت اجلاس میں آپ کو جواب دینا ہوگا - کیوں کہ قواعد انضباط کار کے مطابق ایک گھنٹہ پہلے نوٹس دیا جا سکتا ہے - جس روز بحث ہونا ہوگی یا اس کی admissibility کا فیصلہ ہوگا - آپ کو یہ اہتمام کرنا ہوگا - لہذا سوا سات بجے آپ کو اطلاع دی جائے گی -

مہر محمد ظفراللہ بھروانہ - جناب والا - آپ نے جو کچھ فرمایا ہے بجا ہے - جیسا کہ آپ نے کہا ہے تحریک التوائے کار کا معاملہ بڑا اہم ہوتا ہے - دراصل بات یہ ہے کہ میں آپ کو ایک مثال دیتا ہوں ، ایک آدمی ڈی۔سی کے پاس گیا اور اس نے کہا کہ مجھے توپ کا لائسنس چاہئے ، ڈپٹی کمشنر نے کہا توپ کا لائسنس تو نہیں ہوتا ، اس نے کہا میں نے شادی پر پانچ من چینی کا پرمٹ مانگا تھا ، مجھے پانچ سیر چینی دی گئی - اس لئے میں نے توپ کا لائسنس مانگا ہے - چلو بندوق کا تو مل جائے گا - اس لئے جناب والا - میں یہ عرض کروں گا کہ ہماری تحاریک التوائے کار کے ساتھ جو سلوک ہوتا ہے اسے مدنظر رکھ کر بہت سی تحاریک پیش کر دیتے ہیں کہ چلو کسی نہ کسی کا تو جواب دیا جائے گا - اس لئے مہربانی فرما کر جو تحریک التواء آئے وزراء صاحبان کو ان کا جواب دینا چاہئیے -

---

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

قرارداد (مفاد عامہ سے متعلق)

کچی آبادیوں کے مکینوں کو مالکانہ حقوق دینا اور ان آبادیوں کی توسیع و ترقی کے سلسلے میں فوری اقدامات کرنا

مسٹر سپیکر - آج غیر سرکاری کارروائی کا دن ہے ، سید مسعود زاھدی صاحب اپنی قرارداد پیش کریں گے -

سید مسعود زاھدی - جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت کچی آبادیوں کے مکینوں کو بہ عجلت ممکنہ مالکانہ حقوق دے - نیز ان آبادیوں کی توسیع اور ترقی کے سلسلہ میں فوری اقدامات کرے -

مسٹر سپیکر - قرارداد پیش کردہ یہ ہے :

> کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت کچی آبادیوں کے مکینوں کو بہ عجلت ممکنہ مالکانہ حقوق دے - نیز ان آبادیوں کی توسیع اور ترقی کے سلسلہ میں فوری اقدامات کرے -

There is no opposition to this resolution

میں اس ہاؤس کی اطلاع کے لئے یہ عرض کر دوں کہ اس ایوان میں جب کوئی تحریک پیش کی جائے خواہ وہ کسی بل کے متعلق ہو ، خواہ وہ کسی قرارداد کے متعلق ہو ، خواہ وہ تحریک التوائے کار کے متعلق ہو ، خواہ وہ تحریک استحقاق کے متعلق ہو - اگر کسی طرف سے بھی اس کی مخالفت نہ کی جائے ، وزیر موصوف کی طرف سے یا کسی فاضل ممبر کی طرف سے نہ تو یہ سمجھا جائے گا کہ یہ تحریک منظور ہو گئی ہے - اس میں ایک ترمیم کا نوٹس دے دینا یا صرف ترمیم پیش کر دینا اس بات کی دلیل نہیں ہوگی کہ اس قرارداد کی کوئی مخالفت کر رہا ہے - یا کوئی ممبر اس سے اختلاف کر رہا ہے کیونکہ پہلے اس کی مخالفت کرنا ہوگی کہ یہ اس شکل میں نہ آئے ...

حال میں نہ آئے - یہ اس ترمیم کے ساتھ آئے یا یہ ترمیم منظور کر لی جائے - اس لئے اگر کوئی بھی قرارداد یا تحریک اس ایوان میں پیش کی جائے اور اس کی مخالفت نہ کی جائے تو یہ سمجھا جائے گا کہ وہ قرار داد متفقہ طور پر ایوان نے منظور کر لی ہے- اس تشریح کے بعد میں پوچھوں گا کہ اس کی کوئی مخالفت ہے -

وزیر خزانہ - جناب والا - میں اس کی مخالفت کرتا ہوں -

سردار صغیر احمد - میں اس کی مخالفت کرتا ہوں -

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں - جناب سپیکر - میں اس کی مخالفت کرتا ہوں -

مسٹر سپیکر - چوہدری ممتاز احمد کاہلوں صاحب ترمیم پیش کریں -

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں - جناب والا - میں ترمیم پیش کرنے سے پہلے ایک پوائنٹ پیش کرنا چاہتا ہوں اور آپ کی اجازت سے یہ کہوں گا کہ گزشتہ پانچ سالہ روایات یہ تھیں کہ اگر کوئی بل ہاؤس میں سرکولیٹ ہوتا ہے یا کوئی قرار داد سرکولیٹ ہوتی ہے اور کوئی فاضل ممبر اس میں ترمیم پیش کرنا چاہے تو وہ آپ کے سیکرٹریٹ میں دے دیتا ہے اور اگر وہ ترمیم ہاؤس میں سرکولیٹ ہو جاتی ہے اور ایجنڈے میں شامل ہو جاتی ہے تو پھر اس کے لئے پہلے یہ ہوتا تھا کہ جناب سپیکر خود یہ کہتے کہ اس بل یا قرار داد پر فلاں ممبر یہ ترمیم پیش کرنا چاہتے ہیں - اس لئے میں پہلے کھڑا نہیں ہوا تھا - اب آئندہ کے لئے جیسے آپ کہیں گے -

مسٹر سپیکر - میں نے واضح کر دیا ہے - انہوں نے قرار داد پیش کی ہے - آپ اپنی ترمیم پیش کریں گے - اس پر بحث ہوگی - اور اس پر فیصلہ ہو جائے گا کہ یہ ترمیم منظور کی گئی ہے یا نہیں ، جب تمام ترامیم ختم ہو جائیں گی تو پھر فاضل محرک تقریر فرمائیں گے اور ہم اس ہاؤس سے اجازت لے لیں گے -

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں - جناب ، پھر یہ واضح ہو گیا کہ اگر ترمیم پہلے سرکولیٹ ہو جائے یا جناب کے پاس پہنچ جائے تو پھر مجھے مخالفت کرنے کی ضرورت نہیں ہے -

مسٹر سپیکر ۔ مخالفت تو بہر حال آپ کریں گے ورنہ یہ متفقہ طور پر منظور تصور کی جائے گی ۔ محض آپ کی ترمیم بھیج دینا کافی نہیں ہے ۔ کیوں کہ مجھے معلوم نہیں ہوگا کہ آپ یہ ترمیم پیش کرنا چاہتے ہیں یا نہیں باوجود اس بات کے کہ آپ موجود ہوں ، باوجود اس بات کے کہ آپ نے نوٹس دیا ہو یہ تصور نہیں کر سکتے ہیں کہ آپ نے وہ ترمیم پیش کرنا ہے ۔ ہم آپ کو ضرور کال کریں گے ۔ اگر آپ نے نہیں کرنا ہے ۔ نہ کریں ، ترمیم پیش کرنا ہے تو کریں ، اس کے بعد اس پر بحث ہوگی اور پھر ایوان کا فیصلہ ہو گا ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ پرانی روایات سے انحراف ہو گیا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جناب والا ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

> کہ مذکورہ قرار داد کی سطر 2 میں وارد ہونے والے الفاظ " بہ عجلت ممکنہ " کی بجائے الفاظ "دو ماہ کے اندر" ثبت کئے جائیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم پیش کردہ یہ ہے :

> کہ مذکورہ قرار داد کی سطر 2 میں وارد ہونے والے الفاظ " بہ عجلت ممکنہ " کی بجائے الفاظ "دو ماہ کے اندر" ثبت کئے جائیں ۔

سردار صغیر احمد ۔ جناب والا ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔ میری بھی ایک ترمیم ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ پھر بعد میں ہوگی ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید)۔ جناب سپیکر۔ میں بھی ایک ترمیم پیش کرنا چاہتی ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس وقت دینا چاہتی ہیں تو لکھ کر دیں ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ جناب والا ۔ رولز کے مطابق میں زبانی بھی دے سکتی ہوں ۔

Chaudhri Mumtaz Ahmad Kahloon. With the permision of the Chair.

Mr. Speaker. Under what Rule, quote the rule ?

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں - جناب سپیکر - سابقہ روایات میں پہلے محرکہ تقریر کرتا ہے -

مسٹر سپیکر - ویسے مناسب یہی ہے اور میرے خیال میں رولز میں بھی یہی ہے ، یہ آپ کی بات درست ہے -

سردار صغیر احمد - جناب والا - اگر ساری ترامیم اکٹھی پیش ہو جائیں تو کیا حرج ہے -

مسٹر سپیکر - وہ بڑا ابہام ہو گا انہوں نے تحریک پیش کی ہے وہ تقریر کریں گے اس کے بعد ترمیم پیش ہو گی اس پر ایوان میں بحث ہو گی اور ایوان فیصلہ دے گا - اس کے بعد آپ کی ترمیم ہو گی - اس پر ایوان اپنی رائے دے گا - اس کے بعد بیگم صاحبہ کی ترمیم پیش ہو گی اور اس کا فیصلہ ہو گا -

مسٹر سپیکر - سید مسعود زاهدی -

سید مسعود زاهدی - جناب والا - میں جناب کی وساطت سے پہلے اس معزز ایوان کی خدمت میں اظہار سپاس گزاری کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے اس بے حد اہم قرارداد کو شرف قبولیت بخشا ہے لیکن اس کی اہمیت کو ذرا آپ کے ذہن میں اجاگر کرنے کے لئے میں جناب کی اجازت سے یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ کچی آبادی دو قسم کی تعمیرات پر موقوف ہے کچھ لوگوں نے کچے پکے گھروندے اپنی زندگی گزارنے کے لئے متروکہ اراضیات پر بنائے ہیں اور کچھ لوگوں نے اور کوئی معقول جگہ نہ ملنے کی وجہ سے سرکاری اراضیات پر بنائے ہیں - 29 - 30 سال کا عرصہ ہو چکا ہے یہ بیچارے بہت ہی گندی جگہوں پر کچے پکے مکانات میں بے حد بری حالت میں زندگی کے دن گزار رہے ہیں اور ہماری بدقسمتی ہے کہ اس ایوان میں مختلف حکومتیں آئیں اور گئیں لیکن کسی نے اس کسمپرسی پر نظر نہیں ڈالی نہ ہی انہوں نے تعمیر و توسیع اور ترقی کے کوئی اقدامات کئے - جناب والا - پہلی مرتبہ اس عوامی حکومت نے اس مسئلہ پر ہمدردانہ غور کیا ہے اور قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو وزیر اعظم پاکستان نے اپنی حالیہ تقریر میں

بھی ان کچی آبادیوں کی بے بضاعت انسانوں کو حقوق ملکیت ادا کرنے کا حکم صادر فرمایا ہے لیکن مزید فیصلے کے بعد اس حکم پر تا حال کوئی عملدرآمد نہیں ہوا ۔ وہ بیچارے جس بری حالت میں رہتے ہیں ناقابل بیان ہے ۔ پنجاب کے مختلف شہروں میں جناب والا ۔ اور قصبوں میں میں نے ان آبادیوں کو دیکھا ہے ایک ۔ ایک چھوٹی سی تنگ و تاریک کوٹھڑی میں پندرہ پندرہ بیس بیس افراد رہتے ہیں ۔ جناب والا ۔ آپ کہیں گے کہ اگر وہ کوٹھڑی تنگ و تاریک ہے تو پندرہ بیس افراد کیسے رہ سکتے ہیں ۔ جناب والا ۔ یہ واقعی ہے کہ چارپائیاں اس میں ایک یا دو ہی آتی ہیں روشنی کا گزر نہیں ہوتا دھوآں بھرا رہتا ہے اندھیرا رہتا ہے گرمی شدت کی ہوتی ہے اور وہ بیچارے اپنی چارپائیاں باہر نکالے پڑے رہتے ہیں ۔ وہاں پر فراہمی آب کا کوئی بندوبست نہیں ۔ پینے کے پانی کا کوئی بندوبست نہیں ۔ جناب والا ۔ یہ بالکل کربلا کا منظر ہے البتہ اس پانی کی کافی افراط ہوتی ہے جو گندا ہوتا ہے اور ان مکینوں کے چاروں طرف اکٹھا ہو جاتا ہے اور وہ مچھروں اور کیڑوں کی افزائش کے لئے بڑا ہی اچھا اہتمام ہے ۔ کسی جگہ بھی کوئی بھی کمیٹی ان لوگوں کی حالت زار پر کوئی ذرا توجہ نہیں دیتی اور نہ یہ کرتی ہے کہ وہاں پر پختہ نالیاں تعمیر کروائے نہ یہ کرتی ہے کہ وہاں سے گندے پانی کے نکاس کا بندوبست کرے ۔ نہ یہ کرتی ہے کہ وہاں پر پختہ سڑکیں بنوائے ۔ گلیاں بنوائے اور روشنی کا انتظام کرے حالانکہ وہ حدود کمیٹی میں ان گھروندوں میں زندگی گزار رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ بہت سے علاقے ایسے بھی ہیں جو ہاؤس ٹیکس ادا کرتے ہیں اور سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ کس بات کا ہاؤس ٹیکس ادا کرتے ہیں کیونکہ ان کو روشنی ، نالی اور پینے کے پانی کی کوئی سہولت بھی فراہم نہیں کی جاتی اور وہ ہاؤس ٹیکس ضرور لیتے ہیں ۔ مزید برآں ان کی تکالیف میں اضافہ کیا جاتا ہے ۔ جناب والا ۔ یا تو میونسپل کمیٹی کی جانب سے یا اگر وہ متروکہ قطعات اراضی ہوں تو سیٹلمنٹ آرگنائزیشن کی جانب سے احکام صادر کئے جاتے ہیں اور ان کے انہدام کی کارروائی تقریباً ہر چھٹے یا ساتویں مہینے شروع ہو جاتی ہے ۔ پھر وہ بیچارے بھاگتے ہیں اور یہ سوچتے ہیں کہ جب کہ دنیا میں بڑے بڑے منصوبے زیر تکمیل ہیں ۔ لاہور شہر کو بے حد خوبصورت بنایا جا رہا ہے اور بن گیا ہے

اور بھی یہاں ہر شہر ہیں جن کی تعمیر و توسیع میں بڑی فراوانی سے پیسہ خرچ کیا جا رہا ہے تو جناب والا ۔ ان بیچارے جھونپڑوں میں رہنے والوں کو آخر ان بنیادی زندگی کی سہولتوں سے کیوں محروم رکھا جا رہا ہے اور اگر وہ بنیادی سہولتوں سے محروم رکھے جا رہے ہیں تو مزید ان کے انہدام کے لئے کیوں احکام صادر کئے جا رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ اس پر نہ کسی نے انسانی ہمدردی سے غور کیا نہ انہوں نے اس کو اپنا سرکاری فرض منصبی سمجھ کر غور کیا نہ انہوں نے کبھی سوچا کہ یہ حکومت کا فرض ہے کہ وہ بنیادی ضروریات تمام پاکستانیوں کو فراہم کرے ۔ نہ انہوں نے کبھی یہ سوچا کہ یہ بیچارے اگر یہاں سے نکال دیئے گئے یا ان کے مکانوں پر بلڈوزر چلا دیئے گئے ان کے گھروندوں کو منہدم کر دیا گیا تو ان کے چھوٹے چھوٹے بچے ان کی مستورات کہاں جائیں گی اور کس جگہ سر چھپائیں گی ۔ جناب والا ۔ اس بات پر کسی نے بھی آج تک غور نہیں کیا اور اگر غور کیا گیا اور جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے اس ضمن میں احکام بھی صادر فرمائے تو ان پر عملدرآمد نہیں ہوا ۔ میں نے ہائی کورٹ میں ان مقدمات کی بھی پیروی کی ہے جن مقدمات میں لائل پور کی کچی آبادیوں کو بلڈوزر کے ذریعے ڈھایا جا رہا تھا اور ان مقدمات کی بھی پیروی کی ہے جو لاہور کی کچی آبادیوں کے مکینوں کو بے دخل کرنے کے لئے کئے جا رہے تھے ۔ اس ضمن میں مجھے ممبر بورڈ آف ریونیو سے جو سوئے اتفاق سے چیف سیٹلمنٹ کمشنر کے اختیارات رکھتے تھے گفتگو کا موقع ملا اور دوسری طرف مجھے کمشنر صاحب سے بھی بات چیت کا موقع ملا ۔ جناب والا ۔ مجھے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ ایک ہی حکومت کے دو معزز رکن مختلف اداروں کے آپس میں متصادم ہیں ۔ چیف سیٹلمنٹ کمشنر صاحب کہتے ہیں کہ ضرور بلڈوزر چلے گا اور کمشنر صاحب کہتے ہیں کہ صاحب کچی آبادیوں کے ضمن میں ایک سرکلر آیا ہے ۔ اس زمانے میں جناب ڈاکٹر مبشر صاحب ہوتے تھے اور وہ انچارج تھے۔ جناب والا ۔ ان کا سرکلر آ گیا اور ان کو تو ہم پختہ بنا کر دینا چاہتے ہیں وہ کہتے تھے نہیں جناب یہ تو متروکہ قطعات اراضی پر ہیں نتیجہ یہ نکلتا تھا کہ محکموں کی آپس میں کشمکش ان کے گھروندوں کے انہدام پر ختم ہوتی تھی ۔ آج تک تیس سال سے وہ اسی کسمپرسی کی حالت میں ہیں اور ان کے

لئے وہاں پر کوئی بھی بندوبست نہیں کیا جا رہا ۔ جناب والا ۔ جب ہم اچھے مکانوں میں رہ رہے ہیں اور زندگی کی آسائشوں سے مالا مال ہیں یا کم از کم آشنا ہو چکے ہیں تو جناب والا ۔ ان غریبوں کو کم از کم سر چھپانے کے لئے جگہ تو ملنی چاہئے ۔ اور سر چھپانے کی جگہ ان کو معقول طریقہ پر اس وقت مل سکتی ہے جب ان کو مالکانہ حقوق ملیں کیونکہ اگر کسی کی حالت بری ہے کسی کوٹھڑی میں کوئی کھڑکی موجود نہیں ہے وہ اس کی چھت لیچی کرنا چاہتا ہے وہ وہاں پر زندگی کی بنیادی ضروریات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس میں ترامیم کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تا وقتیکہ اس کو مالکانہ حقوق نہ ملیں وہ نہیں کر سکتا اور اگر اس کو مالکانہ حقوق مل جائیں تو اس کی توسیع اور ترقی میں محض بلدیاتی ادارے ہی کام کر سکتے ہیں وہ وہاں پر گلیاں بنا سکتے ہیں ۔ نالیوں کی تعمیر کر سکتے ہیں پینے کے پانی کی فراہمی کر سکتے ہیں وہاں کی گندگی اور جوہڑوں کو دور کر سکتے ہیں اور ان کی زندگی کم از کم اس لائق بن سکتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو یہ کہہ سکیں کہ ہم انسانوں کی طرح اس پاکستان میں آباد ہیں ۔ اور وہ پاکستانی حکومت کے مرہون منت ہیں ۔ جنہوں نے ان کو سر چھپانے کے لئے جگہ دی ۔ جناب والا ۔ مجھے بے حد افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ان ساکنان کچی آبادی کے ساتھ سوتیلی ماں والا سلوک کیا جا رہا ہے ۔ کسی نے توجہ نہیں کی ۔ نہ بڑے لوگوں نے توجہ کی نہ بلدیاتی اداروں کے افسران نے توجہ کی نہ صوبائی حکومت نے توجہ کی اگر توجہ کی تو اس کے انہدام کی جانب توجہ کی گئی اگر قدم اٹھایا تو ان کو اکھاڑنے کے لئے اٹھایا اگر کوئی چیز ان کے ذہنوں میں آئی تو ان کی بربادی کے لئے آئی ۔ اگر اب ہماری حکومت نے اور ہماری حکومت کے سربراہ جناب ذوالفقار علی بھٹو نے اس کا اعلان بھی کر دیا ہے تو ڈیڑھ ماہ سے اس پر بھی عملدرآمد نہیں ہوا ۔ اور لوگ اب بھی سمجھ رہے ہیں کہ ان کی وہی حالت رہے گی ۔ جو اس سے پیشتر تھی ۔ جناب والا ۔ میں آپ کا ممنون ہوں اور جناب کی وساطت سے اس ایوان کا جنہوں نے اس اہمیت کے مسئلے کو اس اہمیت کی نظر سے دیکھا ہے جس کا یہ مستحق ہے ۔ اور میں یہ بھی توقع کرتا ہوں کہ اب بھی حکومت وہ تمام اقدامات اٹھائے گی جو ان کی تعمیر و توسیع اور ترقی پر منحصر ہوں

گے - میں جناب والا - بے حد ممنون و مشکور ہوں -

مسٹر سپیکر - چودھری ممتاز احمد کاہلوں اپنی ترمیم پیش کریں -

چودھری ممتاز احمد کاہلوں - جناب والا - میں سید مسعود زاہدی کی قرارداد میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں -

> کہ مذکورہ قرارداد کی سطر دو میں وارد ہونے والے الفاظ "بہ عجلت ممکنہ" کی بجائے الفاظ "دو ماہ کے اندر" ثبت کئے جائیں -

مسٹر سپیکر - ترمیم پیش کی گئی ہے -

> کہ مذکورہ قرارداد کی سطر دو میں وارد ہونے والے الفاظ "بہ عجلت ممکنہ" کی بجائے الفاظ "دو ماہ کے اندر" ثبت کئے جائیں -

وزیر خزانہ - جناب والا - میں اس کی مخالفت کرتا ہوں -

چودھری ممتاز احمد کاہلوں - جناب سپیکر - بہت سی باتیں ہیں کہ جو کچی آبادیوں کے مکین ہیں وہ کتنی مصیبتوں اور مصائب سے دوچار ہیں - اس کا ذکر اس قرارداد کے محرک نے بڑی وضاحت سے کیا ہے - جناب سپیکر - یہ کتنی ستم ظریفی ہے کہ 1971ء سے لے کر آج تک مختلف وقتوں میں ہماری گورنمنٹ ہمارے وزراء صاحبان اور ہمارے دوسرے افسران مجاز ان مکینوں کے پاس جاتے رہے ہیں - ان سے وعدے کرتے رہے ہیں کہ آپ کی بہتری کے لئے آپ کی ترقی کے لئے اور آپ کی جو مختلف ضروریات زندگی ہیں ان کو بہتر طریقے سے حل کرنے کے لئے آپ تک پہنچانے کے لئے جدوجہد کی جا رہی ہے - اور آپ کو مالکانہ حقوق دیئے جائیں گے لیکن یہ سب کچھ محض کاغذی طور پر ہوتا رہا ہے - اور ان مکینوں کی کسمپرسی کا علم یہ ہے کہ قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کو واضح حکم دینا پڑا کہ فوری طور پر ان لوگوں کو مالکانہ حقوق دیئے جائیں - اس کے بعد بھی جناب سپیکر آپ کے مشاہدے میں آیا ہے کہ گذشتہ پانچ سالوں کی طرح اب بھی اسی طرح کے ڈھب کی میٹنگز ہو رہی ہے - وزراء کی میٹنگ سیکرٹری کے ساتھ ہو رہی ہے اور سوائے جو پرانے فیصلے تھے یا پرانی سکیمیں تھیں ان پر بار

بلو الائر کنڈیشنڈ دفتروں میں بیٹھ کر غور ہو رہا ہے۔ وہ لوگ جو اس سخت دھوپ میں سر رہے ہیں وہ ایک قسم کے دوزخ میں پڑے ہوئے ہیں۔ جن کے پاس پینے کے لئے پانی نہیں ہے۔ جن کا اگر کوئی بچہ بیمار ہو جاتا ہے تو اس کے علاج معالجے کا کوئی بندوبست نہیں۔ کوئی آدمی اگر ان کے گھر فوت ہو جاتا ہے تو اتنی تنگ و تاریک گلیاں ہیں کہ کوئی راستہ نہیں کہ کہ ان سے جنازہ اٹھا کر باہر نہیں نکالا جا سکتا۔ جناب سپیکر۔ ائر کنڈیشنڈ بنگلوں میں بیٹھ کر۔ دفاتر میں بیٹھ کر ان لوگوں کے مسائل حل کرنے میں یہ قاصر رہے ہیں اور قاصر ہیں۔

جناب والا۔ جناب سینئر منسٹر صاحب گذشتہ سال سرگودھا تشریف لے گئے تھے۔ انہوں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ برسات کے دنوں میں بلوہ بارہ فٹ گہرے پانی میں ان کی جھونپڑیاں ڈوبی ہوئی تھیں۔ فاضل منسٹر صاحب نے وہاں کے بلدیاتی اداروں کو حکم بھی دیا تھا کہ ان کی بہتری کے لئے کم از کم پانی تو نکال دیا جائے اور کچھ نہ کریں۔ اس کے اندر اس پر عمل کریں لیکن جیسا کہ سید مسعود زاہدی صاحب نے آپ کو بتلایا ہے کہ ایک کام بھی ان کا نہیں ہوا۔ اگر یہی حال رہا تو میں آپ کی وساطت سے جناب سینئر منسٹر صاحب کی خدمت میں گذارش کروں گا وہی حال ہو گا جو پہلے چار سالوں میں آپ کے احکامات کا ہوتا رہا ہے۔ اب چونکہ قائد عوام کے واضح احکامات ہیں تو میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ فوری طور پر اس کام کو کیا جائے تو منسٹروں کی کمیٹیاں بنانے کی بجائے آپ ان حلقوں میں جہاں پنجاب میں کچی آبادیوں کے مکین رہتے ہیں اس حلقے کے ایم پی اے کی ایک کمیٹی بنا دیں اور سات دن کے اندر میں نے اپنی ترمیم میں دو ماہ کا عرصہ آپ کی خدمت میں عرض کیا ہے کہ دو ماہ کے اندر ان لوگوں کو مالکانہ حقوق دینے کا بندوبست کیا جائے۔ سات دن کے اندر کے جو ایم پی اے کی کمیٹی ہو گی وہ مالکانہ حقوق دلوانے کا کام کر سکتی ہے۔ لیکن اگر آپ سیکرٹریوں کے اوپر انحصار کرتے رہے۔ اگر وزراء کی کمیٹیوں کے اوپر انحصار کرتے رہے تو اس کا حشر بھی وہی ہو گا جو 1971ء کی کمیٹی کا ہوا۔ جو 1972ء کی کمیٹی کا ہوا۔

جو 1973ء کی کمیٹی کا ہوا اور جو 1974ء کی کمیٹی کا ہوا ۔ وزیر اعلیٰ کھر صاحب نے ایک کمیٹی بنائی ۔ ملک معراج خالد صاحب نے ایک کمیٹی بنائی ۔ مسٹر محمد حنیف رامے نے ایک کمیٹی بنائی اور حال ہی میں صادق حسین قریشی صاحب کی جو تشکیل کردہ کمیٹی ہے اس کا بھی وہی حال ہوگا ۔

جناب سپیکر ۔ میں آپ کی وساطت سے اس معزز ہاؤس کی خدمت میں گذارش کروں گا کہ وہ پچھلے پانچ سالہ واقعات کو مد نظر رکھتے ہوئے اس قرارداد کو پاس کریں پھر ان غریبوں کے لئے ۔ ان بے نواؤں کے لئے دو ماہ کے اندر مالکانہ حقوق دلانے کا بندوبست گورنمنٹ کرے ۔ اور اگر گورنمنٹ مجبور ہے تو ایم پی اے کی کمیٹی تشکیل دے جو انشاء اللہ تعالیٰ سات دن کے اندر اس کام کی تکمیل کر سکتی ہے ۔ جناب سپیکر ۔ اس میں بہت سے اعتراضات بھی ہو سکتے ہیں ۔ اس میں فنڈز کی ضرورت ہے ۔ فنڈز مہیا کس طرف سے ہوں گے اس کے متعلق میری گذارش ہے کہ جہاں تک مالکانہ حقوق دینے کا تعلق ہے اس میں گورنمنٹ کو کوئی فنڈز خرچ نہیں کرنے پڑیں گے ۔ اس میں آپ نے صرف ان کو ایک سرٹیفیکیٹ یا سند جاری کر دینی ہے اور اس کی پلاننگ کرنی ہے کہ اتنے حصے کا فلاں مالک ہے جو وہاں رہتا ہے ۔ اس طرح زیادہ فنڈز درکار نہیں ہوں گے ۔

جناب والا ۔ جہاں تک ان کی دوسری بہبودی اور ترقی کی سکیموں کا تعلق ہے اس طرف توجہ دی جائے ۔ وہ سکیمیں پہلے سے بنی ہوئی موجود ہیں 1973ء میں جو کمیٹی بنائی گئی تھی اس کو جناب سپیکر اگر آپ ملاحظہ فرمائیں اور آپ کی وساطت سے سینئر وزیر صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا اس میں پوری سکیمیں بنائی گئی تھیں اور وہ اسی طرح سے موجود ہیں ۔ ان پر عمل ہو سکتا ہے پھر آپ بجٹ کی گنجائش کے لحاظ سے اس پر آئیندہ عمل درآمد کروا سکتے ہیں ۔ اس لئے جناب سپیکر میں آپ کی وساطت سے اس ہاؤس سے گذارش کروں گا ان لوگوں کو جو ان کچی آبادیوں میں رہ رہے ہیں اور جو پانچ سال سے ہمارے دلفریب نعرے سنتے رہے ہیں ۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ان دعوؤں کو عملی جامہ پہنایا جائے ۔ پھر ہمیں گورنمنٹ سے سفارش کرنی چاہیے کہ دو ماہ کے اندر ان لوگوں کو مالکانہ حقوق دے ۔

جناب والا - ان الفاظ کے ساتھ میں گذارش کروں گا اور آپ کی وساطت سے محرک سے بھی استدعا کروں گا کہ میری اس ترمیم کو منظور کیا جائے کہ دو ماہ کے اندر مالکانہ حقوق دینے کا بندوبست کیا جائے۔

مسٹر برکت علی غیور - جناب والا - جو ترمیم فاضل رکن کی طرف سے تجویز کی گئی ہے میں اس کی پر زور تائید کرتا ہوں - حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک بہت بڑا قدم ہے جو غریبوں کی فلاح و بہبود کے لئے حکومت کی طرف سے کچی آبادیوں کے مالکانہ حقوق دینے کے لئے کیا جا رہا ہے - یہ ایک بہت بڑا تاریخی اقدام ہے - اس سے پہلے یہاں باتیں ہوتی رہی ہیں شادمان کالونی کی - گلبرگ کی اور اس قسم کے بڑے بڑے امپرومنٹ ٹرسٹوں کی لیکن اب اس ہاؤس میں کچی آبادیوں کی بات ہوئی ہے -

جناب والا - یہاں پچھلے دنوں پرائم منسٹر صاحب نے اپنی پریس کانفرنس میں یہ بات واضح کی تھی کہ بہت عرصہ قبل میں نے بیوروکریٹس کو یہ حکم دیا تھا - یہ ہدایت کی تھی کہ کچی آبادیوں کے قابضین کو مالکانہ حقوق دیئے جائیں تاکہ ان لوگوں کے اندر بھی احساس ملکیت پیدا ہو اور وہ مطمئن ہو کر ان مکانوں کے اندر زندگی بسر کر سکیں - لیکن پرائم منسٹر صاحب نے اس پر اظہار افسوس کیا ہے کہ ان کے directive کو چھ سات سال گذر جانے کے بعد بھی عملی جامہ نہیں پہنایا گیا - میں سمجھتا ہوں پرائم منسٹر صاحب کی اس ہدایت کے بعد صوبائی حکومت کو اس معاملہ میں اور active ہونا چاہئے تھا کہ اس قرارداد کو اس ہاؤس میں پیش کرنے کی صورت ہی پیش نہ آتی اور اب تک جتنی کچی آبادیاں ہیں ان کے مکینوں کو مالکانہ حقوق دیئے جا چکے ہوتے - جناب والا - یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی کہ ان کو مالکانہ حقوق دینے کے لئے کون سی الجھن ہے - اس میں کونسی دقت ہے - اس میں کون سے فنڈز خرچ ہوتے ہیں - ایک آدمی یا دو آدمیوں کی ضرورت ہے - مثلاً کوئی کارپوریشن ہے یا میونسپل کمیٹی ہے - اس کا عملہ جاتا ہے اور فیتہ پکڑتا ہے - اس کا حدود اربعہ ناپتا ہے اور حدود اربعہ ناپنے کے بعد ایک سند ملکیت اگر قابضین کو دے دی جائے تو اس میں کیا حرج ہے یہی مقصد ان کو مالکانہ حقوق دینے

کا ہے ۔ وہاں یہ تو ہم نہیں کہتے کہ اس کو گلبرگ کا نمونہ بنا دیا جائے ۔ یا وہاں شادمان کالونی کا نمونہ بنا دیا جائے ۔ سب سے پہلے یہ بات آپ کریں کہ ان لوگوں کو جنہوں نے یہ کچے گھراؤندے بنا رکھے ہیں ان کو ان کے مالکانہ حقوق دیئے جائیں ۔ جناب والا ۔ میں حیران ہوں کہ فاضل سینئر منسٹر کی طرف سے اس قرارداد اور اس ترمیم کی کس بنا پر یہ مخالفت کی جا رہی ہے ۔ میں جناب والا کی وساطت سے محترم فاضل سینئر منسٹر کی توجہ اس تقریر کی طرف دلانا چاہتا ہوں جو انہوں نے اس معزز ایوان کے سب سے پہلے اجلاس میں فرمائی تھی اور جس میں انہوں نے یہ کہا تھا کہ ہمارے سب سے بڑے سپورٹرز اور پیپلز پارٹی کے جن لوگوں نے ہمیں ووٹ دیا ہے جن کی بدولت ہم اس معزز ایوان میں آج پہنچے ہیں وہ لوگ ہیں جو کچی آبادیوں میں رہتے ہیں ۔ کچے مکانوں میں رہتے ہیں جن کے پاؤں ننگے ہیں ۔ جو کچلے ہوئے دبائے ہوئے مارے ہوئے اور استحصال زدہ لوگ ہیں ۔ لیکن ان لوگوں کے فائدے کے متعلق جب کوئی بات کی جاتی ہے تو میں حیران ہوں کہ کس لئے اس چیز کی مخالفت کی جاتی ہے ۔ جناب والا ۔ آپ کی وساطت سے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کچی آبادیوں کو مالکانہ حقوق دینے کے سلسلے میں جو سکیم ہے اور منسٹرز کی یا کمیٹیوں کی جو صورت ہے اور اس کے متعلق کمیٹیاں بنانے کا جو رواج ہے ۔ جناب والا ۔ اسے ختم کیا جائے ۔ میرے دوست اس کام کے لئے دو ماہ کہتے ہیں ۔ میں کہتا ہوں کہ یہ سکیم دو ہفتوں کے اندر مکمل ہو سکتی ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔ جناب والا ۔ اس کے لئے ضرورت صرف جرأت کی ہے اور میں حیران ہوں کہ یہ جرأت اور ہمت کیوں نہیں ہے ۔ پرانے زمانے میں جب یہ محاورہ پڑھا کرتے تھے کہ جب کوئی چیز سردخانے میں چلی جاتی ہے تو اس کا کیا مطلب ہے ۔ اس وقت تو سمجھ میں نہیں آتا تھا لیکن اب سمجھ میں آتا ہے وہ وزراء جن کے متعلق جناب ذوالفقار علی بھٹو نے پہلے کہا تھا کہ یہ میرے وزراء جو ہیں میں ان سے وہ کام لوں گا کہ لوگ دیکھیں گے کہ وہ لیاری کراچی کی گلیاں صاف کریں گے ۔ لیکن یہ لوگ جو ہیں یہ ائرکنڈیشنڈ بنگلوں میں رہتے ہیں اور قالینوں پر چلنے کے بعد اور یہاں پر پہنچنے کے بعد ان کے مزاج میں کوئی خاص تبدیلی واقع ہو جاتی ہے ۔ جب غریبوں کو کوئی فائدہ

پہنچانے کی بات کی جاتی ہے اور اس سلسلے میں تحریک کی جاتی ہے تو اس کی مخالفت کی جاتی ہے ۔ ان کی مخالفت کا جواز کیا ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔ حضور والا ۔ کیا یہ ائرکنڈیشنڈ ماحول انسان کے دماغ کو اور انسان کے جذبات کو بھی سرد کر دیتا ہے ؟ کیا یہ تمام ہمدردیاں اور الیکشن کے دوران جو ہم لوگوں کے ساتھ وعدے کرتے رہے ہیں جن کے حق میں ہم نعرے لگاتے رہے ہیں جہاں غریبوں کو کوئی فائدہ پہنچانے کی بات ہوتی ہے تو اس کو وہ کہتے ہیں کہ I oppose ۔ جناب والا ۔ میں حیران ہوں اور میں یہ عرض کروں گا کہ یہ تاریخی اقدام ہے ۔ اس سے پہلے حضور والا ۔ مجھے یہ کہنے کی اجازت دی جائے کہ اس ملک کی بیوروکریسی نے . . . .

مسٹر سپیکر ۔ آپ اپنی تقریر ختم کریں ۔ آپ کے دس منٹ گذر چکے ہیں ۔

مسٹر برکت علی غیور ۔ جناب والا ۔ ایک منٹ میں ختم کر دیتا ہوں ۔ جناب والا ۔ اس سے پہلے بھی بے شمار تجاویز بنی ہیں ۔ پانچ مرلہ سکیم بنی ہے ۔ کاغذات میں وہ 95 فیصد مکمل ہو چکی ہیں ۔ لیکن موقع پر پانچ فی صد بھی مکمل نہیں ہوئیں ۔ حضور والا ۔ ان سکیموں کو بیوروکریسی کے ذریعے sabotage کیا جا رہا ہے ۔ جناب والا ۔ ویسے تو میں کہتا ہوں کہ دو ماہ کی بجائے دو ہفتے ہونے چاہئیں ، کیوں کہ یہ کام دو ہفتوں میں ہو سکتا ہے اور میں اس کی گارنٹی دیتا ہوں ۔ مجھے اس کا انچارج بنایا جائے ۔ میں بتاتا ہوں کہ کس طرح sabotage کیا جاتا ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) بہر حال چونکہ یہ ترمیم ان کی طرف سے پیش کی گئی ہے اگر وہ اس ترمیم سے متفق ہوں تو یہ دو ماہ کی بجائے دو ہفتے رکھے جائیں ۔

چوھدری ممتاز احمد کاھلوں ۔ دو مہینے ہی رہنے دیں ۔
(قطع کلامیاں)

Mr. Speaker. Order please.

مسٹر برکت علی غیور ۔ جناب والا ۔ اس کے لئے دو ہفتے دئے جائیں اور مجھے اس کا انچارج بنایا جائے ۔ میں دیکھتا ہوں کس طرح یہ سکیم مکمل نہیں ہوتی ۔ ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر محمد اسلم خان نیازی ۔

وزیر خزانہ - جناب والا ـ میں اپنے خیالات کا اظہار بعد میں کروں گا لیکن چونکہ فاضل رکن مسٹر برکت علی غیور صاحب نے بہت سے باتیں میری مناسبت سے کی ہیں لہذا اس سلسلے میں میں کچھ کہنا چاہتا ہوں کہ اس کی مخالفت جب میں نے کی تو شائد فاضل رکن ایوان میں موجود نہیں تھے یا حاضر دماغ نہیں تھے کہ خود سپیکر صاحب نے اس کی وضاحت اردو زبان میں کی۔ یا فاضل رکن اردو زبان نہیں سمجھتے ـ تو اس کی مخالفت کے لئے آج اس لئے ہم کہہ رہے ہیں ورنہ اس قرار داد پر بحث اس ھاؤس میں نہیں ہوگی ـ اگر فاضل رکن یا محرک ایک قرار داد پیش کریں اور اس کی مخالفت نہ کی جائے تو اس پر اس ھاؤس میں بحث نہیں ہوگی ـ یہ جناب والا ـ کا فیصلہ ہے ـ شائد فاضل رکن نے سنا نہیں یا وہ حاضر دماغ نہیں تھے یا حاضر نہیں تھے ـ میں نے اس لئے مخالفت کی ـ (نعرہ ھائے تحسین) ـ دوسرے کسی کو مجھے یاد دلانے کی ضرورت نہیں ہے کہ میں کچی آبادیوں کو بھول گیا ہوں ـ

(اس مرحلے پر جناب محمد اسلم خان نیازی صاحب تقریر کرنے کے لئے کھڑے ہوئے) ـ

مسٹر سپیکر - نیازی صاحب آپ تشریف رکھیں ـ آپ پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہوئے ہیں ـ

کرنل محمد اسلم خان نیازی - جناب والا ـ آپ نے میرا نام پکارا دیا تھا اس لئے میں کھڑا ہوگیا ـ ان کے بعد تو میں بول سکوں گا ؟

مسٹر سپیکر - آپ کو ضرور موقع دیا جائے گا ـ

کرنل محمد اسلم خان نیازی - شکریہ ـ

وزیر خزانہ - جناب والا ـ دوسری بات یہ ہے کہ کسی فاضل رکن کو یاد دلانے کی ضرورت نہیں کہ میں کچی آبادیوں کے بارے میں بھول گیا ہوں۔ میرے اپنے حلقہ نیابت میں کچی آبادیاں ہیں ـ ابھی جو میں معروضات پیش کروں گا اس سے بھی ظاہر ہو جائے گا ـ تیسرے یہ کہ یہ باتیں اپوزیشن کہا کرتی تھی لیکن اب ہمارے لوگ بھی کہہ رہے ہیں کہ ہم ایئرکنڈیشنڈ کمروں میں بیٹھتے ہیں ـ یہ اسمبلی بھی ایئر کنڈیشنڈ ہے ـ جناب چیئرمین ذوالفقار علی

بھٹو صاحب بھی ایئر کنڈیشنڈ میں بیٹھتے ہیں ۔ آپ کے ملک کے جو دستور ہیں ، جو رواج ہیں ان کو ختم کروا دیں ۔ جناب والا ۔ کسی وزیر نے سپیشل استثنیٰ کے طور پر ایئر کنڈیشنڈ نہیں لگایا ہوا ۔ یہ رواج ہے ، یہ قانون ہے ، ضابطے میں ہے ۔ مثلاً یہ اسمبلی ایئر کنڈیشنڈ ہے ۔ جناب والا ۔ اگر نظام میں تبدیلی ہو جائے کہ کہیں ایئر کنڈیشنڈ استعمال نہ ہو تو وزراء کی طرف سے میں یہ پیش کش کرنا چاہتا ہوں کیونکہ ہم لوگ بھی بنیادی طور پر اور خاص کر میں تو ہمیشہ کہتا ہوں کہ ہم غریب گھروں کی پیدائش ہیں ۔ ہم نے غربت کتابوں میں نہیں پڑھی بلکہ غربت کا عملی تجربہ کیا ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) اس لئے اگر یہ ختم ہو جائے تو ہم بھی ختم کردیں گے ۔ کسی وزیر نے exceptional circumstances کے طور پر ایئر کنڈیشنڈ نہیں لگوایا ہوا بلکہ یہ ایک طریقہ کار ہے اگر اس اسمبلی کا ایئر کنڈیشنڈ بند کیا جائے ۔ سارے ملک میں ایسا کیا جائے تو ہم بھی اس کے ساتھ ہوں گے ۔ اور میں فاضل رکن سے یہ کہوں گا کہ وہ باتیں کرتے ہوئے اپنے قانون کے تابع کو نہ بھول جائیں ۔ مثلاً میں ان سے یہ پوچھتا ہوں کہ کیا موجودہ قانون کے مطابق اگر کوئی فاضل وکیل کل ہائی کورٹ میں یہ رٹ کر دیں کہ فلاں آبادی کو جو کچی آبادی کہا گیا ہے وہ کچی آبادی ہی نہیں ہے ۔ تو کتنے سال مقدمہ چل سکتا ہے ۔ پھر کہتے ہیں کہ چند دنوں کی ضرورت نہیں ۔ اگر کوئی فاضل قانون دان جاکر یہ رٹ کر دے کہ یہ قیمت ٹھیک نہیں ہے ۔ تو میں فاضل قانون دان کی اطلاع کے لئے بتاتا ہوں کہ اس وقت تک ہائی کورٹ میں اور بہت عدالتوں میں ہماری بہت سی سکیمیں اس وجہ سے کامیاب نہیں ہو سکیں کہ فاضل عدالتوں نے انہیں stay دی ہوئی ہے ۔ اس لئے کہ جو 20 ہزار فی ایکڑ ہم قیمت دیتے ہیں وہ کورٹ نے کہا ہے کہ یہ کم قیمت ہے ۔ اب یا تو ان کو معلوم ہو کہ ایسا کوئی انقلاب آگیا ہے ۔ کورٹ ختم ہو گئے ہیں ۔ زمین پر مالکانہ حقوق ختم ہو گئے ہیں تو اس موجودہ نظام میں جس کو کہ میں بہت غلط سمجھتا ہوں ایک ایک انچ ملکیت کے لئے سالوں تک مقدمے چل سکتے ہیں ۔ اس لئے فاضل اراکین تقریر کرتے ہوئے ذرا اپنی قانونی معلومات کو نہ بھول جائیں ۔ جو ملک کا دستور ہے اس کو نہ بھول جائیں ۔ جو ملک میں قانون اور انصاف کا انتظام ہے اور اس کو نہ

بھول جائیں اور جو شہریوں کو حقوق حاصل ہیں وہ حکومت کے کسی بھی اقدام کے خلاف جا کر رٹ کر سکتے ہیں اور stay حاصل کر سکتے ہیں ۔ پھر پانچ مرلہ سکیم کا ذکر کیا گیا ۔ جناب والا ۔ ہزاروں کیسوں میں کچہریوں میں اور سول عدالتوں میں ان کی رٹیں موجود ہیں کہ اس پر عمل درآمد نہ کیا جائے ۔ تو ایسا انقلاب نہیں آیا ۔ جو لوگ تقاریر کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ پاکستان میں بڑی تبدیلیاں آئیں گی اور ہم انشاء اللہ لائینگے ۔ یہ سب باتیں جو آپ چاہتے ہیں کہ "کن فیکون" کے طور پر ختم ہو جائیں، کاش کہ ایسا نظام آ جائے ۔ پہلے یہ کوشش کریں کہ ایسا نظام آ جائے پھر اس کی توقع کریں ۔ ویسے میں تفصیلاً معروضات بعد میں پیش کرونگا ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر محمد اسلم خان نیازی ۔

سردار صغیر احمد ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی وساطت سے معزز رکن سے درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ اگر مجھے ترمیم پیش کرنے کی اجازت دیں تو اس قرارداد میں اور زیادہ وسعت ہوگی اور انہیں زیادہ بولنے کا موقع ملیگا۔

وزیر خزانہ ۔ جن حضرات نے ایئر کنڈیشنروں پہ اعتراض کئے ہیں ان کے اپنے کمروں میں ایئر کنڈیشنر لگے ہوئے ہیں ۔ اس لئے جذبات میں نہیں آنا چاہئے ۔ میرا یہ کہنے کا مطلب نہیں ہے بلکہ انہیں جذباتی تقریر نہیں کرنی چاہئے ۔ بلکہ حقائق کو سامنے رکھ کر تقریر کرنی چاہئے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آرڈر ۔ آرڈر ۔ مسٹر نیازی ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔ جناب والا ۔ میں کاہلوں صاحب کی ترمیم کی پر زور حمایت کرتا ہوں یہ ایک مثبت قدم ہے جو ہمارے منشور کے عین مطابق ہے اور ہمارے قائد کی خواہش کے عین مطابق ہے ۔ چونکہ اس میں دو ماہ کی مدت متعین ہے کہ اسی عرصے میں کچی آبادیوں کے حقوق دلانے کا فیصلہ ہو جانا چاہئے ۔ اور اس سلسلے میں سرکاری افسران اور اہلکار تیزی سے کام کریں گے ۔ میں یہ بھی عرض کردوں کہ جیسا کہ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا ہے کتنے سال مقدمات چلتے رہتے ہیں ۔ اور فیصلے نہیں ہوتے لیکن یہ قائد عوام کا اعلان ہے اور یہ ہمارے منشور کے مطابق ہے کہ ہم نے ان

غریبوں کو حقوق دیتے ہیں ۔ اور پھر جہاں وہ دھوپ سے ہلک رہے ہیں پانی کا انتظام نہیں ہے ، بتی نہیں ہے ننگے آسمان تلے بیٹھے یہ بارشیں بھی نہیں روک سکتے ۔ اگر ان کو دو مہینے کے اندر حقوق دے دیتے ہیں تو یہ کتنی مستحسن بات ہے ، یہ آپ کی خوشنودی نہیں بلکہ تعریف کی بات ہے ۔ انہوں نے ماضی میں آپ کا ساتھ دیا اور آنے والے وقت میں بھی وہ آپ کا ساتھ دیں گے ۔ آپ ان کی مدد کیجئے کیونکہ آپ نے وعدہ دے رکھا ہے ان غریبوں کا ساتھ دیں ۔ آپ ہوش مندی سے کام لیں ۔ میں عرض کرونگا ۔

غریبوں کا بھی کوئی آسرا ہوتا تو کیا ہوتا
بت کافر ہمارا بھی خدا ہوتا تو کیا ہوتا

جناب والا ۔ ان کو یوں نہ چھوڑیئے گا ۔ ورنہ یہ کہہ ڈالیں گے ۔

طوفان کے دھارو رک جاؤ لے جاؤ نہ ہم کو ساحل پہ
طوفاں کی قسم موجوں کی قسم ساحل پہ ہمارا کوئی نہیں

میری گزارش ہے کہ ان غریب لوگوں کو دو مہینے کے اندر حقوق دیں ۔ یہ ایک مستحسن ترمیم ہے ، میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں ، ہم نے کچھ وعدے بھی کئے تھے جن کا سبوتاژ ہوتا رہا ہے ۔ اور ان اطراف کی طرف سے ہوتا رہا جو اس جماعت کو سبوتاژ کرنا چاہتی ہیں ، لیکن سبوتاژ نہیں ہونے دیا جائے گا ۔ ہم نے گذشتہ سالوں میں دیکھا کہ ہمارے منشور نے غریبوں کی امداد کی ، مزدوروں کو حقوق دلوائے ۔ کسانوں کو حقوق دلوائے ۔ کسانوں کو حقوق دلوائے اور ان کو تحفظ دلوایا اور یہ تمام کچھ ہمارا قائد عوام کر رہا ہے ، ہماری جماعت کر رہی ہے ، ہماری اسمبلیاں کر رہی ہیں مگر بڑے tact کے ساتھ حزب اختلاف فائدہ اٹھا رہی ہے ۔ اس لئے آپ نے یہ دیکھنا ہوگا کہ اگر آپ نے کوئی تادیبی قدم اٹھایا ہے تو حزب اختلاف والے اس پوائنٹ کو لے کر اچھالتے ہیں ۔ اور اس کا credit لے جاتے ہیں ۔ جناب والا ۔ وزراء کے لئے ، اپنی پارٹی کے مفاد کے لئے ، ملک کے مفاد کے لئے ، غریبوں اور قائد عوام کے مفاد کے لئے یہ ترمیم بہت ضروری ہے اور جناب میں اس ترمیم کی پرزور حمایت کرتا ہوں ۔ میں یہ عرض کروں کہ میں نے سو کنال زمین پانچ مرلے کے حساب سے غریبوں میں مفت دی ہے ۔ سیلاب

کے موقع پر اونچے مقام پر بے شک یہ بستیاں بنا لیں اس کے علاوہ میں نے گذشتہ چند دنوں میں اپنے علاقے میں جہاں تکلیف تھی، 40 کنال زمین پر ان کے گھر بسائے ہیں ۔ یہ چیز ایسی نہیں ہے میں ان کے نمبر خسرات دے سکتا ہوں ۔ چالیس کنال زمین مفت دی ہے ۔ ایک گاؤں میں میں نے ہیلتھ سنٹر کے لئے مزید چالیس کنال زمین مفت دی ہے ۔ چونکہ وہاں کوئی اور زمین دینے والا نہیں تھا ۔ ہم زبانی تقریر نہیں کرتے بلکہ عمل بھی کرتے ہیں ۔ اس لئے میں کاہلوں صاحب کی ترمیم کی بھر پور تائید کرتا ہوں ۔ میں نے اس پر تھوڑی روشنی اس لئے ڈال دی کہ یہاں پر تقاریر بہت ہوتی ہیں میرا مطلب یہ ہے ہم کھوکھلی تقاریر نہیں کرتے عملی کام بھی کرتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ سردار مظہر علی خان ۔

سردار مظہر علی خان ۔ جناب والا ۔ کچی آبادیوں کا مسئلہ ایک ناسور کی شکل اختیار کر چکا ہے ۔ لاہور کو پیرس بنانے کی خواہش بڑی خوش آئند بات ہے ۔ لیکن لاہور اگر پیرس کچی آبادیوں کے خون اور ہڈیوں سے بنانا ہے تو ہمیں ایسا پیرس منظور نہیں ہے ، یہ ایک ایسا سنگین مسئلہ ہے اور پارٹی کے حکام کے سامنے یہ مسئلہ کتنی دفعہ اٹھایا جا چکا ہے ۔ آج مجھے سمجھ نہیں آتا from whose to pickup the track ۔ جناب عالی ۔ حالت یہ ہے ۔ لاہور میں کافی کچی آبادیاں ہیں ۔ اس جون کی چلچلاتی دھوپ میں ،گرمی کی تمازت میں عوامی کالونی آج بجلی سے محروم ہے ، میری کالونی پانی سے محروم ہے ۔ آپ تصور کر سکتے ہیں میں ڈاکٹر خالق صاحب سے معذرت سے کہوں گا کہ اگر ایئرکنڈیشنڈ لگانا محض رواج ہے تو ہمیں چاہئے آج ہی اس رواج کو ختم کر دیں ۔ اور مثال پیدا کر دیں کہ آپ عوامی نمائندے ہیں اور عوام کے نمائندے کی حیثیت سے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ۔ ہم یقینی طور پر بغیر ایئرکنڈیشنڈ کے بھی گزارہ کر سکتے ہیں ، رہ سکتے ہیں ۔ اور کوئی قباحت نہیں کہ ہم اپنا کام بڑی تندھی سے سرانجام دے سکتے ہیں ۔ جناب والا ۔ اس سلسلے میں بڑی افسوسناک بات یہ ہے کہ ایل۔ڈی۔اے کے حکام جو میں سمجھتا ہوں نہایت بد دیانت ہیں ۔ وہ اپنے فرائض میں کوتاہی کرتے ہیں ۔ جب ہم ان سے ملتے ہیں تو وہ چیف منسٹر اور پرائم منسٹر سے کم بات نہیں کرتے

ان کی کوشش یہ ہے کہ لاہور کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے ۔ ایک غریبوں کا شہر اور دوسرا امیروں کا شہر ۔ اس پر بڑی تیزی سے عمل ہو رہا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سردار صاحب آپ ترمیم کے متعلق عرض کریں اور اس کے متعلق روشنی ڈالیں ۔

سردار مظہر علی خان ۔ جناب ، میں اسی کے متعلق عرض کر رہا ہوں۔ میں نے آپ کی خدمت میں کچی آبادیوں کے متعلق جو الفاظ استعمال کئے وہ یہ ہیں کہ ناسور کی حیثیت رکھتا ہے ، میں اسی کے متعلق بڑی دردمندانہ التجا کروں گا کہ اس پر زیادہ سے زیادہ وقت دیا جائے کیوں کہ یہ انتہائی سنگین مسئلہ ہے ۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے اسے دو حصوں میں بانٹا جا رہا ہے ۔ ایک پسماندہ عوام کے لئے جہاں پر ٹرانسپورٹ نہیں ہوتی ۔ نقل و حمل کے کوئی ذرائع نہیں ۔ ان کا شہر بیس میل دور پھینکا جا رہا ہے اور اس کے مقابلہ میں ایسی سکیمیں آ رہی ہیں جیسے فیصل سکیم ماڈل ٹاؤن ایکسٹنشن سکیم ۔ اس میں پلاٹ بنائے جا رہے ہیں ۔ ایک کنال یا دو کنال کے پلاٹ بنائے جا چکے ہیں اور بیوروکریسی کے کل پرزوں میں یہ پلاٹ بانٹے جا چکے ہیں ۔ یہ اس کے علاوہ ہے اور اس کے مقابلے میں غریبوں کو تیس تیس میل دور بے یارو مدد گار جہاں نہ بجلی کا انتظام ہے ، نہ پانی کا کوئی انتظام ہے اور نہ ہی کوئی مارکیٹ ہے جہاں سے کھانے پینے کی اشیاء مل سکیں ۔ وہاں ان کو بھیجا جا رہا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پلیٹ فارم ہمیں ملا ہے جہاں سے ہم یہ بات کر سکتے ہیں ، جیسے ایل۔ڈی۔اے نے ماڈل ٹاؤن میں ساڑھے چھ سو ایکڑ زمین حاصل کی ہے ۔ میں نے جناب وزیر اعلیٰ کو ایک متبادل تجویز بنا کر دی ہے ۔ ان کا مقصد تو یہی ہے کہ ایک ایک دو دو کنال کے پلاٹ بنا کر بیوروکریسی کے کل پرزوں میں سیاسی رشوت کے طور پر دے دی جائے ، لیکن میں نے یہ تجویز دی ہے کہ وہاں پانچ مرلے کی سکیم بنائی جائے اور میری تجویز کی روشنی میں ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں فاضل ممبر سے کہوں گا کہ وہ غیر متعلقہ تقریر کر رہے ہیں ۔

سردار مظہر علی خان۔ جناب والا۔ میں معافی چاہتا ہوں لیکن جیسا کہ میں عرض کر رہا تھا ، میرے دوست نے کچی آبادیوں کے بارے میں جو ترمیم دی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے خود ہی فرمایا تھا کہ اگر یہ محکمے دیانت دار ہوتے تو شاید آج یہ ترمیم پیش کرنے اور یہ مسئلہ اٹھانے کی ضرورت پیش نہ آتی ۔ چونکہ انہوں نے کام نہ کیا اور نہ ہی وہ کام کرنا چاہتے ہیں کیوں کہ وہ نہیں چاہتے کہ عوام کو ان کے حقوق ملیں۔ وہ کسی صورت میں یہ برداشت نہیں کر سکتے ۔ انہیں ایک روائتی کردار ادا کرنا ہوتا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ شاید دو ماہ کی مدت ہمارے مقدر میں بھی نہ ہو ، شاید ہمیں یہاں دو ماہ بیٹھنا نصیب ہوتا ہے یا نہیں ۔ لہذا میری درخواست ہے کہ یہ ایک انتہائی سنگین مسئلہ ہے اور بیوروکریسی ایک مکینیکل ایکشن لیتی ہے اور اس کا خمیازہ ہم سیاسی کارکنوں کو بھگتنا پڑتا ہے ۔ ہمارے علاقے میں بل ڈوزر چلائے جاتے ہیں اور بغیر نوٹس کے فصلوں کو تباہ کیا جاتا ہے ۔ تمام کچی آبادیوں میں بغیر نوٹس کے لوگوں کو اٹھا کر بیس بیس میل دور پھینکا جا رہا ہے اور کوئی پرسان حال نہیں ہوتا۔ اس ترمیم کے سلسلے میں میری درخواست یہ ہے ، اگرچہ میں اور بھی اظہار خیال کرنا چاہتا تھا لیکن جیسے آپ مناسب سمجھتے ہیں ، میں مختصراً یہ عرض کرتا ہوں کہ دو ماہ کا عرصہ بہت زیدہ ہے اور شائد اتنا زیادہ ہے کہ نہ ہمیں اس کا ثواب پہنچے گا اور نہ ہی ان لوگوں کی روح کو ثواب پہنچے گا جن کے لئے ہم یہاں بات کر رہے ہیں۔۔۔۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں محمد ریاض ۔

سردار مظہر علی خان ۔ آخر میں ، میں یہ عرض کروں گا کہ ایک تو یہ مدت کم کی جائے اور دوسری بات یہ ہے ، اور آپ بھی اس بات کو سمجھتے ہیں ، کہ بجلی پانی اور دوسری ایسی ضروریات ہیں جو ان کا حق ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کا آئین بھی انہیں یہ بنیادی حقوق دیتا ہے ، تو ان کے پاس مالکانہ حقوق ہیں یا نہیں ہیں ، انہیں فوری طور پر بجلی ، پانی اور دوسری ضروریات مہیا کی جائیں اور یہی میری درخواست ہے۔

میاں محمد ریاض ۔ جناب سپیکر ۔ آج کی یہ قرارداد سنگین سیل کی

حیثیت رکھتی ہے ۔ یہ قرار داد اس طبقے کے لئے ہے اور اس معاشرے کے ان افراد کے لئے ہے جنہوں نے پاکستان کے قیام میں سب سے زیادہ قربانیاں دیں اور جب پاکستان معرض وجود میں آیا تو ان لوگوں کو اپنا سر چھپانے کے لئے ایک انچ زمین بھی نہ ملی اور انہیں جس جگہ بھی سر چھپانے کو جگہ ملی انہوں نے وہیں بسیرا کر لیا ۔ یہ اعزاز پاکستان پیپلز پارٹی کے چیئرمین جناب ذوالفقار علی بھٹو کے حصے میں آیا کہ انہوں نے اس پسے ہوئے طبقے کے حق میں یہ آواز بلند کی کہ وہ غریب لوگ جو اصل میں پاکستان کے محرک تھے ، جنہوں نے پاکستان کے قیام کے لئے سب سے زیادہ قربانیاں دی تھیں۔ قائد عوام نے ان کے خیالات کی ترجمانی کرتے ہوئے اس بات کا اعلان کیا کہ کچی آبادیوں میں رہنے والے غریبوں کو مالکانہ حقوق دئے جائیں اور میں اپنے فاضل دوستوں ، جناب مسعود زاهدی اور جناب ممتاز کاهلوں اور دوسرے دوستوں کی ، جنہوں نے تقاریر کی ہیں ، تائید کرتے ہوئے اس ایوان سے سفارش کروں گا کہ جتنی جلدی ممکن ہو اس پسے ہوئے طبقے کو مالکانہ حقوق دلائے تاکہ انہیں بھی یہ احساس ہو سکے کہ جس پاکستان کے لئے انہوں نے قربانیاں دی تھیں وہاں کچھ تو انہیں حاصل ہوا ۔ انہیں امن اور سکون سے رہنے کی جگہ تو ملی جہاں وہ گزارہ کر سکیں ۔ جناب سپیکر ۔ میرے حلقے میں کچی آبادیوں کی تعداد نسبتاً زیادہ ہے ۔ میں نے اپنے الیکشن کے دور میں اور آج کل بھی رابطہ عوام کے دورے میں ، دیکھا ہے کہ جس حالت میں وہاں انسان رہ رہے ہیں ، وہ جگہ حیوان کے رہنے کے لئے بھی موزوں نہیں ۔ وہ غریب جو مزدور ہیں ، جو کسان ہیں ، جن کے پاس نہ رہنے کے لئے جگہ ہے اور نہ کمانے کے کوئی وسائل ہیں ۔ جب وہ یہ سوچتا ہے کہ اگر میں پیسے لگاؤں ، میں اپنی کٹیا ابھی کر لوں تو کس جگہ پر کروں اگر میں مکان بنا لیتا ہوں اور اس پر اچھی چھت ڈال لیتا ہوں تو ممکن ہے کل کو بلڈوزر آ جائیں اور اس کے اثاثہ زندگی کو تباہ کر جائیں اور پھر وہ صدیوں پیچھے چلا جائے ۔ پھر ممکن ہے کہ اس کے خاندان میں ایک فرد بھی ایسا نہ ہو جو اس مکان پر چھت ڈال سکے ۔ آج ہم اس طبقے کی بات کر رہے ہیں جس کی حالت یہ ہے اور ہماری حکومت ہر ممکن یہ چاہتی ہے ، ہمارے قائد عوام ہر ممکن یہ چاہتے ہیں کہ پاکستان سے غربت کا خاتمہ ہو ، جہالت کا خاتمہ ہو اور ہر

اس برائی کا خاتمہ ہو جو اس معاشرے کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کرنے کے درپے ہے ۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ انشاءاللہ اس معزز ایوان کے معزز ارکان ایسی قراردادوں کی ہمیشہ حمایت کریں گے تا کہ معاشرے کا جو پسا ہوا طبقہ ہے ، جو استحصال زدہ طبقہ ہے ، جن کی نمائندگی کرتے ہوئے ہم ان کے سامنے سرخ رو ہوں گے اور اپنے دل نکال کر ان کے سامنے رکھ دیں گے تا کہ وہ یہ کہنے پر مجبور ہو جائیں کہ ہم نے ان کی نمائندگی کی اور میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح ایک نمائندہ اپنا فرض ادا کرتے ہوئے کبھی مایوس نہ ہو گا ۔ یہ ایک ایسا اہم مسئلہ ہے کہ جس کی ہم جتنی بھی تائیدکریں اتنی ہی کم ہے ۔ جناب سپیکر ۔ غریبوں کے جہاں میں وقت بھی رک رک کر چلتا ہے ۔ کبھی صبحیں نہیں ہوتیں کبھی شامیں نہیں ہوتیں ۔ آج کہتے ہیں کہ عدالتوں نے حکم امتناعی جاری کئے ہوئے ہیں ، کبھی کوئی بہانہ تراش لیا جاتا ہے ۔ یہ بات صرف غریبوں کے لئے ہے ۔ اگر کسی امیر کی جائیداد کا جھگڑا ہو تو اتنی دیر نہیں لگتی ۔ میرے حلقے میں ایسے علاقے موجود ہیں ، ایسی اراضیات موجود ہیں جن کے مقدمے صرف دو ماہ میں ختم ہوگئے اور انہوں نے اپنی جائیدادیں بیچ کر لوگوں سے پیسے بھی وصول کر لئے ۔ جب غریبوں کو مالکانہ حقوق دینے کی بات آتی ہے تو ان کے پاس وسائل نہیں ہوتے ، ان کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہوتی جس سے وہ اپنا مقدمہ لڑسکیں ۔ میں یہ بات اس ایوان میں پورے وثوق سے کہنی چاہتا ہوں کہ ہم ان غریبوں کے لئے آخری دم تک لڑیں گے اور ان کے حقوق اور مالکانہ حقوق دلانے کے لئے کبھی کوئی بات پیچھے نہیں چھوڑیں گے جس سے ان کے حقوق انہیں مل سکیں ۔ جناب سپیکر ۔ میں اپنے خیالات کو ان الفاظ پر ختم کرتا ہوں ۔

انداز بیاں گرچہ بہت شوخ نہیں ہے
شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر منصور ملک ۔

مسٹر منصور ملک ۔ جناب سپیکر ۔ میں فاضل رکن کی طرف سے پیش کردہ ترمیم کی تائید کرتا ہوں ۔ میرے علاقے میں بھی کافی سے زیادہ کچی آبادیاں ہیں اور یہ مختلف اقسام کی ہیں ۔ نمبر ایک ، جو اوقاف کی زمین پر

ہیں ۔ نمبر دو ، جو نزول کی زمین پر ہیں ، نمبر تین ، جو اوقاف کی متروکہ زمین پر ہیں اور اس کے بعد وہ آبادیاں جو ریلوے کی زمین پر یا پرائیویٹ اراضی پر یہ مختلف قسم کی ہیں جہاں پر یہ مکین آباد ہیں ۔ جناب والا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ سب سے اہم مسئلہ مالکانہ حقوق کا ہے جس میں حکومت کی طرف سے کسی قسم کا کوئی litigation نہیں ہے ۔ جو کچی آبادیاں اوقاف کی زمین پر ، یا متروکہ اوقاف کی زمین پر ، یا نزول کی زمین پر واقع ہیں ، وہاں پر تو کسی قسم کی کوئی litigation نہیں ہے ۔ اگر litigatian ہے تو صرف ان علاقوں میں ہے جہاں پر کہ private ownership پر کچی آبادیاں ہیں ۔ پرائیویٹ اونر شپ کو چھوڑ کر باقی جہاں میں نے کچی آبادیاں بتائی ہیں ، وہاں پر مالکانہ حقوق کے راستے میں کسی قسم کی کوئی رکاوٹ نہیں ۔ باقی رہا ان کچی آبادیوں کا مسئلہ جو پرائیویٹ اونر شپ پر ہیں ، جہاں litigation چل رہی ہے ۔ یہ مسئلہ بھی حل ہو سکتا ہے ۔ یہ مسئلہ کوئی ایسا نہیں جو حل نہ ہو سکے ۔ باقی جو چیزیں ہیں ، جو ڈویلپمنٹ سکیموں کا مسئلہ ہے ، میرے نزدیک کوئی اہم نہیں ہے ۔ ہم ڈویلپمنٹ کر سکتے ہیں ، حکومت کر رہی ہے ۔ کچھ آبادیاں ایسی ہیں ، جہاں اگر مالکانہ حقوق ہمیں مل جائیں تو ڈویلپمنٹ ہم self help سے کر سکتے ہیں ۔ سروے کا ہونا بھی کوئی ایسا مسئلہ نہیں ۔ میں ایک گھنٹے میں اپنی آبادیوں کا سروے پیش کر سکتا ہوں کہ کہاں کچی آبادیاں ہیں ، ان میں کون مقیم ہیں ، کتنی زمین ہے ۔ میرے پاس اس قسم کا سروے مکمل ہے ۔ لاہور میں بھی ، جہاں کچی آبادیاں ہیں ، کمیٹیاں بنی ہوئی ہیں ۔ لوگوں نے خود بنائی ہوئی ہیں ۔ ان کے پاس ہر چیز سروے وغیرہ مکمل ہے ۔ اس مسئلے میں محض رکاوٹ لال فیتہ اور روایتی تساہل ہے ۔ صرف اسی وجہ سے انہیں مالکانہ حقوق نہیں مل رہے ۔ اگر اس روایتی تساہل اور لمبے چوڑے پروسیجر کو ختم کر دیں اور لوکل ممبران اسمبلی اور کمیٹیوں پر انحصار کیا جائے اور حکومت یہ عام اعلان کر دے کہ انہیں ہم نے مالکانہ حقوق دے دئے ہیں ۔ وہ مالک ہیں اور ان سے مالکانہ حقوق کبھی نہیں چھینے جائیں گے اور یہ مسئلہ ختم ہو جائے گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ مرزا محمد اکرم بیگ ۔

مرزا محمد اکرم بیگ (پنجابی) ۔ جناب والا ۔ میرے فاضل دوستوں نے کچی آبادیوں کے متعلق بہت کچھ کہا ہے ۔ عام تاثر یہ ہے جس ادارے میں ہم بیٹھے ہوئے ہیں ، یہ انصاف کا ادارہ ہے ۔ میں نہیں جانتا ، عدالتوں میں وہی انگریزی طریق کار ہے ، جو انگریز نے اس قوم کو غلام بنانے کے لئے اختیار کیا تھا ، کہ عدالتوں میں کام کو لمبا کیا جائے ۔ میری سمجھ سے یہ بات باہر ہے ۔ کچی آبادیوں کا مسئلہ تو تین دن میں حل ہو سکتا ہے ۔ وہ اس طرح کہ ذمہ دار متعلقہ آدمیوں کو کچی آبادیوں میں بھیج دیا جائے اور کچی آبادی والوں کو ان کے ایئرکنڈیشنڈ کمروں میں بھیج دیں ۔ پھر دیکھیں کیسے مسئلہ حل ہوتا ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ہمارے حقوق برابر کے ہیں ۔ کیا آنے والے لوگ یہ نہیں کہیں گے کہ اکثریت سے ووٹ لے کر اقلیت کی حکومت ہے ؟ ہم یہاں انصاف کے لئے آئے ہیں اور اس کے لئے جد و جہد کر رہے ہیں ۔ میرے علاقے میں ایسی جگہیں ہیں جہاں پانی کھڑا ہوا ہے اور بچے ڈوب کر مر جاتے ہیں ۔ ہم بار بار پکارتے ہیں ، لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہماری آواز سننے والا کوئی نہیں ۔ ہم پیپلز پارٹی میں کوئی بھٹو صاحب کی خوبصورتی کو دیکھ کر شامل نہیں ہوئے تھے ، بلکہ ہم تو ایک پروگرام کے تحت شامل ہوئے تھے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ہمیں تقدیر بدلنی ہے ۔ ہمیں عدالتوں میں یہ فیصلہ کر لینا چاہئے کہ ہمیں کیا کرنا ہے ۔ جو کام ہم طے کر لیں کہ کرنا ہے ، وہ کریں ۔ میرے ذمے کام لگائیں ، اگر اسے مکمل نہ کروں تو میں سزا کا مستحق ہوں ۔ میری یہ گزارشات ہیں کہ ہمیں اس طبقے کو آگے لے جانا ہے جو صدیوں سے غلام ہے ۔ آج بھی غلامی ہے ۔ لیکن اس کے طریقے خوبصورت ہیں ۔ ہم ان خوبصورت طریقوں کو بے نقاب کر کے صحیح حقوق دلانا چاہتے ہیں ، کچی آبادیوں کا مسئلہ فوری طور پر ختم کرنا چاہتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ چوہدری محمد خان ۔

چوہدری محمد خان ۔ جناب سپیکر ۔ میرے معزز دوستوں نے بہت کچھ کہہ دیا ہے ۔ میرے جذبات بھی انہیں کے ساتھ ہیں اور میں بھی انہی کی تائید کرتا ہوں ۔ لیکن مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے

بھی یہ کہا کہ ہم اس مسئلے کو اہمیت کا حامل سمجھتے ہیں ، اور جانتے ہیں کہ حکومت اس کی پوزیشن سے با خبر ہے ۔ جب اتنی اہمیت کا یہ مسئلہ تھا تو یہ پرائیویٹ ممبر ڈے میں کیوں ڈسکس ہو رہا ہے ، اگر اسے حکومت سرکاری بل کی شکل میں یہاں پیش کرتی اور پاس کرنے کے بعد انہیں حقوق ملکیت یہیں سے مل جاتے ، تو میرے خیال میں وہ زیادہ بہتر ہوتا ۔ (نعرہ تحسین) یہ مسئلہ ایک ریزولیوشن کی شکل میں یہاں پیش ہوا ہے اور وہ بھی پرائیویٹ ممبر نے پیش کیا ہے ۔ ہو سکتا ہے کہ یہ معزز ایوان متفقہ طور پر اس کی حمایت میں رائے دے ، لیکن پھر بھی یہ ریزولیوشن کا ریزولیشن ہی رہے گا ۔ اگر اس ریزولیوشن کو حکومت کے بل میں تبدیل کر لیا جائے تو میرے خیال میں یہ مسئلہ زیادہ بہتر طریقے سے حل ہو سکتا ہے ۔ اور جلدی حل ہو سکتا ہے ۔ جناب والا ۔ لاہور کی کچی آبادیوں کا ذکر تو میرے بہت سے دوستوں نے کیا ۔ میں لائلپور کی کچی آبادیوں کا ذکر کرنا چاہتا ہوں ۔ وہاں کچی آبادیوں کے مکین اس مشکل سے زندگی گزار رہے ہیں جو ناگفتہبہ ہے ۔ میرے خیال میں لائلپور میں کچی آبادیاں پندرہ بیس سے بھی زیادہ ہیں ۔ اسی طرح سمندری اور ٹوبہ ٹیک سنگھ میں بھی کچی آبادیوں کا مسئلہ اتنا ہی ہے ۔ میرے دوست ممتاز احمد کاہلوں صاحب نے تو دو ماہ کا عرصہ رکھا ہے ۔ میں تو اپنی حکومت سے التجا کروں گا ، اور خاص طور پر ڈاکٹر صاحب سے کہ اس مسئلے کو فوری طور پر حل کیا جائے اور اس کا زیادہ بہتر حل یہی ہے کہ اسے سرکاری بل کی صورت میں پیش کیا جائے اور وہ بھی کل ہی ۔ جس طرح دوسرے بل پاس ہوتے ہیں ، اسے بھی کل ہی پاس کرنا چاہئے ۔ اگر یہ مسئلہ ایسی اہمیت کا حامل ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر طارق وحید بٹ ۔

چودھری محمد خان ۔ میں تھوڑی سی اور عرض کرنی چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ تشریف رکھئے ۔ ابھی بہت سے ممبر صاحبان نے بولنا ہے ۔

مسٹر طارق وحید بٹ ۔ جناب سپیکر ۔ آج میں اس ایوان میں جو کچھ کہوں گا بہت دکھ سے کہوں گا ۔ کیوں کہ آج ہم اس معزز ایوان میں

سب دوست اور میری بہنیں بیٹھے ہوئے ہیں ۔ باہر جا کر دیکھیں کہ اس تپتپاتی سڑک میں ، اس گرمی میں کون سے قبیلے بیٹھے ہیں ۔ وہی قبیلے بیٹھے ہیں جن کا ذکر میرے فاضل دوستوں نے اپنی تقاریر میں کیا ہے ۔ اس ایوان میں جو کچی آبادیوں کا قصہ چل رہا ہے ، ان کے مالکانہ حقوق اور اچھے طریقے سے ڈویلپمنٹ کے لئے انہوں نے دو ماہ کا عرصہ رکھا ہے ۔ انہیں بھی اتنی ہی سہولتیں بہم پہنچائی جائیں جتنی کہ گلبرگ اور ماڈل ٹاؤن کے شہریوں کو حاصل ہیں ۔ جناب والا ۔ میں اس میں ایک بات معزز ایوان کے سامنے آپ سے کہنا چاہتا ہوں کہ جناب سینئر وزیر ڈاکٹر عبدالخالق صاحب صوبائی حکومت سے رابطہ قائم کریں کہ فوری طور پر ایکشن لیں ۔ کچی آبادیوں کو ہم فوراً مالکانہ حقوق دیں گے ۔ ایک ماہ کے اندر دیں گے ، دو ماہ کے اندر دیں گے ۔ مگر آج ان آبادیوں کے ساتھ کیا ہو رہا ہے جنہیں ڈائرکٹر جنرل لاہور ڈیولپمنٹ اتھارٹی دن رات گروا رہے ہیں ۔ اس کی مثال میں آپ کو اپنے حلقہ انتخاب میں دلشاد پارک کی دیتا ہوں ۔ یہاں تقریباً پانچ سو خاندانوں کے مکانات کو رات بارہ ایک بجے نیست و نابود کر دیا گیا ۔ یتیم بچے اور بیوہ مائیں بے آسرا پڑی ہیں ۔ جناب والا ۔ اس چلچلاتی دھوپ میں ان کے بچے کھلے آسمان کے نیچے پڑے ہوئے ہیں اور پانی کے لئے بلبلا رہے ہیں ۔ اس ڈائرکٹر جنرل لاہور ڈیولپمنٹ اتھارٹی کو شرم آنی چاہئے جس طرح سے اس نے دھونس سے کام لیا ہے ۔ اس لئے جناب والا ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ یہ ایوان جو خود مختار ہے اس سلسلے میں ایک قانون پاس کرے جس طرح سے ان کو مالکانہ حقوق دئے جا رہے ہیں اس طرح ان کو تحفظ بھی دیا جائے ۔ اور اس ڈائرکٹر جنرل کے خلاف ایکشن لیا جائے اور یہ ایکشن مدتوں اور مہینوں بعد نہیں ہونا چاہئے بلکہ فوری اور چند گھنٹوں میں ہونا چاہئے ۔ کیونکہ جناب والا ۔ جس طرح ہماری زندگی ہے اسی طرح سے ہر محب وطن پاکستانی کی بھی زندگی ہے ۔ اور اس شخص نے گالی گلوچ دے کر انہیں بے دخل کیا ہے ۔ اس لئے میں ایک دفعہ پھر گزارش کروں گا کہ جب تک ان لوگوں کو مالکانہ حقوق نہیں دئے جاتے ، اس وقت تک ان لوگوں کو تحفظ دیا جائے اور بے دخل نہ کیا جائے اور اس کے لئے اگر قانون بنانے کی ضرورت ہے تو قانون بنایا جائے ۔

رائے سخاوت علی خان ۔ جناب والا ۔ مسعود زاهدی صاحب نے جو قرار داد پیش کی ہے ، نہایت اهمیت کی حامل ہے اور پاکستان پیپلز پارٹی کے منشور میں بھی اس بات کو بڑی اهمیت دی گئی ہے ۔ جناب والا ۔ میرے فاضل دوست نے بڑے جزباتی انداز میں تقریر کی ہے ۔ جہاں تک پیپلز پارٹی کی حکومت کا تعلق ہے اس نے پانچ مرحلہ سکیم کے تحت کافی فنڈ مہیا کیا ہے ۔ قائد عوام کی هدایت کے مطابق کچی آبادیوں کو حقوق ملکیت بھی دئے جا رہے ہیں ۔ مگر اس میں حکومت کی بھی کچھ مشکلات ہیں ۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ شہر کے مضافات میں جہاں کچی آبادیاں موجود ہیں ۔ شروع شروع میں جب کبھی شہر میں مٹی کی ضرورت پڑتی تھی تو ان مضافات سے اٹھائی جاتی تھی ۔ شہر کے مضافات میں جو مٹی اٹھائی جاتی رہی ہے وہ زیادہ تر گورنمنٹ کی زمین ہوتی تھی اس لئے کسی نے اس وقت اس پر کوئی توجہ نہیں دی ۔ غریب لوگوں نے وهاں اپنی بستیاں تعمیر کر لیں ۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں موجودہ دور میں جہاں انسان کو بے پناہ سہولتیں حاصل ہیں آج کا انسان زیر زمین پانی میں بھی بنیادیں تعمیر کر رہا ہے ۔ ھمارا بھی فرض ہے کہ ھم ان لوگوں کو بجلی ، پانی اور سکول جیسی ضروری سہولتیں مہیا کریں ۔ اگر ھم انہیں حقوق ملکیت دے بھی دیں تو یہ سب بےکار ھوگا ۔ یہ بھی ٹھیک ہے بعض جگھوں کو بلڈوز کیا گیا ہے اس لئے کہ وہ جگھیں اتنی نیچی تھیں کہ بارشوں کے دنوں میں ان کی زندگی غیر محفوظ ھو جاتی ہے۔ حقوق ملکیت کا جہاں تک سوال ہے انہیں دینے چاهیں ۔ مگر جناب والا ۔ وہ پڑوسی جو اس دیوار کے سہارے اپنے بیوی بچوں کے ساتھ آس لگائے بیٹھا ہے ، جس کے متعلق کوئی پتہ نہیں کس وقت گر جائے ۔ ھمیں چاهئے یہ حقوق ملکیت کسی سکیم کے تحت منتقل کریں تاکہ یہ مسئلہ ھمیشہ کے لئے حل ھو جائے اور انہیں موجودہ دور کی کم از کم سہولتیں میسر ھوں اور وہ اچھی زندگی بسر کر سکیں ۔ یہ حقوق دو ماہ کے اندر دیئے جا رہے ہیں بڑی اچھی بات ہے ۔ مگر میں یہ کہوں گا کہ اگر یہ دو سال میں بھی کام ھو جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے ، مگر اچھے طریقے سے ھونا چاهئے ۔ آجکل جناب والا ۔ خوراک کے بعد سب سے اهم ضرورت رهائش کی ہے۔ ترقی پذیر ممالک میں بھی یہ مسئلہ درپیش نہیں ہے ۔ یہ مسئلہ فرانس ، امریکہ اور برطانیہ میں بھی

موجود ہے ۔ لہذا میں عرض کروں گا کہ زیادہ سے زیادہ سہولتیں باہم پہنچائی جائیں ۔ میں معزز رکن کی قرار داد کی حمایت کرتا ہوں ۔ اور انہیں بھی کم از کم ہمارے جیسے سہولتیں مہیا ہونی چاہیں ۔

چودھری نواب خان تارڑ ۔ جناب والا ۔ اس کے بارے میں پوری طرح تو نہیں جانتا مگر میں نے جو علاقے دیکھے ہیں ان میں گزرنے کی جگہ تک نہیں ہے ۔ جس طرح فاضل ممبر نے کہا ہے کہ انہیں مالکانہ حقوق دیئے جائیں ۔ اس سے ان لوگوں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا جب تک کوئی منصوبہ نہ بن جائے ۔ اگر یہاں سڑکیں ، بجلی ، سکول ہو تو پھر ان کو فائدہ پہنچ سکتا ہے ۔ اس کے علاوہ جناب والا ۔ ایک عرض یہ ہے کہ جیسے ہی انہیں مالکانہ حقوق دیئے جائیں ھاؤس بلڈنگ کارپوریشن سے قرضہ بھی لے کر دیا جائے ، اس طرح ان لوگوں کو صحیح فائدہ پہنچے گا ۔ اس لئے میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں کہ ان لوگوں کو قرضے کی سہولت باہم پہنچائی جائے ۔

مسٹر ایم-ڈی چودھری ۔ جناب سپیکر ۔ مسٹر مسعود زاھدی صاحب نے اپنی قرار داد میں ایک اہم انسانی مسئلہ کی طرف توجہ دی ہے ۔ اور چودھری ممتاز احمد کاہلوں صاحب نے جو ترمیم پیش کی ہے وہ بھی مناسب ہے۔ جناب والا ۔ قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے 19 اپریل کو اس شہر لاهور میں یہ اعلان کیا تھا کہ پنجاب کی کچی آبادیوں کو مالکانہ حقوق دیئے جائیں ۔ مگر جناب والا ۔ پورے دو ماہ کے قریب ہو گئے ہیں ابھی تک انہیں مالکانہ حقوق نہیں دیئے گئے ، اس پر خاطر خواہ عمل نہیں ہوا ۔ یہ سرخ فیتے کا شکار ہے ۔ جناب والا ۔ یہ مسئلہ نہایت اہم ہے اور انسانی مسائل سے متعلق ہے ۔ ہمارے وزرا صاحبان کو بھی اس طرف توجہ دینی چاهئے ۔ جب ہماری پارٹی کے سربراہ جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے واضح اعلان کر دیا ہے اور ہماری پارٹی کے مقتدر رہنما بھی یہی فرماتے ہیں تو پھر اس مسئلہ کو حل کرنے میں دیر نہیں ہونی چاهئے ۔ جناب والا ۔ شہر لاہور کو عظیم تر لاہور بنانے کے لئے تو کوشش کی جاتی ہے اسی پر لاکھوں روپے خرچ کئے جا رہے ہیں جو کسی وقت بھی سیلاب کی نظر ہو سکتا ہے ان انسانوں کی طرح کوئی توجہ نہیں کی جا رہی لہذا اس مسئلہ کی طرف فوری طور پر توجہ دینی

چاہئے ۔ جس طرح میرے فاضل دوست نے فرمایا ہے ۔ میں اپنے علاقے کی مثال پیش کرتا ہوں ۔ 1947ء سے لے کر آج تک ضلع سیالکوٹ میں یہ مسئلہ حل نہیں کیا جا سکا ۔ اور وعدہ پورا نہیں کیا جا سکا ۔ حالانکہ یہ زمین بھی حکومت کی ہے ۔ مالکانہ حقوق نہ ملنے کی وجہ سے یہ لوگ تمام سہولتوں سے محروم ہیں ۔ عوامی حکومت کے ہوتے ہوئے ان مسائل کو حل نہ کرنا میری سمجھ میں نہیں آتا ۔ جناب والا ۔ یہ بات پاکستان پیپلز پارٹی کے منشور میں شامل ہے کہ غریبوں کی حالت کو بہتر بنایا جائے گا ۔ جناب والا ۔ فاضل ممبر نے جو ترمیم پیش کی ہے وہ بھی بہت مناسب ہے ۔ اگر تاریخ کا تعین ہو جائے اور مالکانہ حقوق مل جائیں تو بہت اچھی بات ہے ۔ جہاں تک قرضے کی سہولت کا تعلق ہے جب تک مالکانہ حقوق نہیں ملیں گے ۔ قرضے کی سہولت بھی حاصل نہیں ہو سکتی ۔ اور اس کے علاوہ جناب والا ۔ عظیم تر لاہور بنانے کا جہاں تک سوال ہے اگر اس سلسلے میں کوئی جگہ خالی بھی کروانی پڑے گی تو حکومت کو متبادل جگہ مہیا کرنی پڑے گی ۔ مگر یہ سب کچھ اس وقت ہو سکتا ہے جب مالکانہ حقوق مل جائیں ۔ اسی لئے میں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر باسط جہانگیر ۔

شیخ باسط جہانگیر ۔ جناب والا ۔ محترم چوہدری ممتاز احمد کاہلوں صاحب نے کچی آبادیوں کے مالکانہ حقوق کی قرارداد میں "دو ماہ کے عرصہ کے اندر" کی ترمیم پیش کر کے میں سمجھتا ہوں کہ نہ صرف کچی آبادیوں کے مکینوں پر احسان کیا ہے بلکہ انہوں نے ہمیں سوئے ہوؤں کو جگایا ہے ۔ کیونکہ جناب والا ۔ ملک کی صورت حال واضح ہے اور ہمیں اس ایوان کی تاریخ کو نہیں بھولنا چاہئے ۔ میرے فاضل دوست چونکہ پچھلی کیبنٹ میں ممبر تھے ۔ انہوں نے بڑی پر زور تقریر فرمائی ہے ان کے منہ سے یہ بات اچھی نہیں لگتی ہے کہ ان کی کوتاہیوں کی وجہ سے آج ان کو یہ ترمیم پیش کرنی ہے ۔ آج کیوں یہ بحث ہو رہی ہے ؟ یہ بحث آج سے تین سال پہلے ہونی چاہئے تھی۔ اس وقت یہ بحث اس لئے وزارت کی کمیٹی پر ختم ہوئی کیوں کہ اس وقت وہ وزیر تھے ۔ اور وہ یہ چاہتے کہ یہ اعزاز انہیں ملے لیکن وہ

نہ لے سکے ۔ لیکن جناب والا ۔ ہم آج کی اس تاریخ ساز اسمبلی سے جس نے کہ مالیہ کے بل کو پاس کیا ہے ۔ جس نے کہ دیگر تاریخی اھمیت کے حامل بل پاس کئے ہیں ، ہم نے ٹیننسی ایکٹ کو پاس کیا ۔ اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ ابھی جو کچھ عرصہ پہلے ہم عوام سے وعدہ کر کے آئے ہیں ۔ اپنے ووٹروں اور خیر خواھوں اور ان لوگوں سے جن کے طفیل ہم اس ھاؤس میں آئے ہیں ان سے ہم یہ وعدہ کر کے آئے ہیں کہ ہم آپ کو یہ حقوق دلائیں گے ۔ میرے خیال میں یہ دو ماہ کی مدت بھی بہت زیادہ ہے ۔ کیوں کہ نہ جانے دو ماہ کے بعد ہم اس ھاؤس کے ممبر ہوں گے یا کہ نہیں ہوں گے اور اگر اس وقت ہم کو عوام کے پاس جانا پڑا تو اس وقت ہم ان کے پاس جا کر یہ کہیں کہ یہ حقوق ہم نے آپ کو دلائے ہیں ، تو دو ماہ کے بعد وہ بالکل تسلیم نہ کریں گے ۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس کی فی‌الفور implementation ہونی چاہئے اگر آج ہم یہ قرارداد اور ترمیم پاس کریں اور دو ماہ کے بعد ہم اس کے ممبر نہ ہوں تو وہ credit ہم نہیں لے سکیں گے ۔ حزب‌اختلاف والے اس کو exploit کریں گے ۔ اور اگر ھاؤس اس بات پر متفق ہے اور ہم سب دوست یہ چاہتے ہیں کیوں کہ میرے علم میں ہے کہ میونسپل کارپوریشن کا پورا عملہ سروے کر چکا ہے اور اس میں مزید کسی تاخیر کی کوئی ضرورت نہیں ہے ۔ یقیناً انتظامیہ کے کچھ ایجنٹ جن کو سرخ فیتہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے وہ وزراء کو کہیں گے کہ اس کو فی الفور نافذ نہیں کیا جا سکتا ہے ۔ لیکن جناب والا ۔ جیسا کہ میرے فاضل دوست برکت علی غیور صاحب نے یہ کہا ہے کہ یہ کیسے فی‌الفور نافذالعمل نہیں ہو سکتی ۔ مجھے دو ، میں اس کی implementation کر کے دکھاتا ہوں ۔ اسی طرح سے میں یہ بات یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اس ھاؤس کے کسی بھی ممبر کو آپ انچارج بنا دیں ۔ اور اس کو کہیں کہ اس پر 8 دن کے اندر اندر implementation ہونی چاہئے ۔ تو دیکھیں گے کہ اس پر implementation کیسے نہیں ہوتا ہے ۔ اگر آپ .A. Cs ، ڈپٹی کمشنرز ، تحصیلدار اور پٹواریوں پر یہ کام چھوڑ دیں گے ۔ تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ ترمیم پاس کرنے کے بعد بھی وہ دو ماہ یا دو سال تک implement نہیں ہو سکتی ۔ ۔ ۔

سردار صغیر احمد ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ جب کوئی ممبر تقریر کر رہا ہو تو اسے چاہئیے کہ وہ chair کو address کرے ۔

Mr. Speaker. I uphold your point of order.

شیخ باسط جہانگیر ۔ جناب والا ۔ میں جناب کی وساطت سے کہہ رہا تھا ۔ میں وزیر صاحب کا یا غیور صاحب کا حوالہ تو دے سکتا ہوں ۔ ویسے تو میں chair کو address کر رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ویسے آداب میں یہ بھی شامل ہے کہ اگر آپ سپیکر کا نام لیں اور آپ کا منہ دوسری طرف ہو تو یہ بھی مناسب نہیں ہے ۔

شیخ باسط جہانگیر ۔ جناب والا ۔ میں نے استادوں سے یہ سیکھا ہے ، یہ پڑھا ہے کہ درست بات کو مان لینا چاہئیے I am admitting this fault of mine جس طرح سے ہمیں ایک شکایت یہ بھی ہے کہ ہمیں وقت پر ایجنڈا نہیں ملتا ہے ۔ اس طرح سے میں یہ کہوں گا کہ ہمیں کم از کم یہ بتائیں تو سہی کہ رولز کیا ہیں ۔ ہمیں طریق کار کا بھی علم ہونا چاہئیے کیوں کہ ہم تو اس اسمبلی کے ابھی طالب علم ہیں ۔ یہ حقائق ہیں اور حقائق سے میرے دوست ہمیشہ آنکھیں بند کرتے ہیں ۔ جناب والا ۔ ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ، یہ بہت اہمیت کا حامل معاملہ ہے ۔ اور ہمارے مستقبل کا معاملہ ہے ۔ اس لئے میں اس ہاؤس سے کہوں گا کہ اس پر متفقہ طور پر فیصلہ کریں ۔

شیخ محمد نفیس الدین فاروقی ۔ جناب والا ۔ آج کی اس قرار داد پر سیر حاصل بحث ہو چکی ہے اور دیکھا یہ گیا ہے کہ قرا داد اور ترمیم کے پیچھے جو جذبہ ہے وہ نیک ہے ۔ لیکن جناب سپیکر ۔ معزز اراکین کی تقاریر سے ایسے ظاہر ہوتا ہے کہ شاید یہ کام دو ماہ کے عرصے میں ہوسکتا ہے ۔ لیکن حکومت نہیں کرنا چاہتی ۔ جناب والا ۔ حکومت جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب کی ہو ۔ حکومت پاکستان پیپلز پارٹی کی ہو ۔ جس نے کہ پہلی دفعہ کچی آبادیوں کا مسئلہ اٹھایا ہو ۔ اور حقوق ملکیت دو ماہ کے اندر منتقل ہو سکتے ہوں لیکن یہ اس حکومت کے بارے میں یہ شک کریں کہ

یہ دو ماہ کے عرصہ میں حقوق نہیں دینا چاہتی ہے - یہ بڑی زیادتی ہے - جناب والا - یہ میرا یقین ہے ، یہ میرا ایمان ہے کہ جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب یا ان کی بنائی ہوئی کوئی بھی صوبائی اسمبلی دو ماہ کے اندر حقوق ملکیت دے سکتی تو قطعاً کوئی فروگزاشت باقی نہ رہتی - میں یہ کہوں گا کہ اگر دو ماہ سے پہلے یہ ممکن ہوتا اگر اس کی feasibility ہوتی کہ یہ کام دو ماہ سے پہلے ہو سکتا ہے تو بھی میرا ایمان ہے کہ جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب کی بنائی ہوئی کوئی بھی صوبائی حکومت قطعاً اس میں دیر نہ کرتی - جذبہ نہایت نیک کار فرما ہے - ہم بھی یہ چاہتے ہیں اور معزز اراکین بھی یہ چاہتے ہیں کہ یہ مسئلہ جلد طے ہو - لیکن ساتھ ہی ساتھ اس مسئلہ کو اس رنگ میں پیش کرنا کہ دو ماہ یا فلاں عرصہ کے اندر یہ ہو - ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر دو ماہ سے پہلے ہو سکتا ہو تو اس سے پہلے کیا جائے - لیکن ساتھ ساتھ حکومت اور متعلقہ محکمے کی مجبوریوں کا اور اس سکیم کی feasibility اور practicability اور ان چیزوں کو دیکھنا ہے کہ کتنے عرصہ میں اس پر عمل درآمد ہو سکتا ہے - جناب والا - میں بھی گزارش کروں گا کہ اس قرار داد کو next Private Members Day پر رکھ دیا جائے - تا کہ سینئر منسٹر ڈاکٹر عبدالخالق صاحب اس سکیم کی feasibility کا جائزہ لیں اور پھر اس ایوان میں آ کر بتائیں کہ آیا اس پر دو ماہ کے عرصہ کے اندر عمل درآمد ہو سکتا ہے یا اس سے پہلے ہو سکتا ہے - پھر اس کے مطابق اس قرارداد کو پاس کرسکتے ہیں -

وزیر خزانہ - نکتہ وضاحت - جناب والا - آنر فاضل اراکین مجھے مخاطب کر رہے ہیں بڑی اچھی بات ہے - کوئی حرج نہیں ہے - لیکن فاضل متعلقہ وزیر میاں افضل حیات صاحب اس ہاؤس میں زیادہ تر جواب دیں گے - حکومت کی طرف سے میں بھی جواب دے ہوں ، اور انشاء اللہ جواب دوں گا - لیکن متعلقہ وزیر بیٹھے ہیں -

مسٹر سپیکر - مسٹر سیمسن منوہا -

مسٹر سیمسن منوہا - جناب عالی - اس ایوان کے اراکین کو مسٹر سمرد زاھدی کا شکر گزار ہونا چاہئے - انہوں نے ایک اہم مسئلہ کی طرف

اس ھاؤس کی توجہ مبذول کرائی ، اس پر بہت کچھ کہا گیا ہے ۔ میں صرف اس ھاؤس کی توجہ اس کے practical aspects کی طرف دلانا چاھتا ھوں ۔ جناب عالی ۔ آپ نے دیکھا ھوگا کہ جس وقت حکومت کی طرف سے یہ اعلان ھوا کہ کچی آبادی کے اراکین کو مالکانہ حقوق رھائش پذیر لوگوں کو دئے جائیں گے تو ان کچی آبادیوں کے ارد گرد بہت سی اور چھوٹی چھوٹی کچی آبادیاں پیدا ھو گئیں ۔ جناب عالی ۔ تاخیر جو ھو رھی ہے اس سے بہت سے نقصانات کا اندیشہ ہے ۔ نہ صرف ان کے گرد چھوٹی چھوٹی جھونپڑیاں نظر آنے لگی ہیں بلکہ وہ لوگ جو کہ اپنے آپ کو ارباب بست و کشاد کہہ سکتے ہیں اور سرمایہ دار ہیں وہ کچی آبادیو ں کے لوگوں کو روپیہ دے کر اور لالچ دے کر جو تھوڑا بہت رقبہ ان کے پاس ہے ان سے لے کر انہیں وھاں سے بےدخل کر رہے ہیں اور حکومت کے لئے مسائل پیدا کر رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ میرے حلقہ انتخاب میں چند ایسی کچی آبادیاں ہیں جن میں ھزاروں مسیحی افراد اپنے مسلم بھائیوں کے ساتھ آباد ہیں ۔ جناب والا ۔ بہت کچھ اس کی اھمیت اور ضرورت پر کہا گیا لیکن میں یہ عرض کرنا چاھتا ھوں کہ معزز اراکین اس بات پر غور کریں کہ یہ سنگین مسئلہ ہے ۔ جس میں انتظامی اور قانونی امور حائل ہیں ۔ کیا دو مہینے کے عرصہ میں یہ طے کئے جا سکتے ہیں؟ مجھے معلوم ہے اور آپ کو معلوم ہے کہ حکومت اعلیٰ نے اس مسئلے کو حل کرنے کے واسطے ایک کمیٹی کی تشکیل دی ھوئی ہے وہ ایک اعلیٰ پیمانے کی کمیٹی ہے۔ لیکن اس کا کام صرف اس مسئلہ کو طے کرنا نہیں ہے ۔ جناب والا ۔ میں آپ کے توسل سے اس معزز ھاؤس کی خدمت میں ایک مزید ترمیم پیش کرنا چاھتا ھوں کہ "اس مسئلہ کو دو مہینے میں یا اس سے پہلے یا جس قدر وقت اس میں لگے حل کرنے کے واسطے ایک ھائی پاورڈ کمیٹی بنا دی جائے ۔ شاید اس کا نام "پنجاب کچی آبادیز ڈویلپمنٹ اتھارٹی" رکھا جا سکتا ہے ۔ تاکہ اس اتھارٹی کا محض کام یہی ھو کہ وہ اس کچی آبادی کے مسئلے پر ضلعی سطح پر ، تحصیل کی سطح پر اور دیہات کی سطح پر غور کرے ۔ اگر ضرورت ھو تو وہ اپنے اپنے ادارے اور اپنا اپنا نظام قائم کرے تاکہ وہ اس معاملے کو جلد از جلد نمٹا سکے ۔ جناب والا ۔ میں اس بات پر یقین رکھتا ھوں کہ جب تک یہ معاملہ ایک ایسی ڈویلپمنٹ یا

ایڈمنسٹریٹو اتھارٹی کے سپرد نہ کیا جائے یہ کبھی بھی دی ہوئی میعاد میں طے نہیں ہوگا۔ آپ سب جانتے ہیں کہ کچی آبادی کے رہنے والوں کے لیل و نہار کس قدر پر درد اور کس قدر تاریک ہیں ۔ اور ان چند الفاظ کے ساتھ ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی توسل سے اس ہاؤس سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا ایسی راتیں ہیں کہ جن راتوں کے مقدر میں سحر نہیں ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ سردار صغیر احمد ۔

سردار صغیر احمد ۔ جناب سپیکر ۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ کے توسل سے آج اس ایوان میں ان لوگوں کا ذکر ہو رہا ہے جن کو تاریخ نے بھی بھلا دیا ہے ۔ جناب والا ۔ آپ اس ملک کی تاریخ کو جانتے ہیں کہ جب برہمن نے متحدہ ہندوستان میں اس ملک کے لوگوں کو طبقات میں تقسیم کیا اس میں انہوں نے ایک ایسا طبقہ بھی پیدا کر دیا جس کا اللہ تعالیٰ کی اس زمین میں کوئی حق نہیں تھا ۔ یہ وہ لوگ ہیں جو آج کچی آبادیوں میں بستے ہیں اور جو حکومت کی اراضیات پر نا جائز طریقے سے اپنا قبضہ کر کے پاکستان کی تیس سال کی عمر میں جھونپڑیوں کے نیچے ۔ چھپروں کے نیچے اپنی زندگی گزار رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ یہ وہ لوگ ہیں جو دیہات میں بستے ہیں اور جنہیں "کمیں" کے نام سے پکارا کرتے تھے اور جن کو نہ زمین فروخت کرنے کا حق ہوتا تھا اور نہ گورنمنٹ کی آبادی میں انہیں ملکیت کا حق ہوتا تھا کہ وہ اپنا مکان اپنی زمین پر بنا سکیں ۔ جناب والا ۔ آپ ایک زمیندار گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں اور آپ جانتے ہیں کہ ان لوگوں کے ساتھ صدیوں سے بلکہ تاریخ کے قبل کے زمانے سے کیا سلوک چلا آتا رہا ہے ۔ جناب والا ۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ہر گاؤں میں یہ لوگ گاؤں کے ایک کونے میں بسا کرتے اور زمیندار ان کو اس طرح تسلیم کرتا تھا کہ یہ ہماری رعیت ہیں ، یہ ہمارے غلام ہیں اور محض انہیں اس گاؤں میں اللہ تعالیٰ کی اس زمین پر بسنے کے لئے اس سے بیگار لی جایا کرتی تھی ۔ جناب والا ۔ بیگار کے علاوہ اگر وہ اس گاؤں سے نقل مکانی کرنا چاہیں جس گاؤں میں انہوں نے اپنے اباؤ اجداد سے مکان بنایا ہوا ہے تو وہ نہیں کر سکتے تھے اور اس کو فروخت بھی نہیں کر سکتے تھے ۔ جناب والا ۔ ہر گاؤں کی جمع بندی میں مال

کے کاغذات میں یہ بات آج بھی درج ہے کہ اگر کوئی شخص نقل مکانی کرنا چاھتا ہے تو وہ ملبہ اٹھا سکتا ہے اپنے مکان کی فروخت نہیں کرسکتا ۔ جناب والا ۔ ھمارے ملک میں یہ طبقہ صدیوں سے چلا آ رہا ہے اور پھر میں نے یہ محسوس کیا اور دیکھا ہے ۔ اور جناب والا ۔ یہ میرا مشاھدہ ہے کہ زمیندار لوگ اس شخص کے مال مویشی کے گوبر کی کھاد مفت اپنے کھیتوں میں استعمال کرتے تھے صرف اس بنا پر کہ یہ لوگ اس اللہ تعالیٰ کی زمین میں کوئی حق نہیں رکھتے ۔ جناب والا ۔ میں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ اگر زمیندار ناراض ھوتا ہے ، بےشک وہ بیچارہ "کمیں" اس کا حقہ بھرتا ہے ، اس کی خدمت کرتا ہے ۔ لیکن جناب والا ۔ اس کو اس کے صلہ میں گالیاں ملا کرتی تھیں ۔ جناب والا ۔ اس طبقے کے لئے مصیبت آ ی اور جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے اور جس تاریخ کا حوالہ دیا ہے ، وہ صرف اس لئے تھا کہ اللہ تعالیٰ کی اس زمین میں انہیں کاشت کرنے کے لئے اور اپنا روزگار کمانے کے لئے تو کیا بسنے کے لئے بھی کوئی حق نہیں دیا گیا تھا ۔ جناب والا ۔ یہ برھمن کی شرارت تھی جس کا میں آج آپ کے سامنے ذکر کر رہا ھوں ۔ لیکن جناب والا ۔ اس ملک میں مغلیہ دور بھی آیا اور انگریز کا دور بھی آیا کسی بھی دور میں کسی بھی حکومت نے اس مصیبت کو ختم کرنے کی کوشش نہیں کی ۔ جناب والا ۔ انگریز کے دور میں آپ جانتے ہیں کہ جب انگریز نے اس پنجاب کے علاقے میں خاص طور پر بنجر علاقوں میں کالونیز قائم کیں ۔ کالونیز ایکٹ کے اندر ایک دفعہ تھی کہ کوئی شخص جو زمین کا مالک نہیں ہے ماسوائے چند ایک کے لئے ، وہ رھائش کے لئے اپنا پلاٹ الاٹ نہیں کرا سکتا تھا ۔ جناب والا ۔ طریقہ کار یہ تھا کہ ایک زمیندار احاطہ کی الاٹ منٹ حاصل کرتا تھا اور ایک غریب غیر مالک اور اس طبقہ سے تعلق رکھنے والا آدمی اس میں ایک غلام کی حیثیت سے ایک رعیت کی حیثیت سے اور زمیندار کے بیگاری کی حیثیت سے اپنی زندگی بسر کرتا تھا ۔ جناب والا ۔ انگریزوں کو یہ سبق کس نے سکھایا ۔ آپ جانتے ہیں کہ یہاں اس طبقے نے جس کے اس بات سے مفادات وابستہ تھے ۔ انگریزوں نے جب ان کی بدولت اس ملک میں اپنی حکومت قائم کی ، ان سے کام لیا ، انہوں نے ایک ذریعہ بنایا کہ لوگوں کو ان کا غلام بنایا جائے اور وہ خود انگریزوں کی غلامی کریں ۔

جناب والا - یہ ان کی نیت تھی - جناب والا - انہوں نے انگریزوں کو بھی یہ سبق سکھایا کہ جو نئے علاقے آپ آباد کرتے ہیں اس میں اگر آپ نے اس اللہ تعالیٰ کی زمین میں انہیں رہائش کا حق دے دیا تو یہ لوگ آزاد ہونگے۔ یہ لوگ ہمارے کہنے میں نہیں رہیں گے ہماری غلامی برداشت نہیں کریں گے اور آپ اپنا کاروبار حکومت جو آپ سمندر پار کر کے ہماری معرفت چلا رہے ہیں وہ چلانے سے قاصر رہیں گے - جناب والا - یہ جذبہ اس وقت بھی کارفرما تھا ان قوتوں کا جو انگریز نواز تھیں جو اس ملک میں انگریزوں کا تسلط برقرار رکھنا چاہتی تھیں وہ نہیں چاہتے تھے کہ اس غریب طبقہ کو جو اس ملک میں اکثریت میں ہیں یہ آزادی دی جائے - جناب والا - پاکستان بن گیا لیکن پاکستان کی تحریک میں انہوں نے یہ سنا تھا کہ ہمارا ایک ملک ہوگا اور اس میں ہم آزاد ہونگے اور آزادی کے ساتھ زندگی بسر کریں گے اور ہمیں بھی وہی حقوق حاصل ہونگے جو دوسرے شہریوں کو حاصل ہوتے ہیں۔ انہوں نے اس غلط فہمی میں آ کر کہ انہیں بھی یہ حقوق حاصل ہونگے ہیں - جناب والا - کسی نہ کسی طرح سے سٹیشن کے قریب ، کسی نہ کسی طرح سے منڈی کے قریب ، کسی نہ کسی طرح قصبہ کے قریب ایسی جگہوں پر جو ان لوگوں سے تعلق رکھتی تھیں ، جو انگریزوں کو جانے نہیں دینا چاہتے تھے ، اپنی آبادیاں بنائی ہیں اور جن کو اب یہ لوگ پسند نہیں کرتے ہیں انہوں نے جھونپڑیوں پر چھت ڈال کر اپنی گزر اوقات کرنا شروع کردی -

جناب والا - 1970ء کی تحریک اس ملک میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے - جب ان طبقات کی طرف سے جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب کی قیادت میں ایک آواز ابھری - جب یہ مطالبہ کیا گیا کہ اس پاکستان کا تصور جو علامہ اقبال نے دیا تھا - وہ پاکستان جس کا تعین قائد اعظم محمد علی جناح نے کیا تھا - 25 سال میں اس کی کوئی منزل ہمیں نظر نہیں آئی - ہم نے ایک قدم بھی اس پاکستان کی طرف نہیں رکھا -

جناب والا - قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو نے محسوس کیا کہ اس پاکستان میں لوگوں کو دور غلامی سے نجات دلائی جائے جو ہزار ہا سال کی تاریخ میں جو برہمن کے وقت سے لے کر ، انگریز کے وقت سے لے کر آج

تک چلی آ رہی ہے نجات دلائی جائے ۔ جناب والا ۔ یہ فیصلہ کیا گیا کہ کچی آبادیوں کے مکین جو بیچارے ناجائز قبضہ کر کے اپنے جھونپڑے بنائے ہوئے ہیں ، وہ سرکاری زمین پر آباد ہیں ، وہ متروکہ اوقاف پر آباد ہیں ، وہ مسلم اوقاف پر آباد ہیں ۔ جو ایسی جگہ پر بیٹھے ہوئے ہیں انہیں مالکانہ حقوق دے کر انہیں اس اللہ تعالیٰ کی زمین میں اور اس پاکستان میں دوسرے شہریوں کے برابر حقوق دیئے جائیں ۔

مسٹر قیوم نظامی ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ میں اپنے فاضل رکن کی اطلاع کے لئے عرض کرنی چاہتا ہوں کہ کچی آبادیوں کے جو مکین ہیں وہ ناجائز طور پر قابض نہیں ہیں ۔ بلکہ وہ کرایہ دیتے ہیں ، وہ اوقاف کو کرایہ دیتے ہیں ، گورنمنٹ کو کرایہ دیتے ہیں ، اگر وہ پرائیویٹ جگہ پر رہ رہے ہیں تو ان لوگوں کو کرایہ دیتے ہیں ۔ وہ ناجائز قابض نہیں ہیں ۔

سردار صغیر احمد ۔ جناب والا ۔ میں ان کچی آبادیوں کے قائم ہونے کی تاریخ بتا رہا ہوں ۔ میرے فاضل دوست اس بات سے انکار نہیں کر سکتے ۔ پاکستان کی تحریک میں لوگوں نے یہ سنا کہ جب پاکستان بن جائیگا ہمیں آزادی ملے گی ۔ ہماری اپنی حکومت ہوگی ۔ اس حق کے لئے انہوں نے اپنے مکان یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ پاکستان کی زمین ہے ا ۔ یہ ہمارا حق ہے وہاں پر انہوں نے اپنے مکان اور جھونپڑے بنائے ہیں ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا ۔ یہ علیحدہ بات ہے ۔ میں آپ کا مشکور ہوں اگر آپ نے مجھے یہ بھی بتا دیا ہے کہ ان محکمہ جات کے جن زمینوں پر یہ غریب قابض تھے کرایہ دے رہے ہیں ۔ یہ ایک ظلم کی بات ہے ۔ میں آپ کی اس نشاندھی پر آپ مشکور ہوں ۔

جناب والا ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ پہلی بار پاکستان میں قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ پاکستان کے اس تصور کو تلاش کیا جائے جسے قائد اعظم محمد علی جناح نے صاف کیا تھا اور جس کا تصور علامہ اقبال نے دیکھا تھا ۔ سب سے پہلا قدم اس طبقے کی بہبودی اور بہتری کے لئے اٹھایا گیا ۔ جناب والا ۔ میرے فاضل دوستوں نے شکایت کی ہے کہ حکومت کی طرف سے تساہل ہوا ہے ۔ لیکن میں آپ سے

یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ یہ حقیقت ہے کہ قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کا اس میں کوئی قصور نہیں ہے ۔ اس میں میرا قصور ہے ۔ اس میں ڈاکٹر عبدالخالق کا قصور ہے ۔ اس میں ان لوگوں کا قصور ہے جو پنجاب میں حکومت کرتے رہے ہیں ۔ اور میں بجا طور پر یہ الزام لگانے کے لئے تیار ہوں کہ ان طبقات کے مفاد کے لئے پوری کوشش کے ساتھ پوری محنت کے ساتھ پنجاب کی حکومت کی طرف سے کبھی جدو جہد نہیں ہوئی ۔ اگر پنجاب کی حکومت ایمان داری کے ساتھ ، جذبہ کے ساتھ اس کام کو ختم کرنا چاہتی تو آج اس ایوان میں یہ بحث نہ ہوتی ۔ جناب والا ۔ میں آپ سے یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ جب دیہات کے لوگوں کو یہ حق دیا گیا کہ انہیں پانچ مرلہ زمین دی جائے گی ۔ اور ایسے لوگوں کو دی جائے گی جن کے پاس زمین نہیں ہے ۔ اور پانچ مرلہ کے پلاٹ مفت دئے جائیں گے ۔ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ میں اس کا مجوز بھی ہوں ۔ میرا اس سکیم کا قانون بنانے میں بحیثیت وزیر مال ، بحیثیت وزیر قانون دخل ہے اور اس پر عمل درآمد کرانے میں بھی میرا اس میں سب سے بڑا حصہ ہے ۔ میں اپنی خود ستائی نہیں کرتا ۔ مجھے جناب والا ۔ اس سکیم سے لگاؤ ہے ۔ میں نے اپنے دو تین ماہ کے عرصہ میں چھ لاکھ پلاٹ اس پنجاب کے حصہ میں تقسیم کرائے تھے ۔ بجا طور پر یہ لوگ سوال کر سکتے ہیں کہ اب دو سال کے عرصہ میں صرف 83 ہزار پلاٹ تقسیم ہوئے ۔ اگر اس سکیم کو مکمل کرنا چاہتے ہیں تو یہ سکیم یقیناً دو تین ماہ کے اندر ختم ہو سکتی تھی ۔ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے اپنے وضاحتی بیان میں یہ فرمایا ہے کہ قانونی رکاوٹیں ہیں ۔ میں مانتا ہوں قانونی رکاوٹیں ہیں مگر قانونی رکاوٹیں دو تین فی صد سے زیادہ نہیں ہو سکتیں ۔ ایک فی صد سے زیادہ ہمارے دیہات میں نہیں ہو سکتیں ۔ مثال کے طور پر میرے حلقہ میں 81 گاؤں ہیں ۔ ان 81 دیہات میں کسی جگہ پر بھی stay order نہیں ہے ۔ لیکن آج پھر بھی وہاں 40 فیصد دیہات کا کام باقی ہے ۔ جناب والا ۔ آپ یہ کہتے ہوں گے کہ آپ نے چھ لاکھ پلاٹ تقسیم کئے ہیں آپ کے وقت میں اتنا کام کیوں باقی رہ گیا ہے ۔ میں یہ بھی وضاحت ساتھ ساتھ کرنی چاہتا ہوں کہ یہ علاقہ مجھے لیا دیا گیا ہے ۔

Mr. Speaker. Please conclude now

سردار صغیر احمد ۔ جناب والا ۔ میرے لئے یہ وضاحت اس لئے کرنی ضروری ہے تاکہ فاضل دوست اور رکن یہ محسوس نہ کریں کہ میں یہ غلط بیانی سے کام لے رہا ہوں ۔

جناب والا ۔ میرے فاضل دوست چودھری ممتاز احمد کاہلوں صاحب نے بجا طور پر یہ ترمیم دی ہے کہ ہم vague صورت میں حکومت کو یہ اجازت دینا نہیں چاہتے کہ وہ اس مسئلہ پر جب تک چاہے خاموشی کے ساتھ سوتی رہے بلکہ ہم اس حکومت کو جگانا چاہتے ہیں ۔ ایک رکن کی حیثیت سے ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم ایسا کریں کہ یہ حکومت اپنا فرض پورا کرے ۔ ابھی کل کی بات ہے ۔ انتخابات میں ہم نے لوگوں سے وعدہ کیا تھا کہ آپ کے یہ مسائل فوری طور پر حل کرائیں گے لیکن کچھ عرصہ گزر چکا ہے اور اس تین ماہ میں مجھے کہیں سے آثار نظر نہیں آئے کہ حکومت کی طرف سے ان معاملات کو حل کرنے کے لئے کوئی قدم اٹھایا گیا ہو ۔ جناب والا ۔ اب قدغن لگائی گئی ہے کہ یہ معاملات حل نہ ہوں ۔ مثال کے طور پر پانچ مرلہ سکیم پر یہ پابندی لگا دی گئی ہے ، شہر سے پانچ میل ، ریلوے سٹیشن سے ایک میل اور کنٹونمنٹ سے پانچ میل کے دیہات میں بسنے والے غریب کو جن کے پاس صدیوں سے کوئی چیز نہیں جو اسی طبقے سے تعلق رکھتے ہیں ، جس کی نشاندھی میں کر چکا ہوں وہاں یہ کام نہیں ہو سکا ۔ جناب والا ۔ وہ بھی پاکستان میں بستے ہیں ۔ وہ بھی اسی طبقے سے تعلق رکھتے ہیں ۔ وہ اسی وقت سے محروم چلے آ رہے ہیں ۔ وہ بھی پیپلز پارٹی کے حامی ہیں ۔

مسٹر غلام اصغر دستی ۔ جناب والا ۔ قواعد انضباط کار کے قاعدہ 102 کے تحت فاضل ممبر نفس مضمون سے ہٹ کر تقریر کر رہے ہیں ۔

سردار صغیر احمد ۔ جناب والا ۔ میں اپنے پوائنٹ کی تائید میں کہہ رہا ہوں کہ کیوں نہ دو ماہ کی میعاد ہونی چاہئے ۔ میں مثال پیش کر رہا ہوں اس لئے کہ یہ ہوتا رہا ہے ۔ اس لئے ضروری ہے کہ میعاد کا تعین کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سردار صاحب آپ کے دس منٹ ہو چکے ہیں ۔ آپ تشریف رکھیں ۔

سردار صغیر احمد ۔ جناب والا ۔ مجھے تقریر کے لئے دو تین منٹ اور دیئے جائیں ۔ میں اپنی اگلی ترمیم پر تقریر نہیں کروں گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ ایک فاضل رکن ایک ترمیم یا ایک ریزولیوشن پر 10 منٹ سے زیادہ تقریر نہیں کر سکتا ۔

سردار صغیر احمد ۔ جناب والا ۔ مجھے اپنی ترمیم پر تقریر کرنے کا حق تو دیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ تقریر فرما لیں ۔ اس کے متعلق میں کچھ نہیں کہہ سکتا کہ وہ in order یا out of order ہوگی ۔ میں دو تین منٹ تقریر کے لئے آپ کو دیتا ہوں ۔

سردار صغیر احمد ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس پابندی سے پنجاب کے ایک تہائی دیہات اس حکم سے جو وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو نے ان کی بہتری کے لئے دیا ہے محروم ہوگئے ہیں ۔ جناب والا ۔ یہ ایک بوالعجبی ہے ۔ قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو جلسہ عام میں اعلان کرتے ہیں کہ میں نے چیف منسٹر صاحب کو یہ حکم دے دیا ہے کہ یہ پابندی ختم ہے ۔ وہ پریس کانفرنس میں یہ اعلان کرتے ہیں کہ یہ کام کیا جائے ۔ لیکن جناب والا ۔ تین ماہ گزر گئے ہیں ، میں ہر روز تحصیل سے پوچھتا ہوں کہ قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کا حکم آپ تک پہنچ چکا ہے ، لیکن ابھی تک اس حکم نے تحصیل تک کا سفر اختیار نہیں کیا ، اس لئے کیوں نہ یہ میعاد مقرر کی جائے ۔ اب یہ ایوان یہ چاہتا ہے ۔ نیک نیتی سے حکومت بھی اب یہ کام کرنا چاہتی ہے ۔ قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کا فیصلہ ہے ۔ اس پارٹی کا فیصلہ ہے ۔ اس کے بہت سے مسائل ہیں ان کے حل کے لئے راستے نکالیں ۔ بجا طور پر یہ مبارک باد کے مستحق ہیں لیکن ہم کو سستی نہیں کرنی چاہئے ۔

جناب والا ۔ میں ایک چیز کی وضاحت کرنی چاہتا ہوں ۔ پھر میری ایک

فاضل رکن نے یہاں ایئرکنڈیشن پر اعتراض کیا ہے۔ میں جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کی وضاحت سے مطمئن نہیں ہوں۔ ایئرکنڈیشن عیش و آرام کے لئے نہیں دیئے جاتے۔ جناب والا۔ یہ اس لئے مہیا کئے جاتے ہیں کہ ہم زیادہ سے زیادہ کام کر سکیں اور جو موسم کی خرابی ہے اور ایسی تکالیف ہیں ان سے بچیں اور ان لوگوں کی بحالی اور غریبوں کی بحالی کے لئے زیادہ سے زیادہ خدمات سر انجام دے سکیں۔ ڈاکٹر صاحب میں گستاخی سے کہہ رہا ہوں۔ آپ اس بات کی فکر نہ کریں۔ ایئرکنڈیشن پر کوئی اعتراض نہیں کر سکتا لیکن خدا کے لئے قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو نے غریبوں کی بھلائی کے لئے جو حکم دیتے ہیں اس پر عمل کرلیں اور اسے منزل مقصود تک پہنچائیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)۔

جناب والا۔ انشاء اللہ آج بھی غریب آپ کے ساتھ ہیں۔ کل بھی غریب آپ کے ساتھ تھے اور کل بھی غریب آپ کے ساتھ ہوں گے اگر آپ نے غریبوں کا ساتھ نہ دیا۔ اگر غریبوں کے ساتھ یہ مذاق ہوتا رہا، آپ اور میں کو کیا اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ ہم خس و خاشاک کی طرح بہہ جائیں گے۔ آپ ان غریبوں کا دامن نہ چھوڑیں۔ شکریہ۔

چوہدری محمد لطیف رندھاوا ۔ جناب والا۔ مجھے افسوس ہے کہ فاضل ممبر نے کوئی ایسی تجویز پیش نہیں کی جو اس بڑے اہم کام کے لئے ضروری تھی۔ کچی آبادیوں کا جو مسئلہ ہے اس میں بے شمار مشکلات ہیں۔ اس میں بہت سے مسائل ہیں۔ سرکاری زمین کو حاصل کرنے کا مسئلہ ہے۔ اوقاف کی زمین ہے۔ مرکزی حکومت کی زمین ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ فاضل مقرر کوئی تجویز پیش کرتے اور اس کے راستے میں جو رکاوٹیں ہیں ان کو دور کرنے کے لئے تجویز پیش کرتے۔ یہاں جذبات کی بات ہو رہی ہے۔ اس پر بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ جب قائد عوام بارہا اعلان کر چکے ہیں کہ کچی آبادیوں کے مکینوں کو حقوق ملکیت ملیں گے۔ پھر انہوں نے 8 تاریخ کو گورنمنٹ ہاؤس میں بھی اعلان فرمایا کہ اس کے لئے جلد از جلد انتظام کیا جائے۔ اس کے بعد کانفرنس میں انہوں نے واضح اعلان کیا تھا کہ میں پنجاب گورنمنٹ سے قطعی اس قسم کا افسوس سننے کے لئے تیار نہیں ہوں

لہٰذا اس مسئلہ پر جلد از جلد عمل ہونا چاہئے ۔ جناب والا ۔ میری گزارش یہ ہے کہ بہتر ہوتا کہ جناب وزیر موصوف میاں افضل حیات صاحب کم از کم اس ہاؤس کو بتاتے کہ اس مسئلہ میں رکاوٹ کیا ہے ۔ ان کے راستے میں دشواری کیا ہے ۔ کون سے وہ دستوری اسباب ہیں جن کی وجہ سے ان کو بریک لگی ہوئی ہے ۔ جناب والا ۔ اس مسئلہ پر کوئی لمبی چوڑی بحث کی ضرورت نہیں تھی ۔ یہ مسئلہ تو مسلمہ ہے ، یہ تو ایک حقیقت ہے ۔ اس پر اتنی لمبی بحث کہ مغلیہ خاندان سے اور ٹوڈی خاندان سے شروع کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ یہ بات ایک حقیقت بن چکی ہے جب کہ قائد عوام نے یہ صاف طور پر کہہ دیا ہے کہ میں پنجاب گورنمنٹ سے کوئی افسوس سننے کے لئے تیار نہیں ۔ میرا خیال یہ تھا کہ آج اس ایوان میں کم از کم حکومت کی طرف سے واضح اعلان ہوتا کہ کیا وجوہات ہیں ، کیا مشکلات ہیں ۔ کیا دشواریاں ہیں کہ وہ اپنا کام آگے بڑھا نہیں سکتے ۔ بہتر یہ تھا کہ اس کی روشنی میں فاضل ممبران وضاحت فرماتے کہ وہ اس مسئلہ پر صحیح ہیں یا غلط ہیں ۔ جہاں تک جذبات کا تعلق ہے اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا ۔ یہ تقاریر جو ہو رہی ہیں ، بہت ہو چکی ہیں ۔ یہاں لاہور میں ہوئیں ۔ قائد عوام نے ہر جگہ تقاریر فرمائیں ۔ اس کی ضرورت نہیں ہے ۔ اگر کوئی particular بحث ہوتی ۔ کوئی خاص نکات ہوتے تو ٹھیک تھا ۔ لیکن چاہئے تو یہ تھا کہ گورنمنٹ کی طرف سے کوئی بات ہوتی ۔ کہ ان کو مشکل درپیش کیا ہے ۔ ان کو تکلیف کیا ہے ۔ دشواری کیا ہے ؟ کیوں یہ مسئلہ حل نہیں ہوتا ؟ تو پھر جناب اس پر بحث ہوتی ہے ۔ تو میں جناب والا ۔ آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ میاں افضل حیات صاحب کم از کم ہاؤس کو یہ تو بتائیں کہ انہوں نے اس عرصہ میں یعنی 8 اپریل سے لے کر اب تک کیا کام کیا ہے ۔ کیا انہوں نے اس کے کام میں کوئی دلچسپی لی ؟ کیا انہوں نے آج تک کوئی معاملہ آگے بڑھایا ہے تاکہ کم از کم ہاؤس کو یہ تو پتہ چلے کہ انہوں نے آج تک کیا کیا ہے ۔ پھر تو یہ ہوگا کہ اس کی روشنی میں بحث ہوتی ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر ۔ ملک محمد اعظم ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ فاضل رکن نے جو نکتہ پیش کیا ہے وہ بہت اچھا نکتہ ہے اور اس ہاؤس کی یہ روایت رہی ہے کہ وزیر متعلقہ ایوان میں سب سے پہلے اپنا موقف بیان کر دیتے ہیں تا کہ جو بحث کی جائے اور بحث کرنے والے فاضل اراکین کو یہ معلوم ہو کہ حکومت کیا کر چکی ہے اور اس کے مطابق یہ تنقید کی جائے۔ فاضل وزیر بھی یہاں موجود ہیں ۔ لیکن جناب والا نے جیسے مناسب سمجھا کیا ۔ تو اس وجہ سے پہلے یہ بیان نہیں آ سکا ۔ چونکہ فاضل رکن نے یہ سوال کیا ہے اس لئے میں نے یہ جواب دیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس کے متعلق میں یہ عرض کروں کہ جہاں تک آپ کے قواعد و ضوابط کا تعلق ہے ، اس کی میں نے تشریح کی تھی لیکن آپ اس کے متعلق فرما چکے ہیں کہ کیوں مخالفت کی تھی ، حکومت کا نقطہ نظر اس لحاظ سے آ چکا ہے مگر جہاں تک وزیر متعلقہ کا تعلق ہے وہ تو اس ترمیم پر جب debate ختم ہوگی وہ اپنا نکتہ نظر پھر بھی بیان کریں گے ۔ اس لئے یہ نہیں ہو سکتا تھا کہ حکومت کا نکتہ نظر اس فیصلہ ہونے سے پہلے ایون کے سامنے نہ آئے ۔ ۔ ۔ ۔ ملک محمد اعظم ۔

ملک محمد اعظم ۔ جناب سپیکر ۔ جہاں تک اس قرار داد کا تعلق ہے میں جناب سید مسعود زاہدی صاحب کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اتنے اہم انسانی مسئلہ کی طرف اس معزز ایوانؔ کی توجہ دلائی ہے ۔ جہاں تک فاضل رکن چوہدری ممتاز احمد کاہلوں کی ترمیم کا تعلق ہے اور جو ترمیم کے پیچھے جذبہ اور نیت ہے اس سے کسی کو اختلاف نہیں ہو سکتا ۔ لیکن جناب والا ۔ مسائل کو حل کرنے کے لئے وسائل اور وقت کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے ۔ خصوصاً ہمارے ملک میں جس کے مسائل لا محدود ہیں ۔ اور ایک ایسا ملک جس کے متعلق میں عرض کروں گا کہ یہ پورا ملک ہی کچی آبادیوں کا ملک ہے ۔ تو اس تمام مسئلہ کو حل کرنا چاہئے ۔ اگر ہم فوری طور پر بھی کریں تو اس کے لئے وقت درکار ہوگا اور وسائل بھی وہی بروئے کار لائے جا سکتے ہیں جو ہمارے پاس ہیں ۔ جہاں تک تقاریر کی گئی ہیں کچھ فاضل دوستوں کی تقاریر سے یہ تاثر ملتا

ہے کہ شائد حکومت یا اس طرف بیٹھنے والے جو اراکین ہیں وہ اس قرارداد کے خلاف ہیں۔ لیکن جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ جہاں تک اس کی اہمیت کا سوال ہے سب کو اس سے اتفاق ہے۔ کیونکہ یہ ہم بھی جانتے ہیں کہ یہ مسئلہ جتنا اہم ہے اتنا ہی ساتھ ساتھ پرانا بھی ہوتا جائے گا۔ اور ہمیں یہ علم ہے کہ کچی آبادیوں کے مکینوں کی زبان حال یہ کہتی ہے۔

مانا کہ تغافل نہ کرو گے لیکن
خاک ہو جائیں گے ہم تم کو خبر ہونے تک

لیکن جناب والا۔ میں یہ عرض کروں گا کہ جو قرار داد ہے۔ اس کا جو context ہے اس پر بھی شائد فاضل اراکین نے نظر نہیں دوڑائی کیوں کہ جو ترمیم ہے اس میں یہ تجویز کیا گیا ہے کہ دو ماہ کے اندر حقوق ملکیت دیئے جائیں لیکن قرار داد کے ساتھ ساتھ یہ بھی ہے "نیز ان آبادیوں کی توسیع اور ترقی کے سلسلے میں بھی فوری اقدامات کئے جائیں"۔ جناب والا۔ میں یہ عرض کروں گا کہ یہ حکومت جس کی بنیاد ہی اس ملک کے غریب عوام ہیں یہ ان غریبوں کو کیسے بھول سکتی ہے۔ اور آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ یہ ایک تاریخی بات ہے کہ اتنے قلیل عرصہ میں غریب لوگوں کے لئے جو اصلاحات کیں وہ قابل قدر ہیں اور تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔ جناب والا۔ میں یہ عرض کروں گا کہ جہاں ہم یہ کہتے ہیں کہ دو ماہ کی مدت رکھی جائے، وہاں میری یہ رائے ہے کہ اس پر یہ قدغن نہ لگائی جائے کہ دو ماہ میں یہ تمام کام ہو جائے گا۔ جناب والا۔ میں حکومت کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ اس معاملے کو جلد از جلد سمیٹنے، نپٹانے اور حل کرنے کی کوشش کرے۔

مسٹر سپیکر۔ مسٹر عابد حسین بھٹی۔

مسٹر عابد حسین بھٹی۔ جناب والا۔ ایوان میں بہت لمبی چوڑی بحث سننے کے بعد میں جس نتیجہ پر پہنچا ہوں وہ یہ ہے کہ اس معزز ایوان کے اراکین نے اس طرف توجہ ہرگز مبذول نہیں کی کہ یہ کچی آبادیاں جن کو آج حقوق ملکیت دلانے کے لئے اور اس پر میعاد مقرر کرنے کے لئے اس قدر زور حمایت کی جا رہی ہے، یہ کچی آبادیاں بنتی کیوں ہیں؟ کبھی کسی

نے اس مسئلہ پر غور نہیں کیا ۔ میں عرض کروں گا کہ جتنے بھی حقوق دئے جائیں ، جتنی بھی لمبی چوڑی کچی آبادیاں تعمیر کرنے جائیں ، جتنی بھی جلدی چاہے دو ماہ کے اندر ان کو حقوق ملکیت دلائے جائیں یہ مسئلہ قطعاً حل نہیں ہو سکے گا ۔ کیوں کہ ملک کی 85 فیصد آبادی کچی ہے اور وہ دیہاتوں سے منتقل ہو کر شہروں میں آ رہی ہے ۔ اور اس پر دھانی اس لئے ڈالی جا رہی ہے کہ یہ لوگ شہروں کے قریب آباد ہیں اور شہر کے وہ لوگ جن کو اتنی زیادہ سہولتیں میسر ہیں ان کو ان کچی آبادیوں کے قریب جانے کا زیادہ اتفاق ہوتا ہے اور وہ ان کے مسائل کو زیادہ توجہ دینے کی کوشش کرتے ہیں ۔ یہ ٹھیک ہے ، بجا ہے کہ یہ شہری حلقہ کے جو ممبران ہیں ان کو سب سے زیادہ مسئلہ کچی آبادیوں کا درپیش ہے کیوں کہ موجودہ الیکشن میں بھی اور سابقہ الیکشن میں بھی سب سے بڑا مسئلہ کچی آبادیوں کا ان کے درپیش تھا اور یہ کچی آبادیوں والے لوگ زیادہ شور ڈالتے ہیں ۔ چونکہ وہ اپنے قریب زیادہ سہولتوں والے لوگوں کو دیکھتے ہیں اور نہ صرف وہ اچھے مکانوں میں رہتے ہیں ، اچھی گلیوں میں ، اچھے علاقوں میں بستے ہیں ۔ اچھی سڑکیں ہوتی ہیں ۔ بلکہ ایئر کنڈیشن اور دیگر جدید ترین سہولتیں ان لوگوں کو میسر نہیں ہیں ۔ اس کے مقابلے میں آج تک اس طرف کسی نے توجہ نہیں دی ہے کہ 85 فیصد آبادی جو دیہاتوں میں بستی ہے اور پورے کا پورا دیہات کچا ہوتا ہے ۔ اور ایک مکان پختہ ہوتا ہے وہ بھی استحصالی طبقے کا جس نے ان مکینوں کا خون چوس کر بنایا ہوتا ہے ۔ کیا دو ماہ میں مسائل حل ہو جائیں گے ۔ کیا وہ لوگ نقل مکانی کر کے نہیں آئیں گے ۔ شہروں میں جانے سے ان کا مسئلہ حل ہو سکتا ہے ۔ دیہات میں آباد ہونے سے ان کا یہ مسئلہ حل نہیں ہو سکتا اس طرح ملک میں ھل چل مچ جائے گی ۔ اور دیہاتوں میں جو لوگ رہتے ہیں وہ لوگ زیادہ غلہ پیدا کرتے ہیں ۔ اور زیادہ سے زیادہ اناج مہیا کرتے ہیں ۔ اس طرف آپ کی توجہ کم ہے شہروں میں جب یہ لوگ آئیں گے تو مسائل اور بڑھیں گے ۔ بہتر یہ ہوگا کہ ان آبادیوں کو پکا کرنے کے بجائے ، حقوق دینے کی بجائے اس طرف توجہ دیں ۔ جس طرف زیادہ آبادی ہے ۔ اور اس کچی آبادی اور کچے دیہاتوں کو پکا کرنے کی طرف توجہ دی جائے اور یہ دو ماہ کی قدغن لگانے سے اس مسئلہ

کا کوئی حل نہیں ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر دس سال کی قدغن لگا دی جائے تب بھی یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا ، کوشش یہ کی جائے کہ کچی آبادیوں کو جہاں سے یہ بنتی ہیں اس مسئلے کو حل کیا جائے ۔

Mr. Irshad Muhammad Khan. Sir, the Resolution, as put forward by Mr. Masud Zahdi, is most appropriately worded keeping in view the legal implications involved in so many litigation cases pending in almost all parts of the Province and particularly Lyallpur where numerous suits are pending regarding which injunctions have been issued by the respective courts and which have even been confirmed by the HighCourt. If the time limit of two months is substituted for the words "مہلت ممکنہ" appearing in the Resolution then it could tentamount to wilful disobedience of the injunctions passed by the law courts of the country and of this august House which safeguards and enforces the law binding agencies to act according to the procedure and substantive rights of the public at large. I think, it would be too much to violate the injunctions of the courts by means of this House which frames the law and the position of this Resolution being advisory one it would be aiding towards the fact that this House provokes the cause of disobedience rather than checking it. It cannot be much over emphasized that the question of the grant of proprietory rights have been settled. It is only a matter of completation of documentation or procedural formalities. Nobody denies that the Prime Minister's orders have got to be complied with but the delay which is forthcoming is not a voluntary act of the Government. Much can be said about it. Actually, Sir, the issue of kachhi abadi has been confused with the five-marla scheme Five-marla scheme is an Act of 1965 of the Provincial Government and this scheme relates to the abadies situated in the rural areas which have a separate statute govering them. Therefore, a majority of the speeches delivered on the subject of kachhi abadi was in fact relating to five-marla scheme. An effort was made by a learned member to show that six lakh plots were distributed. Again, this pertains to the five-marla scheme which is not the topic

under discussion. It is the case of kachhi abadis in the urban areas and not in the rural areas which is under consideration of the House. I think that Sardar Saghir Ahmad's elaboration of his "karwai" for having distributed, as Minister for Revenue, six lakh plots has the least relevance. I also think that the speeches delivered by most of the members were not relevant. Presently, what we are discussing is the grant of proprietory right to the occupants of kachhi abadis. The amendment moved by Mr. Mumtaz Ahmad Kahloon seeks to substitute the words "two months" for the words "عجلت ممکنہ", thereby placing an embargo or limiting this thing to two months which is quite impossible because, as earlier submitted, there are so many administrative, financial and legal implications involved in it. The government in so many cases has to pay compensation and for that motter there will be the Ministery of Finance coming in which the objection that funds are not available but so far as the occupants of the kachhi abadis are concerned nobody can disturb them. The directive of the Prime Minister is very much there in the field and no authority, at least in this country, can have the guts to displace them or to oust them. They have been given a positive assurance about the stability and ownership of their rights for the places occupied by them. A survey has been completed in the Province and people who were in occupation on a certain date have been given the proprietory rights. Sir, the matter is not so simple as is being debated on the basis of sentimental approach. The learned members know that election is very much near at hand, "Surah Yaasin" is being recited to them and very quickly they will be feeling that it is the end because there may not be another session of this Assembly. So, they want that time limit substituted in this Resolution to form a part of their electioneering compaign which is quite in sight. In yesterday's and today's parleys every-thing world have been decided. The dissolution of the National Assembly has been agreed to and only the time-schedule is the factor which remains to be decided. Many other complications would have been sorted out and would be discussed according to the agenda prepared by Mr. Pirzada

and Professor Ghafoor Ahmad for today. This thing cannot be taken so lightly as a matter of simple convenience that the date should be fixed for two months. It is a very difficult and well nigh impossible task because so many schemes have been going on during the past years. The administration has its own problems, its own difficulties and its own limitations. I, therefore, oppose the substitution of two months as envisaged by the amendment and submit that the Resolution, as proposed by the learned member, is very adequately and properly worded and shall carry more weight if it is passed in its original shape.

مسٹر سپیکر ۔ میاں محمد افضل حیات ۔

وزیر ہاؤسنگ و تعلیم ۔ جناب والا ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں کہ قرار داد نمبر 1 سطر ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس وقت جو ایوان میں ترمیم پیش ہے اس کا جواب دینا چاہتے ہیں تو فرمائیے ۔ تحریک بعد میں آئیگی ۔

وزیر ہاؤسنگ و تعلیم (میاں محمد افضل حیات) ۔ جناب والا ۔ کچی آبادیوں کے متعلق جو قرارداد زیر بحث ہے ۔ وزیر اعظم کی 17 اپریل 1977ء کی پریس کانفرنس جس میں انہوں نے اعلان کیا تھا اس سلسلے میں تین چیزیں قرار داد میں ہیں ایک مالکانہ حقوق ، دوسرا اس کی ترقی ، تیسرا توسیع ۔ مالکانہ حقوق کا مسئلہ اتنا بڑا مسئلہ نہیں ہے ، اس سے بہت جلدی نمٹا جا سکتا ہے اس میں صرف ٹیکنیکل پوائنٹس ہیں ۔ جس میں عوام کو زیادہ سے زیادہ عدالتوں کے چکر نہ لگیں ۔ اور کم از کم قانونی کارروائی ہو ، مسئلہ اتنا سنگین نہیں تھا یہ آسانی سے حل ہو سکتا تھا ۔ دوسرا مسئلہ رقم کی فراہمی کا تھا ۔ حکومت پنجاب کے موجودہ وسائل کے مطابق یہ رقم حاصل کرنا اتنا آسان کام نہیں تھا ۔ چونکہ یہ غریبوں کا مسئلہ تھا اور وزیر اعظم کی ہدایات کے مطابق جہاں سے بھی رقم مہیا کی جا سکتی تھی کی ۔ اکیس کروڑ روپے کی رقم مہیا ہو چکی ہے اس کی پہلی قسط بھی مل چکی ہے ۔ دوسرا مسئلہ ترقی کا ہے ، اس کے لئے یہ ضروری تھا کہ سروے کا کام کیا جائے ۔ چونکہ موجودہ حالات میں اگر کچی آبادیوں کو مالکانہ حقوق دے دیئے جاتے

تو یہ ایک slum بن کر رہ جاتی ہے ۔ کوئی ترقی کا کام نہیں ہوگا۔ اس لئے یہ ضروری تھا وہاں سروے کیا جائے ۔ اور اس طریقے سے پلاننگ کی جائے ۔ بجلی ، سوئی گیس اور پانی کی فراہمی کی جائے ۔ اس کے لئے سروے ٹیموں کو کام دے دیا گیا ہے اور مختلف اضلاع اور مختلف شہروں میں اپنا اپنا کام کر رہی ہیں ۔ جیسے ہی یہ کام مکمل ہوگا ان کو مالکانہ حقوق دینے شروع کر دیئے جائیں گے ۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ کام دو ماہ سے پہلے شروع ہو جائے کیوں کہ کئی ٹیمیں اپنا سروے کا کام پہلے ہی مکمل کر رہی ہیں اور ہمیں امید ہے کہ اگر کوئی اور ٹیکنیکل رکاوٹ نہ ہوئی تو یہ کام بہت پہلے شروع ہو جائے گا ۔ کئی جگہوں پر سروے میں ذرا دیر ہو گئی ہے ۔ یہ ہر ایک کچی آبادی کا انفرادی مسئلہ ہے ، کہیں یہ کام جلدی ختم ہو جائے گا اور کہیں ذرا دیر لگے گی ۔ جیسے جیسے یہ سروے کا کام ختم ہوگا مالکانہ حقوق دینے کا کام شروع ہو جائے گا ۔ اس کے لئے عوامی نمائندوں کو بھی دعوت دی گئی ہے کہ ان کے حلقوں میں جہاں جہاں کچی آبادیاں ہیں وہ اس کام کو نمٹانے میں حکومت کے ساتھ پورا پورا تعاون کریں تاکہ یہ کام جلد ختم کیا جا سکے ۔ یہ کام صرف بیوروکریسی نہیں کر رہی ۔ لیکن چند ایک ٹیکنیکل مسائل ہیں جیسے کہ سروے کا کام ہے ۔ اس لئے مختلف ایجنسیوں کا تعاون حاصل کرنا نہایت ضروری ہے ۔ یہ کام مکمل طور پر عوامی طریقے سے ، عوامی نمائندوں کے تعاون سے اور حکومت کی مرضی کے مطابق جلد از جلد کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔ یہاں سب سے بڑا مسئلہ ترقیاتی کاموں کا ہے کیوں کہ حکومت کی یہ پوری کوشش ہے کہ جب ان کچی آبادیوں کے مکینوں کو مالکانہ حقوق دیئے جائیں تو اس وقت ان لوگوں کو بھی وہی سہولتیں حاصل ہوں جیسے اس شہر میں دوسرے شہریوں کو میسر ہیں ۔ اگر دوسرے شہریوں کو سوئی گیس ، بجلی اور پانی کی فراہمی کا انتظام ہے تو ان کچی آبادیوں کو بھی یہ سہولتیں میسر ہو سکیں ۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ ان کا پورا پورا سروے کیا جائے تاکہ یہ سہولتیں مہیا ہو سکیں اور یہی وجہ ہے کہ اس کام پر اتنا وقت صرف ہو رہا ہے ۔ اس کے علاوہ لیبنڑی بات توضیح کی ہے ۔ اس کے متعلق میری گزارش یہ ہے کہ ۔ ۔ ۔ ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ۔ میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ کیونکہ میری ترمیم پر اس ایوان میں بحث ہو رہی ہے اور میں محسوس کر رہا ہوں کہ فاضل وزیر پوری قرارداد کی وضاحت فرما رہے ہیں ۔ اس لئے اگر انہیں یہ بتا دیا جائے کہ میری ترمیم کیا ہے تو وہ اسی کے مطابق فرمائیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تو انہیں معلوم ہے کہ آپ کی ترمیم کیا ہے کیونکہ اس پر کافی بحث ہوچکی ہے ۔ آپ کی ترمیم یہ ہے :

> کہ عجلت ممکنہ کی بجائے دو ماہ کی مدت مقرر کی جائے ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں ۔ یہ مالکانہ حقوق ادا کرنے کے سلسلے میں ہے ، توسیع و ترقی کے لئے نہیں ۔

وزیر ہاؤسنگ و تعلیم ۔ جناب والا ۔ مالکانہ حقوق اور ترقی inter-dependant, ہیں ۔ جب تک سروے کا کام نہ کیا جائے ، جب تک مکمل طور پر نشان دہی نہ کی جائے ۔ اس وقت تک مالکانہ حقوق دینے بھی ممکن نہیں ۔ جب سروے کا کام ہو جائے گا اور ان کے خطہ جات کی نشاندہی ہو جائے گی ۔ تو پھر ان کو مالکانہ حقوق دیئے جا سکتے ہیں ۔ یہ دونوں باتیں inter-dependant ہیں اور یہ الگ الگ نہیں کی جا سکتیں ۔ اگر صرف ان لوگوں کو مالکانہ حقوق دینے ہوتے ، جو وہاں بیٹھے ہیں ، تو کب کے دیئے جا چکے ہوتے ۔ اور یہ کام جناب وزیر اعظم کے اعلان کے چند دنوں بعد ہی ہو جاتا ۔ لیکن انہوں نے ساتھ ھی یہ حکم بھی فرمایا ہے کہ وہاں ترقیاتی کام بھی ہو ۔ وہاں بلڈوزر چلانے پڑیں ، وہاں زمین ہموار کر کے اور جوہڑ وغیرہ دور کر کے پھر یہ کام کیا جائے ۔ یہ ترقی اور مالکانہ حقوق الگ الگ نہیں لئے جا سکتے کیوں کہ اگر آج مالکانہ حقوق دے دیئے جائیں تو ان کی نشان دہی اور ترقیاتی کام نہیں ہو سکیں گے ۔ وہاں گلیاں نہیں بن سکیں گی ۔ جن کچی آبادیوں میں لوگ رہتے ہیں وہاں گلیاں نہیں ، وہاں راستے نہیں ، اور وہاں پانی اور بجلی مہیا نہیں کی جا سکتی ۔ وہاں بجلی کے کھمبے نہیں لگائے جا سکتے ، وہاں سوئی گیس نہیں پہنچائی جا سکتی ۔ اس لئے ترقیاتی کام

اور مالکانہ حقوق الگ الگ نہیں لئے جا سکتے ، یہ دونوں inter-dependant ہیں اور ان پر الگ الگ عمل در آمد نا ممکن ہے ۔ جہاں تک توسیع کا سوال چونکہ یہ اس قرار داد کا حصہ نہیں اس لئے میں اس پر بحث نہیں کرتا ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں بھی اس کے متعلق بہت سی باتیں عرض کرنی چاہتا ہوں کیوں کہ فاضل وزیر کافی دیر تک ایوان میں موجود نہ تھے ۔ جب آپ اجازت دیں گے تو میں بھی کچھ عرض کروں گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگر آپ اس ترمیم پر کچھ فرمانا چاہتے ہیں تو فرمائیں ۔

وزیر خزانہ ۔ ترمیم یا قرار داد جو کچھ اس ایوان میں ۔۔۔۔

مسٹر سپیکر ۔ اس کے بعد اور بھی ترامیم آرہی ہیں ۔ لیکن اگر آپ یہ محسوس فرماتے ہیں کہ اس قرار داد کے بارے میں آپ کچھ فرمانا چاہتے ہیں تو فرمائیں ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ یہ تو میں نہیں کہہ سکتا کہ سارا اسی میں شامل ہے ۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جیسے جناب وزیر برائے لوکل باڈیز نے کچھ باتیں حکومت کی کارروائی کے بارے میں بتائی ہیں ، میرا خیال ہے کہ میری معروضات کے بعد فاضل اراکین اس پر زیادہ اچھی بحث کر سکیں گے ۔ اس سے انہیں کچھ زیادہ معلومات مل جائیں گی اور جو باتیں رہ گئی ہیں ، میں چاہتا ہوں کہ وہ میں بیان کر دوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ فرمائیں ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ پہلے تو میں ایک عمومی بات کرنی چاہتا ہوں کہ کیوں فاضل وزیر متعلقہ اس قرار داد میں ترمیم لا رہے ہیں اور جو جواب وہ دے رہے ہیں اس کی وجہ کیا ہے ۔ اس کی وجہ یہ ہے ۔ اور جناب والا ۔ تو اس بات کو زیادہ اچھی طرح سے سمجھ سکیں گے کیونکہ جناب والا نہ صرف ایک فاضل قانون دان ہیں بلکہ ایک ماہر سپیکر بھی ہیں ۔ جناب والا ۔ اس ایوان میں جو قرار داد پیش کی جائے اس کے متعلق دو قسم کے رویے ہو سکتے ہیں ۔ میں جانتا ہوں کہ پچھلی اسمبلی میں قرادادوں کے بارے میں کچھ عرصہ کے لئے ایوان میں یہ رویہ اختیار کیا گیا کہ جو بھی قرار داد ہے اچھی

پاس ہو جانے دو ، بعد میں دیکھا جائے گا - میں اس رویہ کے خلاف ہوں - جب سے میں نے اسمبلی میں قانون سازی کے سلسلے میں زیادہ ذمہ داریوں سے کام کرنا شروع کیا تو اس کے بعد سے میں ایسی قرار دادوں کے الفاظ پر بڑی توجہ سے غور کرتا ہوں اور اس کے بعد دیکھتا ہوں کہ اس میں حکومت کی کیا کیا مجبوریاں ہوں گی - مثلاً میں اس وقت بھول نہیں جاتا - حالانکہ میں بی-اے-ایل ایل-بی یا ایم-اے-ایل ایل-بی نہیں ، میں بھول نہیں جاتا کہ اس ملک میں قانون ہے ، عدالتیں ہیں ، ہائی کورٹ ہیں جو حکومت کے ہر کام کو چیلنج کر سکتے ہیں - شکر ہے کہ ایک فاضل ممبر جناب ارشاد محمد خان نے تقریر کرتے ہوئے یاد رکھا - کیوں کہ وہ قانون دان ہیں اور قانون کی پریکٹس کرتے ہیں - کہ کس کس طرح سے رٹیں (writs) ہوتی ہیں اور کس طرح سے حکم امتناعی جاری ہوتے ہیں اور کس طرح سے ان کاموں میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہیں - لیکن مجھے تمام مشکلات یاد ہوتی ہیں جو پیش آ سکتی ہیں - اسی وجہ سے میرا پہلا جواب یہ ہے کہ ہم اس قرار داد کی dissection اس لئے کر رہے ہیں تاکہ جو بات اسمبلی پاس کرے حکومت کو اس بات پر نوٹس لینا چاہئے - لیکن اگر حکومت اپنے آپ کو اتنا ذمہ دار سمجھتی ہے جتنا میں سمجھتا ہوں ، مجھے معلوم ہے کہ اس ایوان میں ایک وقت میں ایسی قراردادیں پاس ہوئیں جن پر بعد میں کسی نے غور ہی نہ کیا ، نہ ہی پاس کرنے والوں نے اور نہ ہی کسی اور نے - یہاں اتنی حاضری نہیں ہوتی تھی - وہ کہتے تھے کہ یہ پاس ہو جائے بعد میں دیکھا جائے گا - میں اس بات پر یقین نہیں رکھتا - میں سمجھتا ہوں کہ جو الفاظ اور جو قرار داد یہ ایوان پاس کرے گا حکومت پر لازم ہو جائے گا کہ وہ ان پر عمل کرے - اس لئے میں چاہتا ہوں کہ میں فاضل اراکین کے علم میں وہ مشکلات لاؤں جو مجھے یاد ہیں - اسی لئے میں چاہتا ہوں کہ کوئی ایسی قرار داد نہ آئے جس میں حقیقت حال کو مد نظر نہ رکھا گیا ہو - یہاں پر فاضل اراکین نے یہ کہا کہ مجھے یہ کم دیں ، میں سات روز میں یہ کام کر لوں گا جو ڈی - سی اور فلاں افسران نہیں کر سکتے - وہ بھول گئے ہیں کہ ملک میں نظام کیا ہے - ڈی-سی کا ایک خاص اختیار ہے جو ایم-پی-اے کو نہیں مل سکتا ، وہ وزیر کو بھی نہیں مل سکتا اور کسی دوسرے کو نہیں مل سکتا - ایسی باتیں

گزرتے وقت لوگ بھول جاتے ہیں ۔ چونکہ مجھے یہ باتیں یاد ہوتی ہیں اس لئے میں قرارداد کے الفاظ پر غور کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ فاضل ممبر کو یہ احساس دلایا جائے کہ حکومت کیسے چلتی ہے ، عدالتیں کیسی ہیں ۔ ان کے کیا اختیارات ہیں ، ایک فاضل ممبر کے کیا اختیارات ہیں ، وزیر کے کیا اختیارات ہیں اور ڈی ۔ سی اپنی جگہ ضروری ہے ۔ ہاں ، جس دن آپ نے نظام بدل دیا ، اس دن ڈی ۔ سی نہیں ہوگا ۔ آج چونکہ اس اسمبلی کا پہلا پرائیویٹ ممبر ڈے ہے ، آپ سب ساتھیوں سے میں مؤدبانہ گزارش کرنی چاہتا ہوں ۔ کیوں کہ میں نے ان کی طرح یہیں پر سیکھا ہے ۔ میں قانون دان بھی نہیں ہوں ۔ جناب والا ۔ میں نے یہاں بہت سی باتیں سیکھی ہیں ۔ روز سیکھتا ہوں اور ان فاضل اراکین سے بہت سیکھی ہیں ۔ جیسے پچھلے دنوں قانون سازی ہو رہی تھی تو بہت سے فاضل اراکین نے مجھے قانونی باتیں بتائی ہیں اور میں نے ان کی باتیں قبول کی ہیں ۔ وہ قطعاً یہ نہ سمجھیں کہ میں انہیں کسی طرح سے boss کر رہا ہوں ۔ بلکہ میں ان کی خدمت میں یہ عرض داشت کر رہا ہوں کہ اس ایوان میں پرائیویٹ ممبر ڈے کو جو قرار داد پاس ہو اور اس پر جو تقاریر کی جائیں اور حکومت سے جو مطالبہ کیا جائے اس میں حقیقت حال کا اور موجودہ نظام کا خیال ہونا چاہئے اور یہی وجہ ہے کہ میں اس پر اتنی بحث کر رہا ہوں اور اس کے اتنے جوابات دے رہا ہوں ۔ اگر مجھے یہ کرنا ہوتا کہ قرار داد ، جو مرضی پاس ہو جائے ۔ پتا نہیں میں اس وقت وزیر ہوں گا ، یا اسمبلی ہوگی کہ نہیں ، تو میں بھی غیر ذمہ دارانہ رویہ اختیار کر سکتا تھا ۔ جناب والا ۔ میں اس بات کا اس لئے جواب دے رہا ہوں کہ بہت سے فاضل اراکین نے ، جو میری بیک گراؤنڈ نہیں جانتے ، مجھے غربت پڑھانے کی کوشش کی ہے ۔ لیکن میں نے غربت کا عملی تجربہ کیا ہوا ہے اور عملی تجربہ کبھی نہیں بھولتا ۔ میں نے سائنس پڑھی ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔ میں نے سائنس پڑھی ہے ۔ میں نے میڈیکل سائنس میں بہت ڈگریاں حاصل کی ہیں ۔ مجھے پتا ہے کہ جس کا پریکٹیکل کر لو ، وہ نہیں بھولتا ۔ تھیوری بھول جاتی ہے ۔ مجھے تو پریکٹکل ایکسپیرینس ہے ۔ اس لئے کوئی صاحب اگر میری بیک گراؤنڈ نہیں جانتا ، تو وہ جان لے کہ میں نے کتابوں میں غربت نہیں پڑھی کہ میں شائد وہ چیز بھول جاؤں ۔

یہ تو میرا ذاتی تجربہ ہے کہ کس طرح غریب رہتے ہیں ۔ میرا آج اعتراض ایک تو فنی بنا پر تھا ۔ جو جناب سپیکر صاحب کی رولنگ کی وجہ سے تھا کہ اگر میں نے اعتراض نہ کیا تو قرار داد پر بحث ہی نہ ہوگی ۔ دوسرے میں جو اتنی باتیں کر رہا ہوں ، وہ صرف میں ایک ذمہ داری دکھا رہا ہوں ۔ اگر میں یہ کہہ دوں کہ جی ، ٹھیک ہے ۔ ہو جائے گا ۔ بعد میں دیکھا جائے گا ۔ تو پھر اس قرارداد پر آج کوئی بحث نہ ہوتی اور اتنی مین میخ بھی نہ نکال جاتی ۔ میں جناب والا کی وساطت سے اپنے تمام فاضل اراکین کی خدمت میں نہایت ہی مودبانہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میری طرف سے اس بحث میں جو حصہ لیا جا رہا ہے ، اس میں فاضل اراکین قطعاً یہ نہ سمجھیں کہ میرے جذبات ان سے کوئی مختلف ہیں ۔ میرے علاقے میں بھی کچی آبادیاں ہیں ۔ وزیر صاحب اس کی گواہی دیں گے ۔ پچھلے وزیر صاحب ، اور ڈاکٹر مبشر حسن اور وزیر اعظم پاکستان ، کہ میں نے وزیر اعظم کے سامنے کس قدر ، زبردست ایڈووکیسی کی ہے ۔ بہت سے لوگ اور جگہ تو باتیں کرتے ہیں لیکن جہاں وزیر اعظم صاحب موجود ہوں ، وہاں کوئی بات کھل کر نہیں کرتے ۔ میں نے ایسے بہت سے لوگوں کو دیکھا ہے ۔ لیکن میں بڑے جرأت مندانہ طریقے سے ان کے سامنے کچی آبادیوں کا مسئلہ اٹھاتا آ رہا ہوں ۔ اس لئے کہ میرے علاقے میں بھی کچی آبادیاں ہیں اور مجھے پتا ہے کہ کچی آبادیوں میں لوگ رہتے ہیں ۔ جناب والا ۔ یہ تو صرف اس بات کی وضاحت تھی ، کیونکہ یہ پہلا پرائیویٹ ممبر ڈے ہے ۔ میں چاہتا تھا کہ میں یہ عرض کروں کہ بحث کا مقصد صرف یہ ہے کہ حکومت کی طرف سے ایک تو ذمہ داری کا احساس کیا جائے اور دوسرا جناب والا کی رولنگ تھی کہ معزز اراکین کی آج قرار داد پاس ہو تو پھر اس پر حرف بحرف عمل کیا جا سکے ۔ میری طرف سے اس بحث میں اعتراضات کرنے یا اسے ایک خاص لائن پر لگانے کی یہ وجہ ہے ۔ فاضل اراکین قطعاً مجھے اپنے جذبات سے الگ نہ سمجھیں ۔ میں بھی ان کے ساتھ ہوں ۔ ان کا ایک ساتھی ہوں ۔ آج اس بنچ پر بیٹھا ہوں ، کل کسی اور بنچ پر بیٹھا ہوں گا یا اس اسمبلی میں نہیں ہوں گا ۔ جناب ، یہ پہلا جواب ہے ۔ دوسرے اور

بہت سی باتیں کی گئی ہیں ۔ دوسری بات ، جو وزیر صاحب بتانی بھول گئے تھے ، یہ ہے کہ 17 اپریل 1977ء ہم نے وہ دن مقرر کیا ہے جس دن کہ وہ تاریخ سمجھی جائے گی کہ یہ شخص اگر اس دن کچی آبادی میں موجود تھا ، تو ایسے کچی آبادی کا مکین سمجھا جائے گا ۔ یہ بھی ایک ضروری بات ہے تا کہ اس کے بعد کئی قسم کی جو ناجائز کارروائیاں ہوتی ہیں اور بہت سے مفاد پرست لوگ شامل ہوتے ہیں ، کچی آبادیوں کے غریب لوگ نہیں ، وہ نہ ہو سکے ۔ دوسرے یہ کہ 17 اپریل 1977ء سے کسی کچی آبادی میں کسی شخص کو بے دخل نہیں کیا جا سکتا ۔ یہ وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو کی یقین دہانی ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔ جناب والا ۔ جن فاضل رکن نے یہ کہا کہ لاہور میں کسی آبادی پر بلڈوزر چل رہا ہے ۔ اگر کوئی اتھارٹی یا افسر چلا رہا ہے تو یہ مت سمجھیں کہ میری منظوری ان کو حاصل ہے ۔ فاضل رکن تو تقریر کر کے چلے گئے ۔ انہیں چاہئے تھا کہ اگر کوئی افسر یا اتھارٹی وزیر اعظم کی اس یقین دہانی کے خلاف عمل کر رہی ہے تو وہ میرے نوٹس میں لکھ کر یہ بات لاتے ۔ یا وزیر اعلیٰ ، جو ایل۔ڈی۔اے کے انچارج ہیں ، ان کو دیں ۔ کیوں کہ اس ایوان میں صرف ایل۔ڈی۔اے کے ڈائریکٹر جنرل کے خلاف تقریر کرنے سے کام نہیں چلے گا ۔ اس مسئلے کو کسی نتیجے تک پہنچانے کے لئے انہیں وزیر اعلیٰ صاحب کے پاس فوراً جانا چاہئے ، یا مجھے اس آبادی کا نام دیں جہاں بلڈوز کیا جا رہا ہے تاکہ میں وزیر اعلیٰ صاحب کو دوں ۔ کیوں کہ وہ ایل۔ڈی۔اے کے انچارج وزیر ہیں ۔

مسٹر طارق وحید بٹ ۔ میں بیٹھا ہوا ہوں اور انشاءاللہ ان کو بہتر طریقے سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ تشریف رکھیں ۔

وزیر خزانہ ۔ اصل میں آپ نے تقریر کسی اور جگہ سے کی تھی اور بیٹھ کسی اور جگہ گئے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ڈاکٹر صاحب ، میں ان کی اطلاع کے لئے انہیں عرض کر دوں ۔ اگر آپ اپنی نشست پر نہ کھڑے ہوں گے ، تو آپ خواہ دس

دفعہ مسٹر سپیکر کہیں گے ، آپ کو کوئی موقع بولنے کا نہیں دیا جائے گا ۔ آپ اسی وقت شناخت کئے جائیں گے جب آپ اپنی سیٹ پر ہوں گے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ اب میں پہلے پوائنٹ کو conclude کرنا چاھتا ہوں ۔ اور یہ بڑی سمجھنے والی بات ہے کہ جب وزیر اعظم صاحب نے یہ کہہ دیا کہ جو لوگ کچی آبادیوں میں جہاں جہاں مقیم ہیں انہیں وہاں سے displace نہیں کیا جائے گا اور انہیں مالکانہ حقوق دے دیئے جائیں گے ۔ تو اس بات سے میں یہ conclusion draw کر کے فاضل ایوان میں پیش کرنا چاھتا ہوں کہ گویا ایک طرح سے کچی آبادیوں کے مکینوں کو مالکانہ حقوق مل گئے ۔ اب سوال یہ کہ انہیں اس کو کاغذی صورت میں اور باقاعدہ دیا جائے ، تو اس کے رستے میں دو رکاوٹیں ہیں اور یہ رکاوٹ بھی اکثر فاضل اراکین نے نہیں سمجھی ۔ مثلاً جناب والا ۔ پچھلے چند سالوں میں ہم نے جو سکیمیں پاس کی ، اور لاھور میں ایک عوامی تنظیم تھی جس کا نام بھی عوامی رھائشی تنظیم تھا جس پر عمل در آمد کرنے والا کوئی وزیر نہ تھا ۔ عوامی آدمی تھے ۔ ڈاکٹر مبشر تھے اور ایک یہاں کے فاضل رکن کوثر علی شاہ صاحب تھے ۔ اس تنظیم نے کچھ اس کے عوامی نوعیت کے اقدامات کئے ، جو ہم لوگ ، جو اپنے اپنے گھروں سے ، اپنے اپنے کھیتوں سے اور دوکانوں سے آ کر اس پارٹی میں شامل ہوئے ، طبعاً کرنا چاھتے ہیں ۔ لیکن نظام میں ابھی تبدیلی نہیں ہوئی ۔ نتیجہ کیا ہوا کہ ھائی کورٹ نے اس میں رٹ دے دی ۔ ھائی کورٹ نے اس میں دو باتوں سے مداخلت کی ۔ سنیں ، قانون دان جو اس ھاؤس میں بیٹھے ہوئے ہیں ۔ دو وجہ سے ۔ ایک تو اس وجہ سے کہ اس کچی آبادی کو جو کچی آبادی ڈیکلیر کیا گیا ، وہ definiti n کورٹ میں چیلنج ہو گئی ۔ اور دوسرے یہ بات کورٹ میں چیلنج ہو گئی کہ چونکہ اس کے لئے کوئی سکیم منظور نہیں کی گئی اور جب تک سکیم منظور نہ کی جائے تب تک لینڈ ایکوزیشن ایکٹ کے تحت بیس ہزار روپے فی ایکڑ کے ذریعے سے لینڈ نہیں ایکوائر کر سکتے ۔ میں مارکیٹ ریٹ پر خریدنے کی بات نہیں کر رھا ۔ لینڈ ایکوی زیشن ایکٹ کے تحت آپ نے اگر کوئی زمین کسی جگہ کے لئے خریدنی ہو ۔ اور اس سے وہ سروے والی بات بھی آ جائے گی ۔ آپ کو پتا چلے گا کہ سروے کیوں ضروری ہے ۔ کیوں

کہ بعض لوگ سر ہلا رہے تھے کہ نہیں ، یہ پھر ٹالا جا رہا ہے ۔ لینڈ ایکوی زیشن ایکٹ کے تحت اس وقت تک کسی زمین کو بیس ہزار روپے فی ایکڑ سے خریدا نہیں جا سکتا ، جب تک کہ اس علاقے کو آپ ایک سکیم نہ ڈیکلیر کریں ، اس کی سکیم نہ تیار کریں ۔ اگر اس کے بغیر آپ کریں گے ، جیسے عوامی رہائشی تنظیم نے کیا تھا تو وہ کورٹ میں چیلنج ہو جائے گا ۔ اور آپ زمین حاصل نہیں کر سکیں گے ۔ تو دو وجوہ ہے ۔ جیسے فاضل وزیر صاحب نے بتایا کہ کیوں سروے ضروری ہے ، کیوں کہ یہ کارروائیاں ایسی ہیں ۔ یہ اس لئے قطعاً نہیں کہ اس میں دیر کی جائے ۔ خدا کے لئے فاضل اراکین یہ سمجھیں کہ ہم خود انہی کی طرح انہی گلیوں اور کچی آبادیوں میں تقریریں کر کے آئے ہیں اور روز ان سے ملتے ہیں اور ہمیں واپس بھی ، جتنی بھی دیر کے بعد ، ان کے پاس جانا ہے ۔ قطعاً یہ نہ سمجھیں کہ ہم غافل ہیں یا ہمارے جذبات سرد ہیں ۔ بلکہ یہ کہ مجھے معلوم ہے ان رٹوں کا ، اور کورٹ کی اس کارروائی کا ۔ اگر باقی فاضل اراکین کو بھی معلوم ہوتا ہاں ، جن فاضل اراکین نے خود وکیل کی حیثیت سے رٹ حاصل کی ہوگی ، یا stay حاصل کیا ہو گا ، انہیں معلوم ہوگا کہ کیسے حقوق راستے میں آ جاتے ہیں ۔ جناب والا ۔ دو وجہ سے سروے کرانا ضروری ہے ، ایک اس وجہ سے کہ جب تک اس کی سکیم نہ بنائی جائے اس کو کچی آبادی ڈیکلیر نہیں کیا جا سکتا ۔ کورٹ اس کچی آبادی کی definition کو چیلنج کر سکتا ہے ۔ اور دوسرا اسی وجہ سے کہ لینڈ ایکوزیشن ایکٹ کے تحت آپ زمین حاصل کر ہی نہیں سکتے جب تک آپ اس کے لئے کوئی سکیم نہ تیار کریں ۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے سروے وغیرہ کروایا ہے۔ اب اس میں جہاں تک دو مہینے کا ذکر ہے میرے خیال میں لاہور میں اور لائلپور میں ۔ میرے خیال میں ان دو شہروں میں کچی آبادیوں کا کام ترقی کر چکا ہے ۔ لاہور میں 120 کچی آبادیاں ہیں اور لائلپور میں بھی بہت سی کچی آبادیاں ہیں ۔ لاہور کی کچی آبادیوں کا مجھے یقین ہے کہ بہت جلدی مکمل ہو جائے گا ۔ اور دو مہینے بھی نہیں بلکہ دو مہینے سے پہلے مکمل کر لیا جائے گا ۔ لیکن اب ہم اس کی جزئیات پر آتے ہیں کہ کچی آبادیاں کن کن علاقوں میں قائم ہیں کچھ مثلاً ریلوے کے محکمے میں ہیں۔ اگر ہم ریلوے کے محکمے کو لکھتے ہیں کہ اس جگہ

کو ہم کچی آبادی ڈیکلیر کرنا چاہتے ہیں ، تو جواب آتے ہیں ریلوے حکام سے ، ہمارے وزراء سے جو ہماری طرح عوامی نمائندے ہیں اور خالص پیپلز پارٹی کے آدمی ہیں ، جواب آتا ہے کہ وہاں تو ہم ریلوے کی شنٹنگ لائن بنانا چاہتے ہیں ۔ ان لوگوں نے نا جائز قبضہ کیا ہوا ہے ۔ ان لوگوں کو بے دخل کیا جائے ۔ اور ان کو نوٹس مل گئے ۔ میرے علاقے میں ایک کچی آبادی کو محکمہ ریلوے سے وزیر اعظم صاحب کے کہنے کے بعد ریلوے کو بھی ہوش آیا کہ یہاں تو ہم نے فلاں شنٹنگ لائن بنانی تھی ، تو ان کو بے دخل کیا جائے ۔ میں نے ویسے اپنے زور سے رکوا دیا ہے مگر اس میں محکمہ ریلوے کی جائز ضروریات بھی ہو سکتی ہیں ۔ دوسرا بہت سی ایسی آبادیاں ہیں جو میرے علاقے میں بھی ہیں ، جو ڈیفنس لائن پر ہیں ۔ اب کون سے ایم۔پی۔اے کو ایسے اختیارات مل گئے ہیں کہ وہ ڈیفنس لائن کو فوری طور پر کچی آبادی ڈیکلیر کر دے یا کون سے وزیر کو یہ اختیارات مل گئے ہیں ؟ یا کون سی صوبائی حکومت کو یہ اختیارات مل گئے ہیں ۔ یہ وفاقی حکومت کے پاس ہیں ۔ یہ جناب میں آپ کو جزئیات بتا رہا ہوں کہ کتنی رکاوٹیں راستے میں آئیں گی ۔ اس کے بعد ایسی زمین بھی ہے جو ایویکیو پراپرٹی ہیں جو اس کے تحت آ سکتے ہیں ، ہو سکتا ہے ایسے ہو کہ مالکانہ حقوق دیئے ہی نہ جا سکتے ہوں مثلاً enemy property کے ہوں ۔ یا اس قسم کے ہوں میں زیادہ تفصیل میں نہیں جانا چاہتا ، میں کئی باتیں کہہ سکتا ہوں لیکن میں ان فاضل اراکین کی خدمت میں یہ باتیں عرض کر رہا ہوں کہ ہم بھی ان کے ساتھ جذبات رکھتے ہیں ، ہم بھی ان پر جلدی عمل درآمد کرنا چاہتے ہیں ، متعلقہ وزیر صاحب نے بھی یہاں پر تفصیلاً بتایا ہے کہ ہم کیا کر رہے ہیں لیکن اس کے راستے میں کئی رکاوٹیں ہیں ، زمین جو خریدنی ہے وہ کئی قسم کی ہوگی ، ہر قسم کے لئے مختلف مصیبتیں پیش آئیں گی ۔کہیں بہت جلدی ہو جائے گا ، میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ بعض شہروں میں جیسے فاضل وزیر صاحب بتا رہے تھے کہ گجرات میں کام تقریباً مکمل ہو چکا ہے۔ لاہور کے بارے میں میں بتا تا ہوں کہ 120 کچی آبادیوں کے بارے میں کام بڑی حد تک مکمل ہونے کو ہے اور ہم عنقریب مالکانہ حقوق کے سرٹیفکیٹ جاری کر دیں گے ۔ لیکن میرا اتنی تفصیل سے عرض کرنے کا مقصد یہ ہے

کہ اس کے بہت سے حصے ہوں گے کیوں کہ آبادیاں مختلف جگہوں پر قائم ہیں ۔ ان کے لئے ایک ہفتہ یا ایک مہینہ دیا نہیں جا سکتا مثلاً ہم کس طرح سے فوج کو یہ مجبور کریں گے کہ وہ غریب آباد کا ایک بہت بڑا علاقہ جس کے کچھ حصے کی میں بھی نمائندگی کرتا ہوں ، کس کو وہ اختیار ہوگا فوج اپنی ضروریات کے مطابق دیکھے گی ۔ فوج یہ کہتی ہے نہیں ہمیں تو یہاں ٹینک کے لئے میدان چاہئے ۔ انہوں نے تو ناجائز قبضہ کیا ہوا ہے تو پھر ہم انہیں کسی اور جگہ منتقل کریں گے ، تو پھر اس میں کچھ اور عرصہ لگ جائے گا ۔ جناب والا ۔ یہ اس قسم کی رکاوٹیں ہیں جو ہماری خواہش کی وجہ سے نہیں آ رہی ہیں ۔ بلکہ مجبوری کی وجہ سے ہے ، یا انتظام ایسا ہے یا عدالتی انتظام ایسا ہے ، یا حکومتوں کے اختیارات اس قسم کے ہیں کہ یہ دشواریاں آ رہی ہیں لیکن اس کے باوجود فاضل اراکین کے خیالات سننے کے بعد اور جناب والا نے بھی اراکین کو جو تقریروں کی اجازت دی اور جناب والا کے بھی جذبات سننے کے بعد میں یہ یقین دلاتا ہوں کہ حکومت کوئی ایسی رکاوٹ اس راستے میں آنے نہیں دے گی ، کسی افسر کو کوتاہی نہیں کرنے دے گی ، اور ہاں جس میں زیادہ گڑبڑ ہوگی فاضل اراکین نے تو اس کی طرف ذکر ہی نہیں کیا یہ بھی میں آپ کو بتاتا ہوں کہ بعض شہروں میں جو زمین کچھ پرائیویٹ مالکوں کی ہے وہ یہ چاہیں گے کہ اس کو کچی آبادی ہی ڈیکلیئر نہ کیا جائے اور یہیں میں آپ کو خبردار کرنا چاہتا ہوں ، چونکہ میرے شہر میں یہ واقعہ پیش آ چکا ہے کہ جن لوگوں کی زمین بہت مہنگی ہے وہ پانچ لاکھ روپے کنال بیچیں گے جو ہم بیس ہزار روپے ایکڑ اس سے لیں گے ، وہ کوشش کر رہے ہیں کہ کسی آبادی کو کچی آبادی ہی ڈیکلیئر نہ کیا جائے ۔ چونکہ اب کچی آبادی کی تعریف جو بہت سے قانون دانوں کے مشورے سے کی گئی ہے اس میں بھی لوگ کہیں گے جی میں ایک دن میں definition بنا دیتا ہوں ۔ بہر حال حکومت کے پاس اتنے ماہر قانون دان نہیں تھے کہ جتنی بھی کورٹوں میں رٹیں ہوئی ہیں ان کا مطالعہ کیا جائے ، عدالت کے جو جو ابجیکشن ہیں ان کو سٹڈی کیا جائے ، اور اس کے مطابق جس جس definition میں جو جو اعتراضات ہائی کورٹ نے یا کسی کورٹ نے کئے ہیں ایک ایسی جامع definition

بنائی جائے کہ جس کو آئندہ عدالت میں چیلنج نہ کیا جا سکے ۔ اور یہ ماہر قانون دان نے بنائی ہے ، کسی وزیر نے یہ نہیں بنائی ۔ لہذا ماہر قانون دانوں کو اس کے مطالعے میں کافی دن لگ گئے اور کم از کم دو ہفتوں کے بعد یہ definition قانون دانوں نے ہمیں دی کہ یہ definition اب کورٹ میں چیلنج نہیں ہوگی ، ممکن ہے کوئی اور ماہر عقلمند قانون دان اس ملک میں ہو وہ اس کو بھی چیلنج کر دے ۔ لیکن بہر حال جو اب تک ہمیں بتایا گیا ہے وہ یہ ہے کہ اب یہ چیلنج نہیں ہوگی ۔ جناب والا ۔ آپ شائد محسوس کر رہے ہوں گے کہ میں بہت باتیں کہہ رہا ہوں ۔ لیکن چونکہ تنقید بہت ہوئی ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ ابھی فوراً کیوں نہیں ہو جاتا اس کے راستے میں رکاوٹ بتا رہا ہوں ۔ مجھے اس بات کا احساس ہے کہ میں کچھ زیادہ ہی وقت لے رہا ہوں ۔ جناب والا ۔ لاہور کے خوبصورت بنانے اور اس کے ترقیاتی منصوبوں پر یہاں بڑی تنقید کی گئی ہے ۔ میرا جہاں تک اپنا ذاتی خیال ہے کہ میں شروع سے کیبنٹ کے رکن کے طور پر کہتا رہا کہ یہ جو الفاظ ہیں "لاہور کو خوبصورت بنانا" یہ آپ چھوڑ دیں اور آپ یہ کہیں کہ لاہور کے لئے ترقیاتی کام ہو رہے ہیں ۔ لیکن بہر حال یہ الفاظ نہیں چھوڑے گئے اور یہ سکیم موجود ہے اور خود وزیر اعظم پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب کی ہدایات کے تحت یہ سکیم بنائی گئی ہے اور اس کے تحت یہ بہت سے کام ہوئے ہیں ۔ فاضل اراکین کو تنقید کرنے سے پہلے یہ کچھ خیال کر لینا چاہئے کہ لاہور کو خوبصورت بنانے کے پروگرام کے بارے میں وزیر اعظم پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب بار بار بہت سی ہدایات حکومت کو دیتے رہے ہیں اور وہ اس کام میں بہت زیادہ دلچسپی رکھتے ہیں کہ اس کو جلدی سے جلدی پایہ تکمیل تک پہنچایا جائے ۔ جہاں تک ان فاضل اراکین کا تعلق ہے ، جو لاہور سے متعلق ہیں ، میں ان کے جذبات کو محسوس کرتا ہوں کہ یہاں پر اندرون آبادیوں پر بہت توجہ دی گئی ہے اور اب بھی دی جاتی ہے کیوں کہ momentum شروع ہو جاتا ہے مثلاً اب گلبرگ میں duel carriaga way ہوگا تو اس کی maintenance پر کسی لوہاری دروازے یا موچی دروازے کی سڑک سے زیادہ خرچ ہوگا ۔ یا تو اس کو چھوڑ دیا جائے یا اس کی دیکھ بھال کی جائے ، یہ ایک غلط سسٹم ہے جو ہم سب

نے اور فاضل اراکین نے بھی inherite کیا ہے کہ ایک غلط سسٹم امیر اور غریب کے دوران چلا آ رہا ہے ۔ ہم سب اراکین یا پاکستان پیپلز پارٹی کے اراکین جو یہاں آئے ہیں ہم اس سسٹم کو ختم کرنا چاہتے ہیں ۔ لیکن اس سسٹم کو ختم کرنے کے لئے جب کوئی اس قسم کی مجلس ہو تو وہاں پر زیادہ شد و مد اور اسی قسم کی جذباتی تقریریں ہونی چاہیئں ۔ یہاں پر تو ہم ایک خاص قاعدے اور قانون کے تحت اس صوبائی حکومت اور اسی اسمبلی میں تقریریں کرتے ہیں اس لئے یہاں پر کوئی ایسی بات جو اس فورم سے متعلق نہ ہو وہ کرنا ایک جذباتی تقریر کہی جا سکتی ہے ۔ صورت حال کی تصحیح کی طرف یا اصلاح کی طرف کوئی قدم نہیں کہا جا سکتا ۔ جناب والا ۔ یہ گزارشات کرنے کے بعد میں پھر فاضل اراکین سے کہتا ہوں کہ موجودہ حکومت آپ کے جذبات کی قدر کرتی ہے ، آپ ہی جیسے جذبات کچی آبادی کے مسئلے پر رکھتی ہے ۔ کسی قسم کی کوتاہی نہیں کی جا رہی ۔ بجٹ کی مشکلات کے باوجود میں جناب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ بجٹ کی مشکلات کے باوجود ، مالی مشکلات کے باوجود 21 کروڑ روپے اس کے لئے چاہئیں تھے لوکل گورنمنٹ نے کہا اور ہم نے ان سے کہا کہ یہ 21 کروڑ روپے ہم دیں گے اور یہ رقم دینے کے لئے ہم دوسرے ترقیاتی منصوبے کینسل کر رہے ہیں ۔ (نعرہ ہائے تحسین) (قطع کلامی) بات بھی آپ پوری طرح سن لیں جذباتی بات نہیں ہے ، اس کا مقصد یہ ہے کہ آپ کے کسی علاقے کی سڑک نہیں بنے گی ، اس کا مقصد یہ ہے کہ آپ کے علاقے پنجاب میں کوئی ہسپتال نہیں بنے گا ، اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے علاقوں میں جو کروڑوں روپے خرچ ہو رہے تھے وہ ہم کاٹ کر دے رہے ہیں ۔ ڈیسک بجانے سے پہلے یہ بات سمجھ لیں کہ کچی آبادیوں کو ہم نے اتنی اہمیت دی ہے کہ ہم نے جو ترقیاتی منصوبے بنانے تھے ان کو کاٹ کر رقم دی ہے ۔ اب یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ وہ فاضل رکن جن کے یہ منصوبے کٹے ہیں وہ یہاں پر بجٹ میں ضرور تقریر کریں گے ، بڑا ظلم ہوا میری سڑک جو ہے کاٹ دی گئی ۔ وہ یہ بات یاد رکھیں کہ کچی آبادی کے منصوبوں کے لئے یہ رقم دینی تھی ، یہ بات میں اس لئے کر رہا ہوں کہ مجھے حقیقت حال کا علم ہے ، وزیر خزانہ کے طور پر میں جانتا ہوں ، اس لئے میں آپ کو یہ تلخ

حقائق بیان کر رہا ہوں کہ ہم نے ترقیاتی سکیموں کو کاٹ کر پیسے اس کے لئے دیئے ہیں - جناب والا - یہ مجبوری تھی - ادھر وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب کا یہ حکم تھا اور ادھر ہم سب committed ہیں کچی آبادیوں کے مکینوں کے لئے ہم نے پیسے دینے تھے - ان کے لئے رقوم فراہم کرنی تھی - اب آپ میں سے کوئی کہے گا کہ یہ ہماری سکیم تو جناب والا - منظور ہو گئی تھی - اس کی رقم آپ نے کیوں کاٹ لی ہے - یہ سب اس لئے ہوا کہ کچی آبادیوں کے لئے پیسے چاہیئیں تھے - ان کو رقوم دینی تھی - اس سے ثابت ہوگا کہ حکومت اس پر کس قدر توجہ دیتی ہے - اس لئے ہم نے اس مسئلہ کو اہمیت دی - ہم نے اضلاع کے ترقیاتی منصوبوں کی رقم کاٹ لی - اور مختلف اضلاع کے ترقیاتی منصوبوں کی تقریباً 10 کروڑ روپے کی رقم کاٹ کر اس میں دی ہے - اس سے ہماری موجودہ حکومت کی سرگرمی نظر آتی ہے کہ ہم اس مسئلہ میں کس قدر سرگرم عمل ہیں ، کچی آبادیوں کے مکینوں کے سلسلے میں اور ان کو حقوق اور دیگر مراعات دینے کے سلسلہ میں ، جہاں تک جناب والا - ترقیاتی کاموں کا تعلق ہے - جناب وزیر اعظم نے جب سے یہ حکم دیا ہے - اس کی جواب دہی ہوگی - میں کوئی بھی ایسی بات نہیں کروں گا - جیسا کہ کہا گیا کہ چھ لاکھ پلاٹ انہوں نے دیئے تو ھاؤس میں جو آوازیں آ رہی تھیں ان سے پوچھئے کتنے پلاٹ ملے تھے - ہم حقیقی کارروائی کرنا چاہتے ہیں - جناب والا - آخری پوائنٹ ترقیاتی مسئلہ کا ہے - ہم نے ایک ترمیم بتائی ہے ، اگرچہ وہ ترمیم نہیں آئی ہے ، وہ ترمیم جب آئے گی - تو پھر یہ لوگ کہیں گے کہ یہ کیوں کر دیا گیا ہے - اس میں مثلاً یہ ترمیم آئی ہے - کہ مستقبل میں یہ سب مناسب اقدامات کئے جائیں گے - میرے تمام پرانے دوست یہ جانتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب نے یہ بات ضرور گھسیڑتے ہیں - مستقبل میں ، مناسب ، معقول ، وہ یہ باتیں ضرور قرارداد میں لاتے ہیں ، یہ میں جناب والا - اس لئے بتا رہا ہوں کہ آپ لوگوں کو یہ سن کر shock ہوگا - لیکن یہ ضرور سننا چاہئے- فرض کریں کہ کچی آبادی کو ترقی کے لئے کوئی کارپوریشن ، جس طرح سے سرگودھا میونسپل کارپوریشن کسی علاقہ کی ڈویلپمنٹ کرنا چاہتی ہے تو یہ سرگودھا کارپوریشن کی مرضی ہے کہ باقی تمام شہر کی ترقی کو روک کر سارے

پیسے اس آبادی میں خرچ کرے ۔ اور ایک سال کے اندر اندر اس آبادی کو دوسری آبادیوں کے برابر لے آئے ۔ یا اپنے تمام اخراجات کا 5 فیصدی اور 10 فیصدی اس آبادی پر خرچ کرے ۔ یہ اس میونسپل کمیٹی کی صوابدید پر منحصر ہے ۔ اس میں آپ لوگوں سے بجٹ کے معاملہ میں پوچھا جا رہا ہے ۔ آپ لوگ بجٹ پر رائے دیتے وقت یہ بتائیں ۔ جو لوگ جوشیلی تقریریں کر رہے ہیں وہ بجٹ کے دوران یہ بات بتائیں کہ ہمارے شہر کی تمام ترقی کو روک کر ساری کی ساری رقم 78-1977ء کے بجٹ کی فلاں کچی آبادی پر خرچ کی جائے ۔ یہ ان کی اپنی صوابدید پر ہے ۔ اس میں صوبائی حکومت کو کوئی مزاحمت نہ ہوگی ۔ فاضل اراکین جو چاہیں فیصلہ کر سکتے ہیں ۔ شکریہ ۔ جناب والا ۔ میں نے آپ کا بہت صبر آزمایا ہے ۔ لیکن اس بات پر بہت تنقید بھی ہوتی تھی ۔ خاص کر یہ بعض باتوں میں ذمہ داری محسوس نہیں کی جاتی کہ نظام میں کیسی تبدیلی ہم لے آئے ہیں ، کم از کم یہ تو نہ بھولنا چاہئے کہ اب تک کیا تبدیلی ہوئی ہے ۔ اور آئندہ ہم سے کیا توقع کر سکتے ہیں۔ ہمیں realistic ہونا چاہئے ۔

راجہ جمیل اللہ خان ۔ پوائنٹ آف انفارمیشن ، وزیر موصوف کی تقریر کے بعد دو باتیں تصفیہ طلب ہیں ۔ ایک یہ کہ یہ کچی آبادیاں صرف شہروں میں ہیں ۔ تحصیل قصبے یا ٹاؤن اس میں نہیں آتے ہیں ، دوسرا یہ ہے کہ پانچ مرلہ کی سکیم کے متعلق قائد عوام نے فرمایا تھا ۔ کہ شہروں میں پانچ مرلہ سکیم ہوگی ۔ ہم تحصیلوں میں رہنے والے ہیں ، ہم جو ٹاؤن کمیٹی کے ممبران ہیں ۔ ہم نے اپنے ووٹروں کو جنہوں نے ہمیں نمائندہ بنا کر بھیجا ہے ہم نے انہیں بتانا ہے ۔ اور 5 مرلہ کا آج تک فیصلہ نہیں ہوا ہے ۔ شہروں یا قصبوں میں دئے جائیں یا نہیں ، لاہور ، لائلپور ، راولپنڈی اور سرگودھا میں کچی آبادیاں ہیں قصبہ جات اور تحصیلوں میں نہیں ہیں ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں صاحب میں اس ترمیم کو فیصلہ کے لئے پیش کرنے لگا ہوں اس کے بعد اور ترامیم آئیں گی ۔ کسی مناسب موقعہ پر راجہ صاحب کے ان دونوں سوالات کا جواب دیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ سید مسعود زاھدی کی پیش کردہ قرار داد

کی سطر 2 میں وارد ہونے والے الفاظ "بہ
عجلت ممکنہ" کی بجائے الفاظ "دو ماہ کے اندر"
ثبت کئے جائیں ۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

سید مسعود زاہدی ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی وساطت سے اپنی قرار داد کی کچھ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کیوں کہ مقررین صاحبان نے تقاریر فرمائی ہیں ۔ معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے قرار داد کے متن یا نفس یا مضمون پر غور نہیں فرمایا ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ ان کا ذہن مسموم نہ ہو جائے ۔ میں اس پر کچھ وضاحت کرنا چاہتا ہوں ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس کا آپ کو بعد میں موقعہ ملے گا ۔ پوزیشن یہ کہ ہے ایک ایک ترمیم ہم لے رہے ہیں ، ایک ترمیم پر بحث ختم ہوئی ہے ۔ اس کے بعد ایوان نے اس کا فیصلہ دیا ہے ۔ اس کے بعد دوسری ترمیم آئے گی ۔ اس پر آپ بولنا چاہیں تو بول سکتے ہیں پھر تیسری اور پھر چوتھی ۔ اور سب ترامیم کے ختم ہونے کے بعد آپ کو right of reply بھی ہوگا ۔

سید مسعود زاہدی ۔ جناب نے درست فرمایا ہے ۔ میں تو جناب کے حکم کا تابع ہوں ، لیکن بہت سی باتیں ایسی کی گئی ہیں جو کہ میری قرار داد سے متعلق ہیں اس لئے میں ان کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس پر آپ کو موقعہ ملے گا ۔ ۔ ۔ مسٹر شبیر احمد خان ۔ وزیر لوکل گورنمنٹ اپنی ترمیم پیش کرنا چاہتے ہیں ۔

وزیر لوکل گورنمنٹ ۔ جناب والا ۔ میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ قرار داد نمبر 1 کی سطر 2 میں الفاظ
توسیع اور "اور" حذف کئے جائیں اور سطر
نمبر 3 میں لفظ " فوری " کی جگہ الفاظ
"مستقبل میں مناسب" ثبت کئے جائیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم مجوزہ یہ ہے :

کہ قرار داد نمبر 1 کی سطر 2 میں الفاظ

"توسیع" اور "اور" حذف کئے جائیں اور
نمبر 3 میں لفظ "فوری" کی جگہ الفاظ
"مستقبل میں مناسب" ثبت کئے جائیں ۔

چونکہ اس ترمیم کی کوئی مخالفت نہیں ہے ، لہذا یہ ترمیم منظور ہوئی ۔

اس ترمیم کے بعد ایک اور ترمیم مس ناصرہ کھوکھر صاحبہ نے پیش کی ہے ۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس ترمیم کے منظور ہو جانے کے بعد اب وہ ترمیم خلاف ضابطہ ہو چکی ہے ۔ کیوں کہ "توسیع" اور جو الفاظ وہ حذف کروانا چاہتی تھیں وہ اس ترمیم کی رو سے حذف ہو چکے ہیں ۔

سردار صغیر احمد صاحب کی ایک ترمیم ہے چونکہ سردار صغیر احمد اس وقت ایوان میں تشریف نہیں رکھتے ۔ اس لئے یہ ترمیم پیش نہیں ہوسکتی۔

بیگم ریحانہ سرور صاحبہ ایک ترمیم پیش کرنا چاہتی ہیں۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ جناب والا ۔ میں ترمیم پیش کرنا چاہتی تھی ، لیکن چونکہ سینئر منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ تراسیم نہ پیش کی جائیں ۔ تو جناب والا ۔ مجھے اپنے خیالات کے اظہار کرنے کا موقع دیا جائے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا سے میں گزارش کروں گا کہ آپ نے پہلے بھی بہت صبر کا مظاہرہ کیا ہے جس کے لئے میں خاص طور پر شکر گزار ہوں لیکن اس کے بعد بھی جو فاضل اراکین کچھ کہنا چاہتے ہوں ان کو کہنے کا موقع دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ لیکن ڈاکٹر صاحب ضابطہ اور قواعد کے مطابق ہو ۔ اگر بیگم صاحبہ اپنی ترمیم پیش کرنا چاہتی ہیں اور اس پر تقریر کرنی چاہتی ہیں تو بصد شوق ایسا کریں ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ ترمیم پیش کر کے ان کو تقریر کرنے کی اجازت دے دیں ۔ اس کے بعد وہ ٹیکنیکلی withdraw کر لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ (بیگم صاحبہ سے) اگر کسی اور ترمیم پر بولنا چاہیں ۔ ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ جناب والا ۔ یہ کوئی خطر ناک قسم

کی ترمیم نہیں ہے میرے خیال میں مجھے پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ پہلے پیش کر لیں پھر دیکھئے آپ کی ترمیم کا حشر کیا ہوتا ہے ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ جناب والا ۔ میں یہ ترمیم پیش کرتی ہوں :

> کہ قرارداد نمبر 1 کی سطر نمبر 3 میں لفظ "اقدامات" کے بعد الفاظ "کرنے کے لئے ممبران صوبائی اسمبلی پر مشتمل ایک کمیٹی قائم کرے" ثبت کئے جائیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم پیش کردہ یہ ہے :

> کہ قرارداد نمبر 1 کی سطر نمبر 3 میں لفظ "اقدامات" کے بعد الفاظ "کرنے کے لئے ممبران صوبائی اسمبلی پر مشتمل ایک کمیٹی قائم کرے" ثبت کئے جائیں ۔

چوھدری ممتاز احمد کاھلوں ۔ جناب سپیکر ۔ فاضل منسٹر صاحب کی یہ ترمیم منظور ہو چکی ہے ، اس کے بعد یہ ترمیم پیش نہیں ہو سکتی ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب جو اس وقت ہمارے سامنے قرارداد موجود ہے وہ ترمیم ہو چکی ہے اس لئے آپ کی ترمیم جو ہے یہ خلاف ضابطہ ہے ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ ٹھیک ہے جی ۔ جو منسٹر صاحب نے ترمیم پیش کی ہے میں اس کی حمایت کرتی ہوں اور یہ جو قرارداد سید مسعود زاھدی صاحب نے پیش کی ہے اس کی پرزور تائید کرتی ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ بیگم صاحبہ ۔ میں عرض کروں کہ جہاں تک آپ کے تقریر فرمانے کا تعلق ہے ، چاہے آپ کی یہ ترمیم out of order ہو جائے یا reject ہو جائے جو بھی صورت ہو ۔ جب تمام ترامیم ختم ہو جائیں گی پھر بھی ممبران کو یہ حق ہوگا کہ اس قرارداد پر بحث کر سکیں کیوں کہ اس وقت ہم ترامیم پر بحث کر رہے ہیں ، جب تمام ترامیم ختم ہو جائیں گی

پھر بھی جو ترمیم شدہ ریزولیشن آپ کے سامنے آئے گا جس میں فاضل منسٹر لوکل گورنمنٹ کی ترمیم منظور کی گئی ہے اس پر پھر آپ تقریر فرما سکتی ہیں۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ ٹھیک ہے جی ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس ریزولیوشن میں اور کوئی ترمیم نہیں ہے اس لئے جو فاضل ممبر تقریر فرمانا چاہیں فرما سکتے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مسٹر محمد شریف ظفر جوئیا ۔

مسٹر محمد شریف جوئیا ۔ جناب سپیکر ۔ جیسا کہ اس قرار داد پر جناب فاضل اراکین نے غور فرمایا اور جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ عوامی حکومت کے دور میں اس مسئلہ کو اور اس مسئلے کی اہمت کو بخوبی طور پر واضح کیا گیا ۔ بلاشبہ آج کی یہ قرار داد بڑی اہمیت کی حامل ہے ۔ لیکن جناب والا ۔ فاضل دوستوں نے میرے خیال میں اس چیز کا احساس نہیں کیا کہ پچھلے کافی عرصہ سے قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو نے اس مسئلے پر بار بار واضح ھدایات فرمائیں ۔ ابھی حال ھی میں انہوں نے اپنی براڈکاسٹنگ میں بھی صوبائی حکومت کو اور جناب وزیر اعلیٰ کو یہ ھدایت کی کہ کچی آبادیوں کے مکینوں کو فوری طور پر مالکانہ حقوق دیئے جائیں ۔ اسی طرح سے انہوں نے دیہاتی علاقوں میں پانچ مرلہ سکیم اور ان کے لئے مالکانہ حقوق کا بھی حکم فرمایا ۔ تو جناب والا ۔ میں نہیں سمجھتا کہ واضح ھدایات کے بعد ھماری صوبائی حکومت اس مسئلے پر تلی نہ ھو یا وہ اس پر کوئی اھمیت نہ دے رہی ھو ۔ جناب والا ۔ میں یہ سمجھتا ھوں کہ صوبائی حکومت اور ھمارے وزیر اعلیٰ اس پر بڑی مستعدی اور تیزی سے عمل کر رہے ہیں ۔ اور جیسا کہ جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے فرمایا کہ اس سلسلے میں ھمیں قانونی دشواریوں کو بھی سامنے رکھنا ھوگا ۔ کیوں کہ جلدی میں جو بات کی جاتی ہے اس میں ھمارے قانون دان ھائی کورٹ یا دوسری عدالتوں کے دروازے کھٹکھٹاتے ہیں ۔ اس لئے یہ مسئلہ بڑا ھی اھم ھوتا ہے ، اس لئے میں یہ سمجھتا ھوں کہ اس قرار داد کے پاس کرنے پر یہ احساس ھوگا اور یہ احساس پیدا کرنے کی کوشش کی جائے گی کہ قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کے واضح احکامات کے باوجود شاید ھماری صوبائی حکومت اس مسئلے پر توجہ نہیں

دے رہی یا وہ سوئی ہوئی ہے یا اس معاملے کو اتنا اہم نہیں سمجھا جا رہا۔ جناب والا ۔ حزب اقتدار کے دوستوں سے میری یہ پر زور اپیل ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ اس قرار داد کو اس طرح سے پاس کیا جائے ، کیوں کہ یہ احساس پیدا ہوگا کہ ہماری صوبائی حکومت اس سلسلے میں کوئی اچھا کام نہیں کر رہی یا اس سلسلہ میں سستی سے کام ہو رہا ہے ۔ ان گزارشات کے ساتھ میں فاضل اراکین اور خاص طور پر محرک کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ بلاشبہ ان کی یہ قرار داد بڑی اہمیت کی حامل ہے لیکن صوبائی حکومت پہلے ہی قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کی واضح ہدایات کے مطابق اس مسئلے کو حل کر رہی ہے ، اس لئے اس کو پاس نہ کیا جائے ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ جناب سپیکر ۔ آج اس معزز ایوان میں کچی آبادیوں کے مکینوں کو مالکانہ حقوق دینے کے لئے بہت ہی اہم بحث جاری ہے اور اس سلسلہ میں سید مسعود زاہدی صاحب نے جو قرار داد پیش کی ہے اس میں وزیر صاحب کی طرف سے جو ترمیم پیش کی گئی ہے ، میں اس ترمیم کے ساتھ اس قرار داد کی پرزور حمایت کرتی ہوں اور میں سمجھتی ہوں کہ وزیر صاحب کی اس ترمیم کے ساتھ یہ قرار داد مزید جامع اور مثبت ہو گئی ہے ۔

جناب والا ۔ کچی آبادیوں کا ایک نہایت ہی اہم انسانی مسئلہ ہے اور ہمارے ملک کی تقریباً 85 فیصد آبادی کچے مکانوں میں رہتی ہے ۔ وہ لوگ بڑے بڑے مکانوں اور عالیشان بنگلوں میں نہیں رہتے بلکہ غریب عوام کچی آبادیوں میں رہتے ہیں ۔ موجودہ عوامی حکومت غریبوں کی حکومت ہے ۔ آپ نے دیکھا کہ قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو نے ہر شعبہ زندگی میں اصلاحات نافذ کی ہیں ۔ انہوں نے کسانوں کے لئے ، طلبا کے لئے اور اساتذہ کے لئے اصلاحات نافذ کیں اسی طرح انہوں نے کچی آبادیوں کی مکینوں کے لئے بھی جو حال ہی میں اعلان کیا اس سے صاف ظاہر ہے کہ موجودہ حکومت اپنے عوام کے لئے کس قدر کوشاں ہے اور عوامی مسائل کو حل کرنے کے لئے دن رات جدو جہد کی جا رہی ہے ۔

جناب والا ۔ وزیر اعظم بھٹو نے کچی آبادیوں کے مکینوں کو مالکانہ

حقوق دینے کا جو اعلان کیا ہے یہ ہم سب کے لئے ایک خوشخبری ہے ۔ اور اس پر ہم قائد عوام کو مبارکباد پیش کرتے ہیں ۔ آج جو اس معزز ایوان میں ڈسکشن کی جا رہی ہے اس میں زیادہ تر ممبران نے یہ الزام عائد کیا کہ کس طرح implementation کے پروسیجر میں تاخیر کی جاتی ہے ۔ جناب والا۔ یہ بات ظاہر ہے اور آپ بھی اس سے بخوبی واقف ہیں کہ جب ایک فائل کسی سیکرٹری کو پیش کی جاتی ہے تو وہ جائنٹ سیکرٹری ، ایڈیشنل سیکرٹری اور ڈپٹی سیکرٹری کے پاس سے ہوتی ہوئی بالکل ایک معمولی کلرک کے پاس پہنچ جاتی ہے ، اس طرح فائل ورک میں رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے اور فائل ایک کلرک سے لے کر اوپر تک آنے میں چار چھ بلکہ آٹھ ماہ کا عرصہ لگ جاتا ہے ۔ جب فائل مکمل ہوکر اوپر آتی ہے تو آپ کو صرف فائل کور ہی نظر آتا ہے ، درخواست اس میں سے غائب ہوتی ہے ۔ متعدد ممبران نے اس ھاؤس میں آپ کی توجہ اس جانب دلانا چاہی کہ کسی طرح سے وزیر اعظم کا جو آرڈر ہے اس کو implement کرنے کے لئے جو ہمارے بڑے بڑے افسران ہیں وہ کس طرح سے ایسے اہم معاملات میں دیری کرتے ہیں اور اس میں کس طرح سے تاخیر پائی جاتی ہے ۔ آپس میں ان افسران کا تعاون نہیں ہوتا یا co-ordination نہیں پائی جاتی ۔ میرے خیال میں ممبران نے سینئر وزیر صاحب اور متعلقہ وزیر صاحب کی توجہ اس جانب دلانا چاہی کہ آپ کی implementation کا جو پروسیجر ہے اب اس کو کس طرح سے cut short کیا جا سکتا ہے ۔ اس ضمن میں میں یہ کہنا چاہتی ہوں ۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو implementation کے لئے ایم۔پی۔اے کی ایک کمیٹی بنائی جا سکتی ہے ، جو وہاں موقع پر جاکر عوام کے مسائل سن سکتی ہے اور اپنی تجاویز محکمہ کو پیش کر سکتی ہے ۔

جناب والا ۔ جہاں تک مالکانہ حقوق دینے کا اعلان ہے ، جب وزیر اعظم صاحب نے یہ اعلان کیا تو ہم لوگ بہت خوش تھے ۔ قائد اعظم نے اپنے پاکستان کے غریب عوام کے لئے ایسا کیا پچھلے تیس برسوں میں آپ نے دیکھا کسی حکومت نے بھی غریبوں کی بات نہیں کی ۔ کسی نے کسانوں کی بات نہیں کی ۔ کسی نے مزدوروں کی بات نہیں کی ۔ کسی نے مالکانہ حقوق

دینے کی بات نہیں کی ۔ اگر بات کی تو صرف اور صرف قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو نے کی ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔

جناب والا ۔ موجودہ حکومت تہ دل سے غریبوں کے ساتھ ہے اور غریب عوام ہی کی یہ حکومت ہے ۔ غریب عوام ہی اس حکومت کو برسر اقتدار لے کر آئی ہے ۔ اس میں بالکل شک و شبہ کی گنجائش نہیں ۔ یہ سوچا بھی نہیں جا سکتا کہ قائد عوام اور موجودہ عوامی حکومت غریب عوام کے لئے کچھ نہیں کرنا چاہتی ۔ یہ حکومت غریب عوام کے مسائل حل کرنا چاہتی ہے ۔ ماضی میں جو کچھ کیا ہے وہ آپ کے سامنے ہے اور اسی طرح مستقبل میں بھی ہم چاہتے ہیں کہ کس طرح سے ہم اپنے غریب عوام کے مسائل کو حل کریں اور خاص طور پر کچی آبادیوں میں جو لوگ رہتے ہیں ۔ جو لوگ وہاں بستے ہیں ۔ ان کو مالکانہ حقوق دیئے جائیں ۔ لیکن کچھ اس قسم کی تکالیف ہیں جو سینئر منسٹر صاحب نے بڑے واضح طور پر اس ہاؤس کے سامنے پیش کی ہیں کہ کس طرح سے چند ایک کیسز عدالتوں میں چل رہے ہیں۔ اس کے علاوہ کچھ زمین سنٹرل گورنمنٹ کی ہے ، کچھ زمین ایسی ہے جن پر پہلے سے مقدمات درج کئے گئے ہیں اور ان کو کچی آبادیاں declare نہیں کیا جا سکتا جن کی وجہ سے stay order لئے گئے ہیں ۔ جناب والا ۔ اس ضمن میں میں اتنا ضرور عرض کروں گی کہ آخر کسی قانون کے تحت stay order دیا جاتا ہے ، تو اس قانون کو بھی ترمیم کرنے کا اس حکومت کو اختیار ہے ۔ اور ایسی جگہوں پر جہاں ضرورت پیش نہ آئے کہ قانون میں کوئی ترمیم کی جائے existing law میں کوئی ترمیم کی جائے تاکہ چند علاقوں کے مسائل خاص طور پر کچی آبادیوں کے مسائل کو حل کیا جا سکے ۔ اس ضمن میں ترمیم پیش کی جانی چاہئیے تاکہ اس رکاوٹ کو ختم کیا جا سکے ۔ جناب والا ۔ اس سلسلے میں سینئر منسٹر صاحب نے ایک واضح تقریر کی ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ ان کی تقریر کے بعد اور کچھ کہنے کی گنجائش نہیں ہے اس لئے اس قرارداد کی میں پرزور حمایت کرتی ہوں ۔ شکریہ ۔

ملک مختار احمد اعوان ۔ جناب سپیکر ۔ آج کی یہ قرار داد جس پر سیر حاصل تبصرہ کیا گیا ہے ۔ میں جناب کی توجہ 1972ء کی طرف لے

جانا چاہتا ہوں جب قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کو اقتدار ملا اور اس وقت 1972ء میں جو سب سے بڑا قانون برصغیر پاک و ہند کی تاریخ میں ہمارے قائد نے بنایا وہ یہ تھا کہ غریبوں کو کچی آبادیوں کے مالکانہ حقوق دیئے جائیں ۔

جناب والا ۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ دیہاتی سطح پر شاید پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت سے پہلے ایسے قوانین بنے ہیں لیکن تاریخ گواہ ہے ایک قانون جو مارشل لاء ریگولیشن 115 کے تحت صوبہ پنجاب میں بنایا گیا تو جس وقت یہاں پر مارشل لاء تھا تو ہمارے قائد اس وقت اس ملک کے صدر تھے ۔ اس قانون کے تحت یہ طے پایا کہ مارشل لاء ریگولیشن کے تحت جہاں جہاں پنجاب میں ایسی آبادیاں موجود ہیں اور غریب جن آبادیوں پر قابض ہیں ، وہ زمین جو متروکہ زمین ہے ان کی الاٹمنٹ دوسروں کے نام تھی ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں ۔ جناب والا ۔ یہ ایک اہم بات ہے ۔ سینئر منسٹر صاحب ذرا توجہ دیں کیوں کہ انہوں نے کہا ہے کہ 1972ء میں قانون بن گیا تھا ۔

ملک مختار احمد اعوان ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کی توجہ چاہتا ہوں ۔ کیوں کہ جب یہ قانون بنا تھا اس وقت میں رھیبلیٹیشن اور سیٹلمنٹ کا ایڈوائزر تھا ۔ یہ قانون جس وقت بنا تو میں نے قائد عوام کے حکم سے اس میں contribution کی ۔ حضور والا ۔ وہ قانون یہ ہے کہ جہاں پنجاب میں متروکہ اراضی موجود ہے جس پر قابضین 1947ء سے قابض ہیں ان کو حقوق ملکیت دیئے جائیں ۔ 1947ء کی قیمت خرید ان سے لی جائے ۔ 1947ء کی مارکیٹ value پر ان کو مالکانہ حقوق دے دیئے جائیں ۔ 1947ء کی قیمت خرید سے ایک پیسہ بھی اوپر ان سے وصول نہ کیا جائے ۔ حضور والا ۔ ہمارے پاس ثبوت موجود ہیں ۔ ہم نے پورے پنجاب میں 52 کچی آبادیاں ڈیکلیر کی تھیں ۔ اور مظفر گڑھ شہر کی ایک کچی آبادی ایسی بھی تھی جو انتہائی پسی ہوئی تھی ۔ اس میں جب مالکانہ حقوق دیئے گئے ۔ تو حضور والا ۔ اس کی قیمت ایک روپیہ کچھ آنے طے پائی ۔ اور وہ بھی چھ آسان اقساط میں طے پائی ۔ حضور والا ۔ یہ کوئی

قیمت نہیں تھی - یہ throw away اور غریب لوگوں کو پانچ پانچ مرلے کے پلاٹ دیئے گئے کہ وہ وہاں پر بیٹھیں - حضور والا - جو issue زیر بحث آیا وہ یہ کہ ان آبادیوں کو ڈویلپ کیسے کیا جائے - ان آبادیوں میں سینی ٹیشن کا بندوبست ہو - وہاں پر بجلی فراہم کی جائے - وہاں پر نالیاں ٹھیک ہونی چاہئیں - سیوریج سسٹم ٹھیک ہونا چاہئیے - حضور والا - یہ ایک بہت بڑا انقلابی قدم تھا جو عوامی حکومت کی طرف سے اٹھایا گیا - Interim Constitution میں اس مارشل لاء ریگولیشن 115 کو save کیا گیا - حضور والا - میں آپ کی وساطت سے ایک بار پھر اپنے دوست چوہدری ممتاز احمد کاہلوں کی تائید کرتے ہوئے عرض کرونگا اور اگر جناب سینئر منسٹر صاحب متوجہ ہوں۔ اگر یہ باتیں سنیں کیوں کہ وہ بھی اس وقت میرے کلیگ تھے - ان سے اگر وہ نوٹ لیں تو فوری طو پر اس قرار داد پر عملدرآمد کیا جا سکتا ہے - حضور والا - جب Interim Constitutinn بنا تو اس مارشل لاء ریگولیشن کو اس میں چند وجوہات کی بنا پر save نہ کیا گیا - لائلپور سے ایک آواز اٹھی کہ وہاں پر 36 آبادیاں declare ہوئی تھیں ان کو کوئی مالکانہ حقوق نہیں ملے کیوں کہ لوگ ورغلا گئے کہ مارشل لاء ریگولیشن جو تھا اسے Interim Constitution میں save نہیں کیا گیا کہ شائد یہ قانونی حیثیت بھی لے سکے گا یا نہ لے سکے گا - حضور والا - اس وقت کے وزیر قانون کے ساتھ ایک میٹنگ ہوئی اور پھر قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو نے جبکہ وہ صدر مملکت تھے۔ خصوصی اختیارات کے تحت اس مارشل لاء ریگولیشن کو Interim Constitution میں save فرمایا - اور اس کے بعد Permanent Constitution میں بھی یہ سب باتیں embody کی گئیں - حضور والا - پھر اس قانون کو جو صرف پنجاب کی سطح پر تھا ، اس کو پورے ملک کا قانون بنانے کے لئے کہ سندھ کے غریب عوام ، بلوچستان اور فرنٹیئر کے غریب عوام بھی اس انقلابی قانون سے استفادہ حاصل کر سکیں اور ہم معاشرے میں تضادات کو مٹا پائیں - تو میرے قائد نے اس قانون کو فیڈرل لاء بنا دیا اور آج یہ فیڈرل لاء کی حیثیت سے اس ملک میں موجود ہے - حضور والا - مجھے وہ دن یاد ہے کہ جب انتخابات سے قبل میرے محترم قائد ملتان تشریف لائے تھے تو غریبوں کا ایک جم غفیر وائٹ ہاؤس کے باہر تھا - انہوں نے میرے قائد کی

خدمت میں گزارش کی تھی کہ حضور والا۔ ایک ایسا خاندان جو جالندھر سے مائیگریٹ پنجاب میں آ کر آباد ہوا جس کو برکی خاندان کہا جاتا ہے ، جنہوں نے محکمہ بحالیات اور سیٹلمنٹ کے اہلکاروں اور افسران کے ساتھ ملی بھگت کر کے یہاں پنجاب میں اراضیات الاٹ کرائیں جو کہ بوگس الاٹمنٹیں تھیں ۔ ان الاٹمنٹوں میں یہ ظاہر کیا گیا کہ برکی خاندان جو جالندھر میں آباد تھا جن کو یہاں زمینیں عوضانے میں ملیں انہوں نے یہ آواز بلند کی کہ یہاں اس خاندان نے دھاندلی کی ہے ۔ اس خاندان نے ریکارڈ میں tampering کی اور جالندھر کے گردو نواح میں میونسپل ایریا کے باہر جو ان کی اراضی تھی ، اس کو میونسپل لمٹ میں ریکارڈ میں ظاہر کیا گیا ۔ اس کے عوض یہاں پنجاب کے بڑے بڑے شہروں میں ملتان میں ، لائلپور میں ، لاہور میں مظفر گڑھ میں اگر دوسرے ایسے شہروں میں اس خاندان کے با اثر لوگوں نے محکمہ سیٹلمنٹ کے ساتھ ساز باز کر کے یہاں پر شہر کے اندر ، حدود کمیٹی کے اندر بہت بڑی اراضیات حاصل کی ہیں اور انہوں نے اپنے PTD issue کروائے لیکن قبضہ ان کے پاس نہیں ۔ قبضہ غریبوں کے پاس ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آرڈر پلیز ۔

ملک مختار احمد اعوان ۔ جناب والا ۔ قبضہ غریب لوگوں کے پاس تھا ۔ وہ لوگ جو پاکستان بن جانے کے 29 سال بعد بھی مہاجرین ہی کہلاتے تھے اور آئے دن دربدر بھی ہوتے تھے اور ایک آبادی سے دوسری آبادی میں شفٹ کیا جاتا ۔ کہیں پر stay order کہیں پر کوئی اور پیچیدگیاں اور یہ ساری باتیں میرے قائد محترم کے سامنے ملتان میں زیر بحث آئیں ۔ تو میرے قائد نے وہاں پر ہی آرڈر فرمائے کہ اگر اس قانون میں کوئی lacuna ہے ۔ اس فیڈرل لاء میں کوئی ایسی بات رہ گئی ہے کہ جس کی وجہ سے ان غریبوں کو دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔ ان غریبوں کو دربدر ہونا پڑتا ہے ۔ تو انہوں نے موقع پر ایک میٹنگ میں احکامات جاری فرمائے کہ اس قانون کو تبدیل کیا جائے ۔ amend کیا جائے ۔ مناسب ترامیم کی جائیں کہ ہم ایسا قانون چاہتے ہیں جس میں غریبوں کو کوئی دشواری نہ ہو ۔ حضور والا ۔ اس کے بعد آج سے دو اڑھائی ماہ قبل جب

میرے قائد لاہور تشریف لائے تو انہوں نے ایک تاریخی اعلان کیا ، جس اعلان کے بعد پنجاب اور پاکستان کے غریب لوگوں نے سکھ کا سانس لیا اور وہ اعلان یہ تھا غریبوں کو جہاں وہ کچی آبادیوں کی شکل میں بیٹھے ہیں فوری طور پر مالکانہ حقوق دیئے جائیں ۔ حضور والا ۔ حیرت ہے کہ میرا قائد ان مسائل میں اتنی دلچسپی رکھے کہ میرا قائد غریبوں کے دکھ کو اپنا دکھ سمجھے ، کہ میرا قائد تو دن رات یہ کوشش کرے کہ ہم جتنا بھی پیسہ مرکز سے لیتے ہیں ، جتنا فنڈ صوبے کے پاس ہے وہ بڑی شاہراہوں کی بجائے کچی آبادیوں پر خرچ کیا جائے ۔ لیکن حضور انور ۔ حیرت ہے کہ آج بھی اس معزز ایوان میں جس ایوان میں یہ قانون زیر بحث آ چکا ہے ۔ آج اس ایوان میں ایک فاضل رکن کی طرف سے یہ قراد داد آئی ہے کہ کچی آبادیوں کے بارے میں مالکانہ حقوق فوری طور پر دیئے جائیں ۔ حضور والا ۔ اگر ہم اپنے قائد کے ساتھ مخلص ہیں ، اگر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا قائد امریکی سامراج کے خلاف آواز بلند کر رہا ہے ، اگر ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارا faith یہ ہے ۔ ہمارا یہ ایمان ہے کہ جناب ذوالفقار علی بھٹو کی انقلابی پالیسیوں کو نافذ کریں تو تیسری دنیا ایک ایسی دنیا بنتی ہے کہ جہاں استحصال کا خاتمہ ہو ۔ اگر ہم پاکستان میں اپنے قائد کے انقلابی اقدامات کے نفاذ میں دیر کریں گے تو ہم تیسری دنیا کو کیسے بتلا سکیں گے کہ پاکستان ایک مثالی مملکت ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔ پاکستان میں غریب سکھی ہے ۔ پاکستان میں سامراج کے خلاف جنگ ہے ۔ حضور والا ۔ اگر جنگ کا سوال ہے تو ہمیں اپنے قائد کی پالیسیوں کو فوری طور پر نافذ کرنا ہوگا ۔ میں پھر زور دیتا ہوں کہ اس قرارداد کے محرک نے جو لفظ "فوری نفاذ" کی بات کی ہے میں اس قرار داد کو اس صورت میں سپورٹ کروں گا کہ فوری طور پر یہ مالکانہ حقوق دیئے جائیں ۔ حضور والا ۔ اب سوال یہ ہے کہ ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی ہو ۔ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی ہو ۔ لائلپور ڈویلپمنٹ اتھارٹی ہو تو یہ تین بڑے شہر پنجاب میں ہیں ۔ اس میں دوسرے شہر بھی آ جاتے ہیں ۔ حضور والا ۔ جہاں ڈویلپمنٹ اتھارٹی بنی ہیں وہاں ڈویلپمنٹ اتھارٹیز اس لئے بنائی گئی تھیں کہ پنجاب حکومت ایک کروڑ روپیہ کے اوپر خرچ نہیں کر سکتی ۔ پنجاب حکومت ایک کروڑ کے اندر اندر خرچ

کر سکتی ہے ، تو پھر 99 لاکھ خرچ کرسکتی ہے ۔ اس کے اوپر خرچ نہیں کر سکتی ۔ حضور والا ۔ 99 لاکھ بھی غریبوں کی آبادیوں پر خرچ کئے جانے چاہئیں ۔ وہ 99 لاکھ اگر ان شاہراہوں پر خرچ کئے جائیں گے تو یہ کوئی مثبت اور واضح انقلابی پالیسی کے نفاذ کی بات سامنے نہیں آئے گی ۔ حضور والا ۔ مجھے خوشی ہے کہ اس معزز ایوان میں تمام معزز اراکین جو غریبوں کے ووٹ حاصل کرنے کے بعد یہاں آج تشریف فرما ہیں ۔ انہوں نے غریبوں کی همنوائی اس صورت میں کی ۔ اس قرار داد کی موافقت میں ایسے دلائل دیئے جو ٹھوس اور جامع تھے ۔ میں آپ کی وساطت سے جہاں معزز اراکین اور محرک کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ وہاں حضور والا ، میں نے ایسے قوانین کی طرف تھوڑی سی تاریخ trace کر کے آپ کی اور اس ایوان کی توجہ دلائی ہے ۔ میں آخر میں صرف یہ کہوں گا کہ اس پنجاب میں اگر غریب سکھی ہے تو میرا قالد بلند بالا ہے ۔ اگر اس پنجاب میں غریب سکون کی نیند سو سکتا ہے تو تیسری دنیا سامراج سے آزاد ہوتی ہے ۔ اگر اس پنجاب میں غریبوں کو فوری طور پر مالکانہ حقوق مل جاتے ہیں تو یہ نہایت ہی مستحسن اقدام ہے ۔ جناب والا ۔ آج بھی محکمہ سیٹلمنٹ wind up ہوا ۔ لیکن ایک سیل بورڈ آف رویونیو میں کام کر رہا ہے ۔ اور وہ سیل کیا کرتا ہے ۔ حضور والا ۔ اس سیل میں جو سیٹلمنٹ کے اہلکار بیٹھے ہیں وہ آج بھی ان لوگوں کے ساتھ ساز باز کئے ہوئے ہیں جن کے نام پر یہ اراضیات 1947ء کے بعد ٹرانسفر ہو گئی تھیں ۔ آج بھی ان کو وہ راستے بتاتے ہیں ۔ وہ کہتے ہیں قابض ہو جاؤ راستہ ہم بتاتے ہیں ۔ فلاں جگہ سے یہ لیز لے لو یہ delaying tactic کی ترغیب دیتے ہیں ۔ اور اگر وہ ان کے مالکان کو جن کو ناجائز الاٹمنٹیں ہوئیں تھیں وہ کینسل ہو گئیں تھیں ۔ اس قانون کے علاوہ Suo-moto Powero جو الاٹمنٹ کینسل کر دی جاتیں ہیں ۔ اگر اس سیل میں کام کرنے والے لوگ عوام کی رھنمائی نہ کریں تو یہ غریبوں کی خدمت نہیں ہے ۔ حضور والا ۔ میں استدعا کروں گا کہ اس سیل پر کڑی نگاہ رکھی جائے ۔ وہ سیل کام کر رہا ہے اور وہ delaying tactics کی ترغیب دیتا ہے ۔ میں آخر میں یہ عرض کروں گا کہ اس قرار داد کو اس طرح سے منظور کر لیا جائے تاکہ پنجاب کے غریب عوام سے بھرپور

ہمدردی کی جائے چونکہ میرا قائد غریبوں کا ہمدرد ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر مسعود زاھدی اگر آپ دو تین منٹ میں تقریر کریں تو ٹھیک ہے ۔ پانچ منٹ میں مسعود صاحب کر لیں گے اور ڈیڑھ بجے یہ قرار داد پیش ہو سکے ۔

Prof. E. Dinshaw. Sir, I would like to speak for half a minute.

Mr. Speaker. Then you have the preference.

محترمہ ناصرہ کھوکھر ۔ جناب والا ۔ وزیر صاحب نے میری ترمیم کو اپنی ترمیم میں شامل کر لیا ہے ۔ اس لئے میں بھی چاھتی ھوں کہ میں اس سلسلے میں اپنے خیالات کا اظہار کروں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ٹائم بہت تھوڑا ہے اگر آپ تھوڑے سے وقت میں بولنا چاہیں تو ان کے بعد فرمائیں ۔

Prof. E. Dinshaw. Sir, this resolution has evoked a lot of found and fury in this House. Its history has been traced from time immemorial. But I wonder why the Opposition has not uttered a single word. (Applause) Are they so inddiferent to the cause of the poor and to the cause of the helpless who dwel in the Kacnhi Abadis. I think that their utter silence is proof of their indifference.

محترمہ ناصرہ کھوکھر ۔ جناب سپیکر ۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں ۔ آج کی قرارداد پر سیر حاصل بحث ھو چکی ہے میں نے جو ترمیم دی تھی وزیر متعلقہ نے اپنی ترمیم میں شامل کر کے ایزاد کیا ہے میں سمجھتی ھوں کہ آج کی قرارداد جتنی اھم ہے اتنی پیچیدہ بھی ہے ھم معزز اراکین جنھوں نے اس بحث میں حصہ لیا ہے انہوں نے یک طرفہ تصویر پیش کی ہے اور یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ موجودہ حکومت اس معاملہ میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتی ۔ میں اتنی گذارش کروں گی کہ چونکہ ھم سب پارٹی کے ممبران خاص طور پر کارکن اور معزز اراکین جانتے ہیں یہ اعلان قائد عوام کر چکے ہیں جہاں تک قانون کی کوئی ھچ ہے اب اس میں تاخیر کی کوئی گنجائش

نہیں ہے اور اس سلسلے میں وزیر خزانہ نے بتا دیا ہے ۔ میں خوشی کے ساتھ آپ کی وساطت سے ڈاکٹر عبدالخالق کا شکریہ ادا کرتی ہوں انہوں نے پہلی مرتبہ محسوس کیا ہے کہ اراکین جو کچھ بھی کہیں گے اس پر عملدر آمد کریں گے ۔ پہلے تو یہ تھا کہ قرارداد پاس کر دی گئی اس کے لئے ہم شکرگذار ہیں انہوں نے کم از کم ممبران کو اتنی اہمیت تو دی اور یہ محسوس کیا ہم جو کچھ کہتے ہیں اس میں مفاد عامہ کی کوئی نہ کوئی بات ہوتی ہے ۔ دوسری بات جس کا میں ذکر کرنا چاہتی ہوں ڈاکٹر صاحب نے ذکر کیا ہے اور وہ بھی اس حلقہ نیابت سے آئے ہیں جہاں بہت کچی آبادیاں ہیں ۔ لیکن چونکہ یہ علاقہ کنٹونمنٹ کا علاقہ ہے اس لئے ڈیفنس سے ہمیں رابطہ قائم کرنا پڑتا ہے اس لئے میری گذارش ہے کہ وہ مکین جو کئی سالوں سے قابض ہیں ان کی رہائش ایک بات کہہ کر ختم نہ کر دی جائے ۔ چونکہ یہ ڈیفنس کی ہے اس لئے ہم کچھ نہیں کر سکتے ۔ اس سے پہلے کہ انہیں وہاں سے اٹھایا جائے ان کے لئے متبادل جگہ کا انتظام کیا جائے ۔ اور اس کے ساتھ کوئی ایسی کالونی بنائی جائے ۔ جس میں پہلے منصوبہ بندی کی جائے کیونکہ جتنی بھی کچی آبادیاں ہیں ان کو مالکانہ حقوق دینے میں بہت سی مشکلات پیش آئیں گی ۔ کہیں سڑک نہیں بن سکے گی بجلی کے کھمبے نہیں لگ سکیں گے ۔ سیوریج کا انتظام نہیں ہو سکے گا کیونکہ اس وقت جہاں جس کا جی چاہا چار دیواری کر کے گھر بنا لیا اس لئے جہاں کہیں بھی ان کو متبادل جگہ دیں ان تمام چیزوں کا انتظام ضرور کرنا چاہیے ۔ وہاں پہلے پلاننگ کی جائے اس کے بعد منصوبہ تیار کرایا جائے ۔ کہ کتنی جگہ سڑک کے لئے درکار ہے کتنی کھمبوں کے لئے درکار ہے اس طرح تمام کالونیز میں ہر چیز مہیا ہو گی اور جو مشکلات ہمیں کچی آبادیوں کے سلسلے میں اب پیش آئی ہیں وہ دوبارہ نہیں آیا کریں گی ۔ میں آپ کی شکر گذار ہوں کہ آپ نے مجھے اظہار خیال کا موقع دیا ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر محمود الحسن ۔

میاں محمود الحسن ڈار ۔ جناب ڈاکٹر خالق صاحب نے فرمایا ہے قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو نے 17 اپریل 1977ء کو جو اعلان کیا تھا کہ کچی آبادیوں کو مالکانہ حقوق دے دئے جائیں گے ۔ میں ان کی توجہ

لائل پور میں جو سب سے بڑا منصوبہ کچی آبادی کا ہے وہ فیکٹری ایریا ہے وہ میرے حلقے میں ہے ہیں اس کے متعلق کچھ گذارشات کرنا چاہتا ہوں جیسا کہ میرے فاضل دوست مختار اعوان صاحب نے فرمایا ہے یہ فیصلہ 1972ء میں ہوا تھا کہ 1947ء کی قیمتیں لگائی جائیں گی ۔ لیکن کچی آبادیوں کا طریقہ کار مختلف ہے لیکن ہمارے وزراء صاحبان نے کچھ اس قسم کی تجاویز دیں کہ کچی آبادیاں وہاں سے اٹھا لی جائیں اور وہاں منتقل کی جائیں جہاں جھوہڑ ہیں ، تالاب ہیں اور اکثر جب بارشیں ہوئیں سیلاب کی طرح مکان گر گئے اور ان لوگوں کو بے سروسامانی کے عالم باہر شفٹ کرنا پڑتا تھا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ فیصلہ ہمارے قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو نے 1970ء میں کیا تھا جب وہ الیکشن کے دوران اسی میدان میں اس غریب کچی آبادی میں گئے اور جا کر اعلان کیا تھا کہ جب میں پاور میں آؤں گا میں کچی آبادی کو پکی دیکھنا چاہتا ہوں لیکن ان کو مشورہ دیا گیا کہ یہاں پکی آبادی نہیں بن سکتی ۔ اس کے لئے جگہ اور تجاویز کی گئی اور وہاں کوارٹر تعمیر ہو رہے ہیں اور یہ سب سے بڑا منصوبہ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو نے ہم پر بہت بڑا احسان کیا کچی آبادی جس کا اعلان کیا گیا تھا کہ میں اس کو پکی دیکھنا چاہتا ہوں اور اس کی قیمتیں 1947ء کے مطابق تجویز کی تھی اب کوارٹر بنانے کی تجویز ہے اور اس کی قیمت 16 ہزار روپے منظور کی ۔ آپ بتائیں کہ جب وہ لوگ وہاں منتقل ہو کر جائیں گے تو وہ زمین کم از کم چالیس ہزار روپے مرلے کی زمین ہے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ وقت ختم ہو گیا ہے وقت بڑھا دیں تا کہ فاضل اراکین اس قرارداد پر بول سکیں ۔

Mr. Speaker. Time is extended till the conclusion of the debate.

میاں محمودالحسن ڈار ۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ لوگ جنہوں نے وہاں پر اپنی زندگی تباہ کر لی ۔ وہاں کوئی آسائش نہ تھی ، کوئی علاج معالجے کا انتظام نہ تھا اور نہ ہی کوئی سہولت میونسپلٹی دیتی تھی ، وہ بھی یہی کہتی تھی ، جیسے کہ انہوں نے فرمایا ہے ، کہ اس کا بجٹ کچی آبادیوں پر نہیں لگ سکتا کیونکہ اس آبادی نے منتقل ہونا ہے ۔ وہ لوگ

چھوڑوں کی وجہ سے بیماریوں میں مبتلا رہے ہیں ۔ وہ چاہتے تھے کہ انہیں مالکانہ حقوق مل جائیں تو وہ اپنے آپ کو ٹھیک کر لیں ۔ لیکن بہرحال اب انہوں نے ان کو وہاں منتقل کرنا ہے جو کوارٹر بن رہے ہیں ۔ ان لوگوں نے کہا کہ ٹھیک ہے ہمیں جلد از جلد ان کوارٹروں میں منتقل کر دیں ۔ لیکن ہم پر یہ ظلم نہ کریں کہ ہم 16 ہزار روپیہ اقساط میں ادا کریں تاہم آپ کو 40/50 ہزار روپیہ مرلہ کی زمین دے رہے ہیں اور سکیم کے مطابق اگر وہاں کاروباری ادارہ بنائیں ، جیسے پلازہ ٹائپ کے ادارے بن رہے ہیں ، یا اسے نیلام کر دیں تو وہاں سے حکومت کو اچھی بھلی رقم حاصل ہوگی ۔ میں سمجھتا ہوں کہ جہاں حکومت کو کروڑوں روپے کا فائدہ ہوگا وہاں یہ کوارٹر ان کچی آبادیوں کے غریبوں کو مفت دیئے جائیں تا کہ وہ لوگ جن کے وہاں حقوق تھے انہیں احساس ہو کہ جو وعدہ ان کے ساتھ قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو نے 1970ء میں کیا تھا وہ پورا کر دکھایا ہے ۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ فیکٹری ایریا کچی آبادی کے ساتھ ایک اور کچی آبادی ہے جس کو گنو شالہ کہتے ہیں ، وہاں بھی بہت سی تکالیف ہیں ۔ وہ متروکہ جائیداد کے محکمے والے بھی یہی کہتے ہیں کہ جتنا کرایہ انہوں نے مقرر کیا ہوا ہے اس کے بقایا جات یکمشت ادا کریں اور اس کی قیمت بھی ادا کریں ۔ میں نے بھی درخواست کی ، جیسے جناب مختار احمد اعوان صاحب نے فرمایا ، کہ آپ 1947ء کی قیمت لے لیں اور آسان اقساط میں لیں اور اس کے ساتھ ساتھ بقایا جات معاف کیے جائیں ۔ اب بارشوں کا موسم آ رہا ہے ۔ ہم چاہتے ہیں کہ انہیں جلد از جلد وہاں منتقل کیا جائے ۔ خاص طور پر فیکٹری ایریا کی کچی آبادی کو ، اور وہاں جو کوارٹرز تعمیر ہو رہے ہیں اس تعمیری ادارے کو کہا جائے کہ وہ زیادہ سے زیادہ ذرائع پیدا کر کے کم از کم دو ماہ کے اندر انہیں منتقل کر دینا چاہیے کیونکہ انہیں وہاں بارشوں کے موسم میں تکلیف ہوگی جو وہ سالہا سال سے برداشت کر رہے ہیں ۔ ہم نے اس الیکشن میں ان سے وعدہ بھی کیا تھا کہ ہم آپ کو جلد از جلد وہاں منتقل کر دیں گے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس وعدہ پر قائم رہنا چاہئے کہ ہم انہیں بارشوں کے موسم سے پہلے پہلے جلد از جلد منتقل کر دیں ۔ اس کے ساتھ ہی میرے علاقے میں کچھ

بہتسی آبادیاں بھی ہیں ، جیسے کہ وزیر موصوف فرما رہے تھے ، وہاں ریلوے کالونی ہے جو میرے لئے ایک بڑا مسئلہ ہے ۔ وہاں کچھ جگہ تو ریلوے کی ہے اور کچھ متروکہ ہے ۔ انہیں چاہیے کہ اس کا جلد از جلد سروے کرائیں اور دیکھیں کہ ان لوگوں کو کیا تکالیف ہیں ۔ اگر وہ ریلوے کی جگہ ہے تو وہ بھی حکومت پاکستان کی جگہ ہے ۔ ہمیں چاہئے کہ ہم انہیں مالکانہ حقوق دیں اور انہیں بھی وہاں سے منتقل کیا جائے ۔ آخر میں میں قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے لائل پور میں کچی آبادیوں کے لئے اتنا بڑا منصوبہ بنایا ہے ۔ ان الفاظ کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر مسعود زاہدی ۔

چوھدری بدرالدین ۔ مجھے بھی وقت دیا جائے ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ! ہمیں بھی وقت دیا جائے ۔

آوازیں ۔ ہمیں بھی وقت دیا جائے ۔

Mr. Speaker. I think that sufficient debate that taken place. Mr. Masood Zahidi now.

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ! جو دھبہ ہم پر لگایا گیا ہے اس کے لئے ہمیں بھی وقت دیا جائے تا کہ ہم اس کو دور کر سکیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ بولیے !

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ! ہم پر ایک فاضل ممبر نے یہ اعتراض کیا ہے کہ یہ بڑا انسانی ہمدردی کا مسئلہ ہے لیکن حزب اختلاف نے اس کے متعلق کوئی بات نہیں کی ۔

مسٹر سپیکر ۔ سردار زادہ صاحب ! مجھے یہ خدشہ تھا کہ وہ تمام لیڈی ممبران اب چلی گئی ہیں اور بہت سے فاضل ممبر ابھی جا رہے ہیں ۔ تو آپ کوئی بات point out نہ فرمائیں ۔ بے شک تقریر فرمائیں ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ عالی جاہ ! وہ میں بالکل point out نہیں کروں گا ۔ بات صرف اتنی ہے کہ جو کچھ انہوں نے کہا ہے میں در لین

سکوں میں اس کے متعلق کچھ عرض کروں گا اور ایسی کوئی بات نہ کروں گا جس سے کسی گئے ہوئے ممبر کی ضرورت پڑے ۔ جناب والا ! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہر بات کے اظہار کے مختلف طریقے ہیں ۔ ایک اظہار خاموشی سے بھی ہوتا ہے ، ایک اظہار آنکھوں سے بھی ہوتا ہے ، ایک اظہار خندہ سے بھی ہوتا ہے اور ایک اظہار اور بھی ہوتا ہے جو کسی دور بیٹھے ہوئے کو کچھ کہنے کے لئے کیا جاتا ہے ۔ اس اظہار کے لئے بلند اور اونچی آواز کی ضرورت ہوتی ہے ۔ اگر ہمیں اس مسئلہ سے ہمدردی نہ ہوتی تو ہم یقیناً اس کی مخالفت کرتے ۔ اس ایوان میں جو مسئلہ بھی آیا ہے حزب اختلاف نے ہمیشہ اس بات کی جسے صحیح نہ سمجھا مخالفت کی ہے ۔ چونکہ یہ معاملہ ایسا تھا جس میں حزب اقتدار کے ممبران کا آپس میں اختلاف تھا اور وہ یہ سمجھتے تھے کہ حکومت اس مسئلے کو تساہل میں ڈال رہی ہے ، اس لئے وہ اس کے خلاف آواز بلند کر رہے تھے ۔ ہم تو یہ دیکھ رہے تھے کہ حکومت کی طرف سے آج کا دن حزب اقتدار کو شاید اس لئے ملا ہے کہ وہ حکومت پر تنقید کر سکیں ۔ ہمیں تو خوشی ہو رہی تھی کہ وہ ممبران اپنی حکومت پر تنقید کر رہے ہیں ، شاید انہیں باہر تنقید کرنے کا موقع نہیں ملتا ۔ اسی لیے ہم تو سن اور دیکھ رہے تھے ۔ لیکن اگر ہمیں اس سے اتفاق نہ ہوتا تو یقیناً ہم اس کی مخالفت کرتے ، یقیناً کرتے ۔ ہماری مخالفت نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ہم اس کی پوری طرح تائید کرتے ہیں اور یہی ہماری منشا ہے اس لئے ہم نے اس کی مخالفت نہ کی ۔

مسٹر سپیکر ۔ مہر ظفراللہ بھروانہ !

مہر محمد ظفراللہ بھروانہ ۔ جناب سپیکر ! جہاں تک اس قرارداد کے الفاظ کا تعلق ہے ہمیں اس سے اتفاق ہے ۔ غالباً آپ کو بھی یاد ہو گا کہ جس روز ہم ان بنچوں پر بیٹھے تھے تو ہم نے یہ وعدہ کیا تھا کہ جو بات بھی حکومت کی اچھی ہو گی تو ہم ضرور کہیں گے کہ یہ اچھی بات ہے ۔ لیکن یہ مسئلہ ایسا نہیں جو قرارداد پیش کرنے سے حل ہو جائے ۔ یہ قراردادیں ، یہ ڈھونگ ، یہ تمام پہلے بھی کئی بار کیا جا چکا ہے ۔ یہ آج کا مسئلہ نہیں ۔ جیسے جناب مختار احمد اعوان نے کہا ہے ، یہ تو 1932ء

کا مسئلہ ہے اور جب بھی الیکشن کا مسئلہ سامنے آتا ہے تو حکومت کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ غریبوں اور کچی آبادیوں کے لوگوں کی ہمدردیاں حاصل کرے ۔ تو ان کو لالچ دکھایا جاتا ہے کہ ہم آپ کو حقوق ملکیت دے رہے ہیں تو نہ پہلے دئے ہیں ، نہ اب مایں گے اور نہ ہی شاید یہ حکومت بعد میں دے سکیں ۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ آج ہی ان لوگوں کو حقوق ملکیت مل جائیں لیکن اس حکومت کا آج شاید دو سال میں بھی ختم نہ ہو کیونکہ یہ تو ہمارے سامنے کی بات ہے کہ کئی بار یہ کہا گیا کہ کچی آبادی کے لوگوں کو حقوق ملکیت دئے جائیں گے لیکن آج تک نہیں دئے گئے ۔ روٹی دی جائیں گی ۔ وہ آج تک نہ ملی ۔ کپڑا نہیں ملا ۔ مکان نہیں ملا ۔ غریب دن بدن غربت میں پستے چلے جا رہے ہیں اور یہ قراردادیں صرف اس لئے دی جا رہی ہیں اور آج کی قرارداد خاص طور پر اس لئے دی جا رہی ہے کہ آگے الیکشن کا موسم پھر قریب ہے اور ہم ان لوگوں کو یہ دکھائیں کہ انہیں حقوق ملکیت دے رہے ہیں حالانکہ دیئے کسی نے بھی نہیں ۔ یہاں پر جب بھی کوئی رعایت دی گئی تو یکدم پیپلز پارٹی کے کارکن سامنے آ گئے اور خود امیدوار بن گئے کہ یہ رقبہ بھی ان کا ہے اور وہ رقبہ بھی ان کا ہے بعض دفعہ تو انہوں نے ایسی مثالیں قائم کی ہیں کہ اصل اور صحیح حق دار لوگوں کو نکال کر باہر پھینک دیا گیا ! جناب والا ۔ اگر تو یہ قرارداد اس لئے دی گئی ہے کہ اس پر عمل ہو اور ان غریبوں کو فائدہ پہنچے تو ہم اپنے دل کی گہرائیوں سے دعا کریں گے کہ خدا اس حکومت کو توفیق دے کہ ان کے لئے کچھ کرے ۔ لیکن جناب والا ۔ یہ ہوتا ہواتا بالکل کچھ نہیں ۔ یہ الیکشن سٹنٹ ہے جو قرارداد کی شکل میں پیش کیا گیا ہے اور اس میں غریب عوام کو قطعاً کوئی فائدہ نہیں ۔ جو بھی اس حکومت نے وعدے کئے ، ہر بار یہی کہا گیا کہ ہم نے وہ پورے کر دیئے اگر وہ پورے کر دیتے تو اس الیکشن میں غریب عوام اس حکومت اور اس پارٹی کو ووٹ ضرور دیتے ۔ اگر کوئی حکومت کسی غریب آدمی کو کپڑا بھی دے دے ، روٹی بھی دے دے اور مکان بھی دے دے تو پھر اس کے لئے کیا صورت رہ جاتی ہے کہ وہ اس حکومت کو پسند نہ کرے ، لیکن جناب والا ۔ اس الیکشن نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اس حکومت نے غریب

عوام کے مفاد میں کچھ نہیں کیا - سوائے کاغذی اور لفظی ہیر پھیر کے عملاً کچھ نہیں ہوا - اگر معزز ممبران محسوس نہ کریں تو اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں کہ وہ یہاں جو تشریف لائے ہیں ، تو کیا وہ صحیح الیکشن کے طریقے سے آئے ہیں ؟ کیا انہیں عوام نے ووٹ دئے ہیں ؟ ہرگز نہیں - یہ تو بالکل ظاہر بات ہے کہ صرف غریب طبقے نے ہی اس حکومت کی مخالفت کی ہے - بات لمبی ہے اور وقت تھوڑا - میں آخر میں یہ عرض کروں گا کہ اگر حقوق ملکیت ملنے ہیں ، تو فوراً مل جائیں - ہم ہر حال میں اس کی تائید کرتے ہیں - (حزب اختلاف کی طرف سے نعرہ تحسین) -

ملک مختار احمد اعوان - جناب والا - میں نکتہ ذاتی وضاحت پر کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں -

مسٹر سپیکر - فرمائیے -

ملک مختار احمد اعوان - جناب والا - فاضل رکن نے میرا حوالہ دیا ہے - جیسے مختار اعوان نے یہ کہا ہے -

سردار زادہ ظفر عباس - نہیں جناب - یہ غلط ہے - میں نے کسی کا نام نہیں لیا -

ملک مختار احمد اعوان - میں بھروانہ صاحب کی بات کر رہا ہوں - فاضل رکن سے مراد سردار زادہ صاحب نہیں ہیں - بلکہ فاضل رکن سے مراد جو ابھی بول کر تشریف فرما ہوئے ہیں - جناب والا - میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ 1973ء کے اوائل تک باسٹھ کچی آبادیاں ڈیکلیئر ہوئی تھیں پنجاب میں اور انہیں مالکانہ حقوق مل گئے - یہ میں ریکارڈ کی بات عرض کر رہا ہوں - میں نے اپنی تقریر میں قطعاً نہیں کہا کہ نہیں ملے - میں یہ وضاحت کرنی چاہتا ہوں کہ باسٹھ کچی آبادیاں ، جس میں اکیس لائل پور کی تھیں - سولہ لاہور کی - گیارہ ملتان کی اور چھ مظفر گڑھ کی تھیں 1973ء کے اوائل تک ان کچی آبادیوں کے مکینوں کو مالکانہ حقوق دے دیئے گئے تھے - بعد میں کچھ قانونی پیچیدگیاں ہوئیں اور یہ کام تاخیر کا شکار ہوا - میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت نے جو وعدے کئے ، ان کے مطابق حقوق ملکیت بھی ملے - اب عرض یہ ہے کہ اس قرارداد کی رو سے باقی جو آبادیاں بچی ہیں - انہیں مالکانہ حقوق دیئے جانے چاہئیں -

سید ثاقب حسین شاہ ۔ میں بھی کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ہاں ، فرمائیے ۔

سید ثاقب حسین شاہ ۔ جناب والا ۔ بھروانہ صاحب کو اس کی حمایت کرنے کی اس لئے توفیق ہوئی ہے ۔ کیونکہ اس میں کوئی خاص زمیندار کا نام نہیں آیا ۔ کیونکہ یہ کچی آبادیاں ہیں ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔ یہ کسی خاص محکمے سے وابستہ ہیں ۔ کوئی ریلوے کی زمین ہے اور کوئی کسی اور محکمہ کی ۔ کل یا پرسوں صرف زمیندار اور مزارع کا نام آیا تھا اور چونکہ بھروانہ صاحب بڑے زمیندار ہیں ۔ تو وہ ایک دم کھڑے ہو گئے تھے ۔ اس میں بھی مفاد عامہ تھا ۔ وہ بھی مفاد عامہ کی بات تھی ۔ مزارعین کی بات تھی ۔ تو اب بھروانہ صاحب خوشی سے اس لئے کھڑے ہو گئے ہیں کہ یہ جو بات ہو رہی ہے ۔ ہم اس کے حق میں ہیں ۔ اگر آج ابھی یہ بحث شروع ہو جائے کہ زمینداروں سے اتنی زمین لے کر کچی آبادیاں بنائی جائے تو بھروانہ صاحب ابھی اٹھ کر مخالفت کرنی شروع کر دیں گے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) بس میں یہی بات کرنا چاہتا تھا ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ میں ایک وضاحت کرنی چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ فرمائیے ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ میں جناب کی وساطت سے فاضل ممبر کو یہ بات بتانا چاہتا ہوں کہ پانچ مرلہ سکیم میں جتنی بھی زمین دی گئی ہے ، وہ زمینداروں کی تھی ، حکومت کی نہیں ۔ اور انہوں نے بخوشی دی ہے ۔

مسٹر خورشید عالم ۔ جناب والا ۔ فاضل ممبر نے یہ بات کی تھی کہ اپوزیشن کیوں چپ ہے کہ اس نے اس انسانی مسئلے پر کوئی اظہار نہیں کیا ۔ انہیں شاید معلوم نہیں کہ لیڈر آف دی اپوزیشن کا نام ہے ، سردار زادہ ظفر عباس قریشی ۔ ان کی سمجھ میں سردار زادوں ، نواب زادوں ، خان زادوں کے مسائل آتے ہیں ۔ یہ آدم زادوں کا مسئلہ تھا ، ان کی سمجھ میں نہیں آئیگا ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔ بس میں اتنی وضاحت کرنا چاہتا تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر بدرالدین ۔

چوھدری بدرالدین ۔ جناب سپیکر صاحب ۔ آج مجھے خوشی ہے کہ اس ایوان میں ان لوگوں کی بات ہوئی ہے ، جنہوں نے ہمیشہ قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کا ساتھ دیا ہے ۔ میں کچھ کہنا تو نہیں چاہتا تھا ، کیوں کہ بڑی تفصیل کے ساتھ اس مسئلے پر بحث کی گئی تھی ۔ لیکن میرے حزب اختلاف کے دوستوں نے ایک ایسی بات کہی ہے ، جس سے نہ صرف پاکستان پیپلز پارٹی سے ، بلکہ ان لوگوں سے بھی نا انصافی کی گئی ہے جنہوں نے ہمیشہ غریبوں کی حمایت کی ہے ، ان کے دکھ درد کی حمایت کی ہے ۔ میں صرف لائلپور کی مثال دیتا ہوں ۔ اور انہیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت غریبوں کی کس طرح حمایت کر رہی ہے ۔ جناب والا ۔ لائلپور میں ایک کالونی ہے جسے ہم حسن ناصر نگر سے موسوم کرتے ہیں ۔ وہاں کچی آبادی کے دو ہزار سے زائد کنبوں کو بسایا گیا ہے ۔ اور آج وہ وہاں پکے مکانوں میں رہ رہے ہیں ۔ (نعرہ ھائے تحسین) ۔ اسی طرح لائلپور میں بہت سی بستیاں ہیں ، جنہیں ہم عوامی کالونی ، فرید کالونی اور کنک بستی کے نام سے موسوم کرتے ہیں ۔ وہاں کے مکینوں کو نہ صرف مالکانہ حقوق دیئے گئے ہیں بلکہ انہیں اپنے مکان بنانے کے لئے آسان قرضے مہیا کئے گئے ہیں ۔ میرا تعلق لائلپور کی سب سے بڑی کچی بستی سے ہے ۔ اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے قائد عوام نے کچی آبادی کے مکینوں پر احسان کیا اور ساڑھے بارہ کروڑ روپے کی کثیر رقم ان کی فلاح و بہبود پر خرچ کی گئی ۔ چند دلوں میں ان لوگوں کو کوارٹر مہیا کیے جا رہے ہیں اور ان میں وہ تمام سہولتیں میسر ہیں جو میں سمجھتا ہوں کہ میں حق بجانب ہوں کہ شاید وہ سہولتیں اس معزز ایوان کے چند ممبروں کو بھی میسر نہ ہوں ۔ وہ جب وہاں جائیں گے ، جب انہیں قبضہ ملے گا ۔ تو وہاں پر نہ صرف پانی ، بجلی ، سوئی گیس بلکہ فلش سسٹم کی سہولتیں بھی مہیا کی گئی ہیں ۔ اور پھر میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ پاکستان میں پہلی بار ہوا ہے کہ کچی آبادیوں کے مکینوں کو بھی وہ سہولتیں میسر ہیں جو صرف امرا کے لیے مخصوص تھیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ صرف عوامی حکومت پر الزام تراشی ہے کہ وہ کچی آبادی کے مکینوں کی فلاح و بہبود نہیں کر رہی ۔ جناب والا ۔ جب ہم یہ پالیسی کر رہے ہیں تو اس مسئلے پر اگر ہم سے کچھ کوتاہیاں ہوئی ہیں ، تو

کچھ دیر ہوئی ہے کچی آبادی کے مکینوں کی فلاح و بہبود میں یا ان کی خدمت کرنے میں تو یقیناً میں اپنی حکومت سے اپنے دوستوں سے اپیل کر رہا ہوں ۔ اور یقیناً قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کی ھدایت پر بہت جلد اس پر عمل درآمد ہوگا ۔ اور جو لوگ آج مالکانہ حقوق سے محروم ہیں ، انہیں انشاءاللہ تعالیٰ ، بہت جلد مالکانہ حقوق مل جائیں گے ۔ اور وہ سکھ اور چین کی زندگی بسر کر سکیں گے ۔ میں اس ایوان میں آج ایک چھوٹی سی گزارش کرنا چاھتا ھوں ۔ وہ یہ ہے کہ کچی آبادی کے لوگ کسی مراعات کے لالچ میں قائد عوام کے ساتھ نہیں ہیں ، بلکہ وہ قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کے ساتھ نظریاتی طور پر ھیں ۔ قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو جو غریبوں کا ساتھی ہے ، غریبوں کی دوستی کا دم بھرتا ہے ۔ اور اس کے مقابلے میں ، امریکی سامراج کے مقابلے میں بھی نہیں جھجکتا ۔ جناب والا ۔ میں آخر میں گزارش کروں گا پنجاب حکومت کے حکام سے کہ جو کچی آبادی کے مکینوں کو اپنا مکان بنانے کے لئے قرضے کی سہولتیں مہیا کی گئی ہیں ، تو وہ لوگ آسان قسطوں میں ادا نہیں کر سکتے ، قرضے کی جو سہولت ہے ، بیس سال میں ان کی مقدار تین گنا ھو جائے گی اور وہ لوگ اس طرح اس سہولت سے بجائے فائدے کے زحمت میں پڑ جائیں گے ۔ میری یہ گزارش ہے کہ جس طرح قائد عوام نے ان لوگوں پر نظر عنایت کی ہے ، اسی طرح سے میں پنجاب حکومت سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ قرضے کی لعنت سے انہیں بچایا جائے اور انہیں جو قرضہ دیا گیا ہے ، وہ معاف کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر مسعود زاھدی ۔

حکیم فقیر محمد چشتی ۔ میں بھی اس سلسلے میں کچھ عرض کرنا چاھتا ھوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ جی ، فرمائیے ۔

حکیم فقیر محمد چشتی ۔ جناب سپیکر ۔ ابھی فاضل رکن نے بڑی بوچھاڑ سے بھر مار کی ہے کہ ایوان میں جو اراکین پاکستان پیپلز پارٹی سے منتخب ھو کر آئے ہیں وہ اپنے ضمیر میں ، اپنے دامن میں جھانک کر دیکھیں ۔ میں اپنے فاضل رکن کو یہ بتا دینا چاھتا ھوں کہ ھم انشاء اللہ

متعلق اپنے قائد کی محبت سے ، قائد کے احکام سے اور پاکستان پیپلز پارٹی کے منشور کے تابع ہم ایوان میں آئے ہیں اور ہمیں ان غریبوں نے ، ان کسانوں نے ، ان مزدوروں نے ووٹ دیئے ہیں جن کے لئے آج ہم ایوان میں بات کر رہے ہیں ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ مسعود زاہدی صاحب نے ترمیم پیش کر کے ہم پر احسان کیا ہے اور میں تائید کروں گا کہ قرارداد کو جلد سے جلد منظور کیا جائے اور اس پر فوری طور پر عمل پیرا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر مسعود زاہدی ۔

سید مسعود زاہدی ۔ جناب والا ۔ میں نہایت ادب اور احترام کے ساتھ اپنے محترم اور معزز رکن حزب اختلاف کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ یہ کوئی سٹنٹ یا ڈھونگ نہیں ہے ۔ میں اعتراض کر سکتا تھا کہ یہ غیر پارلیمانی الفاظ ہیں لیکن میں نے سوچا میں نہایت لجاجت سے عرض کروں گا ، تو غالباً وہ یقین کر لیں گے ۔ یہ کوئی ڈھونگ نہیں ہے اگر آپ اسے نیکی کا کام سمجھتے ہیں ، جیسا کہ آپ کی تقریر سے ظاہر ہوا ہے ، تو اس نیکی کے کام میں آپ نے بھی ہمارا ساتھ دیا ہوتا اور بغیر ہمارے کہے دیا ہوتا تو ہم زیادہ تعریف کرتے ۔ جہاں تک اس کی اصلاح کا تعلق ہے کچھ معزز اراکین غالباً غلط سمجھ رہے ہیں ۔ 85 فیصد آبادی کے متعلق بھائی میری کوئی قرارداد نہیں ہے ۔

مہر محمد ظفراللہ بھروانہ ۔ جناب سپیکر ۔ معزز رکن کو جناب سپیکر کو خطاب کرنا چاہئے ۔

سید مسعود زاہدی ۔ میں تو جناب سپیکر سے ہی خطاب کر رہا ہوں ضمنی طور پر آپ کی بات کا جواب دے رہا ہوں ۔ جناب والا ۔ یہ جو کہا گیا ہے کہ 85 فیصدی آبادی دیہات میں آباد ہے ۔ ایسا ہوگا ، میری قرارداد کا مفہوم یہ نہیں ہے ۔ میں تو ان لوگوں کے لئے کہہ رہا ہوں جنہوں نے کچے پکے گھروندے اپنے سر چھپانے کے لئے بنا لئے ہیں ، ان کو مالکانہ حقوق کی تجویز آپ کے سامنے پیش کی ہے ۔ اگر تمام دیہاتوں کے مکان کچے ہیں تو اللہ تعالیٰ انہیں پکا بنانے کی توفیق دے ۔ حکومت کو توفیق دے تو وہ بھی پکے بن جائیں ۔ میرا اپنا گھر کوئی سرکاری نہیں ہے ۔ میں تو ان کے لئے کہہ

رہا ہوں جو مجبوری کی وجہ سے شہروں کی حدود میں ، قصبات کی حدود میں بیچارے کچے پکے مکان بنا کر وہ اپنی زندگی گزار رہے ہیں ۔ ہم چاہتے ہیں کہ انہیں مالکانہ حقوق اس لئے دیئے جائیں تاکہ وہ اپنی حالت بہتر کر سکیں ۔ جب ان کو مالکانہ حقوق مل جائیں گے تو غالباً بلدیاتی ادارے بھی ان پر زیادہ توجہ فرمائیں گے ۔ میں نے اس لئے عرض کیا ہے ۔ وزیر بلدیات صاحب کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں ، میں نے تدریجی سلسلہ رکھا تھا کہ پہلے مالکانہ حقوق مل جائیں ۔ آپ نے فرمایا کہ اگر مالکانہ حقوق دے دیئے گئے تو بہت سے مسائل پیدا ہو جائیں گے ۔ اس لئے کہ سروے میں تصادم ہوگا ۔ بالکل سروے میں تصادم نہیں ہوگا ۔ اس لئے کہ اس کا میں بھی ممبر تھا جو ڈاکٹر مبشر صاحب نے لاہور میں بنائی تھی ۔ اگر آپ نے سروے میں دو آدمیوں کو مالکانہ حقوق دے دیئے ایک کے پاس پانچ مرلے میں مکان بنا ہوا ہے کچا یا پکا ۔ دوسرے کے پاس سات مرلے کا ، ایک کو پانچ مرلے کے حقوق مل گئے ، دوسرے کو سات مرلے کے مل گئے ، وہاں پر سڑک نکالنی ہے وہ سات مرلے کا حقدار ہو جائے گا ۔ اس کو متبادل جگہ دے دی جائے گی ۔ حقوق ملکیت تو اس طرح سے منتقل ہوتے رہیں گے ۔ آپ جب انہیں مالکانہ حقوق دے رہے ہیں اگر اس شخص کے مکان میں گلی آ جاتی ہے تو اس کو اس کے قریب کا مکان دے دیا جائے گا ۔ اس لئے سروے میں کوئی فرق نہیں آئے گا ۔ دوسرا یہ کہا گیا ہے کہ قائد عوام نے چونکہ وعدہ کر لیا ہے ، اس لئے عملاً ان کو مالکانہ حقوق مل چکے ہیں ۔ تو قائد عوام نے یہ بھی تقریر فرمائی تھی کہ میں میعاد عمر ملازمت 58 سے 60 سال کرتا ہوں ۔ آپ نے اس کے لئے قانون بنایا ہے ۔ قانون سازی کا کام تو اس ایوان کا ہے اور اس طرح سے یہ مرکزی حکومت نے کیا ہے ۔ جناب والا ۔ بدقسمتی سے جو مرکزی قانون بنا ہے ، یعنی گورنمنٹ سرونٹ ایکٹ جو فیڈرل ہے انہوں نے 28 نومبر رکھی ہے اور ہم نے 22 نومبر رکھی ہے اور دونوں نے قائد عوام کی تقریر کا حوالہ دیا ہے ۔ بہر حال یہ میں نے ضمناً عرض کیا ہے یہاں پر الذا عرض کرتا ہے کہ یہاں پر جس طرح سے آپ نے میعاد ملازمت میں میعاد عمر کا تعین کیا ہے ۔ اس طرح سے مالکانہ حقوق میں بھی آپ قانون بنا دیں اس سے کوئی پیچیدگی پیدا نہیں ہوگی عملاً بھی ہو جائے گا اور آئینی طور پر

بھی، جس طرح ہوگا اسے طے کر لیا جائے گا ۔ اس سلسلے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہائی کورٹ اور مختلف عدالتوں سے حکم امتناعی جاری ہو چکے ہیں لیکن ایسا صرف چند جائیدادوں اور شہروں میں ہے ۔ آخر کام صوبے کے لوگ کیوں اس کے لئے خسارہ برداشت کریں ۔ محض چند حکم امتناعی کی وجہ سے یا چند قباحتوں کی وجہ سے صوبے کے عوام کو ان سہولتوں سے کیوں محروم رکھیں جس کا وعدہ قائد عوام فرما چکے ہیں اور جہاں تک ترقی اور توسیع کا تعلق ہے ۔ اگر میں کسی جگہ کا مالک ہوں اور واقعی ہی میری ذاتی زمینیں بھی موجود ہیں اگر بلدیاتی ادارے اس کی ترقی اور توسیع کرتے ہیں تو کریں اس میں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے ، مالکانہ حقوق ترقی اور توسیع کے منصوبوں میں کبھی بھی رکاوٹ نہیں بنے ہیں ۔ اس لئے ترقی اور توسیع کی راہ میں مالکانہ حقوق رکاوٹ نہیں ڈالتے بلکہ اس سے اور آسانیاں ہوتی ہیں ۔ جہاں تک یہ کہا گیا ہے کہ بہت سی زمینیں ریلوے کی ہیں یا متروکہ جائیدادیں ہیں یا نزول کی ہیں تو میں عرض کروں گا جب ہماری حکومت مفاد عامہ کے پیش نظر ، لوگوں کی بہتری کے پیش نظر ذاتی اور انفرادی جائیداد بھی لے سکتی ہے تو ہم اس کے لئے کیوں نہیں کر سکتے جو ہماری اپنی ریلوے کی زمین ؛ جو ہماری اپنی ہے ۔ میری سمجھ میں یہ استدلال نہیں آیا اور میں اس سے زیادہ مطمئن نہیں ہوا ۔ اگر ریلوے کی زمین ہے تو ہماری اپنی زمین ہماری صوبائی حکومت اسے لے سکتی ہے ۔ اور اگر متروکہ جائیداد ہے تو وہ بھی ہماری اپنی جائیداد ہے ، ہماری حکومت کی جائیداد ہے ، بڑی آسانی سے لی جا سکتی ہے ۔ اگر ذاتی جائیدادیں جو بہت کم ہیں ان میں مقدمہ بازی کا خدشہ ہے ۔ خالی قطعات اراضی پر یہ لوگ زیادہ تر آباد نہیں ہوئے ہیں ۔ 99.9 فیصد لوگ ذاتی اراضیات پر قابض نہیں ہیں ۔ یہ اراضیات وہ ہیں جو اوقاف کی زمینیں ہیں ، یا سرکاری زمینیں ہیں ، یا متروکہ زمینیں ہیں ، یا وہ اراضیات ہیں جو بنجر پڑی ہوئی تھیں ان پر لوگوں نے مکانات بنا لئے تھے ۔ لہذا ان کی حد کھینچنے حقوق ملکیت دینے سے انہیں احساس ذمہ داری پیدا ہوگا ۔ احساس صفائی پیدا ہوگا ۔ بہتری کا احساس ہوگا ۔ تعمیر کا احساس ہوگا ۔ حکومت سے وابستگی کا احساس ہوگا ۔ حکومت ان کا خیال کرے گی ، وہ حکومت کا خیال کریں گے اور جتنے بھی منصوبے بنیں گے وہ برابر کے شریک ہوں گے کیوں کہ انہیں

حقوق ملکیت مل چکے ہوں گے ۔ وقت بہت زیادہ ہوچکا ہے ۔ آخری بات جس کا میں جواب دے دوں کہ بہت سے مسائل پیدا ہو جائیں گے اگر ہم نے مالکانہ حقوق دے دیئے تو میں اس کے لئے آخر میں عرض کروں گا کہ جو بہت سے مسائل پیدا ہوں گے ان مسائل کا ایک ہی علاج ہے ۔ اکبر الہ آبادی نے کہا تھا ۔

نظر کو ہو ذوق معرفت کا ۔ کرے تو شوق اضطراب پیدا
سوال پیدا جو ہوں گے دل میں ۔ انہیں سے ہوں گے جواب پیدا
کرو نہ کچھ فکر جام و ساقی ۔ بہار آنے دو چمن میں
گلوں سے ٹپکے گا رنگ مستی ۔ ہوا کرے گی شراب پیدا

انشاءاللہ تعالیٰ آپ انہیں حقوق دے دیجئے آپ کے تمام مسائل حل ہو جائیں گے ۔ میں آپ کا بہت بہت مشکور ہوں ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر۔ سوال یہ ہے :

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت کچی آبادی کے مکینوں کو بعجلت ممکنہ مالکانہ حقوق دے ۔ نیز ان آبادیوں کی ترقی کے سلسلہ میں مستقبل میں مناسب اقدامات کرے۔

(تحریک متفقہ طور پر منظور کی گئی)

(کارروائی ایوان کل صبح ساڑھے آٹھ بجے تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے)۔

(اسمبلی کا اجلاس 10 جون 1977ء بروز جمعۃ المبارکہ ساڑھے آٹھ بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہو گیا) ۔

دوسری صوبائی اسمبلی پنجاب کا دوسرا اجلاس

[illegible]

جمعۃ المبارک ۔ 10 جون 1977ء

(جمعۃ المبارک ۔ 22 جمادی الثانی 1397ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ساڑھے آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔ مسٹر سپیکر چوہدری محمد انور بھنڈر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُو مِنْهُ مِنْ قُرْآنٍ وَلَا تَعْمَلُونَ مِنْ
عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُودًا إِذْ تُفِيضُونَ فِيهِ ۚ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَبِّكَ
مِنْ مِثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَلَا أَصْغَرَ مِنْ ذَٰلِكَ وَلَا
أَكْبَرَ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ۝ أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ
يَحْزَنُونَ ۝ الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ
الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۚ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝

س ۱۰ رکوع ۱۲ آیات ۶۱ تا ۶۴

اور تم جس حال میں ہوتے ہو یا قرآن میں سے کچھ بھی تلاوت کر رہے ہوتے ہو یا تم اور کوئی کام کرتے ہو جب تم اس کام میں مصروف ہوتے ہو تو ہم تمہارے سامنے ہوتے ہیں اور تمہارے پروردگار سے تو ذرہ برابر بھی کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے نہ زمین میں نہ آسمان میں نہ کوئی چیز اس سے چھوٹی ہے نہ بڑی مگر یہ کہ وہ کتاب مبین میں درج ہے۔

با خبر رہو کہ جو بھی اللہ کے دوست ہیں ان کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمزدہ ہوں گے یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور برائیوں سے بچتے رہے ان کے لئے دنیا کی زندگی میں بھی خوشخبری ہے اور آخرت میں بھی اللہ کی باتیں ہرگز تبدیل نہیں ہوتیں یہی وہ زبردست کامیابی ہے۔ وما علینا الا البلاغ

تحاریک التوائے کار

گوجرانوالہ میں جگا ٹیکس ادا نہ کرنے کی پاداش میں تاجر کے قاتلوں کی گرفتاری میں تاخیر

Mr. Speaker. Now we will take up adjournment motions. The first adjournment motion is No. 28 by Sardarzada Zaffar Abbas which was deferred for to-day.

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ پولیس نے مقدمہ رجسٹر کر لیا ہے اور تفتیش کر رہی ہے ۔ ایک ملزم گرفتار ہو چکا ہے اسے باقاعدہ عدالت میں پیش کر دیا گیا ہے ۔ باقی ملزمان کو گرفتار کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔ اس میں پولیس یا انتظامیہ کی طرف سے کسی قسم کی کوئی کوتاہی نہیں کی گئی ہے ، بلکہ وہ اپنے فرائض پوری طرح سے سر انجام دے رہے ہیں ۔ توقع ہے کہ باقی ملزمان بہت جلد گرفتار کر لیے جائیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ دوسروں کے وارنٹ بھیجے جا چکے ہیں ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ اس بارے میں مجھے علم نہیں ۔

Mr. Speaker. Do you press this motion ?

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ میں تو پریس کروں گا کیوں کہ اس کو التواء میں اسی لئے رکھا گیا تھا تاکہ مکمل تفاصیل مہیا کی جا سکیں۔ لیکن انہیں اتنا بھی معلوم نہیں کہ دوسرے ملزمان کے وارنٹ بھیجے جا چکے ہیں یا نہیں ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ چونکہ جرم قابل دست اندازی پولیس ہے اور ملزمان پر قتل کا الزام ہے ۔ اس لئے انہیں بغیر وارنٹ کے بھی گرفتار کیا جا سکتا ہے ۔ قانون میں اس بات کی اجازت ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ شیخ صاحب ۔ کیا آپ یہ بتا سکتے ہیں کہ یہ واقعہ کب پیش آیا ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ اس کی تفصیلات میرے پاس نہیں ہیں ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ تقریباً ڈیڑھ ماہ ہو گیا ہے صحیح تاریخ کا مجھے بھی علم نہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ تو پھر آپ نے یہ تحریک التواء 9 جون کو کیوں پیش کی ، 6 جون کو بھی پیش ہو سکتی تھی ؟

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ اخبار میں اس واقعہ کا ذکر آیا تھا ، اس کے بعد میں نے یہ تحریک التوا پیش کی ہے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ یہ واقعہ مئی کے آخری ہفتے میں پیش آیا ہے کیوں کہ ایف۔آئی۔آر میں 26 تاریخ لکھی گئی ہے ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ انہیں معلوم ہی نہیں ۔ وہ جواب دے رہے ہیں تو ان کے پاس پوری تفصیلات ہونی چاہئیں کیوں کہ یہ مسئلہ اسی لئے ملتوی ہوا تھا ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ ایسی بات نہیں ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ ان کے پاس پوری تفصیلات ہونی چاہئیں ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ اگر آپ اجازت دیں تو اس سلسلہ میں کچھ عرض کروں ۔ 26 مارچ کو ایف۔آئی۔آر رجسٹر کی گئی ۔ دفعات 302 اور 34 کے تحت دو ملزمان اس میں نامزد کئے گئے ۔ ایک ملزم خالد گرفتار کیا جا چکا ہے ۔ دوسرے ملزم کی گرفتاری کے لئے پولیس مصروف عمل ہے ، وارنٹ حاصل کرنا کوئی ضروری نہیں ۔ پولیس اس سلسلہ میں تین چار جگہ چھاپے مار چکی ہے ۔ توقع ہے کہ دوسرے ملزمان بہت جلد گرفتار کر لیے جائیں گے ۔ اس لیے کوئی کوتاہی نہیں ہوئی ، ایسے حادثات کبھی کبھار ہوتے رہتے ہیں ۔ اس لئے میں فاضل محرک سے استدعا کروں گا کہ پولیس اور انتظامیہ سے کوئی کوتاہی نہیں ہوئی ۔

Mr. Speaker. The matter proposed to be discussed in this adjournment motion took place on the 26th of March, 1977 . . . . . .

Minister for Law. It is May, Sir.

Sardarzada Zafar Abbas. You yourself said that it was March.

Minister for Law. I am sorry for that. It is May.

Mr. Speaker. The incident proposed to be discussed in this adjournment motion took place on the 26th of May, 1977. The adjournment motion has been moved on the 9th June, 1977 whereas it should have been moved on 6th June, 1977. Therefore, it has not been raised at the earliest possible opportunity. Secondly, a case has been registered and the Police is investigating the case. The matter being subjudice, the motion is ruled out of order.

پنجاب اربن ٹرانسپورٹ کارپوریشن کے ڈرائیور محمد عبدالرشید کا بغیر کسی نوٹس کے ملازمت سے الگ کیا جانا

مسٹر سپیکر ۔ تحریک التوائے کار نمبر 30 ۔ یہ تحریک التوائے کار آج کے لئے ملتوی تھی ۔

وزیر ٹرانسپورٹ ۔ جناب سپیکر ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ پنجاب اربن ٹرانسپورٹ کارپوریشن فیڈرل گورنمنٹ کے ماتحت ہے جس کا پنجاب کے ساتھ کوئی تعلق نہیں لیکن میں نے ان سے ضروری معلومات حاصل کر لی ہیں ۔ اور میں فاضل محرک کی اطلاع کے لئے جناب کی اجازت سے عرض کروں گا کہ مسمی عبدالرشید پنجاب اربن ٹرانسپورٹ کارپوریشن کے گلبرگ ڈپو میں 7-10-76 کو بہ حیثیت ڈرائیور ملازم ہوا ۔ دوران ملازمت ڈرائیور مذکور کے خلاف غفلت ، نا اہلیت اور کوتاہی کے باعث کئی بسوں کو نقصان پہنچانے کے الزامات تھے ۔ مزید یہ بھی الزام تھا کہ بس نمبر 8215 کے انجن نے سڑک پر چلتے ہوئے آواز دینی شروع کر دی لیکن ڈرائیور مذکور بس کو روکنے کی بجائے دیدہ و دانستہ گاڑی چلاتا رہا جس کے باعث انجن نا کارہ ہوگیا اور

کارپوریشن کو 14 ہزار روپے کا نقصان ہوا ۔ اس کیس کی تحقیقات جاری تھی کہ یہ انکشاف ہوا کہ ڈرائیور مذکور گلبرگ ڈپو میں ملازمت حاصل کرنے سے پیشتر کوٹ لکھپت ڈپو میں ملازم تھا اور ناقص کارکردگی کی بنا پر 20-8-76 کو نوکری سے بر طرف کر دیا گیا تھا ۔ گلبرگ ڈپو میں ملازمت حاصل کرتے وقت ڈرائیور مذکور نے کوٹ لکھپت ڈپو کی بر طرفی کے احکامات کو چھپایا جس کو ظاہر کرنا شرائط ملازمت کے تحت بوقت تقرری ضروری ہے ۔ ڈرائیور مذکور شرائط ملازمت کے تحت ان حالات میں ملازمت سے برطرفی کا سزاوار تھا ، چنانچہ ضروری ثبوت حاصل کرنے کے بعد ڈرائیور مذکور کو ڈسٹرکٹ مینیجر گلبرگ ڈپو نے 23-5-77 کو نوکری سے برطرف کر دیا ۔ چونکہ عبدالرشید مذکور نے یہ ملازمت دھوکہ دہی اور ضروری کوائف کو اخفا کرتے ہوئے حاصل کی تھی اس لئے اس کو بر طرف کرنے وقت متعلقہ افسر نے تحریری نوٹس کی ضرورت محسوس نہیں کی کیوں کہ اس کے خیال میں اس کی تقرری سرے سے غیر قانونی تھی اور اس لحاظ سے اسے کوئی قانونی حقوق حاصل نہ تھے ۔ 9 جون 1977ء کو ڈرائیور مذکور نے مینیجنگ ڈائرکٹر کے سامنے پیش ہو کر اپنی عرض داشت زبانی پیش کی ۔ اس کے بعد تحریری طور پر بھی پیش کی ۔ اور اس کے بعد ایم.ڈی صاحب نے یہ حکم دیا ہے کہ تمام واقعات اور قانونی نکات کو مدنظر رکھتے ہوئے متعلقہ اپیل پر ایک ہفتہ کے اندر فیصلہ دیں ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ اگر متعلقہ افسر ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ Just a minute, Just a minute شاہانی صاحب یہ فرمائیے کہ کیا فی الواقعہ اس نے بھوک ہڑتال کر رکھی ہے ؟

وزیر ٹرانسپورٹ ۔ نہیں جناب ۔ ابھی تک اس نے بھوک ہڑتال نہیں کی ہے ۔ البتہ 11-6-77 سے بھوک ہڑتال کا نوٹس دیا ہوا ہے ۔

Mr. Speaker. The motion is ruled out of order as it is based on incorrect facts.

اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 31 پینڈنگ تھی ۔

لائل پور میں برف کی گرانی پر قابو پانے میں مقامی انتظامیہ کی ناکامی

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ یہ تحریک التوائے کار اس موضوع پر ہے کہ لائل پور میں گزشتہ چند دنوں میں برف کے نرخوں میں بہت زیادہ اضافہ ہو گیا ۔ میری اس سلسلے میں یہ گزارش ہے کہ یہ تحریک التوائے کار صحیح واقعات پر مبنی نہیں ۔ پچھلے چند دنوں سے تو کیا گزشتہ ڈیڑھ ماہ سے لائلپور میں برف کی قلت نہیں ہوئی ۔ جس کی بنا پر یہ کہا جائے کہ برف کے نرخ اتنے زیادہ ہو گئے ۔ البتہ اپریل کے آخری ہفتہ میں وہاں برف کی قلت محسوس ہوئی ۔ چور بازاری اور مہنگائی پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ۔ جس سے ضلعی انتظامیہ نے اس کا بر وقت انسداد کیا ۔ اور برف کے کارخانوں کے مالکان اور برف بیچنے والی ایجنسیوں اور خوردہ فروشوں کی ایک میٹنگ کی ، نتیجہ کے طور پر برف کے ریٹ 20 پیسے فی کلوگرام مقرر ہوئے ، جو میں سمجھتا ہوں کہ بہت ہی معقول ہیں ۔ اب گزشتہ ڈیڑھ ماہ سے لائلپور میں نہ برف کی قلت ہے اور نہ مہنگائی ہے ۔ اس لئے میری گزارش ہے کہ یہ تحریک واپس لی جائے ۔

Mr. Speaker. Do you press this motion ?

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی توسل سے محترم وزرا صاحبان سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر ایسی کوئی خبر ہو تو کم ازکم اس کی کوئی تردید تو کر دیا کریں تاکہ اس اسمبلی کا وقت ضائع نہ ہو اور نہ ہی ہمیں تحریک التوائے کار دینی پڑے ۔ میرے خیال میں وزرا صاحبان نہ ہی اخبارات پڑھتے ہیں اور نہ ہی اس کی تردید کرتے ہیں ، جس کی وجہ سے جناب کا اور اس اسمبلی کا وقت ضائع ہوتا ہے اور فاضل ممبران کو بھی تشویش رہتی ہے ۔ میری صرف یہ استدعا ہے کہ ایسی خبر ، جس پر تحریک التوائے کار آئے ، کی وضاحت کر دی جائے تاکہ اس اسمبلی کا وقت ضائع نہ ہو۔ اس حالات میں میں اس تحریک کو پریس نہیں کرتا ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں فاضل محرک کا بہت مشکور ہوں ۔ اگر مجھے اجازت ہو تو میں عرض کروں کہ فاضل ممبر کی تجویز معقول ہونے کے

باوجود ہم مجبور ہیں کہ اس سطح پر بھی اس کو قبول نہ کریں ، ورنہ ایک پوری وزارت اور ایک پورا محکمہ اس کام پر مامور کرنا پڑے گا کہ وہ اخبارات کی تردید کرتا رہے ۔ جس رفتار سے اخبارات میں خبریں آتی ہیں اور جتنی اس کی تردید کرنے کی ضرورت ہے اس سے پورا ایک دفتر بھر جائے گا۔ ہمیں حکم دینے کی بجائے اگر وہ اخبارات سے استدعا کرتے کہ خبریں دینے ، خبریں لکھنے اور تنقید کرنے سے پہلے ایک مرتبہ تھوڑی بہت تصدیق یا تصحیح کر لیا کریں تو جو بات یا مقصد وہ حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ حاصل ہو سکتا ہے ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں عرض کروں کہ ظاہر ہے جو مطالبہ سردار زادہ صاحب نے پیش کیا ہے یہ تو ناممکن ہے کہ وزراً صاحبان اس کی تردید کرتے رہیں ، لیکن جہاں تک ضلعی انتظامیہ کا تعلق ہے یا جس محکمے کے متعلق خبر آئی ہو تو یہ زیادہ مناسب ہے کہ گورنمنٹ ہدایات جاری کرے کہ جس محکمہ کے متعلق اور جس آفیسر کے متعلق یہ خبر ہو ، اگر وہ خبر صحیح نہ ہو تو ان کی طرف سے اس کی تردید کی جائے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ آپ کا حکم سر آنکھوں پر ۔ وہ بجا ہے ۔ اس میں شک کی بات نہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ بہت دفعہ ایسا ہوا ہے ۔ اگر فاضل محرک صرف اس اخبار کی خبر لیں جو تردید نہیں چھاپتا یا صرف اس دن کی خبر پڑھیں ، جس کی تردید نہیں ہوئی ، تو کام الجھ سکتا ہے ۔ بہر حال آپ کے حکم اور قائد حزب اختلاف کے ارشاد پر ہم توجہ دیں گے اور حتی الامکان کوشش کریں گے کہ ان کا کام نہ بڑھے ۔

قصور کے ہائی سکولوں میں چھٹی جماعت کے طلباء کو داخلے کے حصول میں دشواریاں

مسٹر سپیکر ۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 32 پینڈنگ تھی ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر قصور نے یہ اطلاع دی ہے کہ کلاس نہم کا امتحان ہائی سکول میں شروع کیا گیا تھا ۔ گورنمنٹ کی ہدایات کے مطابق ہشتم تک کے طلبا کو بغیر امتحان دیئے ترقی

دی جاتی تھی لیکن بعد میں گورنمنٹ نے یہ ہدایات جاری کیں کہ نہم تک کے طلبا کو بغیر امتحان لئے ترقی دی جائے۔ اس پر امتحان کا سلسلہ بند کر دیا گیا اور جماعت نہم کے طلبا کو بغیر امتحان دیئے کلاس دھم میں ترقی دے دی گئی۔ کلاس ششم میں داخلہ کے متعلق کسی بھی ہائی سکول میں کوئی پابندی نہ تھی۔ اور نہ ہی داخلہ بندی کے متعلق نوٹس لگایا گیا۔ گورنمنٹ ہائی سکول قصور کی کلاس ششم میں 330 طلبا کو داخل کیا گیا ہے حالانکہ پچھلے سال اس سے کم طلبا کلاس ششم میں داخل کئے گئے تھے۔

مسٹر سپیکر - سردار زادہ صاحب آپ کی تحریک التوائے کار کلاس ششم میں داخلہ کے متعلق تھی یا ہشتم سے نہم میں پروموشن کے متعلق تھی۔

سردار زادہ ظفر عباس - جناب والا - میری گزارش ہے کہ گورنمنٹ کی واضح ہدایات تھیں کہ سابقہ امتحانات کی کارکردگی کی بنا پر کلاس ہشتم تک پروموشن کر دی جائے۔

مسٹر سپیکر - پانچویں جماعت کے امتحانات لئے گئے ہیں ؟

سردار زادہ ظفر عباس - جی ہاں - ہو سکتا ہے کہ وہ ہدایات سے پہلے ہی لئے گئے ہوں۔

مسٹر سپیکر - آپ کا خیال ہے کہ یہ امتحانات کیوں لئے گئے جب کہ حکومت کی ہدایات تھیں۔

وزیر تعلیم - جناب والا - امتحانات لینا تو کوئی جرم نہیں وہ تو سکول کی activity کا ایک حصہ ہے لیکن کسی کو detain نہیں کیا گیا۔

Mr. Speaker. Do you press this motion.

Sardarzada Zafar Abbas. I don't press, Sir.

وسن پورہ عزیز روڈ اور مصری شاہ (شمالی لاہور) میں سڑکوں کی تعمیر میں تاخیر

مسٹر سپیکر - اس تحریک التوائے کار پر زور نہیں دیا گیا - اب ہم تحریک التوائے کار نمبر 33 لیتے ہیں -

وزیر تعلیم - جناب والا - لاہور میں سڑکوں کی مرمت اور نئی سڑکیں

بنانے کا پروگرام وسیع طور پر شروع کیا گیا ہے ، اس سلسلہ میں ان سڑکوں کا بھی ذکر ہے - جناب والا - پہلے تو اس میں ایک ٹیکنیکل اعتراض ہے کہ یہ تحریک التوائے کار کسی طریقہ سے بنتی نہیں کیوں کہ فاضل رکن نے خود یہ کہا ہے کہ یہ چھ مہینے پہلے کا واقعہ ہے ، اس کے باوجود یہ سڑکیں بن رہی ہیں - پہلے ان پر پتھر بچھایا جاتا ہے پھر روڈ رولر کی ضرورت پڑتی ہے کئی دفعہ روڈ رولرز کی خرابی یا کمی کے باعث کام شروع نہیں ہوتا - کچھ عرصہ سے جناب والا - تارکول کی بھی کمی رہی ہے کیوں کہ ان ہنگاموں میں کراچی سے تارکول کے یہاں پہنچنے میں بھی دشواری پیش آتی رہی ہے - اس لئے کئی جگہوں پر کام اچھی رفتار سے نہیں ہو سکا - لیکن جناب والا - یہ سڑکیں مکمل ہو جائیں گی کیوں کہ یہی سیزن ہے جس میں یہ سارے کام مکمل ہوتے ہیں -

Mr. Speaker. Do you press this motion ?

سردار زادہ ظفر عباس - جناب والا - جناب کے نوٹس میں لانے کی یہ چیز ہے کہ چھ ماہ ہوئے اس سڑک کو اکھیڑ دیا گیا ہے اور اب جو اس کی حالت ہے وہ بہت بری ہے اور آج اخبار میں بھی اس کا ذکر آیا ہے -

Mr. Speaker. Keeping in view the statement made by the Minister incharge, there would be some action and they would try to complete the work as soon as possible.

سردار زادہ ظفر عباس - لیکن جناب - انہیں شاید علم نہیں ، آج اخبار میں آیا ہے کہ سڑک کی بڑی صفائی کی جا رہی ہے ، اس پر پانی چھڑکا جا رہا ہے ، یہ کیا جا رہا ہے اور وہ کیا جا رہا ہے -

Mr. Speaker. Credit goes to you ?

Sardarzada Zafar Abbas. Sir, I don't press.

Mr. Speaker. The motion is not pressed.

مسٹر سپیکر - سردار زادہ صاحب - آپ کی چار تحریک ہائے التوائے کار ہیں - جن کا نمبر 34 - 35 - 36 اور 37 ہے - یہ ساڑھے سات بجے کے بعد اس دفتر میں موصول ہوئی تھیں اس لئے آج ان پر غور نہیں ہو سکتا -

سردار زادہ ظفر عباس - ٹھیک ہے جی - آئندہ میں احتیاط کروں گا - یہ بات آج ہی میرے نوٹس میں لائی گئی ہے کہ اسی دن نہیں آنی چاہئے -

مسٹر سپیکر - نہیں - ایک گھنٹہ پہلے بھی دی جا سکتی ہیں -

سردار زادہ ظفر عباس - جناب والا - کل تو چھٹی ہو گی -

مسٹر سپیکر - پیر کے روز -

سردار زادہ ظفر عباس - جناب والا - پیر کے روز اجلاس بعد از دوپہر ہوگا -

مسٹر سپیکر - نہیں جی ، اجلاس تو صبح ہی ہوگا اور ساڑھے آٹھ بجے ہوگا -

سردار زادہ ظفر عباس - عالیجاہ - پہلے تو یہی رواج تھا کہ ہر سوموار کو اجلاس بعد از دوپہر ہوا کرتا تھا -

مسٹر سپیکر - یہ آپ اور ڈاکٹر صاحب آپس میں فیصلہ کر لیں یا ایوان جیسے چاہے میں وقت مقرر کر دونگا -

وزیر خزانہ - جناب والا - اس سلسلے میں میں یہ عرض کروں گا کہ اگر بعد از دوپہر اجلاس رکھ لیں تو زیادہ اچھا رہے گا کیوں کہ ہماری طرف سے تو پارلیمنٹری پارٹی کے اجلاس میں یہ بات منظور ہو گئی تھی اور جیسے فاضل قائد حزب اختلاف بھی کہہ رہے ہیں تو ہم دونوں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرتے ہیں کہ سوموار کو اجلاس بعد از دوپہر رکھ لیں -

مسٹر سپیکر - تو پھر کونسا ٹائم مناسب رہے گا -

وزیر خزانہ - جناب والا - ساڑھے چار بجے یا پانچ بجے کا وقت ٹھیک رہے گا - یا جو جناب والا مناسب محسوس کریں -

مسٹر سپیکر - پانچ بجے ٹھیک ہے ؟

وزیر خزانہ - ٹھیک ہے جی -

مسٹر سپیکر ۔ پیر کے روز اسمبلی کا اجلاس پانچ بجے بعد از دوپہر شروع ہوگا اور نو بجے رات ختم ہوگا ۔

A Minister has to move motion regarding the Punjab Minor Mineral (Cancellation of Leases) Bill, 1977.

مسودات قانون

دی پنجاب مائنر منرل (کینسلیشن آف لیزز) بل مصدرہ 1977ء

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ دی پنجاب مائنر منرل (کینسیلیشن آف لیزز) بل مجریہ 1977ء فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کردہ یہ ہے :

> کہ دی پنجاب مائنر منرل (کینسیلشن آف لیزز) بل مجریہ 1977ء فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

Sardarzada Zafar Abbas. I oppose.

مہر محمد ظفراللہ بھروانہ ۔ پوائنٹ آرڈر ، جناب والا ۔ میں جناب کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس بل کے خلاف ھائی کورٹ میں رٹ دائر ہو چکی ہے جس کی تاریخ 16 جون ہے اور قانوناً جو چیز عدالت عالیہ میں چلی جائے اس پر بحث مناسب نہیں ہوتی ۔ اس لئے جناب والا ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ اسے تاریخ مقررہ تک ملتوی کر دیا جائے ۔ اگر جناب والا ۔ اس کا ثبوت چاہیں تو جناب کی تسلی کرا سکتا ہوں کہ رٹ دائر ہے اور اس کی 16 تاریخ مقرر ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ بھروانہ صاحب ۔ کیا آپ کا یہ خیال ہے کہ اگر کسی قانون یا آرڈیننس کو عدالت میں چیلنج کر دیا جائے تو ہم یہاں اس پر بحث نہیں کر سکتے یا یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ہمیں بحث نہیں کرنی چاہئیے یا ملتوی کر دینی چاہئیے ۔

مہر محمد ظفراللہ بھروانہ - اس پر بحث نہیں کرنی چاہئے - پرانا طریقہ تو یہی تھا -

مسٹر سپیکر - جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ہم اس پر بحث نہیں کر سکتے یا اس کو پاس نہیں کر سکتے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ آئین یا رولز آف پروسیجر میں کوئی ایسی شق موجود نہیں - لیکن یہ الگ بات ہے کہ آپ کوئی تجویز پیش کریں - اور حزب اقتدار کی طرف سے اس کی مخالفت نہ ہو تو اس کی بحث کو آپ ملتوی کر سکتے ہیں لیکن جہاں تک اس ایوان کے اختیارات کا تعلق ہے اس ایوان کو کلی اختیار ہے کہ وہ اپنے مسودہ قانون پر بحث کرے -

مہر محمد ظفراللہ بھروانہ - جناب والا - میں صرف آپ کے نوٹس میں لے آیا ہوں کہ یہ چیز عدالت میں زیر بحث ہے ، اس لئے یہاں پر ہم اس کو ابھی زیر بحث نہ لائیں اور اس کو ملتوی کر دیا جائے - ممکن ہے کہ 16 تاریخ کو اس پر کوئی فیصلہ ہو جائے - کیونکہ جناب والا - صرف دو آدمیوں کے خلاف یہ آرڈیننس بنایا جا رہا ہے اور اس کو بل کی شکل میں پیش کیا گیا ہے - انہوں نے اس کے خلاف رٹ کی ہے ، ہائی کورٹ نے اسے منظور کر لیا ہے اور اس کی تاریخ 16 ہے - سابقہ روایات بھی یہی ہیں - میں قانون سے تو اس سلسلے میں اتنا واقف نہیں ہوں لیکن جب بھی کوئی مسئلہ کسی عدالت میں زیر سماعت ہو تو اس پر اسمبلی کوئی کارروائی نہیں کرتی -

مسٹر سپیکر - یہ پابندی قانون سازی کے معاملے میں نہیں ہے ، قانون سازی کو نہیں روکا جا سکتا - قانون سازی کے خلاف تو عدالت عالیہ بھی کوئی حکم جاری نہیں کر سکتی -

مہر محمد ظفراللہ بھروانہ - بہر حال جناب والا - اس پر تو بحث ہوتی ہے مگر جب کوئی مسئلہ عدالت میں ہو - اور اسمبلی میں اس پر بحث ہو رہی ہو تو ممکن ہے کہ ہماری بحث سے عدالت کی کارروائی پر کوئی اثر پڑے - اس لئے عموماً طریقہ یہی ہے کہ جب کوئی مسئلہ عدالت میں ہو تو اس پر کسی طریقے سے بحث و مباحثہ نہیں ہونا چاہئے -

مسٹر سپیکر - جہاں تک آپ کی تجویز کا تعلق ہے ، تجویز آپ فرما سکتے ہیں - مگر اس کے متعلق حزب اقتدار یا اس سے متعلقہ وزیر یا تمام ہاؤس ہی کوئی فیصلہ کر سکتا ہے -

مہر محمد ظفراللہ بھروانہ - جناب والا - دو دن ہوئے ہیں کوئی ایسا سوال تھا جس میں وزیر موصوف نے فرمایا تھا کہ یہ معاملہ عدالت میں ہے اس پر ہم بحث نہیں کر سکتے -

مسٹر سپیکر - تحریک التوائے کار کے متعلق یہ طریقہ کار درست ہے لیکن جہاں تک قانون سازی کا تعلق ہے ، کسی بل یا آرڈیننس پر بحث کا تعلق ہے یہ چیز اس کے راستے میں حائل نہیں ہو سکتی - باقی اس کے متعلق جیسا میں نے عرض کیا ہے ایوان کی رائے پر اس کا انحصار ہے یا فاضل وزیر قانون اگر آپ کی تجویز سے متفق ہو تو ہم اگلا بل لا سکتے ہیں اور اس بل پر بحث ملتوی کر سکتے ہیں -

مہر محمد ظفراللہ بھروانہ - جناب والا - اس کی 16 تاریخ مقرر ہے اور آج 10 تاریخ ہے - 6 دن کی بات ہے -

مسٹر سپیکر - اس بارے میں آپ کوئی بیان دینا چاہتے ہیں -

وزیر خزانہ - جناب والا - میں یہ عرض کروں گا کہ ہم اس پر اصرار کرتے ہیں کہ قانون سازی جاری رہنی چاہئے اور جیسے جناب والا نے فرمایا ہے یہ ایوان خود مختار ہے اور اس کو ہر قسم کی قانون سازی کا اختیار ہے -

Mr. Speaker. Sardarzada Sahib, please move your amendment.

Sardarzada Zafar Abbas. I beg to move :

> That the Punjab Minor Mineral (Cancellation of Leases) Bill, 1977, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instruction to report thereon by 1st August, 1977 :

1. Ch. Muhammad Sharif.

2. Pir Ahmad Shah Khagga.

3. Sh. Muhammad Nafees-ud-Din Farooqui.

4. Mian Muhammad Aslam Chela Sial.

5. Mr Umar Hayat Sial.

6. Mian Umar Ali.

7. Mr. Zafar Ali Malik.

8. Sardarzada Zafar Abbas (The mover).

Mr. Speaker. The motion moved is :

That the Punjab Minor Mineral (Cancellation of Leases) Bill, 1977, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 1st August, 1977 :

1. Ch. Muhammad Sharif.

. Pir Ahmad Shah Khagga.

3. Sh. Muhammad Nafeer-ud-Din Farooqui.

4. Mian Muhammad Aslam Chela Sial.

5. Mr. Umar Hayat Sial.

6. Mian Umar Ali.

7. Mr. Zafar Ali Malik.

8. Sardarzada Zafar Abbas (The mover).

Minister for Law. Opposed.

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ ابھی آپ کے نوٹس میں لایا گیا ہے کہ اس کے متعلق ہائی کورٹ میں ایک رٹ بھی دائر ہو چکی ہے ۔

اس کے علاوہ پنجاب میں اتنی زیادہ لیزز (Leases) ہیں جن کی کوئی حد ہی نہیں۔ جس جگہ پر ریت اور پتھر ہے وہاں لیزز (Leases) کا سلسلہ موجود ہے ۔ بہت سی لیزز (Leases) ہیں جو مختلف آدمیوں نے لی ہوئی ہیں ، جن کا براہ راست تعلق اس بل سے ہے ۔ اگر یہ بل پاس ہو جائے تو ان کی لیزز (Leases) بھی منسوخ ہو جائیں گی ۔ اور انہیں monetary loss بہت زیادہ ہوگا ۔ اس لئے اس میں جو ترمیم کی جا رہی ہے اس سلسلے میں اتنی جلدی نہیں ہونی چاہئے بلکہ اس بل کو کمیٹی کے سپرد کر دینا چاہئے تاکہ کمیٹی اس پر مزید غور و خوض کر لے ۔ اس وقت تمام ہاؤس کی رائے بھی سامنے ہوگی ۔ اس کے بعد اس میں ترمیم کی جا سکتی ہے ۔

مہر محمد ظفراللہ بھروانہ ۔ جناب والا۔ میں نے پہلے بھی عرض کی ہے اور اب میں جناب کی وساطت سے جناب وزیر قانون صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ وہ کم از کم کسی ایک آدھ معاملے میں ، جیسے ہم ان کے ہر حکم کی تعمیل کرتے رہے ہیں اور ان کے ساتھ تعاون کرتے ہیں ، وہ ہماری عرض پر بھی غور کر لیا جائے ۔ اس میں ایسی بات نہیں ہے کہ ہمارے پاس وقت نہ ہو یا کوئی فوری نوعیت کا مسئلہ ہو اور ایسے آج ہی پاس کرنا چاہئے ۔ اگر دو دن یا تین دن انتظار کر لیا جائے تو میں سمجھتا ہوں اس میں کوئی حرج والی بات نہیں ہے ۔ اور بھی بہت سی چیزیں ہیں جو ملتوی ہوتی رہتی ہیں ۔ میں جناب کی وساطت سے جناب وزیر قانون کی خدمت میں عرض کروں گا کہ وہ مہربانی کریں اور ہماری گزارش پر ہمدردانہ غور کریں ۔ اس میں legal flaw کوئی نہیں ہے ۔ ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ یہ بل 16 تاریخ کے بعد کسی دن پیش کر دیا جائے ۔ اگر اس میں کوئی اور consequences پیدا نہ ہوں ہم بھی اس کے ساتھ اتفاق کریں گے ۔ مسئلہ صرف یہ ہے کہ اس میں دو پارٹیاں ایسی ہیں جنہوں نے ریت کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے ۔ پہلے ان کا ٹھیکہ ایک دفعہ منسوخ ہوا ۔ اس پر گورنر صاحب کے آرڈر موجود ہیں ، اس پر چیف سیکریٹری کے آرڈر موجود ہیں ، اس پر چیف منسٹر صاحب کے آرڈر موجود ہیں ۔ یہ ٹھیکہ دوبارہ منسوخ ہوا اور انہی افسران نے گورنر صاحب نے ، چیف منسٹر صاحب نے دوبارہ اسے بحال کر دیا ۔ پھر منسوخ ہوا ۔ پھر بحال ہوا ۔ اب یہ مسئلہ کورٹ میں ہے ۔ یہ بل کیبنٹ میٹنگ میں

پیش ہوا اور سابقہ لاء منسٹر کے ریمارکس بھی اس بل پر موجود ہیں کہ ایک آدمی یا دو آمیوں کے لئے اس بل کی کوئی ضرورت نہیں ۔ یہ اسمبلی کا کام نہیں ہے کہ ایک آدمی کے لئے کوئی قانون بنا دیا جائے ۔ میں جناب کی وساطت سے جناب وزیر قانون کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ اس میں ایسی کوئی خاص بات نہیں ۔ ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ ایک معاملہ عدالت میں ہے اور اس کی 16 تاریخ مقرر ہے ۔ 16 تاریخ تک ہماری درخواست ہے کہ اسے ملتوی کر دیا جائے ۔

سید مسعود زاہدی ۔ جناب والا ۔ یہ باہمی مصالحت کا معاملہ نہیں بلکہ سمجھوتا اس بات پر کیا جا رہا ہے کہ قانون سازی جو اس معزز ایوان کا فرض ہے ، اس فرض کو ملتوی کر دیا جائے ۔ بہر صورت کسی عدالت میں ، چاہے عدالت عالیہ ہو یا کوئی اور جوڈیشنل عدالت ہو ، اس کا جو بھی فیصلہ ہوگا اس قانون سازی کے بعد وہ فیصلہ نافذ نہ رہے گا ۔ مسئلہ یہ ہے کہ آیا زیر غور مقدمے کی وجہ سے یہ ایوان اپنے بنیادی حق سے محروم ہو جائے ، جو اسے قانون سازی کے سلسلہ میں حاصل ہے ۔ اس بنا پر یہ مصالحت نہیں کی جا سکتی ۔ سمجھوتا اصولوں پر ہوگا ۔

چودھری محمد افضل ۔ جناب والا ۔ جو ترمیم سردار زادہ ظفر عباس صاحب نے پیش کی ہے کہ اس بل کو رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے مشتہر کیا جائے ، میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔ وجہ یہ ہے کہ جو لیز سسٹم ہے یہ سامراجی دور کی یادگار ہے ۔ سامراجی حکومتیں اپنے حاشیہ نشینوں کو اس کے ذریعہ مضبوط کیا کرتی تھی اور وہ اپنے آدمیوں کے ذریعے ، اپنے ان مصاحبوں کے ذریعے ، اپنی حکومت کو مضبوط کیا کرتے رہے ۔

Mr. Speaker. Order in the press gallery.

چودھری محمد افضل ۔ ان کو فائدہ پہنچانے کے لئے اس لیز سسٹم کو evolve کیا گیا تھا ۔ یہ لیز سسٹم ان لوگوں کے لئے تھا جن کو خاص مراعات دینا مطلوب ہوتا تھا اور لیز دیتے وقت بھی چھوٹی سی رقم ان سے لی جاتی جس کے عوض لیز سے وہ اشخاص کافی مالی فائدہ اٹھاتے تھے ۔ یہ جو قانون پاس کیا جا رہا ہے اس سے ہر آدمی کے لئے یہ موقع فراہم کیا جا

رہا ہے کہ بذریعہ نیلام اس کو حاصل کر سکے ۔ میرے فاضل دوست میر ظفراللہ بھروانہ صاحب کہہ رہے ہیں کہ خاص لوگوں کے لئے یہ بل پاس کیا جا رہا ہے ۔ میرے خیال میں یہ درست نہیں ۔ ان کو بھی حق حاصل ہے کہ وہ نیلام عام میں ان حقوق کو حاصل کرلیں ۔ یہ کوئی مناسب بات نہیں کہ ایک آدمی اپنے لئے خاص شرائط پر یہ چیزیں حاصل کرنا چاہتا ہے جب کہ دوسرے لوگوں کے لئے اسی حق کو حاصل کرنے کے لئے قدغن لگائی جائے ۔ لیز سسٹم کو منسوخ کر کے جو مائنر منرل حاصل کرنے کا طریقہ اس بل میں دیا گیا ہے ۔ وہ صرف نیلام عام ہے اور نیلام عام میں حصہ لینے کے لئے کسی شخص پر کوئی شرط نہیں لگائی گئی ۔ لہذا میں اس ترمیم کی پرزور مخالفت کرتا ہوں ۔

مسٹر برکت علی غیور ۔ جناب والا ۔ جو ترمیم پیش کی گئی ہے میں سمجھتا ہوں اس میں کوئی جان نہیں ۔ بات یہ ہے کہ ایک مراعات یافتہ طبقہ ، جس کی تعداد بھی کوئی زیادہ نہیں ، کے حقوق پر ایک ضرب پڑ رہی ہے اور بلا وجہ اس کی مخالفت کی جا رہی ہے ۔ رہا یہ سوال کہ یہ معاملہ ہائی کورٹ میں sub-judice ہے تو یہ ادارہ ، یہ پنجاب اسمبلی ، ایک با اختیار ادارہ ہے۔ اگر اس قسم کی روایات ہم نے یہاں قائم کر لیں کہ اس بنا پر اسے ملتوی کر دیں کہ معاملہ sub-judice ہے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جو بھی قانون سازی ہم آئندہ کریں گے اس کے متعلق رٹ کر کے stay order وغیرہ لے لیا جایا کرے گا ۔ اس طریقے سے قانون سازی کے کام میں اتنی زیادہ تاخیر ہوگی جس کا تصور بھی ہم نہیں کر سکتے ۔ میرے خیال میں قائد حزب اختلاف نے جو وجہ بیان کی ہے کہ اس کو ملتوی کیا جائے ٹھیک نہیں ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ فاضل ممبر اس چیز پر بحث کر رہے ہیں جس کے متعلق پہلے ہی جناب سپیکر نے اپنی رولنگ دے دی ہے ۔

مسٹر برکت علی غیور ۔ جناب والا ۔ میں نے صرف اس بات کا حوالہ دیا ہے کہ جس بنا پر بھروانہ صاحب نے اس بل کی مخالفت کی ہے ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ ایک نہایت ضروری قانون ہے جس کی کوئی ایسی

معقول وجہ نہیں کہ اس پر غور ملتوی کیا جائے - اس لئے میں ان کی تجویز کی مخالفت کرتا ہوں -

Mr. Hamid Kamal Dahir. Sir, whenever the Leader of the Opposition proposes any Committee he should not give preference to members from District Jhang. I would suggest that members should be saken from the whole Province.

سید ثاقب حسین شاہ - جناب والا - مہر ظفراللہ صاحب خان بھروانہ صاحب نے فرمایا کہ وہ ایک مخصوص طبقے کی نمائندگی کرنے کے لئے یہاں تشریف لائے ہیں ، تو ہم سب جو یہاں آئے ہیں ہم بھی اپنے طبقے کی نمائندگی کرنے کے لئے آئے ہیں - .وہ مخصوص طبقہ ہے جن کو انہوں نے مراعات دینی ہیں - اس لئے ہم یہ چاہتے ہیں کہ جس قانون میں ترمیم کرنی پڑے یا کچھ اور کرنا پڑے ، اگر وہ عام لوگوں کے فائدے کے لئے ہو تو وہ ضرور کرنا چاہئیے - جو ترمیم وزیر قانون صاحب نے پیش کی ہے وہ بالکل ٹھیک ہے - بھروانہ صاحب اپنے خیالات میں بالکل درست ہیں کیوں کہ وہ انہیں لوگوں کی وجہ سے یہاں تشریف لائے ہیں اور انہیں کی وہ نمائندگی کریں گے - اس لئے میں بھروانہ صاحب کی مخالفت کرتا ہوں -

Mr. Speaker. Yes please.

وزیر قانون و پارلیمانی امور - جناب والا - یہ ایک حقیقت ہے کہ قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت میں بہت سے اصلاحات کی گی ہیں مثلاً لوگوں کو آسائشیں بہم پہنچانے کے لئے ، ملک کی ترقی کے لئے ، بستیوں کو خوبصورت بنانے کے لئے ، ملک کی صنعت کو ترقی دینے کے لئے ، ملک کی سالمیت کی حفاظت کے لیے اور ملک کو اتنا مضبوط اور مستحکم بنانے کے لئے کہ کوئی دشمن اس کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھ سکے - یہ وہ تمام باتیں ہیں جن پر اخراجات آتے ہیں - جن پر خرچ کرنا پڑتا ہے اور حکومت اس بات میں حق بجانب ہوتی ہے کہ وہ دیکھے کہ وہ کون سے لوگ ہیں ، وہ کون سے عناصر ہیں ، وہ کون سے عوامل ہیں ، وہ کون سے ذرائع ہیں جن کی بنا پر حکومت کی آمدنی میں لوگوں پر بوجھ ڈالے بغیر اضافہ کیا جا سکتا ہے - finance میں اضافہ کیا جا سکتا ہے اور پھر اس اسمبلی اور

دوسرے قانون ساز اداروں کے ذریعے اس بات کا اہتمام کیا جا سکتا ہے جن باتوں کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے ۔ عوامی حکومت میں وہ سب کچھ کیا جا رہا ہے جس سے ان اخراجات کا بوجھ برداشت کیا جا سکے ۔ اب عوامی حکومت ہونے کی وجہ سے ، عوام کی نمائندہ حکومت ہونے کی وجہ سے اور ایک ایسی حکومت ہونے کی وجہ سے جس پر غریب لوگوں کا ، محنت کشوں کا اور رزق حلال کمانے والوں کا اعتماد ہے ۔ ایسی حکومت حتی الامکان یہ کوشش کرتی ہے کہ لوگوں پر مزید ٹیکس کا یا حکومت کی آمدنی بڑھانے کا بوجھ نہ پڑے ۔ ایک اچھی حکومت اس بات کی تلاش میں رہتی ہے کہ ایسی بات کی گنجائش کہاں سے نکل سکتی ہے ۔ جہاں سے یہ گنجائش حاصل ہو سکتی ہے اس میں ایک یہ بھی ہے جس کا قانون آج اس ایوان میں پیش کیا گیا ہے ۔ جس طرح مجھ سے پہلے میرے دوست ذکر کر رہے تھے یہ برطانوی سامراج کے دور کی یادگار ہے کہ جس میں ایسے طبقات پیدا کئے جاتے تھے ، ایسے لوگ پیدا کئے جاتے تھے اور ایسے گروہ پیدا کئے جاتے تھے جن کو ناجائز مراعات دی جاتی تھیں ۔ ان میں سے ایک رعایت یہ بھی تھی کہ open auction کے بجائے ذاتی تعلقات کی بنا پر ، دفتری تعلقات کی بنا پر ، سیاسی تعلقات کی بنا پر کچھ لوگوں کو ایسی مراعات دی جائیں کہ open competition نہ ہو ، دوسرے لوگ مقابلے پر نہ آ سکیں ۔ معمولی سی رقم یا معمولی سی فیس کے عوض وسیع کاروبار کی اجارہ داری کچھ لوگوں کو دے دی جاتی تھی تاکہ ان کو خوش کیا جا سکے اور اپنے سیاسی مقاصد ، اپنے ذاتی مقاصد اور اپنے ذاتی تعلقات کی بنا پر اپنے اقتدار کو قائم رکھا جا سکے۔ میری استدعا یہ ہے کہ یہ قانون کسی فرد واحد کی خاطر نہیں یا کسی ایک گروہ کے خلاف نہیں ۔ یہ مفاد عامہ میں ہے ۔ لوگوں کی فلاح و بہبود کے مقصد کے لئے پیش کیا گیا ہے ۔ اس سے خویش پروری ، دوست نوازی اور سیاسی اختیارات کے ناجائز استعمال کے راستے کو مسدود کر دیا گیا ہے ۔ جہاں تک موجودہ لیز ہولڈرز کا تعلق ہے اگر ان کو کوئی نقصان پہنچتا ہے تو اس میں compensation کا بھی اہتمام کیا گیا ہے اور اس سلسلے میں بھی شق رکھی گئی ہے ۔ دوسری بات اس میں یہ ہے کہ اس کو پبلک سیکٹر میں نہیں لیا جا رہا کہ لیز کو منسوخ کر کے گورنمنٹ نے کوئی کارپوریشن

بنا دی ہے ، کوئی اتھارٹی بنا کر سب کام آئندہ سے اس کے سپرد ہوگا ۔ نہیں ۔ پرائیویٹ انٹر پرائزز کو پہلے سے زیادہ مضبوط کیا گیا ہے کہ اب اس میں وہ لوگ آئیں جو ان انٹرپرائزز کو کاروبار کے انداز میں چلائیں ۔ اس میں مناسب منافع بھی حاصل کریں اور ان چیزوں کو ترقی بھی دیں ۔ ان کو modernize بھی کریں اور پھر حکومت کے خزانے میں ایک معقول رقم آئے تاکہ لوگوں کی خدمت کی جا سکے ۔ تو ان الفاظ کے ساتھ میں فاضل قائد حزب اختلاف کی اس موشن کی مخالفت کرتا ہوں کہ اس کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے ۔ دوسرے فاضل دوست نے عدالت عالیہ کا ذکر کیا ہے ۔ ہمیں اس کا بڑا احترام ہے ۔ ہم ان کے ہر حکم کی انفرادی طور پر بھی اور اجتماعی طور پر بھی تعمیل کرتے ہیں ۔ لیکن کچھ تقسیم کار ہے ۔ اس ایوان کے اپنے فرائض ہیں ۔ عدالت عالیہ کے اپنے فرائض ہیں جن کی پوری نشاندھی اور وضاحت ملک کے آئین میں کر دی گئی ہے اور آپ نے ابھی ابھی اس کی طرف اشارہ کیا ہے ۔ جہاں تک پالیسی کا تعلق ہے ، میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک غلط پالیسی اور روایت ہو جائے گی کہ کوئی مقدمہ عدالت عالیہ میں چلا گیا ہے اور اس کی بنا پر کتنی بھی معقول وجوہات کیوں نہ ہوں یہ ادارہ اپنا کام کرنے سے گریز کرے یا اس میں کچھ التوا کر دے ۔ ابھی تک اس ایوان کی زندگی اور دوسرے قانون ساز ایوانوں کی زندگی میں ایسا مرحلہ نہیں آیا ۔ میں اپنے فاضل دوست سے ، جنہوں نے ایک بار پھر اپنی بات کو دھرایا ہے کہ اسمبلی 16 تاریخ تک اس بل پر غور کرنے سے اس وجہ سے گریز کرے کہ اس کی بابت کوئی مسئلہ عدالت عالیہ لاھور میں موجود ہے ، یہ استدعا کرتا ہوں کہ وہ اس بات کو پریس نہ کریں ورنہ کچھ ایسی روایات کم از کم یہاں پیدا ہو جانے کا امکان ہے کہ اس قسم کی تحریکیں اس ایوان میں کی جاتی رہیں ۔ میں ان گزارشات کے ساتھ آپ سے استدعا کرتا ہوں اور آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان سے استدعا کرتا ہوں کہ یہ جو ترمیم پیش کی گئی ہے اس کو نا منظور کیا جائے ۔

Mr. Speaker. I will now put the amendment to the vote of the House.

The question is :

That the Punjab Minor Mineral

(Cancellation of Leases) Bill, 1977, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instruction to report thereon by 1st August, 1977 :

1. Ch. Muhammad Sharif.
2. Pir Ahmad Shah Khagga.
3. Sh. Muhammad Nafees-ud-Din Farooqui.
4. Mian Muhammad Aslam Chela Sial.
5. Mr Umar Hayat Sial.
6. Mian Umar Ali.
7. Mr. Zafar Ali Malik.
8. Sardarzada Zafar Abbas (The mover).

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That the Punjab Minor Mineral (Cancellation of Leases) Bill, 1977 be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

مسٹر سپیکر ۔ اگر کسی ترمیم کا پہلی خواندگی میں فیصلہ ہو جائے اور اس کے بعد بھی کوئی فاضل ممبر پہلی خواندگی میں بولنا چاہیں تو وہ اس بل کے اصولوں پر تقریر فرما سکتے ہیں ۔

(Clause 3)

Mr. Speaker. Clause 3. These is an amendment by Sardarzada Zafar Abbas.

Sardarzada Zafar Abbas. Sir, I move :

That in sub-clause (1) of Clause 3 of the Bill, the commas, words and

figures, "other than the Deputy Commissioner through open auction in pursuance of the provisions of the Government of the Punjab, Industries and Mineral Development Department Notification No. V-1-32 72, dated 26-6-1973," occurring in lines 7-11, be deleted.

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That in cub-clause (1) of Clause 3 of the Bill, the commas words and figures, "other than the Deputy Commissioner through open auction in pursuance of the provisions of the Government of the Punjab, Industries and Mineral Development Department Notification No. V-1-32/72, dated 26-6-1973", occurring in lines 7-11, be deleted.

Minister for Law. Opposed.

سردار زادہ ظفر عباس - جناب والا - اس ترمیم کے پیش کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس بل میں دو قسم کی لیز پیش کی گئی ہیں - ایک لیز ڈائریکٹر صاحب نے دی ہوتی ہے - دو ری ڈی۔سی صاحب نے دی ہوتی ہے - ان دونوں کو تشخیص کیا گیا ہے - جو پٹہ جات ڈی۔سی نے دئے ہوئے ہیں وہ برقرار رکھے جائیں ، جو ڈائریکٹر صاحب نے دئے ہوئے ہیں ان کو ختم کر دیا جائے - یہ سرا سر ناانصافی ہوگی - یا تو تمام لیز کو ختم کیا جائے ورنہ کسی کو بھی اختیار نہ ہو - پھر اس میں یہ کیوں رکھا گیا ہے کہ لیز دینے کے اختیارات صرف ڈی۔سی کو ہوں - اس ترمیم سے میری مراد صرف اتنی ہے - اگر آپ نے یہ سسٹم ختم کرنا ہے تو تمام تفاوت کو یکسر ختم کر دیا جائے - کہیں اس طرح نہ ہو کہ مطلب کا آدمی تو بحال رکھا جائے اور جو نا پسند ہے اس کے پٹہ کو ختم کر دیا جائے - اس لئے میں نے یہ ترمیم پیش کی ہے کہ یا تو اس کو بحال رکھا جائے یا مکمل ختم کیا جائے -

اگر آپ نے واقعی ختم کرنا ہے تو آپ تمام پٹہ جات کو یکسر ختم کر دیں ۔ اس میں یہ تشخیص نہیں ہونی چاہئے ۔

وزیر قانون ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو ترمیم پیش کی گئی ہے اس کے تمام اغراض و مقاصد کو ختم کر دے گی ۔ اس لئے میں اس ترمیم کی مخالفت کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ جب ایک ترمیم پر محرک بول لے یا وزیر متعلقہ اس کا جواب دے دے تو اس کے بعد اس ترمیم پر عام طور پر حصہ نہیں لیتے ۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا ۔ بہر حال اب آپ تقریر فرمائیں ۔ آپ کو خصوصی اجازت ہے ۔

چودھری محمد لطیف رندھاوا ۔ جناب والا ۔ جیسا کہ اس بل کے مقصد سے ظاہر ہے ، ان مفاد پرستوں کو جو محکمہ سے مل کر لیز حاصل کر لیتے ہیں اور اس سے مفاد حاصل کرتے ہیں ، ان کے مفادات کو زد پہنچے ۔ میرے محترم قائد حزب اختلاف نے ترمیم پیش کی ہے ۔ اگر بل کو غور سے پڑھیں تو بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ اس میں یہ لکھا ہوا ہے :

> Other than the Deputy Commissioner through an open auction in purs.iance of the provisions of the Government of the Punjab Industries and Minor Minerale Development Department notification No. ....

اس میں یہ امتیاز نہیں کیا گیا کہ جو لیز ڈپٹی کمشنر نے دی ہوئی ہے وہ قائم رکھی جائے اور ڈائریکٹر نے جو دی ہے وہ کینسل کر دی جائے ۔ اس میں یہ واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ اوپن آکشن ہو گی جس کا باقاعدہ طور پر نوٹیفکیشن گورنمنٹ کی طرف سے ہوا ہو اور جو دوسرے ذرائع سے حاصل کی گئی ہے وہ منسوخ ہو جائے گی ۔ ہمارے ملک میں بدقسمتی سے یہ سلسلہ چلا آتا ہے کہ کچھ لوگ محکمے سے ملکر یہ لیز لے لیتے ہیں ۔ فاضل قائد حزب اختلاف نے فرمایا ہے کہ مقدمات چل رہے ہیں ، یہ دو آدمیوں کے

درمیان ہیں ۔ وہ ابھی تک چل رہے ہیں اور قائد حزب اختلاف کا یہ کہنا کہ اس بحث کو ملتوی کر دیا جائے تاکہ ایسے مفاد پرست لوگ مل ملا کر اپنے اثر و رسوخ سے فائدہ حاصل کر لیں ۔ اس سے ان پر زد پڑتی ہے ۔ چونکہ اس بل سے ان پر زد پڑتی ہے اس لئے یقیناً ان کو تکلیف ہوگی ۔ لیکن پاکستان پیپلز پارٹی کے منشور میں ہے کہ ایسے طبقات کو زد پڑنی چاھئے ۔ اس میں سب سے بڑی بات غور طلب یہ ہے کہ اس بل کے تحت جو آوپن آکشن ہوگی وہ سب سے بڑی بولی دینے والے کو دی جائیگی ۔ اس سے حکومت کی آمدنی میں اضافہ ہوگا اور یہ روپیہ قومی خزانے میں جائے گا ۔

صرذار زادہ ظفر عباس ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ فاضل رکن نے ایسی بات کہی ہے جس کا اس بل میں کوئی ذکر نہیں ہے کہ اوپن آکشن میں ہوگی ۔

چوذھری محمد لطیف رندھاوا ۔ جناب والا ۔ فاضل دوست کلاز 3 کو پڑھیں اس میں اوپن آکشن کا لفظ لکھا ہے ۔ throught an open action اس کا مفہوم یہی ہے ۔ حکومت اس بل کے ذریعے اوپن آکشن میں لیز دینا چاھتی ہے ۔ اس کا اصل مقصد یہی ہے تاکہ حکومت کو اس سے فائدہ ہو ۔ اس کے ساتھ fair chances بھی ہیں ۔ یہ نہیں کہ ایک آدمی حاصل کر لے ۔ اس لئے یہ بل مفاد عامہ میں ہے اور حکومت کے مفاد میں بھی ہے ۔ بدیں وجہ میں ترمیم کی مخالفت کرتا ہوں ۔

Mr. Speaker. The question before the House is :

> That in sub-clause (1) of Clause 3 of the Bill, the commas, words and figures "other than the deputy Commissioner through open auction in pursuance of the provisions of the Government of the Punjab, Industries and Mineral Development partment Notification No. V 1-32/72, dated 26-6-1973," occurring in lines 7-11, be deleted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. Shaikh Sahib, I want your attention. It is given in Section 3 :

> Notwithstanding any-thing to the contrary contained in any law for the time being in force, the Pakistan Mining Concessions Rules 1960, as applicable to the Province of the Punjab custom, usage, order of any court, lease deed or agreement, but subject to the provisions of sub-section (2), all leases of minor minerals granted by any officer or authority, other than the Deputy Commissioner . . . .

What I want to get clarified is whether there will be only one Deputy Commissioner or there will be many Deputy Commissioners. Should it be the word "the" or "a" ?

Minister for Law. In my opinion the word "the" would be alright.

Mr. Speaker. Other than "the" Deputy Commissiones ?

Minister for Law. The word "the" would have actually a reference to the Deputy Commissioner concerned.

Mr. Speaker. But what would be the position if it is "other than a Deputy Commissioner" ? Will that also not cover the case of a lease granted by "a" Deputy Commissioner ?

Minister for Law. Then it could be a Deputy Commissioner even without authority The word "the" pins it down to a Deputy Commissioner who has the authority meaning thereby the Deputy Commissioner of the District concerned. It cannot be a Deputy Commissioner of Rahimyar Khan giving lease somewhere in the district of Campbellpur. "The" actually pins it down that it is the Deputy Commissioner concerned.

Mr. Speaker. Alright, as your like.

Then there is :

> . . . . but subject to be provisions of sub-section (2) . . . .

Minister for Law. It means that if the leases are with the Federal Government or the Provincial Government they won't stand cancelled.

Mr Speaker. Would it not have been proper to include it in the definition of "Leases". If we read the language of Section 3, it places so many provisos and so many clauses, like :

> Notwithstanding anything to the contrary contained in any law for the time being in force, the Pakistan Mining Concessions Rules, 1960, as applicable to the Province of the Punjab Custom, usage, order of any court, lease deed of agreement.

Then there is another proviso :

> . . . . but subject to the provisions of sub-section (2) . . . .

Here, again they want to exempt something. If they wanted to do that they should have included it in the definition of lease which, as given in the Bill, says :

> 'Lease' means lease of a minor mineral subsisting immediately before the commencement of this Act.

Minister for Law. Lease has been defined in other Acts and Rules when the lease would have been in conflict with other laws or when it is used in general language or in application or in documents because, otherwise, there could have been confusion. Therefore, the definition of lease, except for its dictionary, meaning, has been avoided in this law. May be, the observations made by the Chair carry weight but we have done exercise repeatedly and, after that, all this has been framed.

So, let it go as it is today because it is not without sense or without meanings but, in due course of time, if some member makes a suggestion it can be taken up. I have noted down the observations made by the Chair and, at some stage, I would discuss them with the Minister concerned and request him to have another exercise in their department in the light of these observations but, for the present, my request would be that let it remain as it is.

Mr. Speaker. Thirdly, these Mining Concessions Rules of 1960, I think, were made under a Central statute.

Minister for Law. Yes

Mr. Speaker. We have the rules which have been framed under a Central statute and through this Provincial legislation, I am sorry to say, you are over-riding those rules. Aren't we?

Minister for Law. Actually, they have been adopted and made applicable to the Province of Punjab. Sir, although the rules were framed by the Central Government but their adoption and application was upto the Provincial Government and the Provincial Government has done it.

Mr. Speaker. I will now put the question.

The question is :

That Clause 3 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(Clause 4)

Mr. Speaker. Clause 4. Amendment by Sardarzada Sahib.

Sardarzada Zafar Abbas. I beg to move.

That in sub-clause (1) of Clause 4 of the Bill, for the word "Director" occurring in line 4, the words "Deputy Commissioner of the concerned district" be substituted.

Mr. Speaker. The motion is :

That in sub-clause (1) of Clause 4

of the Bill, for the word "Director", occurring in line 4, the words "Deputy Commissioner of the concerned district" be substituted.

سردار زادہ ظفر عباس - جناب والا - میری اس ترمیم کا واحد مقصد یہ ہے کہ جو ابھی فاضل ممبر رندھاوا صاحب نے کلاز 1 کی وضاحت کرتے ہوئے اپنی تقریر میں یہ کہا ہے کہ آدمی ڈائرکٹر صاحب سے مل ملا کر پٹے حاصل کر لیا کرتے تھے جس کے لئے انہوں نے تجویز پیش کی ہے کہ وہ اس طریقے سے نہ لے سکیں - تو جناب والا - اس میں ترمیم کر دی گئی ہے کہ پٹہ جات ڈائرکٹر صاحب دیں گے لیکن میری ترمیم کے مطابق پٹہ جات ڈی-سی متعلقہ ضلع دیں گے - ڈائریکٹر ایک ایگزیکٹیو افسر ہے لیکن اس کے مقابلے میں ڈی-سی ایک ایگزیکٹیو اور جوڈیشنل افسر ہے اور عام تاثر یہ ہے کہ ایگزکٹیو افسران کی بجائے اگر جوڈیشنل افسران فیصلے دیں تو وہ زیادہ پسندیدہ اور زیادہ قابل احترام ہوا کرتے ہیں - ان کی سوچ بھی مختلف ہوتی ہے جس میں کسی کے ساتھ نا انصافی کا احتمال بہت کم ہوتا ہے - میں نے یہ ترمیم اسی لئے دی ہے تا کہ ڈائرکٹر کی بجائے آئندہ یہ پٹہ جات ڈی-سی متعلقہ ضلع دیا کریں -

وزیر قانون - جناب والا - جیسے کہ آپ بھی اور قائد حزب اختلاف بھی جانتے ہیں ، ڈی - سی کی کتنی مصروفیات ہوتی ہیں اور ان کی کتنی multifarious ڈیوٹیاں ہوتی ہیں - ایک ایسی سوسائٹی میں جس کو حکومت ایک egalitarian society بنانے کی کوشش کر رہی ہے ، ڈی - سی کتنا مصروف ہوتا ہے - اس لئے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ لفظ "ڈائرکٹر" صحیح ہے اور ڈی-سی کو یہ اضافی ڈیوٹی نہیں دینی چاہئے -

Mr. Speaker. The question is :

That in sub-clause (1) of Clause 4 of the Bill, for the word "Director", occurring in line 4, the words "Deputy Commissioner of the concerned district" be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. Next amendment by Sardarzada Zafar Abbas.

Sardarzada Zafar Abbas. I beg to move :

That in sub-clause . . . .

Mr. Speaker. Please, just a minute before we go to sub-clause (2). Shaikh Sahib, please just see the language of sub-clause (1) :

> A Lessee whose lease is cancelled under section 3 of this Act, shall be paid by Government . . . . .

It should have been "the Government".

> . . . . . such compensation in respect of such roads and buildings, if any, constructed by him, as in the opinion of the Director, where . . . .

It should be "were". I don't know what is in the original.

> . . . . . necessary for the carrying out of the mining operations . . . . .

There should have been a full-stop here.

> . . . as the Director may determine".

These words are superfluous.

چودھری غلام احمد - جناب والا ـ لفظ "were" درست معلوم ہوتا ہے - کیوں کہ ڈائرکٹر کو جو اتھارٹی دی گئی ہے ، وہ ان عمارات اور تعمیرات کے لئے دی گئی ہے جو کہ mining lease کے لئے ضروری تھیں - یعنی ہو سکتا ہے کہ lessee نے ایسی بلڈنگز بھی بنائی ہوں ، یعنی رہائش کے لئے ، یا ریسٹ ھاؤس بنایا ہو ۔ تو اس قسم کی چیزیں جو کہ lease کے لئے ضروری تھیں ، ان کی compensation ادا کرنی حکومت کے لئے ضروری نہیں ہوگی - اس لئے لفظ "were" جو ہے ، "Which were necessary" و appropriate معلوم ہوتا ہے -

Mr. Speaker. Sub-clause 1 of Clause 4 of the Bill :

> A lessee whose lease is cancelled under section 3 of this Act, shall be paid by Government . . . .

It should have been "the Government".

> . . . . . such compensation in respect of such roads and buildings, if any, constructed by him, as in the opinion of the Director, were necessary for carrying out of mining operations . . . . .

and there should be full stop after the words "mining operations".

> . . . . as the Director may determine.

These words are superfluous and a repetion.

Minister for Law and Parliamentary Affairs Sir, "as the Director" has a relevance to the words 'may determine the amount of compensation". First the Director has to find roads and buildings that were necessary for carrying out the mining operations and this determination "as the Director may determine" actually relates to the amount of compensation.

Mr. Speaker. We again read :

> A Lessee whose lease is cancelled under section 3 of this Act, shall be paid by Government such compensation in respect of such roads and buildings . . . . .

Minister for Law and Parliamentary Affairs. No. Sir. We read it here "such compensation as the Director may determine" This qualifies the word "compensation".

Mr. Speaker. Do you mean to say :

> such compensation in respect of roads and buildings constructed by him.

Minister for Law and Parliamentary Affairs.

> . . . . in respect of such roads and buildings, if any, ... , as in the opinion of the Director, were necessary for carrying out the mining operations.

That has a relevancy.

Mr. Speaker. Then these words after a full sentence or two do not denote that these relate to compensation. These should have been with the word "compensation".

Minister far Law and Parliamentary Affairs. Sir, I am not a draftsman but knowing a little of the grammer I can say that this is how it has to come. There are principal clauses and then there are clauses which are not principal clauses. While paraphrasing them this could have been put lske that. May be that we are not able to appreciate what is contained in that part of the sentence.

Sardar Saghir Ahmad. Sir, I think the Government has taken a safeguarod that if Director grants compensation for any other thing Government is not held responsible for paying that compensation. Therefore; these words have been inserted in this clause to limit the powers of the Director.

سردار زادہ ظفر عباس - جناب والا - اس ترمیم کو پیش کرنے سے میں ایوان کے سامنے یہ چیز واضح کرنا چاھتا ھوں کہ پہلے تو ڈائرکٹر صاحب سے پوری امید نہیں - ان کی دی ھوئی تمام لیزوں کو اس ایکٹ سے کینسل کرنے کا ارادہ ہے - پھر جب اس چیز کو مدنظر رکھتے ھوئے یہ کہا گیا کہ compensation کے سلسلے میں ڈائرکٹر کی بجائے ڈپٹی کمشنر زیادہ موزوں ہے تو اس پر یہ کہا گیا کہ ڈپٹی کمشنر صاحب کے پاس وقت نہیں ہے - اب پھر انہوں نے ایک ایسی چیز ھی پیش کی ہے جس کا تعلق اسی ایگزیکٹیو اتھارٹی سے ہے اور وہ گورنمنٹ ہے - گورنمنٹ کے پاس کوئی بھی جوڈیشنل فنکشن نہیں ھوتے اور گورنمنٹ بذات خود اتنی مصروف ہے کہ تمام محکموں کے کاروبار گورنمنٹ کو کرنے ھوتے ہیں - اس لئے میں نے یہ تجویز

پیش کی ہے کہ گورنمنٹ کی بجائے ممبر بورڈ آف ریونیو ہونا چاہئے جو گورنمنٹ کا ہی ایک ملازم ہے اور جس کے پاس ایگزیکٹیو پاورز بھی ہیں اور جوڈیشنل پاورز بھی - وہ compensation کے معاملے میں اپنے فرائض بہتر طور پر انجام دے سکیں گے اور اس سے متعلقہ اشخاص کو زیادہ انصاف کے ساتھ compensation مل جائے گی - اس لئے میں نے اس میں یہ ترمیم دی ہے کہ گورنمنٹ کی بجائے موزوں ترین شخصیت ممبر بورڈ آف ریونیو ہے ، حالانکہ وہ بھی گورنمنٹ کے ماتحت ہے ، گورنمنٹ کی طرف سے اسے یہ اختیارات تفویض کر دئے جائیں کہ وہ معاوضہ ادا کرے -

وزیر قانون - جناب والا - مجھے کچھ زیادہ عرض نہیں کرنا - صرف اتنا عرض کرنا ہے کہ

Government does not exclude the Member Board of Revenue.

As for as the Chair's observation is concerned that the word "where" should be "were", there I agree.

Mr. Speaker. Then move you amendment to that effect.

Minister for Law and Parliamentary Affairs. Sir, I missed your observation that if "where" was to be "were" then it would make the sence. So far as my own copy is concerned, I have deleted 'h' and was reading it as "were". With your leave I want to move the amendment.

Mr. Speaker. Yes.

Minister for Law and Parliamentary Affairs Sir, I move :

> That in sub-clause (1) of Clause 4 of the Bill, in line 5 the word "where" be substituted by the word "were".

Mr. Speaker. The amendment moved and the question is :

> That in sub-clause (1) of Clause 4 of the Bill, in line 5 the word "where" be substituted by the word "were".

(The motion was carried)

Mr. Speaker. Now move your amendment in sub-clause (2). Sardarzada Zafar Abbas.

Sardarzada Zafar Abbas. Sir, I move the amendment :

> That in sub-clause (2) of Clause 4 of the Bill, for the word "Government" occuring in line 1, the words " Member Board of Revenue " be substituted.

Mr. Speaker. The amendment moved is :

> Thae in sub-clause (2) of Clause 4 of the Bill, for the word "Government occurring in line 1, the words " Member Board of Revenne " be substituted.

Minister for Law and Parliamentary Affairs. Opposed.

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ اس میں میں نے وہ لفظ استعمال کر دیا ہے جو میں نے ترمیم میں پیش کیا ہے ۔ یہاں لفظ ہونا چاہئے تھا ڈائرکٹر اینڈ گورنمنٹ ۔

Mr. Speaker. (3) That appeal against the order of Deputy Commissioner and Member Board of Revenue shall lie to the High Court of the Punjab.

سردار زادہ ظفر عباس ۔ چونکہ میری وہ ترمیم منظور نہیں کی گئی اور اس میں ڈپٹی کمشنر کا لفظ بھی نہیں ہے ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ ایک منٹ آپ تشریف رکھیں ۔ سردار صاحب اس سلسلے میں میں عرض کروں کہ آپ نے اپنی ترمیم میں لکھا ہے "ہائی کورٹ آف دی پنجاب" تو یہ ہندوستان میں ہے ہمارے ملک میں نہیں ۔ تو کیا ہائی کورٹ پنجاب ، ہندوستان ، کو یہ اختیار دیا جائے ؟

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ میری اس سے مراد لاہور ہائی کورٹ ہے ۔

Mr. Speaker. There is no High Court of the Punjab here in Pakistan. This is Lahore High Cout. اس لئے یہ خلاف ضابطہ ہے ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ شکریہ ۔ (قہقہہ)

Minister for Law and Parliamentary Affairs. I have not to say anything more than this that the Government does not exclude the Member Board of Revenue.

Mr. Speaker. The question before the House is :

> That in sub-clause (2) of Clause 4 of the Bill, for the word "Government" occurring in line 1, the words "Member Board of Revenue" be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. Next amendment by Sardarzada Zafar Abbas.

Sardarzada Zafar Abbas. Sir, I move the amendment :

> That for sub-clause(3) of Clause 4 of the Bill, the following be . . . . .

Mr. Speaker. Just a minute. Please take your seat. Sh. Sahib if you look at the language of sub-clause (2) it says :

> (2) The Government may, on its own motion . . . . .

No time limit. Generally it is said "at any time".

> . . . . . or on the application of a lessee made within a period of one month from the receipt of intimation of determination of compensation by the Director . . . . .

Should it not have the words "at any time". Normally the phraseology used in such sub-clauses is "the Government may at any time". That makes the thing clear that the Government can do it at any time but for a particular application by an individual the period would be one month. Do

you want to add these words "at any time" in between the words "may" and "on". It would give more power to the Government to do it at any time. It would not be specified with and after how much time.

Minister for Law. Sir, that would mean within a reasonable time. But it is actually to the benefit of the other parts and there is not going to be any objection.

Mr. Speaker. "Reasonable time" this would create confusion. What is reasonable time or what is not. Why don't you include these words to give more powers to the government "at any time", so that it may be clear. What I see is the intention that the government should be able to pass any order at any time. I think there is a confusion.

Minister for Law. Sir, it is not always necessary for the Minister to come up with an amendment. If it is the observation by the Chair an amendment may come to that effect. I will have no objection if an amendment is moved.

Sardar Saghir Ahmad. Sir, I seek your permission to move the amendment.

Mr. Speaker. Yes.

Sardar Saghir Ahmad. Sir, I beg to move :

> That in sub-clause (2) of Clause 4 of the Bill, in line 1, after the word "may" and before the word "on" the words "at any time" be substitude.

Mr. Speaker. The amendment moved is :

> That in sub-clause (2) of Clause 4 of the Bill, in line 1, after the word "may" and before the word "on", the words "at any time" be substituted.

Minister for Law. Not opposed.

Mr. Speaker. There is no opposition to this amendment, so the amendment is carried.

I will now put Clause 4 to the vote of the House.

The questson is :

That Clause 4 forms part of the Bill.

(The motion was carried)

(Clause 5)

Mr. Speaker. The question is :

That Clause 5 forms part of the Bill.

(The motion was carried)

(Clau e 2)

Mr. Speaker. The question in :

That Clause 2 forms part of the Bill.

(The motion was carried)

(Short Title)

Mr. Speaker. The question is :

That shor Title, Extent and Commencement be the Short Title, Extent and Commencement of the Bill.

(The motion was carried)

(P eamble)

Mr. Speaker. The question is :

That the Preamble be the Preamble of the Bill.

(The motion was carried)

(Long Title)

Mr. Speaker. The question is :

There is no amendment to the Long Title, the Long Title stands approved.

Minister for Law. Sir I move :

> That the Punjab Minor Mineral (Cancellation of Leases) Bill, 1977 be passed.

Mr. Speaker. The motion moved is :

> That the Punjab Minor Mineral (Cancellation of Leases) Bill, 1977 be passed.

Sardarzada Zafar Abbas. Opposed.

Mr. Speaker. Please make a speech.

سردار زادہ ظفر عباس - جناب والا ! اس بل کو اس مسودہ قانون کو اس وقت ایوان میں پیش کرنے کا واحد مقصد یہ ہے کہ ان چند آدمیوں کو اس سے نقصان پہنچایا جائے۔ جنہوں نے گورنمنٹ کی مخالفت کی ہے - یہ لوگ جو قانون کے تحت بجری یا روڑی کے ٹھیکے حاصل کر چکے ہیں ان کے ٹھیکے منسوخ کر دیئے جائیں - کیونکہ ان لوگوں کو مناسب وقت کے بعد یہ ٹھیکے پھر ملتے رہتے ہیں اور ٹھیکیدار کو یہ حق حاصل ہوتا ہے - اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ ان چند آدمیوں کو معاشی نقصان پہنچانے کی کوشش کی جا رہی ہے اور تکلیف پہنچائی جا رہی ہے جو گورنمنٹ کے نزدیک مقبول نہیں رہے - اب ان لوگوں کو یہ ٹھیکے دیئے جائیں گے جو حکومت کے نزدیک مقبول ہیں - عالی جاہ سیاسی حالات تو تبدیل ہوتے رہتے ہیں لیکن یہ کبھی نہیں دیکھا کہ سیاسی حالات تبدیل ہونے کے ساتھ ساتھ قانون بھی تبدیل کر دیئے جائیں - یہ کس طرح سے ہو سکتا ہے کہ سیاسی مخالفوں کو نقصان پہنچانے کے لئے قانون میں ترمیم کی جائے - یہ زیب نہیں دیتا ایک طرف تو حکومت جمہوریت کے بلند بانگ دعوے کر رہی ہے کہ ہم عوام کے لئے یہ کر رہے ہیں وہ کر رہے ہیں اور دوسری طرف ان حالات میں یہ بل پیش کیا جا رہا ہے - یہ بل صرف چند افراد جو حکومت کے نزدیک مقبول نہیں رہے ان کو نقصان پہنچانے کے لئے پیش کیا جا رہا ہے - جنہوں نے پہلے حکومت کی حمایت کی تھی اور اب مخالفت کر رہے ہیں - جناب والا ! یہ بل پیش کر کے حکومت یہ ظاہر کر رہی ہے کہ ڈائرکٹر نے جو لیزز

دی تھیں انہیں منسوخ کیا جا رہا ہے کیونکہ وہ مناسب آدمیوں کو نہیں دی گئی تھیں ۔ ڈی ۔ سی نے جو لیزز دی تھیں وہ بحال رکھی جا رہی ہیں ۔ تمام پٹہ جات کے اختیارات مختلف ڈائرکٹرز کو دیئے جا رہے ہیں ۔ یہ ظاہر کیا جا رہا ہے کہ غلطی سے ڈائرکٹر صاحب نے ان آدمیوں کو پٹہ جات دے دیئے ہیں ۔ جناب والا ۔ حالات تبدیل ہونے سے اب چونکہ سیاسی حالات بھی بدل چکے ہیں ۔ سیاسی فضا کا رخ بدل چکا ہے اور آئیندہ الیکشن بھی نزدیک ہیں اپنی پارٹی اور ممبران کو فائدہ پہنچانے کے لئے یہ بل اسمبلی میں پیش کیا گیا ہے ۔ تا کہ جس کا ٹھیکہ چاہیں کینسل کر دیں اور جس کو چاہیں دے دیں جو حکومت کے لئے معاون ہوں ۔ ان حالات میں جناب والا ۔ یہ بل پاس نہیں ہونا چاہیے اس لئے میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

سردار صغیر احمد ۔ جناب والا ۔ آپ یہ جانتے ہیں کہ 1947ء میں ہمارا ملک آزاد ہوا تھا ۔ 1947ء کے بعد پاکستان میں جس معاشرے کا قیام عمل میں آیا ہے اس میں آپ کے سامنے ایسے لوگ بھی ہیں جو گلبرگ کے بنگلوں میں رہائش پذیر ہیں اور ایسے لوگ بھی ہیں جو 1947ء سے قبل منڈیوں میں بار برداری کرتے تھے لیکن آج ان کا نام ان 22 خاندانوں میں شامل ہے اور وہ ملوں کے مالک ہیں۔ جناب والا ۔ پاکستان میں جو حکومتیں پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت سے پہلے رہی ہیں انہوں نے ایسے مواقع پیدا کئے ہیں کہ حرام کی کمائی سے اور بد دیانتی کے ساتھ لوگوں کے ایک خاص طبقے نے بڑے مفادات حاصل کئے ہیں ۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ ایک ایسی سوسائٹی کا قیام اس ملک میں عمل میں آیا ہے جن میں کچھ لوگ تو اوپر کی طرف جانے لگے اور وہ امیر سے امیر تر ہوتے گئے اور دوسرے نیچے جانے لگے اور وہ غریب سے غریب تر ہوتے چلے گئے ۔ جناب والا ۔ 1970ء کی تحریک اس عمل کا نتیجہ تھی ۔ جب غریبوں کی اکثریت نے یہ محسوس کیا کہ اس ملک میں کس معاشرے کو قائم کیا جا رہا ہے ۔ وہ معاشرہ وہ نہ تھا جس کا مطالبہ قائد اعظم محمد علی جناح نے پاکستان کی صورت میں کیا تھا ۔ جناب والا ۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اگر ایک آدمی کے پاس 50 ہزار یا ایک لاکھ روپیہ ہو تو وہ کسی صورت میں بھی جائز طریقہ سے ملوں کا مالک نہیں ہو سکتا ۔ جناب والا ۔ وہ کبھی ان بنگلوں کا مالک نہیں ہو سکتا

جو بنگلے کہ کسی زمانہ میں رؤسا کی ملکیت ہوا کرتے تھے ۔ جناب والا ۔ معمولی معمولی آدمی نے حکومت کے کل پرزوں کے ساتھ مل کر جو کہ بڑے بڑے عہدوں پر قابض رہے ہیں ۔ یہاں پر صنعتیں قائم کی ہیں ، جائیدادیں بنائی ہیں اور اس ملک کے غریب عوام کی خون پسینہ کی کمائی کو دونوں ہاتھوں سے لوٹا ہے ۔ جناب والا ۔ اسی کے نتیجہ میں 1970ء کا انقلاب آیا ہے اور مجھے اچھی طرح سے یاد ہے اور اس اسمبلی کا ریکارڈ موجود ہے جب میں پہلے اسمبلی کا ممبر بن کر آیا تھا تو چونکہ میں دریا کے قریب کے رہنے والا ہوں اس لئے مجھے اس بات کا علم ہے کہ حکومت کو دو اڑھائی سو روپے سالانہ دے کر ایک آدمی ایک سال میں کوئی انکم ٹیکس ادا کئے بغیر 50 ـ 50 ہزار روپیہ حاصل کرتا تھا ۔ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ سب سے پہلے اس اسمبلی میں میں نے ایک سوال کی صورت میں اس مسئلہ کو اٹھایا تھا کہ ایسی مراعات سے جو کہ رشوت کے طور پر حکومت کی طرف سے ایسے لوگوں کو دی جا رہی تھیں جو کہ نہ کوئی انکم ٹیکس دیتے تھے اور نہ ہی اپنے ہاتھ سے کوئی کام کرتے تھے ۔ نہ یہ ان کی ملکیت تھی ۔ ان کو فائدہ پہنچانے کی کیا ضرورت ہے ۔ جناب والا ۔ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب اس وقت وزیر صنعت تھے ۔ انہوں نے میری بات سے اتفاق کیا اور اس کے بعد ایک قانون بنایا گیا کہ آئیندہ جو لیز ختم ہوں گی ان کو نیلام کیا جائے گا اور اوپن آکشن میں لوگوں کو یہ موقعہ دیا جائے گا کہ جو بھی حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ ان کو حاصل کر سکتا ہے ۔ جناب والا ۔ پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت کا ۔ عوامی حکومت کا یہ حق تھا ۔ قائد حزب اختلاف نے فرمایا ہے سیاسی تبدیلی ۔ جناب والا ۔ یہ اسی سیاسی تبدیلی کا ہی نتیجہ ہے کیونکہ یہ احتجاج کیا گیا تھا کہ ملک کی دولت کی غلط تقسیم کو ختم کیا جائے اگر یہ حکومت بد دیانت ہوتی تو اپنے ورکروں یا ممبران کو یہ مراعات دے دیتی اور وہ کسی صورت میں بھی یہ قانون اس اسمبلی میں نہ لاتی کہ یہ لیز نیلام عام کے ذریعہ سے لوگوں کو دی جایا کریں۔ اس حکومت نے جو کہ انقلاب کے ذریعہ سے بر سر اقتدار آئی تھی یہ فیصلہ کیا کہ کسی صورت میں بھی ایسا کوئی ذریعہ حکومت کی طرف سے باقی نہ رہنا چاہیے جو کہ راتوں رات کمائی کا حامل ہو ۔ جس کے ذریعے سے راتوں رات کمائی ہو سکتی

ہو ۔ اس حکومت نے اس منشور اور اس پروگرام کے مطابق تمام لیزز کو ختم کر دیا جن کی معیاد ختم ہو رہی تھی ۔ اور آج وہ نیلام عام کے ذریعہ سے نیلام ہو رہی ہیں اور اس سے حکومت کو فائدہ پہنچتا ہے ۔ حکومت کی آمدنی عوام کی آمدنی ہوتی ہے اور وہ عوام کی بھلائی کے لئے صرف ہوتی ہے ۔ میں جناب سپیکر کی وساطت سے قائد حزب اختلاف کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ آپ سرگودھا چلیں ۔ جس پہاڑی کا ایک سال میں ایک لیز کا 500 روپے معاوضہ ملتا تھا ۔ آج وہ پہاڑی 8 لاکھ روپے میں نیلام ہوتی ہے ۔ فرق ملاحظہ کریں ۔ آپ اندازہ کریں ۔ ایک شخص بلا وجہ کچھ ادا کئے بغیر ۔ کچھ محنت کئے بغیر ۔ 8 لاکھ روپے لے جاتا ہے ۔ وہ 8 لاکھ روپیہ کس کا تھا ۔ وہ ہم لوگوں کا تھا ۔ وہ ان لوگوں کا تھا جو کہ دھوپ کی گرمی میں پتھر اٹھاتے ہیں ۔ جن کا پسینہ اس زمین پر بہتا ہے تو دولت پیدا ہوتی ہے یہ ان کا حصہ تھا ۔ یہ پنجاب کے ان غریب عوام کا حصہ تھا ۔ یہ محض اس کا حصہ نہ تھا جو کہ گورنمنٹ کے ایک لائسنس پر 8 لاکھ روپے ایک سال میں لے جاتا ہے ، اگر آپ کو ثبوت کی ضرورت ہو تو آپ کی اراضیات کے ساتھ ، ایک گاؤں کے ساتھ ، ایک دن میں لوگ 10 ، 10 ہزار روپے کماتے ہیں ۔ آپ انہیں اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ 1947ء میں ان کے پاس کیا تھا ۔ آج ان کے پاس کارخانے ہیں ۔ آج ان کے پاس ٹریکٹر ہیں ۔ ٹیوب ویل ہیں اور وہ آپ کے قصبہ کے امیر ترین آدمی شمار ہوتے ہیں ۔ یہ اسی نا جائز دولت اور رزیس کی کمائی کا حصہ تھا ۔ جناب والا ۔ یہ حقائق ہیں جو کہ میں آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں . . . . . .

سردار زادہ ظفر عباس ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ میں جناب کی وساطت سے فاضل ممبر سے کہوں گا کہ میرے گاؤں میں کسی آدمی نے ٹھیکہ نہیں لیا ہو ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ۔

سردار صغیر احمد ۔ جناب والا ۔ میں نے آپ کے گاؤں کا نام نہیں لیا ۔ جناب والا ۔ میرے فاضل دوست نے یہ اعتراض کیا ہے کہ اس بل کے ذریعہ سے ان کی لیزز کو ختم کر کے جنہیں ڈائرکٹر نے دی تھیں ، پارٹی کے

لوگوں کو فائدہ پہنچانے کی کوشش کی گئی ہے۔ جناب والا ۔ ایک طرف آپ کہتے ہیں کہ انتخابات آ رہے ہیں ، اور دوسری طرف کہہ رہے ہیں کہ حکومت ختم ہو رہی ہے ۔ آپ جانتے ہیں کہ اگر ہم نے اپنے آدمیوں کو کوئی فائدہ پہنچانا ہوتا تو ہم کسی بھی صورت میں یہ قانون اور اس سے پہلے والا قانون اس ہاؤس میں نہ لاتے ۔ ہمیں آپ کو بتانے کی ضرورت نہ تھی ۔ ہم اپنی پارٹی کے آدمیوں کو فائدہ پہنچا سکتے تھے ۔ لیکن جناب والا ۔ یہ حکومت جوڑ توڑ کے ذریعہ سے برسر اقتدار نہیں آئی ، یہ عوام کے ایک سیلاب سے برسر اقتدار آئی تھی ، جس نے یہ احتجاج کیا تھا کہ ایسے تمام ذرائع ختم کر دئے جائیں جن سے لوگ راتوں رات امیر بن جاتے ہیں ۔ اور وہ غریبوں کے خون پسینے کی کمائی کو ھضم کر جاتے ہیں ۔ اور انکم ٹیکس بھی ادا نہیں کرتے ۔ یہ حکومت اس احتجاج کے نتیجہ میں ، اسی عوامی طاقت کے نتیجہ میں برسر اقتدار آئی تھی ۔ اور آپ اس حکومت سے کسی صورت میں یہ توقع نہ رکھیں کہ آئندہ کوئی شخص اس حکومت کے ذریعہ سے کسی قسم کی مراعات ، کسی قسم کی لیز یا کسی قسم کی رعایتیں حاصل کر کے راتوں رات امیر بن سکتا ہے ۔ ہم نے یہ تہیہ کیا ہوا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ایک ایک کر کے ہم ہر ایسی لعنت کو ختم کریں گے جس نے اس معاشرے کو امیر سے امیر تر اور غریب سے غریب تر بنا دیا ہے ۔ یہ اسی پروگرام کا حصہ ہے کہ آج ہم نے مائنز کے متعلق اس تابوت میں آخری کیل ٹھونک دی ہے تاکہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دفن ہو جائے ۔ اور کوئی بھی شخص مائنز مائنز سے کسی قسم کا ناجائز فائدہ نہ حاصل کر سکے ۔ یہ بل اس کا آخری حصہ ہے ۔ اب یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچ چکا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ پنجاب میں مائنز مائنز منرل سے جو بھی آمدنی ہو گی ، ان معدنیات سے جو بھی آمدنی ہوگی ، انشاء اللہ اب وہ پنجاب کے غریب عوام کی بھلائی پر خرچ ہو سکے گی اور چند لائسنس داران یا لیز ہولڈران کی جیبوں میں نہیں جائے گی جو کہ لوٹ کھسوٹ کر رہے ہیں ۔ اور 20 , 25 سال سے اس لوٹ کھسوٹ میں مصروف ہیں ۔ میں جناب وزیر قانون اور وزیر معدنیات کو اس بات پر مبارکباد کہتا ہوں کہ انہوں نے اس بڑی لعنت کو اس بل کے ذریعہ ختم کر کے پارٹی پروگرام کے اس حصہ کی تکمیل کی ہے کہ ہم نے ہر شعبہ میں اس لعنت کو

ختم کرنا ہے کہ کوئی شخص کام کئے بغیر ، دماغ خرچ کئے بغیر ، بیٹھے بٹھائے ، غریبوں کی آمدنی پر اپنی زندگی بسر نہ کرے ۔

جناب والا ۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا ہے کہ میں اپنے بھائی حزب اختلاف کے لیڈر کو یہ بتا سکوں کہ یہ تو آپ نے پہلا بل دیکھا ہے ۔ آپ پہلی بار اس اسمبلی میں آئے ہیں ۔ آپ اس اسمبلی کے ریکارڈ کو نکال کر دیکھیں ۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس اسمبلی میں جو بھی بل آیا ہے ، جو بھی قانون پیش ہوا ہے ، وہ عوام کی بھلائی کے لئے پیش ہوا ہے اور ہمیشہ ان تمام پرانی لعنتوں کو دور کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو بیس ، پچیس سال سے ان ٹھیکیداروں کی وجہ سے موجود تھیں ، جو اقتدار کے ٹھیکیدار ہوا کرتے تھے ، جو سیاست کے ٹھیکیدار ہوا کرتے تھے ، جو صرف آپس میں جوڑ توڑ کر کے یہاں کے کروڑوں عوام کا سودا کیا کرتے تھے ۔ ان لعنتوں کو ختم کرنے کے لئے ہم نے ایسے پچاسوں قوانین پیش کئے ہیں ۔ آپ کا اور ہمارا ساتھ رہے ، ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس معاشرے کو اس لعنت سے پاک کر کے چھوڑیں گے اور آپ دیکھیں گے کہ اس اسمبلی میں کتنے بل آتے ہیں ۔ آپ کو ہمارا ساتھ دینا ہوگا اور آپ کو بھی بدلے ہوئے حالات کے ساتھ چلنا ہوگا ۔

جناب والا ۔ انہوں نے سیاسی تبدیلی کا ذکر کیا ہے ۔ یہ 1970ء کی سیاسی تبدیلی واپس نہیں جا سکتی ، یہ ایک مستقل تبدیلی ہے ۔ اگر کوئی شخص یہ چاہتا ہے کہ 1970ء کے انقلاب کا دھارا پیچھے کی طرف موڑ دے تو وہ احمقوں کی جنت میں رہتا ہے ۔ یہ دھارا تو اب آگے کی طرف ہی جائے گا ، آگے کی طرف ہی جائے گا ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر خالد الطاف لطیفی ۔

مسٹر خالد الطاف لطیفی ۔ جناب سپیکر ۔ میں سردار صاحب کی مدلل اور پر مغز تقریر سننے کے بعد چند فقرے عرض کروں گا اور اس بل کی پرزور حمایت میں صرف اتنا عرض کرونگا کہ یہ بل ان انقلابی قوانین کا ایک تسلسل ہے ۔ جناب والا ۔ میں ایک نووارد رکن کی حیثیت سے جو تاریخ سے یہاں

ملاحظہ کر رہا ہوں اور مجھے یہ فخر حاصل ہے کہ جو تاریخ سے لے کر آج تک جو بھی قوانین اس معزز ایوان میں پیش ہوئے ہیں وہ سب کے سب انقلابی ہیں اور سب کے سب پیپلز پارٹی کے انقلابی پروگرام کے مطابق ہیں اور جیسے کہ سردار صاحب نے فرمایا ہے ، یہ بل بھی استحصالی قوانین کے خلاف ایک ضرب کاری کی حیثیت رکھتا ہے ۔ شاید قائد حزب اختلاف کلاز نمبر 3 میں یہ الفاظ پڑھنا بھول گئے جو سارے بل کی روح ہیں اور اس بات کی مکمل نفی کرتے ہیں کہ کسی خاص طبقہ کو نوازا جا رہا ہے ۔ اس میں کہا گیا ہے کہ the Deputy Commissioner through open auction یعنی وہ لیزز جو ڈپٹی کمشنر صاحب نے نیلام عام کے ذریعے دی ہیں وہ ختم نہیں کی جا رہیں بلکہ صرف اور صرف وہ لیزز ختم کی جا رہی ہیں جو خاص طبقہ کو فائدہ پہنچانے کے لئے ملی بھگت سے دی گئی ہیں ۔ تو جناب والا ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ قائد حزب اختلاف نے جو کچھ کہا ہے یہ بل اس کا الٹ ہے ۔ یہ تو زیادہ سے زیادہ ان لیزز کو کار آمد بنانے کے لئے اور ان سے زیادہ سے زیادہ حکومت کے خزانے کے لئے روپیہ حاصل کرنے کے لئے پاس کیا جا رہا ہے ۔ اس لئے میں اس بل کی مکمل حمایت کروں گا ۔ اس میں صرف ایک فقرہ add کروں گا کہ قائد حزب اختلاف نے بار بار اپنی تقریر میں یہ فرمایا کہ "اب جب کہ سیاسی حالات بدل چکے ہیں" ۔ تو جناب والا ۔ میں ان کی اطلاع کے لئے عرض کروں گا کہ شاید وہ الیکشن کے بعد ، ان ہنگاموں کے بعد ، اپنے حلقے میں تشریف نہیں لے گئے ۔ میں نے قریہ قریہ اور گاؤں گاؤں جا کر دیکھا ہے کہ کسی قسم کے کوئی سیاسی حالات نہیں بدلے ، غریب عوام اب بھی پیپلز پارٹی کے ساتھ ہیں ، چھ ماہ بعد اس بات کا پتا چل جائیگا ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر غلام اصغر دستی ۔

مسٹر غلام اصغر دستی ۔ جناب والا ۔ قائد حزب اختلاف نے بل کی مخالفت میں جو تقریر فرمائی ہے اس میں انہوں نے فرمایا ہے کہ یہ قانون چند افراد کو نقصان پہنچانے کے لئے بنایا جا رہا ہے ۔ جناب والا ۔ اس تقریر میں انہوں نے یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ عام آدمیوں کے فائدے کے لئے بنایا جا رہا ہے ۔ جناب والا ۔ یہ دو متضاد باتیں اس بل کی مخالفت میں کیسے کر سکتے

ہیں ۔ جب چند افراد کو نقصان پہنچانے کی انہوں نے بات کی ہے تو میں بھی اس بل کی حمایت میں انہی الفاظ میں یہ عرض کروں گا کہ پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت جب سے برسر اقتدار آئی ہے اور جب سے انقلابی عمل شروع کیا ہے ، ایسے تمام قوانین میں ترامیم کی گئی ہیں جو ایک مخصوص طبقہ کو فائدہ پہنچانے کے لئے بنائے گئے تھے اور ان تمام ذرائع کو ختم کیا گیا جن سے لوگ ناجائز مراعات حاصل کر کے لاکھوں پتی بن گئے تھے اور انہوں نے سیاست کے ذریعے ، اپنی معاشی اور معاشرتی پوزیشن کے ذریعے عوام کو لوٹا اور ان کا استحصال کیا ۔ جناب والا ۔ ابھی یہ انقلابی عمل جاری ہے اور یہ بل انقلابی حکومت کے پروگرام کی ایک کڑی ہے ۔ جناب والا ۔ اگر اس بل میں یا کسی قانون میں ایسی کوئی خامی رہ گئی ہے جس سے چند افراد کو فائدہ پہنچ سکتا ہے تو اس کو کیوں جاری رہنے دیا جائے ، کیوں نہ ایسا قانون بنایا جائے یا اس میں ایسی ترامیم کی جائیں کہ جو فائدہ چند افراد کو پہنچتا ہے اس کی بجائے وہ قانون عوام کے فائدے کے لئے اور ملک کے فائدے کے لئے بن جائے ۔ یہ قانون جو بنایا گیا ہے یہ عام آدمیوں کے فائدے کے لئے ہے کیوں کہ جب open auction ہوگا تو اس میں ہر شخص حصہ لے سکتا ہے ، ہر شخص اپنی efficiency کے مطابق ، اپنے کام کے مطابق وہ auction حاصل کر سکتا ہے ۔ اس سے جتنی بھی آمدنی ہوگی ، اور زیادہ سے زیادہ آمدنی ہوگی ، وہ قوم کو ہوگی اور ملک کو ہوگی ۔ جناب والا ۔ انہوں نے کہا ہے کہ سیاسی فضا بدلی جا رہی ہے ۔ اگر ان کو سیاسی فضا بدلتی نظر آ رہی تو کیا نیلام عام میں وہ سیاسی فضا ہمارے ہی حق میں ہوگی ان کے اپنے حق میں نہ ہوگی ؟ جناب والا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ارتکاز دولت ہی کا نتیجہ ہے کہ قائد حزب اختلاف کو سیاسی فضا بدلتی نظر آ رہی ہے لیکن اس بل کے پاس ہونے سے عام آدمیوں کو فائدہ ہوگا اور ملک کی آمدنی میں بھی اضافہ ہوگا ۔ اس لئے میں اس بل کی حمایت کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ چودھری بدرالدین ۔

چودھری بدرالدین ۔ جناب والا ۔ آج جو بل اس ایوان میں پیش کیا گیا ہے ۔ در اصل یہ قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کے اس انقلابی منشور میں کئیے گئے وعدوں کی تکمیل کی طرف ایک قدم ہے جو انہوں نے اس ملک

کے غریب عوام سے کئے ہیں ۔ جناب والا ۔ اس بل کے الفاظ سے یہ بات واضح ہے کہ وہ تمام پٹے جو کہ سرکاری افسران نے اپنے منظور نظر مراعات یافتہ طبقہ کو دیئے تھے ، نہ کہ نیلام عام کے ذریعے لوگوں کو دیے تھے ، وہ منسوخ کئے جائیں گے ۔ جناب والا ۔ آپ مجھے کہنے دیجئے کہ قیام پاکستان کا مقصد بھی صرف یہ تھا کہ پاکستان بننے سے پہلے بر صغیر ہند کی معیشت پر چند خاندان ، ٹاٹا اور برلا ، چھائے ہوئے تھے ۔ وہ معاشی طور پر مسلمانوں کو برداشت نہ کرتے تھے ۔ ہندوستان میں مسلمانوں کو معاشی طور پر دبائے ہوئے تھے ۔ حج کی آزادی تو جناب والا آج بھی ہندوستان میں موجود ہے ، مذہب کی آزادی تو آج بھی ہندوستان میں موجود ہے ۔ اگر اس وقت کوئی بات موجود نہ تھی تو وہ یہ تھی کہ مسلمانوں کو اپنی معاشی ترقی کے لئے وہ مواقع میسر نہ تھے اور وہ لوگ اپنی معاشی ترقی کے لئے کوئی جدو جہد نہ کر سکتے تھے اور وہاں پر ہندو سامراج ، بنیا سامراج تھا اور جو سرمایہ دار تھے وہ مسلمانوں کو کسی صورت بھی آگے نہ بڑھنے دیتے تھے۔ انگریزوں کی بھی یہی منشا تھی کہ مسلمان ترقی نہ کر سکیں ۔ اس لئے قائد اعظم نے مسلمانوں کے لئے جو معاشی طور پر پسے ہوئے تھے ، ان کی حالت کو بدلنے کے لئے ایک علیحدہ خطے کا مطالبہ کیا تھا ۔ اس خطے کو حاصل کرنے کا مقصد بھی یہی تھا کہ مسلمان ، جو اس خطے میں ایک غریب قوم بن چکے تھے ، ان کی فلاح و بہبود کی جا سکے ۔ جناب والا ۔ یہ ملک کی بد قسمتی تھی کہ قائد اعظم کی وفات کے بعد کھوٹے سکے اس ملک کی حکمرانی پر چھا گئے اور انہوں نے وہ نظام برقرار رکھا جو ہندوستان میں موجود تھا ۔ جناب والا ۔ یہ الگ بات ہے کہ وہاں پر ٹاٹا اور برلا عوام کو لوٹتے تھے ۔ تو یہاں پر سہگل اور داؤد لوٹتے تھے ۔ لوٹنے والے تو بدل گئے لیکن وہ نظام برقرار رہا ۔ قائد اعظم نے 1917ء میں جب یہ تحریک شروع کی اس وقت انہوں نے یہ بات واضح طور پر کہی تھی کہ میں برسر اقتدار آ کر سرمایہ دار کی بند مٹھی کھول دوں گا ۔

جناب والا ۔ یہ بل یقیناً ان لوگوں کی حوصلہ شکنی کے لئے بنایا گیا ہے ، جو چند افسران کو خرید کر ان کے منظور نظر ہو کر مراعات حاصل کرتے

تھی - ان کے اس نظام کو ختم کرنے کے لئے اور غریبوں کی فلاح و بہبود کے لئے قائد عوام نے ایسے قوانین پاس کئے - جناب والا - 1970ء کے انقلاب سے پہلے اس ملک میں جو بھی قانون بنے ، جو بھی بل پاس ہوئے ، ان میں غریبوں کی مخالفت اور سرمایہ داروں کی حمایت کی گئی تھی - وہ جاگیرداروں کی فلاح و بہبود کے لئے تھے - پیپلز پارٹی نے کوئی ایسا قدم نہیں اٹھایا جو سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کا تحفظ کر سکے ، جو آج اس کے دشمن ہیں - آج کا سرمایہ دار جو امریکہ میں بیٹھے ہوئے یہودی سرمایہ داران کے قرضہ پر چلتا ہے ، وہ ان قرضوں سے پاکستان کے عوام کی فلاح و بہبود کے راستے میں رکاوٹ ڈالنا چاہتا ہے - اس لئے انتخابات کے بعد اس تحریک کے پیچھے ان کا ہاتھ ہے جو آڑھتیوں کے نام سے چلائی گئی - وہ نہیں چاہتا کہ پاکستان میں امریکن یہودیوں کی وہ رقم جو انہوں نے قرضہ کے طور پر پاکستان کے سرمایہ داروں کو دی ہے ، ڈوب جائے - اگر آج پاکستان میں ان کا سرمایہ ڈوب سکتا ہے تو پھر تیسری دنیا میں ان کے سامایے کا کیا حشر ہوگا - اس لئے انہوں نے قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کے خلاف ایک عظیم سازش کی - اللہ کا شکر ہے کہ غریبوں نے قائد عوام کو وہ حوصلہ دیا ، قائد عوام کو وہ ہمت دی کہ وہ اس سازش کے مقابلے میں کامیاب و کامران ہوئے -

جناب والا - قائد حزب اختلاف یہ بات کر رہے ہیں کہ آج سیاسی فضا بدل چکی ہے - جناب والا - اگر آج سیاسی فضا بدلی ہوتی ، اگر آج اس ملک کے محنت کش عوام ، اس ملک کا اکثریتی طبقہ قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کے ساتھ نہ ہوتا تو قائد عوام کس طور پر اپنے آپ کو قربانی کے لئے پیش کرتا - انہوں نے کہا ٹھیک ہے ، اگر تم یہ کہتے ہو کہ لوگ میرے ساتھ نہیں تو فیصلہ عوام سے کرائیں - انہوں نے ریفرنڈم کی پیش کش کی - اگر وہ سمجھتے تھے کہ سیاسی فضا ان کے حق میں ہے تو انہیں فوراً ریفرنڈم کی تجویز کو منظور کر لینا چاہئے تھا اور یہ بات ثابت کرنی چاہئے تھی -

Mr. Speaker. Please be relevant to the Bill.

چودھری بدرالدین - جناب والا - اس بل کا جو مقصد ہے میں اسی کے متعلق عرض کر رہا ہوں - اس بل کا مقصد اس مراعات یافتہ طبقے کی

حوصلہ شکنی کرتا ہے۔ جو چند افسران نے مل کر لاکھوں روپے کا معاوضہ چند لکوں کے عوض خرید لیا کرتے تھے ۔ اس کو روکنے کے لئے یہ بل پیش کیا گیا ہے ۔

جناب والا ۔ ان الفاظ کے ساتھ میں اس بل کی پرزور حمایت کرتا ہوں ۔

شیخ محمد نفیس الدین فاروقی ۔ جناب والا ۔ میں زیر بحث بل کی پرزور تائید کرتا ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ جو خدشات قائد حزب اختلاف نے ظاہر کئے ہیں کہ یہ بل چند لوگوں کو نقصان پہنچانے کے لئے introduce کیا گیا اس کی negation بھی کرتا ہوں ۔ جناب والا ۔ آپ جانتے ہیں جب ڈاکٹر یہ محسوس کرے کہ انگلی کاٹنے سے انسان کا جسم بچ سکتا ہے تو وہ انگلی کاٹ دیا کرتا ہے ۔ میں کہتا ہوں اگر چند لوگوں کو نقصان پہنچنے سے اکثریت کا فائدہ ہو سکتا ہے تو چند لوگوں کو نقصان ضرور کرنا چاہئے ۔ ہمیں چند لوگوں کا مفاد عزیز نہیں ، ہمیں اکثریت کا مفاد عزیز ہے ۔ ہمیں لٹیروں کا مفاد عزیز نہیں ، ہمیں لٹنے والوں کا مفاد عزیز ہے ۔

جناب والا ۔ اگر قائد حزب اختلاف نے اس بل کو مکمل طور پر دیکھا ہوتا تو اس کی سیکشن 4 بالکل واضح ہے ، جس میں ایسے لوگوں کے لئے لکھا ہے جنہوں نے لیزز لیں اور ان کو استعمال کیا ۔ حکومت ان کو نیشنلائز کرے یا اپنے قبضہ میں لینا چاہتی ہے ۔ اس کے لئے معاوضہ کی پروویژن رکھی گئی ہے کہ جو ڈویلپمنٹ پر ، امپرومنٹ پر یا روڈ پر ایسے لوگوں نے خرچ کیا ہو ان کے ساتھ انصاف کیا جائے گا ، انہیں اس کا معاوضہ دیا جائے گا ۔ جناب والا ۔ اس سے گورنمنٹ کی نیک نیتی ظاہر ہو جاتی ہے ۔ چند لوگوں کا مفاد حکومت کو قطعاً عزیز نہیں ہوا کرتا ۔ اگر حکومت واقعی عوامی ہے ، اگر حکومت واقعی عوام کے جذبات کو مدنظر رکھتی ہے تو وہ اکثریت کی طرف دھیان دیا کرتی ہے ، چند لوگوں کے نقصان کو مد نظر نہیں رکھا کرتی۔ میں اس کی پرزور تائید کرتا ہوں کہ یہ بل کسی شخص کو نقصان پہنچانے کے لئے کیا گیا ہے ، قطعاً ایسا نہیں ۔ یہ بل نیک نیتی پر مبنی ہے ۔ یہ حکومت کی طرف سے اس لئے introduce کیا جا رہا ہے کہ وہ لوگ جو مائنز میں کام کرتے ہیں جنہیں ان کا معاوضہ بھی نہیں ملتا ۔ جنہیں ان کی روزانہ

مزدوری بھی نہیں ملتی ، ان کو گارنٹی دی جائے۔ ان کی سوشل سیکورٹی ہو اور جو لاکھوں روپیہ چند مجوروں میں جا رہا تھا وہ حکومت کے خزانہ میں جائے تاکہ سکولوں پر ، سڑکوں پر اور نہروں کی کھدائی پر وہ پیسہ خرچ ہو۔ جناب والا ۔ ان الفاظ کے ساتھ میں اس بل کی تائید کرتا ہوں ۔

چودھری محمد لطیف رندھاوا ۔ جناب والا ۔ آج کے بل پر بڑی تفصیل سے بحث ہو چکی ہے ۔ یہ بل پیپلز پارٹی کے منشور کے عین مطابق ہے ۔ equality and opportunity ہمارا منشور ہے ۔ یہ بل اسی اصول کے تحت بنایا گیا ہے ۔ جو بھی آدمی کوئی لیز لینا چاہے وہ open auction میں لے اور ہر ایک کو موقع ملے کہ وہ open auction میں بولی دے ۔

جناب والا کسی حکومت کی خوبی یہ ہوتی ہے کہ وہ سب کے لئے برابر کا موقع میسر کرے ۔ ایسے چند لوگوں کا مفاد عزیز نہ ہو بلکہ عوام کی فلاح و بہبود اسکا مقصود ہو ۔ جناب والا ۔ میرے فاضل دوست قائد حزب اختلاف نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اس سے چند لوگوں کا نقصان مقصود ہے ۔ انہوں نے صحیح فرمایا ہے ۔ اس کی تردید کی ضرورت نہیں ۔ واقعی جب اس بل کی چند لوگوں پر زد پڑے گی تبھی اکثریت کا فائدہ ہوگا۔ جناب والا ۔ اس بل کے ذریعہ وہ خوشحالی اور بہبودی جو پاکستان پیپلز پارٹی اس ملک میں لانا چاہتی ہے اس کا مقصد اس بل سے پورا ہوگا ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر قانون اور وزیر متعلقہ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ وہ اس تھوڑے سے عرصے میں ، 6 تاریخ سے لے کر اب تک ، بہترین اور مفاد عامہ کا انقلابی قانون لائے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ یہ اجلاس پاکستان کی تاریخ میں یادگار رہے گا ۔

جناب والا ۔ دوسری بات جس کی میرے دوستوں نے تردید کی ہے اور حزب اختلاف کی طرف سے کہا گیا ہے کہ سیاسی حالات بدل رہے ہیں ۔ ان کی مراد یہ نہیں کہ سیاسی حالات ان کے حق میں جا رہے ہیں ۔ اس لئے اس کی تردید کی ضرورت ہی نہیں ۔ وہ خود بھی جانتے ہیں کہ سیاسی حالات کس طرف جا رہے ہیں ۔ خواہ مخواہ میرے بھائیوں نے اس کی تردید کی ہے حالانکہ وہ خود سمجھتے ہیں کہ سیاسی حالات کس طرف جا رہے ہیں ۔ فاسولا کس

نے پیش کیا اور کون اس کو قبول کرنے میں پیش پیش ہے ۔

جناب والا ۔ میں اپنے بھائی چوہدری صاحب کی بات میں تھوڑا سا اضافہ کرنا چاھتا ہوں کہ پاکستان کے بننے میں محرکات زیادہ معاشی تھے لیکن ایک بات ہندوستان میں مذہبی بھی تھی ۔ جہاں مسلمانوں کا استحصال ہو رہا تھا وہاں انہیں مذہبی آزادی بھی نہ تھی ۔ میں یہ ان کی اطلاع کے لئے عرض کروں گا ۔ تبھی تو علامہ اقبال نے فرمایا ہے ۔

مسلم کو جو ہے ہند میں سجدہ کی اجازت
کافر یہ سمجھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد

جناب والا ۔ میں اس بل کی حمایت کرتا ہوں ۔ یہ بل مفاد عامہ کے لئے ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ جناب سپیکر۔ آج اس معزز ایوان میں دی پنجاب مائنز (کینسلیشن آف لیزز) بل 1977ء زیر غور ہے ۔ اس پر متعدد ممبران نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے ۔ میں اس بل کی حمایت کرتی ہوں ۔ کیوں کہ یہ بل حکومت کی طرف سے پیش کیا گیا ہے ، یہ نیک نیتی پر مبنی ہے اور خلوص کا آئینہ دار ہے ۔

جناب والا ۔ موجودہ عوامی حکومت نے ہر شعبہ زندگی میں اصلاحات نافذ کیں کیوں کہ ہر شعبہ زندگی میں موجود عوامی حکومت انصاف چاھتی ہے ۔ حکومت نہیں چاھتی کہ صرف چند ایک افراد کو فائدہ پہنچے بلکہ حکومت کے لئے ہر فرد اپنی ایک حیثیت رکھتا ہے اور حکومت چاھتی ہے کہ ان تمام نا انصافیوں کو ختم کیا جائے جو اس معاشرے میں موجود ہیں ۔ لہذا ان نا انصافیوں کو ختم کرنے کے لئے ایسا اہم بل لانا ، ایسا بل پاس کرنا نہایت ہی ضروری تھا ۔ جناب والا ۔ اس بل میں ایسی لیز یا ایسے ٹھیکے کو منسوخ کرنے کی تجویز پیش کی گئی ہے جو ٹھیکے انڈسٹریل ڈائرکٹر نے ماضی میں دئے ہیں ۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ڈپٹی کمشنر نے جو ٹھیکے یا لیزز authorise کئے وہ open auction میں نہیں دئے گئے ۔ اس بل میں اس چیز کی تائید کی گئی ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ انصاف پر مبنی یہ قانون نافذ کیا جا رہا ہے ۔ اس طرح ہر انسان کو ہر فرد کو موقع ملتا ہے کہ وہ

open auction میں حصہ لے اور انصاف کے ساتھ اس کو یہ ٹھیکہ مل سکتا ہے ۔ لیکن سردار صغیر احمد صاحب نے اور چند میرے عزیز بھائیوں نے آپ کے گوش گزار کیا کہ ماضی میں کس طرح سے محکمے کے حکام سے مل جل کر سرمایہ دار اور جاگیردار ٹھیکے حاصل کرتے رہے اور وہ ان سے فائدہ اٹھاتے رہے ۔ لیکن موجودہ عوامی حکومت چونکہ غریب عوام کی حکومت ہے اس لئے یہ چاہتی ہے کہ غریب عوام کو زیادہ سے زیادہ promote کیا جائے ۔ غریب عوام کی خوشحالی کے لئے ، غریب عوام کی فلاح و بہبود کے لئے اور غریب عوام کی ترقی کے لئے معاشرے میں مواقع فراہم کئے جائیں ۔ لہذا میں اس بل کی پر زور حمایت کرتی ہوں ۔ اس بل کو ضرور پاس کیا جانا چاہئے ۔ جناب والا ۔ جہاں تک معاوضے کا ذکر کیا گیا ہے اس بل کے سیکشن 4 میں بتایا گیا ہے کہ تمام وہ ٹھیکے جو منسوخ کئے جائیں گے ان کا باقاعدہ معاوضہ دیا جائے گا ۔ تو اس رو سے میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ بل نہایت مناسب ہے اور اس سے معاشرے کی اصلاح ہوگی ۔ یہ ایک جائز طریقہ کار ہے ۔ یہ ایک مناسب طریقہ کار ہے ۔ اس لئے ہمیں اس بل کو فوری طور پر اپنا لینا چاہئے ۔

مسٹر سپیکر سردار مظہر علی خان ۔

سردار مظہر علی خان ۔ جناب سپیکر ۔ اس بل کے بارے میں فاضل مقررین بہت کچھ فرما چکے ہیں ۔ مجھے صرف اپنے تجربے کی بات کرنی ہے ۔ جناب والا ۔ آج اس بل کے بارے میں مجھ سے ایک صاحب نے سفارش کی کہ میں اس بل کی مخالفت کروں کیوں کہ ان کی ایک لیز راوی کی بہت بڑی لیز ہے اور بڑے عرصے سے چلی آ رہی ہے جس سے بقول ان کے تین چار ہزار روپیہ روزانہ کی آمدنی ہے ۔ جناب والا ۔ کیفیت یہ ہے کہ گورنمنٹ کی جو nominal lease ہے وہ افسر شاہی ، نوکر شاہی اور دوسرے manipulators نے مل کر مقرر کروائی ہوتی ہے ۔ اس کی ادائیگی بھی باقاعدہ طور پر نہیں کی جاتی ۔ جناب والا ۔ میں یہ بات تجربے کی بنا پر کہہ رہا ہوں ۔ دوسری بات جو یہاں میرے علم میں آئی وہ یہ ہے کہ جن کی لیزز منسوخ ہوں گی ان کو معاوضہ دیا جائے گا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ وزیر قانون کو اس مسئلے پر

دوبارہ غور کرنا چاہئے کیوں کہ نوکر شاہی اور مفاد پرست طبقے کا گٹھ جوڑ پہلے ہی اس حد تک لوٹ کھسوٹ کر چکا ہے کہ دوسرے جو ٹھیکیدار ہیں اللہ کی لیز وہ مفاد پرست حاصل کریں گے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ مناسب ہوگا کہ انہیں کسی شکل میں معاوضہ نہ دیا جائے۔ لہذا میں اس بل کی پرزور تائید اور حمایت کرتے ہوئے یہ بھی اصرار کروں گا کہ جو ادائیگی کی پوزیشن ہے اس پر دوبارہ غور فرمایا جائے کیوں کہ کسی قسم کا معاوضہ دینے کے متعلق میں نہیں سمجھتا کہ اس بل میں اس کا ہونا ضروری ہے۔ جناب والا۔ کسی قسم کے معاوضے کی ضرورت نہیں۔ اس سے پہلے ہی جو کچھ انہوں نے وہاں پر invest کیا ہے اس سے ہزاروں گنا وہ وہاں سے کما چکے ہیں لہذا کوئی وجہ جواز نہیں ہے کہ ان کو کسی قسم کی ادائیگی کی جائے۔

مسٹر سپیکر۔ مسٹر باسط جہانگیر۔

شیخ باسط جہانگیر:۔ جناب سپیکر۔ آج ایوان میں جو بل زیر بحث ہے اس کے متعلق میں یہ عرض کروں گا کہ یہ یقینی بات ہے کہ اس بل نے ان لوگوں کے مفادات پر بھی کاری ضرب لگے گی جو صدیوں سے، بالخصوص جب سے پاکستان بنا ہے، پاکستان کے غریب عوام کا خون چوس رہے ہیں۔ جناب والا۔ قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو نے جب پاکستان پیپلز پارٹی کی بنیاد رکھی اور ہم لوگ اس میں شامل ہوئے تو ہماری پارٹی اور ہمارے قائد نے عوام سے جو وعدے کئے تھے اب ان پر بتدریج عمل ہو رہا ہے۔ اب ہر مکتبہ فکر اور ہر شعبہ زندگی میں ایسے قوانین بنتے جائیں گے اور ایسی اصلاحات کی جائیں گی جن سے مفاد پرست طبقہ، بیوروکریسی اور ایسے لوگ جو اس ملک کے مزدوروں، کسانوں اور عوام کا حق چھینتے رہے ہیں، ان کو اس چیز کی اجازت نہ دی جائے گی۔ جناب والا۔ جیسا کہ میرے فاضل دوست مظہر علی خان صاحب نے فرمایا کہ انہیں آج ہی ایک ایسے شخص نے approach کیا ہے جو پچھلے کئی سالوں سے لاہور کے شہریوں کا حق چھین کر بیٹھا ہوا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ یہ اسمبلی ایسا بل نہ پاس کرے جس سے اس کی ذات کو نقصان ہو۔ لیکن جناب والا۔

اگر ہم اس بل پر غور کریں اور جب ہم ایک ڈپٹی کمشنر کو یہ اختیار دیتے ہیں کہ وہ open auction میں یہ لیز دے دے ۔ تو ہمارے اس وعدے کی تکمیل ہوتی ہے کہ ہم پاکستان کے ذرائع پاکستان کے عوام کے لئے کھول دیں گے اور پھر جب open auction ہوگی تو ہر وہ شخص اس میں حصہ لے سکتا ہے جو کسی بیوروکریسی کے کل پرزوں کے ساتھ سازش نہیں کر سکتا ۔ جو open auction میں یادہ سے زیادہ bid دیگا ۔ جناب والا ۔ اس سے نہ صرف پاکستان کی اکانومی کو فائدہ ہوگا بلکہ اس پیسے سے ہم ڈویلپمنٹ کرسکیں گے ۔ اس کے ساتھ ھی میں اپنے دوست مظہر علی خاں صاحب کی اس بات کی پرزور تائید کرتا ہوں کہ کسی بات کی compensation ؟ کیوں compensation ؟ جب ایک شخص کے پاس یا ان اشخاص کے پاس یہ لیز ہے اگر اس کا حساب کیا جائے جو انہوں نے گورنمنٹ کے خزانے میں payment کی ہے تو یقیناً لاکھوں اور کروڑوں کا فرق نکلے گا ۔ تو جناب والا ۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون صاحب سے درخواست کروں گا کہ اس بات پر بھی نظر ثانی کی جائے اور اس بل میں یہ لایا جائے کہ ہم کوئی compensation نہ دینگے ۔ کم از کم یہ تو ضرور ہمیں دیکھنا چاھئے کہ compensation ان لوگوں کو دی جائے جنہوں نے زیادہ خون نہیں چوسا لیکن جنہوں نے عمارتیں بنا لی ہیں ، جنہوں نے کروڑھا روپیہ اس سے کمایا ہے ، ان کو کسی چیز کی compensation دی جائے؟ اس چیز کی com-pensation دی جائے کہ انہوں نے غریب عوام کا خون چوسا ، پاکستان کی اکانومی کو تہس نہس کیا اور ایک بیوروکریٹ کے ساتھ ملکر اس پر غلبہ رکھا ؟ جناب والا ۔ میں ان گزارشات کے ساتھ اس بل کی پرزور حمایت کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر ایم۔ڈی چوھدری ۔

مسٹر ایم ۔ ڈی چوھدری ۔ جناب سپیکر ۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون کو مبارک باد پیش کرتا ہوں جنہوں نے یہ بل پیش کر کے قومی امنگوں کی ترجمانی کی ہے ۔ جناب والا ۔ جب تک قومی آمدنی کے ذرائع کو صحیح طور پر قومی مفاد کے مطابق نہیں بنایا جائے گا اور ان وسائل پر

کنٹرول نہیں کیا جائے گا جن سے قومی آمدنی کے بیشتر حصے کو نقصان پہنچ رہا ہے تب تک حالات اور عام آدمی کے حالات کو بہتر بنانا ممکن نہیں ۔

جناب والا ۔ پاکستان پیپلز پارٹی اور ہمارے قائد عوام نے بارہا یہ فرمایا ہے کہ قومی آمدنی میں اضافے کے لئے تمام ذرائع بروئے کار لاکر پاکستان کے عام لوگوں کی ، غریبوں کی حالت بہتر بنائی جائے گی ۔ میں سمجھتا ہوں کہ وزیر قانون نے یہ بل پیش کر کے پارٹی پروگرام کے تحت قومی آمدنی میں اضافہ کرنے کے لئے ایک اہم قدم اٹھایا ہے جو قابل تحسین ہے ۔ جناب والا ۔ قائد حزب اختلاف نے فرمایا ہے کہ اس بل کا مقصد چند آدمیوں کو زیادہ نقصان پہنچانا چاہتے ہیں ۔ ہمارے نقطہ نظر سے قوم کی بہتری لازمی طور پر ہونی چاہیے ۔ اور ملکی ذرائع چند افراد کی بجائے وسیع تر مفادات میں استعمال ہونے چاہئیں ۔ جناب والا ۔ اس وقت قومی آمدنی کے ذرائع چند ہاتھوں میں ہیں اور ان میں leakage ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے عام مسائل اور معاشی صورتحال دگر گوں ہے ۔ جب تک ہم قومی وسائل پر صحیح طور پر کنٹرول نہ کریں گے ، ہماری قومی آمدنی میں اضافہ نہ ہوگا اور اس ملک کے مسائل حل نہ ہوں گے ۔ میرے خیال میں وزیر قانون نے جو بل پیش کیا ہے وہ بہت اہمیت کا حامل ہے ۔ اس لئے میں اس بل کی پرزور تائید کرتا ہوں ۔

میاں محمد ریاض ۔ جناب سپیکر ۔ آج جو بل وزیر قانون نے پیش کیا ہے یہ اکثریت کی ترجمانی کرتا ہے ۔ جس کے تحت قومی آمدنی کو چند افراد کے ہاتھوں سے لے کر معاشرے کے تمام طبقات پر خرچ کیا جائے گا جس سے پاکستان کے ہر طبقے کی فلاح و بہبود ہوگی ۔ اس بل کے پیش کرنے پر وزیر قانون کو مبارک باد دیتا ہوں ۔ اس بل کے پیش کرنے سے ان چند استحصالی اور مفاد پرست قوتوں کے ہاتھوں سے یہ لیزز نکل جائیں گی اور پھر ڈپٹی کمشنر کے ذریعے جب یہ نیلام عام کے ذریعے بیچی جائیں گی تو اس سے ملک اور قوم کی آمدنی میں اضافہ ہوگا ۔ میرے دوست نے مثال دی ہے کہ پانچ سو روپے سے بڑھ کر اب یہ لیزز اسی لاکھ میں نیلام ہوں گی ، ایسی کتنی کانیں موجود ہیں ، ایسی کتنی پہاڑیاں موجود ہیں ، ایسے کتنے وسائل

موجود ہیں جن کا ہمیں پوری طرح سے علم نہیں اور استحصالی قوتوں یعنی چند افراد نے ایسے پوائنٹس بنا رکھے ہیں جن کو وہ استعمال کر رہے ہیں ۔ جو قدم آج اٹھایا جا رہا ہے اس سے قومی آمدنی میں اضافہ ہوگا اور قومی آمدنی عوام کی فلاح و بہبود پر خرچ ہوگی ۔ جب عوامی آمدنی قوم کی فلاح و بہبود پر خرچ ہوگی تو اس سے معاشرے کی حالت بدل جائے گی ، معاشرہ ترقی کرے گا اور اس طرح ملک ترقی کی راہ پر گامزن ہوگا ۔

جناب سپیکر ۔ قائد حزب اختلاف نے کہا ہے کہ سیاسی تبدیلی ہو رہی ہے ۔ مجھے اس پر یہ شعر یاد آیا ہے ۔

نہ تم بدلے نہ هم بدلے نہ دل کی آرزو بدلی
میں کیسے اعتبار انقلاب آسماں کر لوں

پاکستان پیپلز پارٹی کی اکثریت آج بھی اسی طرح قائم ہے ، پاکستان پیپلز پارٹی کے حمایتی اور ووٹرز آج بھی اسی اکثریت میں موجود ہیں جس اکثریت میں 1970ء میں تھے ، جس اکثریت میں 1968ء میں تھے اور جس اکثریت میں 1973ء میں تھے ۔ میرے فاضل دوست نے کہا ہے کہ سیاسی فضا بدل رہی ہے ۔ آج کہتے ہو کہ سیاسی فضا بدل گئی ہے ۔ میرے قائد ذوالفقار علی بھٹو نے کہا کہ ریفرنڈم کرا کے دیکھ لو ۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے قائد کو لوگ آج بھی ووٹ دیں گے ۔ پھر آپ سمجھ جائیں گے کہ سیاسی فضا کس کے حق میں ہے اور کس کے مخالف ہے ۔ یہ بات آپ پر واضح ہو جائے گی ۔ پھر انہوں نے کہا کہ چند افراد کے ساتھ زیادتی کرنے کے لئے یہ قانون بنایا جا رہا ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ یہ قانون چند افراد سے نجات حاصل کرنے کے لئے بنایا جا رہا ہے ۔ جب تک هم ان مٹھی بھر مفاد پرست استحصالی قوتوں سے نجات حاصل نہ کریں گے ، پاکستان کی معیشت ترقی کی راہ پر گامزن نہیں ہو سکتی ۔ اس لئے میں اس بل کی پر زور حمایت کرتا ہوں اور استدعا کرتا ہوں کہ اس کو منظور کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مہر ظفراللہ بھروانہ ۔

مہر محمد ظفراللہ بھروانہ ۔ جناب سپیکر ۔ اس بل پر بحث ہو

چکی ہے ۔ میں صرف جناب کی وساطت سے معزز ایوان کے سامنے ایک بات عرض کرنی چاہتا ہوں ۔ اگر یہ بات مان بھی لی جائے کہ چند آدمیوں کے مفاد کے لئے اس حکومت کے لئے ضروری ہو گیا ہے کہ اس بل میں ترمیم کر دی جائے اور وہ لوگ جو غریبوں کا استحصال کرتے تھے ختم ہو جائیں ۔ تو اس حکومت کو آئے چھ۔ سات سال گزر چکے ہیں لیکن ان سات سالوں میں ایک مرتبہ بھی اس بات کی نشان دھی نہیں کی گئی اس کا مطلب یہ ہے اور اس سے صاف ظاہر ہے کہ یا تو اس حکومت میں اتنی قابلیت نہ تھی کہ ایک چیز ، جس کا اس کو علم تھا ، سات سال میں اس کی نشان دھی کرتی ۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ مجھے ذاتی علم ہے ۔ یہ بل جو آج یہاں پیش ہے ، حزب اختلاف نے اس پر پہلے کئی بار اعتراض کیا تھا لیکن اس وقت حکومت کی طرف سے یہ کہا گیا تھا کہ یہ ایک لیز ہے ، یہ ایک معاهده ہے ، یہ ٹھیکہ پر دیا جاتا ہے ۔ یہ ترمیم چیچوطنی اور لاھور کی لیزز کی وجہ سے کی گئی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کئی لیزز ایسی ہیں جہاں سے لوگ قومی سرمایہ لوٹ رہے ہیں اور لاکھوں روپیہ بلا وجہ کما رہے ہیں ۔ یہ دو آدمیوں کا مسئلہ ہے ۔ اور ہمارے ایک ایم۔این۔اے ، جن کا میں نام نہیں لینا چاهتا یہ پسند نہیں کر رہے ، جس کی وجہ سے یہ بل لایا جا رہا ہے ۔ ایسے مسائل ذاتی اختلافات کی بنا پر قانون سازی کے لئے حل نہیں ہونے چاهئیں ۔ لہذا میں اس بل کی مخالفت کرتا ہوں ۔

وزیر قانون ۔ جناب سپیکر ۔ میں اس بل پر زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں سمجھتا ، ایوان میں اس پر بہت بحث ہو چکی ہے ۔ میں اراکین اسمبلی کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ بل کسی خاص شخص کے خلاف نہیں ۔ یہ بل اس پالیسی کا حصہ ہے جس کے تحت اس ملک کی معیشت اور معاشرے میں انقلابی تبدیلیاں لائی جا رھی ہیں ۔ فاضل اراکین نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے اور مجھے مبارکباد دی ہے ، درحقیقت یہ مبارکباد مجھے نہیں دینی چاهئے بلکہ اس کے مستحق قائد عوام ہیں جن کے حکم اور منشور کے مطابق اور بطور چیئرمین پاکستان پیپلز پارٹی ، ان کی طرف سے وقتاً فوقتاً دی ہوئی هدایات کے مطابق پنجاب کی حکومت عمل کر رهی ہے ۔ تمام فاضل اراکین کی مبارکباد جو مجھ تک پہنچی ہے یہ میں قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کو پہنچا دوں گا ۔

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ دی پنجاب مائنر منرل (کینسلیشن آف لیزز) بل 1977ء منظور کیا جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

مسودہ قانون (ترمیم) بورڈ برائے فنی تعلیم پنجاب مصدرہ 1977ء

مسٹر سپیکر - اب اگلا بل لیا جائے -

وزیر تعلیم - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم) بورڈ برائے فنی تعلیم پنجاب مصدرہ 1977ء فی‌الفور زیر غور لایا جائے -

مسٹر سپیکر - تحریک پیش کردہ یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم) بورڈ برائے فنی تعلیم پنجاب مصدرہ 1977ء فی‌الفور زیر غور لایا جائے -

سردار زادہ ظفر عباس - میں اس کی مخالفت کرتا ہوں -

وزیر تعلیم - جناب والا - اس بل میں کوئی ایسی بات نہیں - یہ سیدھا سادا بل ہے تاکہ جعلی ڈپلومے اور سرٹیفکیٹ جن کا رواج پڑ گیا ہے ، اس کا سدباب کیا جائے - جعلی قسم کے ادارے ایسے ڈپلومے جاری کر کے تعلیم اور خاص طور پر فنی تعلیم کو بدنام کر رہے ہیں اور اسے نقصان پہنچا رہے ہیں - اس لئے جتنی جلدی یہ بل پاس ہوگا اتنی ہی جلدی اس کا تدارک ہو سکے گا - اس سے کسی کو اختلاف نہ ہونا چاہئے -

سردار زادہ ظفر عباس - جناب والا - یہ درست ہے کہ اس بل کی اس صوبے کو بہت ضرورت تھی اور یہ ہونا بھی چاہئے تھا - میں وزیر تعلیم کی وضاحت کے بعد یہ سمجھتا ہوں کہ اس پر بحث کرنے کی چنداں ضرورت نہیں کیوں کہ یہ واقعی مفاد عامہ میں ہے اور اسے پاس ہونا چاہئے - اس لئے میں اس پر بحث نہیں کرتا اور اسے فی‌الفور زیر غور لایا جائے -

مسٹر سپیکر ۔ کوئی اور فاضل ممبر تقریر فرمانا نہیں چاہتے ؟

(کوئی آواز نہ آئی)

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم) بورڈ برائے فنی تعلیم پنجاب مصدرہ 197ء فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(Clause 2)

Mr. Speaker. Now, we take up consideration of the Bill Clause by Clause. Clause 2.

Before I Put this Clause to the vote of the House there are few clarifications.

(Mr. Speaker addressed Mr. E. Dinshaw) Do you want to make a speech on Clause ?

Professor E. Dinshaw. Mr. Speaker, In connection with the amendment sought "that no person shall unless authorised by government . . . . . "

. . . . . my submission is that the government has kept its option to give any person authority to issue such certificates. I am very anhappy about such open option. The government should keep the power to issus certificates, dip omas, degrees or whatever you might like to call it "Sanad" or whatever it is, in its own hands. Why it should authorise any person to issue such degrees and diplomas. The power should vest only in the government. The bureaucracy can, and very frequently does, make errors and by virtue of those errors certain degrees and diplomas can be issued. If we look around we will find that there are many spurious institutions which are giving technical educatiou such as repairs in electronics, Televisions, Radios and so on and so forth. They can issue, and they have been issuing, spurious "Sanads" and certificates. So, Mr. Speaker, I would suggest that government should keep power

within its own hands to issue certificates, degrees or diplomas and not pass on that power to any person under any circum stances.

مسٹر سپیکر - میاں صاحب - توجہ فرمائیں - سردار صاحب آپ بھی توجہ فرمائیں - نمبر ایک اس بل کی شق 20 کی کلاز (2) میں یہ ہے :

Whoever contravenes any provision of this Act.

یہاں جو "ایکٹ" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے ، جب یہ original ordinance میں ثبت ہوگا تو پھر یہ لفظ "ایکٹ" نہ ہوگا بلکہ وہ تو آرڈیننس کی پروویژن بن جائے گا - اس لئے یہاں "ایکٹ" کی بجائے لفظ "آرڈیننس" ہونا چاہئے -

وزیر تعلیم - ٹھیک ہے -

مسٹر سپیکر - نمبر دو - اسی طرح "ایکٹ" کا لفظ بل کی شق 20 کی کلاز (1) میں بھی استعمال کیا گیا ہے - میرے خیال میں یہاں بھی "ایکٹ" کی بجائے لفظ "آرڈیننس" ہونا چاہئے - اگر آپ اس سے اتفاق کرتے ہیں تو پھر اس میں ترمیم کرنی چاہئے - لیکن ایک اور بات بھی ہے کہ اگر اس پروویژن کو اس شق میں لیں تو آرڈیننس کی جتنی بھی خلاف ورزیاں ہوں گی ان سب کی سزا ایک سال ہو سکے گی - لیکن غالباً آپ کا منشا یہ ہے کہ اگر کوئی شخص شق 20 - الف کی خلاف ورزی کرے تو اس کو ایک سال کی سزا دی

وزیر تعلیم - جی ہاں -

مسٹر سپیکر - تو پھر یہاں یہ ہونا چاہئے تھا کہ :

Whoever contravenes the provisions of Section 20 (a) of the Ordinance he would be liable to punishment.

Minister for Education. I wish to move an amendment to this effect.

مسٹر سپیکر - تیسری بات یہ ہے کہ اس میں آپ نے یہ واضح نہیں کیا کہ جس شخص کو آپ قید کریں گے وہ قید محض ہوگی یا قید سخت ہوگی -

Shall it be rigorous imprisonment or simple imprisonment?

وزیر تعلیم ۔ یہ قید سخت ہوگی ۔ Rigorous imprisonment.

مسٹر سپیکر ۔ اگر آپ اس کی صراحت نہ کریں گے تو عدالتوں کا کام بڑا مشکل ہو جائے گا ۔ یہ تین ترامیم ہیں جو میرے خیال کے مطابق اس مسودہ قانون میں ہونی چاہئیں ۔ اگر آپ یہ ترامیم کرنا چاہتے ہیں تو آپ ملاحظہ فرمالیں ۔

مسٹر غلام اصغر دستی ۔ جناب والا ۔ اگر Rigorous imprisonment کا لفظ نہ ہو تو وہاں simple imprisonment سمجھی جاتی ہے ۔

Mr. Speaker. By that statute.

Mr. Ghulam Asghar Dasti. General Clauses Act.

مسٹر سپیکر ۔ آپ نے جو دلیل دی ہے وہ شاید صحیح ہو لیکن شاید حکومت کا منشا یہ نہیں کہ simple imprisonment سمجھی جاتی ہے ۔

آوازیں ۔ rigorous imprisonment ہونی چاہئے ۔

مسٹر سپیکر ۔ It should be rigorous. اگر کوئی بات رہ جائے تو اس کے لئے General Clauses Act ہے لیکن اگر یہ بات آپ کے نوٹس میں ہے تو ۔

The law should be very clear and definite. If you can do it by amendment, do it.

Minister for Education. I beg to move :

> That in sub-section (1) of the proposed Section 20-B, for the words "this Act", the words "Section 20-A of this Ordinance" shall be substituted.

Mr. Speaker. Motion moved and the question is :

> That in sub-section (1) of the proposed Section 20-B, for the words "this Act", the words "Section 20-A of this Ordinance" shall be substituted.

(The motion was carried)

Minister for Education. I beg to move :

That in line 1 of sub-section (2) of the proposed Section 20-B, for the word "Act" the word "Ordinance" shall be substituted.

Mr. Speaker. Motion moved and the question is :

That in line 1 of sub-section (2) of the proposed Section 20-B, for the word "Act", the word "Ordinance" shall be substituted.

(The motion was carried)

Minister for Education. I beg to move :

That in line 3 of sub-section (1) of the proposed Section 20-B, between the words "with" and "imprisonment", the words 'rigorous" shall be added.

Mr. Speaker. Motion moved and the question is :

That in line 3 of sub-section (1) of the proposed Section 20-B, between the words "with" and "imprisonment", the word "rigorous" shall be added.

(The motion was carried)

Minister for Education. I beg to move :

That in line 2 of the proposed Section 20-C, for the word "Act", the words "Ordinance" shall be substituted.

Mr. Speaker. Motion moved and the question is :

That in line 2 of the proposed Section 20-C, for the word "Act", the

word "Ordinance" shall be substituted.

(The motion was carried)

Mr. Speaker. I will now put the amended clause.

The question is :

That Clause 2, as amended, do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(Clause 3)

Mr. Speaker. The question is :

That Clause 3 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(Short Title)

Mr. Speaker. The question is :

That Short Title and Commencement do form part of the Bill.

(The motion was carried)

(Preamble)

Mr. Speaker. The question is :

That the Preamble do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(Long Title)

There is no amendment to the Long Title. Next motion please.

Minister for Education. I beg to move :

That the Punjab Board of Technical Education (Amendment) Bill, 1977 be passed.

Mr. Speaker. The motion moved is :

> That the Punjab Board of Technical Education (Amendment) Bill, 1977 be passed.

(Sardarzada Zafar Abbas stood up in his seat)

Mr. Speaker. Sardarzada Sahib do you opposed it ?

Sardar Saghir Ahmad. Sir he wants to make a statement.

Mr. Speaker. Please don't hesitate in opposing a Bill becuase that is the procedure. If you say that you want to oppose a Bill that does not mean that really and literally you are opposing it. This is just a wav to conduct the proceedings of the Assembly and if you say that you oppose a Bill in order to say something then there is no harm in it.

Sardarzada Zafar Abbas. Then I will say that I oppose it. جناب والا ۔ میں آپ کی وساطت سے وزرائے کرام اور ایوان کو ان الفاظ کے ساتھ یہ گزارش کرنی چاھتا ھوں کہ ھم یعنی حزب اختلاف نے اپنے بیان پر قائم رہتے ھوئے چونکہ اس بل کو عین ملکی ضروریات کے مطابق قرار دیا ہے ، اس لئے ھم نے اس بل کی مخالفت نہیں کی ۔ اور اس کے ساتھ ھی میں حزب اقتدار سے یہ عرض کروں گا کہ ھم نے مخالفت برائے مخالفت نہیں کی ، بلکہ ھم تو ان حالات میں مخالفت کرتے ہیں ، جہاں ھم یہ سمجھتے ہیں کہ قوم کو اس کی ضرورت ہے ۔ اس لئے میں بھی حزب اقتدار کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ ھماری جن ترامیم کے متعلق وہ یہ سمجھیں کہ وہ مناسب ہیں اور ملکی ضروریات کے مطابق ہیں ، انہیں بھی چاھئے کہ ھماری ایسی ترامیم کی مخالفت نہ کریں ۔ جہاں تک میں دیکھ چکا ھوں ، یہ میرے مشاھدے میں آیا ہے کہ وہ ھر اس بات کی مخالفت کرتے ہیں جو حزب اختلاف کی طرف سے پیش کی جائے ، حالانکہ اس میں بہت سی ایسی چیزیں بھی ھوتی ہیں جو ان کے فائدے کے لئے ھوتی ہیں ، عوام کے فائدے کے لئے ھوتی ہیں ۔ لیکن اس کے باوجود وہ انہیں مخالفت کا نشانہ بناتے ہیں ۔ اور سمجھتے ہیں کہ ھمیں حزب اختلاف کی ھر بات کی مخالفت ضرور کرنی ہے ۔ میں ان الفاظ کے ساتھ

اس بل کی تائید کرتا ہوں اور یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ واقعی یہ ملکی مفاد میں ہے اور اس بل کی ضرورت ہے۔

مسٹر سپیکر۔ سوال یہ ہے:

کہ دی پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن
(امنڈمنٹ) بل 1977ء منظور کیا جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

سردارزادہ ظفر عباس۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر۔ جس بل کی مخالفت نہ کی جائے۔ کیا اس میں بھی یہ کہنا ضروری ہوتا ہے کہ "ہاں والوں کی تعداد زیادہ ہے"۔ ؟ کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ یہ کہا جائے کہ یہ متفقہ طور پر اس بل کو منظور کیا گیا ہے ؟

مسٹر سپیکر۔ جب تیسری خواندگی کی تحریک پیش کی گئی، اس وقت آپ نے تقریر کرنے یا کسی اور غرض سے مخالفت کی تھی، اس لئے یہ سوال پیدا ہو گیا تھا اور جب ایوان میں تحریک پیش کرنے کے بعد کوئی سوال پیدا ہو جائے تو اس کے بارے میں فیصلے کا حاصل کرنا ضروری ہوتا ہے، اس کو ایوان میں پیش کرنا پڑتا ہے اور اس پر فیصلہ بھی دینا پڑتا ہے۔ اب اگلا بل پیش کیا جائے۔

دی پنجاب لینڈز امپروومنٹ ٹیکس (امنڈمنٹ) بل 1977ء

وزیر قانون۔ جناب والا۔ میں "دی پنجاب لینڈز امپروومنٹ ٹیکس (امنڈمنٹ) بل 1977ء" پیش کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر۔ "دی پنجاب لینڈز امپروومنٹ ٹیکس (امنڈمنٹ) بل 1977ء" پیش ایوان ہے۔

وزیر قانون۔ جناب والا۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں:

کہ جہاں تک دی پنجاب لینڈز امپروومنٹ
ٹیکس (امنڈمنٹ) بل 1977ء کا تعلق ہے،
قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت

1973ء کے قاعدہ 77 کی مقتضیات کو معطل
کر دیا جائے۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک روبروئے ایوان یہ ہے:

کہ جہاں تک دی پنجاب لینڈز امپروومنٹ
ٹیکس (امنڈمنٹ) بل 1977ء کا تعلق ہے،
قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت
1973ء کے قاعدہ 77 کی مقتضیات کو معطل
کر دیا جائے۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ جیسا کہ ایوان اس بات سے آگاہ ہے، ابھی سٹینڈنگ کمیٹیاں تشکیل نہیں دی جا سکیں، تو یہ ضروری ہے کہ ایوان میں قانون سازی کے عمل کو جاری رکھا جائے ۔ اس لئے ایوان سے یہ استدعا کی گئی ہے کہ وہ قاعدہ 77 کی مقتضیات کو معطل کر دے ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ کیوں کہ اس بل کا تعلق "منی" سے ہے ۔ اس لئے یہ منی بل کی ذیل میں آتا ہے ۔ اس کے متعلق کوئی سٹیٹمنٹ آنی چاہئے تھی کہ آیا اس کی گورنمنٹ سے اجازت حاصل کر لی گئی ہے ؟ ایوان کے سامنے اس کے متعلق کوئی سٹیٹمنٹ نہیں دی گئی ۔

سردار صغیر احمد ۔ جناب والا ۔ یہ منی بل تصور نہیں کیا جا سکتا کیوں کہ اس میں نہ تو کوئی نیا ٹیکس لگایا گیا ہے اور نہ ہی کسی ٹیکس کو کم کیا گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے اس کے متعلق رولنگ نہیں دی تھی کیوں کہ انہوں نے پوائنٹ اف آرڈر نہیں اٹھایا تھا بلکہ تقریر میں فرمایا تھا اور تقریر میں ان کو حق ہے جو چاہے کہہ سکتے ہیں ۔ بہر حال اب میں اسے ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں ۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ جہاں تک دی پنجاب لینڈز امپروومنٹ

ٹیکس (امنڈمنٹ) بل 1977ء کا تعلق ہے ،
قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت
1973ء کے قاعدہ 77 کی مقتضیات کو معطل
کر دیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی پنجاب لینڈز امپروومنٹ ٹیکس (امنڈمنٹ)
بل 1977ء فی‌الفور زیر غور لایا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ دی پنجاب لینڈز امپروومنٹ ٹیکس (امنڈمنٹ)
بل 1977ء فی‌الفور زیر غور لایا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

Mr. Speaker. Amendment by Sardarzada Zaffar Abbas.

Sardarzada Zafar Abbas. Sir I move the amendment :

That the Punjab Lands Improvement Tax (Amendment) Bill, 1977, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by the 31st August, 1977.

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That the Punjab Lands Improvement Tax (Amendment) Bill, 1977, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by the 31st August 1977.

Minister for Law and Parliamentary Affairs. I oppose it Sir.

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ متعلقہ زمین وہ ہے جس پر

اس بل کا براہ راست اثر ہوتا ہے - اس بل کے ذریعے زمین کی وضاحت تبدیل کی گئی ہے اور اس لئے یہ بل اس وقت ایوان میں پیش کیا گیا ہے - اس بل میں لفظ "لینڈ" کا تعلق بہت سی قابل آبادیوں کے ساتھ ہے - اس لئے میں عرض کروں گا کہ اس بل کو رائے عامہ کے لئے متداول کروایا جائے اور پھر جو خیالات ان کے ہوں ایوان کے سامنے پیش کئے جائیں کیوں کہ رائے عامہ کے لئے متبادل کرانے سے یہ بل ان لوگوں کے سامنے آئے گا جن کا تعلق زرعی زمین سے ہے -

وزیر قانون و پارلیمانی امور - جناب سپیکر - یہ بات بڑی واضح ہے کہ یہ بل consequential بل ہے - اس ملک میں لینڈ ریونیو کے سلسلے میں جو اصلاحات کی گئی ہیں اس کے بعد یہ لازمی ہو جاتا تھا کہ لینڈ کی definition تبدیل کی جائے - موجودہ حالات میں پاکستان کا ہر شہری جانتا ہے کہ لینڈ کی definition یہ ہے :

> Land means land which is not occupied as site of a building in a town or village.

جناب والا - لینڈ کی definition کے ڈکشنری meaning تو قبول کر لئے گئے مگر اس میں by process of exclusion لینڈ ریونیو کے سلسلے میں جو اصلاحات کی گئی ہیں ان کے پیش نظر میری استدعا ہے کہ اس کو مشتہر کرنے کی ضرورت نہیں - اگر فاضل قائد حزب اختلاف یا فاضل اراکین اس کے متعلق یہ سمجھتے ہیں کہ اس کی تشریح واضح نہیں تو ایوان میں اس کی وضاحت پیش ہو سکتی ہے - میں ان الفاظ کے ساتھ یہ استدعا کروں گا کہ ان کی ترمیم مسترد کر دی جائے -

Mr. Speaker. The question before the House is :

> That the Punjab Lands Improvement Tax (Amendment) Bill, 1977, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by the 31st August, 1977.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question before the House is :

> That the Punjab Lands Improvement Tax (Amendment) Bill, 1977, be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

(Clause 2)

Mr. Speaker. Now consideration of the Bill clause by clause. Clause 2. First amendment by Sardarzada Zafar Abbas.

Sardarzada Zafar Abbas. Sir I move the amendment :

> That in Clause 2 of the Bill, in the proposed clause (a) to sub-section (1) of Section 2 of the Punjab Land Improvement Tax Act, 1975, between the word "building" and the comma appearing in line 2, the words "and is not under cultivation" be inserted.

Mr. Speaker. The amendment moved is :

> That in Clause 2 of the Bill, in the proposed clause (a) to sub-section (1) of Section 2 of the Punjab Land Improvement Tax Act, 1975, between the word "building" and the comma appearing in line 2, the words "and is not under cultivation" be inserted.

Minister for Law and Parliamentary Affairs. Opposed.

سردار زادہ ظفر عباس - جناب والا - اس میں جو لینڈ کی definition دی گئی ہے وہ یہ ہے کہ :

> Land means land which is not occupied as site of a building in a town or village.

عالیجاہ ۔ گاؤں میں ، دیہات میں اور قصبوں میں تو کئی قسم کی زمین ہوتی ہے ، کئی زمینیں بلڈنگ کے تحت آتی ہیں اور بعض زمینیں ایسی ہوتی ہیں جیسے بنجر قدیم یا غیر آباد ۔ میری مراد وہ تمام زمینیں ہیں جو غیر آباد ہیں ۔ ان پر ٹیکس نہ لگایا جائے ۔ میری ترمیم کا مطلب یہی ہے ۔ اس بل میں تمام بلڈنگز کو قابل ٹیکس قرار دے دیا گیا ہے ۔ اس طرح ان مالکوں کو کافی نقصان اٹھانا پڑے گا ۔

Mr. Speaker: Sh. Sahib, would you like to speak.

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ لطیف رندھاوا صاحب کھڑے ہوئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ چودھری محمد لطیف رندھاوا

چودھری محمد لطیف رندھاوا ۔ جناب سپیکر ۔ جو ترمیم میرے فاضل دوست نے اس وقت ایوان میں پیش کی ہے ، اس کے متعلق میں عرض کروں کہ :

Definition of land under the Land Alienation Act is :

> Land means land which is not occupied as site of a building in a town or village.

جناب والا ۔ اس بل کا مقصد ان زمینوں کی اصلاح کرنا ہے جو سکارپ میں شامل ہیں ۔ جناب والا ۔ سکارپ میں وہی زمینیں شامل ہیں جو سیم و تھور سے متاثر ہیں ۔ میرے فاضل دوست جو ترمیم پیش کر رہے ہیں "not under cultivation" اس سے تو سکارپ کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے کیونکہ سکارپ میں تو ہوتی ہی ایسی زمینیں ہیں جو ناقص ہوتی ہیں ، غیر آباد ہوتی ہیں ۔ ان کی یہ ترمیم بڑی عجیب اور مبہم ہے ۔ اگر میرے فاضل دوست نے اس بل کے اغراض و مقاصد پڑھ لئے ہوتے تو وہ یہ ترمیم پیش نہ کرتے کیونکہ اغراض و مقاصد میں صاف صاف دیا ہوا ہے کہ :

> The Punjab Lands Improvement Tax Act, 1975 (Punjab Act XXXI of 1975) provides for levy of tax in the specific areas where Government

have undertaken land improvement mesaures and are notified for the purpose. Being a betterment tax, it is chargeable mainly from the owners of SCARP areas and is not related as such to land revenue. The definition of land originally provided in the Land Improvement Tax Act was "Land means land assessed to Land Revenue.

جناب والا - سکارپ کے جو علاقے ہیں ان کی پہلے definition یہ تھی :

Land means the land subject to land Revenue.

لیکن ان حالات میں کیونکہ یہ betterment tax ہے - اس لئے definition میں یہ تبدیلی لانا ضروری تھی - یہ وہ definition ہے جو کہ مسلمہ ہے - تمام ریوینیو لاز میں لینڈ کی definition ہمیشہ یہی رہی ہے :

The land means land which is not occupied as site of building in a town or village.

جناب والا - یہ ترمیم جو ہم لا رہے ہیں اس میں اگر "بلڈنگ" کے بعد یہ ترمیم آئے :

"and is not under cultivation"

تو یہ بالکل عجیب سی بات ہے کیوں کہ سکارپ وہاں بنائے جاتے ہیں جہاں زمین mostly under cultivation نہ ہو - اس کا مطلب یہ ہے کہ گورنمنٹ کو کچھ حاصل نہ ہوگا اور جو سکارپ کی زمین ہے اس کا مقصد اس زمین کی اصلاح کرنا ، اس کو قابل کاشت بنانا اور اس کو improve کرنا ہے - اس ترمیم سے اس کا مقصد فوت ہو جاتا ہے - اس لئے میں اس ترمیم کی پرزور مخالفت کرتا ہوں - یہ ترمیم بالکل unthinkable ہے اور اس کا کوئی مقصد نہیں -

وزیر قانون - فاضل رکن اس بل کے اغراض و وجوہ تو پڑھ چکے ہوں گے - مجھے بھی اس بات کو دھرانا تھا - - - -

Mr. Speaker. The question before the House is :

That in Clause 2 of the Bill, in the proposed clause (a) to sub-section (1)

of Section 2 of the Punjab Lands Improvement Tax Act, 1975, between the word "building" and the comma, appearing in line 2, the words "and is not under cultivation" be inserted.

(The motion was lost)

Next amendment by Sardarzada Zafar Abbas.

Sardarzada Zafar Abbas. Sir, I move :

> That in Clause 2 of the Bill, in the proposed clause (a) to sub-section (1) of Section 2 of the Punjab Lands Improvement Tax Act, 1975 between the words "village" and the "full-stop" appearing at the end in line 3, the words "and is not under cultivation" be inserted.

Mr. Speaker. The amendment moved is :

> That in Clause 2 of the Bill, in the proposed clause (a) to sub-section (1) of Section 2 of the Punjab Lands Improvement Tax Act, 1975, between the word "village" and the "full-stop" appearing at the end in line 3, the words "and is not under cultivation" be inserted.

Minister for Law. Opposed.

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ میری پہلی اور تیسری ترمیم کے الفاظ مختلف ہیں لیکن ان کا مقصد ایک ہی ہے کہ جن علاقوں کو سکارپ ایریا قرار دے دیا گیا ہے ۔ وہاں پر چارج ٹیکس بھی زیادہ ہوگا ۔

مسٹر سپیکر ۔ لیکن سردار زادہ صاحب ۔ آپ کی ترمیم نمبر 1 اور 2 میں کوئی فرق نہیں ہے ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ تیسری ترمیم میں بھی نہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ تیسری ترمیم کی تو میں بات ہی نہیں کر رہا ، کہ ترامیم نمبر ایک اور دو میں کوئی فرق ہے ؟

سردار زادہ ظفر عباس ۔ الفاظ کا تو فرق ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ فرق یہ ہے کہ کس جگہ پر وہ الفاظ آئیں ۔ لیکن سوال ہے کہ مطلب اور مقصد میں کوئی فرق نہیں ۔ اس لئے یہ ترمیم خلاف ضابطہ ہے ۔ اب ترمیم نمبر 3 پیش فرمائیں ۔

Sardarzada Zafar Abbas. Sir, I move :

> That in Clause 2 of the Bill, in the proposed clause (a) to the sub-section (1) of Section 2 of the Punjab Lands Improvement Tax Act, 1975, between the word "village" and the "full-stop" appearing at the end in line 3, the following words be inserted, namely :
>
> > but shall not include any land which is nos under cultivation or recorded as 'Banjar Qadeem', 'jadid' and 'Gher Mumkin' in the record of rights.

Mr. Speaker. The amendment moved is :

> That in Clause 2 of the Bill, in the proposed clause(a) to the sub-section (1) of Section 2 of the Punjab Lands Improvement Tax Act, 1975, between the word "village" and the "full stop" appearing at the end in line 3, the following words be inserted, namely :
>
> > but shall not include any land which is not under cultivation or recorded as 'Banjar Qadeem',

'jadid' and 'Gher Mumkin' in the record of rights.

Minister for Law. Opposed.

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ اس ترمیم کا مقصد صرف یہ ہے کہ اس قانون کے مطابق سکارپ ایریا میں جتنی بھی زمینیں یا چیکوک آئیں گے ان میں جتنی بھی زمین ہوگی ، جس پر بلڈنگ ہوگی ، یعنی عمارت والی زمین ، کو taxable قرار نہیں دیا گیا ۔ اس کے علاوہ جتنی زمین ہے اس کو اس قانون کے ذریعے سے taxable قرار دیا جا رہا ہے ۔ جناب والا ۔ ٹیکس اس زمین پر لگا کرتا ہے جو اس قابل ہو کہ اس سے کوئی فائدہ حاصل ہو سکے ۔ لیکن دیہات میں ایسی زمین بھی ہوتی ہے جس کو غیر ممکن کہا جاتا ہے ۔ اس میں کنواں وغیرہ بھی آتا ہے یا ایسے ponds آتے ہیں جو کسی طرح سے بھی قابل کاشت نہیں ہوتے ۔ اس قانون کے ذریعے وہ زمین جو کسی کی ملکیت ہوگی ، جو تالاب ہیں ، غیر ممکن ہے ، چاہ ہے یا ایسے ٹیلے ہیں جو قابل کاشت نہیں ، ان تمام پر ٹیکس لگ جائے گا ۔ میری اس ترمیم کا مقصد یہ ہے کہ ان اراضیات پر ٹیکس نہ لگے ۔ صرف ان اراضیات پر لگے جو قابل کاشت ہیں یا قابل کاشت بنائی جا سکتی ہیں ۔ لیکن اس قانون میں صرف ایک چیز "بلڈنگ" کو مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے ۔ اس کے علاوہ جتنی اراضی ہوگی اس پر سکارپ کا ٹیکس لاگو دیا جائے گا ۔ میری اس ترمیم کا مقصد یہ ہے کہ اس زمین سے صرف "بلڈنگز" exclude نہ کی جائیں بلکہ اور نہیں تو غیر ممکن اور بنجر قدیم زمینیں جو عرصہ سے بنجر چلی آ رہی ہیں ان کو بھی اس ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا جائے ۔ اس کے علاوہ تمام اراضیات پر ٹیکس لگا دیا جائے ۔

چوہدری محمد لطیف رندھاوا ۔ میرے فاضل دوست کی ترامیم 1 اور 3 ایک ہی نوعیت کی ہیں ۔ اگر سکارپ کے علاقے میں بنجر قدیم اور جدید کو پانی لگانا ہی نہیں تو پھر سکارپ کا فائدہ ہی کیا ہے ۔ سکارپ تو ہوتا ہی اس لئے ہے کہ بنجر جدید اور قدیم تک زمینیں اس میں سیراب ہوتی ہیں اور پانی ڈبل ہو جاتا ہے ۔ جب پانی ڈبل ہو جاتا ہے ۔ تو اس کا معاوضہ گورنمنٹ نے برداشت کرنا ہے ۔ جناب والا ۔ اگر اس میں سے بنجر قدیم اور

جدید نکال دیں تو سکارپ کیا رہ جائے گا ۔ میں اپنے فاضل دوست کی اطلاع کے لئے عرض کروں کہ سکارپ تو ہوتا ہی بنجر قدیم اور جدید زمین کو سیراب کرنے کے لئے ہے ۔ ان کی زرخیزی کو improve کرنے کے لئے ہوتا ہے ۔ ان کے لئے خوشحالی لانے کے لئے تو سکارپ بنتے ہیں۔ اگر ان کو پانی لگانا ہی نہیں اور ان کی اصلاح کرنی ہی نہیں تو سکارپ کا مقصد ہی غیر ہو جاتا ہے ۔ میں حیران ہوں کہ میرے فاضل دوست یہ ترمیم کس مقصد سے لا رہے ہیں ، یہ تو بالکل عجیب سی بات ہے ۔ ان کا کوئی مقصد نہیں ۔ تو میری یہ گزارش ہے کہ یہ ترامیم بالکل uncalled for ہیں ، بے مقصد ہیں ، ان کو accept نہیں کرنا چاہئے ۔

سردار صغیر احمد ۔ جناب سپیکر ۔ میں نہایت ادب کے ساتھ آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ دونوں فاضل ممبران کو غلط فہمی ہوئی ہے ۔ جناب والا ۔ جہاں تک حزب اختلاف کے سوال کا تعلق ہے ، یہ لیکر نافذ واٹر ریٹ نہیں جو سکارپ ایریا میں لگایا جاتا ہے ۔ جیسے کہ میرے معزز لطیف رندھاوا صاحب اس سے confuse ہوئے ہیں ، یہ ایک فیس ہے جو عمومی طور پر ان اراضیات پر عائد کی جاتی ہے ، جہاں اس کو سیم اور تھور سے بچا کر قابل کاشت بنایا جاتا ہے ۔ جناب والا ۔ جہاں تک بنجر قدیم اور بنجر جدید کا تعلق ہے وہ ایسی اراضیات ہیں جو سیم اور تھور سے متاثر تھیں اور حکومت کے اقدام کی وجہ سے وہ قابل کاشت ہو گئی ہیں ۔ جناب والا ۔ ان پر فیس عائد ہونی چاہئے ۔ میری یہ گزارش حزب اختلاف سے اور ساتھ ہی حکومت سے بھی ہے کہ آپ صرف ان اراضیات کی فیس وصول کریں جن کو آپ نے کاشت کے لئے improve کیا ہے اور ان اراضیات کی فیس حاصل کرنا حکومت کا حق نہیں جو اراضیات یا تو پہلے ہی زیر کاشت اور improved ہیں یا حکومت کے اقدام سے ان کو کوئی نفع یا نقصان نہیں پہنچا ۔ ایسی اراضیات جو حکومت کے اقدام کے باوجود کاشت میں نہیں آ سکیں وہ بھی فیس سے مستثنیٰ ہونی چاہئیں ۔ اگر جناب وزیر قانون اس بات پر رضامند نہ ہوں تو کم از کم ایسی اراضیات کو قائد حزب اختلاف کے مطالبے کے مطابق مستثنیٰ کر دینا چاہئے جو improve کرنے کے باوجود قابل کاشت نہیں ہو

سکیں اور ان کو کاشت میں نہیں لایا جا سکتا ۔ مثال کے طور پر سکارپ ایریا کی یہ بات میرے مشاہدہ میں ہے وہاں ایسی اراضیات بھی موجود ہیں جن میں میلوں تک پانی کھڑا ہے ۔ سکارپ نے اپنے اقدامات کئے ہیں ، ٹیوب ویل لگائے ہیں اور جہاں تھور تھا وہاں پانی زیادہ دیا ہے اور اس کے باوجود ایسے قطعات اراضی موجود ہیں جو کسی صورت میں بھی اس طریقہ کے بعد ابھی تک قابل کاشت نہیں ہو سکے ۔

جناب والا ۔ اگر ہم ان اراضیات کو جو ابھی تک قابل کاشت نہیں ہو سکیں فیس سے مستثنیٰ نہ کریں تو یہ ان غریب زمینداروں اور ان غریب کاشتکاروں کے ساتھ ، جن کی زمینیں پہلے ہی برباد ہے اور وہ کاشت نہیں کر سکتے ، عین ناانصافی ہوگی ۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ تحصیل سرگودھا میں جنوبی شاخ کا ایک علاقہ ہے جو چک 46 - 47 چکوک پر مشتمل ہے یہ پنجاب کا زرخیز ترین قطعہ ہے لیکن عجیب بات ہے کہ حکومت نے وہاں بھی یہ فیس عائد کر رکھی ہے جو پہلے ہی سب سے زیادہ پنجاب میں زرخیز علاقہ ہے ۔ حکومت یہ دعویٰ کرتی ہے کہ ہم نے اس کی اصلاح کی ہے ، اس کو قابل کاشت بنایا ہے ۔ جناب والا ۔ ہمیں ان چیزوں کا خیال ضرور کرنا ہوگا ۔ میں نہایت ادب کے ساتھ وزیر قانون ، جو منصف مزاج ہیں ، کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ وہ ضرور اس بات کا خیال کریں گے کہ اس میں ایسی ترمیم آنی چاہئے جس سے ہم ان اراضیات کو مستثنیٰ کر دیں جو سکارپ ایریا میں ہوتے ہوئے بھی زیر کاشت نہیں ہو سکیں ان پر یہ فیس نہیں لگانی چاہئے ۔ دوسری ایسی اراضیات جو پہلے سے developed ہیں اور جن کو آپ کے اقدام کی ضرورت نہیں ، مہربانی کر کے ان کو بھی اس فیس سے مستثنیٰ کیا جائے ۔

مہر محمد ظفراللہ بھروانہ ۔ جناب والا ۔ میں معزز رکن سردار صغیر احمد کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے ترامیم کی تائید کی ہے ۔ در حقیقت بات یہ ہے کہ ایک مسئلہ جب بھی پیش ہو تو کم از کم اس کے ہر پہلو پر نظر ڈالی جائے کہ اس میں کوئی ترمیم ہو یا نہ ہو اور اس کا اصل مقصد کیا ہے ۔ جناب والا ۔ یہ مسئلہ مختصر سا ہے کہ حکومت نے سکارپ ایریا میں کام

رقبے پر ٹیکس لگایا ہے ماسوائے اس جگہ کے جہاں مکان ہے۔ جناب والا۔ ترمیم یہ دی گئی ہے۔ کہ مکان بھی اس ٹیکس سے مستثنیٰ ہونے چاہئیں۔ لیکن جو رقبے سکارپ ایریا میں کسی چھوٹے یا بڑے زمیندار کے ہوں یا بنجر قدیم یا بنجر جدید ہوں یا کاشت کے قابل نہ ہوں، ان پر ٹیکس نہ لگایا جائے۔ جناب والا۔ صرف اتنا سا مسئلہ ہے جو اس ترمیم سے حل ہو جاتا ہے اور جس کی تائید حزب اقتدار کے معزز رکن نے بھی کی ہے۔ جناب والا۔ ہمارا نقطہ نظر یہ ہوتا ہے کہ چاہے ہم تعداد میں تھوڑے ہوں یا زیادہ ہماری ایک آسان سی مثال ہے کہ حزب اقتدار ایک والٹ ہے اور اپوزیشن ایک سہارا ہے۔ جناب والا۔ ہم نے یہ نشاندہی کی ہے کہ جب آپ یہ قانون بنا رہے ہیں تو ہر چیز کو مدنظر رکھا جائے۔ جو رقبے کاشت کی پوزیشن میں نہیں اور سیم و تھور کی وجہ سے خراب ہو گئے ہیں یا اتنے بنجر قدیم ہیں کہ وہ ٹھیک نہیں ہو سکتے، ان کو سر دست ٹیکس سے مستثنیٰ کر دیا جائے۔ جب وہ رقبے ٹھیک ہو جائیں گے۔ اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ یہ ترمیم ضرور منظور کی جائے کہ جو بھی نا ممکن یا بنجر قدیم یا بنجر جدید بھی ہے جہاں کاشت نہیں ہوتی، ان کو اس ٹیکس سے مستثنیٰ کیا جائے۔

رانا افتخار حسین ۔ جناب سپیکر ۔ جہاں تک اس ترمیم کا تعلق ہے اس میں کچھ قباحتیں ہیں اور سب سے بڑی قباحت اور سب سے بڑی تکلیف دہ بات یہ ہے کہ جب سکارپ نمبر 1 بنا تو اس وقت لاہور سے لیکر شیخوپورہ روڈ تک پانی ہی پانی تھا۔ سوائے اس کے کہ چند افراد مرغابی کا شکار کھیلتے تھے اس کے علاوہ وہاں ایک چیز بھی نہ ہوتی تھی ۔ لیکن ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے وہاں ٹیوب ویل نصب کئے گئے، سڑکیں بنائی گئیں، علاقہ سر سبز و شاداب ہوا اور کچھ عرصہ تک salinity کنٹرول کی گئی اور سیم و تھور سے نجات بھی ملی ۔ لیکن کچھ عرصے کے بعد وہ تمام علاقہ دوبارہ ایک اور مصیبت کی زد میں آ گیا ۔ ٹیوب ویل کے saline water نے زمین کو stiff کر دیا اور فصل کی ریٹرن (return) بہت کم ہو گئی ۔ حضور والا۔ اس کے بعد ٹیوب ویل بجلی کی قلت کی وجہ سے اکثر خراب رہے اور [illegible] نہ چلے ۔ حضور والا ۔ پھر اور مصیبت آئی کہ جس وقت ٹیوب ویل [illegible]

ہو جاتے تھے یا ٹیوب ویل کا جنریٹر جل جاتا تھا تو زمیندار مہینوں ان کے پیچھے پھرتا رہتا تھا کہ خدا کے واسطے اس ٹیوب ویل کو ٹھیک کیا جائے لیکن کسی کی دادرسی نہ ہوتی تھی ۔ حضور والا ۔ پھر زمیندار خود اپنی جیب سے پیسے اکھٹے کر کے وہ ٹیوب ویل لگواتے تھے یا ان کی مرمت کرواتے تھے۔ اور اللہ جانتا ہے کہ حکومت کے افسران ان کی مرمت کس طرح دکھاتے تھے اور وہ پیسے کہاں جاتے تھے جو وہ گورنمنٹ سے لیتے تھے ۔ جناب والا۔ جہاں تک میرا علم ہے اور ذاتی مشاہدہ ہے کارپ میں بہت سی تکالیف بڑھ گئی ہیں اور وہ تکالیف بجلی کی کمی اور saline water کی وجہ سے ہیں ۔ میں وزیر متعلقہ سے جو اس وقت موجود نہیں استدعا کروں گا کہ میں نے اپنے سوالات میں بھی یہ بات کہی تھی کہ وہاں بے پناہ دھاندلی ہو رہی ، آپ اس کی طرف توجہ دیں اور زمینداروں کی جائز شکایات دور کریں ۔

جناب والا ۔ جن مالکان اراضی کو فائدہ پہنچا ہے ان پر یہ ٹیکس لگایا جانا کوئی بڑی بات نہیں لیکن میں سردار صاحب کی پرزور تائید کرتا ہوں کہ جو علاقے بنجر ہوں اور حکومت کی کوشش کے باوجود ٹھیک نہ ہو سکے ہوں ان کو اس ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا جائے ، ورنہ ان علاقوں کے زمینداروں کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہوگی جس کے لئے ہم اور ہماری پارٹی جواب دہ ہوگی ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ جو مقصد فاضل قائد حزب اختلاف اور کچھ دوسرے فاضل اراکین اس ترمیم سے حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ حاصل نہیں ہو سکتا ۔ وہ ایک انتظامی مسئلہ ہے اور وہ taxable اور ٹیکس لینڈ کے درمیان distinction پیدا کر رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ میری یہ استدعا ہے کہ اس ترمیم کو مسترد کر دیا جائے ۔ اس سلسلے میں فاضل وزیر متعلقہ سے فاضل اراکین مل سکتے ہیں اور اس مسئلہ کو حل کیا جا سکتا ہے ۔ مگر جناب والا۔ اس مسئلہ کا حل یہ ترمیم نہیں کیوں کہ اگر یہ ترمیم منظور کر لی گئی تو پھر اراضی کی ڈویلپمنٹ اور سکارپ کا سارا مقصد frustrate ہو جائے گا ۔ اس ترمیم کا یہ نتیجہ نکلے گا کہ وہ تمام اراضی جو کسی وجہ سے آج زیر کاشت نہیں مستقبل میں بھی اسے زیر کاشت نہیں لایا جا سکے گا ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا

کہ ہماری یہ خواہش پوری نہ ہو سکے گی کہ زیادہ سے زیادہ اراضی زیر کاشت آئے ، ہمارے ملک کی پیداوار بڑھے ۔ سکارپ اس سلسلے میں زمینداروں کی ، کسانوں کی خدمت کر سکتا ہے ۔ جناب والا ۔ میری یہ استدعا ہے کہ اس ترمیم کو منظور نہ کیا جائے اور موجودہ definition کے ساتھ اس بل کو منظور کیا جائے ۔

جناب والا ۔ بنیادی طور پر مسئلہ یہ ہے کہ ٹیکس ایبل لینڈ کیا ہونی چاہئے اور ٹیکس ایبل ہونے کے باوجود اس میں سے کتنی زمین پر ٹیکس لگانا چاہئے ۔ اس بات کی نشاندھی کی گئی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ فاضل وزیر متعلقہ اور سکارپ کی انتظامیہ کے افسران اس بات کو سنیں گے اور جو بھی ان کی خدمت ہو سکے گی ، مدد ہو سکے گی وہ کریں گے ۔

سردار صغیر احمد ۔ جناب والا ۔ یہ کوئی continuous ٹیکس نہیں ، اس کی تعریف یہ ہے کہ جہاں جہاں سکارپ ایریاز بنائے گئے ہیں اور جہاں حکومت نے یہ کہہ دیا ہے کہ improvement ہو چکی ہے ، وہاں فیس چار اقساط میں وصول کی جانی چاہئے جو ابھی تک کئی علاقوں میں بقایا ہے ۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو وزیر قانون صاحب کو بھی اس بات کی ضرورت پیش نہ آتی ۔ اگر یہ ترمیم نہ کریں تو وہ وصولی نہ کر سکیں گے ۔ جناب والا ۔ میرے عرض کرنے کا مدعا صرف یہ ہے کہ وہ کمال مہربانی کے ساتھ اس بات کو قبول فرمائیں ۔ جناب والا ۔ وہاں کئی جوھڑ ہیں اور میلوں لمبے تالاب بنے ہوئے ہیں ۔ اگر آپ دیکھنا چاہیں تو میں موقع پر دکھا سکتا ہوں کہ تین ، تین ۔ چار ، چار میل تک پانی کھڑا ہے ، اگرچہ improvement ہو چکی ہے ، سکارپ مکمل ہو چکا ہے اور فیس عائد ہوئے بھی عرصہ گزر چکا ہے ۔ آپ ان اراضیات سے یہ فیس وصول نہ کریں وہ بیچارے جو فصل حاصل نہیں کرتے اور جن کی آمدنی کا کوئی ذریعہ نہیں ، اگر آپ ان سے بھی فیس وصول کریں گے تو یہ ظلم ہوگا ۔ آپ خدا کے لئے اس پر غور کریں ، یہ کوئی continuous ٹیکس نہیں ، یہ چار اقساط میں ختم ہو جائے گا ۔ اس ایکٹ کے ذریعے یہ نیا ٹیکس نہیں لگا رہے ۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ اس کی ایسی definition کریں جس کے تحت آپ ان اراضیات کی فیس وصول کریں جس کو

آپ بڑے ترق دی ہے ، جہاں ابھی تک دو ، دو ، تین ، تین فٹ پانی کھڑا ہے ، کاشت نہیں ہو سکتی ، جوہڑ ہیں ، تالاب ہیں ، وہاں آپ کیوں وصول کرتے ہیں ۔ جناب والا ۔ یہ ایک ادنیٰ سی درخواست ہے جسے حکومت کو با کمال مہربانی قبول کر لینا چاہئے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سردار صغیر احمد صاحب ۔ جو لینڈ کی پہلی definition تھی اس میں صرف وہی زمین آتی تھی جس پر باچھ لگا ہے ، معاملہ اور مالیہ لگا ہے ۔ جو نئی definition گورنمنٹ چاہتی ہے اس میں وہ زمین بھی شامل ہے جو خارج از باچھ ہے ، جو لینڈ ریونیو میں assess نہ ہوتی تھی ۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے ۔ کنوئیں ہیں ، غیر ممکن زمین ہے ، جن پر اس وقت تک کوئی مالیہ یا معاملہ نہیں لگتا ۔

سردار صغیر احمد ۔ جناب والا ۔ اگر آپ پنڈی بھٹیاں سے چنیوٹ کی طرف جائیں تو آپ کو دادو والے علاقے میں چار میل لمبا مسلسل ایک تالاب پانی کا ملے گا ۔ وہاں زمین سیم زدہ ہے ۔ اسی طرح گوجرانوالہ کے علاقے میں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ الگ بات ہے ۔ اگر اس پر مالیہ لگا ہوا ہے تو وہ پہلی تعریف میں آتا ہے ۔

سردار صغیر احمد ۔ چونکہ وہاں مستقل مالیہ نہیں ہے اس لئے مالیہ نہیں لگتا ، اب لگ جائیگا ۔

مسٹر سپیکر ۔ پہلے اس پر betterment ٹیکس بھی نہ لگتا تھا ۔ اب لگے گا ۔

سردار صغیر احمد ۔ اگر فاضل وزیر قانون ہم سے مشورہ کر لیں تو اس کو ہم آپ کی منشا کے مطابق بنا دیں گے اور ٹیکس میں کوئی کمی نہیں آئے گی ۔ ہم ٹیکس دینا چاہتے ہیں ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں نے عرض کی ہے ۔ اصل میں میرے فاضل دوست نے taxed اور taxable لینڈ کی طرف توجہ نہیں کی ۔ definition بدلنے سے ایریا میں وسعت نہیں ہو جائے گی ۔ اگر گورنمنٹ نے specific سکارپ میں کسی ایریا کو cover کرنا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں

کہ جو علاوہ اس زمین کی تشریح میں آئے گا ۔ اس پر لازمی طور پر ٹیکس لگایا جائیگا ۔

مسٹر سپیکر ۔ میرا خیال ہے ان کے پوائنٹ میں وزن ہے ۔ پہلے آپ ٹیکس لگاتے تھے ان اراضیات پر جن پر معاملہ لگتا تھا ۔ اب آپ نے وہ definition بدلی ہے غالباً اس لئے کہ معاملہ اب بھی نہیں لگے گا ۔ اب آپ نے اس definition کو بدل کر یہ رکھ دیا ہے کہ جو اراضیات کسی شہر یا کسی گاؤں میں ہیں جن پر بلڈنگ موجود ہیں ان سب زمینوں پر ٹیکس لگے گا ۔ ظاہر ہے بلڈنگ بہت کم اراضیات پر ہوتی ہیں ۔ اگر ٹیکس لگ جائے تو وہ اس میں آجائیں گی جن پر مالیہ نہیں لگتا ۔ لیکن چونکہ عمارات نہیں اس لئے ان پر ٹیکس عائد ہوگا ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ فاضل متعلقہ وزیر تو موجود نہیں جن سے میں فوری طور پر مشورہ کر لیتا مگر بات یہ ہے کہ سکارپ کا ایریا نوٹیفائڈ ہوتا ہے ، اگر مختلف اوقات میں یا آج بھی ایسے علاقوں میں جہاں سکارپ موجود نہیں کل کو سیم اور تھور کی مشکلات پیدا ہوتی ہیں تو وہاں سکارپ لے جایا جا سکتا ہے ۔ اس کی توسیع کی جا سکتی ہے ۔ وہاں پر ایک نیا سکارپ ایریا create کیا جا سکتا ہے ۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ ایک ایریا میں continuous نہیں ۔ یہ عمل پورے صوبے میں ایک جاری عمل ہے ۔

جناب والا ۔ دوسری بات جو میں عرض کر رہا ہوں یہ ہے کہ لینڈ کی موجودہ definition سے پہلے ایک ایریا میں سکارپ ٹیکس لگا ہوا ہے ۔ اس definition سے وہ ایریا extend نہیں ہو جائے گا ۔ لینڈ اور لینڈ کے specific area دونوں میں میں distinguish کر رہا ہوں ۔

Land as such and tax land as such.

یہ ایک ایڈمنسٹریٹو معاملہ ہے کہ خاص طور پر سکارپ میں چونکہ ٹیکس لگ جاتا ہے اس لئے وہ کونسی زمین تھی جس پر زرعی ٹیکس تھا ۔ یہ ایک انتظامی معاملہ ہے ۔ فاضل دوست شائد اس کو by process of law کرنا چاہتے ہیں ۔ یہ distinction جو draw کر رہے ہیں ، انتظامیہ کے ذریعہ ہو سکتی ہے ۔

سردار صغیر احمد ۔ جناب والا ، میں ایک وضاحت کرنی چاہتا ہوں

جیسے کہ آپ نے فرمایا ہے یہ قانون جاری رہے گا ۔ اگر آپ ایک نیا سکارپ کھولیں گے اسی میں یہ فیس آپ عائد کریں گے ۔ انہی اراضیات پر آپ عائد کریں گے جو کبھی بند نہ ہو سکے گا ۔ اب آپ definition تبدیل کر رہے ہیں ۔ پہلی definition کے مطابق وہ اراضیات جن پر مالیہ تشخیص ہوتا ہے اس کے اوپر فیس لگانے میں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ۔ مثال کے طور پر جو سکارپ آپ نے پہلے بنائے ہیں ، جو تشخیص آپ نے پہلے کی ہے ، وہ اس definition سے متاثر نہیں ہوتی کیوں کہ ایسی اراضیات جو کاشت میں نہیں آتیں ، عمومی طور پر ان پر مالیہ تشخیص نہیں ہوتا ۔ جس اراضی میں پانی کھڑا ہو ، جہاں جوہڑ ہو اس پر مالیہ نہیں لگتا ۔ آپ کا منشا فیس لگانے کا نہ پہلے تھا نہ اب ہے ۔ یہ محض ایک confusion ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب اس definition سے تو یہی منشا ہے ۔

سردار صغیر احمد ۔ جناب والا ۔ جہاں کہیں سکارپ کھلے گا اس سکارپ میں بھی ٹیکس لگا سکتے ہیں اور اپ کو لگانا پڑے گا کیوں کہ آپ قانون کے بغیر کوئی ٹیکس عائد نہیں کر سکتے ۔ یہ انتظامی معاملہ نہیں یہ قانونی معاملہ ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ نہ صرف ٹیکس لگا سکتے ہیں بلکہ ان کو لگانا پڑے گا ۔ اور یہ تمام ایریا پر لگائیں گے ۔

سردار صغیر احمد ۔ اس لئے جو موجودہ ٹیکس آپ نے تشخیص کیا ہوا ہے اس کی ایک پائی کو بھی متاثر نہیں کرتا ، چونکہ فیس اس اراضی پر لگے گی جو قابل کاشت ہے یا جو زیر کاشت ہے ۔ نہ اس پر مالیہ لگتا ہے ۔ نہ آپ نے فیس لگائی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ لیکن اس سے ٹیکس تو بڑھ جائے گا ۔ شاید گورنمنٹ ٹیکس بڑھانا چاہتی ہے ۔

سردار صغیر احمد ۔ ٹیکس بڑھ جائے گا کیوں کہ یہ تمام اراضی پر لگانا پڑے گا ۔ یہ فیصلہ مستحسن نہیں ۔ یہ محض ایک ٹیکنیکل چیز ہے ، اگر

وزیر متعلقہ کو بلا لیں یا ایسے Monday تک ملتوی کر لیں تو ہم آپس میں میٹنگ کر کے اس کا فیصلہ کر لیں گے ۔ یہ زیادہ ضروری بات ہے ۔

(قطع کلامیاں)

جناب والا ۔ میری تو یہ عادت نہیں کہ میں حزب اختلاف کا ساتھ دوں ۔ میں تو ہر بات میں آپ کا ساتھ دیتا ہوں ۔ لیکن جو بات غلط ہے اس میں مجبوری ہے ۔

رائے محمد اسلم خان ۔ جناب والا ۔ جہاں تک اس بل کا تعلق ہے میرا تمام علاقہ سکارپ نمبر 1 میں ہے ۔ 1962ء سے وہاں ٹیوب ویل سکیم چل رہی ہے ۔ وہاں ایسی زمینیں ہیں جو بنجر قدیم اور غیر ممکن ہیں ۔ اس definition سے وہ زمینیں جہاں ٹیوب ویل 15 سال سے چل رہے ہیں اس کی زد میں آ جائیں گی اور گورنمنٹ کی یہ منشا کہ وہ غریب مزارعین اور چھوٹے مالکان کو تحفظ دینا چاہتی ہے ، بالکل ختم ہو جائے گی اور جو امپروومنٹ وہ کرنا چاہتے ہیں وہ بھی نہ ہو سکے گی ۔ آپ ان لوگوں کو جو پہلے مراعات دے رہے ہیں اب وہ اس کی زد میں آجائیں گے ۔ وہ لوگ جو پانی استعمال نہیں کر رہے اور جو زمین آباد نہیں ہو سکتی ، جو غیر ممکن ہے ، ان پر ٹیکس لگانے سے ان پر اور بوجھ پڑ جائے گا ۔ اس سلسلے میں میں سردار صغیر احمد کی تجویز سے اتفاق کرتا ہوں اور اس کی تائید کرتا ہوں ۔ اس مسئلہ کو بڑے غور سے سوچنا چاہیے اور اس کا حل نکالنا چاہیے جس سے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو فائدہ پہنچے نہ کہ نقصان پہنچے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں قانونی نقطہ نظر سے اب بھی اسی رائے کا حامل ہوں کہ taxable اور taxed land میں ایک distinction ہے ۔ سکارپ کا ایریا declare ہوتا ہے ۔ دوستوں کا نقطہ نظر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ اتھارٹی پر obligatory ہے کہ سارے سکارپ کی زمین پر ٹیکس لگایا جائے ۔ میں اس سے اختلاف کرتا ہوں ۔ پھر بھی اتھارٹی کی صوابدید ہے کہ سکارپ کے کس ایریا اور کس حصہ پر ٹیکس لگتی ہے ،

It excludes certain areas, certain types of land and certain qualities of land.

مسٹر سپیکر - اس کی بابت متعلقہ سیکشن میں ایک شیڈول دیا گیا ہے - اس شیڈول کے مطابق ٹیکس لگانا پڑے گا -

Section 4 of the Puujab Land Improvement Tax Act, 1975, reads.

> There shall be levied and collected tax from the owners of the lands situated in the local areas at the rate of Rs. 3.75 per acre per annum from a period of 12 years.

وزیر قانون و پارلیمانی امور - نہیں - اس کا مطلب یہ ہوا کہ اب نئے سرے سے اس شیڈول کو بنانا پڑے گا -

مسٹر سپیکر - نہیں شیخ صاحب - شیڈول وہی رہے گا - اسی شیڈول میں انہی مواضعات میں آپ 3.75 روپے فی ایکڑ ٹیکس لگائیں گے لیکن اس میں بنجر جدید ، قدیم ، غیر ممکن ، ہر چیز آ جائے گی سوائے بلڈنگ کے -

وزیر قانون و پارلیمانی امور - یہ غالباً with retrospective effect تو نہ ہو سکے گی -

مسٹر سپیکر - آئندہ -

وزیر قانون و پارلیمانی امور - جناب والا - آئندہ کے متعلق تو میں عرض کر رہا ہوں کہ اب وہ پہلے ایریا متعین کریں گے پھر اس ایریا میں by that order they can exclude certain type of land.

مسٹر سپیکر - نہیں شیخ صاحب - وہ علاقے متعین ہیں اور جو پہلے سے متعین ہیں وہ متعین نہیں ہوں گے - وہ تو شیڈول میں موجود ہیں - اس میں کوئی ترمیم نہیں ہوئی - نہ اس کو change کیا جا سکتا ہے -

سردار صغیر احمد - جناب والا - اگر وہ حقیقت میں اختیار دینا چاہتے ہیں تو یہ ان کی منشا ہے ، چاہے وہ ہم پر ٹیکس لگائیں یا نہ لگائیں -

مسٹر سپیکر - یہ تو اس آرڈیننس کی یا اس ایکٹ کی کوئی پرووژن نہیں - ان کا کوئی اختیار نہیں بلکہ یہ ہے کہ shall be -

سردار صغیر احمد - ٹھیک ہے -

سردار زادہ ظفر عباس - جناب والا - پھر تو یہ ٹیکس غیر ممکن اور بنجر زمین پر بھی لگ جائے گا -

Mr. Speaker. There shall be a levy of tax.
کوئی افسر اس سے مستثنیٰ نہیں رہ سکتا -

وزیر قانون و پارلیمانی امور - جناب والا - میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اگرچہ میری رائے اس بات پر مختلف ہو مگر اس کے باوجود فاضل قائد حزب اختلاف اور کچھ دوستوں کی رائے ہے اور chair کی بھی یہ observation ہے - اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس بل کو پیر کے لیے ملتوی کر دیا جائے - قائد حزب اختلاف سردار صغیر احمد اور میں

We can discuss this matter.

Mr. Speaker. Consideration on this bill is deferred till Monday.

سردار زادہ ظفر عباس - جناب والا - اب 12 بج چکے ہیں اور جمعہ کا دن ہے - اگر دوسرا بل شروع کیا گیا تو اس پر بہت زیادہ وقت صرف ہوگا -

مسٹر سپیکر - سردار زادہ صاحب - ہمارے پاس تو بہت زیادہ کام ہے لیکن یہ الگ بات ہے کہ آپ اس کے لئے تیار نہ ہوں اور التوا چاہتے ہوں -
Do you seriously want to oppose the Soil Reclamation Act? I want to know because you have not given any amendment on this bill.

سردار زادہ ظفر عباس - جناب والا - ابھی میں اسے پوری طرح دیکھ بھی نہیں سکا -

Mr. Speaker. So the House is adjourned for Monday to meet at 5.00 p.m.

(اسمبلی کا اجلاس مورخہ 13-6-1977 بروز سوموار 5 بجے شام تک کے لئے ملتوی کیا گیا) -

---

صوبائی اسمبلی پنجاب

دوسری صوبائی اسمبلی پنجاب کا دوسرا اجلاس

سوموار ۔ 13 جون 1977ء

(دو شنبہ 25 جمادی الثانی 1397ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں پانچ بجے شام منعقد ہوا ۔ مسٹر سپیکر چوہدری محمد انور بھنڈر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○ وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ۚ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ○ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

پارہ ۲۰ ، سورۃ ۲۹ ، رکوع ۱۳ ، آیات ۵ تا ۷

جو شخص اللہ کی ملاقات کی اُمید رکھتا ہو تو اللہ کا مقرر کردہ وقت ضرور آنے والا ہے اور سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے ۔

اور جو شخص جدوجہد کرتا ہے وہ اپنے ہی فائدے کے لئے جدوجہد کرتا ہے اور اللہ تو سارے جہانوں سے بے پروا ہے ۔

اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کرتے رہے ہم ان سے ان کی برائیوں کو دور کردیں گے اور ان کو ان کے کاموں کا بہت اچھا صلہ دیں گے ۔

وما علینا الا البلاغ

قلیل المہلت سوال اور اس کا جواب

مسٹر سپیکر - وقفہ سوالات میں مسٹر محمد نواز اپنا قلیل المہلت سوال پیش کریں -

گجرات سرگودھا روڈ کی مرمت

*303 - مسٹر محمد نواز - کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ گجرات سرگودھا روڈ کا حصہ جو کٹھالہ شیخاں سے ہیڈ فقیریاں تک ہے ، سیلاب سے تباہ ہو چکا ہے - اگر ایسا ہے تو کیا حکومت اس کی مرمت کا کام آئندہ مالی سال تک مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (مسٹر احسان الحق پراچہ) - گجرات ، سرگودھا روڈ کا وہ حصہ جو کہ کٹھالہ شیخاں اور ہیڈ فقیریاں کے درمیان واقع ہے - شدید بارشوں کی وجہ سے خراب ہوگیا تھا - اس کی مرمت کا کام تیزی سے جاری ہے اور رواں سال کے آخیر تک تقریباً بیس لاکھ روپیہ خرچ ہو جائے گا -

تخمینہ جات کے مطابق اس حصہ کی مکمل مرمت کے لئے پچپن لاکھ روپے کی مزید رقم درکار ہوگی - لہذا اس کی تکمیل آئندہ سال فنڈز کی فراہمی پر منحصر ہے -

رانا افتخار حسین - کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ پنجاب میں بیشتر سڑکیں سیلاب کی وجہ سے تباہ ہو چکی ہیں اور ان کی مرمت ابھی تک نہیں ہوئی -

مسٹر سپیکر - یہ سوال گجرات سرگودھا روڈ کے متعلق ہے - اس کے متعلق پوچھنا چاہیں تو فرمائیے -

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

شر انگیز اور بدامنی پھیلانے والے اخبارات اور رسالوں کے خلاف قانونی کارروائی

*5- ملک محمد اعظم - کیا وزیر اطلاعات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) صوبہ میں یکم ستمبر 1975ء تا 30 اپریل 1977ء کل کتنے اخبارات اور رسالوں کے ڈیکلریشن منسوخ کئے گئے اور ان میں سے کتنے بحال کئے گئے ۔

(ب) کیا حکومت شر انگیز اور بدامنی پھیلانے والے اخبارات اور رسالوں کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر اطلاعات (مسٹر شوکت حسین مزاری) - (الف) سوال کے جزو (الف) میں متذکرہ عرصہ کے دوران 83 اخبارات اور رسائل کے ڈیکلریشن منسوخ کئے گئے - جن میں 29 ایسے رسائل بھی شامل ہیں جو سرکاری ، نیم سرکاری محکموں اور تعلیمی اداروں کے زیر اہتمام شائع ہوتے تھے - منسوخ شدہ 83 ڈیکلریشنز میں سے 6 ڈیکلریشن بعد میں بحال کر دیئے گئے ۔

(ب) جی ہاں - شر انگیز اور بدامنی پھیلانے والے اخبارات و رسائل کے خلاف قانون کے تحت کارروائی ماضی میں بھی کی گئی ہے اور آئندہ بھی کی جاتی رہے گی ۔

ملک محمد اعظم - وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ چھ ڈیکلریشن بحال کئے گئے ہیں - کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ یہ چھ ڈیکلریشن عدالتی کارروائی کے بعد بحال کئے گئے یا ان اخبارات نے حکومت سے کوئی representation کی تھی اور اس کے بعد یہ بحال کئے گئے ؟

وزیر اطلاعات - جناب والا - اس کی مختلف وجوہات ہیں - ایک میں

تو رٹ پیٹشن ہوئی تھی اور اس کے بعد اسے بحال کیا گیا - باقی میں بحالی کی کوئی ایسی خاص وجہ نہ تھی -

مسٹر ارشاد محمد خان - "شرانگیز" اور "بدامنی" پھیلانے والے ، ان دو الفاظ کی تشریح کا کسی قانون یا رولز کے تحت criterion کیا ہوگا کہ وہ اخبار یا رسالے شرانگیزی یا بدامنی پھیلاتے ہیں ؟

From where do they derive definition for these two words ?

وزیر اطلاعات - جناب والا - شرانگیزی یا بدامنی کے بارے میں اتنا کہنا کافی ہے کہ جو اخبار یا رسالہ اندرون ملک یا بیرون ملک ایسی خبر چھاپے جس سے امن و امان کو خطرہ ہو ، یا شرانگیزی پیدا ہو ، یا آرمڈ فورسز کے خلاف ، یا ملک کی سالمیت کے خلاف ایسی خبر چھاپے جس سے شرانگیزی پھیل جائے تو اسے بند کرنا پڑتا ہے -

سردار زادہ ظفر عباس - کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ جو بقایا اخبارات یا رسالہ جات ہیں ، ان کے ڈیکلریشن کی بحالی کے متعلق کوئی معاملہ زیر غور ہے ؟

مسٹر سپیکر - آپ کا مقصد ہے کہ بقایا کے فیصلے ہو چکے ہیں یا نہیں ؟

سردار زادہ ظفر عباس - چھ کے ڈیکلریشن تو انہوں نے بحال کر دیئے - بقایا 77 کے متعلق میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ ان کے متعلق کوئی معاملہ زیر غور ہے ، کہ ان میں سے کسی کا ڈیکلریشن بحال کرنا چاہئے یا نہیں ؟

وزیر اطلاعات - جناب والا - اس بارے میں ، میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ 83 رسالے بیس مہینوں کے اندر بند کئے گئے ہیں - ڈیفنس آف پاکستان رولز کے تحت بند کئے گئے ہیں - دو رسالے "چٹان" اور "اسلامی جمہوریہ" بحال ہو چکے ہیں - باقی 2 گورنمنٹ اور سیمی گورنمنٹ کے رسائل ہیں ، کیوں کہ وہ بھی خلاف ضابطہ تھے -

فحش لٹریچر کی اشاعت کی حوصلہ شکنی

*6 - ملک محمد اعظم - کیا وزیر اطلاعات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) صوبے میں یکم جنوری 1976ء سے 30 اپریل 1977ء تک کتنی کتب اور کتنے رسالوں کے خلاف فحاشی کے فروغ کا ارتکاب کرنے پر حکومت نے کارروائی کی ۔

(ب) کیا حکومت فحش لٹریچر کی اشاعت کی حوصلہ شکنی کے لئے کوئی اقدام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر اطلاعات (مسٹر شوکت حسین مزاری) - (الف) سوال کے جزو (الف) میں متذکرہ عرصہ کے دوران 9 کتب اور 13 رسائل کے خلاف کارروائی کی گئی ، ان کی تفصیل گوشوارہ (الف) میں درج ہے ۔

(ب) حکومت اس برائی کے انسداد کے لئے پوری طرح کوشاں ہے ، اس ضمن میں پہلے ہی متعدد اقدام کئے گئے ہیں جن کے موثر نتائج برآمد ہوئے ہیں ۔

گوشوارہ (الف)

I جن کتابوں اور رسالوں کو ضبط کیا گیا

نمبر شمار	رسالوں کے نام	کتابوں کے نام
1 ۔	سمرن (هفت روزہ محنت کش)	(1) ماوی دا ڈھولا
2 ۔	روشنی (گرفت) اوکاڑہ	(2) سیکسی گرل
3 ۔	زینت لاھور	(3) لنف سیریز
4 ۔	سسپنس ڈائجسٹ کراچی	

II ایسے رسالے جن سے ضمانت طلب کی گئی کتاب

نمبر شمار	رسالوں کے نام	کتابوں کے نام
1 ۔	ماہنامہ تصویر لاہور	اپنے لئے اور دوستوں کے لئے
2 ۔	ماہنامہ مان	نظمیں
3 ۔	ماہنامہ سوسائٹی (آزاد) دنیا ڈائجسٹ لاہور	
4 ۔	چترالی (کاغذ) لاہور	

III جن رسالوں اور کتابوں کے پبلشروں کے خلاف تعزیرات پاکستان کے تحت مقدمات درج کئے گئے ۔

1 ۔	سمرن (محنت کش) سیالکوٹ	1 ۔ راستے ہیں پیار کے
2 ۔	روشنی (گرفت) اوکاڑہ	2 ۔ آوارہ لڑکیاں
3 ۔	تصویر لاہور	3 ۔ شمیم
4 ۔	انجام (ڈارلنگ) مظفر آباد	4 ۔ جذبات ڈائجسٹ
5 ۔	فنکار لاہور	5 ۔ جانی

ملک محمد اعظم ۔ جناب والا ۔ بہت سے رسالے فحش ہیں ، مگر ابھی تک حکومت کی گرفت میں نہیں آ سکے ۔ کیا حکومت اس قسم کے خصوصی اقدامات کرے گی جس سے یہ رسالے اس کی گرفت میں آ سکیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس کے لئے علیحدہ سوال پیش کریں ۔

مسٹر محمد عارف چٹھہ ۔ جناب والا ۔ کیا وزیر موصوف فرما سکیں گے کہ بیرونی ممالک سے فحش رسالے لانے سے روکنے کے لئے ایئرپورٹ پر کوئی انتظام کیا گیا ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ آپ اس کا جواب دینا پسند فرمائیں گے ؟

وزیر اطلاعات ۔ جناب والا ۔ اس کے لئے علیحدہ سوال کی ضرورت ہے ۔

ڈاکٹر سردار احمد ۔ جناب والا ۔ فحش لٹریچر سکولوں اور کالجوں تک بھی پہنچ جاتا ہے ۔ کیا وزیر موصوف فرما سکیں گے کہ آیا اس قسم کی کوئی ہدایات استادوں کو دی گئی ہیں کہ سکولوں میں اس قسم کا لٹریچر نہ پہنچنے دیا جائے ۔

وزیر اطلاعات ۔ جناب والا ۔ میں اس سلسلے میں اطلاعات حاصل کروں گا ۔

Mr. Irshad Muhammad Khan. Will the learned Minister please state whether the film literature, on which a question has been raised by the honourable member, includes the production of nude films based on this literature? Are they taking any action in this regard, because this is the basis of the production of nude films? Actually, this "فحش" literature is the basis of the films being shown in the Province.

Mr. Speaker. I think the member is not asking any supplementary information rather he is supplying it.

Mr. Irshad Muhammad Khan. Sir, I am asking whether the Government is taking any action against the obscene literaiure which forms the basis of the production of unde films?

Minister for Information. For the information of the learned member I would state that the film people were summoned and told in clear terms that they should refrain from all such things which result in obscenity and they have given an assurance that, in future, they will see to it that no obscene literature appears in the periodicals pertaining to films.

مسٹر برکت علی غیور ۔ جناب والا ۔ کیا وزیر موصوف فرما سکیں گے کہ محلوں اور گلیوں میں جو لائبریریاں قائم ہیں اور وہاں فحش لٹریچر پہنچ رہا ہے ، ان کے خلاف کوئی کارروائی کی جا رہی ہے ؟

وزیر اطلاعات ۔ جناب والا ۔ ان لوگوں کے خلاف پریس اینڈ پبلکیشنز آرڈیننس کی دفعہ 39 کے تحت کارروائی کی جاتی ہے ۔

ڈاکٹر سردار احمد ۔ جناب والا ۔ کیا وزیر موصوف فرما سکیں گے

کہ آیا ان رسالوں پر پابندی لگانے وقت کسی ماہر نفسیات سے رائے لی جاتی ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ ماہر نفسیات کی بجائے آپ کسی ڈاکٹر کو تجویز کریں تو بہتر ہے ۔ (قہقہہ)

تحصیل احمد پور شرقیہ میں شوگر مل کی تنصیب

* 32 ۔ حکیم فقیر محمد خان چشتی ۔ کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے تحصیل احمد پور شرقیہ میں شوگر مل لگانے کی منظوری دی تھی ۔ اگر ایسا ہے تو اس کے لئے کل کتنی رقم مختص کی گئی تھی ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ مل اب بہاولپور تحصیل میں لگائی جا رہی ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس منصوبے کو موجودہ مالی سال میں پایہ تکمیل تک پہنچانے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر نہیں تو کیوں نیز شوگر مل کے قیام میں تاخیر کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر صنعت (مسٹر قمرالزمان کھگہ) ۔ (الف) جی ہاں ۔ اس منصوبے پر تقریباً 29.97 کروڑ روپے صرف ہوں گے ۔ لیکن ابھی کوئی رقم مختص نہیں کی گئی ۔

(ب) جی نہیں ۔

(ج) جزو (الف) کے جواب کی روشنی میں اس منصوبے کو موجودہ مالی سال 77-1976ء میں مکمل کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔ اور نہ ہی اس منصوبے کی تکمیل میں کوئی تاخیر ہوئی ہے ۔

حکیم فقیر محمد خان چشتی ۔ جناب والا ۔ کیا وزیر موصوف فرما

سکیں گے کہ اس منصوبے کو کس سال میں رکھا گیا ہے اور یہ منصوبہ کب تک تکمیل کو پہنچایا جائے گا؟

وزیر صنعت ۔ جناب والا ۔ یہ منصوبہ اس سال میں آیا ہے اور اگلے مالی سال میں اسے رکھا جائے گا ۔

مسٹر برکت علی غیور ۔ جناب والا ۔ اس منصوبے کی منظوری کب سے دی گئی تھی اور اس کی تکمیل کب تک ہو جائے گی ؟

وزیر صنعت ۔ جناب ، میں ان کا مطلب سمجھ نہیں سکا ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ یہ دریافت کر رہے ہیں کہ یہ منصوبہ کب تک مکمل کیا جائے گا اور اس کی منظوری کب سے دی گئی ہے ۔

وزیر صنعت ۔ جناب والا ۔ اس منصوبے کی منظوری 1975-76ء سے دی گئی تھی اور یہ اس مالی سال میں مکمل ہو جائے گا ۔

حکیم فقیر محمد خان چشتی ۔ جناب والا ۔ متعدد اخبارات میں یہ بیان آیا ہے کہ اس منصوبے کو جلدی پایۂ تکمیل کو پہنچایا جا رہا ہے جس کی وجہ سے بہت سے کسانوں نے پچھلے سال اور اس سے پہلے بھی گنا کاشت کیا تھا ۔ اور کروڑوں روپے کا نقصان ہوا ۔ کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ اس بجٹ میں ان پر ہمدردی ہو سکے گی تاکہ کسان سکھ کا سانس لے سکیں ؟

مسٹر سپیکر ۔ اس بجٹ سے آپ کی مراد سال رواں کا بجٹ ہے یا اگلے سال کا ؟

حکیم فقیر محمد خان چشتی ۔ بجٹ برائے 1977-78ء ۔

مسٹر سپیکر ۔ یعنی آئندہ سال کا ۔

وزیر صنعت ۔ اس میں دو ملیں پایۂ تکمیل کو پہنچیں گی ۔ ایک پتوکی میں اور دوسری پسرور میں ۔ یہ دو آئندہ سال یعنی اگلے سیزن میں کام شروع کریں گی ۔

حکیم فقیر محمد خان چشتی ۔ جناب والا ۔ کیا وزیر موصوف بتائیں

سکیں گے کہ کون سی مل کس وقت پایہ تکمیل کو پہنچے گی اور کب سے کام شروع ہوگا ؟ کیا پروگرام ہے ؟ کچھ وضاحت کریں تا کہ ہم بھی کچھ بتا سکیں ؟

وزیر صنعت - جناب والا - اس کی مشینری 1978ء میں ٹیکسلا سے لی جائے گی اور دسمبر 1979ء تک یہ پایۂ تکمیل کو پہنچ جائے گی -

خان امان اللہ خان شاہانی - جیسا کہ چشتی صاحب نے فرمایا ہے ، پچھلے سال بھی گنا کاشت ہوا تھا اور اس سال بھی کاشت کیا گیا ہے - یہ فرما رہے ہیں کہ 78-1977ء میں مشینیں آئیں گی - یہ صحیح معلومات دیں کہ کب وہ وہاں لگنی شروع ہونگی -

وزیر صنعت - جناب والا - تعمیری کام جولائی 1977ء اور جولائی 1978ء کے درمیان ختم ہوگا - مشینری وہاں 1978ء پہنچنی شروع ہوگی - سیزن اس کا 79-1978ء میں مکمل ہوگا -

حکیم فقیر محمد خان چشتی - کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ اس مل کے لئے کونسی جگہ تشخیص کی گئی ہے ؟ یعنی یہ مل احمد پور شرقیہ کے کون سے گاؤں اور ایریا میں لگ رہی ہے ؟

وزیر صنعت - جناب والا - بہاول پور روڈ صادق گڑھ کے محل کے نزدیک - preliminary site کا انتخاب ہوا ہے - لیکن وہاں زمین کے پانی کا تجزیہ ہو رہا ہے اور اس کے بعد پھر final ہوگی -

حکیم فقیر محمد خان چشتی - جناب والا - کیا اوچ شریف اور احمد پور شرقیہ کے درمیان کوئی رقبہ اس مل کے لئے مختص کیا گیا ہے ؟

وزیر صنعت - ابھی سروے ہو رہا ہے - زیر زمین پانی کے تجزیے کے بعد اس کو final کیا جائے گا - جہاں پانی اچھا ہوا وہاں لگائی جائے گی -

حکیم فقیر محمد خان چشتی - جناب والا - یہ سروے کب تک مکمل ہوگا ؟

وزیر صنعت - میرے خیال میں planning کے ساتھ ساتھ یہ بھی مکمل ہو جائے گا -

شوگر مل راھوالی میں گنے پر محصول کی رقم

*45- راجہ جمیل اللہ خان ۔ کیا وزیر خوراک از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) پچھلے پانچ سالوں کے دوران شوگر مل راھوالی کی انتظامیہ نے گنے پر محصول کے طور پر ہر سال کتنی رقم جمع کی -

(ب) نیز اس سلسلے میں مذکورہ شوگر مل نے خود کتنی رقم ادا کی -

(ج) مذکورہ رقم میں سے کتنی رقم خرچ کی گئی اور یکم جون 1977ء کو کتنی رقم بقایا تھی ؟

وزیر خوراک (مسٹر غلام محمد احمد خان مانیکا) - (الف) پچھلے پانچ سال یعنی 1971-72ء تا 1975-76ء میں کل رقم مبلغ 15,15,025 روپے جمع کرائی گئی جس کی سال بہ سال تفصیل حسب ذیل ہے -

مالی سال	کل رقم
نمبر 1 ۔ 1971-72ء	1,50,828 روپے
نمبر 2 ۔ 1972-73ء	1,18,162 روپے
نمبر 3 ۔ 1973-74ء	2,68,821 روپے
نمبر 4 ۔ 1974-75ء	4,62,033 روپے
نمبر 5 ۔ 1975-76ء	5,15,181 روپے

(ب) 7,57,512.50 -

(ج) جہاں تک رقم خرچ کرنے اور یکم جون 1977ء تک بقایا کا تعلق ہے ، صحیح اعداد و شمار متعلقہ دفاتر سے اکھٹے کرنے کے لئے کوشش کی جا رہی ہے ، جس کے لئے وقت درکار ہے -

Mr. Speaker. I think this is incomplete and interim answer. The question may be repeated for the next time. The question hour is over.

اراکین اسمبلی کی رخصت

راؤ مراتب علی خان

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست (تار) راؤ مراتب علی خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

Feeling unhealthy. House is requested for three days leave.

مسٹر سپیکر۔ سوال یہ ہے:

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مخدوم محمد بخش

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست مخدوم محمد بخش صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

گزارش ہے کہ میں مورخہ 6-6-1977 کو بوجہ بخار اسمبلی کے اجلاس میں نہیں آسکا۔ اس لئے رخصت عطا فرمائی جائے۔

مسٹر سپیکر۔ سوال یہ ہے:

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں مشتاق حسین ڈوگر

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست میاں مشتاق حسین ڈوگر صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

میں اپنے بھتیجے کی وفات کی وجہ سے مورخہ 6 جون بروز سوموار اسمبلی کے اجلاس میں

حاضر نہیں ہو سکا ۔ اس دن کی رخصت عطا
فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

سید ارشاد حسین شاہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست سید ارشاد حسین شاہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گزارش ہے کہ راقم ایک ہفتہ سے بیمار ہے ۔
دور دراز کا سفر مضر صحت ہے ۔ براہ مہربانی
6 جون 1977ء لغایت آخر جون 1977ء
رخصت منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

راجہ غلام کبریا خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست راجہ غلام کبریا خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

Respectfully I submit that I am busy with an urgent private business and unable to attend the Assembly Session.

Kindly allow me leave for 14th & 15th June, 1977.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

تحاریک التوائے کار

قومی اتحاد کے کارکنوں پر پولیس کا تشدد

مسٹر سپیکر ۔ سردار زادہ ظفر عباس ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 9 جون 1977ء کے مطابق پتوکی سے قومی اتحاد کے کارکن نے ایک برقیہ میں اس امر کی شکایت کی ہے کہ ایک طرف حکومت حزب اختلاف سے مذاکرات کر رہی ہے ۔ لیکن دوسری طرف پیپلز پارٹی کے صوبائی اور قومی اسمبلی کے ممبران کی شہ پر قومی اتحاد کے کارکنوں کو جیل بھیجا جا رہا ہے ۔ راؤ مقصود علی ایس۔ایچ۔او نے بیس کارکنوں کے خلاف سیاسی رنجش کی بنا پر جھوٹے مقدمات قائم کئے ہیں ، دو کارکنوں ، محمد یوسف اور اکبر علی پر پولیس سٹیشن پر تشدد کیا گیا جس کی وجہ سے وہ چلنے پھرنے سے معذور ہو گئے ہیں ۔ پولیس کے اس منتقمانہ رویے کے خلاف عوام میں سخت اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کچھ افراد موجودہ سیاسی اختلافات سے فائدہ اٹھا کر اپنے جرائم اور اپنے خلاف الزامات پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں ۔ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے ۔ اس سارے معاملے میں سیاست کو کوئی دخل نہیں ۔ حزب اختلاف یا پاکستان پیپلز پارٹی کو بھی کوئی دخل نہیں ۔

جناب والا ۔ واقعات یہ ہیں کہ پولیس سٹیشن پتوکی میں مورخہ 28 مئی 1977ء کو زیر دفعہ 307 ۔ 148 اور 149 تعزیرات پاکستان ملزمان یوسف اور اکبر علی پسران جلال دین کے خلاف تھانے میں ایف۔آئی۔آر درج ہوئی ۔ واقعات کے مطابق ملزمان یوسف اور اکبر درانتی ، سوٹے وغیرہ سے مسلح تھے اور ان کے ہمراہ کئی دوسرے اشخاص جن میں عطا محمد ولد مہر دین اکبر ولد ملوکا اور اقبال ولد نواب مسلح با آتشیں اسلحہ از قسم رائفل اور پستول

تھے جن کے خلاف یہ الزام ہے کہ انہوں نے ہم مشورہ ہوکر مدعیان محمد حسین ولد احمد دین وغیرہ پر قاتلانہ حملہ کیا جس کے نتیجے میں محمد حسین کو پانچ ضربات آئیں جن میں سے ایک ضرب تیز دھار آلے سے پہنچائی گئی تھی جو زیر مشاہدہ ہے ۔ احمد دین کو چار ضربات پہنچائی گئیں جن میں سے ایک ضرب شدید ہے ۔ ملزمان اکبر و یوسف کو دو سادہ چوٹیں آئیں ۔ وجہ عناد یہ ہے کہ شوکت علی جو کہ اکبر کا چچا زاد بھائی ہے ، مدعی محمد حسین کی بھابی سے مبینہ طور پر ناجائز تعلقات رکھتا ہے ۔ جہاں تک یوسف و اکبر ملزمان کی چوٹوں کا تعلق ہے میڈیکل افسر کی رپورٹ مورخہ 10 جون 1977ء کے مطابق یہ چوٹیں بالکل خفیف تھیں اور معائنے کے وقت روبصحت تھے اور طبی معائنہ ان کی استدعا پر اسسٹنٹ کمشنر چونیاں کے حکم پر کیا گیا ۔ بعد ازاں 29 اور 30 مئی 1977ء کی رات کو عطا محمد اور اکبر علی ملزمان نے بندوق اور پستول سے مسلح ہو کر امانت پر حملہ کر کے اسے مجروح کیا ، جس کی وجہ یہ تھی کہ امانت علی نے پہلے مذکور مدعی محمد حسین کی مدد کی تھی ، جس کی انہیں رنجش تھی ۔ امانت علی کو گولی کا ایک زخم آیا جو زیر مشاہدہ ہے ۔ دوران تفتیش جائے وقوعہ سے 12 بور کارتوس کا ایک خول بھی دستیاب ہوا ۔ میڈیکل افسر نے زخمی امانت علی کے جسم سے چھرے نکال دیئے ہیں ۔ ملزمان اکبر علی اور یوسف علی پسران جلال دین خطرناک گروہ سے تعلق رکھتے ہیں ۔ مختلف پولیس سٹیشنوں پر چوری اور مار پیٹ کے مقدمات میں ملوث رہے ہیں ۔ مقصود احمد ایس۔ایچ۔او تھانہ پتوکی ان مقدمات کی تفتیش کر رہا ہے ۔ یہ ٹھیک ہے کہ ملزمان مورخہ 11 جون 1977ء تک پولیس کی تحویل میں رہے تاکہ آلات ضرب برآمد کئے جا سکیں ۔ مقدمات کی تفتیش حسب قانون ہو رہی ہے اور کسی قسم کی جانبداری نہیں برتی جا رہی ۔

جناب والا ۔ یہ واضح ہے کہ ان حالات میں نہ علاقے میں اضطراب ہو سکتا ہے اور نہ ہی لوگ پریشان ہو سکتے ہیں ، بلکہ لوگ تو اللہ کا شکر بجا لاتے ہیں کہ ان کے علاقے میں ایسے لوگ جو جرم کا ارتکاب کرتے ہیں اور آتشیں اسلحہ استعمال کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے ، پولیس ان کے خلاف

مناسب کارروائی کر رہی ہے ۔ اس لئے میں جناب والا سے استدعا کرتا ہوں کہ اس تحریک کو مسترد فرما جائے ۔

Mr. Speaker. Do you press this motion ?

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ میں اس موشن کو اس وجہ سے پریس نہیں کرتا کہ وزیر موصوف نے اس پر کافی تبصرہ کیا ہے ۔ میرے پاس تو صرف اخبار کی خبر تھی ، اس لئے میں اس پر مزید کچھ نہیں کہہ سکتا ۔

Mr. Speaker. The motion is not pressed.

ضلع سیالکوٹ میں کلووال روڈ کی مرمت میں ناقص میٹریل کا استعمال

مسٹر سپیکر ۔ سردار زادہ ظفر عباس یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "مغربی پاکستان" مورخہ 9 جون 1977ء کے مطابق ضلع سیالکوٹ میں کلووال روڈ پر مرمت کا کام ایک عرصے کے بعد شروع کیا گیا ہے ۔ لیکن مرمت کے اس کام میں بھی ناقص میٹیریل استعمال کیا جا رہا ہے ۔ مرمت کے باوجود جگہ جگہ گڑھے بدستور ہیں ۔ سڑک کی اس ناقص صورتحال سے عوام میں سخت اضطراب اور بے چینی پیدا ہو گئی ہے ۔

It is quite clear that the matter, proposed to be discussed in this Adjournment Motion, is not of such an importance as to adjourn the proceedings of this Assembly. The motion is ruled out.

قصور میں بجلی کی ناقص صورت حال

مسٹر سپیکر ۔ سردار زادہ ظفر عباس یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "مغربی پاکستان" مورخہ 9 جون 1977ء کے مطابق قصور میں بجلی کی

ناقص سپلائی روز مرہ کا معمول بن چکا ہے اور شہر کے مختلف علاقوں میں اس گرمی کے موسم میں بجلی کئی کئی گھنٹے بند رہتی ہے - جس کا بڑی وجہ یہ ہے کہ شہر میں تقریباً تیس سال قبل تار لگائے گئے تھے - اب بجلی کے یہ پرانے تار لوڈ برداشت نہیں کر سکتے اور بجلی اکثر غائب رہتی ہے - بجلی کی اس ناقص صورت حال سے عوام میں سخت اضطراب اور بے چینی پائی جاتی ہے -

وزیر قانون - جناب والا - میرے فاضل دوست یہ بات میرے نوٹس میں لائے ہیں ، میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں - میں کوشش کروں گا کہ آئندہ اس علاقے میں اس قسم کی کوئی شکایت پیدا نہ ہو -

Mr. Speaker. Do you press this motion ?

سردار زادہ ظفر عباس - جناب والا - ان کی یقین دہانی کی وجہ سے میں اس کو پریس نہیں کرتا -

Mr. Speaker. This motion is not pressed.

قصبہ سمبڑیال (سیالکوٹ) کے سول ہسپتال میں لیڈی ڈاکٹر کی عدم موجودگی

مسٹر سپیکر - سردار زادہ ظفر عباس یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے - مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "مغربی پاکستان" مورخہ 9 جون 1977ء کے مطابق قصبہ سمبڑیال کے سول ہسپتال میں کوئی بھی لیڈی ڈاکٹر اس وقت نہیں - قصبہ سمبڑیال تقریباً 100 دیہات میں مرکزی اہمیت کا حامل ہے اور لوگ علاج معالجے کے لئے اس کے ہسپتال سے رجوع کرتے ہیں - لیکن لیڈی ڈاکٹر نہ ہونے کی وجہ سے خواتین کو علاج معالجے میں سخت دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے - اس صورت حال سے قصبہ سمبڑیال اور آس پاس کے عوام میں سخت اضطراب اور بے چینی پیدا ہو گئی ہے -

وزیر صحت - جناب سپیکر - میں اس تحریک کی مخالفت کرتا ہوں

اور فاضل محرک کی اطلاع کے لئے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ دراصل سمبڑیال کی ڈسپنسری کو اس وقت ہسپتال کی شکل نہیں دی گئی ۔ یہ ڈسپنسری ہے اور ڈسپنسریوں کی ایک سٹینڈرڈ فہرست ہم نے مرتب کی ہوئی ہے جس میں مختلف درجات کے ہسپتالوں کے لئے مختلف قسم کا عملہ تعینات ہوتا ہے ۔ اس ڈسپنسری میں ایک میڈیکل افسر ، ڈسپنسر اور دائی کی گنجائش ہے ۔ یہ ہسپتال کے قواعد و ضوابط پورے نہیں کرتی ۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ میں فاضل محرک اور اس ایوان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ موجودہ حکومت ملک میں ڈاکٹروں اور لیڈی ڈاکٹروں کی اس کمی سے غافل نہیں ۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ موجودہ حکومت نے آج تک اس شعبے میں جتنی کارکردگی دکھائی ہے ، کسی سابقہ حکومت نے اس طرف اتنی توجہ نہیں دی ۔ جناب والا ۔ جب پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت بنی تو اس سے پہلے پنجاب کے صوبہ میں چار میڈیکل کالج تھے ۔ چنانچہ پاکستان پیپلز پارٹی کی گورنمنٹ نے صوبے میں سات ہسپتال قائم کئے ہیں ، جب کہ 1971ء میں صوبے میں ڈاکٹروں کی کل تعداد جو کہ تعلیم یافتہ ہو کر کالج سے نکلتے تھے 549 کے قریب تھی ۔ آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ تعداد 1783 ہے ، یعنی ڈاکٹروں کی تعداد میں 1971ء کی نسبت 1234 کا اضافہ ہوا ہے ۔ چونکہ وہاں لیڈی ڈاکٹر کی تعیناتی کی گنجائش ہی نہیں ، اس لئے ان حالات کے پیش نظر میں یہ چاہتا ہوں کہ فاضل محرک اپنی تحریک پر زور نہ دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ سردار زادہ صاحب ۔ کیا آپ کو یہ اطلاع تھی کہ وہاں ایک لیڈی ڈاکٹر موجود تھی ۔ لیکن اب کئی ماہ سے وہاں موجود نہیں ؟

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جی جناب والا ۔ جی اطلاع ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس اطلاع کی تو معتبر ذرائع سے تردید ہو چکی ہے ؟

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جی ، جناب والا ۔

Mr. Speaker. Do you press this motion ?

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جی نہیں ۔

Mr. Speaker. The motion in not pressed.

لاہور کے چند علاقوں میں فراہمی آب میں تعطل

مسٹر سپیکر ۔ سردار زادہ ظفر عباس یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 13 جون 1977ء کے مطابق شام نگر ، چوبرجی گارڈنز ، بلال پارک ، مسلم کالونی اور راج گڑھ میں پینے کا پانی بند کر دیا گیا ہے ۔ ان آبادیوں کے مکینوں نے بار ہا لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے شعبہ "واسا" سے پینے کا پانی بحال کرنے کی اپیل کی ۔ لیکن "واسا" کی طرف سے تا حال کوئی اقدام نہیں کیا گیا ۔ اس شدت کی گرمی میں ان آبادیوں کے مکین پانی جیسی بنیادی ضرورت سے محروم ہیں ۔ فراہمیٔ آب میں اس تعطل کی وجہ سے ان آبادیوں کے مکینوں میں سخت اضطراب اور شدید غم و غصہ پیدا ہوگیا ہے ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔ نیز مجھے اس کا نوٹس بھی وصول نہیں ہوا ۔

Mr. Speaker. It will be taken up tomorrow. Will you be able to reply this motion tomorrow, because we will be meeting at 8.30 a. m. ?

Minister for Education. Yes Sir, But tomorrow, I think, supplementary budget will be presented.

Mr. Speaker. Yes.

Minister for Education. Then when sir ?

Mr. Speaker. On the next working day.

سلطان پورہ (لاہور) کی تیس ہزار کی آبادی کے لئے صرف ایک گرلز ہائی سکول کے باعث بچیوں کے داخلے کی تکلیف دہ صورت حال

مسٹر سپیکر ۔ سردار زادہ ظفر عباس یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ

ایک موصولہ مراسلے کے مطابق لاہور کی بستی محلہ سلطان پورہ کی آبادی تقریباً تیس ہزار نفوس پر مشتمل ہے ۔ اتنی بڑی آبادی کے لئے صرف ایک گرلز ہائی سکول ہے ، جس کی وجہ سے اس آبادی میں بچیوں کا داخلہ ایک انتہائی لاینحل مسئلہ بنا ہوا ہے ۔ داخلے کی اس تکلیف دہ صورت حال کے باعث آبادی کے عوام میں سخت اضطراب اور بےچینی کی لہر دوڑ گئی ہے ۔

سردار زادہ صاحب ، یہ فرمائیں کہ یہ اسی قسم کی صورت حال صوبے میں بہت سی دوسری جگہوں پر بھی ہوگی ۔ یہ اتنی اہمیت کا کیسے حامل ہے کہ اس کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے ؟

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ اگر فوری طور پر متبادل جگہ کا انتظام نہ کیا گیا تو بچیوں کا ایک سال ضائع ہو جائے گا ۔ یہ محلہ بہت گنجان ہے ۔

Mr. Speaker. The matter, proposed to be discussed in this Adjournment Motion, is a continuing grievance. The motion is ruled out of order.

سلطان پورہ (لاہور) میں راشن ڈپو ہولڈرز کا عوام کے ساتھ غیر شائستہ رویہ

مسٹر سپیکر ۔ سردار زادہ ظفر عباس یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک موصولہ مراسلے کے مطابق لاہور کی ایک بستی محلہ سلطان پورہ کے مکینوں نے اس امر پر شدید تشویش کا اظہار کیا ہے کہ محلے میں راشن ڈپو صرف ان لوگوں کے پاس ہیں جو پیپلز پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں ۔ یہ ڈپو ہولڈرز عوام کو مہینے میں صرف ایک بار راشن دیتے ہیں اور دوسری بار انکار کر دیتے ہیں ۔ اگر انکار کی وجہ پوچھی جائے تو راشن کارڈ پر اندراج کر کے کارڈ کو باہر پھینک دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سیکرٹری جنرل پیپلز پارٹی کے حکم پر ہم نے الیکشن پر رقم خرچ کی ہے ۔ اب اسی طرح ان ڈپوؤں سے

پوری کرنی ہے ۔ راشن ڈپو ہولڈران کے اس رویہ کے خلاف آبادی کے عوام میں سخت ہیجان و اضطراب کی فضا پیدا ہو گئی ہے ۔

سردار زادہ صاحب ۔ یہ شکایت ایک ڈپو ہولڈر کے خلاف ہے یا اس علاقے کے تمام ڈپو ہولڈروں کے خلاف ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ اس علاقے میں ایک ڈپو ہولڈر ہے ۔ میرے پاس ایک وفد آیا تھا ۔ اس نے یہ بڑی تفصیل سے لکھ کر دیا ہے ۔ تین چار کیسز اور بھی ہیں ۔ ان کے بارے میں تین چار تحاریک التوا بھی ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ نے فرمایا ہے ۔ "وہ دوسری بار صاف انکار کر دیتے ہیں ، اگر انکار کی وجہ پوچھی جائے تو راشن کارڈ پر اندراج کر کے کارڈ کو باہر پھینک دیتے ہیں" ۔ اس سے مراد تو تمام ڈپو ہولڈرز ہیں ؟

سردار زادہ ظفر عباس ۔ یہ جنرل پریکٹس ہے ۔ تحریک میں ایک کے متعلق ہی ذکر کیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ چند ڈپو ہولڈروں کے اس رویے کے خلاف ہے ۔ آپ راشن ڈپو ہولڈر کہتے ہیں ۔ آپ ایک راشن ڈپو ہولڈر کے متعلق فرما رہے ہیں ؟

سردار زادہ ظفر عباس ۔ ارد گرد کے بھی ہیں ۔ جو ایک خاص ہے اس کے متعلق بھی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں صاحب ۔ اگر آپ سلطان پورہ محلہ کے متعلق کچھ فرمانا چاہیں تو فرما دیں ، یا اس کے متعلق کوئی یقین دہانی کرانا چاہیں تو کرا دیں ۔

وزیر خوراک ۔ جناب والا ۔ میں اس کے متعلق مہلت چاہوں گا ۔ تحقیقات کر کے پھر جواب دوں گا ۔ ان کا الزام بے بنیاد ہے ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ اگر وزیر صاحب اس کی انکوائری کرالیں تو یہ تحریک التوا بھی ختم ہو جائے گی ۔

وزیر قانون - جناب والا - حزب اختلاف کو شاید اس بات کا علم نہیں کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں پاکستان پیپلز پارٹی کو 99 فی‌صد ووٹ ملے تھے - جتنی تعداد آپ کے مراسلے میں لکھی ہوئی ہے ، غالباً اتنے وہاں حزب اختلاف کے ووٹر بھی نہیں - یہ سیاسی شرارت بھی ہو سکتی ہے - لیکن میں اسے سیاسی شرارت نہیں کہتا - حزب اختلاف اور حکومت کے درمیان جو مذاکرات ہو رہے ہیں ، بہت سے لوگ ان میں رکاوٹ ڈالنے کے لئے اس قسم کی کوشش کرتے ہیں - اگرچہ میں اس محکمے کا وزیر نہیں - لیکن میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ جب بھی وہ چاہیں میں انہیں سلطان پورہ لے جانے کو تیار ہوں -

سردار زادہ ظفر عباس - جناب والا - اسی لئے میں نے کہا ہے کہ اس فضا میں کوئی آلودگی پیدا نہ ہو - درخواست لے لی جائے اور اس پر مناسب انکوائری کرا لی جائے -

وزیر قانون - آپ درخواست لے لیں - ہمیں اس میں کوئی عار نہیں - سیاسی طور پر ہم اسے کچھ نہیں سمجھتے ، مگر فاضل قائد حزب اختلاف مناسب سمجھیں یا ان کے پاس وقت ہو ، جب چاہیں ، میں لاہور کے عوام کا نمائندہ ہونے کی حیثیت سے انہیں دعوت دیتا ہوں ، میں ان کے ساتھ جانے کو تیار ہوں -

سردار زادہ ظفر عباس - مہربانی -

Mr. Speaker. I think you don't press this motion.

Sardarzada Zafar Abbas. Yes.

Mr. Speaker. The motion is not pressed.

تحصیل فیروز والا میں ٹیوب ویلوں کے بند ہونے سے چاول کی پنیری کی تباہی

مسٹر سپیکر - سردار زادہ ظفر عباس یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے - مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ

"نوائے وقت" 13 جون 1977ء کے مطابق تحصیل فیروز والا کے علاقے میں متعدد سرکاری ٹیوب ویل بند ہونے سے چاول کی بروقت کاشت نہ ہونے کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے ۔ مقامی کاشتکاروں اور زمینداروں کے مطابق ٹیوب ویلوں کی مسلسل بندش کی وجہ سے تقریباً ایک ہزار ایکڑ رقبہ پر پنیری تباہ ہو گئی ہے ۔ بار بار توجہ دلانے کے باوجود محکمہ آبپاشی نے دیدہ دانستہ لاپروائی کا مظاہرہ کر کے کاشتکاروں کو نقصان پہنچانے کا ارتکاب کیا ہے ۔ محکمہ آبپاشی کے متعلقہ عملے کی اس مسلسل غفلت اور لاپروائی کے خلاف علاقے کے عوام میں سخت اضطراب اور شدید غم و غصہ پیدا ہو گیا ہے ۔

Is there no opposition to this motion ?

وزیر آبپاشی ۔ جناب والا ۔ یہ تحریک التوا مجھے ابھی موصول نہیں ہوئی ۔ اگر آپ اجازت دے دیں تو اگلی دفعہ پر رکھ لیں ۔

Mr. Speaker. It will be taken up on the next working day.

ڈسکہ غربی ضلع سیالکوٹ میں حفیظ رسول کی بطور اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسر خلاف ضابطہ تعیناتی

مسٹر سپیکر ۔ سردار زادہ ظفر عباس یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ 13 جون 1977ء کو موصولہ مراسلے میں یہ انکشاف کیا گیا ہے کہ حال ہی میں ڈسکہ غربی ضلع سیالکوٹ میں حفیظ رسول کو خلاف ضابطہ بطور اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسر تعینات کیا گیا ہے ۔ محکمۂ تعلیم سیالکوٹ نے بیس سینئر اساتذہ کے نام ڈائریکٹر ایجوکیشن لاہور ڈویژن کو بھیجے تاکہ خالی آسامیوں کے لئے مستحق اساتذہ کو تعینات کیا جا سکے ۔ اس فہرست میں حفیظ رسول کا نام شامل نہ تھا کیوں کہ وہ گریڈ نمبر 14 اور ضلع ھذا کی سینیارٹی لسٹ میں سترھویں نمبر پر تھے ۔ محکمہ تعلیم کے حکام نے حق دار اساتذہ ، جن کے نام فہرست میں شامل تھے ، کو نظر انداز کر کے ایک غیر مستحق استاد کی بطور اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسر تعیناتی کے احکام صادر کر دئے ۔ محکمہ تعلیم

کی طرف سے اس خلاف ضابطہ تعیناتی سے ضلع سیالکوٹ کے اساتذہ میں سخت اضطراب اور بے چینی پیدا ہو گئی ہے۔

The matter proposed to be discussed in this adjournment motion pertains to an individual grievance. It is therefore, ruled out of order.

مسودات قانون

مسودہ قانون (ترمیم) محصول اراضی پنجاب مصدرہ 1977ء (جاری)

Mr. Speaker. We will now resume discussion on the Punjab Lands Improvement Tax (Amendment) Bill, 1977.

Minister for Law. I have further studied the Bill and, prima facie, I am of the view that this amendment was not called for, but still I would like to have some time to further study the Bill. May be, I withdraw the Bill if I come to the conclusion that the present amendment was not called for and the Act, as it was, is alright. In that case, on some other occasion, I would request the Chair to permit me to withdraw this Bill.

Mr. Speaker. Do you mean to say that consideration of this Bill should be deferred ?

Minister for Law. This is my request that, for the time being, it may be deferred, because I and the Department are of the view that this amendment was not necessary. Therefore if I come to that conclusion, I would, at a later stage, beg of the Chair to permit me to withdraw the Bill. Today, I only request that consideration of the Bill may be deferred.

Mr. Speaker. Have you any objection ?

Sardarzada Zafar Abbas. No objection, Sir.

Mr. Speaker. Consideration of this Bill is postponed. Next motion please.

مسودہ قانون (ترمیم) بحالی اراضی پنجاب مصدرہ 1977ء

وزیر آبپاشی - جناب والا - میں دی پنجاب سوئیل ریکلیمیشن (امنڈمنٹ) بل 1977ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر - دی پنجاب سوئیل ریکلیمیشن (امنڈمنٹ) بل 1977ء پیش ایوان ہے ۔

وزیر آبپاشی و جیل خانہ جات ۔ جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ جہاں تک مسودہ قانون (ترمیم) بحالی اراضی پنجاب مصدرہ 1977ء کا تعلق ہے ، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1973ء کے قاعدہ نمبر 77 کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کردہ یہ ہے :

> کہ جہاں تک مسودہ قانون (ترمیم) بحالی اراضی پنجاب مصدرہ 1977ء کا تعلق ہے ، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1973ء کے قاعدہ نمبر 77 کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

وزیر آبپاشی و جیل خانہ جات - جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ مسودہ قانون (ترمیم) بحالی اراضی پنجاب مصدرہ 1977ء فی‌الفور زیر غور لایا جائے ۔

مسٹر سپیکر - تحریک پیش کردہ یہ ہے :

> کہ مسودہ قانون (ترمیم) بحالی اراضی پنجاب مصدرہ 1977ء فی‌الفور زیر غور لایا جائے ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا - میں اس کی مخالفت کرتا ہوں :

Minister for Irrigation and Jails. Mr. Speaker Sir, as far as proper execution of schemes is concerned if this amendment is not brought in, this will cause a lot o. delay in the execution of new schemes. Under the existing powers the Administrator is not in a position to delegate certain powers regarding framing of Chakbandis and Warabandis unde the Act to the canal Officers which are necessary for equitable and efficient distribution of available Tubewell-cum-Canal supplies, promoting measures for speedy reclamation etc. Hence the amendment of the Soil Reclamation Act, 1952 envisaging provision for additional powers to the Administrator under Section 79 of the said Act is proposed through the present Bill.

مسٹر سپیکر - سردار زادہ ظفر عباس -

سردار زادہ ظفر عباس - جناب والا - اس بل کے ذریعے بہت سے اختیارات ایڈمنسٹریٹر کو دیئے گئے ہیں - میں گزارش کروں گا کہ اتنے زیادہ اختیارات ایڈمنسٹریٹر کے پاس نہیں ہونے چاہئیں ، اس لئے میں اس کی مخالفت کرتا ہوں -

وزیر آبپاشی و جیل خانہ جات - جناب والا - جہاں تک اختیارات کا سوال ہے یہ تمام اختیارات پہلے بورڈ کو حاصل تھے اور اب صرف ایڈمنسٹریٹر کو دیئے جا رہے ہیں -

Mr. Speaker. The question is :

> That the Punjab Soil Reclamation (Amendment) Bill, 1977, be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

(**Clause 2**)

Mr. Speaker. Clause 2 is under consideration.

The question is :

> That Clause 2 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(Clause - 1)

Mr. Speaker. Clause 1 is under consideration.

The question is :

> That Clause 1, do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(Short Title)

Mr. Speaker. The question is :

> That Short Title and Commencement do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(Preamble)

Mr. Speaker Preamble is under consideration.

The question is :

> That Preamble do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(Long Title)

Mr. Speaker. As there is no amendment to Long Title, it froms part of the Bill.

وزیر آبپاشی و جیل خانہ جات ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ دی پنجاب سوئیل ریکلیمیشن (امنڈمنٹ) بل 1977ء منظور کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کردہ یہ ہے :

> کہ دی پنجاب سوئیل ریکلیمیشن (امنڈمنٹ) بل 1977ء منظور کیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسودہ قانون (اصلاحات امتحانات) پبلک سروس کمیشن پنجاب مصدرہ 1977ء

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب والا ۔ میں دی پنجاب پبلک سروس کمیشن ایگزامینیشن ریفارمز بل 1977ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ دی پنجاب پبلک سروس کمیشن ایگزامینیشن ریفارمز بل 1977ء پیش ایوان ہے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ جہاں تک دی پنجاب پبلک سروس کمشن ایگزامینیشن ریفارمز بل 1977ء کا تعلق ہے ، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1973ء کے قاعدہ نمبر 77 کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کردہ یہ ہے :

> کہ جہاں تک دی پنجاب پبلک سروس کمشن ایگزامینیشن ریفارمز بل 1977ء کا تعلق ہے ، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1973ء کے قاعدہ نمبر 77 کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں :

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ ہم سب اس حقیقت سے آگاہ ہیں کہ ابھی تک سٹینڈنگ کمیٹیوں کی تشکیل نہیں ہوئی ۔ لیکن محض اس وجہ سے قانون سازی کے کام کو روکا نہیں جا سکتا ۔ اس لئے میں استدعا کرتا ہوں کہ اس تحریک کو منظور کیا جائے ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ میں نے اس بل پر ترامیم دی ہوئی ہیں جو ابھی تک ایوان میں نہیں پہنچیں ۔

مسٹر سپیکر - سردار زادہ صاحب ، آپ نے اسی میں ترمیم دی ہوئی یا کسی کلاز میں ؟

سردار زادہ ظفر عباس - جناب والا - اس میں بھی ترمیم دی ہے - اس کے علاوہ دو تین اور کلازوں میں بھی ترامیم دی ہیں - اگر آپ فرمائیں تو میں زبانی پیش کر دوں -

مسٹر سپیکر - جہاں تک اس تحریک کا تعلق ہے - اس میں آپ کیا ترمیم دے سکتے ہیں ؟

سردار زادہ ظفر عباس - جناب والا - اس میں میں نے کہا تھا کہ یہ پبلک سروس کمشن جو ہے - - - -

مسٹر سپیکر - سردار زادہ صاحب آپ کی وہ ترمیم تو اگلی تحریک میں تھی - اس میں نہیں - یہ تو قواعد انضباط کار کے متعلق ہے -

سردار زادہ ظفر عباس - جناب والا - میں تو صرف آپ کے نوٹس میں یہ بات لایا ہوں کہ جو ترامیم میں نے دی ہیں وہ ابھی تک هاؤس میں نہیں پہنچ سکیں -

مسٹر سپیکر - بہر حال پہلے آپ اس تحریک کی مخالفت فرمالیے ، اس پر بحث فرمالیے ، اس کو هاؤس میں پیش کرنے دیجئے اور اس پر فیصلہ ہونے دیجئے - پھر وہ بات آئے گی -

سردار زادہ ظفر عباس - ٹھیک ہے - لیکن میں نے سوچا کہ پہلے ہی جناب والا کے نوٹس میں لے آؤں - اس سلسلے میں میں یہ عرض کروں گا کہ پبلک سروس کمشن ایک بہت بڑا ادارہ ہے - اس میں سرکار کے بہت بڑے عہدیدار ہیں جن کے ساتھ اس بل کا تعلق ہے - ایسے حالات میں اتنی جلدی کرنا مناسب نہیں ، کیوں کہ یہ بہت سوچ بوجھ کا کام ہے - اس میں بہت اونچے درجے کے افسر اور اس کے ساتھ ہی ساتھ بہت اونچے عہدوں کے عہدوار ملوث ہوں گے ، اس لئے اس بل کو رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے بھیجنا چاہیے -

وزیر قانون و پارلیمانی امور - جناب والا - فاضل قائد حزب اختلاف

نے اپنے جن خدشات کا ذکر کیا ہے ، میں سمجھتا ہوں کہ ان کی کوئی بنیاد نہیں - حقیقت میں یہ مسئلہ جو بل کی صورت میں آج ایوان میں پیش ہے ، آج سے برسوں پہلے پیدا ہوا تھا - اس قسم کے الزامات سننے میں آئے تھے کہ پرچے leak ہو جاتے ہیں اور اس قسم کی malpractices ہیں - یہ الزامات بہت پہلے حکومت مغربی پاکستان کے زمانے سے چلے آ رہے ہیں - انہوں نے ایک ٹریبونل مقرر کیا کہ وہ اس قسم کے الزامات کی انکوائری کرے کہ آیا سوالات کے پرچوں میں leakage ہوئی ہے ، بعد میں نمبر لگوانے کی کوشش کی جاتی ہے یا اس قسم کے دوسرے الزامات ہوسکتے ہیں - چنانچہ موجودہ بل کی کافی طویل تاریخ ہے جس میں وقتاً فوقتاً محکموں سے اس ٹریبونل کے پیش نظر جو رپورٹس آئی ہیں ان پر غور و فکر ہوتا رہا - حکومت پنجاب اس پر غور و فکر کرتی رہی اور آج یہ بل اس صورت میں اس معزز ایوان میں پیش کیا گیا ہے - اس سے aims and objects میں یہ بات بڑے واضح طور پر دی گئی ہے -

> In order to eradicate malpractices such as pre-mature disclosure of question papers, replacement of answet books, awarding marks with dishonest intention . . . .

میرا اندازہ تھا کہ فاضل قائد حزب اختلاف اس تحریک کی تائید کریں گے اور ایوان اس کو متفقہ طور پر منظور کر لے گا - وہ باتیں ختم ہو جائیں گی جو ہمارے معاشرے کو گھن کی طرح کھا رہی ہیں - ہونہار اور قابل بچے اپنا حق لینے سے محروم رہ جاتے ہیں - عوام دشمن لوگ ناجائز طریقے سے ان پر سبقت لے جاتے ہیں اور وہ قابل بچے جو یونیورسٹیوں میں اچھی پوزیشن رکھتے ہیں اور ملک کی خدمت کا جذبہ رکھتے ہیں ، محروم رہ جاتے ہیں - اس قباحت کا سد باب کرنے کے لئے یہ بل پیش کیا گیا ہے - میں قائد حزب اختلاف سے استدعا کروں گا کہ جس طرح پہلے بل کو متفقہ طور پر منظور کیا گیا ہے ، اس بل کو بھی منظور کر لیا جائے -

مسٹر سپیکر - مہر محمد ظفراللہ بھروانہ صاحب - وزیر قانون صاحب نے

یہ تحریک پیش کی ۔ قائد حزب اختلاف نے اس کی مخالفت میں تقریر کی اور وزیر قانون صاحب نے اس کا جواب دیا ، اس کے بعد اب اس پر بحث نہیں ہوسکتی۔

وزیر اطلاعات - پوائنٹ آف ایکسپلینیشن - جناب والا - میں نے وقفۂ سوالات میں جوابات دیتے وقت "چٹان" اور "اسلامی جمہوریہ" کا ذکر کیا تھا - اس کی interim suspension بحال کی گئی ہے - یہ مسئلہ ابھی ہائی کورٹ میں ہے - It should be deleted

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

> کہ جہاں تک دی پنجاب پبلک سروس کمشن ایگزامینیشن ریفارمز بل 1977ء کا تعلق ہے ، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1973ء کے قاعدہ نمبر 77 کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ دی پنجاب پبلک سروس کمشن ایگزامینیسن ریفارمز بل 1977ء فی‌الفور زیر غور لایا جائے ۔

مسٹر سپیکر - یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

> کہ دی پنجاب پبلک سروس کمشن ایگزامینیشن ریفارمز بل 1977ء فی‌الفور زیر غور لایا جائے ۔

Sardarzada Zafar Abbas. Opposed.

Mr. Speaker. There is an amendment by you. Please move.

Sardarzada Zafar Abbas. Sir I move :

> That the Punjab Public Service Commission Examination Reforms Bill, 1977 be circulated for the pur-

pose of eliciting opinion thereon by the 30th June, 1977.

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That the Punjab Public Service Commission Examination Reforms Bill, 1977 be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by the 30th June, 1977.

Minister for Law and Parliamentary Affairs. I oppose.

Mr. Speaker. Sardarzada Zafar Abbas.

سردار زادہ ظفر عباس - جناب والا - یہ ایک بہت اہم بل ہے اور اس کو اتنی جلدی پاس نہیں کرنا چاہیے ، کیوں کہ اس سے بہت زیادہ نقصان کا احتمال ہے - اس میں پبلک سروس کمشن کے افسران قابل سزا ہیں۔ اور یہ انتہائی اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں ، اس لیے اس بل پر غور و خوض زیادہ ہونا چاہیے اور اس پر عوام کی رائے حاصل کرنی چاہیے تاکہ مناسب قانون بن سکے - یہ امید بھی نہیں کہ یہ بل ختم ہو جائے گا - یہ بل پہلی دفعہ ایوان میں پیش ہوا ہے - اس کو مشتہر کرایا جائے تا کہ عوام سے جو تجاویز آئیں ان پر غور ہو سکے -

مسٹر سپیکر - سردار صغیر احمد -

سردار صغیر احمد - جناب سپیکر - جہاں تک اس بل کا تعلق ہے ، میرے خیال میں یہ بہت دیر بعد ایوان میں پیش ہوا ہے - میں نے اس کے اغراض و مقاصد کا مطالعہ کیا ہے - اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ 1970ء کے امتحانات میں خرابیوں اور بدعنوانیوں کی بنا پر ایک کمیٹی بنائی گئی تھی تاکہ وہ تحقیقات کر سکے - اس کمیٹی کی تحقیقات کے نتیجے میں یہ بل وجود میں آیا ہے- یہ ایک جامع بل ہے- میں نے اس کا بغور مطالعہ کیا ہے- امتحان سے متعلق کوئی جرم ایسا نہیں رہے گا جو اس بل کے تحت قابل سزا نہ بنایا گیا ہو - اگر میرے فاضل دوست اس بل کا بغور مطالعہ کرتے تو ایوان میں یہ صورت حال نہ پیدا ہوتی کہ وہ اس بل کو مشتہر کرانے کا مطالبہ

کرنے اور اس طرح اسے لیٹ کیا جاتا۔ اس بل میں نہایت تفصیل کے ساتھ اس نظریے کے مطابق سزا تجویز کی گئی ہے جو امتحان میں بدعنوانی کی صورت پیدا کرتا ہے۔

جناب والا۔ میرے فاضل دوست نے یہ کہا ہے کہ پبلک سروس کمیشن کے ملازمین اور عہدیداران، جو اعلیٰ حیثیت کے حامل ہیں، ان کے خلاف بھی سزا تجویز کی گئی ہے۔ انہوں نے یہ غور نہیں کیا کہ یہ سزا کس بات کے لیے تجویز کی گئی ہے۔ اگر کوئی ممتحن ناجائز طور پر نمبر لگاتا ہے تو وہ سزا کا مستحق ہے۔ اگر کوئی ایگزامینر کسی امیدوار کو ناجائز رعایت دیتا اور ایک مستحق امیدوار کو جائز حق سے محروم کرتا ہے تو وہ سزا کا مستحق ہے اگر میرے فاضل دوست اپنے ملک کے آئین کا مطالعہ کریں تو اس کی روح یہ ہے کہ کوئی شخص، چاہے وہ کتنا ہی بلند مرتبت کیوں نہ ہو، اگر جرم کرتا ہے تو عام شہری کی طرح سزا کا مستحق ہے۔ ہمارے آئین میں یہ نہیں کہ یہ ایک بلند مرتبت یا اونچی سوسائٹی کا آدمی اگر جرم کرے تو اسے سزا نہ ملے گی۔ ہمارے آئین کی رو سے کوئی بھی جرم کرتا ہے اسے سزا ضرور ملتی ہے۔ اس بل میں پبلک سروس کمیشن کے اختیارات کو وسعت دی گئی ہے۔ خواہ کوئی آدمی پبلک سروس کمیشن کا ملازم ہی کیوں نہ ہو۔ جناب والا۔ اس کے خلاف بھی un-published evidence collect نہیں کی جا سکتی تاوقتیکہ پبلک سروس کمیشن کا چیئرمین اس امر کی اجازت نہ دے۔ پبلک سروس کمیشن کے چیئرمین کو اس امر کے اختیارات تفویض کیے گئے ہیں۔ کہ وہ ایسی شہادت کو with-hold کرنے کی اجازت دے۔ میرے خیال میں اس بل پر لمبی بحث کرنے کی بجائے اس کمیٹی پر اعتبار کرنا چاہیے جس نے طویل عرصے میں پوری چھان بین کر کے اپنی سفارشات اس ایوان میں پیش کی ہیں کہ ذہین طلبہ اور نوجوان کوشش کر کے بلند مرتبے تک پہنچیں۔ جناب والا۔ یہ کتنی ستم ظریفی کی بات ہے۔ ایک مستحق اور ذہین آدمی محنت اور کوشش کے باوجود ملازمت حاصل نہیں کر سکتا۔ لیکن ایک سفارش اور پیسہ رکھنے والا اور جعل سازی کر سکنے والا شخص اس مرتبے اور اس منصب تک پہنچ جاتا ہے۔ یہ بل اس بے انصافی کے سد باب کے لیے ایوان میں پیش

کیا گیا ہے ۔ عوامی حکومت کی تاریخ آپ جانتے ہیں ۔ اس نے ہر شعبے میں اصلاحات کی ہیں ۔ امتحانات کے سلسلے میں بھی یونیورسٹی میں اصلاحات کی ہیں ۔ کوئی آدمی کسی قسم کی گڑبڑ نہیں کر سکتا ۔ گڑبڑ اور بدعنوانی کے ذریعے ڈگری یا سرٹیفکیٹ حاصل کرنے اور جاری کرنے والوں کے خلاف کارروائی کی جا سکتی ہے اور ان تمام سرٹیفکیٹس اور ڈگریوں کو بھی واپس لیا جا سکتا ہے ۔ آج کے بعد کوئی شخص پبلک سروس کمیشن کے کسی ممتحن یا کسی اہلکار کو رشوت دے کر اعلیٰ عہدے تک نہیں پہنچ سکتا ۔ اگر وہ ایسا خیال کرے گا تو وہ احمقوں کی جنت میں بستا ہے ۔

جناب والا ۔ اس بل کے ذریعے عوامی حکومت نے امتحانات کے سلسلے میں ایک اصلاح نافذ کی ہے اور اس بات کا اہتمام کیا ہے کہ کوئی غیر مستحق شخص کسی حق دار کو اس کے حق سے محروم نہ کر سکے ۔ اس لیے میں اس بل کی تائید کرتا ہوں ۔ اسے فی‌الفور زیر غور لا کر منظور کیا جائے۔

Mr. Speaker. Mr. Irshad Muhammad Khan.

Mr. Irshad Muhammad Khan. Sir, the learned Leader of Opposition should have moved some amendment for the addition of certain provisions in Section 3 of this Bill envisaging the other possible means which could protect the right of a genuine person for getting into service through the Public Service Commission rather than oppositing it or moving for eliciting public opinion in the matter. I may further submit why, in the past, this Bill or such legislation never come up before the Assembly. The Public Service Commission is a very old institution. Right before the Government of India Act, 1935, and subsequent to that, I believe, in the days of the British regime, which is now being doscribed as an out-dated legacy of the foreigners, the Public Service Commission was discharging its obligations in a very very judicious manner but, unfortunately, after the establishment of Pakistan, mal-practices adopted such high measures that the Government was obliged, in the year 1950, to enact a legislation known as the Punjab University Mal-practices Act, 1950. I will submit that with the introduction of this Bill, and consequently its passage,

a very big stigma will be removed from the society which will ensure complete justice to the candidates who come forward for taking competitive examinations. Section 3 is so comprehensive that it does not leave any matter within the orbit of mal-practice or the nefarious activities of the examiners or the members of the Public Service Commission or their junior staff or the people outside who examine the papers or all spheres of society conducting the examinations right from top to bottom. I think, credit goes to this august House for introducing such a useful Bill and thereby removing all doubts in the minds of the competing candidates throughout the province who will feel secure that their rights are guaranteed by a legislative Act.

So, for these reasons, I support the Bill with full vehemence and request for its early passage.

مسٹر سپیکر - سردار غلام اصغر دستی -

مسٹر غلام اصغر دستی - جناب سپیکر - جس امتحان کا ذکر کیا گیا ہے میں بھی اس میں شریک ہوا تھا اور صورت حال یہ تھی کہ جو پرچہ صبح کو ہونے والا ہوتا تھا رات کو اُمید وار ایک جگہ چھپ کر بیٹھ جاتے تھے اور آپس میں گفتگو کرتے تھے - جب leakage ہوتی تھی تو پتا چلتا تھا کہ پیپر کی premature disclosure ہو گئی ہے - جناب والا - اُمیدواروں کی ایک کثیر تعداد نے امتحانات میں شرکت کی تھی - آپ اندازہ فرما سکتے ہیں کہ اتنی محنت ، اتنی تیاری اور اتنے خرچ کے بعد انہیں یہ پتا چلا کہ premature leakage ہو گئی ہے - بعض لوگ ناجائز ذرائع سے امتحان پاس کرنا چاہتے ہیں ، جس سے ہمیں زبردست ذہنی کوفت ہوتی ہے - ہو سکتا ہے کہ لوگ پہلے بھی اسی طریقے سے امتحان پاس کرتے رہے ہوں - اس سال اُمیدواروں نے زبردست hue and cry کیا - اگر پبلک سروس کمیشن جیسے ادارے کے امتحانات میں بھی ایسی قسم کی دھاندلیاں اور ناجائز ذرائع استعمال کئے جائیں تو کوئی شخص merits پر ایسی پوسٹ پر نہیں آ سکتا اور نہ ہی کامیاب ہو سکتا ہے - میں جناب والا - اور ایوان کے سامنے یہ بتانا

چاھتا ہوں کہ میں ان امتحانات کا ذکر نہیں کرتا جو یونیورسٹی کی سطح کے ہوتے ہیں ، جیسے میٹریکولیشن ، ایف-اے یا بی-اے لوگ جعلی سرٹیفکیٹ بھی لیتے ہیں اور نقلیں بھی لگاتے ہیں - خود امتحان ھال کے سپرنٹنڈنٹ کی نگرانی میں نقلیں لگائی جاتی ہیں اور وہ اس سلسلے میں رشوت وصول کرتے ہیں - امتحانی مراکز میں یہ حال ہے - اور higher examination یا competition کے امتحانات میں یہ حال ہے جہاں امیدواروں کے merits دیکھے جاتے ہیں - جہاں ان کی لیاقت اور قابلیت دیکھی جاتی ہے تو آئندہ حکومت اور ملکی انتظامیہ اور ملکی معاملات ان کے حوالے کیے جاتے ہیں جو اھل ہیں - لیکن اگر یہ عمل جاری رہنے دیا گیا تو یہ ایک ناقابل تلافی نقصان ہوگا - ان حالات میں میں اس بل کی حمایت کرتا ہوں کہ یہ بل فی الفور پیش کیا جائے -

مسٹر سپیکر - مہر محمد ظفراللہ بھروانہ -

مہر محمد ظفراللہ بھروانہ - جناب سپیکر - جب یہ اجلاس شروع ہوا ہے ، میں کچھ یوں محسوس کر رہا ہوں کہ قانون سازی کا وہ حصہ جو پچھلی حکومت نے پسند نہ کیا اور جو اس قابل نہ تھا کہ اسمبلی میں پیش کیا جائے ، اب بار بار ایسے بل پیش کئے جا رہے ہیں - معلوم ہوتا ہے کہ یا تو ممبران کو اور اس معزز ایوان کو مصروف رکھنے کے لئے یا pending کاغذات کو نکلوانے کے لئے یہ بل پیش کئے جا رہے ہیں یا پھر ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ اس کی کیا وجہ ہے - آخر اس ایوان میں - - - -

Mr. Hamid Kamal Dahir. Sir, the member is irrelevant. He should speak on the amendment moved by the Leader of Opposition.

Mr. Speaker. He is just making his point.

مہر محمد ظفراللہ بھروانہ - جناب والا - جہاں تک اس بل کا تعلق ہے ، پبلک سروس کمیشن نے 1972ء میں اس وقت کی حکومت کی کچھ سفارشات نہ مانیں تو اس وقت ایک کمیٹی بنا دی گئی کہ کسی طرح پبلک سروس کمیشن کو قابو کیا جائے اور اس کے اختیارات پر کنٹرول کیا جائے اس کا کچھ حصہ 1973ء میں اسمبلی میں پیش ہوا جو بظاہر مناسب اور جائز

معلوم ہوتا تھا - لیکن بہرحال اس کے اختیارات پر کچھ قدغن لگائی گئی - اس کا جو حصہ ناقص تھا وہ اب ہمارے لیے رکھ دیا گیا ہے -

حضور والا - پبلک سروس کمیشن ایک ایسا ادارہ ہے جس میں کوئی انصاف ہوتا ہے یا صحیح طریقے سے اُمیدوار منتخب کیے جاتے ہیں اور اس حکومت نے اس پر بھی وقتاً فوقتاً ایسی پابندیاں لگا دی ہیں کہ اب وہ اپنی مرضی سے اور صحیح merits پر اُمیدوار منتخب نہیں کر سکتا - ان پابندیوں میں اب جو سزا کا حصہ رکھ دیا گیا ہے اس سے پبلک سروس کمیشن پر ایک تلوار لٹکا دی گئی ہے کہ اگر اس نے حکومت کی بات نہ مانی تو اس کے خلاف دوسری کارروائی کے علاوہ سزا بھی تجویز کی جا سکتی ہے -

جناب والا - مجھے سمجھ نہیں آتی کہ موجودہ حکومت بار بار کہہ رہی ہے کہ ہم نے ایسی اصلاحات کی ہیں - زرعی اصلاحات ہوئیں تو اس کے نتیجے میں وڈیروں ، کاشتکاروں اور زمینداروں میں جنگ شروع ہو گئی - تعلیمی اصلاحات آئیں تو آپ دیکھ سکتے ہیں کہ اس وقت تک کالج بند ہیں - کسی ملک میں ایسی مثال نہیں ملتی ، طلبہ اور حکومت کے درمیان اختلافات ہیں - مزدوروں کی اصلاحات آئیں تو مزدور اور Industrialist کے درمیان اختلافات ہو گئے - جناب والا - یہ جو اصلاحات کا دوسرا دور ہے اس کا کیا فائدہ ہے ؟ ایسی غلط قانون سازی کرنے سے ایک آزاد ادارہ جو ملک کی قابلیت کی کریم کو منتخب کرتا ہے ، جو غریب اور امیر کے امتیاز کے بغیر صحیح انتخاب کرتا ہے ، اس پر پابندی عاید کی جا رہی ہے - جناب والا - اس قانون اور اس بلیک میلنگ کو موجودہ حکومت نے جنم دیا ہے - آپ دیکھیں گے کہ تعلیم اور امتحانات کے سلسلے میں جتنی بلیک میلنگ اس دور میں ہوئی ہے اس کی کسی دور میں مثال نہیں ملتی - تو میں یہ عرض کروں گا کہ یہ قانون سازی بالکل غلط ہے اور ایک آزاد ادارے پر اس حد تک پابندیاں لگانا ناموزوں ہے - اس سے یہ نتیجہ نکلے گا کہ اس ملک کے قابل ترین نوجوانوں کے راستے میں ایک دیوار کھڑی ہو جائے گی اور وہ کبھی آگے نہ آ سکیں گے - پبلک سروس کمیشن اب وہی کرے گا جو حکومت وقت کہے گی - لہذا میں اس بل کی مخالفت کرتا ہوں -

مسٹر سپیکر ۔ بیگم ریحانہ سرور ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ جناب سپیکر ۔ یہ بل جو اس وقت اس معزز ایوان میں زیر غور ہے ۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ ایک جامع قانون ہے جو موجودہ عوامی حکومت نے پیش کیا ہے ۔ یہ ایک حقیقت پسندانہ اور انصاف پر مبنی قانون ہے ۔ معاشرے میں برائیوں کے خاتمے اور معاشرے کی اصلاح کے لئے حکومت اس قانون کو نافذ کرنا چاہتی ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ اس قانون کی کسی کو بھی مخالفت نہیں کرنی چاہئے ، کیوں کہ اس کا تعلق ان افراد اور قوم کے ان بچوں سے ہے جو مستقبل میں اس ملک کی باگ ڈور سنبھالیں گے ۔ اگر ہم ان افراد کو ہی اس قسم کی رعایت دینے لگیں ، یا امتحانوں میں جو دھاندلیاں 1970ء میں ہوئی ہیں ، انہیں جائز قرار دیا جائے تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ سراسر نا انصافی ہوگی ۔

جناب والا ۔ اس بل کا مقصد پبلک سروس کمیشن کو ایک بامقصد ادارہ بنانا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ امتحانات میں دھاندلیوں کو ختم کرنے کے لیے یہ بل پیش کیا گیا ہے ۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ تمام ایسے نقائص جو ماضی میں پیدا ہوئے ان کے خاتمے کے لیے بھی یہ بل اس ایوان میں پیش کیا گیا ہے ۔

جناب والا ۔ موجودہ آئین ، پاکستان کے جمہوری آئین ، پاکستان کے اسلامی آئین ، پاکستان کے مستقل آئین کے تحت ہر فرد کو انصاف مہیا کرنا حکومت کا فرض اولین ہے ۔ تو اس لحاظ سے بھی یہ بل آئین کے عین مطابق ہے ۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس بل میں سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ ان لوگوں کو سزا دی جائے جو امتحانات میں دھاندلیاں کریں ۔ کیوں کہ اس طرح سے سزا کے ذریعے سے ہی ان دھاندلیوں کو ختم کیا جا سکتا ہے تا کہ ہم ملک کے بہترین افراد اور بہترین بچوں کو آگے لائیں جو اپنی میرٹس پر امتحانوں میں پاس ہوں اور آئندہ چل کر وہ حکومت اور ملک و قوم کے لئے مفید ثابت ہوں اور اپنی اعلیٰ ترین صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر ملک کی خدمت کر سکیں ۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ بل انتہائی جامع بل ہے اور انصاف پر مبنی ہے ۔ لہذا کسی کو اس کی مخالفت نہیں کرنی چاہیے اور یہ بل ہمیں فوری طور پر پاس کرنا چاہیے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر مسعود زاهدی ۔

سید مسعود زاهدی ۔ جناب سپیکر ۔ محترم قائد حزب اختلاف نے اس بل کی اس بنا پر مخالفت کی ہے کہ رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے وقت دیا جائے اور اسے التوا میں ڈال دیا جائے ۔ گویا کہ انہوں نے اس کے اغراض و مقاصد پر غور نہیں فرمایا ۔ اب اگر هم کسی نیکی کو لانے اور بدی کا راستہ بند کرنے کے لیے ، بددیانتی اور دھاندلی کو ختم کرنے کے لئے ، نقل کرنے اور ناجائز سفارش کو ختم کرنے کے لئے کوئی قدم اٹھائیں تو اس میں رائے عامہ معلوم کریں ؟ اس نیکی کے قدم کی حمایت میں تو میرے خیال سے تمام معزز اراکین اسمبلی کو متفقہ طور پر فیصلہ کرنا چاھیے ۔ اگر کچھ باتیں غلط طور پر ہوتی رہی ہیں اور ان کی هم اصلاح کرنا چاہتے ہیں تو لوگوں سے پوچھیں کہ هم نیکی کا قدم اٹھائیں یا نہ اٹھائیں ؟ آیا هم بے ایمانی کو روکیں یا نہ روکیں ؟ کیا هم اس بات کی اجازت دیں کہ ممتحن پرچہ بناتے وقت پرچہ دوسروں کو بتا دیں ؟ سفارشات قبول کریں ؟ نمبر بڑھائیں ؟ نا اھل کو اھل پر ترجیح دیں ؟ یہ بالکل غلط کارروائی اور غلط طریق فکر ہے ۔

جناب والا ۔ اگر میرے محترم دوست نے اس کے اغراض و مقاصد پر غور کیا ہوتا تو وہ یہ کبھی نہ کہتے کہ اس نیکی کے قدم کو اٹھانے کے لیے پہلے هم لوگوں سے پوچھ لیں کہ آیا وہ اس نیکی کو پسند کرتے ہیں یا نہیں ؟ یہ با اختیار ادارہ ہے اور هم نے کوئی ایسا قدم نہیں اٹھایا جس سے اس پر زد پڑ سکے ۔ هم محض یہ کہہ رہے ہیں کہ اس با اختیار ادارے کو ان حالات سے دو چار نہ ہونے دیں جن سے وہ آج تک ہوتا رہا ہے اور معاشرے میں بھی هم لوگوں کی ذہنیت ایسی بنائیں ، قانون کے ذریعے سے ان کی اصلاح کریں کہ وہ غلط کارروائیوں میں پڑ کر نا اھل لوگوں کو اھل لوگوں پر ترجیح نہ دیں ۔ لہذا میں اس امنڈمنٹ کی مخالفت کرتا ہوں اور اس بل کی حمایت کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ پروفیسر ای۔ڈنشا ۔

Prof. E. Dinshaw. This is no doubt a worthwhile bill and provides a very comprehensive list of mal-practices that take place in examinations.

Mr. Irshad Muhammad Khan. Point of order Sir, He is reading out the written statement. He can only make a speech.

Prof. E. Dinshaw. No. I am not reading.

Mr. Speaker. He is making a reference from his notes.

Prof. E. Dinshaw. Sir, I was saying that it provides a comprehensive list of malpractices that take place in examinations, but there is a significant commission, i. e , of imposter where candidate 'A' takes examination in place of candidate 'B'.

Mr. Speaker. Why have you not given amendment for that ?

Prof. E. Dinshaw. Sir, I am not well acquainted with the mechanics of legislation, but I would like to bring this matter to the notice of the Assembly that this should be so amended that this is also included. This is not an uncommon practice. From my experience I can say that such malpractices are very common where one can take the place of another for taking the examination. Thank You Sir.

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر محمد نواز ۔

مسٹر محمد نواز ۔ جناب والا ۔ میں اس بل کی پرزور حمایت کرتا ہوں ۔ یہ حکومت نے ایک بہت اچھا قدم اٹھایا ہے ۔ پبلک سروس کمیشن ایک بہت اعلیٰ ادارہ ہے ۔ ہمارے ملک میں اس ادارے کی جو انہوں نے کمیٹی مقرر کی ہے ، یہ ان کے اختیارات کے صحیح استعمال کرنے کے لیے کیا گیا ہے ۔ یہ ایک بہت اچھا قدم ہے ۔ اگر کوئی اعلیٰ ادارہ کسی کے ساتھ نا انصافی کرے تو اسے کنٹرول کرنا ایک اچھا قدم ہے ، یہ ایک اچھا بل ہے ۔ اس لیے میں اس بل کی پرزور حمایت کرتا ہوں ۔ یہ عوامی حکومت نے بہت اچھا قدم اٹھایا ہے ۔ اس سے ہر امیر اور غریب کو یکساں انصاف مہیا ہو سکے گا اور کسی کے ساتھ نا انصافی نہیں ہوگی ۔

مسٹر سپیکر ۔ بیگم اکرم حیات ملک ۔

بیگم اکرم حیات ملک ۔ جناب سپیکر ۔ جو بل پیش کیا گیا ہے ۔

میں اس کی پرزور حمایت کرتی ہوں ۔ اس لیے کہ پبلک سروس کمیشن میں ہائی کلاس افسران منتخب ہوں گے جو ملک و قوم کے فیصلے کریں گے ۔ اگر وہ چور دروازے سے داخل ہوں گے ، تو وہ اسی طرح کے فیصلے کریں گے ۔ اگر وہ صحیح طریقے سے قابلیت کی بنا پر لیے جائیں گے ، تو انشاءاللہ تعالیٰ وہ ٹھیک فیصلے کریں گے ۔ یعنی وہ اپنی محنت اور صلاحیت کی بنا پر آگے آئیں گے ۔ جیسے کہا گیا ہے :

رنگ لاتی ہے حنا پتھر پہ گھس جانے کے بعد

جس قدر کوئی طالب علم محنت کرے گا ، اسی طرح کا اسے درجہ حاصل ہوگا ۔ یہ ہماری عوامی حکومت کا ، ہمارے منشور کا ایک حصہ ہے کہ جو لوگ پبلک سروس کمیشن سے کامیاب ہو کر آئیں ، وہ صحیح قسم کے ہوں تاکہ جب وہ اعلیٰ مناصب عہدوں پر فائز ہوں تو وہ صحیح فیصلے دے سکیں اور عوام کی قسمتوں کے صحیح فیصلے کر سکیں ۔ یہ عوامی حکومت کا نہایت اہم قدم ہے اور میں اس کی پرزور تائید کرتی ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ شیخ باسط جہانگیر ۔

شیخ باسط جہانگیر ۔ جناب والا ۔ معزز ایوان کے سامنے آج کا جو بل زیر غور ہے ، شاید قائد حزب اختلاف نے رسم سمجھتے ہوئے کہ حکومت کی طرف سے کوئی بھی بل پیش کیا جائے ، اس کے اغراض و مقاصد پر غور کرنے کے بجائے اس کی مخالفت کی جانی چاہیے ۔ اس بل کے بارے میں تو مجھے شبہ ہے کہ شاید اس وقت بجلی آف تھی اور قائد حزب اختلاف نے اس کے اغراض و مقاصد پر غور نہیں فرمایا ۔ عوامی حکومت اور ہمارے قائد جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے قوم کو ایک راستہ دکھانے کا وعدہ کیا ہوا ہے ۔ ہم نے ہر مکتبۂ زندگی میں اصلاحات کی ہیں اور اس کے لئے قانون بھی بنائے ہیں ۔ ہم نے معاشرے میں یکسانیت اور انصاف لانے کا وعدہ کیا ہوا ہے ۔

جناب والا ۔ ابھی ابھی میرے فاضل دوست قائد حزب اختلاف نے فرمایا ہے کہ نہ جانے اس ایوان میں ایسے تمام بل کیوں پیش کیے جا رہے ہیں

پچھلی اسمبلی سے متعلق ہیں ۔ ہم ابھی ابھی انتخاب لڑ کر آئے ہیں اور ہم نے ابھی ابھی عوام سے وعدے کیے ہیں ۔ بہت سی باتیں ہم نے نئی سیکھی ہیں ۔ اس کا مطلب یہ هرگز نہیں کہ جو کام رہ گیا ہے ، وہ نہ کریں ۔ یہ تو اسمبلی کا فرض ۔

جناب والا ۔ اس بل کے اغراض و مقاصد پر غور فرمایا جائے تو یہ عوامی حکومت کے وعدوں کی تکمیل ہے ۔ کیوں کہ عوام کو اچھے افسر چاھئیں اور اچھے افسر کیسے آئیں گے ؟ ایک نااهل شخص اگر رشوت دے کر ناجائز ذرائع سے امتحان پاس کر کے آتا ہے ، آپ اس سے یہ توقع کیسے کریں گے کہ وہ عوام کی صحیح خدمت کرے گا یا عوام کے معیار پر پورا اترے گا ۔ موجودہ بیوروکریسی پر اگر آپ نظر دوڑائیں تو اس کی آپ کو کافی تعداد ملے گی ۔ یہ ایسی چیزیں ہیں جن کا ہمیں تدارک کرنا ہے اور اسی لیے یہ بل پیش کیا جا رہا ہے ۔ ایک غریب باپ اپنے بچے کو بڑی مشکل سے ایم۔اے کرواتا اور مقابلے کے امتحان کے لیے تیار کرواتا ہے ، فیسیں ادا کرتا ہے مگر اس کا بچہ مقابلے کے امتحان میں رہ جاتا ہے ، کیوں کہ اس کے باپ کے پاس کسی بڑے افسر کی ، کسی وزیر کی ، کسی چیف سیکرٹری کی سفارش نہیں ہوتی ۔ ناجائز ذرائع کے لیے اس کے پاس پیسے نہیں ہوتے ، اس لیے وہ رہ جاتا ہے ۔ اس طرح پاکستان کے غریب عوام کا نقصان ہوتا ہے ۔ جو آدمی غلط طریقے سے سروس میں آتا ہے وہ ساری زندگی غلط طریقے اختیار کرتا رہتا ہے اور اسی لیے بیوروکریسی پیدا ہوتی ہے ۔

قائد حزب اختلاف نے فرمایا ہے کہ اسے رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے متداول کرایا جائے ۔ میں عرض کروں گا کہ اس میں رائے عامہ کی کون سی ضرورت ہے ؟ ایک طرف تو یہ تنقید کرتے ہیں کہ غلط کام نہیں ہونا چاہیے ۔ دوسری طرف جب غلط کاموں کے انسداد کے لئے قانون بنایا جا رہا ہے تو یہ کہہ رہے ہیں اسے رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے متداول کروایا جائے ۔ جناب والا ۔ یہ قانون تو صرف اصلاح کے لیے بنایا جا رہا ہے تاکہ غلط طریقے سے جو لوگ امتحان پاس کر کے آتے ہیں وہ نہ آسکیں ، کیوں کہ ایک نا اهل آدمی عوامی مسائل حل کرنے کا اهل نہیں ہو سکتا ۔ اس لئے میں

قائد حزب اختلاف سے گزارش کروں گا کہ ہر بل کی مخالفت سے پہلے سوچ لیا کریں ۔ اس اسمبلی کا وقت بہت قیمتی ہے ، اس کی میعاد معلوم نہیں کتنی مختصر ہے ، اس لئے ہمیں آگے کی طرف چلنا چاہیے اور جلدی چلنا چاہیے ۔ میری گزارش ہے کہ چونکہ یہ بل معاشرے کی اصلاح کے لیے پیش کیا گیا ہے ، اس لیے اس کی مخالفت نہیں ہونی چاہیے ۔ ان دلائل کے ساتھ میں اس کی حمایت کرتا ہوں ۔

Mr. Speaker. Mr. Hamid Kamal Dahir.

Mr. Hamid Kamal Dahir. Mr. Speaker, Sir, I oppose the amendment moved by the Leader of the Opposition on two grounds. Firstly he has moved that the Bill may be circulated for the purpose of eliciting public opinion, in this regard I would submit that this has already been done. It is the Enquiries Tribunal on whose recommendation this Bill has been brought into this House. They elicited the public opinion and enquired into the whole matter and after that they recommended this Bill to the Government. Secondly Sir, there has already been delay to the enactment of such an important legislation as we can see that this Bill is the result of malpractices that have been committed in the examination of 1970. Sir, there has already been too much delay, therefore, I would request that there should not be any more delay to the enactment of this Bill. I would also request that the amendment shonld be rejected and the Bill may be passed without any further delay. Sir, one of the member from the Opposition benches accused that the present Government is responsible for all the malpractices done in the examinations but I would say that the Hon'ble Member should realise that the examinations of 1970 were held by the previous Government and not by the present Government. These malpractices were committed under the previous Government and the improvement is being done by this Government. Thank you.

مسٹر سپیکر ۔ رائے محمد عالم خان ۔

رائے محمد عالم خان ۔ جناب والا ۔ قائد حزب اختلاف نے فرمایا

ہے کہ اس بل کو عوام میں متداول کرایا جانا چاہیے ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ جو لوگ اس بل کی مخالفت میں تقریر کر رہے ہیں اگر ان کا عوام سے رابطہ ہوتا تو وہ اس کی مخالفت نہ کرتے ، کیوں کہ ذہین طالب علم عرصہ دراز سے یہ بات شدت سے محسوس کر رہے تھے کہ یونیورسٹی کی طرح یہاں بھی malpractices ہوتی ہیں ۔ چنانچہ اس کے انسداد کے لیے قانون بنانا لازمی تھا اور یہ ایک اچھی بات ہے ۔ ذہین طلبہ کے راستے میں جو رکاوٹیں تھیں وہ دور ہو جائیں گی ۔ جو آدمی با اثر ہوتے تھے وہ تو اپنا اثر و رسوخ استعمال کر لیتے تھے اور leakage سے فائدہ اٹھا لیتے تھے اور غریب لوگ ذرائع کم ہونے کی وجہ سے فائدہ نہ اٹھا سکتے تھے ۔ اس طرح ذہین لوگ ، جو غریب آدمیوں کے بچے ہوتے تھے ، کی حق تلفی ہوتی تھی ۔ سرمایہ داروں کے طالب علم و اپنے اپنے شہروں میں بیٹھے ہوتے تھے اس سے پورا پورا فائدہ اٹھا لیتے تھے ۔ اس طرح وہ malpractices سے امتحان پاس کرتے تھے ، اس لیے میں اس بل کی اہمیت اور افادیت کے پیش نظر اس کی حمایت کرتا ہوں ۔ قائد حزب اختلاف کی تحریک پر اس کے لیے رائے عامہ معلوم کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ، بلکہ عوام کی شدت سے خواہش تھی کہ کوئی ایسا قانون بنایا جائے ، اس لیے میں اس تحریک کی مخالفت کرتا ہوں ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر ۔ چودھری محمد لطیف رندھاوا ۔

چوھدری محمد لطیف رندھاوا ۔ جناب والا ۔ اپوزیشن کی طرف سے یہ کہا گیا تھا کہ یہ اپوزیشن bonafide اپوزیشن ہے اور پی۔این۔اے کی طرز پر مخالفت برائے مخالفت نہیں کرے گی ۔ اس کا اس سے کوئی تعلق نہیں ۔ لیکن دیکھا یہ گیا ہے کہ اپوزیشن کی طرف سے ہر بل کی مخالفت کی جاتی ہے اور "نوائے وقت" میں ان کی تعریفیں ہوتی ہیں ۔

جناب والا ۔ اس بل کا اگر اپوزیشن نے بغور مطالعہ کیا ہوتا تو وہ یہ بات نہ کہتے کہ پابندی لگائی جا رہی ہے ۔ حالانکہ اس بل میں کوئی پابندی نہیں لگائی جا رہی ۔ پابندی صرف اس بات کی لگائی جا رہی ہے کہ malprac-tices نہ ہو سکیں ۔ اس بل میں تو مختلف بدعنوانیوں کا سدباب کیا جا رہا

ہے ۔ بلکہ ملک میں پہلی دفعہ ان بدعنوالیوں کو روکنے کے لیے ایک جامع اور موثر قانون بنایا جا رہا ہے ۔ اپنی نوعیت کا یہ سب سے پہلا قانون ہے جو اس اسمبلی میں پیش کیا گیا ہے ۔ میں ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ جتنی بدعنوانیاں امتحانات میں ہوتی ہیں ، شاید ہی کسی ادارے میں ہوتی ہوں ۔ میرے پاس میرا ایک دوست آیا اور اس نے مجھے بتایا کہ اس کے بھائی نے امتحان دیا تھا ۔ اس نے پبلک سروس کمیشن کے چیئرمین کو approach کیا تو چیئرمین صاحب فرمانے لگے کہ شام کو لڑکے کو قلم دوات دے کر بھیج دیں ۔ جناب والا ۔ یہ جتنا بڑا ادارہ تھا اتنا ہی بدنام ہو گیا ہے ۔ اس میں بہت سی خامیاں تھیں ، جنہیں دور کرنے کے لیے یہ قانون بنایا جا رہا ہے ، مثلاً سائیکلو سٹائل پرنٹنگ ، اور اس کے علاوہ اور بہت سی چیزیں ۔ اب یہ گارنٹی دی گئی ہے کہ اگر کوئی malpractices کرے تو اس کا سد باب کیا جائے گا ۔ پہلے یہ بات نہ تھی ۔

مسٹر سپیکر ۔ سردار صغیر احمد ۔

سردار صغیر احمد ۔ جناب والا ۔ فاضل رکن نے اپنی تقریر میں پبلک سروس کمیشن کے چیئرمین پر تنقید فرمائی ہے ، جن کا رتبہ ہائی کورٹ کے جج کے برابر ہوتا ہے ۔ ان سے متعلق ان کے ریمارکس غیر تصدیق شدہ ہیں ۔ میں اس سلسلے میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ وہ امتحان خود نہیں لیتے ۔ یہ کام کوئی ممتحن ہی کر سکتا ہے ۔ یہ بات ریکارڈ میں آنی چاہیے ۔ میں فاضل رکن سے گزارش کروں گا کہ وہ "چیئرمین" کا لفظ واپس لیں ، کیوں کہ چیئرمین نہ امتحان لیتا ہے اور نہ ہی پرچے تقسیم کرتا ہے ۔

Mr Speaker. The Chairman of the Public Service Commission is not a judicial Officer, but he is a Government Officer, therefore, the remarks raised by Sardar Saghir Ahmad are not very much relevant to the points raised by Latif Randhawa.

چودھری محمد لطیف رندھاوا ۔ جناب والا ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ میرے فاضل دوست قائد حزب اختلاف فرماتے ہیں کہ بدعنوانیوں کا سدباب کرنا چاہیے اور جب سدباب کیا جاتا ہے تو یہ فرماتے ہیں اس میں

یہ کیا گیا ہے وہ کیا گیا ہے۔ حالانکہ پیپلز پارٹی کی حکومت آنے سے پہلے ایک کمیشن تشکیل کیا گیا تھا ، جس نے یہ رپورٹ پیش کی ہے اور ہم اس کے مطابق یہ قانون بنا رہے ہیں ۔ اس سے پہلے معلوم نہیں کتنے قابل اور ذہین لوگ ان بدعنوانیوں کا شکار ہو چکے ہیں ۔ یہ شرف بھی اسی اسمبلی کو حاصل ہوا ہے۔ جناب والا۔ جناب وزیر قانون اور متعلقہ وزیر صاحب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔ یہ پہلا exhaustive اور مؤثر قانون ہے جو ان سب بدعنوانیوں کا سدباب کرے گا ۔ اس کی مخالفت بالکل نہیں ہونی چاہیے ۔ کیا قائد حزب اختلاف یہ چاہتے ہیں کہ اس قسم کی بدعنوانیاں ، دھاندلیاں اور یہ سب کچھ امتحانوں میں ہوتا رہے ؟ وہ لوگ جو دھاندلیاں کروا سکیں وہ آگے آ جائیں ؟ اس بل کی مخالفت کرنے سے پہلے وہ کم از کم اس بل کے پری ایمبل ھی کو پڑھ لیتے ، کم از کم اس کے مقاصد اور اغراض و وجوہ ھی پڑھنے کی تکلیف گوارہ کر لیتے ۔ ایسے اچھے بل کی مخالفت کرنا بڑا افسوس ناک ہے ۔ یہ ایک شاندار ، مؤثر اور جامع بل ہے ۔ اس لیے اس کو پاس ہونا چاہیے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید ثاقب حسین شاہ ۔

سید ثاقب حسین شاہ ۔ جناب سپیکر ۔ میں اس بل کی پر زور حمایت کرتا ہوں ۔ یہ بل عوامی امنگوں کے عین مطابق ہے ۔ ہمارے فضل مہر صاحب نے فرمایا ہے کہ قائد حزب اختلاف نے اس بل کو نہیں پڑھا ، اس لئے اس کی مخالفت کر رہے ہیں ۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے اس بل کا اچھی طرح سے مطالعہ کیا ہے ۔ وہ اس مقولے پر عمل پیرا ہیں کہ پڑھو اور عوامی امنگوں کے مطابق بل کی مخالفت کرو ۔ وہ وہی کچھ کر رہے ہیں ، جس کے لیے وہ یہاں تشریف رکھتے ہیں ۔ انہوں نے اس بل کا بغور مطالعہ کر کے اس کی مخالفت کی ہے ۔ حزب اقتدار کے بنچوں پر بیٹھنے والے اراکین کا یہ حال ہے کہ کسی بھی بل کے پیش ہونے پر پچھلے پانچ سالہ دور کی کارکردگیوں کو دھرایا جاتا ہے ۔ وہ غیر متعلقہ طور پر صنعت کاروں اور مزدوروں کے مسائل پر اور کالجوں کے متعلق کہنا شروع کردیتے ہیں ۔ چاهیے تو یہ کہ جو بل پیش ہو اس پر بات کریں ۔ میں اس بل کی حمایت

کرتا ہوں اور ڈاڈا حزب اختلاف کی خدمت میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ جو بل عوام کے مفاد میں ہو ، اس میں ترمیم پیش کرنے سے پہلے کچھ نہ کچھ سوچ لیا کریں ۔ ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے بل کا بغور جائزہ لیا ہے وہ اس کو پڑھ کر سمجھ چکے ہیں کہ یہ عوامی امنگوں کے مطابق ہے ۔ لیکن وہ سمجھتے ہیں کہ اس کی مخالفت انہوں نے ضرور کرنی ہے ، اس لیے وہ مخالفت کر رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر برکت علی غیور ۔

مسٹر برکت علی غیور ۔ جناب والا ۔ یہ ایک بڑا اہم قانون ہے ۔ جو کہ اس ھاؤس میں پیش ہے ۔ حزب اختلاف کے فاضل لیڈر کی اس بات کی معقول وجوہ نہیں کہ اس کو ملتوی کر دیا جائے ۔ یہ فروری 1970ء کا واقعہ ہے ، جبکہ پی-سی-ایس کے امتحانات منعقد ہوئے تھے ۔ مجھے اس کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا ہے ۔ خوب تیاری کر کے جانے والے اُمیدوار ابھی کمرہ امتحان میں داخل بھی نہ ہو پاتے تھے کہ انہیں بتا دیا جاتا تھا کہ فلاں سوال پوچھا جا رہا ہے ۔ اور سوالات جس طریقے سے بتائے جاتے تھے ، تمام کے تمام اسی طریقے سے ہی کمرۂ امتحان میں پوچھے جاتے تھے ۔ ایک دو دن تو ایسا ہوتا رہا ، لیکن تیسرے دن پرچوں کی leakage کی وجہ سے ان امتحانات کو منسوخ کر دیا گیا ۔

جناب والا ۔ پبلک سروس کمیشن کا امتحان ، پی-سی-ایس ، یونیورسٹی اور بورڈ کے امتحان کے بعد ایک نہایت ہی اہم امتحان ہوتا ہے ۔ ان امتحانات میں بے قاعدگیاں ، دھاندلیاں ، بدعنوانیاں اور رشوت ستانی جس طرح سے رواج پا چکی ہیں اور چل رہی ہیں وہ آپ سے مخفی نہیں ۔ پبلک سروس کمیشن جو امتحانات لیتا ہے ۔ ظاہر ہے ، اس کا مقصد ایسے افراد کی سیلیکشن ہے جنہیں ملک کی ایڈمنسٹریشن کو چلانا ہوتا ہے ، جنہیں پلاننگ کرنی اور حکومت کی مشینری کو چلانا ہوتا ہے ۔ لیکن امتحانات میں نقائص اور مؤثر نگرانی نہ ہونے کی وجہ سے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نالائق امیدوار قبل از وقت سوالات کا پتا لگ جانے کے باعث یا بھاری رشوت اور بھاگ دوڑ کے نتیجے کے طور پر نہ صرف پرچوں کے نمبر تبدیل کروا لیتے ہیں ، بلکہ نمبروں میں کمی بیشی

بھی کروا لیتے ہیں ، کاپیاں تبدیل کروا لیتے ہیں ، دولت اور اثر و رسوخ کے ذریعے سے وہ اپنی من مانی کروا لیتے ہیں ۔ پبلک سروس کمیشن کے امتحانات کا طریق کار بھی اسی گلے سڑے نظام کا ہی حصہ ہے جس میں ہم زندگی بسر کر رہے ہیں ۔ لیکن کم از کم پبلک سروس کمیشن کے تحت جو امتحانات منعقد ہوتے ہیں ، ان میں کسی قسم کی بدعنوانی نہیں ہونی چاہیے ۔ اس طرح سے غریبوں کے بچے تو محنت کر کر کے ھلکان ہو جاتے ہیں ۔ لیکن جب امتحان ہوتا ہے تو وہ لوگ جن کے پاس دولت ہوتی ہے ، جن کے پاس ذرائع ہوتے ہیں ، جن کے پاس اثر و رسوخ اور کاریں ہوتی ہیں ۔ وہ چند روز کی بھاگ دوڑ سے نہ صرف اچھے نمبروں میں پاس ہو جاتے ہیں ، بلکہ جب انٹرویو ہوتا ہے تو اس وقت بھی انہی کو ملازمت کا موقع ملتا ہے ۔

حضور والا ۔ یہ بل جو کہ اس ایوان میں پیش کیا گیا ہے ، اس پر تفصیلاً بحث تو بعد میں ہوگی ۔ لیکن ایک چیز کی طرف میں جناب کی توجہ مبذول کراؤں گا کہ اگر کوئی آدمی کسی document کو تبدیل کرتا یا اس میں ہیرا پھیری کرتا ہے جس کے عوض اس کو سو ، پانچ سو یا ایک ہزار روپے کا فائدہ ہوتا ہے تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کے خلاف تو 420 کا مقدمہ بنتا ہے ، جس کی سزا 7 سال ہے ۔ لیکن اس قانون میں جو تبدیلی لائی جا رہی ہے اس کے تحت اگر کوئی کسی کے جوابات کی کاپی کو replace کرتا ہے ، نمبروں میں ہیرا پھیری کرتا ہے ، نمبر بڑھا لیتا ہے ، اور Division improve کرواتا ہے تو اس کے لیے ، ملاحظہ کریں ، کہ ایک سال کی سزا رکھی گئی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ زیر غور revolutionary نہیں ، بلکہ reformatory ہے ۔ پھر اس ایک سال کی قلیل سزا پر مستزاد یہ کہ اس قصور کو بھی قابل ضمانت رکھا گیا ہے اور اس کی سماعت صرف فرسٹ کلاس مجسٹریٹ کرے گا ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ اس پر غور کریں کہ اعلیٰ مقاصد کے تحت ہم یہ قانون لا رہے ہیں ۔ لیکن اتنے بھاری جرم کی سزا ایک سال ہے ۔

Mr. Speaker. The learned member is discussing the Principle of the bill which we have to discuss at a subsequent stage.

مسٹر برکت علی غیور - ٹھیک ہے سر - ان حالات میں میں اس تحریک کی پر زور تائید کرتا ہوں - اس پر غور کریں اور اس کو منظور کریں -

مسٹر سپیکر - مسٹر ایڈووکیٹ جنرل -

مسٹر ایڈووکیٹ جنرل - جناب والا - اس بل کی میں تائید کرتا ہوں جو کہ اس ایوان میں پیش کیا گیا ہے - جناب نے اندازہ فرمایا ہوگا کہ سیکشن 3 کے تحت زیادہ سے زیادہ ایک سال قید ، یا ایک ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا ہے ، اور سیکشن 4 کو اگر پڑھا جائے تو اس کے تحت یہ جرم قابل ضمانت ہے ، cognizable صرف اس وقت ہوگا جب سیکرٹری پبلک سروس کمیشن پولیس کو لکھ کر رپورٹ بھیجے گا - اس کے معنی یہ ہیں کہ کمیشن کا کوئی ممبر یا عہدے دار جب بھی اس جرم کا مرتکب ہوتا ہے تو اس کی trial مجسٹریٹ درجہ اول کرے گا ، کیوں کہ اس جرم کی سزا فقط ایک سال ہے -

مسٹر غلام اصغر دستی - پوائنٹ آف آرڈر سر - فاضل ممبر contents کی وضاحت کر رہے ہیں ، اس کے objects کے بارے میں بات نہیں کر رہے -

Mr. Speaker. Malik Sahib so far as the amendment is concerned, when we will take up the bill clause by clause then an amendment can be moved.

Advocate General. Sir, since it is the first reading, I wanted to move an amendment for the clarification of this point. The clarification is only to this extent that all the government servants are triable by the Special Judge under the Prevention of Corruption Act or by the Special Judge Anti-corruption and the trial is exclusiuely held under the West Pakistan Criminal Law (Amendment) Act, Suppose if an offence is committed by a patwari, he has to be tried by the Special Judge, who is senior Sessions Judge. But here if a member under this Act commits an offence he will be triable by a Magistrate Ist Class. So I would say that this would just be an anamoly. It is for this reason that I am submitting for the consideration of this august House that the

august House may ponder over it whether the Member or the Chairman of the Public Service Commission would be accused before the Magistrate Ist Class whereas a patwari who commits an offence under the Prevention of Corruption Act or u/s 151 PPC he will be tried by a Senior Sessions Judge. So this would be a serious anamoly. Therefore, my suggestion for the consideration of this august House is that whether this amendment would be in accordance with the relevant law which is already in the field covering the trial of the government servant. I brought this fact to the notice of the hon'ble Law Minister. I will be moving a formal amendment. But at the present juncture I am submitting this much for the consideration of all the members of this august House.

Mr. Speaker. Is that the only difference ?

Advocate General. Yes Sir. I will be moving the amendment after drafting it. Thank you.

Mr. Irshad Muhammad Khan. Sir, I think the learned Advocate General has not taken notice of the Schedule to the scheduled offences under the West Pakistan Criminal Law (Amendment) Act. Subsequently that particular statute can be amended. This section 3 could be added subsequently At present Sir, the bill has got to be passed bringing this enactment on the statute book of the country. What shall be the punishment for the malpractices and all that contained in section 3 ; it will be subsequently for the Provincial Government to include Section 3 of this Act as being punishable under the Criminal Law (Amendment) Act.

Mr. Speaker. But if you can make the Act consistant with the provisions of other Acts why not be move an amendment here.

Mr. Irshad Muhammad Khan. But your honour will examine that under the West Pakistan Crimioal Law (Amendment) Act so many sections were included at a later e. g. 420, 468, 471, 408, 409 so on and so forth. They were not originally there.

Mr. Speaker. Because that was the statute later in time.

Mr. Irshad Muhammad Khan. Please your honour. It was only Section 5 of the Act of 1947 originally. Subsequently as and when the Provincial Government founds that certain government servants were to be tried under the special law then they were sent up to the Senior Sessions Judge. This amendment may be moved subsequently but not at this stage when the bill is in the first reading.

Mr. Speaker. Mr. Irshad do you contend that whenever we take up the consideration of a particular bill and there is inconsistency we should keep that inconsistency and subsequently we should amend that particular act.

Mr. Irshad Muhammad Khan. Please your honour. There is no inconsistency except this that whenever the Central or the Provincial Government thought it desirable or deemed it feasible it includes certain sections e. g. 420 (Deception and Fraud). It was never Sir, in the original statute.

So Sir, the Provincial Government can take it up when they so desire that these offences should be included in the scheduled offence under the West Pakistan Criminal Law (Amendment) Act, 1948. For the present in the 1st reading it is not a stage for an amendment.

Mr. Speaker. There I agree. But you can dissuss the principles of the bill.

Mr. Irshad Muhammad Khan. In the first reading we have just to speak for and against the statement of objects and reasons, vires of the bill or its merits and demerits.

Mr. Speaker. There I agree with you that the principles are to be discussed and the amendmrnts can be taken up later on. But so far as this aspect is concerned, of course there should be careful consideration over this issue.

Mr. Irshad Muhammad Khan. I do agree to some extent Sir.

مسٹر سپیکر ۔ سردار مظہر علی خان ۔

سردار مظہر علی خان ۔ جناب والا ۔ میں اس بل کی techicalities

پر تو بحث نہیں کرنا چاہتا ، مجھے اس کی افادیت سے انکار نہیں ۔ لیکن میں یہ ضرور عرض کروں گا کہ امتحانوں کے سلسلے میں جب ایسے بل متعارف نہ تھے تو ہمیں اس کے متعلق شکایت بھی نہ ہوتی تھی ۔ اصل بات یہ ہے کہ سوسائٹی اس حد تک depressed ہو چکی ہے کہ یہ صرف پبلک سروس کمیشن کے بل کی بات نہیں ۔ زندگی کے کسی شعبے کو بھی آپ دیکھیے ، اس میں ہر جگہ آپ کو distortion ملے گی ۔ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے ۔ اس بل کی افادیت اپنی جگہ برقرار ہے ۔ لیکن میں آپ کی وساطت سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلے چند سالوں میں

Competency has become perhaps the only merit.

جناب والا ۔ میرے علم میں یہ بات لائی گئی ہے کہ کسی تحصیلدار صاحب کو یکایک ترقی دے کر ڈپٹی کمشنر بنا دیا گیا ہے ۔ مجھے پتا نہیں کہ کس قاعدے اور قانون کے مطابق ایسا کیا گیا ہے ۔ میں عرض کروں گا کہ آپ اس قسم کی چاہے ہزاروں ترامیم کر لیں ۔ لیکن جب تک یہ تضادات رہیں گے اور جب تک عمل میں آپ اور ہم صحیح نہیں ہوں گے ، کب تک کوئی بات نہیں بن سکے گی ۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ بہاولپور کے تحصیلدار کی سیدھی اڑان ہوئی ہے اور وہ ڈپٹی کمشنر بن گیا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت ہی irrelevant بات ہے ۔ تا ہم میں اس بل کے بارے میں یہی عرض کروں گا کہ جب تک ہم تضادات کا شکار رہیں گے اس وقت تک کوئی بات نہیں بنے گی ۔ میں اپنے قائد حزب اختلاف کی بات کو تسلیم کرتا ہوں ۔ انہوں نے کچی آبادیوں کے بارے میں بڑی پیاری بات کی تھی کہ ہمیں اس میں صرف یہی اعتراض ہے کہ آپ اس پر عمل درآمد نہیں کریں گے ۔ اسی طرح اس ترمیم کی افادیت اپنی جگہ برقرار ہے ۔ لیکن اس پر عمل نہیں کیا جائے گا ۔ مجھے آج صرف یہی اعتراض ہے ۔ شکریہ ۔

مخدوم شمس الدین ۔ جناب والا ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ تحصیلدار ایک گزیٹڈ افسر تھا اور تحصیلدار کالونائزیشن افسر کے بعد ہمیشہ ڈپٹی کمشنر لگتا ہے ۔

Mr. Irshad Muhammad Khan. Please excuse me.

He was not Tehsildar. He remained Tehsildar for ten years. He was promoted to the PCS Executive Branch. He remained at Sargodha for four years. He remained at Bhakkar as Settlement Officer and then he was posted as Deputy Commissioner.

Sardar Mazhar Ali Khan. He has superseded atleast 500 P. C. S. Officers.

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ اس ہاؤس میں precedent رہی ہے کہ نماز کے وقت بھی اس ہاؤس کو adjourn کیا جاتا رہا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سات بج کر دس منٹ پر ہاؤس کو adjourn کیا جائے گا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر ۔ چودھری بدر دین ۔

چودھری بدرالدین ۔ جناب والا ۔ آج ہم اس ایوان میں ایک ایسے بل پر بحث کر رہے ہیں جس کا مقصد بھی ہماری جماعت کے ان مقاصد سے ہم آہنگ ہے ، جس کے ذریعے ہم معاشرے میں سے بدعنوانیوں کو ختم کرنا چاہتے ہیں ۔ کسی بھی شعبے میں بدعنوانیاں ہوں ۔ چاہے ان کا تعلق زرعی شعبے سے ہو ، چاہے مزدوروں سے اور چاہے تعلیم کے شعبے سے ، پاکستان پیپلز پارٹی اپنے دور حکومت میں ہر شعبے سے بدعنوانیوں کو ختم کرنے کا تہیہ کیے ہوئے ہے اور یہ بل اس جانب ایک قدم ہے ۔

جناب والا ۔ میں نہیں سمجھتا کہ آج کیوں اور کس بنا پر اس بل کی مخالفت کی جا رہی ہے ۔ اس بل کی مخالفت وہ لوگ کرتے ہیں اور کریں گے جو چور دروازوں اور بدعنوانیوں سے ہر جگہ پر جانا چاہتے ہیں ۔ جناب سپیکر ۔ آپ مجھے کہنے دیجیے کہ اس ملک میں بدعنوانیوں کے نام پر ایک تحریک چلائی گئی جس میں بہت سے بے گناہ لوگ مارے گئے ۔ ہم تو ہر شعبے سے بدعنوانیوں کو ختم کرنا چاہتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ چودھری صاحب ۔ آپ تشریف رکھیے ۔

نماز مغرب کے لئے بیس منٹ کا وقفہ ہوگا اور ہم سات بج کر تیس منٹ پر دوبارہ کارروائی شروع کریں گے ۔

چودھری بدرالدین ۔ شکریہ ۔

(نماز مغرب کے لیے اجلاس ملتوی کر دیا گیا)

(نماز مغرب کے وقفے کے بعد ایوان کی کارروائی سات بج کر تیس منٹ پر زیر صدارت مسٹر سپیکر دوبارہ شروع ہوئی) ۔

مسٹر سپیکر ۔ چودھری بدرالدین ۔

چودھری بدرالدین ۔ جناب سپیکر ۔ میں عرض کر رہا تھا پاکستان پیپلز پارٹی نے اپنے دور حکومت میں معاشرے سے بدعنوانیوں کا خاتمہ کرنے کا تہیہ کر رکھا ہے اور یہ بل اس کی جانب ایک قدم ہے ۔ میں عرض کروں گا کہ لوگ چور دروازوں سے اس ملک میں وہ مراعات حاصل کرنا چاہتے ہیں جو وہ مقابلے سے حاصل نہیں کر سکتے ۔ وہ زیادتی ، ڈنڈوں اور بدعنوانیوں کے ذریعے اقتدار حاصل کرنا چاہتے ہیں ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ دھاندلیوں اور بدعنوانیوں کے نام پر ، جو اس ملک میں کبھی ہوئیں ، نہ ہوں گی ، تحریک چلائی گئی جس میں بہت سے بے گناہ مارے گئے ۔ دراصل عوام کی حمایت سے محروم ہو کر یہ لوگ چور دروازوں کے راستے اقتدار میں آنا چاہتے تھے ۔ انہیں کسی بیرونی ملک کی حمایت حاصل تھی ۔ اس بیرونی مدد کے ذریعے وہ چاہتے تھے کہ اس ملک کو ایک خطرناک مقام پر کھڑا کیا جائے ۔ لیکن وہ اپنے ارادوں میں کامیاب نہیں ہو سکے ۔

اب میں اس بل کی طرف آتا ہوں ۔ اس بل کے ذریعے مقابلے کے امتحانات میں شامل ہونے والے تمام لوگوں کو ترقی کے یکساں مواقع میسر ہوں گے ۔ ان کا انتخاب اقربا نوازی اور بدعنوانی کی بنا پر نہیں ، بلکہ قابلیت کی بنیاد پر ہوگا ۔ اس بل سے اس ملک کے چند درویشوں کے پیدا کردہ اس نظریے کی نفی ہوگی کہ سی-ایس-پی کا بیٹا ہی سی-ایس-پی بن سکتا ہے ۔ اب ترقی کے

یکساں مواقع میسر ہوں گے ۔ اب عوام کی خدمت کا جذبہ رکھنے والے اہل افراد اعلیٰ عہدوں پر منتخب ہو سکیں گے ۔

جناب والا ۔ سول سرونٹس کی اہمیت سے کسی کو انکار نہیں ۔ لیکن جس ملک میں اعلیٰ عہدوں پر فائز سول سرونٹس بد عنوان ہوں وہ ملک صحیح طور پر ترقی نہیں کر سکتا ، پھل پھول نہیں سکتا ۔ ان خدشات کے پیش نظر اب یہ رقم سول سرونٹس کی فلاح و بہبود پر خرچ ہو گی ۔ غلط راستوں اور چور دروازوں سے نوکریوں پر پہنچنے کے خواہش مند لوگوں کے راستے بند ہو جائیں گے ۔ اب قابل ترین لوگوں کو عوام کی خدمت کا موقع دیا جائے گا ۔

جناب والا ۔ حزب اختلاف کے فاضل ممبر نے کہا ہے کہ اس بل کو رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے مشتہر کیا جائے ۔ لیکن یہ بل تو آیا ہی عوام کی رائے سے ہے ۔ ٹریبونل نے عوام کی رائے حاصل کی اور اس کی سفارشات پر یہ بل پیش کیا جا رہا ہے ۔ مجھے یہ کہنے دیجیے کہ اس بل پر پہلے ہی عوام کی رائے حاصل ہو چکی ہے اور عوام اس کے حق میں اپنا فیصلہ دے چکے ہیں ۔ میں اس بل کی پر زور تائید کرتا ہوں اور حزب اختلاف کی اس تجویز کی مخالفت کرتا ہوں کہ اس بل کو رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے مشتہر کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں عبدالرؤف ۔

میاں عبدالرؤف ۔ جناب والا ۔ آج اس ایوان میں مسودہ قانون (اصلاحات استحان) پبلک سروس کمیشن پنجاب مصدرہ 1977ء زیر غور ہے ۔ اس کا مقصد پبلک سروس کمیشن کو ان بدعنوانیوں سے پاک کرنا ہے جو اس وقت موجود ہیں اور جس کی نشاندھی اخبارات نے کی ہے ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ انگریز نے اپنی ایڈمنسٹریشن چلانے کے لیے ایک نظام قائم کیا اور اس کے مطابق انہوں نے پورے معاشرے سے لوگ لینے شروع کیے ۔ ۔ ۔

Mr. Rehmat Khan Bhatti. Point of order Sir. The House is not in quorum.

Mr. Speaker. Let there be a count . . . .

The House is not in quorum. Let the bells be rung . . . .
(Bells were rung . . . .)

Now, the House is in quorum. Yes please.

میاں عبدالرؤف ۔ جناب سپیکر ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ اپنی ایڈمنسٹریشن کو چلانے کے لیے انگریز نے اس کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصے کی نمائندگی بڑے طبقات کو دی گئی اور جو چھوٹے طبقات تھے، جن کی نمائندگی آج ہم کر رہے ہیں اور جس کے لیے جناب ذوالفقار علی بھٹو نے یہ پارٹی بنائی، جس کی بدولت آج ہم یہاں بیٹھے ہیں، انہیں کوئی نمائندگی نہ دی ۔ انگریز نے یہ کام کیا کہ اس ملک پر حکومت کرنے کے لیے ایک ایڈمنسٹریشن قائم کی ۔ وہی ایڈمنسٹریشن سالہا سال سے چل رہی ہے ۔ اس میں بڑے آدمیوں کے بچے کام کر رہے ہیں ۔ جیسے ہم کہتے ہیں کہ ہماری معیشت پر چند بڑے خاندان چھائے ہوئے ہیں، اسی طرح سے حکومت اور ایڈمنسٹریشن پر بھی چند خاندان چھائے ہوئے ہیں ۔ ان کے بچے ہی ڈی۔سی اور کمشنر بنتے ہیں اور انہی کے بچوں کو فوج میں داخلہ ملتا ہے ۔ یہاں جو خامیاں پیدا ہو رہی ہیں وہ اس لیے ہو رہی ہیں کہ یہاں چند خاندان ایسے موجود ہیں جو بدعنوانیوں اور دھاندلیوں کے ذریعے اپنے بچوں کو بڑے بڑے عہدوں پر لے جا رہے ہیں ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ یہ جو ترمیم دی گئی ہے یہ ضروری ہے اور اس میں حزب اختلاف کو بہانے نہیں ڈھونڈنے چاہئیں کہ یہ کارروائی غلط طور پر کی گئی ہے اور اس میں حکومت کوئی دھاندلی کرے گی ۔ نہیں، یہ تو میرا ملک ہے ۔ یہ تو غریبوں کا پاکستان ہے ۔ یہاں حکومت کی باگ دوڑ عوام کے ہاتھوں میں ہے اور پیپلز پارٹی کے اصول سبھی کے لیے ایک جیسے ہیں ۔ اس لیے یہ ترمیم لانے کی ضرورت تھی ۔ یہ ایک ضروری ترمیم ہے ۔ اس میں تساہل نہیں کرنا چاہیے ۔ ان گزارشات کے ساتھ میں عرض کروں گا کہ اس کو فی الفور منظور کیا جائے۔

Mr. Speaker. Now, I put the question to the vote of the House.

The question is :

That the Punjab Public Service

Commission Examination Reforms Bill, 1977 be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by the 30th June, 1977.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That the Punjab Public Service Commission Examination Reforms Bill, 1977, be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

(Clause 3)

Mr. Speaker. Now, we take up reading of the Bill Clause by Clause. Clause 3. Amendment by Sardarzada Zafar Abbas.

Sardarzada Zafar Abbas. Sir, I move :

That in para (i) of Clause 3 of the Bill, between the words "examination" and "written" occurriug in lines 3-4, the words "of commission" be inserted.

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That in para (i) of Clause 3 of the Bill, between the words "examination" and "written" occurring in lines 3-4, the words "of commission" be inserted.

Minister for Law. Sir, I think it is superfluous because it is contained in the definition.

(f) "examination" means an examination held by the commission;

Mr. Speaker. Sardarzada Sahib if you care to read Clause 2 sub-clause (f).

> (f) "examination" means an examination held by the commission;

it says that wherever the word examination occurs it means the examination held by the Commission.

Sardarzada Zafar Abbas. Sir, I don't press for this.

Mr. Speaker. Now, I will have to put the amendment to the vote of the House.

The question is :

> That in para (i) of Clause 3 of the Bill, between the words "examination" and "written" occurring in lines 3-4, the words "of commission" be inserted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. Next amendment is by Mr. E. Dinshaw.

Prof. E. Dinsha. Sir, I move :

> That in Clause 3 of the Bill, after para (vi) the following new paras be added and the subsequent paras be renumbered accordingly :—
>
> (vii) impersonation for a candidate; or
>
> (viii) causing another person to impersonate for him; or.

Mr. Speaker. The amendment moved is :

> That in Clause 3 of the Bill, after para (vi) the following new paras be added and the subsequent paras be renumbered accordingly :—
>
> (vii) impersonation for a candidate; or

(viii) causing another person to impersonate for him; or.

Minister for Finance. Sir, I readily accept this amendment. This shows the intention of the Government that we do want to do away with all the malpractices and common loopholes that may exist anywhere either on the part of the Government, or on the part of the candidate or on the part of the Government Employees of the Commission.

Mr. Speaker: There is no opposition to the amendment, the amendment is carried.

Next amendment by Sardarzada Sahib.

Sardarzada Zafar Abbas. Sir, I move :

> That in Clause 3 of the Bill, in the last para, between the words "with" and "imprisonment" occurring in line 1, the word "rigorous" be inserted.

Mr. Speaker. The amendment moved is :

> That in Clause 3 of the Bill, in the last para between the words "with" and "imprisonment" occurring in line 1, the word "rigorous" be inserted.

Minister for Finance. Again, I readily accept this amendment and that will again illustrate my point of view that we are have to do away with the mal-practices.

Mr. Speaker. The question is :

> That in Clause 3 of the Bill, after para (vi), the following new paras be added and the subsequent paras be renumbered accordingly :

(vii) impersonation for a candidate; or

(viii) causing another person to impersonate for him; or.

(The motion was carried)

Mr. Speaker. Pherhaps this is the first amendment of the Opposition which has been carried.

(applause)

Mr. Speaker. The question is :

> That Clause 3, as amended, do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(Clause 4)

Mr. Irshad Muhammad Khan. In line 5 of Clause 4 after the word "the", "Chairman or the" be substituted because in the last line instead of the word "Secretary" . . . .

Mr. Speaker. That is not the way to make a motion. Please have a copy from here, read it out and give it back. Then I will propose the motion.

Mr. Irshad Muhammad Khan. I beg to move :

> That in Clause 4 of the Bill, in line 5, after "the Chairman", the word "or" be added and in line 8 of the said clause "Chairman" be substituted for the words "Secretary".

Mr. Speaker. The motion is :

> That in Clause 4 of the Bill, in line 5, after "the Chairman", the word "or" be added and in line 8 of the said clause "Chairman" be substituted for the word "Secretary".

But in line 5, the words "the Chairman" are not there.

Mr. Irshad Muhammad Khan. I mean after the word "the", the word "Chairman or" be added.

Mr. Speaker. Whenever you say after the word so and so then you must say after the word so and so and before the word so and so. The word "the" occurs twice in line 5.

Mr. Irshad Muhammad Khan. "The" is the last word occurring in line 5.

Mr. Speaker. Then it should have been after the word "the" and before the word "Secretary", occurring in lines 5-6, the following words be substituted.

Mr. Irshad Muhammad Khan. Exactly, Sir.

Mr. Speaker. It should be "Chairman or the". Should I add the word "the" ?

Mr. Irshad Muhammad Khan. Yes, Sir. Thank you.

The intention is that if the Secretary is himself an accused person then who would be the complainant in that case. The only person authorised under clause 4 of the existing Bill to lodge a complaint is the Secretary. . . .

Mr. Speaker. And if the Chairman is also involved ?

Mr. Irshad Muhammad Khan. Then there is no end to complicity.

Mr. Speaker. Is there no opposition to this amendment ?

Minister for Finance. I again readily accept this amendment. This is to exclude collision between the officers, and will eliminate all chances of mal-practice.

Sardar Saghir Ahmad. I move amendment to the amendment.

I beg to move :

> That in Clause 4 of the Bill, wherever the word "Secretary" occurs, it should be replaced by the word "Chairman".

Mr. Speaker. Let me decide the fate of this amendment first. It says "Chairman or the".

You want to move an amendment to the amendment. Yes, you can move it if you so like but move it in reference to this amendment.

Sardar Shghir Ahmad. I beg to move :

> That in the amendment moved by Mr. Irshad Muhammad Khan, in Clause 4 of the Bill, in lines 5-6, the words "the Secretary" be deleted.

Mr. Speaker. Your amendment to amendment must be in relation to the amendment moved.

Sardar Saghir Ahmad. But the difficulty is that in that amendment the words "or the" are there but the word "Secretary" is not there. Sir, it will make the law simple because the Chairman has to authorise some person. He may authorise the Secretary if he so likes.

Minister for Finance. But, again, it will be one person whereas the intention of the amendment is to bring in two persons because if one is involved then the other can be aporoached.

Sardar Saghir Ahmad. یا تو ھوتا "or the Secretary".

وزیر خزانہ - ایک کو اجازت دینا ہے ، ایک کو نہیں -

Mr. Muhammad Jaffar ashmi. Sir, it would cause duplicity. How it could be two persons at one time who will decide as to who should move first and who should move afterwards. Who would resolve the differences ? In my opinion, it should be one person either the Chairman or the Secretary.

Minister for Finance. Let Mr. Speaker decide this point.

Mr. Speaker. The position is quite clear. Mr. Irshad Muhammad Khan has moved an amendment and now the only way is to move an amendment to the amendment but there is another way out. If you want to bring in that amendment, I can defer his amendment and take up your amendment first. In case the Government agrees to that amendment, and it is

carried, that would mean you want to substitute only "Chairman" and not "Secretary". If the Government will agree to that then his amendment will not be in order and if the Go-Government does not agree to your amendment then that amendment will be moved and put to vote of the House.

Sardar Saghir Ahmad. Sir, I move the amendment :

> That in Clause 4 of the Bill, for the word "Secretary" the word "Chairman" be substituted.

Mr. Speaker. The amendment moved is :

> That in Clause 4 of the Bill, for the word "Secretary" the word "Chairman" be substituted.

Minister for Finance. Sir, I would suggest that I have no objection. But then there will be one person and there will be no choice. The purpose of Mr. Irshad Muhammad Khan was to have two persons. One of the hon'ble member has suggested that if there were two persons there will be duplicity.

Prof. E. Dinshaw. Sir, the word "duplicity" is being used in a very erroneous manner. The word "duplication" should be used here. "Duplicity" means something very different.

سردار صغیر احمد ۔ جناب والا ۔ جس طرح ڈاکٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ چیئرمین authorise ہو جاتا ہے اور اس کی اجازت سیکرٹری سے لی جائے گی ۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ جہاں چیئرمین authorise ہو وہاں اس کی اجازت گورنمنٹ کو ہونی چاہیے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ ارشاد محمد خان صاحب کا مقصد یہ تھا کہ اگر ایک آفیشل اس میں authorise ہو جاتا ہے تو کسی اور آفیشل کو بھی قانون کے تحت اجازت ہونی چاہیے کہ وہ رپورٹ فائل کروا سکے ۔

سردار صغیر احمد ۔ جناب والا ۔ اس ترمیم میں آپ کا مقصد حاصل

نہیں ہوتا کیوں کہ اس میں آگے چیئرمین کو یہ اختیار مل جاتا ہے کہ وہ کسی اور آفیسر کو مقرر کر سکتا ہے ۔

وزیر خزانہ ۔ کون ؟ چیئرمین ۔ ہاں ، چیئرمین کر سکتا ہے ۔

Mr. Irshad Muhammad Khan. If the Chairman is an accused person how would he authorise somebody else for filing the report.

Mr. Speaker. Doctor Sahib, if you do it like this :

> and shall be cognizable by the police only on a report made by an officer specially authorised by the Commission in this behalf

Minister for Finance. I think that will solve all the complications that are being pin pointed.

سردار صغیر احمد ۔ جناب والا ۔ اگر رولز میں ہے ، تو پھر ٹھیک ہے ۔

وزیر خزانہ ۔ ٹھیک ہے ۔

Mr. Irshad Muhammad Khan. Sir, Commission is defined under Clauses 3 (d) :

> "Commission" means the Punjab Public Service Commission.

The Commission as a whole, the entire members of the Commission including the Chairman. There would be anamoly. It means that if whole the Commission is not in attendance then they will defer the matter meaning thereby that there will be serious consequences.

Mr. Speaker. "As may be specially authorised by the Commission" Commission will authorise regularly.

Mr. Irshad Muhammad Khan. Commission will authorise only one person.

Mr. Speaker. They can authorise a persons generally [illegible] secretary will report the matter or the Chairman will

report the matter or any other officer specially empowered in this behalf.

Mr. Taj Muhammad Bhatti. Sir, another complication will arise. That means that the Commission can authorise any other person who is not a public servant.

Mr. Speaker. No. "Such other officials of the Commission" Those words are there.

> and shall be cognizable by the police only on a report made by the Commission or such other official of the Commission as may be specially authorised by it.

Mr. Irshad Muhammad Khan. Commission would mean the Commission as a body corporate and not any individual member. It will create a lot of anamoly.

Mr. Speaker. When the Commission will authorise, they will authorise the Secretary or any other official of the Commission.

Mr. Muhammad Jaffar Hashmi. Sir, I think the amendment to amendment moved by Sardar Saghir Ahmad would be the appropriate amendment because as the learned member has said Commission means all the Members of the Commission. It would cause confusion. It could be brought in like this that the Chairman should be authorised to institute the case himself or through his nominee or the person appointed by him. It will resolve the whole controversy. Let it be the Chairman. Chairman, I think is the most appropriate person. If Chairman goes wrong and he proves to be corrupt then God forbid where we have to bring the people from. Of course we have to trust somebody. Chairman is a responsible person. Chairman is the Chairman

Mr. Speaker. Chairman is a responsible person, no doubt. But do you want that he should become a complainant he should become a PW in each and every case and that he should go to the court and make statements.

Mr. Mohammad Jaffar Hashmi. With due deference Sir. I fully agree but here Chairman will not be the only person. I say Chairman or the person authorised by him.

Mr. Irshad Muhammad Khan. He will become a PW in every case right from D. G. Khan to Campbellpur and Rahimyarkhan. It would be physically impossible for him to conduct his own business as Chairman of the Commission and other numerous activities.

Begum Rehana Sarwar. Sir, before we pass the amendment I would like to ask the Law Minister to explain to the House the legal and technical differences between the two amendments moved in the House.

Minister for Law and Parliamentary Affairs. Sir, if left to myself I would have stuck to the word "Secretary". But much has been said in the House and I don't think I should retrace what has been discussed in the House which tentatively appears to be the opinion of the members. Therefore, I did not interpose but some of the problems that have been enumerated by the members do show that the word "Secretary" was appropriate. He is an executive with the Commission and it more suits his functions to lodge a report. Even if he has to go to court, to go to the court to appear as witness and to rely on the files. Therefore, when the word "Secretary" was inserted it was with a purpose and with a back-ground but I left it to the House. My opinion still is that Secretary was the most appropriate person and if a Secretary does not conform with the requirements of the time and with the requirements of the case, he can be transferred and a new Secretary can be brought in. This may not be possible in the matter of Chairman or the Members of the Commission. If a Chairman or a Member is transferred, it would be something very impolitic. One Secretary can go and another Secretary can come.

Ch. Jamil Hasan Khan Manj. Point of order. Sir, so far as the word "Secretary" is concerned, if it is substituted with the word "Chairman", then he has got all the powers to authorise

any other officer under him. It would mean that the Chairman has got no power. The Secretary has got all the powers.

Mr. Speaker. This discussion is on the amendment put forth by Sardar Saghir Ahmad. This is not a point of order.

Mr. Taj Muhammad Bhatti. Sir, the views expressed by the learned Law Minister are correct. Just to avoid these complications the views expressed by the Law Minister seems quite correct, I would request that they should be accepted.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ یہ ایک بہت اہم کلاز ہے ۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ تمام بل کا دارو مدار اسی کلاز پر ہے ۔ اس کلاز کے تحت ایکشن ہوتا ہے ، جب تک باضابطہ طور پر اس کی cognizance یا منظوری نہ ہو تو تمام بل بےکار ثابت ہوتا ہے ۔ جہاں تک سیکرٹری کا تعلق ہے ، اس میں شک نہیں کہ وہ ایک ایگزیکٹیو ہے اور اصولی طور پر اس قسم کے معاملات کو وہی deal کرتا ہے ۔ لیکن یہ اختیار particularly سیکرٹری کو دینا میں سمجھتا ہوں کہ بل کی اصل روح کے متضاد ہے ۔ کیونکہ سیکرٹری کے اوپر چیئرمین اور دیگر ممبرز ہیں اور وہ اس سے سینئر ہیں ، اس لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ جس طرح سے ہم چلے کرتے آئے ہیں ، بجائے اس کے کہ ہم کسی ایگزیکٹیو کو یہ اتھارٹی دے دیں ، یہ کمیشن کا کام ہے ۔ کمیشن نے ہی اس کام کو چلانا ہے ۔ کمیشن کو ہی یہ دیکھنا ہے کہ یہ قانون صحیح معنوں میں چل رہا ہے یا کسی کے خلاف جو کارروائی چل رہی ہے وہ صحیح ہے یا غلط ؟ لفظ اس میں "کمیشن" رکھیں ، اور جس طرح سے جناب نے کہا ہے ، کمیشن کو یہ اختیارات دینے چاہیئیں کہ وہ کسی بھی آفیسر یا ممبر کو یہ اختیارات دینا چاہے ، اس کو دے دے ۔ اس کے لیے یہ ایک جامع قانون بن جائے گا اور یہ اختیارات جامع طریقے سے استعمال ہو سکیں گے ۔ چہ جائیکہ چیئرمین کے پاس پرچے بھی آتے ہیں ، اس کے پاس ریکارڈ بھی موجود ہے اور چیئرمین کسی کی favour بھی کر سکتا ہے and so is the case with the members تو اس صورت میں مجھے بتائیں کہ کیا سیکرٹری کو جرأت ہو سکتی ہے کہ وہ complaint lodge کرا سکے ؟ جب کمیشن آ جائے گا اور اس کے سامنے کوئی کیس

آ جائے گا ، چاہے وہ نچلی سطح پر کوئی بد دیانتی ہوتی ہے تو اس کے خلاف وہ آفیسر ، جس کو یہ اختیارات تفویض کیے گئے ہیں ، کارروائی کر سکے گا ۔ اگر کوئی اوپر کے لیول کی بددیانتی ہوتی ہو ، مثلاً چیئرمین یا ممبران کے سلسلے میں اگر کوئی بددیانتی ہوتی ہو تو پھر سارا کمیشن بیٹھ کر اس کے متعلق فیصلہ کر سکتا ہے ۔ یہ کہنا کہ اگر چیئرمین یا کمیشن کا کوئی ممبر ملوث ہو تو پھر گورنمنٹ فیصلہ کرے گی ۔ یہ بھی ضروری نہیں ۔ اس طرح سے یہ ہوتا ہے کہ اگر کمیشن کا کوئی ممبر اس میں ملوث ہو جائے تو وہ اس پروسیڈنگ میں حصہ نہیں لے سکتا ۔ اور باقی ممبرز یا چیئرمین حصہ لے کر اس کے متعلق یہ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ آیا اس کے خلاف کارروائی کی جائے یا نہ کی جائے ، میں یہ استدعا کروں گا اور یہ ترمیم پیش کروں گا کہ

for the word "or the Secretary" the word "Commission" or any member of the commission or any employee of the commission outhorised by the commission may kindly be inserted instead of these amendment.

Mr. Speaker. I have just drafted an amendment for your consideration. That for the word "Secretary of the Commission or such other officials of the Commission as may be specially authorised by the Secretary in this behalf . . . That means that for the last three lines the following be inserted . . . Commission or the officer as may be specially authorised by the Commission in this behalf shall be cognizable by the police only on a report made by the Commission or the officer as may be specially authorised by the Commission in this behalf. If the House agrees.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ٹھیک ہے سر ، پہلے اسے put کر دیں ۔

مسٹر غلام اصغر دستی ۔ اگر کوئی امید وار نقل کرتا ہوا پکڑا جائے تو بھی کمیشن بیٹھے گا ؟

مسٹر سپیکر ۔ ڈسمین کے لیے تو کمیشن بیٹھے گا ۔ اس کے بعد

سیکرٹری ، چیئرمین یا کسی دیگر آفیسر کو authorise کرنے کا فیصلہ کرنا ہوگا ۔ کو پھر وہ complaint file کرے گا ۔

ملک مختار احمد اعوان ۔ جناب سپیکر ۔ فاضل وزیر قانون نے جو دلائل آن معزز اراکین کے سامنے پیش کیے ہیں ، میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے بجا طور پر یہ الفاظ :

Commission or such other official as may be authorised by Secretary in this behalf.

کہے ہیں ۔ انہوں نے وضاحت بھی کر دی ہے کہ اگر آپ کمیشن کا لفظ insert کریں ، تو میری humble رائے میں It shall become mockery of law. کیوں کہ کسی employee کے خلاف تو پہلے کمیشن بیٹھے گا اور دیکھے گا ۔ تو یہ سارا purpose defeat ہوگا ۔ ساری چیز delay ہوگی اور اس میں فوری طور پر پولیس cognizence نہ لے سکے گی ۔ اس لیے میں یہ درخواست کروں گا کہ ہمیں وزیر قانون کا point of view accept کرنا چاہیے اور کلاز 4 کو اس کی موجودہ شکل ہی میں منظور کرنا چاہیے ۔

مسٹر محمد خان ۔ جناب سپیکر ۔ کمیشن بیٹھ کر طے کرے گا اور یہ فیصلہ کرے گا ۔ میرے خیال میں سیکرٹری یا کمیشن individual case پر فیصلہ نہ کرے گا ۔ سیکرٹری یا آفیشل رپورٹ بھی کرے گا تو وہ ہر ایک پر لاگو نہیں ہوگا جس پر وہ خود لاگو نہ کریں ، اس لیے ہر individual case پر کمیشن فیصلہ نہیں کرے گا ۔ اور پھر اس کے بعد دوسری دفعہ کمیشن کے پاس جانے سے مزید تاخیر ہو جائے گی ۔ کمیشن تو ایک قانون دے دے گا اور رپورٹ سیکرٹری lodge کرے گا ۔ اگر وہ تبدیل کرنا چاہیں گے تو پھر کمیشن کے پاس جائے گا ۔ پھر جو appoint ہوگا ۔ وہ کام کرے گا ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ ساری بحث اس طرح سے شروع ہوئی ۔ رانا ارشاد صاحب فاضل ممبر کا خیال یہ تھا کہ سیکرٹری خود normally انکوائری نہیں کرے گا اور رپورٹ کرے گا ۔ ہمیں ساتھ ہی ساتھ یہ بھی سوچنا چاہیے کہ یہ بھی انکوائری ٹریبونل کی رپورٹ پر مبنی ہے ۔ ہم نے یہ بل نہیں بنایا ۔ یہ وہ انکوائری ٹریبونل ہے جسے ویسٹ

پاکستان گورنمنٹ نے قائم کیا تھا - یہ بل اس کی سفارشات پر مبنی ہے - اس سے ثابت ہوگا کہ ہماری حکومت کی کوئی خاص اس میں addition alteration نہیں - بات یہاں سے شروع ہوئی کہ اگر سیکرٹری غلط بات میں ملوث ہو اور جہاں سیکرٹری کو اختیار دئے گئے ہیں تو اس صورت میں کیا ہوگا ؟ اس ساری بحث کے سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ ہم نے normally جو کلاز رکھی ہے - یہ ویسی کی ویسی ہے جس طرح سے انکوائری ٹریبونل نے رپورٹ کی ہے - ہم اس میں صرف اتنا ایزاد کر دیں کہ اگر سیکرٹری خود کسی کیس میں ملوث ہو Then the commission may appoint another amployee اس سے یہ ہوگا کہ ایک تو ہماری intention پوری ہوگی اور دوسرے انکوائری ٹریبونل کی رپورٹ پوری کی پوری منظور ہو جائے گی - جناب والا - ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ سارے کا سارا بل اسی رپورٹ پر مبنی ہے جو کہ انکوائری ٹریبونل نے دی ہے - ہماری طرف سے کوئی بھی چیز اس میں شامل نہیں جس سے یہ سمجھا جائے کہ ہم اس law کو frustrate کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ، یا ایک خاص سمت میں اس کو لے جا رہے ہیں - میں یہ عرض کروں گا کہ جس طرح سے کلاز 4 worded ہے ، اس میں صرف یہ ایزاد کر دیں کہ اگر سیکرٹری خود ملوث ہو تو اس صورت میں پبلک سروس کمیشن چیئرمین یا کسی افسر کو authorise کرے میرے خیال میں اس طرح سے انکوائری ٹریبونل اور اس معزز ایوان - دونوں کے مقاصد پورے ہو جائیں گے -

Haji Muhammad Saifullah Khan. It means that we are making the Secretary super to the Commission.

سردار زادہ ظفر عباس - جناب والا - جیسا کہ سینئر منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ صرف ایک لفظ کو تبدیل کرنے سے ہاؤس کا مطلب پورا ہو سکتا ہے - آخری لائن میں "سیکرٹری" کی بجائے کمیشن لکھ دیا جائے تو سارا مقصد پورا ہو جائے گا - سیکرٹری وہ implement کرے گا - لیکن آدمیوں کو نامزد کرنے کا اختیار کمیشن کو ہے - "سیکرٹری" کی بجائے اگر "کمیشن" کا لفظ آ جائے تو فاضل سینیر منسٹر کا مقصد حل ہو سکتا ہے -

مسٹر محمد عارف چٹھہ - جناب والا - چونکہ یہ پبلک سروس کمیشن

کا بل ہے ، چنانچہ جب اس کی implementation ہوگی ، تو کمیشن خود بخود اس پر عمل درآمد کرتے ہوئے کسی افسر کو مقرر کر دے گا ۔ اور جب ایف۔آئی۔آر lodge کرانے یا کسی بھی mal practice کرنے والے شخص کے خلاف رپورٹ کی ضرورت پڑے تو وہ اس مقرر کردہ افسر کی معرفت درج کرا دے گا ۔ اس لیے کمیشن کا لفظ رہنے سے تمام مقصد حل ہو جاتا ہے ۔

Mr. Speaker. Then we read it as :

> . . . . . on a report made by the Secretaty of the Commission or such other official of the Commission as may be specially authorised by the Commission in this behalf.

Sardarzada Zafar Abbas. I accept this amendment. Should I move, Sir ?

Mr. Speaker. First, you draft your amendment and then move it. I will put the amendment of Sardar Saghir Ahmad to the vote of the House.

The question is :

> That for the word "Secretary", occurring in Clause 4 of the Bill, the word "Chairman" be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. Then comes the amendment of Mr. Irshad Muhammad Khan.

The question is :

> That in Clause 4 of the Bill, in line 5, after "the Chairman", the word "or" be added and in line 8 of the said Clause, the word "Chairman" be substituted for the word "Secretary".

(The motion was lost)

Mr. Speaker. Now, move your amendment.

Sardarzada Zafar Abbas. I beg to move :

> That in Clause 4 of the Bill, in line 8, for the word "Secretary", the word "Commission" be substituted.

Mr. Speaker The Motion moved and the question is :

> That in Clause 4 of the Bill, in line 8, for the word "Secretary", the word "Commission" be substituted.

(The motion was carried)

Mr. Speaker. There is one additional aspect :

> . . . . on a report made by the Secretary of the Commission or such other official of the Commission as may be specially authorised by the Secretary in this behalf.

Supposing, in an examination hall there is some incident and the Superintendent wants to make a report to the police about the assault or about something else; he would not be able to make a report because he would not be an official of the Commission. It may happen that he may not be an official of the Commission.

Syed Masud Zahidi. Normally, in all such cases which become cognizoble upon a complaint made by a particular official the routine course is that whosoever is authorised can lodge a complaint. In this particular case the complainant will be authorised by the Commission and only then the case will be taken cognizance of by the Police. If some candidate is caught red-handed in the examination hall then the Superintendent or the Head Invigilator will make a report to the Secretary and the Secretary will forward it to the SHO who will take cognizance. Similarly, if the word "Secretary" is substituted by the word "Commission" then the Commission will have all the power specially in a case where the Secretary

is involved. If the Secretary had been given double power-the power of making a report to the Police for taking cognizance of the case and for authorising any person in this behalf, then both the functions would have been delegated to the Secretary. But in the case of some reports made by the Secretary, the Commission will be in a position to take action and make a report.

Minister for Law. Sir, you were pleased enough to make an observation that supposing, in the examination hall, some candidates assault the Superintendent or abuse him or misbehave; would the Superintendent be able to make a complaint ? Actually, this legislation is both enlarging as well as protecting the scope. There could be cases, which we wish would never happen, where some Superintendents would like certain candidates, who misbehanve, to leave the hall or that they make a false report and the police would come and take action. Therefore, to protect the candidates as well, this law is being enacted so that no person, because of his own ill-will or malice, would be able to do anything which violates the sanctity of this process. We have considered it proper and appropriate that it should be only the Secretary or an official authorised by the Commission to move the process of law.

Mr. Speaker. Supposing such an offence takes place at Lyallpur then the Superintendent shall report the matter to the Secretary at Lahore, then he will be informed and after that an FIR would be lodged.

Minister for Law. But the Commission can make a provision for that. The Commission has the authority to do that. If the Commission feels that there have been cases of that kind or there is apprehension that cases of that kind might take place then the Commission can authorises the Superintendent.

"Employee" has been defined as a person who is even temporarily . . . .

Mr. Speaker. But if the word "employee" is substituted by the word "official" then it could be alright.

Minister for Law. There are many other laws in which similar provisions have been made even where more heinous crimes are committed. Of course there is a special process for that, because when the scope is being enlarged and certain persons are being given protection then one has to take all these chances.

Mr. Muhammad Jaffar Hashmi. Sir, this piece of legislation embraces a particular offence. It does not cover all the offences pertaining to the misdeeds with regard to the examination cases. Sub-clause (h) says :

> 'Premature disclosure of a question or question paper' means a disclosure of a question or any of the questions contained in a question paper before the time at which the question or the question paper containing the question has to be communicated to a candidate in accordance with the procedure prescribed by the Commission.

The Bill further lays down :

> . . . . . attempting or abetting the commission of any of the aforesaid acts shall be punished with imprisonment for a term which may extend to one year, or with fine which may extend to rupees one thousand, or with both.

So, it limits or restricts the commtssion about this particular offence. As regards other offences, which are not covered by this Bill, the ordinary laws of the country shall apply to them but we cannot go beyond the scope of the offences defined in the Act itself.

Mr. Speaker. But there are so many offences defined in this Act right from (i) to (xiii).

Mr. Muhammad Jaffar Hashmi. There is no such provision that if some candidate misbehaves with the Superintendent . . . .

Mr. Speaker. Yes, there is. Sub-section (xi) says :

> assaulting or threatening any person incharge of an examination centre . . . .

Mr. Irshad Muhammad Khan. In my opinion, if after the word "official", occurring in line 6, the words "of the Commission" are deleted then it will serve the purpose. It will read :

> . . . on a report made by the Secretary of the Commission or such other official as may be specially authorised by the Commission in that behalf.

Meaning thereby that the Commission may issue a notification authorising all examiners in the Province to make them legally competent to lodge a complaint against the persons violating Section 3.

Mr. Speaker. But they may not be officials of the Commission.

Mr. Irshad Muhammad Khan. But I have submited that after the word "official" the words "of the Commission" be deleted. This will read "and such other officials as may be specially authorised by the Commission in this behalf". By deleting three words ' of the Commission" the purpose would be served. The Commission can be notification authorise all the head examiners. Sir, they cannot go and sit in D. G. Khan catching hold of the culprits red-handed and file a complaint. In the mean time the culprit will go away and get bail before arrest. Thus the purpose of this enactment would be defeated. By simply deleting the words "of the Commission" the purpose would be served.

Mr. Speaker. There are two alternatives. Either to

accept your amendment or to accept the word "employee" in place of the word "official".

Minister for Law. The word "official" has been purposely used. We know by experience that when an incident takes place, the Superintendents or the Deputy Superintendents or the Supervisors feel what has happened and their reaction is very sharp. But in due course of time the reaction and the attitude, if they are not employees of Commission, is not the same which he had at the time of taking place of the incident. They become amenable to outside influence which an official is generally not. Therefore, my submission to the House is that the "official" is the proper person who could be authorised. In today's world when the communication is so fast the officials of the Commission can be informed on telephone, on wireless. It should not take very long in Secretary being informed and his authorising the appropriate agency to go and take necessary action. Therefore, my humble submission is that the word "official" should remain as it is. Then Sir, I would submit that the examinations of the Public Service Commission are not like the examinations of the Universities and the Boards. They take place almost in every town but the examinations of the Public Service Commission take place at a very limited number of places. Therefore, the apprehension that the Secretary would not be available immediately to the Superintendent or the Members of the Commission would not be available should not be there.

Mr Irshad Muhammad Khan Suppose Sir, the Commission is holding an examination at Pindi. There is direct dialing system. Somebody is caught red handed. They will telephonically informe the Commission about the occurrence. All rights. But the lodging of the report has to be at the police station where the occurrence has teken place and for that matter it would be only the Pindi courts which shall take cognizance meaning thereby that 175 miles would be travelled by the Commission officials for lodging the report. Sir, in the meantime the examinee will be out of the hall. This is physically impossible.

Minister for Finance. Sir, enough discussion has taken place. I requset the Chair to put tne question regarding the last amendment or the amendment that came last, I think it was from the Leader of the Opposition.

Mr. Speaker. That has been carried.

Minister for Finance If that has been carried then Clause should be put to vote of the House.

Mr. Speaker. Mr. Latif Randhawa to move his amendment. Here I would request the members that they should glways prepare two copies of their amendments. And I would request that the members should do the home work. They should give full consideration to the bills at home, prepare amendments and given notice of that because this a very ticklish and technical tyoe of business. But when they give amendments on the floor of the House the pros and cons of the amendments cannot be thoroughly discussed and thoroughly looked into. If you give proper notice for that then the Department takes into consideration all the relevant facts and the Minister has the chance to be in a position to say whether he would be opposing the amendment or he would be supporting the amendments. So I request the members to prepare the amendments at home, give proper notice for that so that there may be a thorough and full discussion on that.

Chaudhri Muhammad Latif Randhawa Sir, I move the amendment :

> That in Clause 4 of the Bill for the word "bailable" occurring in line 4, the word "non-bailable" be substituted.

Mr. Speaker. The amendment moved is :

> That in Clause 4 of the Bill for the word "bailable" occurring in line 4, the word "non-bailable" be substituted.

Minister for Law. Opposed.

چودھری محمد لطیف رندھاوا - جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے ، کلاز 3 میں یہ ہے کہ punishment for malpractices اس میں ترمیم ہو چکی ہے۔ اگر offence میں rigorous imprisonment دینی ہے تو اس بل کی جو ڈرافٹنگ ہے اس میں پینل کلاز ، کلاز 13 کے بعد ہے -

Offences to be cognizable and bailable.

سردار صغیر احمد - جناب والا - ہمارے ملک میں تعزیر کا معیار یہ ہے کہ جہاں تین سال سزا رکھتے ہیں وہاں جرم ناقابل ضمانت ہے - کیونکہ اس قانون میں ہم نے ایک سال کی قید کی سزا اس جرم کرنے کے لیے تجویز کی ہے ، پھر اس کو اپنے معیار سے ہٹ کر ناقابل ضمانت بنانا نامناسب ہوگا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اس قانون سے اس قانون کی نفی نہیں ہوتی جو ملک میں موجود ہے - مثال کے طور پر جہاں فورجری ہوتی ہے اور اس قسم کے 467 اور 471 ناقابل ضمانت جرم میں یہ بھی اس کے ساتھ شامل ہوں گے - اگر کہیں ایسی صورت ہوگی ، جرم بھی ہے اور اس کی سنگینی کی نوعیت زیادہ ہے اور اس میں اضافہ ان کا کیا جا سکتا ہے اور اس میں ناقابل ضمانت جرم کے تحت مقدمہ درج کرایا جا سکتا ہے - لیکن اگر فاضل دوست یہ چاہتے ہیں کہ یہ ناقابل ضمانت ہو اور اس جرم کی سزا بھی زیادہ سے زیادہ ہونی چاہئے تو اس جرم کی سزا ایک سال ہے اور جنرل لاز کے تحت ناقابل ضمانت ہوتا نہیں -

مسٹر برکت علی غیور - جناب والا - جو ترمیم لطیف رندھاوا صاحب کی طرف سے پیش کی گئی ہے میں اس کی تائید کرتا ہوں - اگر فاضل رکن کا یہ خیال ہے کہ تین سال تک سزا ہو تو اس وقت جرم ناقابل ضمانت ہوتا ہے - یہ بات درست نہیں ، اس لیے کہ سیکشن 188 P.P.C. میں چھ ماہ کی قید ہے - اس میں تین ماہ کی قید بھی ہے -

but still the officence is non-bailable.

سردار صغیر احمد - میں نے اپنے ملک کے جنرل معیار کا ذکر کیا ہے -

مسٹر برکت علی غیور - جناب والا - دوسری بات یہ ہے کہ جس

والا آپ جرم کو specify کر رہے ہیں اس کے بعد آپ دفعہ 468 - 474 وغیرہ نہیں لگا سکیں گے - جب کسی جرم کے متعلق کوئی Specific Law بنا دیا جاتا ہے تو اس کے بعد وہ جرم اسی قانون کے تحت deal ہوگا - اس میں پھر P.P.C. وغیرہ لائیں ، تو وہ نہیں ہو سکے گا - یہ بل لانے کا مقصد تو یہ ہے کہ امتحان میں رواج پاگئی دھاندلیوں ، خرابیوں اور کورپشن کو دور کیا جائے - میں نے فروری 1970ء کے امتحان کا جو حوالہ دیا تھا ، اس کے پس منظر میں اگر بغور دیکھا جائے تو یہ معلوم ہوگا کہ حکومت کی منشاء یہ ہے کہ اس قسم کی خرابیوں کو روکا جائے - اب اس کے دو طریقے ہیں - وعظ و تبلیغ یا پھر deterrent punishment - جناب والا - ماضی میں gambling اس لیے بند نہ ہوئی کہ یہ ایک bailable offence تھا - ادھر پکڑے جاتے تھے ، ادھر پولیس سٹیشن میں ہی ان کی ضمانت ہو جاتی تھی - اگر ہم ان جرائم کو روکنا اور ان خرابیوں کو دور کرنا چاہتے ہیں تو قانون سازی میں deterrent punishment کا پہلو لانا چاہیے تاکہ اس میں عبرت کا سامان بھی معاشرے میں رہے - اب یہ دیکھا جا چکا ہے کہ کسی بھی عام یا مقابلے کے امتحان میں لگنے والے ممتحن سینکڑوں روپے دے کر اپنی تقرری کرواتے ہیں ، کیوں کہ اس وقت ان کے ذہن میں یہی ہوتا ہے کہ انہوں نے امتحان لینے کے بعد فارغ ہونا ہے تو ان کے نیچے کوئی کار ہو یا انہوں نے کوئی بنگلہ بنوا لیا ہو - حضور والا - اس قسم کی خرابیاں جو رواج پاتی چلی جا رہی ہیں ان کا علاج وعظ یا تبلیغ سے تو ہونے سے رہا - اس کا علاج میرے خیال میں یہی ہے کہ ہم اس میں کچھ عبرت کا سامان پیدا کریں تاکہ جو آدمی امتحان کے اندر کھیلا ، بے ایمانی یا بددیانتی اور کرپشن کرے اس کے لیے کوئی عبرت کا سامان موجود ہو - میرے خیال میں اس میں عبرت کا پہلو رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ یہاں پر -

the word "bailable" be substituted by the word "non-bailable".

Mr. Irshad Muhammad Khan. I think, the suggestion put forward by Sardar Saghir Ahmad is based on legal reasoning under Schedule I of the Cr. P. C. Section 511. If the punishment provided is more than three years they are non bailable.

If the punishment provided is less than three years they are bailable. The analogy of the learned member that Sec. 188 has become non bailable, it forms that part of the Penal Code and the Federal Government has amended the punishment of Sec. 188 PPC as having become non bailable. They have the power to amend any imprisonment in any of the Schedule under all the Sections of the PPC. So far as the local and special laws are concerned, it will be definitely provided. It will be violating or by passing the federal legislation by making this offence non bailable, unless the imprisonment provided is more than three years. Sir, I would request that in this connection Sec. 511 of the Cr. P.C. may by examined.

وزیر قانون و پارلیمانی امور - جناب والا - بات بڑی واضح ہے - جیسا کہ میرے فاضل دوست اور اسمبلی کے رکن سردار صغیر احمد صاحب نے اس کی وضاحت کی ہے ، جنرل اصول یہ ھے کہ تین سال یا تین سال سے زیادہ سزا ہو تو وہ جرم ناقابل ضمانت ہوتا ہے - میرے دوست برکت علی غیور صاحب نے اس کی تردید میں ایک مثال پیش کی ہے - مگر دونوں باتوں میں تضاد نہیں - اگر کوئی ایسا جرم ہو جس کا ایک مرتبہ ارتکاب کرنے کے بعد اس امر کا اندیشہ ہو کہ ملزم اس کا بار بار ارتکاب کرے گا تو ایسے جرائم کی تین سال سزا نہ ہونے کے باوجود انہیں ناقابل ضمانت بنانا سمجھ میں آسکتا ہے - ہم اس بات کا یقین رکھتے ہیں کہ ایسے پڑھے لکھے ، قابل اور ہونہار لوگ جو ایسے مقابلے کے امتحانوں میں بیٹھتے ہیں ، ان سے کسی ایک موقع پر ایسی غلطی ہو سکتی ہے - وہ اس قسم کے جرائم کے مرتکب تو ہو سکتے ہیں ، مگر ہم یہ توقع نہیں کرتے کہ وہ عادی مجرم ہوں گے - تو انہیں اس عادت سے روکنے کے لیے اس جرم کو ناقابل ضمانت بنانا پڑے گا - میں سمجھتا ہوں کہ مقابلے کے امتحانات میں بیٹھنے والے لوگوں کی صرف ضمانت ہو جانی ، ان کا عدالتوں میں چلے جانا - اور مقدمے کا فیصلہ ہونے کے بعد انہیں سزا ہو جانی بہت بڑی بات ہے - لیکن میں سمجھتا ہوں کہ محض رپورٹ کی بنا پر اس جرم کو ناقابل ضمانت بنا دینا اور اس بات کا اہتمام کرنا کہ رپورٹ ہونے سے ان لوگوں کو گرفتار کر لیا جائے ، مناسب نہیں - یہ بھی ہو سکتا

ہے کہ کوئی صاحب مقابلے کے امتحان میں حصہ لے رہے ہیں ۔ ان کے خلاف رپورٹ ہو جاتی ہے اور ان کی ضمانت ہو جاتی ہے ۔ وہ اس کے بعد امتحان دیتے رہتے ہیں اور ان کو جیل میں نہیں ڈالا جاتا اور وہ امتحان میں پاس ہو جاتے ہیں ۔ بعد میں ان کے خلاف مقدمہ چلتا ہے ، جس میں وہ یہ بات صاف کرلیتے ہیں کہ کسی غلط فہمی malice یا ulterior motive کی بنا پر ان کے خلاف مقدمہ بنا تھا ۔ اس کے بعد وہ قوم و ملک اور حکومت کی خدمت کرتے ہیں ۔ تو اس اندیشے کو دور کرنے کے لیے میں سمجھتا ہوں کہ اس کا قابل ضمانت رہنا ضروری ہے ۔ ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

Mr. Speaker. The question before the House is :

> That in Clause 4 of the Bill for the word "bailable" occuring in line 4, the word "non-bailable" be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. I will now put the amended clause to the vote of the House.

The question is . . . . .

Mr. Speaker. Randhawa Sahib. The amendment you want to move is out of order in view of the approval of the amendment moved by Sardarzada Zafar Abbas.

Chaudhri Muhammad Latif Randhawa. Quite right. It is really out of order.

Mr. Speaker. The question is :

> That Clause 4 as amended do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(Clause 5)

Mr. Speaker. The question is :

> That Clause 5 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(Clause - 6)

Mr. Speaker. The question is :

That Clause 5, do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(Clause 2)

Mr. Speaker. The question is :

That Clause 2, do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(Short Title, Extent and Commencement)

Mr. Speaker. The question is :

That Short Title, Extent and Commencement be the Short Title, Extent and Commencement of the Bill.

(The motion was carried)

(Preamble)

Mr. Speaker. The question is :

That the Preamble be the Preamble of the Bill.

(The motion was carried)

(Long Title)

Mr. Speaker. As there is no amendment in the Long Title, it is approved.

Mr. Speaker. Next motion please.

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی پنجاب پبلک سروس کمیشن ایگزامینیشن ریفارمز بل 1977ء منظور کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے :

کہ دی پنجاب پبلک سروس کمیشن ایگزامینیشن ریفارمز بل 1977ء منظور کیا جائے ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔ جیسا کہ پہلے ایوان میں متعدد بار یہ کہا جا چکا ہے کہ یہ بل ایسی لوعیت کا ہے جس کا تعلق اونچے ادارے سے ہے ۔ لیکن ساتھ ہی اس میں ایک کسر رہ گئی ہے جو میں آپ کے نوٹس میں لانا چاھتا ہوں ۔ میرے فاضل دوست جناب اعوان صاحب نے بھی یہاں اس کی نشاندھی کی ہے کہ چاھے یہ بل سیکرٹری پر لاگو ہو ، یا چیئرمین پر ، کمیشن کے کسی ممبر پر یا کسی آفیشل پر لاگو ہو ، اس میں ایسی پرووبژن نہیں جو اتنے اونچے اور اعلیٰ افسران کو اس سے مستثنیٰ کر سکے کہ وہ ایک فرسٹ کلاس مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش ہوں ۔ عالی جاہ ۔ ہمارے ملک کا قاعدہ یہ ہے کہ افسران کے خلاف ایسے مقدمات جن میں ان پر corrupt practices کا الزام ہو ان کے لئے سپیشل ٹریبونل بنائے گئے ہیں ۔ اس بل کے ذریعے کسی ٹریبونل کی نشاندھی نہیں کی گئی۔ جس سے یہ صاف واضح ہے کہ ملوث افراد چاہے کمیشن کا چیئرمین یا سیکرٹری ہے یا وہ کمیشن کا ممبر ہے یا کوئی اعلیٰ افسر ہے ۔ وہ عام کھلی عدالت میں جائیں گے ۔ اس کی سزا ایک سال ہو تو وہ ایک مجسٹریٹ کے سامنے پیش ہوگا ، جو اس مقدمے کی کارروائی کرے گا ۔ یہ ایک ایسی چیز ہے جو دوسرے تمام طریق کار ، قواعد سے مختلف ہے ۔ اگر اس کو اس طرح منظور کر لیا جائے اور اپنی اس موجودہ شکل میں انہی عدالتوں میں پیش کیا جائے تو اس طرح ایک ادنیٰ سرکاری ملازم کے سلسلے میں جو قانون ہے ، اسے بھی تبدیل کرنا پڑے گا ۔ ان حالات میں میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اس بل کو فوری طور پر منظور نہ کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر تاج محمد بھٹی ۔

مسٹر تاج محمد بھٹی ۔ جناب والا ۔ قانون سازی کسی خاص وقت کے لیے نہیں ہوتی ، بلکہ یہ آنے والے وقت اور پوری قوم کے لیے ہوتی ہے ۔

یہ بل بے حد اھمیت کا حامل ہے ۔ یہ وقت کی ایک ضرورت تھی ۔ یہ بل پیش کرنے پر میں حکومت کو مبارکباد دیتا ہوں ۔ لیکن ساتھ ہی یہ عرض کرتا ھوں کہ یہ ضروری نہیں ہوتا کہ بل ایک یا دو دن میں پاس ہو جائے۔ دیکھنا یہ ھوتا ہے کہ قانون سازی کے بعد اثرات کیا مرتب ھوں گے ۔ جب سرکاری ملازم کو prosecute کیا جاتا ہے تو ان کے لیے ھمارے ملک کا قانون ہے کہ جب وہ اپنی official capacity میں کسی offence کو commit کرتا ہے یا کوئی جرم اس پر ثابت ہو جاتا ہے تو اس کا trial سپیشل جج کے سامنے ہوتا ہے ۔ جہاں تک اس بل کو میں نے دیکھا ہے ، اس میں جب commission of offence ھوگی تو ان کی یہ حیثیت ھوگی کہ وہ اپنے سرکاری فرائض انجام دیتے ھوں گے ۔ تو اس لیے جب ان کی prosecution ھوگی تو وہ ایک عام کورٹ میں مجسٹریٹ فرسٹ کلاس کے سامنے قانون کی رو سے ہو سکتی ہے یا سپیشل جج کے سامنے ہو سکتی ہے ؟ دوسری بات اس میں دیکھنے والی یہ ہے کہ جو offence commit ھوتا ہے ، اس کے ingredients تعزیرات پاکستان میں پائے جاتے ہیں ۔ ھم یہ نہیں کہہ سکتے کہ جب offence وہ commit کریں گے تو پی-پی-سی کے relevant سیکشن negate ہو جاتے ہیں ۔ اب جب prosecution عدالت میں چالان پیش کرے گی تو اس وقت یہ سوال پیدا ہوگا کہ سپیشل لاء کے تحت اس کو سزا ملنی چاھیے یا پی-پی-سی کے متعلقہ سیکشن کے تحت ؟ اس لیے میں یہ عرض کرتا ھوں کہ اس قانون میں صحیح stability قائم رکھنے کے لیے جلد بازی سے کام نہ لیا جائے اور میرا ترمیم پیش کرنے کا بھی ارادہ تھا ۔ اس کے لیے میں دیانتداری سے ایک مثال پیش کرتا ھوں ۔ ھم نے لینڈ ریونیو کو ختم کر دیا ہے ۔ اس وقت ھم کہہ سکتے ہیں کہ ملک میں لینڈ ریونیو نہیں ۔ جب سول کورٹ میں litigations ھوتی ہیں ، وھاں لوگ دعوی دائر کرتے ہیں تو وکلا حضرات کے ھاں دعوے میں ایک پیرا ھوتا ہے : ”بغرض اختیار سماعت عدالت جمع مستقل چارجز“ ، جو لینڈ ریونیو میں اس کا تیس گنا زیادہ کرتے ہیں ۔ اب جب کہ ملک میں لینڈ ریونیو نہیں ، اس پیرے کا تعین کیسے ہوگا ؟ اس کا مطلب یہ تو ہے کہ دعوے institute نہ ھوں گے جو چل رہے ہیں ۔ کیونکہ لینڈ ریونیو کے حساب سے تعین کیا گیا ہے جو عدالت کا اختیار سماعت ہے ۔ چنانچہ

ایسی legal complications ہیں اور دعوے سارے کے سارے drop ہو جائیں گے ۔ تو جیسا کہ ۔

I have submitted that this law is not meant for a special or a short period. This law has been enacted for all times to come. We have to see the shape of things to come and the complications which will arise while prosecuting the accused. So far as the spirit of the Party, in introducing this Bill, is concerned I appreciate it. I am as old a member of the Party as the Party itself and as a humble worker of the Pakistan Peoples Party I appreciate the spirit but so far as legislation is concerned, I would submit, it should be taken purely from the point of view of law and all the legal complications which will arise in its implementation. Therefore, in order to agitate these points, there should be some Select Committee or Standing Committeee . . . .

Mr. Speaker. This is not the stage for suggesting that the Bill be referred to a Select Committee.

Minister for Finance. I am of the opinion that in the third reading speeches could only be delivered on those amendments which has been accepted but since there was ample time at out disposal, I thought full consideration should be given to the matter. However, my objection is that in the third reading the scope of discussion is limited.

مسٹر تاج محمد بھٹی ۔ پھر یہ ہے کہ اس کی jurisidiction صرف عدالت کو ہونی چاہیے ۔ اس حد تک formal amendment جو کہ سردار زادہ صاحب نے suggest کی تھی ، اگر وہ ریکارڈ پر آ چکی ہے ، تو پھر The thought ful consideration should be given to that amendmen t.

مسٹر سپیکر ۔ جی ، فرمائیے ۔

شیخ باسط جہانگیر ۔ جناب سپیکر ۔ جیسا کہ ہمارے دوستوں نے ٹریبونل کا ذکر کیا ہے ۔ اس میں دو قسم کے ملزمان ہیں ۔ ایک private persons ہیں ، جو candidate کی شکل میں امتحان دینے کے لیے آئیں گے اور influence کریں گے یا جو بھی part play کریں گے ۔ اور ایک ہیں گورنمنٹ officials ۔ اب اس میں پھر complication ہو گی ۔ اگر ان پر

کرمنل امنڈمنٹ ایکٹ لگا دیا جائے تو وہ تو لگ نہیں سکتا ۔ جو امیدوار لوگ ، یعنی اُمیدوار ہیں ، کیوں کہ وہ سرکاری ملازمین سے متعلق ہے ۔ اس لیے میرے خیال میں مزید غور کے لیے اس کو ملتوی کر دیا جائے ۔ کیونکہ پہلے بھی کافی پیچیدگیاں اور قانونی سوال اس میں involved ہیں اور میرے خیال میں اس میں مزید سوالات سزا کے متعلق ، criminal کے متعلق اٹھیں گے ۔ اس لیے اس کو ملتوی کر دیا جائے اور اس پر غور کرنے کے لیے کوئی اور تاریخ مقرر کر دی جائے ۔

Mr. Speaker. That stage is over. We have passed the Bill clause by clause and all the amendments have been disposed of.

Mr. Irshad Muhammad Khan. My learned friend, who has just spoken, has referred to some misconceived notions of law alleging that in the land revenue Bill, suits on the civil side . . . .

Mr. Speaker. I don't think there is any need for further elucidation or clarification.

Mr. Irshad Muhammad Khan. I would finish my submission in two minutes, Sir. In the year 1973, the Provincial Assembly enacted a new system of Court Fees for the value of the court fees. I will refer you to PLD, 1973, page 238, Punjab Acts. According to that, all suits for declaration, for possession, for pre-emption, were to be assessed on the basis of income of the 10 to 15 preceding years or some times advalorem. There is no concept in the Court Fees Act or the Civil Procedure Code which envisages that a suit shall be valued on the basis of land revenue.

Mr. Speaker. I will now put the Bill to the vote of the House.

The question is :

> That the Punjab Public Service Commission Examination Reforms Bill, 1977, be passed.

(The motion was carried)

Mr. Speaker. The House is adjourned to meet again tomorrow, the 14th June, 1977, at 9.00 a. m.

(اسمبلی کا اجلاس 14 جون 1977ء بروز منگل نو بجے صبح تک کے لیے ملتوی ہو گیا) ۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

دوسری صوبائی اسمبلی پنجاب کا دوسرا اجلاس

منگل - 14 جون 1977ء

(سہ شنبہ 26 جمادی الثانی 1397ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں نو بجے صبح منعقد ہوا۔
مسٹر سپیکر چوہدری محمد انور بھنڈر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ۗ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ○ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○

پارہ ۳ - سورۃ ۲ - رکوع ۴ - آیات ۲۶۱ تا ۲۶۲

جو لوگ اپنا مال و دولت اللہ کی خوشنودی کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کے مال و دولت کی مثال اس دانے کی سی ہے جس کو بونے کے بعد اس سے سات بالیں نکلیں اور ہر ایک بال میں سو سو دانے ہوں اور اللہ جس کے مال و دولت کو چاہتا ہے کئی گنا زیادہ کر دیتا ہے اور اللہ تو بڑی کشائش والا اور جاننے والا ہے۔ جو لوگ اپنا مال و دولت اللہ کے رستوں میں خرچ کرتے ہیں پھر اس کے بعد نہ تو اس خرچ کا (کسی پر) احسان جتاتے ہیں اور نہ (احسان جتا کر کسی کو) ایذا پہنچاتے ہیں ان کا صلہ ان کے پروردگار کے ہاں تیار ہے ان کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ کبھی غمزدہ ہوں گے۔

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ

پنجاب کا ضمنی میزانیہ برائے سال 77-1976ء

مسٹر سپیکر ۔ اب وزیر خزانہ ضمنی میزانیہ برائے سال 77-1976ء پیش کریں گے ۔

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ جناب سپیکر ۔

1 ۔ میں مالی سال 77-1976ء کا ضمنی بجٹ ایوان کی خدمت میں پیش کرتا ہوں ۔ میں آج اپنی بحث ضمنی بجٹ میں پیش کردہ مطالبات زر تک محدود رکھوں گا اور مالی صورت حال کا جائزہ 78-1977ء کا سالانہ بجٹ پیش کرتے وقت اپنی 16 جون 1977ء کی تقریر میں پیش کروں گا ۔

2 ۔ ضمنی بجٹ 38 مطالبات زر پر مشتمل ہے جن کی مالیت 190 کروڑ 53 لاکھ 29 ہزار 9 سو دس (190,53,29,910) روپے ہے ۔ اس میں سے 108 کروڑ 46 لاکھ 18 ہزار 9 سو چالیس (108,46,18,940) روپے کی رقم غیر تصریحی اخراجات (charged expenditure) پر مشتمل ہے ۔ 38 مطالبات میں سے 11 محض علامتی مطالبات ہیں جن میں سے ہر ایک کی مالیت 10 روپے ہے ۔ علامتی مطالبات ایسی نئی سکیموں اور خدمات کے لئے پیش کئے جاتے ہیں جن کے اخراجات ایوان سے منظور شدہ گرانٹوں میں بچت سے پورے کئے جا سکتے ہیں ۔ مطالبات زر میں شامل مدات کی تفصیلات ضمنی بجٹ کے گوشوارہ میں دی گئی تصریحات میں پیش کر دی گئی ہیں ۔ یہاں میں صرف بڑے بڑے مطالبات زر کا مختصر ذکر کروں گا ۔

3 ۔ بادی النظر میں 190 کروڑ روپے کے ضمنی مطالبات زر رواں مالی سال کے بجٹ میں شامل صوبائی مجموعی فنڈ (provincial consolidated fund) میں سے 962 کروڑ 90 لاکھ روپے کی مجموعی ادائیگی کے پیش نظر بہت زیادہ معلوم ہوتے ہیں ۔ لیکن فی الحقیقت صورت حال ایسی نہیں ہے ۔ کیونکہ 190 کروڑ 53 لاکھ روپے کے مجموعی مطالبے کے ایک بڑے حصے کا تعلق ایسے اخراجات سے ہے جن پر صوبائی مجموعی فنڈ میں سے فی الواقع کوئی ادائیگی نہیں ہوتی ۔ ایسی مدات میں سٹیٹ بنک آف پاکستان سے حاصل کردہ قلیل المیعاد عارضی قرضوں (ways & means advances) کی ادائیگی کے لئے 20 کروڑ

رقم کا ضمنی مطالبہ زر شامل ہے ۔ یہ ایسے قرضہ جات ہیں جو صوبائی حکومت کو وقتاً فوقتاً سٹیٹ بنک آف پاکستان سے لینا پڑتے ہیں ۔ کیوں کہ صوبائی خزانہ میں آمدن ہمیشہ اخراجات کی مساوی نہیں ہوتی ۔ وفاقی حکومت کے قابل تقسیم ٹیکسوں میں صوبائی حکومت کے حصہ اور نقد ترقیاتی قرضوں کی وصولی میں اکثر ناگزیر تاخیر واقع ہو جانے کی وجہ سے صوبائی حکومت کو سٹیٹ بنک آف پاکستان سے بجٹ کے تخمینہ سے زیادہ قلیل المیعاد عارضی قرضہ جات حاصل کرنا پڑے ۔ اس وجہ سے سال 77-1976ء کے بجٹ میں عارضی قرضہ جات کے لئے 70 کروڑ روپے کی بجائے اب 90 کروڑ روپے کی ضرورت ہے ۔ یہ رقم کسی ایک وقت پر واجب الادا عارضی قرضے کو ظاہر نہیں کرتی بلکہ دوران سال وقتاً فوقتاً حاصل کردہ اور ادا کردہ چھوٹے چھوٹے قلیل المیعاد عارضی قرضوں کا مجموعہ ہے ۔ جب بھی سٹیٹ بنک آف پاکستان سے کوئی عارضی قرضہ حاصل کیا جاتا ہے تو اسے محض آئینی تقاضا پورا کرنے کے لئے صوبہ کے عارضی قرضہ جات میں شامل کر دیا جاتا ہے اور ہر ادائیگی اس مد میں حکومت کے خرچ میں شامل ہو جاتی ہے ۔

4 ۔ محکمہ خوراک سرکاری تجارت کے لئے تجارتی بنکوں سے جو قرضہ حاصل کرتا ہے وہ بھی صوبے کے عارضی قرضے میں شمار کیا جاتا ہے ۔ غذائی اجناس اور شکر کی خرید و فروخت کو تجارتی بنیاد پر چلایا جاتا ہے ان کی خرید و برداشت اور تقسیم کے جملہ اخراجات کو تجارتی بنکوں سے قرضہ لے کر پورا کیا جاتا ہے ۔ تجارتی بنکوں سے قرضہ کے طور پر حاصل کی گئی رقوم کو سرکاری حسابات میں دو مرتبہ بطور خرچ شمار کیا جاتا ہے ۔ پہلی بار اجناس کی خرید و برداشت پر خرچ کی ادائیگی کے وقت اور دوسری بار اس وقت جب سرکاری تجارت سے حاصل ہونے والی آمدنی سے تجارتی بنکوں کا قرضہ واپس کیا جاتا ہے ۔ حکومت کو تجارتی بنکوں سے بجٹ کے تخمینہ سے 82 کروڑ 43 لاکھ روپے زیادہ رقم بطور قرض حاصل کرنا پڑی ، یہ اس لئے ہوا کہ 14 لاکھ 60 ہزار ٹن کی بجائے 18 لاکھ ٹن گندم خریدی گئی ۔ شکر کی پیداوار اور خریداری 2 لاکھ 75 ہزار ٹن سے بڑھ کر 3 لاکھ 50 ہزار ٹن ہوگئی اور گندم کی خرید و فروخت کے دیگر اخراجات 8 روپے 60 پیسے فی

من سے 8 روپے 81 پیسے فی من ہوگئے - تجارتی بنکوں سے حاصل کردہ 82 کروڑ 43 لاکھ روپے کے اضافی قرضوں کی ادائیگی کے لئے "عارضی قرضہ" (floating debt) کی مد کے تحت ضمنی مطالبۂ زر پیش کیا جا رہا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ غذائی اجناس اور شکر کی زیادہ خریداری اور برداشت پر متفرق اخراجات میں اضافہ اور عارضی ذخیرہ کاری کے لئے 28 ہزار ترپالوں کی خریداری کے لئے "سرکاری تجارت کے صوبائی منصوبوں پر سرمایہ کاری کی مد 85 - الف" کے تحت 62 کروڑ 80 لاکھ روپے کا ضمنی مطالبۂ زر پیش کیا جا رہا ہے - چونکہ یہ جملہ اخراجات تجارتی بنکوں سے قرضوں کے ذریعے پورے کئے جاتے ہیں - ان کے لئے صوبائی خزانہ سے رقم کا نکاس نہیں ہوگا -

5 - جناب والا - لوکل کونسلوں کو ترقیاتی پروگراموں کے لئے قرضے دینے کے لئے گزشتہ سال کے اواخر میں ایک فنڈ تشکیل کیا گیا تھا ، جس میں صوبائی حکومت نے اپنے حصہ کے طور پر 5 کروڑ روپے کی ادائیگی کی - اسی طرح لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو رواں مالی سال کے دوران ترقیاتی منصوبوں پر خرچ کرنے کے لئے 1975-76ء کے اواخر میں ایک کروڑ 50 لاکھ کی رقم دی گئی - ان پیشگی ادائیگیوں کو منضبط کرنے کے لئے ایوان کے سامنے مطالبات زر پیش کئے جا رہے ہیں - تاہم ان ضمنی رقوم کی منظوریوں سے صوبائی مجموعی فنڈ سے نقد رقم کی ادائیگی نہیں ہوگی کیوں کہ پیشگی ادائیگیاں گزشتہ سال کے نقد بقایا جات سے کی گئی تھیں -

6 - جناب والا - "عارضی قرضہ جات" محکمہ خوراک کی سرکاری تجارت ، لوکل کونسلوں کے ترقیاتی قرضوں کے فنڈ اور لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو پیشگی ادا کی گئی رقوم کے ضمنی مطالبات کی رقم 171 کروڑ 73 لاکھ روپے ہے - اس طرح 1976-77ء کے دوران نقد ادائیگی کے لئے صرف 18 کروڑ 80 لاکھ روپے کی ضمنی رقوم درکار ہیں - یہ اصل بجٹ کے 547 کروڑ 5 لاکھ روپے (جس میں غلہ اور چینی کی سرکاری تجارت اور عارضی قرضہ جات شامل نہیں ہیں) کے 3.4 فی صد سے بھی کم ہے - گذشتہ سال ایسے ضمنی مطالبات 22 کروڑ 12 لاکھ روپے پر مشتمل تھے جو 481 کروڑ ایک لاکھ روپے کے ابتدائی تخمینہ جات میزانیہ کا 4.6 فی صد تھے - اس سے قبل 1974-75ء میں یہ پیشہ

کردہ اخراجات کا 27.9 فی صد تھی - یہ کمی حکومت کی طرف سے انتظامی اخراجات پر مسلسل کڑی نگرانی کے سبب ہی ممکن ہوئی ہے -

7 - 171 کروڑ 73 لاکھ روپے کے مطالبات کے بعد جن میں صوبائی خزانہ سے ادا کی جانیوالی کوئی رقم شامل نہیں - سب سے بڑا مطالبۂ زر مد "57 - متفرق" کے تحت 12 کروڑ 78 لاکھ روپے کا ہے - اس میں سیلاب زدگان کو امداد کے طور پر دی گئی 2 کروڑ 86 لاکھ روپے تقاوی قرضوں کی معافی اور بلدیات ڈیرہ غازی خان ، رحیم یار خان ، بہاولنگر ، کیمبلپور ، میانوالی اور راولپنڈی کو ان کے شہروں کے ترقیاتی منصوبوں کے لئے دی جانے والی ایک کروڑ 34 لاکھ روپے کی خصوصی گرانٹ کی رقوم شامل ہیں - 86 لاکھ روپے کی ایک اور رقم مری ، کہوٹہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو ان کے زیر انتظام علاقے کی ترقی اور دوسرے محکموں سے منتقل شدہ فرائض کی انجام دہی کے لئے درکار ہے - اس مطالبۂ زر میں غذائی اجناس کی خرید و فروخت پر متفرق اخراجات [illegible] روپے 60 پیسے فی من سے بڑھ کر 8 روپے 81 پیسے فی من ہو جانے کے سبب گندم کی فروخت میں رعایت (wheat subsidy) کے لئے ایک کروڑ 5 لاکھ روپے کی رقم بھی شامل ہے - صوبائی حکومت کی جانب سے لوکل کونسلوں کے ترقیاتی قرضوں کے فنڈ میں دی جانے والی 5 کروڑ روپے کی رقم بھی جس کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے - اس مد کے تحت مطالبۂ زر کا جزو ہے - اس مد کے تحت دیگر متفرق اخراجات کی رقم 67 لاکھ روپے بنتی ہے -

8 - جناب والا - "آبپاشی ، جہاز رانی ، تعمیر پشتہ جات اور نکاس آب سے متعلق تعمیرات کی مد 68" کے تحت 11 کروڑ 76 لاکھ روپے کی ایک زائد رقم محکمۂ آبپاشی کو نقصانات سیلاب کی بحالی اور تعمیرات برائے انسداد سیلاب کے پروگرام کے لئے درکار ہے - اس میں سے 9 کروڑ 90 لاکھ روپے کی رقم گرانٹ میں سے بچت کر کے پوری کی جائے گی اور ایک کروڑ 86 لاکھ روپے کا ضمنی مطالبۂ زر پیش کیا جا رہا ہے -

9 - جناب والا - 11 کروڑ 39 لاکھ روپے کی ایک اضافی رقم "حسابات حاصل شدہ کے علاوہ تعمیرات مواصلات کے حسابات سرمایہ کی مد 80" - الف کے تحت درکار ہے - اس میں سے 7 کروڑ 96 لاکھ روپے کی رقم گرانٹ میں سے

بچت کر کے پوری کی جائیگی اور 3 کروڑ 43 لاکھ روپے کا ایک ضمنی مطالبۂ زر پیش کیا جا رہا ہے ۔ 1975ء اور 1976ء کے دوران غیر متوقع سیلابوں اور بارشوں کے باعث صوبے میں سڑکوں اور پلوں کا وسیع پیمانے پر نقصان ہوا ۔ اس لئے ٹریفک کی بحالی کے لئے فوری توجہ کی ضرورت تھی ۔ چنانچہ اس مد کے تحت ضمنی مطالبۂ زر کی ضرورت پیش آئی ۔

10 ۔ "قرضہ جات برائے بلدیات وغیرہ" کی مد کے تحت 7 کروڑ 27 لاکھ روپے کی زائد رقم درکار ہے ۔ اس میں سے 5 کروڑ 32 لاکھ روپے کی رقم گرانٹ کے اندر بچتوں کے ذریعے پوری کی جائے گی ۔ جب کہ ایک کروڑ 95 لاکھ روپے کی رقم کا ضمنی مطالبۂ زر پیش کیا جا رہا ہے ۔ ان زائد مطالبات میں نئی تشکیل شدہ ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے ترقیاتی پروگرام کے لئے 2 کروڑ 24 لاکھ روپے ، کچی آبادی فیکٹری ایریا لائلپور کے مکینوں کی آبادکاری کے لئے مکانات کی تعمیر اور دیگر ترقیاتی امور کی خاطر لائلپور سٹی ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے لئے 2 کروڑ 5 لاکھ روپے ، کچی آبادیوں کے لئے لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو ایک کروڑ 70 لاکھ روپے ، لاہور میونسپل کارپوریشن کو ایک کروڑ روپے اور بہم رسانیٔ آب کی سکیموں کے لئے مختلف بلدیات کو دی جانے والی 28 لاکھ روپے کی رقوم شامل ہیں ۔

11 ۔ مد "63 ۔ بی ڈویلپمنٹ" کے تحت جس میں ترقیاتی سکیموں پر اخراجات حاصل شامل ہوتے ہیں ، 5 کروڑ 85 لاکھ روپے کی ایک اور رقم زائد ضروریات کو پورا کرنے کے لئے مطلوب ہے ۔ اس میں سے 5 کروڑ 83 لاکھ روپے کی رقم گرانٹ کے اندر بچتوں سے پوری کی جائے گی ۔ اس مد کے تحت زائد مطالبے میں لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے سڑکوں کے مختلف منصوبوں کے لئے ایک کروڑ 91 لاکھ روپے ، ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے لئے ، ملتان بائی پاس (bye pass) کی تعمیر کے لئے 40 لاکھ روپے بطور گرانٹ اور میو ہسپتال لاہور میں فزیوتھراپی سکول اور ہڈیوں کی جراحی کا بلاک قائم کرنے کے لئے 56 لاکھ روپے ، لاہور ریس کلب کو ریس کورس سرکاری تحویل میں لینے کے معاوضہ کی ادائیگی کے لئے 80 لاکھ روپے اور مختلف محکموں کی سیلاب

زدہ عمارات کی مرمت کے لئے 86 لاکھ روپے اور دیگر چھوٹی چھوٹی ضروریات کے لئے ایک کروڑ 32 لاکھ روپے شامل ہیں ۔

12 ۔ مد "29 ۔ پولیس" کے تحت 2 کروڑ 89 لاکھ روپے کی زائد رقم مطلوب ہے ۔ اس میں ایک کروڑ 44 لاکھ روپے صوبائی پولیس کے کانسٹیبل سے لے کر ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ تک تمام عہدیداروں کو ان مشکل فرائض کی بجا آوری پر اعزازیہ دینے کے لئے شامل ہیں ، جو انہوں نے عام انتخابات سے قبل ، ان کے دوران اور ان کے بعد امن و امان قائم رکھنے کے سلسلے میں انجام دیئے ۔ عام انتخابات کے دوران امن و امان قائم رکھنے کے لئے دو ہزار گاڑیاں پولیس فورس کی نقل و حمل کے لئے کرائے پر حاصل کی گئی تھیں ۔ ان کے کرایہ کے لئے 73 لاکھ روپے کی ایک اور رقم مطلوب ہے ۔ اس مد کے تحت 72 لاکھ روپے پر مشتمل دیگر چھوٹی چھوٹی ضروریات شامل ہیں ۔ ایک کروڑ 33 لاکھ روپے کی رقم گرانٹ کے اندر بچتوں سے پوری کی جائے گی اور ایک کروڑ 56 لاکھ روپے کا ضمنی مطالبۂ زر پیش کیا جا رہا ہے ۔

13 ۔ مد "90 ۔ صوبائی متفرق سرمایہ کاری" (90-Provincial Misc. Investments) کے تحت رواں مالی سال میں قائم کی گئی پنجاب فلور ملنگ کارپوریشن اور وفاقی بنک برائے امداد باہمی (Federal Bank of Cooperatives) میں صوبائی حکومت کے حصص کے لئے دو کروڑ روپے کا ضمنی مطالبۂ زر پیش کیا جا رہا ہے ۔

14 ۔ مد "25 ۔ انتظام عمومی" (25 - General Administration) کے تحت ایک کروڑ 87 لاکھ روپے کی زائد رقم درکار ہے ۔ اس میں سے 24 لاکھ روپے کی رقم گرانٹ کے اندر بچتوں سے پوری کی جائے گی اور ایک کروڑ 63 لاکھ روپے کا ضمنی مطالبۂ زر پیش کیا جا رہا ہے ۔ اس مطالبے میں ایک کروڑ 18 لاکھ روپے کی رقم ضلعی صدر مقامات پر ٹرانسپورٹ کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے گاڑیوں کی خرید سے متعلق ہے ۔

15 ۔ جناب والا ۔ گزشتہ سال کے دوران سیلابوں اور شدید بارشوں سے بری طرح متاثر ہونے والے علاقوں میں امدادی کام تیز کرنے کے لئے مد

94 - ریلیف (Relief - 54) کے تحت 99 لاکھ روپے کی زائد رقم درکار ہے - اس میں سے دو لاکھ روپے کی رقم گرانٹ کے اندر بچتوں سے پوری کی جائے گی - اور 97 لاکھ روپے کا ضمنی مطالبۂ زر پیش کیا جا رہا ہے -

16 - دیگر متفرق مدات کے لئے 4 کروڑ 10 لاکھ روپے کی رقوم طلب کی جا رہی ہیں - تمام تجاویز کی تفصیلی وجوہات ضمنی میزانیہ کے گوشوارہ میں بیان کر دی گئی ہیں -

17 - جناب والا - آخر میں مختصراً عرض ہے کہ میں 100 کروڑ 56 لاکھ روپے کا ضمنی بجٹ ایوان کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں - جس میں صرف 10 کروڑ 80 لاکھ روپے کے ایسے مطالبات زر شامل ہیں جن پر سرکاری خزانے سے فی الواقع خرچ ہوگا - اخراجات میں اضافے کی اتنی نمایاں مقدار حکومت کے وزراء کے اخراجات پر - اور خصوصاً صوبائی انتظامیہ کے اخراجات پر سخت اور مکمل محاسبہ کی وجہ سے ممکن ہوا ہے - موجودہ براہ راست ضمنی صرف ان سکیموں اور خدمات پر ہوا جو کہ اشد ضروری اور ناگزیر تھیں -

18 - جناب والا - میں اب سال 77-1976ء کے لئے ضمنی بجٹ پیش کرتا ہوں -

مسٹر سپیکر - ضمنی میزانیہ برائے سال 77-1976ء پیش کر دیا گیا ہے -

The House is adjourned to meet at 8.30 a. m. tomorrow.

(اسمبلی کا اجلاس 15 جون 1977ء بروز بدھ ساڑھے آٹھ بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہو گیا) -

صوبائی اسمبلی پنجاب

دوسری صوبائی اسمبلی پنجاب کا دوسرا اجلاس

بدھ ۔ 15 جون 1977ء

(چہار شنبہ ۔ 27 جمادی الثانی 1397ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ساڑھے آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔
مسٹر سپیکر چوہدری محمد انور بھنڈر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ
الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ۝
وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ
غَرَامًا ۝ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ
يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ۝

پارہ ۱۹ ۔ سورہ ۲۵ ۔ رکوع ۴ ۔ آیات ۶۳ تا ۶۷

اور اللہ کے خاص بندے تو وہ ہیں جو زمین پر آہستگی سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان سے جہالت کی بات کرتے ہیں تو وہ ان کو سلام کر لیتے ہیں اور وہ ایسے ہیں کہ اپنے پروردگار کے سامنے سجدے کر کے اور عجز و ادب سے کھڑے راتیں بسر کرتے ہیں اور وہ جو دعا مانگتے رہتے ہیں کہ اے پروردگار دوزخ کے عذاب کو ہم سے دور رکھنا کہ اس کا عذاب بڑی تکلیف دہ چیز ہے۔ اس لئے کہ وہ ٹھہرنے اور رہنے کی بہت بری جگہ ہے اور وہ ایسے ہیں کہ جب (مال و دولت) خرچ کرتے ہیں تو نہ بیجا اڑاتے ہیں اور نہ تنگی کو کام میں لاتے ہیں بلکہ اعتدال کے ساتھ نہ ضرورت سے زیادہ اور نہ ضرورت سے کم۔

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

مسٹر سپیکر ۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے ، ملک محمد اعظم ۔

صوبہ میں مویشیوں کی افزائش

*10 ۔ **ملک محمد اعظم** ۔ کیا وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبہ میں گوشت ، مکھن اور دودھ کی پیداوار ضرورت سے کم ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا یہ درست ہے کہ اس کی سب سے بڑی وجہ مویشیوں کی کمی ہے ۔

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مویشیوں کی افزائش کے لیے کوئی اقدام کر رہی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو ان کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے ؟

وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (سردار محمد اشرف) ۔ (الف) صوبہ میں اس وقت گوشت ، مکھن اور دودھ کی قلت نہیں ہے ۔

(ب) یہ درست نہیں ہے ۔

(ج) صوبہ میں دودھ اور گوشت کی کمی نہ ہونے کے باوجود حکومت پنجاب جانوروں کی افزائش نسل کے لئے مندرجہ ذیل منصوبوں پر عمل کر رہی ہے ۔

(1) موجودہ مالی سال کے دوران نسل کشی کے لئے فارم چک کٹورہ ضلع بہاولپور اور خوشاب ضلع سرگودھا میں قائم کئے جا رہے ہیں ، چک کٹورہ میں نیلی راوی نسل کی بھینسیں اور ٹیڈی نسل کی بکریاں رکھی جا رہی ہیں اور خوشاب فارم پر درآمد شدہ جرسی اور فوائزین نسل کی ولائتی گائیں پرورش کی جائیں گی ۔

(2) عالمی بنک کے تعاون سے شیخوپورہ کے ضلع میں مویشی پالنے والوں کے لئے ایک منصوبہ شروع کیا ہے ۔ اس منصوبے سے تقریباً ساٹھ ہزار

کسان مستفید ہوں گے ۔ یہ منصوبہ 30 جون 1982ء تک مکمل ہو جائیگا ۔

(3) جدید تخم ریزی کے ذریعے جانوروں کی بہتر نسلیں پیدا کرنے کے لئے حکومت نے علیحدہ نظامت قائم کی ہوئی ہے ۔ اس نظامت کے تحت 60 بڑے مراکز اور 100 سے زائد چھوٹے مراکز قائم کئے جا چکے ہیں ۔ ان مراکز سے زمیندار اپنے جانور ملکی اور غیر ملکی تخم سے حاملہ کروا سکتے ہیں ۔ اس سے دودھ اور گوشت کی پیداوار میں خاطر خواہ اضافہ ہوگا ۔

ملک محمد اعظم ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ یہ فارم کٹورہ ضلع بہاولپور اور خوشاب میں قائم کئے جا رہے ہیں اور کیا ان کی تکمیل اسی مالی سال میں ہو جائے گی ؟

وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ ۔ یہ فارم پہلے ہی کام کر رہے ہیں اور ان کی تکمیل اسی سال ہو جائے گی ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ گوشت کی کمی نہیں ہے ، تو وہ کونسی وجوہات ہیں جن کی بنا پر آئے دن گوشت ، مکھن ، دودھ کے بھاؤ میں اضافہ ہوتا رہتا ہے ۔

وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ ۔ اگر اس کا مقابلہ دوسرے ممالک سے کیا جائے یا ارد گرد کے ممالک سے کیا جائے تو ان کی قیمتیں زیادہ نہیں ہیں ۔ دودھ ، مکھن ، گوشت کی گاؤں میں قیمتیں کم ہیں ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سالہا سال سے ان کو شہروں میں پہنچانے کے لئے ہمارے پاس خاطر خواہ انتظامات نہیں ہیں ۔ لیکن اگر دیگر ممالک کی قیمتوں سے مقابلہ کیا جائے تو ان اشیا کی قیمتیں ہمارے ملک میں کم ہیں ۔

مسٹر عابد حسین بھٹی ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ یہ منصوبہ شیخوپورہ میں کس مقام پر بنایا جا رہا ہے اور اس پر کتنی لاگت آئے گی ؟

وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ ۔ یہ اگلے مالی سال میں شروع کیا جا رہا ہے اور اس منصوبے سے 60 ہزار فیملیز مستفید ہونگی اور اس میں

ایک لاکھ بھینسیں اور 30 ہزار گائے ہوں گی اور اس سے تین لاکھ ایکڑ crop land متاثر ہوگی اس سے ہمارے دودھ کی پیداوار 45 ہزار ٹن بڑھ جائے گی ۔ جہاں تک گوشت کا تعلق ہے ساڑھے پانچ ہزار ٹن اضافہ ہوگا ۔

مسٹر عابد حسین بھٹی ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ اس پر کتنی لاگت آئے گی ؟

وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ ۔ اس کا سروے کیا جا رہا ہے۔ ضلع شیخوپورہ میں لائیو سٹاک ایسوسی ایشن قائم کی جائے گی ۔ لیکن اس وقت یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کون کون سے گاؤں میں یہ ہوں گی ۔ اس کا کام یکم جنوری 1977ء سے شروع ہو رہا ہے ۔ اس لئے اس وقت یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ کس گاؤں میں بنائی جائیں گی ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ خوشاب جو ایک پسماندہ علاقہ ہے کیا آپ اس علاقے میں بھی بکریوں کا فارم بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں ۔ اور اس کے ساتھ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہاں دھنی بریڈ کو موقع دیں تو بہتر ہوگا ۔

وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ ۔ حکومت کی خواہش ہے کہ افزائش نسل زیادہ سے زیادہ کی جائے لیکن اس کے لئے potency پر دارو مدار ہے خوشاب میں فارم قائم کئے جا چکے ہیں ۔ مزید فارم قائم کرنے کے متعلق غور کیا جائے گا ۔

خان امان اللہ خان شاہانی ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ بھکر میں فارم بنانے کی تجویز ہے اگر نہیں تو کیا اس پر غور کیا جائیگا ۔

Minister for Live Stock and Dairy Development. This is a fresh question. If the member so desires he can put up a proposal and I will study it.

میاں منظور احمد موہل ۔ جیسا کہ آپ نے جواب میں بتایا ہے کہ کٹورہ میں نیلی راوی کی بھینسیں اور ٹیڈی نسل کی بکریاں رکھی جا رہی

ہیں ۔ اس فارم میں کل کتنی بکریاں اور بھینسیں رکھی جائیں گی اور اس وقت تک کتنی رکھی جا چکی ہیں ؟

وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ ۔ جناب والا ۔ جہاں تک کٹھورہ کا تعلق ہے وہاں 41 ھزار تین سو 81 جانور ہیں اور اس کا کل رقبہ 13 سو ایکڑ ہے ، نیلی بھینسیں چھ ہزار اور 5 بل 233 ٹیڈی بکریاں ہیں ۔

مسٹر برکت علی غیور ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ لائیو سٹاک کی سکیم کے تحت ٹریننگ سکول بن رہے ہیں ۔ کیا یہ بتا سکیں گے کہ یہ کس مقام پر بن رہے ہیں ۔

Minister for Live Stock and Dairy Development. I have complete details of the centres and performance of the department which I will place on the table of the House.

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ میرے سوال کا آدھا جواب مل گیا ہے لیکن یہ نہیں بتایا گیا کہ کتنی رکھی جا چکی ہیں ۔ انہوں نے جواب میں فرمایا ہے ، نیلی راوی نسل کی رکھی جا رہی ہیں لیکن یہ نہیں بتایا گیا کہ کس قدر رکھی جا چکی ہیں ۔

وزیر لائیو سٹاک و ڈیری فارم ۔ اس وقت 75 نیلی راوی بھینسیں اور 482 ٹیڈی بکریاں موجود ہیں ۔

مسٹر عابد حسین بھٹی ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ مویشی پالنے کے لئے وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ عملہ بھرتی کیا جاتا ہے ۔ اس عملے کی بھرتی کے لئے کیا میرٹس (merits) رکھے ہیں ۔

وزیر لائیو سٹاک و ڈیری فارم ۔ ابھی تو ابتدائی طور پر اس کا سٹاف رکھا گیا ہے جس میں ٹریننگ دی جاتی ہے ۔ اگر مزید تفصیلات چاھتے ہیں کہ کس قسم کے لوگ بھرتی کئے جائیں گے تو اس کے لئے الگ سوال کریں ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کم بیان فرمائیں گے کہ جدید قسم کے کتنے جانوروں کی تخم ریزی کی گئی ہے ، یعنی کتنے

جانوروں کو حاملہ کیا گیا ہے ۔ پنجاب میں بالعموم اور ضلع جھنگ میں بالخصوص ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ صرف پنجاب کا بتا سکتے ہیں ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ پنجاب کا ہی بتا دیں ۔

وزیر لائیو سٹاک و ڈیری فارم ۔ اس میں جناب والا ۔ اچھی خاصی پروگرس ہے ۔ جہاں تک سالانہ پروگرس کا تعلق ہے 75-1974 میں 46692 ۔ 77-1976 میں 68850 ،

مسٹر قیوم نظامی ۔ جناب والا ۔ وزیر موصوف نے جواب میں بتایا ہے کہ بہتر نسل پیدا کر رہے ہیں ۔ اور 100 چھوٹے مراکز قائم کر رہے ہیں ۔ کیا یہ مراکز پنجاب کے ہر ضلع میں قائم ہوں گے ، کیا اس کی تفصیل بتا سکیں گے ۔

Minister for Live Stock & Dairy Development. It is a long list of 60 centres and 100 sub-centres. I will place it on the table of the House and member can see it.

جنگلات میں اضافہ کا منصوبہ

11* ۔ ملک محمد اعظم ۔ کیا وزیر جنگلات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) صوبہ پنجاب میں کل کتنے فیصد رقبہ پر جنگلات ہیں ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ ضرورت کے مقابلے میں جنگلات بہت کم ہیں ۔

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت جنگلات میں اضافہ کے لئے کوئی منصوبہ بنا رہی ہے ؟

وزیر جنگلات (سردار محمد اشرف) ۔ (الف) صوبہ پنجاب میں کل رقبہ کے 2,6 فیصد رقبہ پر جنگلات ہیں ۔

(ب) یہ درست ہے کہ ضرورت کے مقابلے میں جنگلات بہت کم ہیں ۔

(ج) اس کمی کو پورا کرنے کے لئے حکومت اپنے تمام وسائل کو
بروئے کار لا رہی ہے ۔ موجودہ مالی سال میں 51 ترقیاتی
منصوبے زیر عمل ہیں ، جن کے لئے تقریباً سوا کروڑ روپے
صرف کئے جا رہے ہیں ؟

ملک محمد اعظم ۔ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ 51 ترقیاتی منصوبے زیر عمل ہیں ۔ کیا وزیر صاحب اس کی تفصیل بتا سکیں گے کہ کس طرح سے جنگلات کی کمی کو پورا کیا جائے گا ۔

Minister for Live Stock and Dairy Development. I have got a detailed list of the 51 schemes but it will require long time if I read it. Therefore, I will place the list on the table of the House and the member can see it.

مسٹر قیوم نظامی ۔ کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ زیر تکمیل منصوبے کب تک مکمل ہو جائیں گے اور درختوں کی کمی کب تک پوری ہو جائے گی ؟

وزیر جنگلات ۔ جہاں تک درختوں کی کمی کو پورا کرنے کا تعلق ہے یہ کوئی short term منصوبہ نہیں ہو سکتا ۔ لیکن اس کمی کو پورا کرنے کے لئے تمام کوششیں کی جا رہی ہیں ۔ جہاں تک ان سکیموں کا تعلق ہے یہ سال رواں کی سکیمیں ہیں اور آئندہ بھی ہوں گی ۔ جہاں تک محکمے کا تعلق ہے وہ زیادہ سے زیادہ کوشاں ہے کہ جہاں تک ہوسکے جنگلات میں اضافہ کیا جائے اور آئندہ چند سالوں میں ان منصوبوں کے خاطر خواہ نتائج برآمد ہو جائیں گے ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم یہ بیان فرمائیں گے کہ محکمہ جنگلات نے درختوں کی افزائش کی بجائے جنگلات کو زیادہ نقصان پہنچایا ہے ۔

Mr. Speaker. This is an expression of opinion, do you want to contradict it.

Minister for Live Stock and Dairy Development. Certainly Sir, I contradict it because the function of the Forest Deptt.

is to promote the forests and to assist the private public in this connection and not to damage it.

بیگم ریحانہ سرور ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم یہ بیان فرمائیں گے کہ جنگلات کی ان سکیموں میں کون کون سے درخت شامل ہیں ۔

وزیر جنگلات ۔ جہاں تک درختوں کا تعلق ہے اس کا انحصار وہاں کی زمین ، پانی اور آب و ہوا پر ہے ۔ جس جگہ جو درخت لگانے مناسب ہوتے ہیں محکمہ جنگلات اس جگہ وہی درخت لگاتا ہے ۔

بیگم ریحانہ سرور۔ جناب والا ۔ میرا سوال یہ تھا کہ پھلوں کے درختوں کے علاوہ کون کون سے درخت آپ جنگلات کی سکیم کے تحت مہیا کرتے ہیں یا لگاتے ہیں ؟

وزیر جنگلات ۔ میں نے عرض کی ہے کہ جہاں تک درختوں کے مہیا کرنے کا سوال ہے یہ علاقے کی ضروریات کے مطابق مہیا کئے جاتے ہیں ۔ ان میں شیشم کے درخت ہوتے ہیں اور بارانی علاقوں میں پھلاہی اور کیکر ہوتے ہیں ، شیشم تو main item ہے ۔ جہاں تک پہاڑی علاقوں کا تعلق ہے جیسے مری وغیرہ وہاں محکمہ جنگلات سٹرس وغیرہ کے درخت مہیا کرتا ہے ۔ اسی طریقے سے جس علاقے میں جس قسم کے درخت کی افزائش ہو سکتی ہے وہاں اسی قسم کے درخت مہیا کئے جاتے ہیں ۔

خان امان اللہ خان شاہانی ۔ جواب میں فرمایا گیا ہے کہ 51 منصوبے زیر عمل ہیں ۔ کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ ان میں سے تھل کے علاقے میں بھی کوئی منصوبہ ہے ؟

Minister for Live Stock and Dairy Development. Sir, I will place the list on the table of the House and the Hon'ble member can go through it.

ملک محمد اعظم ۔ جناب والا ۔ وزیر موصوف نے ابھی یہ فرمایا ہے کہ جنگلات کو محکمہ جنگلات کی طرف سے نقصان نہیں پہنچایا جاتا ۔ لیکن بہت سی glaring مثالیں ہیں ، مثلاً میں اپنی تحصیل خوشاب کے متعلق عرض کرتا ہوں کہ وہاں ایک بہت بڑا جنگل تھا جس کو کٹوا دیا

گیا ہے ۔ وہاں عام لوگوں کی رائے یہ ہے کہ وہ بد دیانتی کی بنا پر کٹوایا گیا ۔ کیا وزیر موصوف اس سلسلے میں تحقیق فرمانا پسند فرمائیں گے ؟

وزیر جنگلات ۔ جہاں تک اس قسم کے نقصان کی باتوں کا تعلق ہے میں ممنون ہوں گا اگر فاضل ممبر میرے نوٹس میں ایسی باتیں لائیں ۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ فوری طور پر تحقیق کی جائے گی ۔

مسٹر برکت علی غیور ۔ جناب والا ۔ کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ نہروں اور سڑکوں کے کناروں پر جو درخت لگے ہوئے ہیں ان کی نمبر شماری کے متعلق کوئی پروگرام محکمہ جنگلات کے پیش نظر ہے ؟

وزیر جنگلات ۔ جہاں تک درختوں کی حفاظت کا تعلق ہے وہ تو پوری طرح کی جا رہی ہے اور جہاں تک نمبر شماری کا تعلق ہے ہم اس کو examine کرا لیں گے اور اگر ممکن ہوا تو اس سلسلے میں کوئی قدم اٹھائیں گے ۔

بیگم ارشاد گل مجاہد ۔ جناب والا ۔ چیچہ وطنی میں محکمہ جنگلات کے 10 مربع زمین پر 10 سالوں سے کاشت ہو رہی ہے ۔

Minister for Live Stock and Dairy Development. Fresh notice is required for that.

مسٹر سپیکر ۔ وہ آپ کے نوٹس میں یہ لانا چاہتی ہیں کہ چیچہ وطنی میں محکمہ جنگلات کے 10 مربع زمین پر 10 سالوں سے کاشت ہو رہی ہے ، وہاں پر جنگلات نہیں لگائے گئے ۔

وزیر جنگلات ۔ اگر وہ مجھے اس کے متعلق تفصیلات مہیا کریں تو میں فون کر کے اطلاعات حاصل کروں گا ۔

مسٹر احمد سعید اعوان ۔ کیا وزیر موصوف اس امر کی وضاحت کریں گے کہ صوبہ پنجاب میں 2.6 فیصد رقبہ جنگلات کے لئے ہے ، اس میں کتنا رقبہ پہاڑی علاقوں میں ہے اور کتنا میدانی علاقوں میں ؟

وزیر جنگلات ۔ اس سلسلے میں میں نے پہلے عرض کردی ہے کہ

جہاں تک تفصیلات کا تعلق ہے وہ میرے پاس موجود ہیں ، میں یہ ایوان کی میز پر رکھ رہا ہوں اور فاضل ممبر اسے دیکھ سکتے ہیں ۔

مسٹر عابد حسین بھٹی ۔ جناب والا ۔ وزیر موصوف نے جواب کی جز (ج) میں فرمایا ہے کہ 51 ترقیاتی منصوبے زیر عمل ہیں ۔ کیا شیخوپورہ میں بھی کوئی ایسا منصوبہ زیر عمل ہے ؟

وزیر جنگلات ۔ میں نے پہلے عرض کر دی ہے کہ تمام منصوبوں کی تفصیل میں نے ایوان کی میز پر رکھ دی ہے ۔ اور معزز ممبر وہ تفصیلات دیکھ سکتے ہیں ۔

ڈاکٹر سردار احمد ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم یہ بیان فرمائیں گے کہ ریلوے لائن کے دونوں اطراف جو زمین پڑی ہوئی ہے ۔ کیا اس پر محکمہ جنگلات درخت لگائے گا ؟

وزیر جنگلات ۔ جی ہاں ، ریلوے لائن کے دونوں اطراف جنگلات لگائے جا رہے ہیں ۔

چوہدری نصیر احمد چیمہ ۔ کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ نہری علاقے جہاں جنگلات لگے ہوئے ہیں وہاں صرف گرمیوں میں ان جنگلات کو پانی دیا جاتا ہے اور سردیوں میں پانی بند کر دیا جاتا ہے ۔ ان کو replace کرنے کے لئے آج سے پانچ سال پہلے چیچہ وطنی میں 12 انچ سائز کے جو ٹیوب ویل تین تین میل کے فاصلے پر لگائے گئے تھے وہ کام نہیں کر رہے اور سردیوں میں ان جنگلات کو پانی نہیں ملتا کیوں کہ نہروں میں پانی کی کمی ہوتی ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ کیا یہ ٹیوب ویل محکمہ جنگلات نے لگائے تھے ؟

چوہدری نصیر احمد چیمہ ۔ یہ محکمہ جنگلات نے لگائے تھے جو کام نہیں کر رہے ۔

وزیر جنگلات ۔ میں ان کے متعلق پتا کروں گا کہ کیا پوزیشن ہے ۔ اگر وہ کام نہیں کرتے تو انہیں ٹھیک کرا دیا جائے گا ۔

چوہدری منظور الٰہی ۔ کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ کھاریاں بیلہ میں مزید درخت لگانے کی کوئی تجویز ہے ؟

Mr. Speaker. You should give a fresh notice for that.

کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم یہ بیان فرمائیں گے کہ تحصیل عیسیٰ خیل اس صوبے کی پسماندہ تحصیل ہے ۔ ہزاروں ایکڑ اراضی محکمہ جنگلات نے لے رکھی ہے مگر میں دعوے سے کہتا ہوں کہ وہاں ایک قلم بھی نہیں لگائی گئی اور ایک درخت کو بھی پال کر نہیں دکھایا گیا ۔ کیا اس کا کوئی تدارک کیا جائے گا ؟

وزیر جنگلات ۔ اس کا ضرور تدارک کیا جائے گا ۔ اگر فاضل ممبر مجھے اس کی تفاصیل مہیا کر دیں تو میں موقع پر جا کر دیکھنے کو تیار ہوں ۔ اگر محکمے سے اس قسم کی کوئی کوتاہی ہوئی ہے تو اس کا ضرور ازالہ کیا جائے گا ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔ کیا جناب والا میرے ساتھ دورہ فرمائیں گے ؟

وزیر جنگلات ۔ یقیناً ۔ مجھے ان کے ساتھ دورہ کر کے انتہائی خوشی ہوگی ۔

ملک خالد مظہر ۔ کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند کریں گے کہ بارانی علاقہ جو اکثر بنجر ہے وہاں پر کوئی جنگلات لگانے کی سکیم حکومت کے زیر تجویز ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ آپ کون سے بارانی علاقے کی بات کر رہے ہیں ؟

ملک خالد مظہر ۔ ضلع راولپنڈی کا بارانی علاقہ ۔

وزیر جنگلات ۔ جہاں تک علاقے میں اپنی ذاتی ملکیت کا سوال ہے یہ ان کی اپنی صوابدید پر ہے کہ وہ محکمہ جنگلات کو زمین دیں ، اس کے لئے باقاعدہ قانون اور شرائط نامہ موجود ہے ۔ جن لوگوں نے محکمہ جنگلات کو زمینیں دی ہیں وہاں جنگلات لگائے گئے ہیں ۔ جہاں تک محکمہ جنگلات

کا از خود ان زمینوں پر جنگلات لگانے کا سوال ہے ۔ جب تک وہ لوگ محکمے کے ساتھ باقاعدہ agreement نہیں کرتے اور زمین محکمے کے حوالے نہیں کرتے ، وہاں جنگلات نہیں لگائے جا سکتے ۔ جہاں تک ان زمینوں کا تعلق ہے جو محکمے کے پاس ہیں ، وہاں جنگلات لگائے جا رہے ہیں ۔

تحاریک التوائے کار

مسٹر سپیکر ۔ اب ہم تحریک ہائے التوائے کار لیں گے ۔ پہلی تحریک التوائے کار نمبر 38 ہے جو آج کے لئے ملتوی کی گئی تھی ۔

وزیر بلدیات ۔ جناب والا ۔ یہ درست نہیں کہ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی "واسا" نے شام نگر ، چوبرجی لائنز ، بلال پارک اور مسلم کالونی کے علاقوں میں پانی کی فراہمی بند کر دی ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ ان تمام علاقوں میں پانی کی مسلسل فراہمی تسلی بخش طور پر جاری ہے ۔ ان علاقوں کو لیک روڈ ، راج گڑھ ، شام نگر اور مسلم پارک کے ٹیوب ویلوں سے پانی فراہم کیا جاتا ہے ۔ یہ تمام ٹیوب ویل گزشتہ دس دن کے دوران بالکل درست کام کرتے رہے ہیں ۔ اس لئے ان علاقوں میں پانی کی کمی یا بندش کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔ ان علاقوں کے لئے ریواز گارڈن میں مرکز شکایات موجود ہے جہاں پانی کی کمی یا بندش کی شکایات موصول کی جاتی ہیں اور انہیں رفع کرنے پر فوری توجہ دی جاتی ہے ۔ گزشتہ دس دن کے دوران ان علاقوں کے بارے میں کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی ۔ روز نامہ "نوائے وقت" 14 جون 1977ء میں اس سلسلے میں واسا کا ایک وضاحتی بیان شائع ہوا ہے جس کی نقل درج ہے :

> لاہور ــ 13 جون ۔ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی "واسا" کے ایک ترجمان نے ان اطلاعات کو قطعی بے بنیاد قرار دیا ہے کہ واسا نے شام نگر ، چوبرجی لائنز ، بلال پارک ، مسلم کالونی کے علاقوں میں پانی کی فراہمی بند کر دی ہے ۔ ترجمان نے بتایا ہے کہ ان علاقوں کو

چوبیس گھنٹے مسلسل پانی فراہم کیا جا رہا
ہے اور اس دوران تعطل پیدا نہیں ہوا ۔ ترجمان
نے بتایا ہے کہ موسم میں معتدبہ تبدیلی سے
پانی کی فراہمی اور بھی بہتر ہوگئی ہے ۔

میں 2 وضاحتی بیان بھی پڑھ دیا ہے جس کے مطابق عام طور پر فاضل رکن کو شکایت ہوتی ہے کہ تردید نہیں کی جاتی ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ شکریہ جناب ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ تحریک کو پریس نہیں کرتے ؟

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جی ہاں ، اب پریس نہیں کرتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پریس نہیں کی جاتی ۔ تحریک التوائے کار نمبر 42 یہ غالباً ہاؤس میں پڑھی جا چکی تھی ۔

وزیر قانون ۔ ملک صاحب تھوڑی دیر میں حاضر ہو رہے ہیں ۔

Mr. Speaker. To answer an adjournment motion the Minister should be present in the House at the proper time.

Minister for Law. I know it, Sir.

Mr. Speaker. The adjournment motion is not such a business that can be deferred. Any how I will take it up.

Minister for Law. Sir, I assure you that in future there will be no such default.

نیو سینٹرل جیل ملتان میں پاکستان قومی اتحاد کے رہنماؤں کو ہراساں کرنا اور اذیت پہنچانا

مسٹر سپیکر۔ اگلی تحریک التوا نمبر 43 ۔ سردار زادہ ظفر عباس یہ تحریک پیش کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "مشرق، پاکستان" مورخہ 14 جون 1977ء کے مطابق ملتان نیو سنٹرل جیل میں پاکستان قومی اتحاد کے رہنماؤں شیخ خضر حیات ایم۔ این۔ اے ، شیخ

عبدالحمید ، سید ولایت حسین گردیزی ، احمد خان درانی ، عارف قریشی ، مولانا محمد لقمان ، چودھری بشیر احمد خاور اور علامہ رشید کو گزشتہ چار دنوں سے جیلوں میں ہراساں کیا جا رہا ہے اور ان کو اذیت پہنچائی جا رہی ہے - قومی اتحاد کے رہنماؤں کے ساتھ یہ سب کچھ اس امر کے باوجود ہو رہا ہے جب کہ قومی اتحاد اور حکومت کے درمیان مذاکرات ہو رہے ہیں -

وزیر قانون - جناب والا - میں اس کی مخالفت کرتا ہوں - اس سلسلے میں مجھے دو گزارشات کرنی ہیں - پہلی تو یہ ہے کہ حکومت یا انتظامیہ کے خلاف الزامات کیا ہیں ؟ ہراساں کیا جا رہا ہے ، ان کو اذیت پہنچائی جا رہی ہے ، یہ اتنے vague ہیں کہ ہمیں کچھ پتا نہیں چل سکا کہ الزامات کی نوعیت کیا ہے - دوسری بات یہ ہے کہ جو میں نے اطلاعات حاصل کی ہیں ، ان کے مطابق کوئی ایسی بات نہیں کی گئی جس سے یہ کہا جا سکے کہ ان حضرات کے ساتھ ، جن کا اس تحریک میں ذکر کیا گیا ہے ، باقی قیدیوں سے کوئی علیحدہ سلوک کیا جا رہا ہے ، یا ان کے مقابلے میں کوئی غیر مناسب سلوک کیا جا رہا ہے ، یا ایسا سلوک کیا جا رہا ہے جو ضابطے اور قواعد کے خلاف ہو - اگر فاضل قائد حزب اختلاف اس کی نشاندھی کر دیں تو ہم اپنے طور پر اس کی بھی تحقیقات کروا لیں گے کہ کس قواعد یا ضابطے کی خلاف ورزی کی گئی ہے یا کوئی ایسی بات کی گئی ہے جس سے ان کی اہانت کا پہلو موجود ہے - ہم نے حتی الامکان اس بات کی کوشش کی کہ انہیں احترام اور عزت کے ساتھ ، پورے ضابطے اور قواعد کے مطابق جیل میں رکھا جائے اور ان کے جو بھی حقوق ہیں ، انہیں دئے جائیں -

سردار زادہ ظفر عباس - جناب والا - "ہراساں" کا لفظ اتنا مکمل ہے کہ یہ کسی کو اذیت پہنچانے کے لئے کافی ہے - فاضل وزیر قانون اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہراساں کا کیا مطلب ہوتا ہے اور ہراساں کرنے سے ہر انسان کو اذیت پہنچتی ہے - میری اطلاع کے مطابق انہیں علیحدہ رکھا جا رہا ہے - انہیں علیحدہ علیحدہ کمروں میں مقید کیا گیا ہے - اور انہیں صرف یہ تنگ کیا جا رہا ہے کہ ان سے کسی کو ملنے نہیں دیا جاتا - وہ آپس میں بھی ایک دوسرے سے مل نہیں سکتے - اس کے ساتھ ساتھ انہیں مختلف طرح کی دھمکیاں دی جاتی ہیں -

مسٹر سپیکر ۔ سردار زادہ صاحب ، آپ نے ہراساں کا لفظ اس لئے تو استعمال نہیں کیا کہ ہر قسم کی اذیت اس میں شامل ہو جائے ؟

سردار زادہ ظفر عباس ۔ ہراساں کا مطلب ہی یہ ہے ، جسے آپ دھمکیاں کہتے ہیں ۔ انہیں دھمکیاں دی جاتی ہیں کہ وہ اپنے موقف سے کسی طرح ہٹ جائیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہیں کس چیز کی دھمکی دی جاتی ہے ؟

سردار زادہ ظفر عباس ۔ دھمکی دی جاتی ہے ، انہیں ڈرایا دھمکایا جاتا ہے تا کہ وہ اس طرح اپنے موقف سے ہٹ جائیں ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے ۔ اس خاکسار کو سیاسی سلسلوں میں کم از کم دو مرتبہ جیل جانے کا اتفاق ہوا ہے ۔ میں یہ نہیں مان سکتا ۔ پہلی بات اصولی طور پر کہ اس حیثیت کے رہناؤں کو جیل کا کوئی افسر اس طرح ڈرا دھمکا سکتا ہے کہ وہ اپنے موقف کو چھوڑ جائیں ۔ ویسے بھی ، جیسے میں نے عرض کیا ہے ، کوئی ایسی بات نہیں کی گئی ہے جو قواعد و ضوابط کے خلاف ہو یا جس احترام اور وقار کے یہ رہنما مستحق ہیں ، اس سے انکار کیا گیا ہو ۔

Mr. Speaker. The matter proposed to be discussed in this adjournment motion is very general and vague. Moreover it doesn't relate to a single specific matter of recent occurrance, the motion is ruled out of order.

کچی آبادیوں کے مکینوں کو ایڈمنسٹریٹر میونسپل کمیٹی چیچہ وطنی کا دھمکیاں دینا اور بے عزتی کرنا

مسٹر سپیکر ۔ تحریک التوا نمبر 44 ۔ سردار زادہ ظفر عباس یہ تحریک پیش کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ جائنٹ لیبر فیڈریشن چیچہ وطنی کی طرف سے ایک موصولہ برقیہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ ایڈمنسٹریٹر میونسپل کمیٹی چیچہ وطنی نے کچی آبادیوں کے

مکینوں کے ایک وفد کی بے عزتی کی ہے اور اس کو دھمکیاں دی ہیں ۔ ایڈمنسٹریٹر مذکور کے اس رویہ کے خلاف کچی آبادیوں کے مکینوں میں سخت اضطراب اور بے چینی پیدا ہو گئی ہے ۔

وزیر بلدیات ۔ جناب والا ۔ یہ کل کے لئے رکھ لیجئے ۔ ابھی اس کا مجھے جواب نہیں آیا ۔

Mr. Speaker. It is becoming a routine that the a 'journment motions which are received on a particular day they are deferred for the next day. The rules are that the adjournment motion should be replied on the same day and efforts should be made to elicit information and reply to adjournment motion be given on the same day.

وزیر بلدیات ۔ کیونکہ یہ انفرمیشن کئی دفعہ باہر سے آنی ہوتی ہے ۔

Mr. Speaker. It is true but it is provided in the rules that it should be given notice of one hour before the commencement of day's sitting and you have to elicit the information with an hour or so. The adjournment motion is deferred for the next day.

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ یہ تحریک کل لے لی جائے ۔

Mr. Speaker. Deferred for the next day.

بیگم صاحبہ ، آپ کچھ فرمانا چاہتی ہیں ؟

مس ارشاد گل مجاہد ۔ جناب والا ۔ چیچہ وطنی کے ایڈمنسٹریٹر کا تعلق قومی اتحاد سے ہے ۔ انہوں نے کوئی بے عزتی نہیں کی ، بے عزتی محکمہ جنگلات والے اور ہاؤسنگ والوں کی ہوئی ہے کیوں کہ اس جگہ پر تین تین چار چار کنال کے مکانات تعمیر کر لئے گئے تھے ۔ یہ بے عزتی ان لوگوں کی ہوئی ہے کسی اور کی نہیں ہوئی کیوں کہ میرا تعلق بھی اسی شہر سے ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سردار زادہ صاحب ، امید ہے آپ اس بیان کے بعد اپنی تحریک التواء پر زور نہیں دیں گے ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ وہ خود تحقیقات کرلیں جواب آ جائے گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ بیگم صاحبہ اپنی ذاتی اطلاع پر کہہ رہی ہیں ۔

مس ارشاد گل مجاھد ۔ جناب والا ۔ ایڈمنسٹریٹر تو ہماری اتنی عزت کرتا ہے جتنی وہ اپنی چپڑاسی کی کرتا ہے ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا۔ کل مصدقہ اطلاعات آ جائیں گی ۔

Mr. Speaker. Any how we will take up this adjournment motion on the next working day.

میڈیکل سپرنٹنڈنٹ لیڈی ولنگٹن ہسپتال کا آدھی رات کے وقت ایک مریضہ کو نازک حالت میں ہسپتال سے نکال دینا

مسٹر سپیکر - سردار زادہ ظفر عباس یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "مغربی پاکستان" مورخہ 14 جون 1977ء میں شائع شدہ خبر کے مطابق لیڈی ولنگٹن ہسپتال کے میڈیکل سپرنٹنڈنٹ اور ایک دوسرے ڈاکٹر نے سنگدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے نازک حالت میں مریضہ کو آدھی رات کے وقت زبردستی ہسپتال سے باہر نکال دیا - میڈیکل سپرنٹنڈنٹ اور دوسرے ڈاکٹر مریضہ کے ساتھ اس بے رحمانہ سلوک کے خلاف مریضہ کے لواحقین اور ہسپتال کے دوسرے مریضوں میں شدید اضطراب کی کیفیت پیدا ہو گئی ہے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور - جناب والا - پہلے بھی اس سلسلے میں یہ عرض کرتا ہے کہ کل بجٹ پیش ہونا ہے اور اس کے بعد تمام مسائل زیر بحث آئیں گے ، اس میں انتظامیہ کو بھی زیر بحث لایا جائے گا اور تمام محکموں پر بحث ہوگی ، محکمہ صحت بھی اس میں شامل ہوگا ۔ مگر اس کے باوجود میں قائد حزب اختلاف کو یقین دلاتا ہوں کہ اس سلسلے میں انکوائری کروائی جائے گی اور اگر یہ بات صحیح ثابت ہوئی کہ ایک ایسا

مریض جیسے ہسپتال میں داخل کرنا چاہئے تھا ، اگرچہ تفصیل نہیں ہے کہ ہسپتال میں داخل نہیں ہونے دیا گیا یا ہسپتال سے قبل از وقت فارغ کر دیا گیا ، جو بھی صورت ہوگی مناسب کارروائی کی جائے گی ۔

مسٹر سپیکر ۔ سردار زادہ صاحب ، کم از کم مریضہ کا نام تو لکھ دیتے ؟

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اس سلسلہ میں وزیر اعلیٰ صاحب کو بھی ایک درخواست دی گئی ہے اور یہ نوشہرہ کے رہنے والے ہیں یہ مولانا محمد امیر نو مسلم کی بیوی ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ فاضل وزیر نے جو بیان دیا ہے کہ انکوائری کروائی جائے گی ۔ اس کے بعد آپ تحریک پر زور دیتے ہیں ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ میں ان کا شکر گزار ہوں مگر انکوائری کے ساتھ ساتھ اگر وہ یہ بھی فرما دیں کہ ایکشن لیا جائے گا تو زیادہ بہتر ہوگا ۔ کیوں کہ مریضہ اگر مر جاتی تو ڈاکٹر صاحب نے تو کہنا تھا کہ بس مر گئی ہے ۔ میں کیا کر سکتا ہوں ۔ اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ ایکشن بھی لیا جائے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ مناسب کارروائی کی جائے گی action gravity of incident کے مطابق ہوگا ۔ انکوائری کا شوق تو نہیں ہے مقصد یہی ہے کہ ان چیزوں کا سدباب کیا جائے ۔

جناب والا ۔ یہ تحریک التواء بڑی مبہم ہے مگر اس کے باوجود میں اس پر dispute نہیں کرنا چاہتا تھا اور نہ ہی کرنا چاہتا ہوں ، حکومت کی یہ پالیسی ہے کہ انتظامیہ جتنی بہتر خدمت کر سکے کرے ۔ میں نے اس لئے اس کی ٹیکنیکل گراؤنڈ پر اعتراض نہیں کیا ۔ اس فرض کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے یہ کہا ہے کہ اس کی تحقیقات ہوگی اگر قائد حزب اختلاف تھوڑی سی تفصیلات بہم پہنچا دیں تو انکوائری کروائی جائے گی جو بھی نتیجہ ہوگا ایوان میں پیش کر دیا جائے گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ سردار زادہ صاحب ، انکوائری کروائی جائے گی اور اس ایوان میں اس کا جواب دیا جائے گا ، اس سے زیادہ یقین دہانی نہیں ہوسکتی۔ اتنی اسمبلی میں اس پر بحث بھی ہو سکتی ہے ۔

Do you assure that the Health Minister will make a statement on the floor of the House about the enquiry.

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ اگر وزیر صحت موجود ہونگے تو وہ جواب دے دیں گے اگر وہ نہ ہوئے تو میں جواب دے دونگا ۔

Mr. Speaker. Any-body can do that. The motion is not pressed.

Sardarzada Zafar Abbas. Not Pressed.

Mr. Speaker. Next adjournment motion No. 46 by Sardarzada Zafar Abbas.

پاکستان قومی اتحاد کے صوبائی صدر مسٹر حمزہ کو سینٹرل جیل لائل پور میں اذیت پہنچانا

مسٹر سپیکر ۔ سردار زادہ ظفر عباس یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "مغربی پاکستان" مورخہ 14 جون 1977ء کے مطابق پاکستان قومی اتحاد کی صوبائی کونسل کے اجلاس میں اس امر پر تشویش کا اظہار کیا گیا ہے کہ پاکستان قومی اتحاد کے صوبائی صدر مسٹر حمزہ کو سینٹرل جیل لائلپور میں ذہنی اذیت دی جا رہی ہے اور ان کو طرح طرح سے تنگ کیا جا رہا ہے ، قومی اتحاد کے رہنما کے ساتھ حکومت کی اس منتقمانہ کارروائی سے سیاسی و سماجی حلقوں میں تشویش و اضطراب کی لہر دوڑ گئی ہے ۔

وزیر جیل خانہ جات (مسٹر خالد ملک) ۔ جناب والا ۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ اس قسم کی کوئی کارروائی نہیں ہوئی اور حمزہ صاحب کو کوئی ذہنی تکلیف نہیں دی گئی اور نہ ہی میرے نوٹس میں کوئی ایسی بات آئی ہے ۔ اس کے علاوہ اس جیل کے سپرنٹنڈنٹ کو خاص طور پر اس کام کے لئے

مامور کیا گیا ہے کہ کسی جیل میں اس قسم کی کوئی کارروائی نہ ہو اور اگر کوئی ایسی بات ہو تو حکومت کے نوٹس میں لائی جائے ۔ تو جناب والا۔ وہ سپرنٹنڈنٹ اپنی جیل میں کیسے یہ کام کر سکے گا ۔ اس لئے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ حمزہ صاحب کو کوئی تکلیف نہیں پہنچائی گئی اور نہ ہی میرے نوٹس میں کوئی ایسی بات آئی ہے اور میں یہ بات پوری ذمہ داری کے ساتھ کہتا ہوں کہ انہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچائی گئی ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ یہ صرف اتنی یقین دھانی کروا دیں کہ انکوائری کی جائے گی کیوں کہ یہ خبر اخبار میں آئی ہے اور قومی اتحاد کی مرکزی کونسل نے ایک ریزولیوشن پاس کیا ہے ۔ اس لئے انکوائری کروائی جائے ۔

وزیر جیل خانہ جات ۔ جناب والا ۔ جہاں تک انکوائری کا سوال ہے مجھے کوئی اعتراض نہیں میں کروا سکتا ہوں ۔ مگر میرے نوٹس میں ہے کہ ان کے ۔ تھ ایسا کوئی سلوک نہیں کیا گیا ۔ اس لئے انکوائری کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

Mr. Speaker. Do you press this motion.

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ میں پریس اس لئے کر رہا ہوں کہ ہو سکتا ہے کہ جب یہ لائلپور سے واپس آ گئے ہوں اس کے بعد یہ واقعہ پیش آیا ہو ۔ کم از کم اتنی یقین دھانی کروا دیں کہ انکوائری کی جائے گی۔ اگر واقعات صحیح ہوئے تو مناسب کارروائی کی جائے گی ۔

وزیر جیل خانہ جات ۔ جناب والا ۔ میں قائد حزب اختلاف کو یہ یقین دھانی کرواتا ہوں کہ مسٹر حمزہ میرے علاقے سے تعلق رکھتے ہیں میں ان کی بڑی عزت کرتا ہوں ، میں اچھی طرح سے جانتا ہوں کہ ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا اس کے پیش نظر انکوائری کا سوال کیسے پیدا ہوتا ہے ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ اب تو ان کے نوٹس میں آ گیا ہے بہت اہم بات ہے قومی اتحاد کی مرکزی کونسل نے یہ ریزولیوشن پاس کیا ہے ۔

Mr. Speaker. The facts alleged in this adjournment motion have been specifically denied by the learned Minister for Jails. The motion is ruled out of order.

مسٹر سپیکر - تحریک التوائے کار نمبر 41 - پہلے پیش ہو چکی ہے - وزیر آبپاشی اس کا جواب دیں گے -

وزیر آبپاشی (مسٹر محمد خالد ملک) جناب والا - یہ درست نہیں ہے کہ چاول کی بروقت کاشت نہیں ہو سکے گی - جناب والا - واپڈا کے ٹیوب ویل فیروز والا سکارپ نمبر 4 میں کل 53 ٹیوب ویل نصب ہیں - 29 ٹیوب ویل بجلی کے نقائص کی وجہ سے اور ٹرانسفارمر چوری ہونے کی وجہ سے ، کیبل کے نقائص ہونے کی وجہ سے اور 9 ٹیوب ویل مکینیکل خرابی کی وجہ سے بند پڑے ہوئے ہیں - واپڈا کے متعلقہ حکام سے رجوع کیا گیا ہے واپڈا ان نقائص کو دور کرنے کے لئے کوشش کر رہا ہے - ٹرانسفارمر کی کمی کی وجہ سے بعض دفعہ نقائص دور کرنے میں کافی تاخیر ہوتی ہے - جو ٹیوب ویل بوجہ مکینیکل خرابی بند ہیں ، ان کی مرمت کا کام شروع ہے - اس کے بعد ان چند دنوں تک چلا دیا جائے گا - یہ درست نہیں ہے کہ محکمہ آبپاشی ٹیوب ویلوں کی مرمت میں کوتاہی کر رہا ہے - فنی خرابی کی وجہ سے بند ہونے والے ٹیوب ویلوں کی مرمت کا کام جاری ہے - اور محکمہ آبپاشی پوری کوشش اور تندہی سے ان ٹیوب ویلوں کی مرمت میں مصروف ہے - اس سلسلے میں کوئی کوتاہی نہیں کی جا رہی ہے - امید ہے کہ موجودہ تمام نقائص جلد دور کرالیں گے ، اور تمام ٹیوب ویل چلا دئیے جائیں گے - تا ہم اس علاقے میں نہری پانی بھی کاشت کاروں کو مل رہا ہے - اس وجہ سے چاول کی بر وقت کاشت میں کوئی تکلیف نہیں ہو رہی ہے -

سردار زادہ ظفر عباس - جناب والا - جن علاقوں میں سکارپ ہے - وہاں پر سب سے بڑی فصل مونجی کی ہے اور 29 ٹیوب ویل خراب ہونے کا مطلب یہ ہے ، جیسا کہ میں نے قرار داد میں لکھا ہے کہ تقریباً ایک ہزار ایکڑ رقبہ جس میں پنیری کاشت کی گئی تھی - اور نہری رقبہ میں پنیری اس لئے کاشت نہیں ہوتی ہے کہ پنیری کو ہر وقت پانی کی ضرورت ہوتی ہے - اور نہری پانی 8 ، 10 دن کے بعد آتا ہے ، اور مونجی کی کاشت سے زمین بھت

جاتی ہے - سکارپ اس لئے بنائے گئے تھے کہ وہاں پر مونجی کی کاشت ہو سکے - - - -

مسٹر سپیکر - سردار زادہ صاحب ، یہ فرمائیے کہ یہ شکایت کب سے ہے -

سردار زادہ ظفر عباس - جناب والا - یہ شکایت 13 جون 1977ء کو نوٹس میں آئی ہے - یہ شکایت 25 مئی کی ہے - جب پنیری کاشت ہوتی ہے - اور یکم جون تک پنیری کو ہر روز پانی میں کھڑا کیا جاتا ہے - یکم جون کے بعد یہ شکایت پیدا ہوئی - جس کی وجہ سے یہ پنیری سڑ رہی ہے - اور گل رہی ہے - اگر اسے بر وقت پانی نہ ملا - تو جناب والا - یہ ایک ٹیوب ویل تو نہیں ہے - 29 ٹیوب ویل تو وہ خود تسلیم کرتے ہیں کہ خراب ہیں ، ان بیچارے کسانوں کا کیا قصور ہے - وہ کاشت کی فیس کس طرح ادا کریں گے - - - -

مسٹر سپیکر - فاضل وزیر نے 29 ٹیوب ویلوں کے متعلق یہ فرمایا ہے کہ ان کو درست کرنے کے لئے انتظامات ہو رہے ہیں اور اقدامات کئے جا رہے ہیں -

سردار زادہ ظفر عباس - جناب والا - اگر وہ بر وقت نہ ہوئے اور اگر مونجی کی فصل کاشت نہ ہو سکی اور مونجی کی پنیری ضائع ہو گئی تو کیا ان کاشت کاروں کو معاوضہ ملے گا یا ان کی فیس معاف کر دی جائے گی ؟

مسٹر سپیکر - ملک صاحب ، کیا یہ ٹیوب ویل جلدی درست ہو جائیں گے ؟

وزیر آبپاشی - جناب والا - میں یہ یقین دلاتا ہوں کہ یہ ٹیوب ویل چاول کی کاشت کے دوران ٹھیک کر لئے جائیں گے - انہیں ویسے نہری پانی بھی مل رہا ہے - اگر کہیں ٹیوب ویل پھر بھی ٹھیک نہ ہوئے تو جہاں تک پیمنٹ کا سوال ہے تو ان سے معاوضہ نہ لیا جائے گا -

Mr. Speaker. Do you press this motion.

سردار زادہ ظفر عباس - جناب والا - جو انہوں نے اب بات کہی

ہے کہ ان سے معاوضہ نہیں لیا جائے گا اگر کسی وجہ سے ٹیوب ویل ٹھیک نہ ہوئے ۔ تو اب میں اس تحریک کو press نہیں کرتا ۔

Mr. Speaker. Not pressed.

مسودات قانون

دی پنجاب پراونشل اسمبلی (سیلریز الاؤنسز اینڈ پرولیجز آف ممبرز) (امنڈمنٹ) بل 1977ء

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں

دی پنجاب پراونشل اسمبلی (سیلریز ، الاؤنسز
اینڈ پرولیجز آف ممبرز) (امنڈمنٹ) بل 1977ء۔
ایوان میں پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

دی پنجاب پراونشل اسمبلی (سیلریز ، الاؤنسز
اینڈ پرولیجز آف ممبرز) (امنڈمنٹ) بل 1977ء۔
ایوان میں پیش کر دیا گیا ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ جہاں تک "دی پنجاب پراونشل اسمبلی (سیلریز ، الاؤنسز اینڈ پرولیجز آف ممبرز) (امنڈمنٹ) بل 1977ء" کا تعلق ہے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے قاعدہ نمبر 77 کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش ایوان اور سوال یہ ہے :

کہ جہاں تک " دی پنجاب پراونشل اسمبلی (سیلریز ، الاؤنسز اینڈ پرولیجز آف ممبرز) (امنڈمنٹ) بل 1977ء " کا تعلق ہے قواعد

انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے
قاعدہ نمبر 77 کی مقتضیات کو معطل کر دیا
جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

وزیر قانون - جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ "دی پنجاب پراونشل اسمبلی (سیلریز ،
الاؤنسز اینڈ پرولیجز آف ممبرز) (امنڈمنٹ)
بل 1977ء" فی‌الفور زیر غور لایا جائے -

مسٹر سپیکر - تحریک پیش ایوان یہ ہے :

کہ "دی پنجاب پراونشل اسمبلی (سیلریز ،
الاؤنسز اینڈ پرولیجز آف ممبرز) (امنڈمنٹ)
بل 1977ء" فی‌الفور زیر غور لایا جائے -

Sardarzada Zafar Affas. I oppose.

وزیر قانون - جناب والا - یہ بل اس حقیقت کے پیش نظر اس ایوان میں پیش کیا گیا ہے کہ جب 25 روپے subsidy کا فیصلہ کیا گیا تھا - اس وقت قیمتیں اور اخراجات بہت کم تھے - حکومت کو اس بات کا شدت سے احساس تھا - کہ فاضل اراکین اسمبلی جب کسی کمیٹی کی میٹنگ attend کرتے ہیں ، یا ایوان کی کارروائی attend کرنے کے لئے گھر بار سے لاہور تشریف لاتے ہیں ، تو نہ صرف انہیں بہت سے اخراجات برداشت کرنا پڑتے ہیں ، نہ صرف انہیں دوہرے گھروں کے اخراجات برداشت کرنا ہوتے ہیں ، بلکہ ان سے قومی خدمت لینے والے ان کے علاقہ کے لوگ جب لاہور اپنے کاموں کے سلسلے میں آتے ہیں ، چاہے وہ کام انفرادی ہوں یا اجتماعی صورت میں ہوں ، تو ان ممبران کو ان لوگوں کا استقبال کرنا پڑتا ہے - اور ان کو خوش آمدید کہنا پڑتا ہے - اور ان پر اخراجات کرنے پڑتے ہیں ، اس کے علاو یہ ایک حقیقت ہے کہ وہ اپنا کام کاج چھوڑ کر بلکہ اکثر اوقات اپنے کاروبار کا نقصان کر کے اپنے profession کا نقصان کر کے ، اپنی دوسری ذمہ داریوں کو

چھوڑ کر ان قومی ذمہ داریوں کو سر انجام دینے کے لئے لاہور آتے ہیں ، لیکن جو کچھ بھی انہیں ملتا ہے وہ اُن کی اُس آمدنی کا عام طور پر بہت کم حصہ ہوتا ہے جو وہ اپنے گھروں اور اپنے شہر میں حاصل کرتے ہیں اور وہاں اُن کے اخراجات بھی کم ہوتے ہیں اور ان کی آمدنی بھی زیادہ ہوتی ہے ۔ لیکن جب وہ اس ایوان میں حاضری کے لئے اور کمیٹیوں کی میٹنگ کے لئے لاہور آتے ہیں تو ان کے اخراجات بڑھ جاتے ہیں ، ان کا کاروبار اور پروفیشن بند ہو جاتا ہے ۔ اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ اشیاء مہنگی ہو گئی ہیں اور اخراجات بڑھ گئے ہیں ، ممبران کی subsidy 25 روپے سے بڑھا کر 75 روپے کی تجویز اس ایوان کے سامنے پیش کی گئی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سردار زادہ ظفر عباس ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ پہلے بھی لینڈز امپرومنٹ لیکس (امنڈمنٹ) بل میں پانچ اور چھ گنا کی بجائے آٹھ اور دس کے تناسب سے کئی ترامیم ہوئی ہیں ۔ عالیجاہ میں نے بار ہا اس ایوان میں عرض کی تھی کہ آپ ان لوگوں کو بہت کم معاوضہ دے رہے ہیں ، اس وقت میں نے اس میں پانچ گنا کی بجائے دس اور پندرہ گنا move کیا تھا ۔ لیکن فاضل حزب اقتدار نے میری کوئی نہ سنی اور وہ معاوضہ بہت کم ratio سے دیا تھا ۔ لیکن اب اسمبلی کے ممبران کے الاؤنس کے متعلق تو انہیں صحیح پوزیشن معلوم ہوئی ہے اور انہوں نے تین گنا معاوضے کے متعلق یہ بل پیش کر دیا ۔ عالیجاہ ۔ دوسرے لوگوں کو معاوضہ دینے کی باری آتی ہے تو حزب اقتدار اتنی کنجوسی سے کام لیتی ہے اور اپنے معاملے میں وہ اتنی فراخدلی سے کام لے رہے ہیں اس لئے میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اس کو جناب والا ۔ فی الفور زیر غور نہ لایا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ۔

میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ۔ جناب سپیکر ۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آخر ان کو یہ خیال آیا تو سہی ۔ لیکن جناب والا ۔ اس خیال کا آنا بالکل اس طرح سے ہے جیسے :

"صبح اگر کوئی بالائے بام آیا تو کیا"

جناب والا - اب یہ کوئی خفیہ بات نہیں رہی اور رات ہماری حکومت کی طرف سے بھی اعلان ہوا ہے کہ انتخابات دوبارہ ہوں گے ، تو وہ چند دنوں کے لئے ہمیں یہ مراعات دے رہے ہیں یہ ہمارے لئے سوائے بدنامی کے اور کچھ نہیں - البتہ یہ ایک ایسا ہاؤس ہے کہ ہم اپنی مراعات کا تعین خود کرتے ہیں اور اپنی سیلریز خود فکس کرتے ہیں ، چونکہ اس اسمبلی میں اکثریت پیپلز پارٹی کی ہے اور تقریباً 99 فیصد یا اس سے بھی زیادہ ہے اور اپوزیشن یا اتحاد کا ایک آدمی بھی نہیں آ سکا - جناب والا - اس اسمبلی کے لئے یہ بل پاس کرانا میرے خیال میں ہمیں کسی صورت میں کوئی نیک نامی نہیں دے گا -

سردار زادہ ظفر عباس - پوائنٹ آف آرڈر - جناب سپیکر ، فاضل ممبر نے یہ کہا ہے کہ اپوزیشن اور اتحاد کا کوئی ممبر یہاں پر نہیں ہے - لیکن جناب والا - اپوزیشن کا تو ہے اس لئے اپوزیشن کا لفظ حذف کیا جائے -

میاں مصطفیٰ ظفر قریشی - جناب والا - میں نے اپنے آپ کو بالکل اسی وقت correct کر لیا تھا جب میں نے اپوزیشن کی بات کہی تھی - تو جناب والا - میں معذرت خواہ ہوں کہ اگر اس کو ایسا محسوس کیا گیا ہے قومی اتحاد کا کوئی آدمی نہیں آیا - جیسا کہ آپ خود جانتے ہیں کہ اس کی مدت کا بھی پتا نہیں ہے کہ کتنے عرصہ کے لئے یہ اسمبلی ہے - میں اس ایوان کی خدمت میں مودبانہ عرض کروں گا کہ یہ صرف اس طرح چار یا پانچ سو روپے بنے گا یہ ہمارے لئے کوئی زیادہ مفید نہیں ہوگا - آخر ہم اتنے سال اسی تنخواہ پر کام کرتے آئے ہیں ویسے جیسا کہ وزیر قانون صاحب نے فرمایا ہے بالکل درست فرمایا ہے کیوں کہ سب ملا جلا کر ایک ہزار روپے بطور الاؤنس ایک ممبر کو دیتے ہیں - لیکن اس سے کئی گنا زیادہ یہاں خرچ ہو جاتا ہے چاہے وہ ممبر پیپلز ہاؤس میں رہے ، یا کسی طرح سے رہے ، چاہے کسی کے پاس رہے ، اس کے باوجود خرچ ہوتا ہے - میرے خیال میں تو یہ خالی کپڑوں کی دھلائی پر پورا نہیں آتا - لیکن اس کے باوجود میں آپ کی خدمت میں اور سارے ایوان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ اس صورت میں اور اس حالت میں اس کا پاس کیا جانا یا اس کا منظور کیا جانا بالکل نا مناسب ہے -

مسٹر سپیکر - میاں منظور احمد موہل -

میاں منظور احمد موہل - جناب سپیکر - میں آپ کی وساطت سے اس بل کی پر زور حمایت کرتا ہوں - جناب والا - اس کی وجہ یہ ہے کہ میرے فاضل دوست قریشی صاحب نے میرے خیال میں بل کو اچھی طرح سے پڑھا نہیں ہے اور فاضل وزیر قانون بھی اس معاملے کو زیر بحث نہیں لا سکے- بات یہ ہے کہ پچیس روپے کے بجائے 75 روپے کی subsidy کا اضافہ کیا گیا ہے وہ صرف ان کے لئے کیا گیا ہے جو سرکاری رہائش استعمال نہیں کریں گے یا ان ممبران کے لئے کیا گیا ہے جو پرائیویٹلی رہیں گے یا کسی ہوٹل میں قیام کریں گے - کیوں کہ جناب والا - یہ حقیقت ہے کہ پیپلز ہاؤس میں صرف اتنی accom-modation ہے کہ وہاں صرف ستر ممبر رہ سکتے ہیں اور وہ بھی اگر ایک کمرے میں ڈبل رہیں - اور ستره کمرے جی-او-آر 3 میں ہیں - اس طرح جناب والا - بڑی مشکل سے صرف سو ممبران اسمبلی کی رہائش کا انتظام گورنمنٹ کر سکتی ہے اور اس وقت اس ایوان کے ممبران کی تعداد 257 کے قریب ہے - جب کہ پچھلی دفعہ اقلیتوں کو ملا کر 197 تھی - اس ضرورت کے پیش نظر یہ حکومت کی کوئی بد نامی نہیں ہے - یہ حقیقت ہے اور صحیح صورتحال کا مردانگی سے مقابلہ کرنا چاہئے - ہمیں یہ نہیں سوچنا چاہئے کہ ہمیں سیاسی طور پر اس بات سے کوئی فائدہ اٹھانا ہے یا اس سے ہمیں اس طرح کی کوئی بات ہوگی - حقیقت یہ ہے کہ اس مہنگائی کے دور میں ایک ممبر جو باہر سے آتا ہے چاہے اجلاس ہو یا کمیٹی کے دن ہوں ، اس کو جب سرکاری رہائش میسر نہیں آتی ، اسے لازماً ہوٹل میں ٹھہرنا پڑتا ہے - جناب والا - 25 روپے میں کسی کم تر ہوٹل میں بھی کمرہ میسر نہیں آ سکتا اس صورتحال کا سامنا کرنے کے لئے صرف 75 روپے مقرر کئے گئے ہیں اور کسی اور الاؤنس میں حکومت نے کوئی زیادہ پیسے نہیں بڑھائے - صرف رہائش کے لئے یہ کئے ہیں اور وہ بھی ان ممبران کے لئے جن کو حکومت کی طرف سے رہائش نہیں ملے گی تا کہ وہ اپنے طور پر کوئی انتظام کریں - جناب والا - یہ بالکل صحیح حقیقت کی عکاسی ہے اس لئے میں اس بل کی پر زور حمایت کرتا ہوں -

مسٹر سپیکر - مسٹر غلام فرید کاٹھیا -

مسٹر غلام فرید کاٹھیا ۔ جناب والا ۔ فاضل ممبر نے فرمایا ہے کہ اسمبلی چند روزہ ہے ۔ جناب والا ۔ ان کی اس بات پر اتفاق کر لیتا کہ اسمبلی چند روزہ ہے ۔ میں نہیں سمجھتا کہ مناسب ہوگا ۔ کیوں کہ ابھی فائنل فیصلہ ہونا ہے اور ابھی تک یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ انتخابات کیسے ہوں گے اور کب ہوں گے اور فائنل فیصلہ کیا ہوگا ۔ میرے فاضل دوست نے فرمایا ہے کہ اس موقع پر اگر یہ بل پیش کیا گیا جس میں 25 روپے سے رہائشی الاؤنس بڑھا کر 75 روپے کیا جانا مقصود ہے ، یہ بد نامی کا باعث ہوگا ، میں نہیں سمجھتا کہ فاضل ممبر اتنے consience guilty کیوں ہیں یا تو پھر یہ صورت ہے کہ وہ بہت امیر ہیں ، ان کے ذرائع آمدن بہت زیادہ ہیں اس لئے وہ برداشت کر سکتے ہیں ۔ لیکن ایوان کے سامنے یہ پیش نظر ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی کے اس عوامی دور میں جو طبقہ سامنے آیا ہے وہ درمیانہ اور چھوٹا طبقہ ہے جس سے تعلق رکھنے والوں کے لئے اگر لاہور شہر کے اندر رہائش مہیا نہ ہو سکے تو ہوٹل میں ان کے لئے رہنا بہت مہنگا اور بہت مشکل ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ عام ممبران کے معیار کے مطابق اگر وہ کسی ہوٹل میں ٹھہرتے ہیں تو 75 روپے بھی ان کے لئے کم ہیں جو ان کا معیار مقرر کیا گیا ہے ۔ اس پر بہت ساری ڈیوٹیز لگتی ہیں ، ایکسائیز ڈیوٹی بھی ہوٹل والے عوام پر ڈالتے ہیں ۔ اس لئے میں نہیں سمجھتا کہ یہ کوئی ایسی بات ہوگی اور پھر یہ بات بھی سامنے رکھنی چاہئیے کہ یہ صرف ہمارے لئے نہیں ہے ، یہ صرف اس ایوان کے لئے نہیں ہے ۔ جب بھی کوئی اسمبلی بنے گی ، جب دوسرے ممبران اسمبلی آئیں گے تو یہ ہمیشہ ان کے لئے ہوگا تاوقتیکہ کوئی آئندہ اسمبلی اس میں کوئی ایسی ترمیم نہیں کرتی ۔ ہمیں اس کے بارے میں جناب والا ۔ بالکل guilty conscience نہیں ہونا چاہئیے ، یہ صرف ہمارے لئے نہیں ہے بلکہ آئندہ اسمبلیوں کے لئے یہ قانون پاس کیا جا رہا ہے ۔ میں اس کے ساتھ اس بل کی حمایت کرتا ہوں ۔

Mr Irshad Muhammad Khan. The learned Minister for Law had referred in his opening speech about the professional handi-caps to certain members of the House who might be lawyers as if this addition of Rs. 50 would augment the financial resources of those members which was factually incorrect.

So far as the increase is concerned, I strongly support it for the reason that the economic depression persisting consistently throughout the country for the last 5 or 6 years has made living in Lahore, one should say life with honour, impossible. Incidentally, MPAs were made VIPs and for the VIPs an allowance of Rs. 75/- per diem is ridiculously inadequate. Apart from that, members who have not been provided accommodation, and are living elsewhere, have to foot their bills, which is a greater financial liability than Rs. 75/-. I can say with confidence that the three-star or the four-star hotels are charging not less than Rs. 200/- daily. Coming down to the Intercon, I would say, that they charge more than Rs. 350/- for a single set. It would be a great help if the President of Lahore Gymkhana, Khan Iftikhar Hussain Khan, who is a member of this House, could accommodate some of his friends and MPA on concessional rates but even then the sum of Rs. 75/- would be inadequate to meet the concessional rates. Moreover, the Lahore Gymkhana has provided accommodation of 20 sets to their out-station members and members of the affiliated clubs. Therefore, they have very limited accommodation to spare. My submission is that this amount of Rs. 75/- is very meagre and inadequate. Therefore, the Law Minister can at least make it commensurate with the present rise in the cost of living. Sir, as we cannot get more than what is proposed, I would quote Mahatma Gandhi who once very rightly said :

کچھ نہ ہونے سے لنگوٹی ہی بھلی -

I support this meagre increase which they are giving.

مسٹر برکت علی غیور ۔ جناب والا ۔ قانون سازی کے عمل میں ہمیں ایک چیز پیش نظر رکھنی چاہئے ۔ جس وقت ہم قانون سازی کرتے ہیں اس وقت یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ اس اسمبلی کی عمر کتنی ہے ۔ یہاں ہمارا مذاق اڑے گا یا ہماری بدنامی ہوگی ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں قطعی طور پر یہ ظاہر کہ کوئی بات نہیں ہے ۔ اس لئے کہ مہنگائی ایک ایسا مسئلہ ہے جس سے ہر شخص متاثر ہوا ہے ۔ جیسا کہ وزیر قانون جناب شیخ رفیق احمد صاحب نے فرمایا ہے ۔ حقیقت یہ ہے جس وقت ہم سیشن میں آئے تھے

ہمارا پچھلا کاروبار یا پریکٹس یا دوسرا کاروبار تمام کا تمام ٹھپ ہو جاتا ہے اور نتیجہ کے طور پر یہ 25 روپے میں کوئی کمرہ بھی نہیں ملتا ۔

جناب والا ۔ یہ اسمبلی کب تک رہتی ہے ۔ کب تک نہیں رہتی ہے ۔ دوبارہ کون آتا ہے ۔ کون نہیں آتا ہے ۔ جو لوگ بھی آئیں گے بہر حال وہ بھی مہنگائی سے متاثر ہوئے ہوں گے ۔ ان کو بھی 25 روپے میں کمرہ کسی صورت میں بھی نہیں مل سکے گا ۔ اس طریقے سے اگر یہ قانون آیا ہے تو کم از کم آنے والے یہ کہہ سکیں گے کہ یہاں ایک اچھا قانون پیش ہوا تھا اور اس معزز ایوان نے اسے پاس کیا اور ہم بھی بجا طور پر کہہ سکیں گے :

دعا دیں گے میرے بعد آنے والے میری وحشت کو

جناب والا ۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ بد نامی ہوگی ، ٹھیک ہے ۔ بد نامی میں سمجھتا ہوں نہیں ہوگی لیکن اگر ہوگی بھی تو کم از کم ہم یہ تو کہہ سکیں گے :

دعا دیں گے میرے بعد آنے والے میری وحشت کو
بہت کانٹے نکل آئے ہیں میرے ساتھ منزل کے

جناب والا ۔ یہ اس قسم کی بدنامی سے ہمیں ڈرنے کی قطعی ضرورت نہیں ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ مہنگائی کا اثر سب پر پڑا ہے ، میں سمجھتا ہوں 75 روپے بہت تھوڑی رقم ہے ۔ دوسرے مصطفیٰ ظفر قریشی صاحب نے فرمایا ہے کہ یہاں پر قومی اتحاد کا کوئی آدمی نہیں ہے ۔ اس لئے یہ قانون نہ بنایا جائے ۔ میں اس سے اتفاق نہیں کرتا ۔ یہاں حزب اختلاف والے موجود ہیں ، وہ کچھ نہ کچھ کارروائی میں رونق کا اضافہ کر رہے ہیں ۔ حزب اختلاف موجود ہے۔ اگر قومی اتحاد والے نہ آئیں تو اس میں ممبران کا کیا قصور ہے ۔ بائی کاٹ انہوں نے کیا ۔ ہم نے کہا تھا کہ بائی کاٹ کریں ۔

جناب والا ۔ ایک چیز جو میں ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ قومی اتحاد نے پنجاب میں صرف ایک سیٹ پر ننکانہ صاحب میں میرا مقابلہ کیا ۔ قومی اتحاد کا امیدوار رائے اصغر علی بھٹی تھا ۔ اس نے الیکشن کا بائی کاٹ نہیں کیا تھا ۔ اس نے بھی اور جو مقامی لیڈر شپ تحصیل کی تھی اس نے بائی کاٹ نہیں کیا اور جو ورکر تھے ان کے انہوں نے بھی بھر پور حصہ لیا ۔

ہیں: فاضل ممبر کی اطلاع کے لئے عرض کر رہا ہوں اور ریکارڈ کے لئے بھی کہ انہوں نے پنجاب بھر سے جتنے بھی دستگیر تھے منگوائے ۔ جتنے غنڈے جمع کر سکتے تھے کئے ۔ یہاں تک کہ ایڈمنسٹریشن میں سے بھی ان کی کافی مدد کی گئی لیکن ان تمام چیزوں کے باوجود میں 16 ہزار ووٹوں کی اکثریت سے کامیاب ہوا ۔ باوجودیکہ میرے مقابلے میں پشت ہا پشت سے لینڈ لارڈ تھا ، امیر آدمی تھا اور میں ایک غریب آدمی کا بیٹا تھا ۔

جناب والا ۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ قومی اتحاد والے اگر ان ممبران کے مقابلے میں آتے تو ان کو اپنے متعلق خود پتا چل جاتا کہ وہ جیت نہیں سکتے تھے ۔ اس وجہ سے انہوں نے بائی کاٹ کیا ۔ قصور ان کا اپنا ہے ۔ ان کے اس قصور کی ، ان کے بائی کاٹ کی سزا اس ہاؤس کے ممبران کو کٹنی اور پڑ دینا مناسب نہیں ہے ۔ میں جناب مصطفیٰ قریشی صاحب کے خیالات سے اتفاق نہیں کرتا ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ جو بل پیش کیا گیا ہے میں اس کی پرزور تائید کرتا ہوں بلکہ میں تو یہ درخواست کروں گا کہ یہ جو 50 روپے کا اضافہ کیا گیا ہے یہ بہت قلیل ہے ، بہت کم ہے ۔ اس سے عملی طور پر کوئی اضافہ نہیں ہوتا ۔ میں تو یہ عرض کروں گا کہ اگر فاضل وزیر قانون یہ مناسب خیال فرمائیں تو پیپلز ہاؤس میں جو لوگ ٹھہرتے ہیں ان کے پاس ہر روز دس دس ، پندرہ پندرہ آدمی آتے ہیں ۔ جب ہم ان کے پاس الیکشن compaign کے سلسلے میں جاتے تھے وہ ہمیں کھانا ، پانی وغیرہ پوچھتے رہے ہیں اور ہم کس منہ سے ان کو کھانا وغیرہ نہ پوچھیں ، یہ بے مروتی کی بات ہوگی کہ اگر وہ آئیں اور ہم entertain نہ کریں ۔ entertainment الاؤنس کے متعلق میں یہ عرض کروں گا کہ کوئی بل اسی سیشن کے دوران اگر لا سکیں تو مہربانی ہوگی ۔

جناب والا ۔ ان الفاظ کے ساتھ میں اس بل کی حمایت کرتا ہوں ۔

چوہدری جمیل حسن خان منج ۔ جناب سپیکر ۔ حزب اختلاف کی طرف سے اس بل کی مخالفت کی گئی ہے ۔ ان کے ذہن کے مطابق یہ مخالفت درست ہے ۔ ان کے ذہن کے مطابق ، ان کے بود و باش کے مطابق ، ان کی ذہنیت کے مطابق حقیقتاً یہ مخالفت ہونی چاہئے تھی ۔ لیکن میں ان کو بتا دینا

ہوں کہ پاکستان پیپلز پارٹی میں Feudal Lords تو نہیں آئے ، یہاں صرف وہ لوگ آئے ہیں جو بمشکل تمام اپنی گزر و اوقات کرتے ہیں - جو عام معاشرے میں سے ہیں ، اس لئے ان کی یہاں مخالفت ان کے ذہن کے مطابق شاید درست ہو - موجودہ مہنگائی حالات کے مطابق ہے - اس بل میں اور بھی اضافہ ہونی چاہئے - ٹیلیفون کے ریٹ میں دو مرتبہ اضافہ ہو چکا ہے - لیکن ہمیں جتنے الاؤنس پہلے ملتے تھے اب بھی وھی ہیں - حالانکہ اب دس پیسے فی کال کا اضافہ ہو چکا ہے تو اس میں ترمیم نہیں کی گئی - میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر قانون و پارلیمانی امور سے گزارش کروں گا کہ وہ بل میں تمام کی تمام سیلری کو از سر نو موجودہ مہنگائی کے مطابق کر دیں تاکہ تمام ممبران اچھی اور معقول زندگی جب سیشن میں آئیں گزار سکیں -

جناب والا - الاؤنسز تو صرف ان لوگوں کے لئے تھے جن بیچاروں کو رہائش نہیں دی جاتی - یہ تمام ھاؤس کے لئے نہیں ہے - یہ باہر کی رہائش کا معاملہ ہے جیسا کہ ارشاد صاحب فرما چکے ہیں - میرا خیال ہے ہوٹل کی رہائش کا بار اس سے کم نہیں بلکہ بہت زیادہ ہے اس لئے میں اس بل کی پر زور حمایت کرتا ہوں اور حزب اختلاف سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنی مخالفت واپس لے لیں -

حافظ علی اسد اللہ - جناب والا - بات ہو رہی ہے کہ الاؤنس 25 روپے سے بڑھا کر 75 روپے کر دیا جائے - لیکن ہمارے بہت سے ساتھیوں نے معزز ممبران نے غیر متعلقہ باتیں کرنے کی بھی اس میں کوشش کی ہے - بار بار قومی اتحاد کا نام آیا ہے - اپنے اپنے حلقوں کے متعلق باتیں ہوئی ہیں - میرے خیال میں اس کی کوئی ضرورت نہ تھی ، آئندہ اگر الیکشن ہوں گے اس کا میدان میں فیصلہ ہوگا - ہم اکثریت سے ایوان میں آئیں گے - اگرچہ بھٹو صاحب نے کہا ہے چونکہ ہم دھاندلی سے نہیں آئے ہیں ، ہم منصفانہ الیکشن لڑ کر آئے ہیں اور اکثریت کے ساتھ اس ایوان میں آئندہ ضرور پہنچیں گے - (نعرہ ھائے تحسین)

جناب والا- جہاں تک اس بل کا تعلق ہے اور ان الاؤنسز کے بڑھانے کا تعلق ہے ، جو لوگ باہر رہتے ہیں ، میں اس کی پرزور تائید کرتا ہوں کہ

25 روپے کی بجائے 75 روپے ہونے چاہئیں جس طرح ہمارے فاضل ممبر جناب چوہدری جہان حسن خان منج صاحب نے کہا ہے کہ دیگر الاؤنسز اور مراعات جو ہیں وہ بھی بڑھائی جانی چاہئیں ۔ میں اس کی بھی تائید کرتا ہوں ۔
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ پولیس کے کنسٹیبل کی تنخواہیں بڑھائی گئی ہیں ۔ گورنمنٹ ملازمین کی تنخواہیں بڑھائی گئی ہیں ۔ ہر شعبۂ زندگی سے تعلق رکھنے والے ملازمین کی تنخواہیں بڑھائی گئی ہیں ۔ جو لوگ عوام کی بے لوث خدمت کرنا چاہتے ہیں ، جو لوگ بد عنوانیوں سے پاک معاشرے کی تشکیل کے خواہاں ہیں ، جو اپنے علاقے کے لوگوں کی بے لوث خدمت کرنا چاہتے ہیں ان کی تنخواہیں بڑھا دینے میں کوئی حرج نہیں ہے ۔ ہم اپنے علاقے کے عوام کے سامنے جواب دہ ہیں ۔ ہم نہایت جرأت اور پامردی کے ساتھ اپنے علاقے کے عوام کا جو بھی ہم سے محاسبہ کریں جواب دے سکتے ہیں اور اپنے مخالفین کے ساتھ آئین کی حدود کے اندر رہتے ہوئے اسمبلی کا میدان ہو ۔ اسمبلی ہال ہو ۔ باہر فیلڈ ہو ہم ہر سطح پر ہر جمہوری روایات کو قائم رکھتے ہوئے اپنے مخالفین جن کا تعلق اپوزیشن سے ہے ، مقابلہ کر سکتے ہیں ۔ پہلے بھی ہم مقابلہ کر کے آئے ہیں ۔ ہمیں اس سے غرض نہیں ہے ۔ قومی اتحاد کے لیڈروں اور چیئرمین بھٹو کے درمیان بات چیت ہو رہی ہے ۔ ہمارا ضمیر صاف ہے ۔ ہم یہ اعلان کرنا چاہتے ہیں کہ ہم دھاندلی کے زور سے نہیں آئے ۔ اگر کوئی دھاندلی کر کے آتا ہے تو وہ استعفیٰ دے خواہ ان کا اپوزیشن سے تعلق ہو ، خواہ ان کا تعلق پاکستان پیپلز پارٹی سے ہو ۔ وہ قوم کی پیشانی پر ، قوم کے ماتھے پر بدنما داغ ہے ۔ اور ان لوگوں کے غلط رویے کی وجہ سے جو نقصان پہنچا ہے ، ان لوگوں کی جائیدادیں نیلام کر کے اس نقصان کو پورا کرنا ضروری ہے ۔ یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا کیوں کہ قومی اتحاد کا ذکر آیا تھا ۔ میں یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ جس طرح گورنمنٹ ملازمین کی تنخواہیں بڑھائی گئی ہیں ۔ اسی طرح ممبران کی تنخواہیں اور الاؤنسز بھی بڑھنے چاہئیں ۔ جناب والا ۔ اگر ہم رشوت لیتے ہیں تو ہم عوام کے سامنے جوابدہ ہیں ۔ اس طرح کی بدعنوانیاں سے اگر ہمارا معیار زندگی بلند ہوگیا ہے تو عوام ہم سے پوچھ سکتے ہیں اور اگر ہم

ہزار روپیہ لے کر یہاں قوم کی بے لوث خدمت کرتے ہیں اور اپنا نقصان کر رہے ہیں تو وہ بھی عوام کے سامنے ہے ۔ جناب سپیکر ۔ میں اس بل کی پرزور تائید کرتا ہوں اور ساتھ ہی یہ بھی کہوں گا کہ اس میں ترمیم کر دی جائے کہ جو لوگ زیادہ پیسے والے ہیں ، سرمایہ دار ہیں اور اس ایوان میں پہنچ گئے ہیں اگر وہ چاہیں تو وہ اعزازی طور پر بغیر تنخواہ کے ، بغیر الاؤنس کے خدمت کر سکتے ہیں اور وہ الاؤنس نہ لیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سید مسعود زاھدی ۔

سید مسعود زاھدی ۔ جناب سپیکر ۔ معزز اراکین کو یہ باور کرانے کی کوشش کی گئی ہے کہ پیپلز ہاؤس اور مختلف ہوٹلوں میں رہنے والے زیر بار ہو رہے ہیں ۔ میں ان کی اطلاع کے لئے یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ بڑے خوش قسمت ہیں وہ جو محدود جگہ کی وجہ سے محدود مہمانوں کو رکھ سکتے ہیں ۔ لیکن جو اپنے گھروں میں رہ رہے ہیں یا کسی دوست کے ساتھ رہ رہے ہیں ، ان کے پاس اسمبلی کے زمانے میں مہمانوں کی بھرمار ہوتی ہے ۔ اور یہ آپ خود جاکر دیکھ لیجئے ۔ تو جہاں تک ایزادی کا تعلق ہے یہ بالکل درست ہے ۔ آئین سازی کے معاملے میں کسی ندامت اور شرمندگی کی قطعاً ضرورت نہیں ۔ آئین سازی ایک اصولی کارنامہ ہے ۔ کیا آپ اس اصولی سے انحراف کر سکتے ہیں ؟ اگر ہر چیز کی قیمت بڑھ رہی ہے اور مہنگائی بھی ہے اور واقعی آپ کے اخراجات میں اس تناسب سے اضافہ ہو گیا بلکہ اس سے کم اضافہ ہو گیا ہے جس تناسب سے تنخواہوں میں اضافہ کیا گیا ہے ۔ تو یہ اضافہ اس کی نسبت سے قلیل ہے اور یہ اصولی طور پر قابل منظور ہونا چاہئے ۔ جہاں تک معاشرے کا تعلق ہے ۔ جناب سپیکر ۔ میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر قانون صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اس پر انہوں نے آج تک غور نہیں فرمایا ۔ مشاھرے کا تعین جو ہے وہ انٹ شنٹ نہیں ہوتا کہ بلا جواز کر دیا ۔ اس کا ایک مرتبے اور ایک منصب سے تعلق ہوتا ہے ۔ جیسا کہ میرے فاضل دوست نے فرمایا کہ اگر آپ کو واقعی وی-آئی-پی کا درجہ دیا گیا ہے تو معاشرے کی طرف سے اصولی طور پر

اور آئینی طور پر خواہ آپ کی طبیعت میں کتنا ھی انکسار کیوں نہ ہو ۔ اگر آپ کو معاشرے نے اپنی نمائندگی کی وجہ سے یہ منصب دیا ہے کہ آپ ان کے نمائندے ہیں اور واقعی ایک لاکھ نمائندہ کی حیثیت رکھتے ہیں ۔ اس طرح سے جس تناسب سے تنخواہوں میں اضافہ کیا گیا ہے تو آپ کے مشاھدے میں ان اصولوں کے پیش نظر اضافے کی ضرورت ہے کیوں کہ تمام تنخواہیں بڑھا دی گئی ہیں اور وہ منصب کے اعتبار سے بڑھائی گئی ہیں ۔ اگر آپ کے منصب میں واقعی کوئی کمی ہو گئی ہے اور بدستور اسے رھنا چاھئے ورنہ مشاھرہ اس تناسب سے آپ کا بھی بڑھنا چاھئے ۔ مجھے یقین ہے وزیر قانون جناب شیخ رفیق احمد صاحب اس بات پر غور فرمائیں گے کہ یہ بھی اصول کی بات ہے ۔ اس لئے نہیں کہ یہ ایوان چاھتا ہے بلکہ اصول کا مطالبہ ہے ۔ یہ ضابطے کا مطالبہ ہے ۔ یہ عقل کا مطالبہ ہے اس لئے اس پر کچھ غور کرنا چاھئے ۔ لہذا اس ایزادی کی میں حمایت کرتا ہوں ۔ شکریہ ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سید ثاقب حسین شاہ ۔

سید ثاقب حسین شاہ ۔ جناب سپیکر ۔ میں اس بل کو اس معزز ایوان میں پیش کرنے پر حکومت کا شکر گزار اور ممنون ہوں کیوں کہ خاص طور پر متوسط طبقے کے لوگ اس ھاؤس میں آئے ہیں ان کے لئے تو خاص فائدہ ہے ۔ اگر کوئی دوست یہ پسند نہیں کرتا کہ یہ سبسڈی رہے تو ان کے لئے مجبوری نہیں ہے اگر وہ سبسڈی کو چھوڑنے کے لئے تیار ہیں تو وہ چھوڑ دیں کیوں کہ یہاں پہلے حکومت 25 روپے دیتی تھی تو ان 25 روپے میں تو گزر اوقات نہیں ہوتا تھا ۔ اب جو لوگ یہاں آئے ہیں ان کے پیچھے کچھ انفرادی حیثیت سے لوگ آتے ہیں اور کچھ اجتماعی کام لے کر ان کے پیچھے آتے ہیں ، ان سے کام کروانے کے لئے ان کے پاس دو اشخص ایک رات رہ جائیں تو یہ پیسے خرچ ہو جاتے ہیں ۔ تو اس کی مخالفت اس لئے کی جا رہی ہے کہ جو متوسط درجہ کے لوگ آئے ہیں ان کو فائدہ پہنچے گا اس لئے اس بل کی مخالفت کسی ممبر کو نہیں کرنی چاہئے ۔ اگر کوئی ممبر سبسڈی لینی پسند نہیں کرتا تو فراخدلی سے وہ ممبر اٹھ کر کہہ دے کہ ھمیں نہیں چاھئے ۔ اس لئے میں اس بل کی پرزور حمایت کرتا ہوں کیوں کہ اس بل میں

خاص طور پر متوسط درجے کے لوگوں کا خیال رکھا گیا ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ مسٹر ذوالفقار علی خان ۔

مسٹر ذوالفقار علی خان ۔ جناب سپیکر ۔ میں آپ کی وساطت سے اس بل کی پرزور حمایت کرتا ہوں کیوں کہ جو لوگ یا جو فاضل ممبران اس بل کی مخالفت کرتے ہیں ۔ ان کے متعلق مجھے ذاتی تور پر علم ہے کہ وہ لوگ ایسے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں جس طبقے کے خلاف پاکستان پیپلز پارٹی نے آواز بلند کی تھی ۔ آج اس معزز ایوان میں اکثریت ان ممبران کی ہے جو اس طبقے سے تعلق رکھتے ہیں جنہیں سفید پوش کہا جاتا ہے ۔ جب ہمیں اپنی ذاتی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ایک گریجوٹی دی جا رہی ہے اور اس سلسلے میں جناب وزیر قانون صاحب نے ایک ایسا بل پیش کیا ہے جس کی حمایت آج اس معزز ایوان کے تمام فاضل اراکین کو کرنی چاھئے ۔ لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ اس ایوان میں وہ لوگ بھی موجود ہیں جو لوگ اس طبقے سے تعلق رکھتے ہیں جنہیں 75 روپے یا 100 روپے کا اضافہ پسند نہیں ۔ وہ لوگ اس 75 روپے کی کسی طور پر پرواہ نہیں کرتے ۔ یہ ہو سکتا ہے کہ وہ فور سٹار ہوٹل یا فائیو سٹار ہوٹل میں جاتے ہیں تو 25 روپے کی چائے پینے کے بعد 75 روپے کی ٹپ بیرے کو دے دیتے ہیں ۔ اس ایوان میں وہ لوگ شامل ہیں اور موجود ہیں جو لوگ بسر اوقات کرنے کے لئے زندگی میں بھر پور کوشش کرتے ہیں ۔ تاکہ دو وقت کی روٹی کھا سکیں ۔ جناب والا ۔ اس رقم کا ان کی طرف سے ضروریات کو پورا کرنے کے لئے یہ ایک جائز مطالبہ تھا ۔ چنانچہ اس جائز مطالبے کو پورا کیا گیا ۔ جناب والا ۔ میں اس بل کی پرزور حمایت کرتا ہوں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ مسٹر احمد سعید اعوان ۔

مسٹر احمد سعید اعوان ۔ جناب سپیکر ۔ آج اس ایوان میں اس بل پر بحث ہو رہی ہے کہ ممبران اسمبلی کا الاؤنس 25 روپے کی بجائے 75 روپے کر دیا جائے ۔ میں اس پر جناب وزیر قانون کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آخر کار ممبران اسمبلی کے وقار اور ان کے مقام کو مدنظر رکھکر ان کو سہولت دینے کے لئے سوچا گیا ہے ۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں یہ عرض کروں گا

کہ جہاں تک ان ممبران اسمبلی کا تعلق ہے جن کو سرکاری رہائش نہیں دی جائی ان کو 75 روپے دیئے جائیں ۔ اور وہ ممبران اسمبلی جن کو جی-او-آر یا پیلز ھاؤس میں سہولتیں دی گئی ہیں ان کو یہ الاونس 80 روپے میں پڑتا ہے ۔ 75 روپے ان کے ویسے گئے اور 5 روپے ان کو مزید کرایہ دینا پڑتا ہے ۔ لیکن اس 80 روپے میں ممبران اسمبلی کو وہ سہولتیں میسر نہیں ہیں جو ان کو ہونی چاھئیں ۔ اس ھاؤس میں یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ ممبران اسمبلی کے لئے تیس لئے ایئر کنڈیشنر خریدے جائیں گے اور جلد از جلد لگا دیئے جائیں گے ، لیکن بد قسمتی یہ ہے کہ آج ممبران اسمبلی جن کو پیلز ھاؤس میں اور جی-او-آر میں جگہ دی گئی ہے ان کو یہ ایئر کنڈیشنر نہیں دیئے گئے اور وہ گرمیوں میں سڑ رہے ہیں ۔

جناب والا ۔ قریشی صاحب کا یہ فارمولا کہ یہ اسمبلی اگر یہ بل پاس کر دے گی تو بد نامی ہوگی ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ یہ اسمبلی ایک تاریخ ساز اسمبلی ہے ۔ اور اس کی جہاں تک بد نامی کا سوال ہے آپ اس کو مانیں یا نہ مانیں جب کبھی یہ اسمبلی ٹوٹے گی تو ان لوگوں (متحدہ اتحاد) نے اس اسمبلی کے ممبران کو جعلی ممبر اور جعلی اسمبلی قرار دینا ہے ۔ لیکن اگر ان کے دماغ میں یہ بات ہے کہ خدانخواستہ کسی صورت میں قومی اتحاد جیت کر اس ھاؤس میں آ جائے گا تو میں ان کو یقین دلاتا ھوں کہ اگر وہ الریڈی ڈاکو قبول کر سکتا ہے تو آپ کی دی ہوئی یہ پچاس روپے کی رعایت یقیناً قبول کر لے گا ۔ (نعرہ ھائے تحسین) ۔ آپ ان کی فکر نہ کریں ۔ ممبران اسمبلی کے ولا اور ان کی سہولتوں کو سامنے رکھ کر ان کو یہ حق دینا چاھئے ۔ بلکہ یہ 75 روپے آج کے زمانے میں جیسا کہ رانا ارشاد احمد خاں صاحب نے فرمایا کہ جو ھوٹلوں کے کرائے ہیں ان کی کس قدر مہنگائی ہے اس لئے اس میں مزید اگر اضافہ ہو سکے تو وہ کیا جائے ۔ ان الفاظ کے ساتھ میں اس بل کی حمایت کرتا ہوں ۔

خواجہ عسکری حسن ۔ جناب والا ۔ میں اس بل کی پرزور حمایت کرتا ہوں ۔ اس کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ جب معاشرہ طبقاتی ہو یا معاشرے میں برائیاں ہوں ، بد عنوانیاں ہوں ، جب کسی ادارے کی تنخواہ میں یا

آمدنی میں اضافہ کیا جائے ۔ اس وقت وہاں اور بھی پہلو ملحوظ خاطر رکھے جاتے ہیں ۔ ایک پہلو یہ بھی ہوتا ہے کہ اسی ذریعہ پر انحصار کیا جائے ۔ جو ذریعہ قانونی طور پر دیا گیا ہو ، اس لئے میں کہونگا جو اضافہ کیا گیا ہے وہ جائز ہے ۔ میرے معزز دوست نے اس کی موجودہ صورت کے بارے میں بات کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ ایوان کی حیثیت کے بارے میں بات کرنا اس ایوان کے وقار کو مجروح کرنے کے مترادف ہے یا اس ایوان کی قانونی حیثیت کے بارے میں کوئی بات کرنا اس ایوان کو مجروح کرنے کے مترادف ہے اور فاضل اراکین کے وقار کو مجروح کرنے کے مترادف ہے ۔ دوسرا پہلو یہ ہے کہ اسمبلی رہے گی یا نہیں رہے گی ، اس سلسلے میں میں یہ گزارش کروں گا ۔

تا بعد کہ کیا ہوگا ہمیں معلوم نہیں
رقص خواں ہے کون قطرہ شبنم پہ آہا آہا

جناب والا ۔ یہ بھی عرض کروں گا ۔

عاقبت منزل ما وادی خاموشاں است
حالیہ غلغلہ را گنبد افلاک انداز

میں اس بل کی پرزور حمایت کرتا ہوں ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب سپیکر ۔ اتنے صاحبان حزب اقتدار کی طرف سے بول چکے ہیں ۔ میرے فاضل دوست دس مرتبہ کھڑے ہوئے ہیں لیکن انہیں پھر بیٹھنا پڑتا ہے جناب ہماری طرف بھی خیال رکھا کریں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ میں ایک بات نوٹس میں لے آؤں کہ ایک وقت میں کافی اراکین اسمبلی اپنی اپنی نشستوں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اس وقت میرے لئے فیصلہ کرنا بڑا مشکل ہو جاتا ہے ۔ بہتر یہ ہے ممبر حضرات جو بولنا چاہتے ہیں اپنے ناموں کی لسٹ مجھے دے دیں تاکہ فہرست کے مطابق سب کو موقع دیا جائے ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ بہر حال جناب والا ۔ اب حزب اختلاف کے ممبر کو بولنے دیا جائے ۔

Mr. Deputy Speaker. I have already given the floor to the member.

مسٹر قیوم نظامی - جناب والا - قائد حزب اختلاف نے اس آلاؤنس کو ایک رنگین شرارت میں مبتلا کر دیا ہے - ورنہ موجودہ بل میں اتنا بوڑھا جائز نہیں تھا - اس پر کافی سے زیادہ اراکین اسمبلی نے اظہار خیال کر لیا ہے - اس لئے میں گزارش کروں گا کہ اس کو اب ملتوی کیا جائے اور اس وقت بھی حزب اختلاف کے دوست زیر لب مسکرا رہے ہیں - اور طنزیہ نظروں سے دیکھ رہے ہیں - اس لئے میں اپیل کروں گا کہ موجودہ بل صرف اور صرف ممبران کا ذاتی مسئلہ ہے ، یہ کوئی عوامی اور قومی مسئلہ نہیں ہے - اس لئے اس پر کافی سے زیادہ تقاریر ہو چکی ہیں ، اس لئے اب اس کو ختم کیا جائے -

Mr. Deputy Speaker. I have abready given the floor to the member.

سید صدرالدین شاہ - جناب سپیکر - اس بل پر قریشی صاحب نے اعتراض کیا تھا کہ اس بل کو منظور نہیں ہونا چاہئے - جناب سپیکر - کتنا افسوس ناک ہے کہ ایک جائز معاملہ میں انہوں نے اس غریب ملک اور اس غریب عوام کے نمائندگان سے اپیل کی ہے کہ وہ قربانی دیں ، وہ ذاتی مفاد حاصل کرنے کی بجائے غریب کے لئے پیسے بچا لیں - یہ بات یکجہتی کے ساتھ کی تھی - مگر اس کو دوسرے رنگ میں لے لیا گیا - یہ معاملہ غریب عوام کا ہے لیکن موجودہ مسئلہ ہمارا ذاتی مسئلہ ہے - اس میں تمام ممبر حضرات کو قربانی دینی چاہئے - اور اس الاؤنس کو قبول کرنے کی بجائے پیسہ بچانا بھی غریب عوام کے لئے ایک قربانی ہے - میں یہ عرض کروں گا کہ یہ نہ سوچنا چاہئے کہ ہمارے اخراجات تو پورے نہیں ہونگے - اس مہنگائی کے دور میں اگر 75 روپے بھی ہو جائیں تو تب بھی اخراجات پورے نہیں ہوں گے میں یہ گزارش کروں گا یہ نہ سوچا جائے کہ یہ اسمبلی عارضی ہے یا دوامی ہے ، محض سوچا یہ جائے کہ یہ ہمارا ذاتی مفاد کا مسئلہ ہے اس میں ہم قربانی دیں - عوام کے مفاد میں پیسہ بچالیں -

Begum Rehana Sarwar. Sir, Sufficient debate has been made. Now please put the motion.

مسٹر ڈپٹی سپیکر : مسٹر باسط جہانگیر ۔

مسٹر باسط جہانگیر ۔ جناب سپیکر ۔ 25 روپے سے 75 روپے کا یہ بل زیر غور ہے ، اس بل کی مخالفت حزب اختلاف کی طرف سے کی گئی ہے ۔ انہوں نے ہماری ہر بات ، ہر قدم ، ہر بل اور ہر قانون کی مخالفت کرنا ہوتی ہے جو حکومت کی طرف سے ایوان میں پیش کیا جائے ۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ وہ معزز اراکین جو پاکستان پیپلز پارٹی کے ٹکٹ پر اس ایوان میں آئے ہیں وہ بھی مخالفت کر رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ حزب اختلاف کے دوستوں نے جو مخالفت کی ہے ان میں سے ایک دوست نے فرمایا ہے کہ یہ اسمبلیاں کب تک رہیں گی ، ہم ایسا کوئی قدم نہیں اٹھانا چاہتے جس سے ہمیں شرمندگی ہو لیکن اس حقیقت کو بھول گئے ہیں کہ پچھلی اسمبلی میں ، اس اسمبلی میں اور اب جتنے بھی انتخابات ہوں گے ان آنے والی اسمبلیوں میں فرق ہوں گے ۔ چونکہ فیوڈل لارڈز ختم ہو گئے ہیں ۔ اور یقیناً تبدیلی آئے گی ۔ انتخابات ذوالفقار علی بھٹو نے پہلے بھی جیتے تھے اب بھی جیتے گا ۔ جناب والا ۔ اس ہاؤس میں فرق اتنا ہوگا ۔ آج فیوڈل لارڈز 75% یہاں ہیں انشاءاللہ 10% فیوڈل لارڈز اس ہاؤس میں آئیں گے ۔ اور پھر پتہ کہتے ہیں کہ 100 روپے استری کا چالان جاتا ہے ۔ آپ تو استری کے ایک ہزار روپے دے سکتے ہیں ۔ ان غریب ممبران کے متعلق نہ سوچیں ؟ میں آپ سے معذرت چاہتا ہوں کہ جو ممبران اصولی طور پر اسمبلی میں آئیں گے ۔ وہ نہ سودا بازی کر سکتے ہیں اور نہ مراعات لے سکتے ہیں ۔ جنہوں نے کسی اصول کی خاطر سیاست میں حصہ لیا ہے وہ اپنے آپ کو یا اپنے ضمیر کی آواز کو بیچ نہیں سکتے ۔ میرے فاضل ممبران حزب اختلاف غریب عوام کی بات کرتے ہیں ۔ آپ کا غریب عوام سے کیا تعلق ہے ۔ آپ نے تو ہمیشہ غریب عوام کے مفاد کے خلاف کام کیا ہے ۔ اگر آپ غریب عوام کے دوست ہوتے تو آج آپ اقتدار میں ہوتے اور ذوالفقار علی بھٹو اقتدار میں نہ ہوتا ۔ میں گزارش کر رہا ہوں کہ فیوڈل لارڈز کی طرف سے غریب عوام کے مسائل حل کرنے کا سوال ایک سازش تھی اس لئے میں اس بل کی پر زور حمایت کرتا ہوں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی - جناب والا ۔ لگتا کرم جو پہلے ہو
ہم تو جما میں رہے گے

گزارش یہ ہے ، یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جو 1974ء میں جب کرائے ، تنخواہیں اور الاؤنس بڑھائے گئے تھے ، اس وقت لیا جاتا اور یہ الاؤنس اسی وقت بڑھایا جاتا ۔ اب تو چاہے بڑھایا جائے یا نہ بڑھایا جائے اس میں کوئی مضائقہ نہیں ۔ مجھے اس بات سے اتفاق ہے کہ اگر اس مسئلے کو ہوائی غبارہ اچھالنا چاہیں تو اچھال سکتے ہیں ، مگر جیسے کہ میرے رفقاء کار نے فرمایا ہے ، یہ کوئی ایسی بات نہیں اور یہ کارروائیاں بتدریج چلتی رہتی ہیں ۔ اگر ہم اس سٹیج پر یہ منظور کر رہے ہیں تو آج کے اخبارات میں سرخیاں اور ہیڈ لائنز آئی ہیں ، ان سے تقریباً یہ واضح ہو گیا ہے کہ ماہ رمضان کے بعد انشاء اللہ انتخابات عمل میں آئیں گے ، ایک سرخی یہ بھی عام طور پر چلتی رہتی ہے کہ ہم انتخابات ماہ رمضان سے پہلے چاہتے ہیں ۔ جناب والا ۔ اگر اس طرح ہمارے اوپر حزب اختلاف والے کیچڑ اچھالنا چاہیں تو نہیں اچھال سکتے کیوں کہ یہ تو دو اڑھائی مہینوں کی بات ہے اور اگر انتخابات پہلے ہو جائیں تو یہ اس سے بھی کم کی بات ہے ۔ لہذا یہ کوئی مسئلہ نہیں ۔ چونکہ ہمارے معزز وزیر نے یہ بل پیش کیا ہے اور محض اس لئے کیا ہے کہ چند ایک حقوق کی تکمیل ہو جائے تو مجھے اس سے اتفاق ہے اور میں اس بل کی تائید کروں گا ۔ تھوڑی سی یہ بھی روشنی ڈالی گئی ہے اور میں بھی کچھ روشنی اس پر ڈالنا چاہتا ہوں کہ اگر حزب اختلاف والوں نے بائیکاٹ کیا ہے تو یہ پہلے بھی اس ایوان میں بائیکاٹ کرتے رہے ہیں ۔ میں آپ کو ایک پرانی بات یاد دلانی چاہتا ہوں ، مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اخبارات میں یہ کہیں نظر نہ آئی اور ہم اپنے حق میں جو دلائل دیتے رہے ہیں وہ بھی کہیں نظر نہ آئے ۔ جناب والا ۔ فرنٹیر کے صوبے میں 1947ء میں جو ریفرنڈم ہوا تھا اس میں بھی حزب اختلاف کے عبدالغفار خان سرحدی گاندھی نے بائیکاٹ کیا تھا ۔ اور اب ان کے فرزند ارجمند ولی خان اور بیگم ولی خان وغیرہ اور ان کے رفقاء کار اپنے پروگرام کے تحت انتخابات کا بائیکاٹ کر چکے ہیں ۔ جب انہوں نے 1947ء میں ریفرنڈم کا بائیکاٹ کیا تھا اور انگریز اس وقت بالکل تھرڈ پارٹی تھا ، اس نے آزادی دے دی تھی ۔

ریفرنڈم فرنٹیر میں بھی ہوا اور سلہٹ میں بھی ہوا لیکن انگریز نے as impartial judge بائیکاٹ کی بالکل پرواہ نہ کی اور ریفرنڈم کرا دیا اور ریڈ کلف ایوارڈ دے دیا ۔ جناب والا ۔ یہاں سرحدی گاندھی اور اس کی کانگرس نے بائیکاٹ کیا لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے پیر صاحب مانکی شریف اور پیر صاحب زکوڑی شریف اور خان قیوم کی ہمت سے ریفرنڈم مسلم لیگ نے جیت لیا اور فرنٹیر کا صوبہ پاکستان میں شامل ہو گیا ۔

مسٹر قیوم نظامی ۔ جناب والا ۔ اس وقت جس مسئلہ پر بحث ہو رہی ہے وہ یہ ہے کہ آیا اس بل کو زیر غور لایا جائے یا نہ لایا جائے ۔ میرے خیال میں فاضل ممبر اصل موضوع سے متعلقہ نہیں بول رہے ۔

Mr. Deputy Speaker. I hope the member is relevant.

کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔ جناب والا point develop کرنا بھی ایک فن ہے اور ایک طریقہ ہے ۔ تو گزارش ہے کہ یہ ایک بہت اہم مسئلہ ہے شاید اسے قیوم نظامی صاحب سمجھ نہیں سکے ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ یہ بل انصاف کے عین مطابق ہے ۔ جس ریفرنڈم کا اعلان جناب قائد عوام نے کیا ہے ، میں اس کے متعلق بھی روشنی ڈالوں گا ۔ جناب والا ۔ اس وقت انگریز جو بالکل ایک تھرڈ پارٹی تھا ، وہ as impartial judge یہ کہہ سکتا تھا کہ ریفرنڈم کا بائیکاٹ نہیں ہوگا ۔ لیکن اس نے بالکل ایسے نہ کیا اور ریفرنڈم ہوا اور پیر صاحب مانکی شریف اور پیر صاحب زکوڑی شریف کی جدوجہد کی وجہ سے فرنٹیر کا صوبہ ہمیں مل گیا ۔ * * * * * * * * *
* *
اگر یہاں ریفرنڈم یا الیکشن ہوئے تو بھی پیپلز پارٹی 70 / 75 فی صد سے کامیاب ہو گی ۔ میں پھر یہ عرض کروں گا کہ یہ ایک ایسی سکیم پیش کی گئی ہے جو routine میں چلتی رہتی ہے ۔ میں اس کی پرزور تائید کرتا ہوں اور عرض کرتا ہوں کہ اسے بروقت نافذ کر دیا جائے اور اگر حزب اختلاف یا قومی اتحاد میں جرأت ہے تو وہ بھی اسے اپنا لیں ، اس میں ان کا بھی مفاد ہے ۔

وزیر قانون ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ آپ نے کرنل صاحب کی

---

* بحکم مسٹر ڈپٹی سپیکر حذف کر دیا گیا ۔

تقریر میں متعلق تو ارشاد فرما دیا تھا مگر ایک فقرے میں انہوں نے فلپائن کے کسوو متعلق آزادی کا ذکر کیا ہے۔ چونکہ یہ بین الاقوامی حالات کے متعلق ہے تو میں تجویز کروں گا کہ اس فقرے کو حذف کر دیا جائے۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر۔ اس فقرے کو حذف کیا جاتا ہے۔ بیگم اکرم حیات ملک۔

بیگم اکرم حیات ملک۔ جناب سپیکر۔ وزیر موصوف نے جو بل آج پیش کیا ہے، میں اس کی پرزور حمایت کرتی ہوں۔ اگرچہ حزب اختلاف نے اس کی مخالفت کی ہے، لیکن میں ایمان کی بات کہتی ہوں کہ وہ بھی دل سے اس کی مخالفت نہیں کرتے اور اگر اس بل میں کچھ زیادہ بھی دیا جاتا تو دل و جان سے اسے لے لیتے۔ یہ مخالفت برائے مخالفت ہے۔ مہنگائی کا مسئلہ ایسا ہے جس نے اس دور میں ہر چھوٹے بڑے خاندان کی کمر توڑ دی ہے اور ان کی زندگی اجیرن کر کے رکھ دی ہے۔ جناب والا۔ حال ہی میں عوامی حکومت نے سرکاری ملازمین اور دوسرے طبقوں کی تنخواہوں اور الاؤنسوں میں اضافہ کیا ہے۔ ہم بھی عوام کے نمائندے ہیں۔ ہم کوئی جاگیردار نہیں ہمارے پاس بھی اتنے وسائل نہیں کہ ہم اپنے اخراجات کو پورے کر سکیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ صبح سے شام تک اگر حساب لگائیں تو معلوم ہوگا کہ الاؤنس برش سے لے کر رات کو سونے تک کتنا خرچ ہو جاتا ہے۔ یہ صرف دھلائی کا مسئلہ نہیں، ٹرانسپورٹ کا مسئلہ بھی ہے۔ دس روپے تو رکشا والا لے لیتا ہے۔ پھر استری، دھلائی اور صابن کا جو خرچ ہے وہ ہم خواتین ہی جانتی ہیں۔ میں سیالکوٹ سے 28 لاکھ لوگوں کی نمائندہ ہوں لیکن مجھے پتا ہے کہ اس کمر توڑ مہنگائی نے ہمیں کس جگہ پہنچا دیا ہے۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ ہم hand to mouth رہ رہے ہیں۔ مرد تو پینٹ کوٹ پہن کر اور سج دھج کر باہر آ گئے لیکن ہم نے تو بچوں پر بھی خرچ کرنا ہوتا ہے اور دوسرے اخراجات بھی پورے کرنے ہوتے ہیں۔ اس لحاظ سے 25 روپے بہت کم ہیں۔ 25 روپے کیا چیز ہیں، یہ تو گھر پہنچنے پر لگ جاتے ہیں۔ جہاں عوامی حکومت نے عوام کے لئے روٹی، کپڑا اور مکان کا وعدہ کیا ہے، ہم بھی عوام نمائندے کے ہیں، ہمارا بھی تو حق ہے۔ آج جو بل

ایوان میں پیش کیا گیا ہے اس کے لئے میں جناب سینئر منسٹر کو مبارک دیتی ہوں کہ انہوں نے ہم خواتین کی ترجمانی کی ہے ۔ اور خدا کرے یہ بل جلدی پاس ہو جائے اور حزب اختلاف اس کی مخالفت کرنے کا قطعاً حق نہیں رکھتی ، کیونکہ اکثریت اس کے حق میں ہے ۔ جناب والا ۔ میں عرض کرتی ہوں :

گو طرز بیاں بہت شوخ نہیں ہے
شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات
(نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ مسٹر ناصر علی جان بلوچ ۔

مسٹر ناصر علی خان بلوچ ۔ جناب سپیکر ۔ زیر بحث بل کا مقصد صرف یہ تھا کہ جن اراکین اسمبلی کے لئے اسمبلی رہائش کا انتظام کر کے نہیں دیتی ، انہیں 25 روپے کی بجائے 75 روپے یومیہ دیئے جائیں ۔ یہ بات کچھ اس طرح الجھ گئی کہ اس پر بعض دوستوں کو کئی باتیں کرنے کا موقع ملا ۔ آپ شاہد ہیں اور 1970 کے بعد کچھ دوست جو اس فاضل ایوان میں موجود ہیں ، جانتے ہیں کہ پہلی اسمبلی میں ہر ممبر کو ماہوار آٹھ سو روپے اور پچاس روپے یومیہ مل رہے تھے ۔ حالات و واقعات کے بعد اس میں تبدیلیاں آتی رہتی ہیں ۔ اس کے بعد آپ ہی نے یہ فیصلہ فرمایا اور ہزار روپے ماہوار اور پچھتر روپے یومیہ ہوئے ۔ لیکن جناب والا ۔ لاہور کے واقعات کے متعلق آپ نے اور سب دوستوں نے یہ درست فرمایا کہ جن اراکین اسمبلی کا انتظام رہائش پیپلز ہاؤس میں نہیں ہو سکتا انہیں کسی متوسط یا درمیانے درجہ کے ہوٹل میں پچھتر روپے میں ایک کمرہ بھی نہیں مل سکتا ۔ میرے کچھ دوستوں نے یہ بھی کہا ہے کہ اس مسئلے کو زیادہ زیر بحث نہ لایا جائے اور ایسے ایوان کے سامنے پیش کریں ۔ اس میں یہ تخصیص نہیں ہوگی کہ صرف پیپلز پارٹی کے ممبران کو ہی یہ ملے گا ۔ بلکہ مخالف پارٹی اور حکومتی پارٹی ، دونوں کے لئے یہ قانون یکساں ہوگا ۔ میرے خیال کے مطابق یہ صرف انہیں دو تین مہینوں کے لئے نہیں ، بلکہ اس وقت تک رہے گا ، جب تک کہ اس میں کوئی مزید ترمیم نہیں آتی ۔ جناب سپیکر ۔ اس کا مقصد صرف یہ ہوتا تھا کہ

جس وقت اسمبلی کے ممبران اپنے گھر کے کام کاج سے فارغ ہو کر اسمبلی کے کام کے لئے یہاں آتے تھے تو ان کے لئے خاطر خواہ انتظام کیا جائے تاکہ وہ اپنی رہائش وغیرہ کے انتظام کے بارے میں سوچ نہ سکیں ۔ جناب سیکرٹری صاحب بتائیں گے کہ اور بھی کئی قسم کے الجھاؤ ہیں ۔ مثلاً کئی ممبران کے بل ٹیلیفون یا کسی اور وجہ سے رکے ہوئے ہیں ۔ آپ نے پچھلے پانچ سال میں دیکھا کہ ان کے خاص کر مشاہروں اور الاؤنسوں میں کسی قسم کی دقت نہ ہوتی تھی ۔ اگر حالات کے مطابق اس کو بڑھا دیا گیا ہے تو یہ مسئلہ اتنا لمبا چوڑا نہیں کہ اس کو مزید الجھایا جائے ۔ چنانچہ کچھ دوستوں نے آپ کے سامنے یہ نکتہ اٹھایا ہے کہ اب اسے ایوان کے سامنے پیش کیا جائے۔ تو میں جناب کی خدمت میں دوبارہ یہ اپیل کروں گا کہ اس پر مزید بحث کرنے کی بجائے اب اسے ایوان کے سامنے پیش کر دیں تو بہتر ہوگا ۔

سردار صغیر احمد ۔ جناب سپیکر ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ آپ تقریر کرنا چاہتے ہیں یا پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں ؟

سردار صغیر احمد ۔ میں تقریر کرنی چاہتا ہوں ۔

Mr. Deputy Speaker. Then I give the floor to Syed Amir Hussain Shah, member from Opposition.

سید امیر حسین شاہ ۔ جناب سپیکر ۔ میں چند الفاظ میں اپنی گزارشات پیش کروں گا ۔ ممبران نے یہ اعتراض کیا ہے کہ اس معزز ایوان میں فیوڈل لارڈز آ رہے ہیں مجھے سمجھ نہیں آتی کہ آج رات یہ فیصلہ ہوا کہ ماہ رمضان یا اس کے بعد الیکشن ہوں گے تو آج ہی سے ممبران کا قائد عوام سے اختلاف پیدا ہو گیا کہ پیپلز پارٹی غریب عوام کی پارٹی ہے اور اس معزز ایوان میں کسی فیوڈل لارڈز کو ٹکٹ نہیں دیا گیا ۔

حکیم فقیر محمد خان چشتی ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ کسی بھی ممبر نے قائد عوام سے اختلاف نہیں کیا ۔ یہ بالکل غلط ہے ۔ انہیں ایسی بات نہیں کرنی چاہئے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ ایسی تو کوئی بات نہیں ہوئی تھی ۔

سید امیر حسین شاہ ۔ جناب والا ۔ میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ یہ جو معزز ممبران فرما رہے ہیں کہ یہاں ہر لارڈز آ گئے ہیں ، میرے خیال میں آج کے دور میں کوئی بھی لارڈز نہیں رہا ۔ اور پچیس روپے سے بڑھا کر پچھتر روپے کر دینے سے میرے خیال میں ان کو کوئی خاص فرق نہیں پڑتا ۔ ہم پہلے بھی پچیس روپے میں عوام کی خدمت کرتے رہے ہیں اور آج بھی کر سکتے ہیں ۔ اس میں ایسی کوئی بات نہیں کہ پچاس روپے ان کے لئے کوئی مفید ہوں گے ۔ دوسرے فاضل ممبر صاحب نے ہمارے لیڈر صاحب کے ہنسنے پر بھی اعتراض کیا ہے ۔ اس کے لئے میں حیران ہوں کہ خود پتا نہیں کیا کرتے ہیں اور ہمارا لیڈر اگر ایک دفعہ مسکرا دے تو انہیں اس کے لئے بھی پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔ ایک اور فاضل ممبر نے اعتراض کیا تھا کہ ہم غریب عوام کے نمائندے ہیں ۔ تو میں ان کے لئے آپ کی وساطت سے گزارش کروں گا کہ ہم بھی غریب عوام کے نمائندے ہیں ۔ ہمارے علاقے میں بھی غریب عوام ہیں ۔ اگر یہ اتنی قربانی دیتے ہیں تو اس رقم کو اور ان کی اپنی تنخواہ کو اکٹھا کر کے سارے معزز ایوان کو کسی ایک گاؤں یا کسی ایک غریب بستی کے لئے فلاح و بہبود کا کوئی نیک کام کرنا چاہئے ۔ نہ یہ کہ ان کا خون چوس کر اپنے لئے خرچ کریں ۔ ایک فاضل دوست نے فرمایا ہے کہ پتا نہیں اسمبلی کب ٹوٹے گی ۔ رات کو تو فیصلہ ہو چکا ہے کہ اسمبلیاں توڑ دی جائیں گی اور نئے سرے سے الیکشن ہوں گے ۔ یہ تو ایسے ہی ہے جیسے غالب نے فرمایا تھا :

ہم کو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن
دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

یہ لو اس طرح بہلاوے میں آ رہے ہیں کہ نہ جانے اسمبلی کب تک ہوگی ۔ بہر حال ، میری گزارش یہ ہے کہ اس بل کو پاس نہ کیا جائے اور یہ رقم غریب عوام پر خرچ کی جائے ۔

سردار صغیر احمد ۔ جناب والا ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ کیا آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں ۔

سردار صغیر احمد ۔ جی جناب ۔ میں تقریر کرنا چاہتا ہوں ۔ جناب والا ۔ یہ بہت اہم بل ہے ۔ اس بل سے غلط فہمیاں پیدا ہو سکتی ہیں ۔ مجھے اس پر کچھ عرض کرنے کا موقع دیجئے ۔

ملک محمد ممتاز خان ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ آپ نے فرمایا تھا کہ جن کا نام لیا جائے ، وہی بولیں تو اچھا ہوگا ۔ سردار صاحب اپنی باری کے بغیر بول رہے ہیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ میرے پاس نام تو ہیں ۔ لیکن اب ایک مسئلہ اور ہے کہ نام بہت زیادہ ہیں اور وقت نہیں ہے ۔ اور کلوژر موو ہو چکا ہے ۔

ملک محمد ممتاز خان ۔ یا بند کر دیں یا جس کا نام آپ کے پاس موجود ہے ، اسے بولنے کا موقع دیں ۔

سردار صغیر احمد ۔ میں وہ بات کروں گا کہ اس سے پہلے اس ایوان میں نہیں کی گئی ۔

Begum Rehana Sarwar. About half an hour ago I moved the closure motion and again I repeat that there has been enough discussion on the Bill and I move that the question be now put.

Mr. Deputy Speaker. Sardar Sahib there is no alternative but to put the question.

سردار صغیر احمد ۔ میں وہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں جس کا ذکر اس ایوان میں اتنی تقریروں میں نہیں ہوا ۔ اگر میں کسی بات کو دہراؤں ، یا کوئی ایسی بات کروں جو کسی فاضل ممبر نے کہہ دی ہے ، تو مجھے موقع نہ دیجئے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ ایک ترمیم ہے ۔ آپ اس پر تقریر کر لیں ۔ اب میں سوال پیش کرتا ہوں ۔

سید حسن عسکری ۔ جناب والا ۔ کسی کا چہرہ اس کے جذبات و احساسات کی عکاسی کرتا ہے ۔ تو میں ان کے لئے یہ عرض کروں گا ۔

یہ اڑی اڑی سی رنگت یہ کھلے کھلے سے گیسو

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ میں فاضل ممبر سے یہ استدعا کرونگا کہ ایوان میں کسی فاضل ممبر کو اس طرح خطاب کرنا مناسب نہیں ہوتا ۔ کسی اور موقع پر آپ تقریر کر رہے ہوں تو اس شعر کو ضرور استعمال کرلیں ۔ اب اس کو اسی طرح مشاعرے میں تبدیل نہ کریں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ سوال پیش کیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

Minister for Law and Parliamentary Affairs. My right of reply is there, if you so permit.

میں ایک دو منٹ سے زیادہ نہیں لوں گا ۔ جناب والا ۔ ایک مسئلہ اس ایوان میں بار بار زیر بحث آیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس اسمبلی کی عمر کیا ہوگی ؟ میں سمجھتا ہوں کہ اس بل کا تعلق اس اسمبلی کی عمر سے کوئی نہیں ہے ۔ اسمبلی ایک ادارہ ہے ۔ اس کے ممبر آتے جاتے ہیں ۔ لیکن ایک ادارے کی حیثیت سے اسمبلی قائم ہے اور انشاء اللہ قائم رہے گی ۔ اور قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کی شخصیت اس امر کی ضمانت ہے ، انہوں نے اس ملک میں جمہوریت کو بحال کیا ہے اور ان کے زیر قیادت یہاں جمہوریت پروان چڑھے گی ، پھلے پھولے گی اور انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ قائم رہے گی ۔

(نعرہ ھائے تحسین)

اس لئے یہ اصل بحث کا موضوع نہیں ہونا چاہئے تھا اور یہ الاؤنسز جو دو سوا دو سو ملتے ہیں ۔ انتخاب ہوتے ہیں ۔ اور انتخاب کروانے کا حق چیف منسٹر کو حاصل ہوتا ہے ۔ مذاکرات ہو رہے ہوں یا نہ ہو رہے ہوں چیف منسٹر کسی وقت سیاسی طور پر چاہے یا اپنی سیاسی جماعت کے مشورے سے کسی وقت بھی انتخاب کروا سکتا ہے ۔ یا وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ عوام کو اس بات کا حق ایک مرتبہ پھر ملنا چاہئے وہ اپنا یہ حق استعمال کر سکتا ہے ۔ اس طرح قومی اسمبلی میں یہ حق وزیر اعظم استعمال کر سکتا ہے ۔ اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ مذاکرات ہو رہے ہوں یا نہ ہو رہے ہوں ، حزب اختلاف اسمبلیوں کا بائیکاٹ نہ بھی کر رہی ہو ۔ وزیر اعظم اور وزیر اعلیٰ کا یہ حق قائم رہتا ہے ۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کسی اسمبلی

کی کتنی میعاد ہے ۔ اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ یہ اسی لئے نہیں کیا جا رہا کہ موجودہ ممبران کی اس میں کوئی ضرورت ہے ۔ ہم سمجھ رہے ہیں اور حکومت اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ اور آج کل کے ان معاشی حالات میں یہ ضروری تھا ۔ اس لئے یہ بل اس اسمبلی میں پیش کیا جا رہا ہے ۔ اس لئے آئندہ جو بھی ممبران منتخب ہو کر آئیں گے ۔ ان کے استحقاق اور الاؤنسز کو متعین کیا گیا ہے ۔ اس بل کو پیش کرنے کی ضرورت اس لئے بھی پیش آئی ، جیسا کہ فاضل ممبران نے کہا ہے کہ ممبران کی تعداد پہلے سے بہت بڑھ گئی ہے ۔ بلکہ ڈیڑھ گنا ہو گئی ہے ۔ چونکہ پہلے ممبران کم تھے اس لئے سرکاری طور پر ان میں سے اکثر کا انتظام کر لیا جاتا تھا اور ایسے ممبران بہت تھوڑے ہوتے تھے جن کے لئے جگہ کی دشواری ہوتی تھی اور ان کا پیلز ہاؤس میں انتظام کیا جا سکتا تھا ۔ مگر اب ان کی تعداد 256 ہو گئی ہے ۔ اب ان کی رہائش کے انتظام کے لئے کافی مشکلات پیدا ہو گئی ہیں ۔ اور یہ بڑی غیر مناسب سی بات ہے کہ فاضل ممبران اپنے کام کی بجا آوری کے لئے اپنے فرائض کی ادائیگی کے لئے یہاں آئیں اور ان کے لئے رہائش کا کوئی مناسب انتظام نہ ہو ۔ جناب والا ۔ جن باتوں کا میں نے ذکر کیا ہے وہ یہ کہ پیلز ہاؤس میں جو سہولتیں میسر ہیں وہ کسی ہوٹل میں تو نہیں ہو سکتیں ۔ کیوں کہ پیلز ہاؤس میں سرکاری ملازمین ہوتے ہیں ۔ آنے جانے والے کو بٹھانے کا انتظام ہوتا ہے ۔ مہمانوں کو خوش آمدید کہا جاتا ہے ۔ خاطر تواضع کی جاتی ہے ، گھر کا سا ماحول ہوتا ہے ۔ اگرچہ الاؤنسز اتنے نہیں ہوتے تھے کہ ان اخراجات کو پورا کیا جا سکے ۔ مگر پھر بھی جناب والا ۔ ہوٹل میں اگر کوئی صاحب جا کر رہتا ہے تو وہ اس سے بہت مہنگا پڑتا ہے ۔ ہوٹل میں ہر چیز بکتی ہے ، وہاں تو پانی بھی بکتا ہے ، خدمت بھی بکتی ہے ، ہر چیز خریدنی پڑتی ہے ۔ لہذا اس حقیقت کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہم نے یہ بل اس ایوان میں پیش کیا ہے ۔ اور اسی معیار کے مطابق ہم نے الاؤنسوں کو بڑھایا ہے ۔ یہ معیار جاگیرداروں والا معیار تو نہیں ہو سکتا ان لوگوں کے ساتھ تو نہیں مل سکتا جو انٹر نیشنل اور انٹر کانٹیننٹل میں ٹھہرتے ہیں ۔ درمیانے درجے کے لوگ نچلے درجے کے جو لوگ ہیں ان کے برابر لایا گیا ہے ۔ جناب والا ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ لاہور جیسے شہر

میں اس سے کم پیسوں میں رہائشی لوازمات میسر نہیں آسکتے ۔ اس لئے ہم نے یہ اہتمام کیا ہے ۔ پیلز ہاؤس کے متعلق بھی کچھ دوستوں نے شکایات کی تھیں ۔ اس ایوان میں قائد حزب اختلاف بھی موجود ہیں انہوں نے ایک تحریک استحقاق بھی پیش کی تھی ۔ انہوں نے یہ نہیں کہا تھا کہ سہولتیں میسر نہیں یا ائرکنڈیشنڈ نہیں ہے بلکہ یہ کہا تھا کہ ائرکنڈیشنڈ اس معیار کے نہیں ہیں جس کی انہیں توقع تھی ۔ اس پر انہوں نے شکایت کی تھی ۔ جناب والا ۔ آج کل 75 روپے میں کوئی فاضل ممبر اس شہر میں ائرکنڈیشنڈ کمرے میں شہر کے کسی درمیانے ہوٹل میں نہیں رہ سکتا ۔ اس لئے یہ جو الزام دیا جا رہا ہے کہ بنیادی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے کوشش کی جا رہی ہے ۔ میں قائد حزب اختلاف سے یہ استدعا کروں گا کہ اس حقیقت کے پیش نظر کہ وہ عوام کی خدمت کر سکیں ، ان کو سہولتیں باہم پہنچائی جا رہی ہیں ، ورنہ وہ لاہور نہیں آسکیں گے اور وہ یہاں آ کر لوگوں سے مل سکیں اپنے فرائض پورے کرتے رہیں ، اور علاقے کے مسائل بھی حل کرنے کے فرائض پورے نہیں کر سکیں گے ۔ اگر ان کو کوئی ایسی جگہ مل جاتی ہے جہاں روشنی کا مناسب انتظام نہیں ہے یا علیحدہ کمرہ نہیں ہے اور پھر ایوان میں اگر تجربہ نہ ہونے کے باوجود اپنے فرائض سر انجام دیں اور اپنا فاضل ممبران کر رہے ہیں ۔ میں فاضل ممبران کو مبارکباد دیتا ہوں ۔ اور جناب سپیکر میرا آپ سے بھی یہ مطالبہ ہے اور آپ کا یہ فرض ہے کہ اس کا اہتمام کریں فاضل ممبران جو ایوان میں contribution کر سکتے تھے کی ہے اور نئے جو یہاں آ کر تجربات سے اور قابل ہونے کا موقع ملا ہے وہ نئے ہونے کے باوجود اپنا یہ فرض بطریق احسن پورا کر رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ میں ان الفاظ کے ساتھ اور یہ جانتے ہوئے کہ نوسو اور سو باقی خزانے پر اس کا بوجھ پڑے گا ۔ لیکن جناب والا ۔ یہ ایک ایسی حقیقت تھی جس سے گریز نہیں کیا جا سکتا تھا ورنہ ایوان میں جناب والا ۔ بہت سے بن بلائے مہمانوں سے ہم یہ توقع نہ کر سکیں گے کہ ہاؤس میں کورم پورا ہو ۔ فاضل اراکین نے اپنے علاقے کے مسائل کے لئے بھی بھاگ دوڑ کرنی ہوتی ہے لہذا ان اداروں کو جاندار بنانے کے لئے اور اس بات کا موقع دینے کے لئے کہ وہ اپنے علاقے کے انفرادی اور اجتماعی مسائل حل کرتے رہیں اور اپنے کام کو بھی

سر انجام دیتے رہیں ۔ میرے خیال ہے یہ subsidy ان کے نقطہ نظر سے کم از کم ہے اور حکومت کے نقطہ نظر سے ۔ جو ہم کر سکتے تھے وہ کیا ہے ۔ یہ جناب والا ۔ دونوں کا امتزاج ہے اور تعاون بھی ۔ ان الفاظ کے ساتھ جناب والا میں یہ استدعا کروں گا کہ اس بل کو منظور کیا جائے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے اور تحریک پیش کی گئی ہے ۔

کہ دی پنجاب پروونشل اسمبلی (سیلریز ، الاؤنسز اینڈ پرولیجز آف ممبرز) (امنڈمنٹ) بل 1977ء فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 2)

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 2 زیر غور ہے ۔
سوال یہ ہے :

کہ کلاز 2 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 2 بل کا حصہ بنتی ہے)

(کلاز ۔ 1)

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اب بل کی کلاز نمبر 1 زیر غور ہے ۔

Minister for Law. Sir, I have an amendment to move.
I move :

> That in line 1 of sub-section (2) of Clause 1, of the Bill, for the word "but" occurring in between the words "once" and "shall" the word "and" shall be substituted.

Mr. Deputy Speaker. The amendment moved and the question is :

> That in line 1 of sub-section (2) of Clause 1, of the Bill for the word "but" occurring in between the

words "once" and "shall" the word "and" shall be substituted.

(The motion was carried)

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 1 ترمیم شدہ صورت میں بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(تحریک نمبر 1 بل کا حصہ بنتی ہے)

(پری ایمبل)

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اب بل کا پری ایمبل زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ پری ایمبل بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(پری ایمبل بل کا حصہ بنتا ہے)

(لانگ ٹائٹل)

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اب لانگ ٹائٹل زیر غور ہے ۔ چونکہ لانگ ٹائٹل میں کوئی ترمیم نہیں ہے ۔ لانگ ٹائٹل بل کا حصہ بنتا ہے ۔

وزیر قانون ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی پنجاب پراونشل اسمبلی (سیلریز ، الاؤنسز اینڈ پرولیجز آف ممبرز) (امنڈمنٹ) بل 1977ء پاس کیا جائے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی :

کہ دی پنجاب پراونشل اسمبلی (سیلریز ، الاؤنسز اینڈ پرولیجز آف ممبرز) (امنڈمنٹ) بل 1977ء پاس کیا جائے ۔

سردار صغیر احمد ۔ جناب سپیکر ۔ آج اس بل پر جتنی بھی بحث ہوئی ہے ۔ اس میں ایک پہلو کو نظر انداز کیا گیا ہے ۔ جناب والا ۔ اگر آپ ممبران کی مراعات کی تاریخ پر غور کریں تو آج سے کچھ عرصہ پیشتر ممبر صوبائی اسمبلی کی تنخواہ 400 روپے تھی اور ممبر قومی اسمبلی کی تنخواہ 500 روپے تھی ۔ اور ان دونوں کی تنخواہ میں صرف مبلغ 100 روپے کا token difference تھا ۔ باقی سفر کی مراعات اور ٹیلیفون کی مراعات اور دوسری تمام قسم کی مراعات میں کوئی فرق نہ تھا ۔ اور دونوں ایم-پی-اے اور ایم-این-اے کی مراعات یکساں تھیں ۔ جناب والا ۔ جب عوامی حکومت قائم ہوئی ۔ اس حکومت نے تمام طبقات کے ساتھ انصاف کی کوشش کی ۔ جناب والا۔ یہاں پر مزدوروں کے لئے اصلاحات ہوئیں ، کسانوں کے لئے اصلاحات ہوئیں ، مزارعان کے لئے اصلاحات کی گئیں ، بے گھر لوگوں کے لئے اصلاحات نافذ ہوئیں ، اگر اس عوامی حکومت کی عنایات سے کوئی طبقہ نظر انداز ہوا تو میں بجا طور پر یہ کہوں گا کہ وہ اس اسمبلی کے ممبران ہیں ۔ جناب والا ۔ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان ممبران پر پچھلے پانچ سالہ دور میں مخالفین کی طرف سے بدیانتی کے الزامات لگتے رہے ۔ لیکن میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اس عوامی دور سے پہلے جس قدر اسمبلیاں معرض وجود میں آئیں ۔ ان میں آنے والے ممبران میں سے اکثریت ایسے لوگوں کی ہوا کرتی تھی جو بڑے بڑے لینڈ لارڈ ہوا کرتے تھے ۔ صنعت کار اور مال دار اشخاص ہوا کرتے تھے ۔ جناب والا ۔ اس زمانے کی قیمتوں کے مقابلے میں آج کے زمانے سے زیادہ مراعات حاصل کرتے تھے ۔ لیکن کسی نے اس بات پر غور نہیں کیا ہے کہ اس اسمبلی سے جانے والے کسی ممبر کے نام سے کوئی ٹیکسٹائل مل قائم نہیں ہے ۔ کوئی شوگر مل قائم نہیں ہے ۔ لیکن اگر آج بھی آپ ان پرانی اسمبلیوں کے ممبران کا ریکارڈ چاہیں تو دیکھ سکتے ہیں جنہیں لارڈ اور امیر کہا جاتا تھا ۔ جنہیں دیانتدار کہا جاتا ہے ۔ پنجاب میں ایسے نشانات موجود ہیں ، صفی ٹیکسٹائل مل ، لون شوگر مل ، چوھدری ٹیکسٹائل مل ایسے نشانات پنجاب کی سرزمین پر موجود ہیں ۔ جن کو یہاں سے جانے والے ممبران نے قائم کیا ۔ صنعتیں قائم کی ہیں ، ملیں قائم کی ہیں ، لیکن اگر کوئی اسمبلی اس بات پر فخر کر سکتی ہے تو یہ پنجاب کی موجودہ

اسمبلی ہے جو اس سے پہلے جانے والی پنجاب اسمبلی ہے جس کی طرف اس قسم کا کوئی الزام نہیں دیا جا سکتا ہے ۔ جناب والا ۔ مخالفت کرنے والوں نے اس بات پر غور نہیں کیا ہے کہ اس عوامی دور میں ان ممبران اسمبلی نے اپنے گھر سے صرف کر کے ، اپنی جائیدادوں کو تباہ کر کے یہاں کے صوبہ کے عوام کی خدمت کی ہے ۔ انہوں نے اپنی جائیدادیں اور اپنی صنعتوں میں اضافہ کرنے کے لئے اپنی ممبری کو استعمال نہیں کیا ہے ۔

جناب والا ۔ آج کی ممبری اور اس وقت کی ممبری میں بڑا فرق ہے ۔ اس وقت لوگ یہ محسوس کرتے تھے کہ علاقہ کے عوام چند خاندانوں کے غلام ہیں ، اور جو ممبر بن جایا کرتے تھے وہ حاکم کہلایا کرتے تھے ۔ عوام کو یہ حق نہیں پہنچتا تھا کہ وہ ان ممبران کو کسی وقت براہ راست مل سکیں ۔ اس ہاؤس میں کوئی آدمی ، یعنی جہاں ممبران رہتے ہیں پیپلز ہاؤس میں کوئی آدمی ، کوئی دیہاتی ، ممبران کے ساتھ اس تعداد کے ساتھ نہیں دیکھے گئے تھے ۔ ممبران کے ساتھ ایسے چند حواری آیا کرتے تھے جو کہ ان کے دست راست ہوا کرتے تھے ۔ لیکن عوام یعنی عام آدمی ان تک نہیں پہنچ سکتا تھا ۔ لیکن اس عوامی دور میں میں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ آپ ایک ممبر کو جو تنخواہ دیتے ہیں ، جو الاؤنس ایک ممبر کو دیتے ہیں ، خدا کی قسم وہ اس سے ایک وقت کا کھانا بھی نہیں کھا سکتا ہے ۔ اس کو اپنے گھر سے خرچ کرنا پڑتا ہے ۔ جناب والا ۔ ان غریب لوگوں نے ، ان درویشوں نے قائد عوام کی قیادت میں اس بات کا عہد کیا تھا کہ وہ اس صوبہ کے عوام کی خدمت کریں گے ۔ اور انہوں نے صحیح معنوں میں دن رات اپنا وقت صرف کر کے صوبہ کے عوام کی خدمت کی ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کسی ایک ممبر پر بھی یہ الزام عائد نہیں کیا جا سکتا ہے کہ اس نے اپنے نام سے اس ممبر شپ کے دوران کوئی صنعت حاصل کی ہو ۔ جناب والا ۔ میں ان فاضل اکابرین کے نام نہیں لینا چاہتا ہوں جو اس صوبے کے سربراہ رہے ہیں ، اور اس صوبے پر حکمرانی کرتے رہے ہیں ، وہ اس بات کا دعویٰ کرتے رہے ہیں کہ ہم دیانتدار ہیں ۔ مجھے اس بات کا بخوبی علم ہے کہ اس طبقہ کی طرف سے جب ہم باتیں سنتے ہیں تو یہ لوگ یہ بھی

کہتے ہیں کہ چونکہ یہ چھوٹے طبقے کے لوگ قومی اور صوبائی اسمبلی کے ممبران بن گئے ہیں ، اس لئے ان کی دیانتداری قائم نہیں رہ سکتی ہے ۔ جناب والا ۔ یقیناً یہ چھوٹے گھروں کے لوگ ہیں لیکن ان کی دیانتداری پر اس طرح شبہ نہیں کیا جا سکتا ہے کہ یہ ریکارڈ ان کی شہادت کو بہت ہے ۔ یہ باتھ پنجاب کی سرزمین پر عیاں ہے اور دیکھی جا سکتی ہے ۔ میں امر صوبے کے سرابراھوں کی ملیں بھی آپ کو لے جا کر دکھا سکتا ہوں ، چاہے وہ ملیں انہوں نے اپنی بیٹیوں کے نام کیوں نہ کرا رکھی ہوں ۔ یہ لوگ جو اس وقت ممبران تھے ۔ میں سب کا نام نہیں لیتا ہوں ، کہ وہ کام کے کام اپنی ممبر شپ سے فائدہ اٹھاتے رہے ہیں اور استفادہ حاصل کرتے رہے ہیں ۔ ان میں ایسے لوگ بھی ہیں جو صرف زمینداری پر گزر اوقات کرتے رہے ہیں ۔ انہوں نے ممبری سے استفادہ حاصل نہیں کیا ہے ۔ لیکن ان میں سے ایک حصہ ایسے ممبران کا ہے جو کہ دیانتداری کا دعویٰ کرتا رہا ہے ۔ اور وہ شاید ان کا ختم نہیں ہو سکا ہے لیکن انہوں نے کروڑوں اور اربوں روپے کما لے ہیں ، اس زمانے میں جب آپ ایک مل لگانے کا پرمٹ پچیس پچیس ہزار روپے میں دیتے تھے ۔ اور وہ پرمٹ فروخت کرتے تھے ۔ جناب والا ۔ اس وقت یہ روٹ پرمٹ ممبران کی میراث ہوا کرتے تھے ۔ میں نے بڑے بڑے جاگیردار ممبران کو دیکھا ہے جنہوں نے بسوں کے روٹ پرمٹ حاصل کئے ہیں ۔ ان کے نام سے آج بھی ریکارڈ میں روٹ پرمٹ موجود ہیں ۔ میں وزیر قانون سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ جب یہ بل لے کر آئے تھے تو آپ کو ایک جامع اور مکمل بل لانا چاہئے تھا ۔ آپ نے ممبران کے ساتھ انصاف نہیں کیا ہے آپ کی سو روپے کا تفاوت جو ممبر صوبائی اسمبلی اور قومی اسمبلی کی تنخواہ کے درمیان ہوتا تھا ۔ آپ کو اس پر ھی اکتفہ کرنا چاہئے تھا ۔ آج ممبر قومی اسمبلی ، صوبائی اسمبلی کے ممبر سے کہیں زیادہ تنخواہ لیتا ہے ۔ اور ان کو دیگر مراعات مثلاً سفر کی مراعات اور ٹیلیفون کی مراعات وہ بھی زیادہ ہیں ، اور قومی اسمبلی کے ممبر والی سہولتیں صوبائی اسمبلی کے ممبر کو حاصل نہیں ہیں ۔ آپ کی اسمبلی کے پہلے ممبران کو اسلحہ کے تین تین لائسنس بلا فیس جمع کرانے اور بلا منظوری رکھنے کی اجازت ہوتی تھی ۔ آپ کے عہد میں وہ مراعات بھی اس اسمبلی کے ممبران کو نہیں ہے ۔ پھر اس اسمبلی کے

ممبران کا کام دیکھیں کہ ان بیچاروں کو کتنا کام کرنا پڑتا ہے ۔ مجھے اس بات کا بخوبی علم ہے کہ ایک ممبر کو ایک دن میں کم از کم 400/200 آدمیوں کو deal کرنا پڑتا ہے ۔ ان کی خدمات کو نظر انداز نہیں کرنا پڑتا ہے ۔ یہ جو آج آپ مہربانی کر رہے ہیں ، یہ مہربانی نہیں ہے ، آپ ان کا حق پورا نہیں کر رہے ہیں ، آپ کو چاہئے کہ بلا خوف و خطر اسے پاس کریں ۔ یہ آپ اپنے لئے نہیں کر رہے ہیں ، یہ اور بھی اچھی بات ہے کہ جیسے حزب اختلاف کی طرف سے یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ انتخابات ہونے والے ہیں ، اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ ہم اپنے لئے نہیں کر رہے ہیں ، بلکہ اسمبلی کے ممبران اور اس ایوان کے وقار کے لئے کم از کم آپ ان کو اتنا معاوضہ دیں کہ وہ فکر معاش سے آزاد ہو کر اپنے عوام کی خدمت کر سکیں ، اگر آپ ان کو کوئی معاوضہ ادا نہیں کریں گے ۔ تو یقیناً ان کو کچھ وقت اپنے روزگار کے لئے بھی صرف کرنا پڑے گا ۔

جناب والا ۔ آج کی سیاست ، آج کی ممبری اس زمانے کی ممبری سے مختلف ہے ۔ اگر آج کوئی شخص اس عہدہ کو قبول کرتا ہے ۔ اگر وہ چاہتا ہے کہ صحیح معنوں میں اپنے فرائض سر انجام دے ۔ تو اسے ہمہ وقتی ایک ملازم کی حیثیت سے عوام کی خدمت کرنا ہوگی ۔ اور جب آپ اس سے تمام وقت عوام کی خدمت لیتے ہیں ، اپنے فرائض کی سرانجام دہی کے لئے لیتے ہیں ، تو یہ آپ پر لازم آتا ہے کہ آپ اس کا معاوضہ کم از کم اتنا ضرور دیں جس سے کہ وہ اپنی گزر اوقات آسانی کے ساتھ کر سکے ، یہ میں نہیں کہتا ہوں کہ وہ عیش و عشرت کے ساتھ اپنی زندگی بسر کرے ۔ لیکن کم از کم لاہور میں اجلاس کے دنوں میں وہ اپنے اخراجات پورے کر سکے ۔ مجھے اس بات کا احساس ہے ، میں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ کتنے فاضل اراکین جو کہ بظاہر سفید پوش نظر آتے ہیں ، جو کہ بظاہر امیر نظر آتے ہیں ، لیکن جب اسمبلی کا اجلاس ہوتا ہے تو وہ چپکے چپکے اکاؤنٹ کے شعبہ میں جاتے ہیں اور ان سے پانچ سو روپے یا ایک ہزار روپے اپنے اخراجات کے لئے پیشگی حاصل کرتے ہیں ۔ جناب والا ۔ اگر کسی کی جیب میں پیسے ہوں تو وہ پیشگی کے لئے نہیں جاتا ہے ، وہ کارکنوں کے پاس جانے کا تکلف برداشت نہیں کرتا ہے

مجھے اس بات علم ہے ، مجھے اس بات کا احساس ہے ۔ اس لئے آپ اس بل کو پاس کرائیں اور خدا کے لئے ایک جامع بل اس ایوان میں لائیں جو کہ اس ایوان کے ممبران کے وقار میں اضافہ کرے ۔ اور انہیں کم از کم اتنی مراعات اور اتنا معاوضہ مل سکے جس کے ساتھ وہ اپنے فرائض خوش اسلوبی اور وقار کے ساتھ سر انجام دے سکے ۔ شکریہ ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اب ایوان کے سامنے سوال یہ ہے :

کہ دی پنجاب پراونشل اسمبلی (سیلریز ، الاؤنسز اینڈ پرولیجز آف ممبرز) (امنڈمنٹ) بل 1977ء منظور کیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

Mr. Deputy Speaker. The Bill stands adopted.

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ اگلا بل "دی ٹاؤن امپرومنٹ (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1977ء" ہے لیکن مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ شاید اس ایوان کے پاس اتنا وقت نہ ہو جتنا کہ اسے درکار ہوگا ۔ اور چونکہ بجٹ سیشن میں غالباً قانون سازی کا آخری دن ہے تو میں آپ سے استدعا کرنا چاہوں گا کہ اس سے اگلا بل پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ وزیر قانون ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ اس بل کے پیش ہونے سے پہلے اس ایوان میں ایک بل پیش کیا گیا تھا اور وہ زیر غور تھا ۔ میں آپ سے یہ استدعا کرنا چاہتا ہوں کہ اس ایوان سے اس بل کو واپس لینے کی منظوری لی جائے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ وزیر قانون ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ "دی پنجاب لینڈ امپرومنٹ ٹیکس (امنڈمنٹ) بل 1977ء" واپس لینے کی اجازت دی جائے ۔

جناب والا ۔ محکمہ قانون اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ اس میں ترمیم کی ضرورت نہیں تھی جو لینڈ کی پرانی definition ہے وہ قائم رہے گی اور اس کے مطابق کارروائی ہوگی ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے:

کہ دی پنجاب لینڈ امپروومنٹ ٹیکس (امنڈمنٹ) بل 1977ء کو واپس لینے کی اجازت دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

سردار مظہر علی خان ۔ جناب سپیکر ۔ میں اس سلسلے میں عرض کرنا چاہتا تھا کہ رواز کے quote کرنے کا اور brute force سے سب کچھ bulldoze کرنے کے طریقہ کو تبدیل کرنا چاہئیے ۔ اس بارے میں وزیر قانون صاحب یہ وضاحت فرمائیں کہ یہ کیوں واپس لیا جا رہا ہے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ مجھے افسوس ہے کہ اس دن جس دن اس پر بحث ہوئی تھی اور میں نے اسی دن ۔ ۔ ۔ ۔

سردار مظہر علی خان ۔ جناب والا ۔ میں اس سے آگے عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ آخر اس کی افادیت کیا تھی اور کیوں یہ بل بنایا گیا تھا اور اب کیوں واپس لیا جا رہا ہے ۔ مہربانی کر کے اس کی وضاحت فرمائیے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں اس پر یہ عرض کرتا ہوں کہ میں ہر روز تو اس پر بحث نہیں کر سکتا اور یہ میرے بس کی بات نہیں ہے ۔

سردار صغیر احمد ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ اس ہاؤس نے بل کو واپس کرنے کی اجازت دے دی ہے اور اس پر فیصلہ ہو چکا ہے اس لئے اب اس پر بحث نہیں ہو سکتی ۔

Mr. Deputy Speaker. I will not allow any discussion on this point.

Minister for Law. Sir, I have to reply to the observation, made by my friend, with reference to my presonal point of explanation.

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ آپ نے اپنی تقریر میں اس کی occasion موجود تھی کہ یہ lengthy ہے اور آج کے دن یہ adopt نہیں ہو سکتا ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ یہ نہیں ہے ، یہ ایک اور بل ہے ، جس کے متعلق میں نے پرسوں جب ایوان میں پیش ہوا تھا ، کہا تھا ، اور اس کے متعلق ایوان میں کافی بحث ہوئی تھی ۔ اور جناب سپیکر صاحب نے بھی اس پر کچھ observation کی تھی اور پھر اس پر مزید غور ہوا تھا ۔ میں نے اگلے دن یہ بیان دیا تھا کہ اس کے متعلق میری یہ رائے ہے کہ اس میں ترمیم کی ضرورت نہیں ۔ اس پر مزید غور کرنے کے لئے defer کیا جائے اور اس کے متعلق دو دن کے بعد statement دونگا ۔ اپنی معروضات کے پیش نظر آج میں نے طلب سے یہ استدعا کی تھی کہ ایوان سے اس بات کی اجازت حاصل کی جائے کہ یہ بل واپس کر لیا جائے ۔ میرے فاضل دوست غالباً اس موقع پر موجود نہیں تھے ، اگر وہ اس موقع پر موجود ہوتے تو آج انہیں اس غلط فہمی میں مبتلا نہ ہونا پڑتا ۔

سردار زاہد ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی وساطت سے فاضل وزیر قانون کا تہہ دل سے مشکور ہوں کہ انہوں نے اس چیز میں ہماری حوصلہ افزائی کی ہے اور ایک اچھی چیز جو حزب اختلاف کی طرف سے اس ایوان میں پیش ہوئی تھی میں ، پر اتفاق کرتے ہوئے انہوں نے یہ بل واپس کر لیا ہے ۔

پنجاب لائیو سٹاک ڈیری اینڈ پولٹری ڈویلپمنٹ بورڈ 1977ء

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ وزیر لائیو سٹاک ڈیری اینڈ پولٹری ڈویلپمنٹ ۔

وزیر لائیو سٹاک ڈیری اینڈ پولٹری ڈویلپمنٹ ۔ جناب والا ۔ میں پنجاب لائیو سٹاک ڈیری اینڈ پولٹری ڈویلپمنٹ بورڈ بل 1977ء ایوان میں پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ دی پنجاب لائیو سٹاک ڈیری اینڈ پولٹری ڈویلپمنٹ بورڈ بل 1977ء ایوان میں پیش کر دیا گیا ۔

وزیر لائیو سٹاک ڈیری اینڈ پولٹری ڈویلپمنٹ ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ جہاں تک دی پنجاب لائیو سٹاک ڈیری

اینڈ پولٹری ڈویلپمنٹ بورڈ بل 1977ء کا تعلق
ہے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب
بابت 1973ء کے قاعدہ نمبر 77 کی مقتضیات
کو معطل کر دیا جائے۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ جہاں تک دی پنجاب لائیو سٹاک ڈیری
اینڈ پولٹری ڈویلپمنٹ بورڈ بل 1977ء کا تعلق
ہے قواعد و انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب
بابت 1973ء کے قاعدہ نمبر 77 کی مقتضیات
کو معطل کر دیا جائے ۔

Sardarzada Zafar Abbas. Opposed.

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ وزیر لائیو سٹاک ڈیری اینڈ پولٹری ڈویلپمنٹ ۔

وزیر لائیو سٹاک ڈایری اینڈ پولٹری ڈویلپمنٹ ۔ جناب والا ۔ جہاں تک اس بل کا تعلق ہے یہ برائے نام ٹیکنیکل چیز کو دور کرنے کے لئے ترمیم پیش کی گئی ہے ۔ اس بورڈ کا جو ضابطہ کار ہے یا جو اس کا موجودہ قانون ہے ، اس میں اس کی تشکیل کے سلسلے میں ایک وضاحت کی گئی ہے اور جہاں تک اس بورڈ کا تعلق ہے اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی بدستور یہ بورڈ قائم رہے گا ۔ جہاں تک چیئر مین کا تعلق ہے ۔ صوبائی وزیر لائیو سٹاک اس بورڈ کے آج بھی چیئر مین ہیں ۔ لیکن جناب والا ۔ اس چیز کی مزید وضاحت کرنے کے لئے یہ محسوس کیا گیا ہے اور اس بل کی رو سے یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ صوبائی وزیر لائیو سٹاک بورڈ کے مستقل چیئرمین ہوا کریں گے ۔ لہذا مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ قائد حزب اختلاف نے اس کی مخالفت کس بنا پر کی ہے ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ مجھے اس کے متعلق کچھ عرض کرنی ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سردار زادہ صاحب ، آپ کی ترمیم بھی تو اسی موضوع پر ہے ۔ جب ترمیم پیش ہوگی اس وقت آپ تقریر فرما لیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ جہاں تک دی پنجاب لائیو سٹاک ڈیری اینڈ پولٹری ڈویلپمنٹ بورڈ بل 1977ء کا تعلق ہے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1973ء کے قاعدہ نمبر 77 کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

وزیر لائیو سٹاک ڈیری اینڈ پولٹری ڈویلپمنٹ ۔ جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی پنجاب لائیو سٹاک ڈیری اینڈ پولٹری ڈویلپمنٹ بورڈ بل 1977ء فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ دی پنجاب لائیو سٹاک ڈیری اینڈ پولٹری ڈویلپمنٹ بورڈ بل 1977ء فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سردار زادہ صاحب آپ تقریر فرما لیں ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ یہ بل آج ایوان کے سامنے پیش ہے ۔ اس کے متعلق آج سے چند دن پہلے سب صاحبان کو یاد ہوگا کہ اس لائیو سٹاک ڈیری اینڈ ڈویلپمنٹ بورڈ کے سلسلے میں ایک بہت بڑے غبن کا انکشاف ہوا ہے ، جس میں بہت سے اصحاب ملوث تھے ۔ اسی سلسلہ میں آج پھر یہ بل پیش کیا جا رہا ہے اور اس بورڈ کی تشکیل کے طریقہ کار کے

متعلق وضاحت کی گئی ہے ۔۔ پہلے جس چیز کے متعلق عوامی حکومت کو اتنی بڑی پریشانی درپیش آئی ہے ، آج پھر اسی کے متعلق بورڈ بنایا جا رہا ہے ۔ اس بورڈ کو اتنی جلدی نہ بنائیں تا کہ اس میں بدعنوانیاں اور کرپشن جس سے پہلے ہی قوم بڑی پریشان ہے ، وہی چیزیں پھر نہ آجائیں ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ اس بل کو زیادہ غور و خوض کے ساتھ دیکھا جائے ، اس لئے اس پر عوام کے رائے لی جائے ۔ اس کے بعد اس بورڈ کی تشکیل کی جائے تاکہ بورڈ پوری طرح سے ضامن ہو اور امین ہو ۔ اور آئندہ اس میں کوئی خرابی پیدا نہ ہو ۔

(اس مرحلہ پر سردار حنیف احمد صاحب کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر چیئرمین ۔ سوال یہ ہے :

کہ دی پنجاب لائیو سٹاک ڈیری اینڈ پولٹری ڈویلپمنٹ بورڈ بل 1977ء فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 2)

مسٹر چیئرمین ۔ اب بل کی کلاز 2 زیر غور ہے ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ اس سے پہلے میری ایک ترمیم ہے کہ اس مسودہ قانون کو رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے متداول کرایا جائے ۔

مسٹر چیئرمین ۔ وہ ختم ہو چکی ہے ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ وہ ابھی پیش ہی نہیں ہوئی ہے ۔

مسٹر چیئرمین ۔ آپ کھڑے نہیں ہوئے تھے اور آپ اس وقت اعتراض کر سکتے تھے جس وقت میں نے مسودہ قانون فی الفور زیر غور لانے کے لئے کہا تھا ۔ اب سردار زادہ صاحب وہ بات گزر گئی ہے ۔ اب آپ کی اگلی ترمیم

جو کلاز 2 میں موجود وہ پہلی ہوگی ۔

Sardarzada Zafar Abbas. Sir, I move :

> That in Clause 2 of the Bill, in the proposed Section 5 to the Punjab Livestock, Dairy and Poultry Development Board Act, 1974, in para (g) sub-section (1) for the words "by the Government" occurring in lines 3-4, the words "by the Provincial Assembly of the Punjab" be substituted.

Mr. Chairman. The amendment moved is :

> That in Clause 2 of the Bill, in the proposed Section 5 to the Punjab Livestock, Dairy and Poultry Development Board Act, 1974, in para (g) sub-section (1) for the words "by the Government" occurring in lines 3-4, the words "by the Provincial Assembly of the Punjab" be substituted.

Minister for Livestock Dairy and Poultry Development. Opposed.

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ اس ترمیم کے پاس کرنے سے صرف اتنا فرق پڑے گا کہ چار نان آفیشل ممبر اس بورڈ میں بھیجے جائیں گے ۔ اگر یہ ترمیم نہ پاس کی جائے تو گورنمنٹ جس فرد کو یا جن افراد کو چاہے بورڈ میں بھیج سکتی ہے ۔ لیکن میری ترمیم کی وجہ سے یہ اختیارات اس ہاؤس کو منتقل ہو جائیں گے کہ یہ جن آدمیوں کو چاہے نامزد کرے یا منتخب کرے جو بورڈ میں جا کر اسمبلی کی طرف سے پنجاب کے عوام کی طرف سے وہاں جا کر اپنا کردار انجام دے سکیں ۔

جناب والا ۔ آپ نے دیکھا ہے اور تمام پنجاب کے عوام نے دیکھا ہے کہ پہلے دفعہ جب بورڈ تشکیل دیا گیا تو اس بورڈ میں لاکھوں روپیہ غبن

ہوا - اس میں ایسے افراد بھی ملوث ہیں جن کو گورنمنٹ نے نامزد کیا - انہیں ممبران نے غبن کیا ہے - اس کے متعلق بہت سی باتیں اخبارات میں آئی ہیں - انکوائری ہوتی ہے ، ہر چیز ہوتی ہے - یہ گورنمنٹ کی طرف سے نامزد کردہ ممبران ہیں - انہوں نے وہاں کیا گل کھلائے - اب میری یہ استدعا ہے کہ اس تھوڑی سی ترمیم کے ساتھ نامزد کرنے کا اختیار اسمبلی کو مل جائے گا اور اسمبلی ایسے دیانتدار اور ایسے قابل افراد کو نامزد کرے گی جو وہاں جا کر اس غبن ، بددیانتی کا ارتکاب نہیں کریں گے ، جیسا کہ انہوں نے کہا ، یہ ہاؤس پورے پنجاب کا نمائندہ ہے - اس سے زیادہ نمائندہ کوئی اور ہاؤس یا کوئی اور فرد نہیں ہو سکتا ہے - کیا وجہ ہے کہ ان کو اس اسمبلی میں سے نہیں چنا جاتا - وہاں ایسے افراد بھیجے جاتے ہیں جو چند افسران کے منظور نظر ہوتے ہیں یا چند افسران کے ساتھ جن کے تعلقات وابستہ ہوتے ہیں - ایسے افراد کو وہاں بھیجا جائے جو بددیانتی کا ارتکاب نہ کریں- جناب والا - میں حزب اقتدار سے عرض کروں گا کہ اس آدمی کو اس بورڈ میں ہونا چاہئے جو دیانتدار ہو ، امین ہو ، قابل ہو اور جملہ صفات کا مالک ہو - اس کا بہتر انتخاب اس معزز ایوان کے علاوہ اور کوئی ادارہ نہیں کر سکتا - اس لئے یہ ترمیم اپنے فائدے کے لئے ، پنجاب کے فائدے کے لئے ، اس ایوان کے فائدے کے لئے منظور کر لی جائے اور اس اختیار کو اس اسمبلی کے حوالے کیا جائے - وہ نہ ان افسران کے جو اس سے پہلے بھی ملوث ہو چکے ہیں - - - -

نوابزادہ مظہر علی - پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - میں عرض کروں گا کہ ایوان میں کورم نہیں ہے -

مسٹر چیئرمین - گنتی کی جائے - - - گنتی کی گئی - - - ایوان میں کورم پورا ہے -

Prof. E. Dinshaw. I would invite the attention of the Government to sub clause (2), para (2) which provides for the appointment of Managing Director as an ex-officio Secretary of the Board of Directors. This is highly unusual provision. . .

Minister for Livestock and Dairy Development. This does not relate to the present amendment.

مسٹر چیئرمین - انہوں نے کلاز ھی میں ترمیم move کی ہے کہ گورنمنٹ کی بجائے پرووِنشل اسمبلی ان اشخاص کو جو non-official ہوں گے نامزد کرے - یہ مینیجنگ ڈائریکٹر کے متعلق نہیں ہے - رانا صاحب آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں ؟

رانا افتخار حسین - جناب سپیکر - جہاں تک اس بل کا تعلق ہے اور اس سلسلے میں جو اعتراضات معزز قائد حزب اختلاف نے کئے ہیں ، میں سمجھتا ہوں کہ ان کی کوئی اہمیت نہیں ہے اور نہ ان میں کوئی وزن ہے - جناب والا - انہوں نے اس چیز کی نشاندھی کی ہے جس کا تعلق کرپشن سے ہے اور ان افراد سے ہے جو اس کرپشن کے مرتکب ہوئے ہیں - جناب والا۔ یہ ایک الگ مسئلہ ہے کیوں کہ کرپشن کا کوئی بھی مرتکب ہو سکتا ہے۔ یہ کہنا کہ یہ کر دیا جائے ، یہ مناسب نہیں ہوگا - جہاں تک گورنمنٹ کا تعلق ہے ، گورنمنٹ اگر nominate کر دے یا پنجاب اسمبلی کر دے - تو حضور والا - آپ دیکھیں کہ وہ بات تو ایک ھی ہو جاتی ہے کیونکہ اسمبلی میں حکومت ان کی ہوتی ہے جن کی اکثریت ہوتی ہے - اگر گورنمنٹ کے بجائے پنجاب اسمبلی کر دیں تو پھر وھی حزب اقتدار کی بات آ جائے گی اور وھی ان کو نامزد کریں گے - لہذا یہ ترمیم بے معنی اور بے مقصد ہو جاتی ہے۔ اس لئے میں یہ کہتا ہوں کہ یہ ترمیم مسترد کر دی جائے اور اس بل کو پاس کیا جائے -

مسٹر غلام فرید کاٹھیہ - جناب سپیکر - جو ترمیم قائد حزب اختلاف نے پیش کی ہے مجھے اس پر اعتراض ہے - جناب والا - قانون بنانا مقننہ کا کام ہے اور قانون پر عمل درآمد کرانا انتظامیہ کا کام ہے - اسمبلی مقننہ ہے جس میں حزب اختلاف بھی شامل ہے ، جب کہ یہ مسئلہ انتہائی انتظامی ہے۔ جس کو صرف حکومت ھی اس قانون کے تحت جو یہ اسمبلی پاس کرتی ہے انجام دیتی ہے - اس وقت اگر یہ ترمیم صحیح قرار دی جائے یا اسے پاس کر دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں یہ انتظامی اصولوں کے خلاف ہے - ٹیکنیکلی ان کی یہ تحریک اس میں غلط تصور پیش کرتی ہے - یہ نہ صرف غلط روایت یہاں پر بن جائے گی بلکہ آئندہ حزب اختلاف حکومت میں برابر کا حصہ مانگنے کی

کوشش کرے گی ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اسمبلی میں حزب اختلاف قانون بنانے میں حصہ لیتی ہے لیکن حکومت کرنے میں وہ حصہ نہیں لے سکتی ۔ البتہ یہ کہا جا سکتا ہے اور سردار زادہ ظفر عباس صاحب یہ کہہ سکتے ہیں کہ حکومت میں adjust کرے تو اس کے لئے وہ علیحدہ move کریں ۔ ہو سکتا ہے ہاؤس ان کو اجازت دے دے کہ وہ بھی حکومت میں شرکت کریں ۔ لیکن یہ ترامیم جو انہوں نے پیش کی ہے یہ ٹیکنیکلی غلط ہے ۔ اس طرح ترمیم کے ذریعے وہ انتظامی اختیارات میں شامل نہیں ہو سکتے ۔ لہذا میں اس ترمیم کی مخالفت کرتا ہوں ۔

مسٹر چیئرمین ۔ منسٹر فار لائیو سٹاک ، ڈیری اینڈ پولٹری ڈویلپمنٹ ۔

وزیر جنگلات لائیو سٹاک ، ڈیری اینڈ پولٹری ڈویلپمنٹ (سردار محمد اشرف خان) ۔ جناب والا ۔ میں محترم قائد حزب اختلاف کی خدمت میں اور ہاؤس کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک حکومت کا تعلق ہے وہ اسمبلی سے الگ نہیں ہے ۔ یہ اسمبلی ، یہ ایوان حکومت بنانے والا ہے اور حکومت ہر وقت اس ایوان کے سامنے جوابدہ ہے اور اس ترمیم کے میں نے اس لئے مخالفت کی ہے کہ حکومت کے پیش نظر وہ تمام باتیں اور تمام ضروریات ہوتی ہیں، جن کو مدنظر رکھ کر ان لوگوں کی نامزدگی کرنی ہوتی ہے جو کہ اس ادارے کے چلانے میں معاون اور مفید ثابت ہو سکتے ہیں ۔ حکومت نے ہمیشہ اور اس سے پہلے بھی یہ کوشش کی ہے کہ جہاں تک اس معزز ایوان کا تعلق ہے ، اس ایوان کے معزز اراکین جو اس میں معاون ہو سکتے ہیں ان کو نمائندگی دی جائے ۔ مثال کے طور پر جناب والا ۔ جو اس وقت ممبران حکومت کے مقرر کئے ہوئے ہیں ان کی ٹرم تقریباً دو سال ہوتی ہے ۔ اس میں اس معزز ایوان کے دو اراکین جناب مسٹر رضی شاہ گردیزی ایم۔پی۔اے ملتان اور راؤ محمد افضل خان ایم۔پی۔اے ساہیوال ہیں ۔ جہاں تک کسی آدمی کی غلط نامزدگی کا سوال پیدا ہوتا ہے وہ میں جناب قائد حزب اختلاف کو یقین دلاتا ہوں کہ حکومت کو کبھی کوئی ایسی کارروائی نہیں کرنی پڑتی ، نہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور نہ کر سکتی ہے کہ کسی ایسے آدمی کو ایسے اہم ادارے کے لئے نامزد کیا جائے ۔ اور جہاں تک اسمبلی

کا سوال ہے وہ ہر وقت اگر حکومت نامزد بھی کرے تو اسمبلی میں ہر اس چیز پر سوال اٹھایا جا سکتا ہے اور ہر اس چیز پر بحث کی جا سکتی ہے جو حکومت کی طرف سے کی جاتی ہے ۔ جناب والا ۔ میں نے صرف اس ادارے کی بہتری اور سہولت کے لئے اس کی مخالفت کی ہے ۔ قائد حزب اختلاف نے اس بات کا اعادہ کیا ہے کہ پچھلے سالوں میں غبن کے انکشافات ہوئے ہیں ۔ اس سلسلے میں میں یہ عرض کروں گا کہ یہ ایک نیا بل ہے اور ہر ادارے میں چند لوگ ایسے ہوتے ہیں جو ایسی حرکات کرتے ہیں ۔ لیکن میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ یہاں آئندہ اس قسم کی کوئی بات انشاء اللہ تعالیٰ نہیں ہوگی ۔ اور تمام ایسی چیزوں کا سدباب کیا جائے گا کہ اس ادارے کی کارکردگی بھی اچھی اور بہتر ہو جائے اور ایسی تمام چیزوں کا اعادہ کیا جائے کہ جس میں مزید اس قسم کے حالات و واقعات پیدا نہ ہو سکیں ۔ ان تمام چیزوں کے ساتھ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس ترمیم کو رد کیا جائے ۔

Mr. Chairman. The question is :

That in Clause 2 of the Bill, in the proposed Section 5 to the Punjab Livestock, Dairy and Poultry Development Board Act, 1974, in para (g) of sub-section (1), for the words "by the Government", occurring in lines 3-4, the words "by the Provincial Assembly of the Punjab" be substituted.

(The motion was lost)

مسٹر چیئرمین ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 2 بل کا حصہ بنے ۔

اس سے پیشتر کہ میں اس پر وولنگ کراؤں میں جناب سردار صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا پرنسپل ایکٹ میں ایسی گنجائش موجود ہے کہ اگر کسی وقت منسٹر نہ ہو تو کون چیئرمین ہوگا ۔ کیوں کہ آپ نے متعلقہ منسٹر کو چیئرمین بنایا ہے تو اس کی عدم موجودگی میں کون چیئرمین ہوگا ؟

وزیر لائیو سٹاک ، ڈیری اینڈ پولٹری ڈویلپمنٹ - جناب والا - جہاں تک اس چیز کا تعلق ہے اگر منسٹر نہ ہو تو کوئی نہ کوئی ان کی عدم موجودگی میں ہوگا -

مسٹر چیئرمین - اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 2 بل کا حصہ بنے -

Mr. E. Dinshaw. Before you put clause 2, I would like to say something about sub-clause (2).

سردار زادہ ظفر عباس - جناب والا - مجھے سمجھ نہیں آئی کہ معزز ممبر نے کیا فرمایا ہے -

مسٹر چیئرمین - مسٹر ای ڈنشا صاحب - اب یہ اعتراض نہیں اٹھایا جا سکتا - کیوں کہ اس ترمیم پر بحث ہو چکی ہے - جب ایک سوال ایوان میں پیش ہو جائے کہ کیا اس کلاز کو بل کا حصہ بنایا جائے تو اس کے بعد کوئی ترمیم یا کوئی اور چیز موو نہیں ہو سکتی اور نہ ہی تقریر ہو سکتی ہے -

مسٹر چیئرمین - اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 2 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 1)

مسٹر چیئرمین - اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 1 ، شارٹ ٹائیٹل اینڈ commencement بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(پری ایمبل)

مسٹر چیئرمین - اب سوال یہ ہے :

کہ پری ایمبل بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(لانگ ٹائٹل)

مسٹر چیئرمین - چونکہ لانگ ٹائٹل میں کوئی ترمیم نہیں ہے لہذا لانگ ٹائٹل بل کا حصہ بنتا ہے - منسٹر فار لائیو سٹاک -

وزیر لائیو سٹاک، ڈیری اینڈ پولٹری ڈویلپمنٹ - جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی پنجاب لائیو سٹاک، ڈیری اینڈ پولٹری
ڈویلپمنٹ بورڈ بل 1977ء منظور کیا جائے -

Prof. E. Dinshaw. Can I say something now?

Prof. Chairman. Are you opposing the motion moved by the Minister.

Mr. E. Dinshaw. In a technical sense, yes.

Sir, I wish to invite the attention of the Government to sub-clause (2) of Clause 2 of the Bill which provides for the appointment of the Managing Director as an ex-officio Secretary of the Board of Directors, Sir, the Managing Director is the linchpin of the Board of Directors. He is Chief Executive. Most of the discussions will be initiated by him. Pros and cons will have to be discussed by him. The decisions will be carried out by him. My submission is that it is not possible for the Managing Director to act as a Secretary of the Board of Directors. The work of the Secretary is to keep minutes, circulate agenda and do such formal work. This sub-clause aims at bringing down the status of the Managing Director to the level of the Secretary. I don't know what the purpose is for the appointment of the Managing Director as an ex-officio Secretary. In the corporate sector, I mean in limited companies and things like that the Secretary may be a very highly qualified man. He may be a chartered accountant but he is not a member of the Board of Directors. His job is to keep track of all that is happening in the Board and not to participate in the Board. The Managing Director will be the major participant in the discussions of the Board of Directors and all the discussions and decisions will be arrived at by him and to

devolve on him the duties of a secretary is not an keeping with his fnnctions as Managing Director. Some stenographer or somebody will do the work of the secretary and the Managing Director will just put his signatures to it. Therefore, I submit that this sub-clause may kindly be deleted.

Minister for Livestock, Dairy and Poultry Development. Sir, the hon'ble member has some misunderstanding. So far as his remarks that Managing Director is an important person of all the Directors of the Board are concerned, there I agree with him. He is also Director of the Board but he is more responsible as compared to other Directors. So far as the Secretary is concerned, I submit Sir, that there is a whole time Secretary in the Board. The day to day work is looked after by the Secretary. As the Secretary is not a member of the Board of Directors somebody has to perform his functions in that particular meeting. This sub-clause reads :

> (2) The Managing Director shall be appointed by the Government and shall be ex-officio Secretary of the Board of Directors.

This is only for the purposes of the meeting of the Board of Directors. He is ex-officio Secretary for that particular time. He will not be whole time Secretary of the Board H. Whole time Secretary of the Board is there. This is only for the purposes of the meetings of the Board.

مسٹر چیئرمین ۔ اب سوال یہ ہے :

> دی پنجاب لائیو سٹاک ، ڈیری اینڈ پولٹری
> ڈویلپمنٹ بورڈ بل 1977ء منظور کیا جائے ۔

تحریک منظور کی گئی

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ ساڑھے گیارہ بج چکے ہیں ۔

مسٹر چیئرمین ۔ ابھی سوا گیارہ بجے ہیں ، وہ تو چائے کا وقفہ پہلے ہوتا تھا ۔ اب چائے کا وقفہ نہیں ہوگا کیوں کہ سپیکر صاحب نے اس کے متعلق فیصلہ کر دیا تھا ۔

دی ٹاؤن امپرومنٹ (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1977ء

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں دی ٹاؤن امپرومنٹ (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1977ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر چیئرمین ۔ دی ٹاؤن امپرومنٹ (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1977ء پیش کر دیا گیا ہے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ جہاں تک دی ٹاؤن امپرومنٹ (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1977ء کا تعلق ہے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1973 کے قاعدہ نمبر 77 کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے ۔

مسٹر چیئرمین ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

> کہ جہاں تک دی ٹاؤن امپرومنٹ (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1977ء کا تعلق ہے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1973 کے قاعدہ نمبر 77 کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ میں اس تحریک کی مخالفت کرتا ہوں ۔

مسٹر چیئرمین ۔ سردار زادہ صاحب ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ یہ ایک نہایت اہم بل ہے اور اس بل کا تعلق ہاؤسنگ سکیم کے لئے جائیداد حاصل کرنا ہے ۔ اس سلسلے میں پہلے ہی بہت مکمل اور جامع قانون موجود ہے ۔ اس بل کے پیش کرنے کے بعد عوام کو نا انصافیوں کے خلاف پہلے جو حقوق حاصل تھے وہ سلب ہو جائیں گے ۔ اس لئے میں عرض کروں گا کہ اس ضمن میں عوام کی رائے حاصل کر لی جائے کہ واقعی ان کے جو موجودہ اختیارات ہیں وہ اس بل کے ذریعے سلب کر لئے جائیں ۔ اور اس بل کو فوری طور پر ایوان میں پیش نہیں کرنا چاہئے ۔

وزیر قانون :- جناب والا ۔ اس بل کی ایک تاریخ ہے ۔ یہ مسئلہ جو آج اس ایوان میں پیش کیا جا رہا ہے یہ پہلی مرتبہ پیش نہیں ہوا ۔ آج سے دو سال پہلے اس ایوان میں بل کی صورت میں پیش کیا گیا تھا ۔ یہ بل سٹینڈنگ کمیٹی کو بھیجا گیا تھا اور سٹینڈنگ کمیٹی نے متفقہ طور پر اس بل کو منظور کر کے اس ایوان میں بھیجا تھا ، کیوں کہ قانون سازی کا کام بہت زیادہ تھا جس کی وجہ سے یہ پیش نہیں کیا جا سکا ۔ اس بل کے متعلق ان قواعد کو جن کے معطل کرنے کی درخواست کی ہے اس سے کوئی ایسی بات نہیں ہوگی اور نہ ہی نا واجب بات ہوگی ۔ اس کے علاوہ جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ چونکہ سٹینڈنگ کمیٹیاں تشکیل نہیں ہوئی ہیں ۔ اس لئے قانون سازی کا کام جاری رہنا چاہئے ۔ اور میری استدعا ہے کہ قاعدہ نمبر 77 کو معطل کیا جائے اور قانون سازی کا کام شروع رہے ۔

مسٹر چیئرمین ۔ سوال یہ ہے :

کہ جہاں تک دی ٹاؤن امپرومنٹ (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1977ء کا تعلق ہے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1977ء کے قاعدہ نمبر 77 کی مقتضیات کو معطل کیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی ٹاؤن امپرومنٹ (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1977ء فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

مسٹر چیئرمین ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ دی ٹاؤن امپرومنٹ (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1977ء فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 3)

مسٹر چیئرمین - اب بل کی کلاز 3 زیر غور ہے - کیا کوئی ترمیم ہے -

سردار زادہ ظفر عباس - جناب والا - تمام بل پر کوئی ترمیم نہیں ہے -

مسٹر چیئرمین - سوال یہ ہے :

کہ کلاز 3 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 4)

مسٹر چیئرمین - اب بل کی کلاز نمبر 4 زیر غور ہے -

سوال یہ ہے :

کہ ضمن 4 مسودہ قانون کا جزو قرار دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

ضمن 4 مسودہ قانون کا جزو قرار دی جاتی ہے -

(کلاز - 5)

مسٹر چیئرمین - اب بل کی کلاز 5 زیر غور ہے -

سوال یہ ہے :

کہ ضمن 5 مسودہ قانون کا جزو قرار دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

ضمن 5 مسودہ قانون کا جزو قرار دی جاتی ہے -

(کلاز - 6)

مسٹر چیئرمین - اب بل کی ضمن 6 زیر غور ہے -

سوال یہ ہے :

کہ ضمن 6 مسودہ قانون کا جزو قرار دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

ضمن 6 مسودہ قانون کا جزو قرار دی جاتی ہے -

(کلاز ۔ 7)

مسٹر چیئرمین ۔ اب بل کی ضمن 7 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ ضمن 7 مسودہ قانون کا جزو قرار دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

ضمن 7 مسودہ قانون کا جزو قرار دی جاتی ہے ۔

(کلاز ۔ 8)

مسٹر چیئرمین ۔ اب بل کی ضمن 8 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ ضمن 8 مسودہ قانون کا جزو قرار دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

ضمن 8 مسودہ قانون کا جزو قرار دی جاتی ہے ۔

(کلاز ۔ 9)

مسٹر چیئرمین ۔ اب بل کی ضمن 9 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ ضمن 9 مسودہ قانون کا جزو قرار دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

ضمن 9 مسودہ قانون کا جزو قرار دی جاتی ہے ۔

(کلاز ۔ 10)

مسٹر چیئرمین ۔ اب بل کی ضمن 10 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ ضمن 10 مسودہ قانون کا جزو قرار دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

ضمن 10 مسودہ قانون کا جزو قرار دی جاتی ہے ۔

(کلاز - 11)

مسٹر چیئرمین - اب بل کی ضمن 11 زیر غور ہے -

سوال یہ ہے :

کہ ضمن 11 مسودہ قانون کا جزو قرار دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

ضمن 11 مسودہ قانون کا جزو قرار دی جاتی ہے -

(کلاز - 12)

مسٹر چیئرمین - اب بل کی ضمن 12 زیر غور ہے -

سوال یہ ہے :

کہ ضمن 12 مسودہ قانون کا جزو قرار دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

ضمن 12 مسودہ قانون کا جزو قرار دی جاتی ہے -

(کلاز - 13)

مسٹر چیئرمین - اب بل کی ضمن 13 زیر غور ہے -

سوال یہ ہے :

کہ ضمن 13 مسودہ قانون کا جزو قرار دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

ضمن 13 مسودہ قانون کا جزو قرار دی جاتی ہے -

(کلاز - 14)

مسٹر چیئرمین - اب بل کی کلاز 14 زیر غور ہے -

سوال یہ ہے :

کہ ضمن 14 مسودہ قانون کا جزو قرار دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

ضمن 14 مسودہ قانون کا جزو قرار دی جاتی ہے -

(کلاز ۔ 15)

مسٹر چیئرمین ۔ اب بل کی ضمن 15 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ ضمن 15 مسودہ قانون کا جزو قرار دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

ضمن 15 مسودہ قانون کا جزو قرار دی جاتی ہے ۔

(کلاز ۔ 16)

مسٹر چیئرمین ۔ اب بل کی ضمن 16 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ ضمن 16 مسودہ قانون کا جزو قرار دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

ضمن 16 مسودہ قانون کا جزو قرار دی جاتی ہے ۔

(کلاز ۔ 17)

مسٹر چیئرمین ۔ اب بل کی ضمن 17 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ ضمن 17 مسودہ قانون کا جزو قرار دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

ضمن 17 مسودہ قانون کا جزو قرار دی جاتی ہے ۔

(کلاز ۔ 18)

مسٹر چیئرمین ۔ اب بل کی ضمن 18 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ ضمن 18 مسودہ قانون کا جزو قرار دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

ضمن 18 مسودہ قانون کا جزو قرار دی جاتی ہے ۔

(کلاز - 2)

مسٹر چیئرمین - اب بل کی ضمن 2 زیر غور ہے -

سوال یہ ہے :

کہ ضمن 2 مسودہ قانون کا جزو قرار دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

ضمن 2 مسودہ قانون کا جزو قرار دی جاتی ہے -

(کلاز - 1)

مسٹر چیئرمین - اب بل کی ضمن 1 زیر غور ہے -

سوال یہ ہے :

کہ ضمن 1 مسودہ قانون کا جزو قرار دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

ضمن 1 مسودہ قانون کا جزو قرار دی جاتی ہے -

(پری ایمبل)

مسٹر چیئرمین - اب بل کا پری ایمبل زیر غور ہے -

سوال یہ ہے :

کہ پری ایمبل مسودہ قانون کا جزو قرار دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

پری ایمبل مسودہ قانون کا جزو قرار دیا جاتا ہے -

(لانگ ٹائٹل)

مسٹر چیئرمین - چونکہ لانگ ٹائٹل میں کوئی ترمیم نہیں دی گئی اس لئے یہ مسودہ قانون کا جزو قرار دیا جاتا ہے -

Minister for Law. Sir, I move :

> That the Town Improvement (Punjab Amendment) Bill, 1977 be passed.

Mr. Chairman. The motion moved is :

That the Town Improvement (Punjab Amendment) Bill, 1977 be passed.

Minister for Law. Sir, I have to make a submission on that..
جناب والا ۔ میں اس معزز ایوان کو مبارک باد دیتا ہوں کہ انہوں نے بغیر کسی ترمیم کے اس بل کی دوسری خواندگی کو منظور کیا ہے ۔ یہ ایک ایسا بل ہے جو پاکستان کے شہروں میں نہ صرف لاکھوں عوام کی رہائشی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے آج ایوان نے منظور کیا ہے ، بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ صوبہ پنجاب کی تاریخ میں ایک نئی کروٹ آئی ہے ، یہ ایک انقلابی قدم ہے جس کے لئے پنجاب کے عوام اور اس معزز ایوان کے ممبران مبارک باد کے مستحق ہیں ۔ پرانے قانون میں اس بات کا اہتمام کیا گیا تھا کہ عوام کی رہائشی سکیموں کو صرف ایک فرضی کارروائی کے طور پر رکھا گیا تھا جہاں ان کاموں میں تاخیر اور دیر کرنے کے لئے ہدایات رکھی گئی تھیں کہ وہ عوام کے حق میں استعمال نہ ہو سکے بلکہ ان کی پریشانی کے لئے استعمال کیا جا سکے ۔ آج ایوان نے اس قانون کو بغیر کسی ترمیم کے دوسری خواندگی میں منظور کر کے ایک بڑا انقلابی قدم اٹھایا ہے جس پر میں حکومتی پارٹی اور حزب اختلاف دونوں کو اپنی طرف سے مبارک باد دیتا ہوں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ جیسا کہ جناب وزیر قانون نے نشاندھی کی ہے ، واقعی اس بل نے بہت سی ایسی قانونی پابندیاں جو پہلے قانون میں تھیں ، دور کر دی ہیں ۔ ان پابندیوں کی وجہ سے کئی کئی سال کارروائی ہوتی رہتی تھی ۔ اور ہاؤسنگ سکیموں کے لئے زمین بر وقت حاصل نہ کی جا سکتی تھی ۔ اس میں طرح طرح کی رکاوٹیں تھیں جن میں اس طریقہ بڑی حد تک کمی کر دی ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔ میں نے اس سلسلے میں قائد حزب اقتدار سے اتفاق کیا کہ اس قانون میں جو کچھ بھی کیا گیا ہے یہ وقت کا تقاضا ہے ۔ اس لئے میں اس بل کی حمایت کرتا ہوں ۔

مسٹر چیئرمین ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ٹاؤن امپروومنٹ
مجریہ 1977ء منظور کیا جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

یہ مسودہ قانون متفقہ طور پر پاس ہوا ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر چیئرمین ۔ وزیر صنعت ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ یہ ایک چھوٹا سا عوامی قسم کا بل ہے ، یہ بھی ہو جائے تو اچھا ہے ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ میرے خیال میں اس کے بعد کوئی قانون سازی کا کام باقی نہ رہے گا ۔

مسٹر چیئرمین ۔ جب کچھ نہیں رہے گا تو اللہ تعالیٰ ضرور ہوگا ۔

دی پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن (امنڈمنٹ) بل 1977ء

وزیر صنعت ۔ جناب والا ۔ میں دی پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن (امنڈمنٹ) بل 1977ء ایوان میں پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر چیئرمین ۔ دی پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن (امنڈمنٹ) بل 1977ء ایوان میں پیش کر دیا گیا ہے ۔

وزیر صنعت ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ جہاں تک دی پنجاب سمال انڈسٹریز
کارپوریشن (امنڈمنٹ) بل 1977ء کا تعلق ہے
قواعد و انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت
1973 کے قاعدہ نمبر 77 کی مقتضیات کو
معطل کر دیا جائے۔

مسٹر چیئرمین ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ جہاں تک دی پنجاب سمال انڈسٹریز

کارپوریشن (امنڈمنٹ) بل 1977ء کا تعلق ہے ،
قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت
1973ء کے قاعدہ نمبر 77 کی مقتضیات کو
معطل کر دیا جائے ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ جہاں تک دی پنجاب سمال انڈسٹریز
کارپوریشن (امنڈمنٹ) بل 1977ء کا تعلق ہے ،
قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت
1973ء کے قاعدہ نمبر 77 کی مقتضیات کو
معطل کر دیا جائے ۔

تحریک منظور کی گئی

وزیر صنعت ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن
(امنڈمنٹ) بل 1977ء کو فی الفور زیر غور
لایا جائے ۔

مسٹر چیئرمین ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ دی پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن
امنڈمنٹ) بل 1977ء کو فی الفور زیر غور
لایا جائے ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ میں اس کے لئے پریس نہیں کرتا ۔

مسٹر چیئرمین ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ دی پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن
(امنڈمنٹ) بل 1977ء فی الفور زیر غور لایا
جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 2)

مسٹر چیئرمین - اب بل کی کلاز 2 زیر غور ہے - اس میں سردار زادہ ظفر عباس کی امنڈمنٹ ہے -

Sardarzada Zafar Abbas. I beg to move :

> That in Clause 2 of the Bill, in the proposed clause (m) of Section 2 to the Punjab Small Industries Corporation Act, 1973, for the words "thirty lacs for such higher limit as may be fixed by the Government from time to time by a no ification in the Gazette", occurring in lines 5-8, the words "forty lacs" be substituted.

Mr. Chairman. The motion is :

> That in Clause 2 of the Bill, in the proposed clause (m) of Section 2 to the Punjab Small Industries Corporation Act, 1973, for the words "thirty lacs for such higher limit as may be fixed by the Government from time to time by a notification in the Gazette", occurring in line 5-8, the words "forty lacs" be substituted.

Minister for Industries. Opposed.

مسٹر چیئرمین - میں سردار زادہ ظفر عباس سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں - کیا آپ ساری عبارت کے - - -

سردار زادہ ظفر عباس - جناب والا - یہ الفاظ بڑے مبہم ہیں - اس میں ایک طرف تو تیس لاکھ روپے کی حد مقرر کر دی گئی ہے اور پھر اس کے ساتھ ہی حکومت کو یہ اختیار دے دیا گیا ہے کہ وہ گزٹ نوٹیفکیشن

کے ذریعے اس limit کو جتنا بڑھانا چاہئے ، بڑھا سکتی ہے - یہ بالکل مبہم سی ہے - اس لئے میں نے یہ کہا ہے کہ تمام کو اڑا دیا جائے ، اور چالیس لاکھ کر دیا جائے - یا پھر لفظ "تیس لاکھ" اڑا دیا جائے - اس ابہام کو تو کسی طرح دور کرنا چاہئے -

مسٹر چیئرمین - کیا آپ کچھ فرمائیں گے ؟

وزیر صنعت - جناب والا - میں اس کی مخالفت کرتا ہوں - اس لئے کہ اور بھی کئی ایجنسیاں ہیں ، جو قرضہ دیتی ہیں - ان کی قرضہ دینے کی حد الگ الگ ہے - ہم نے سمال انڈسٹریز کی حد تیس لاکھ اس لئے رکھی ہے کہ ان کے اندر conflict پیدا نہ ہو - اگر اس سے بڑھائی گئی تو اس سے اور بھی legal complications پیدا ہو سکتی ہے - میں اس لئے اس کی مخالفت کرتا ہوں - جس حالت میں یہ ہے ، اسے اسی حالت میں رہنا چاہئے -

رانا افتخار حسین - جناب والا - جہاں تک یہ اعتراض ہے کہ اسے تیس لاکھ سے بڑھا کر چالیس لاکھ کر دیا جائے ، میں اس کی مخالفت کرتا ہوں - جہاں تک بیس لاکھ سے تیس لاکھ کرنے کا تعلق ہے ، وہ بالکل عملی واقعہ ہے - ہر چیز کی قیمتیں بڑھ گئی ہیں - مشینری کی قیمت بڑھ گئی ہے - اس لئے اس میں اضافہ نہایت ضروری تھا - لیکن جہاں تک چالیس لاکھ کا تعلق ہے ، پھر ہم ان کو کھینچ کر اس حد میں لے جا رہے ہیں جو سمال انڈسٹریز کی حد میں شاید نہ رہ سکے اور اس کا مکوپ بڑھ جائے گا - اس سے سمال انڈسٹریز کی sense ختم ہو جائے گی اور پھر سمال انڈسٹریز اور بڑی انڈسٹریز میں کوئی فرق نہیں رہ جائے گا - لہذا میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ اسے منظور نہ کیا جائے - اور تیس لاکھ کی حد منظور کر لی جائے -

مسٹر تاج محمد بھٹی - جناب والا - اگر یہ حد تیس لاکھ سے چالیس لاکھ کر دی جائے تو سمال انڈسٹریز کے جو اغراض و مقاصد ہیں ، یا وہ طبقہ جو اس انڈسٹریز کو چلا سکتا ہے ، وہ ختم ہو جائے گا - اور یہ انڈسٹری بڑے آدمیوں کے ہاتھ میں چلی جائے گی - اس لئے تیس لاکھ کی حد ان مقاصد کو پورا کرتی ہے جن کے لئے اس انڈسٹری کا قیام عمل میں لایا گیا ہے - دوسرے یہ بل وقت کی اہم ضرورت ہے - اس سے [illegible]

کی رفتار تیز ہو جائے گی ۔ اور یہ بل جس طرح پیش کیا گیا ہے ، اس کا اس طرح منظور کیا جانا قومی مفاد میں ہے ۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ عرض کروں گا کہ چھوٹی صنعتوں (سمال انڈسٹریز) کا خام مال جن علاقوں سے ملتا ہے ، ان کا قیام انہی علاقوں میں منظور کیا جائے ، نہ کہ بڑے بڑے شہروں میں جہاں کہ پہلے ہی بہت زیادہ انڈسٹری قائم ہو چکی ہے ۔

مسٹر غلام فرید کاٹھیا ۔ جناب والا ۔ میں ترمیم کے بارے میں کچھ عرض کروں گا ۔ جناب قائد حزب اختلاف نے شاید سمال انڈسٹریز کو صرف انڈسٹریز سمجھا ۔ حالانکہ اس میں چھوٹی صنعتیں آتی ہیں ۔ اس میں گھریلو صنعتیں ہینڈی کرافٹس وغیرہ بھی آتی ہیں ۔ ایسی فیکٹریاں بھی آتی ہیں جنہیں خود مالک چلا رہے ہیں ۔ جو ان کی اپنی ملکیت ہوتی ہیں اور وہ لیبر بھی بہت کم روزانہ اجرت پر رکھتے ہیں ۔ میں مزید عرض کروں کہ گھریلو صنعتوں کو رواج دینے کے لئے سمال انڈسٹریز کارپوریشن نے بستیاں بھی قائم کر رکھی ہیں ۔ اگر اس کی حد بڑھا کر چالیس لاکھ کر دی جاتی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ سمال انڈسٹریز سے نکل کر بڑی انڈسٹریز میں شامل ہو جائیں گی ۔ اور ان بستیوں کے صنعتکار ، جو چھوٹے صنعتکار ہیں ، چھوٹے درجے کے ہیں ، وہ کامیابی کے ساتھ فیکٹریاں نہیں چلا سکیں گے ۔ انہیں تو اسی مناسبت سے فائدہ ہوتا ہے جب ان کے مقابلے میں چھوٹے چھوٹے یونٹ ہوں ۔ اگر وہ یونٹ بڑے ہو جائیں تو چھوٹا یونٹ گھاٹے میں چلا جائے گا ۔ اس لئے یہ حد وہی رہنی چاہئے ، جو اس بل میں تجویز کی گئی ہے ۔ اگر یہ ترمیم مان لی گئی اور اس حد کو مزید بڑھا یا گیا تو پھر جو چھوٹے یونٹ پہلے سے بستیوں میں کام کر رہے ہیں ، انہیں نقصان ہونے کا احتمال ہے ۔ میں گزارش کروں گا کہ یہ ترمیم نا منظور کی جائے ۔

Mr. Chairman. The question is :

> That in Clause 2 of the Bill, in the proposed clause (m) of Section 2 to the Punjab Small Industries Corporation Act, 1973, for the words "thirty lacs or such higher limit as

may be fixed by the Government from time to time by a notification in the Gazette", occurring in lines 5-8, the words "forty lacs" be substituted.

(The motion was lost)

(کلاز ـ 2)

مسٹر چیئرمین ـ اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 2 بل کا حصہ بنے ـ

(تحریک منظور کی گئی)

کلاز نمبر 2 بل کا حصہ بنتی ہے ـ

(کلاز ـ 1)

مسٹر چیئرمین ـ اب بل کی کلاز نمبر 1 زیر غور ہے ـ سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 1 بل کا حصہ بنے ـ

(تحریک منظور کی گئی)

کلاز نمبر 1 بل کا حصہ بنتی ہے ـ

(پری ایمبل)

مسٹر چیئرمین ـ اب بل کا پری ایمبل زیر غور ہے ـ سوال یہ ہے :

کہ پری ایمبل بل کا حصہ بنے ـ

(تحریک منظور کی گئی)

پری ایمبل بل کا حصہ بنتا ہے ـ

(لانگ ٹائٹل)

مسٹر چیئرمین ـ چونکہ لانگ ٹائٹل میں کوئی ترمیم نہیں ہے ـ اس لئے لانگ ٹائٹل بل کا حصہ بنتا ہے ـ

وزیر صنعت ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن
(امنڈمنٹ) بل 1977ء منظور کیا جائے ۔

مسٹر چیئر مین ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ دی پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن
(امنڈمنٹ) بل 1977ء منظور کیا جائے ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ دی پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن
امنڈمنٹ) بل 1977ء منظور کیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(بل پاس ہوتا ہے)

The House is adjourned till 9.00 a.m. to morrow.

(اسمبلی کا اجلاس 16 جون 1977ء بروز جمعرات ، 9 بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہو گیا)

صوبائی اسمبلی پنجاب

دوسری صوبائی اسمبلی پنجاب کا دوسرا اجلاس

جمعرات ۔ 16 جون 1977ء
(پنجشنبہ 28 جمادی الثانی 1397ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں نو بجے صبح منعقد ہوا ۔
مسٹر سپیکر چوہدری محمد انور بھنڈر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ۚ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ ۚ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝

پارہ ۳ ۔ سورۃ ۲ ۔ رکوع ۵ ۔ آیات ۲۷۱ ۔ ۲۷۲

اگر تم ظاہر میں صدقات دو تو بھی خوب ہے اور اگر پوشیدہ طور پر دو اور دو بھی حاجتمندوں کو تو وہ خوب تر ہے اور اس طرح کی داد و دہش تم سے تمہاری برائیوں کو بھی دور کر دے گی اور اللہ تو تمہارے تمام کاموں سے خبردار ہے ۔

اے پیغمبر تم ان لوگوں کی ہدایت کے ذمہ دار نہیں ہو بلکہ اللہ ہی جس کو چاہتا ہے ہدایت بخشتا ہے اور اے ایمان والو! جو مال و دولت (فلاحی کاموں پر) خرچ کرو گے تو اس کا فائدہ تم ہی کو ہے اور تم جو بھی خرچ کرو گے ظاہر ہے اللہ کی خوشنودی کے لئے کرو گے اور جو مال و دولت (اچھے کاموں پر) خرچ کرو گے وہ تمہیں پورا پورا دے دیا جائیگا اور تمہارا ذرا بھی نقصان نہیں کیا جائے گا ۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

پنجاب کا بجٹ بابت سال 78-1977ء

مسٹر سپیکر - اب وزیر خزانہ میزانیہ برائے سال 78-1977ء پیش کریں گے -

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) - جناب سپیکر -

مالی سال 78-1977ء کا سالانہ بجٹ آج ایسے حالات میں پیش کیا جا رہا ہے کہ ایک اذیت ناک عرصہ تک اس پاک سر زمین پر ہنگامہ آرائیوں کے شعلے بھڑکتے رہے ، وطن عزیز پرافیل اور اصحاب‌الفیل کی یلغار ہوئی ، ارض پاک کی معاشی اور معاشرتی زندگی انتشار و خلفشار کا شکار ہوئی اور قوم آزمائش و ابتلا اور مصائب و آلام کے ایک مہیب دور سے گزری ہے - شائد حقیقت حال کی بہترین تعبیر سید فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اس شعر سے ہو سکے -

صبت علی مصائب لو انھا
صبت علی الایام صرن لیا لیا

(یعنی مجھ پر اتنے مصائب ٹوٹے کہ اگر وہ دنوں پر ٹوٹتے تو دن راتوں میں تبدیل ہو جاتے)

2 - جناب والا - حالات حاضرہ کا یہ مختصر سا پس منظر پیش کرنے کے بعد اب میں پہلے 77-1976ء کے دوران صوبے کی مالی حالت کا جائزہ اور بعد میں 78-1977ء کے لئے تجاویز پیش کروں گا -

3 - 77-1976ء کے جاری اخراجات (Non-Development or Current Expenditure) کے بجٹ میں 3 کروڑ 5 لاکھ روپے (3,05,00,000) فاضل ہونے کا اندازہ تھا جس میں شراب پر ٹیکس اور ایکسائز ڈیوٹی میں اضافہ سے حاصل ہونے والی 1 کروڑ 8 لاکھ روپے (1,08,00,000) کی رقم شامل تھی - یہ کل فاضل رقم ترقیاتی اخراجات کے لئے فراہم ہوتی لیکن بجٹ بننے کے بعد صوبے کی مالیاتی صورت حال میں بعض اہم تبدیلیاں رونما ہوئیں - اور یہ فاضل رقم مہیا نہ ہو سکی - پچھلے سال شدید بارشوں اور سیلاب سے جو نقصان ہوا اس سے صوبے کے وسائل پر بہت بوجھ پڑا - کپاس کی فصل

خراب ہو جانے کی وجہ سے Cotton Fee میں خاصی کمی واقع ہوئی ۔ عام انتخابات کے سلسلے میں زائدالمیزانیہ مصارف (Extra-budgetary) کا بوجھ بھی برداشت کرنا پڑا ۔ واپڈا سے بجلی ٹیکس کے متوقع 8 کروڑ روپیہ (8,00,000,00) واپڈا کی مالی مشکلات کے باعث وصول نہ ہو سکے ۔ بعض دوسرے زائد المیزانیہ مصارف اور چند دیگر تخفیفی عوامل کے باعث صوبائی حکومت پر 31 کروڑ روپے (31,00,00,000) کا مزید بوجھ پڑا ۔ یہ عوامل ان عہد آفریں اور تاریخ ساز اصلاحات کا سلسلہ ہیں ، جن کے تحت وزیر اعظم پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو نے مالیہ بالکل ختم کر دیا ہے اور قمار بازی اور شراب جیسی لعنتوں پر مکمل پابندی عائد کر دی ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔ ان اہم اقدامات سے موجودہ سال میں آمدنی میں کمی ناگزیر ہوئی ۔ موجودہ مالی سال کے دوران قمار بازی اور شراب نوشی پر پابندی سے 2 کروڑ 18 لاکھ (2,18,00,000) روپے کا جو نقصان ہوا ہے - وہ اگلے مالی سال میں 6 کروڑ 25 لاکھ (6,25,00,000) روپے ہوگا ۔ یہ نقصان صرف 62 کروڑ (62,00,00,000) روپے کے کل صوبائی محاصل کے پیش نظر معمولی نہیں ، تاہم اسے میں قمار بازی اور شراب نوشی ایسی لعنتوں کے قلع قمع میں مضمر فوائد کے پیش نظر ہیچ سمجھتا ہوں ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔ قیام پاکستان کے بعد تقریباً ہر حکومت شراب نوشی بند کرنے کے بلند بانگ دعوے کرتی رہی ۔ لیکن میں یہ کہتے ہوئے فخر و انبساط محسوس کرتا ہوں کہ قمار بازی اور شراب نوشی کی قرار واقعی بندش کا اعزاز عوامی حکومت ہی کو حاصل ہوا جب کہ اس سے پہلے یہ کام محض ارادوں کی حد سے کبھی آگے نہ بڑھ سکا ۔ وزیر اعظم پاکستان نے شبینہ کلبوں ، سرکاری تقریبات وغیرہ میں شراب نوشی بند کر کے اور ہر نوع کی قمار بازی پر پابندی عائد کر کے ایک تاریخی کارنامہ انجام دیا ہے - (نعرہ ہائے تحسین) ۔

4 ۔ جناب والا ۔ جن امور کا اوپر ذکر کیا گیا ہے ، ان کے اثرات رواں مالی سال کے آغاز ہی میں ظاہر ہونے لگے تھے ۔ اس لئے صورت حال کا مقابلہ کرنے اور حکومت کے مالی وسائل کو انتہائی کفالت سے خرچ کرنے کے لئے کئی اقدامات کئے گئے تا کہ جاری اخراجات (Non Development

or Current Expenditure) کے بجٹ میں خسارہ رونما نہ ہو ۔ وزیر اعظم پاکستان کی ہدایت پر میں نے اپنے تمام رفقائے کار سے درخواست کی کہ وہ اخراجات کے معاملے میں پوری احتیاط برتیں اور محکمہ فنانس کو زائد المیزانیہ مصارف کے سلسلے میں ایسا کوئی مطالبہ نہ بھیجیں جس کے ناگزیر ہونے کا انہیں یقین نہ ہو ۔ سیکرٹری مالیات نے بھی دوسرے محکموں کے سربراہ رفقائے کار سے یہی درخواست کی چنانچہ محکمہ فنانس نے تجاویز مصارف کے معائنہ میں سخت محاسبہ اختیار کریں ۔ محصولات کی آورد پر بھی مسلسل نگاہ رکھی گئی اور کسی محصول یا ٹیکس کی وصولیابی میں تخفیف کی صورت میں فوراً متعلقہ محکمہ کے سربراہ سے مشاورت کے بعد ضروری تصحیحی اقدامات کئے جاتے رہے ۔ ہمیں اپنی کاوش کے علاوہ وفاقی حکومت سے بھی بجٹ متوازن کر لینے میں کچھ امداد ملی اس ضمن میں قابل تقسیم ٹیکسوں (Divisible Taxes) میں صوبائی حکومت کے حصہ میں تین کروڑ روپے (3,00,00,000) کا اضافہ اور سیلاب کے سلسلے میں تین کروڑ روپے (3,00,00,000) کا عبوری وفاق امداد خصوصاً قابل ذکر ہے ۔ مختصراً تمام ممکن اقدامات اور وسائل کو مجتمع کر کے ہم رواں مالی سال کے غیر ترقیاتی بجٹ کے نظر ثانی شدہ تخمینوں کو صرف دس لاکھ روپے (10,00,00,000) کی برائے نام فاضل رقم سے متوازن کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں ۔

5 ۔ رواں مالی سال میں صوبہ کے عمومی محصولات (General Revenue Receipts) کا تخمینہ 338 کروڑ 57 لاکھ (3,38,57,00,000) تھا ۔ نظر ثانی شدہ تخمینہ کم ہو کر 336 کروڑ 86 لاکھ (3,36,86,00,000) روپے رہ گیا ہے ۔ محصولات میں در حقیقت 18 کروڑ 29 لاکھ روپے (8,29,00,000) کا اضافہ ہوا جو وسائل میں 20 کروڑ روپے (20,00,00,000) کی کمی ہو جانے کی وجہ سے ایک کروڑ 71 لاکھ روپے (1,71,00,000) کے خسارے میں بدل گیا ۔ بجلی کے محاصل کے بقایا جات کی وصولی ، اسلامی سربراہی کانفرنس اور مغربی پاکستان رینجرز کے مصارف کی باز ادائیگی (Re-imbursment) جو بقدر 13 کروڑ 57 لاکھ روپے (13,57,000,00) تھی ممکن نہ ہو سکی - کپاس کی فصل خراب ہو جانے سے کپاس کی ملنیں

(Cotton Fee) میں تین کروڑ روپے کی کمی ہو گئی ۔ قمار بازی اور شراب نوشی پر پابندی عائد ہونے سے دو کروڑ 18 لاکھ روپے (2,18,00,000) کی آمدنی ختم ہو گئی ۔ سیلاب اور بارشوں سے متاثر ہونے والے کسانوں کو ایک کروڑ 25 لاکھ روپے (1,25,00,000) کے مالیہ و آبیانہ کی معافی دے دی گئی ۔ ابھی میں نے آمدن میں 18 کروڑ 29 لاکھ روپے (18,29,00,000) کے اضافہ کا ذکر کیا تھا ۔ اس میں قابل تقسیم وفاقی ٹیکسوں میں ہمارے حصہ میں تین کروڑ 26 لاکھ روپے (3,26,00,000) کا اضافہ اور سیلاب زدگان کے لیے اور چند دیگر امور کے لئے وفاقی حکومت سے پانچ کروڑ 91 لاکھ روپے (5,91,00,000) کی عبوری امداد بھی شامل ہے ۔ 9 کروڑ 12 لاکھ روپے (9,12,00,000) کا باقاعدہ اضافہ صوبائی محاصل میں ہوا ہے ۔ اس رقم میں تین کروڑ ایک لاکھ (3,01,00,000) آبیانہ کے بقایاجات کے ، ایک کروڑ 90 لاکھ روپے (1,90,00,000) سٹیمپ ڈیوٹی (Stamp Duty) کے ، اور ایک کروڑ تین لاکھ روپے (1,03,00,000) محکمہ زراعت کے محصولات میں اضافہ کے شامل ہیں ۔ محکمہ زراعت کے محاصل میں اضافہ زرعی مشینری اور کھاد کا استعمال بڑھ جانے سے ہوا ۔ باقی ایزاد صوبائی حکومت کی دیگر مساعی کا نتیجہ ہے ۔

جناب والا !

6 ۔ 5 جنوری 1977ء کو وزیر اعظم پاکستان نے مالیہ کے فرسودہ نظام کو یکسر ختم کرنے کا اعلان کیا اور ساتھ ہی یہ فیصلہ کیا کہ 25 ایکڑ تک نہری اور 50 ایکڑ تک بارانی زمین کے مالکان کو انکم ٹیکس کی ادائیگی کی چھوٹ ہوگی اور اس حد سے زیادہ ملکیت رکھنے والے بڑے زمینداروں کو زرعی آمدنی پر انکم ٹیکس ادا کرنا ہوگا ۔

قائد عوام کے اس اقدام سے پنجاب کے تقریباً 97 فیصد کاشتکاروں اور چھوٹے زمینداروں کی مالی حالت میں یقینی بہتری ہوگی اور انہیں محکمہ مال کے بدعنوان عنصر کی دھونس ، دھاندلی اور چیرہ دستی سے آزادی حاصل ہوگی ۔ اللہ سبحانہ، و تعالیٰ کا ارشاد ہے ۔

ویضع عنہم اصرہم و الاغلال التی کانتا علیہم

(یعنی وہ انسانوں کے سر سے وہ تمام بوجھل وزن اتار پھینکے گا جن کے نیچے وہ دبے پڑے تھے اور ان زنجیروں کو توڑ ڈالے گا جن میں وہ جکڑے چلے آ رہے تھے) (نعرہ ہائے تحسین)

اس انتظامی تبدیلی سے جہاں صوبہ کے 76 لاکھ سے زائد کاشتکاروں اور چھوٹے زمینداروں نے خوشی کے شادیانے بجائے اور اطمینان کا سانس لیا وہاں کچھ بڑے زمینداروں نے جن کے تعلقات محکمہ مال کے عملہ سے بہتر ہوتے ہیں، بعض خدشات کا اظہار کیا ہے ۔ اس لئے وفاقی حکومت نے انکم ٹیکس گزار زمینداروں کے لئے مناسب ترغیبات اور آسانیوں کا اہتمام کیا ہے تا کہ وہ بھی زراعتی پیداوار بڑھا کر ملکی معیشت کو مستحکم بنانے میں بھر پور کردار ادا کر سکیں ۔

7 ۔ اس حقیقت کے باوجود کہ بعض ضروری امور کے لئے 14 کروڑ 61 لاکھ روپے (14,61,00,000) زائد المیزانیہ خرچ کرنے پڑے جاری ریونیو مصارف (Non-Development or Current Expenditure) میں مجموعی طور پر صرف اعشاریہ ایک چھ (1.6) فیصد کا انتہائی معمولی اضافہ ہوا ہے ۔ بجٹ کے تخمینہ کی رو سے یہ رقم 345 کروڑ 70 لاکھ روپے (3,45,70,00,000) تھی ۔ نظر ثانی شدہ تخمینہ میں یہ 346 کروڑ 25 لاکھ (3,46,25,00,000) روپے ہو گئی ۔ یہ جاری مصارف کی واقعی ایک نمایاں تحدید ہے ۔ قابل ذکر زائد المیزانیہ تخصیصات میں سیلاب زدگان کی امداد کے لئے 4 کروڑ 85 لاکھ روپے (4,85,00,000) کے تقاوی قرضے بھی شامل تھے جو معاف کر دئے گئے ۔ ایک کروڑ 34 لاکھ روپے (1,34,00,000) میونسپل کمیٹیوں اور کارپوریشنوں کو اپنے شہروں کی ترقی کے لئے بطور امدادی عطیات (Grants-in-aid) دیئے گئے ۔ ایک کروڑ 8 لاکھ روپے (1,08,00,000) عام انتخابات کے لئے ۔ ایک کروڑ 18 لاکھ روپے (1,18,00,000) ضلعی سطح پر انتظامی حکام کی ٹرانسپورٹ کے لئے ۔ 36 لاکھ روپے (86,00,000) مری کہوٹہ کے ترقیاتی ادارہ کے لئے اور ایک کروڑ 5 لاکھ روپے (1,05,00,000) گندم کے لئے امدادی رقم (Subsidy) کے طور پر خرچ کئے گئے ۔

8 ۔ جناب والا ۔ آپ اس حقیقت سے باخبر ہیں کہ 1973ء سے پوری دنیا افراط زر کی گرفت میں ہے ۔ عوامی حکومت نے عام لوگوں کو افراط زر کے اثرات سے محفوظ رکھنے کے لئے مسلسل جدوجہد کی ہے اور اس سلسلے میں کئی اقدامات کئے ہیں ۔ ان میں سے ایک قابل ذکر اقدام یہ ہے کہ حکومت لوگوں کو آٹا فراہم کرنے میں 13 روپے 81 پیسے فی من کی رعایت دے رہی ہے ۔ سال رواں میں اس مد پر 24 کروڑ 40 لاکھ روپے (24,40,00,000) خرچ ہونے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔

9 ۔ جناب والا ۔ پانچ مرلہ سکیم کے ذکر کے بغیر موجودہ مالی سال کے بجٹ کا جائزہ نامکمل رہے گا ۔ وزیر اعظم نے اعلان کیا تھا کہ دیہات کے تمام بے زمین لوگوں کو مکان بنانے کے لئے پانچ مرلہ فی کنبہ کے حساب سے مفت پلاٹ دیئے جائیں گے ۔ اس مقصد کے لئے 76-1975ء کے بجٹ میں دو کروڑ روپے (2,00,00,000) مختص کئے گئے تھے ۔ موجودہ سال کے بجٹ میں اس مد میں تین کروڑ روپے (3,00,00,000) رکھے گئے تا کہ اس سکیم کے تحت پلاٹ دینے کے لئے جہاں سرکاری زمین نہ ہو وہاں بھی زمین خریدی جا سکے ۔ حکومت کو پلاٹوں کے حصول کے لئے 8 لاکھ درخواستیں موصول ہوئیں ۔ اب تک 7 لاکھ 40 ہزار کنبوں کو پلاٹ الاٹ کئے جا چکے ہیں ۔ جن میں سے 6 لاکھ 28 ہزار کنبے قبضہ بھی لے چکے ہیں ۔ (نعرہ ہائے تحسین) امید ہے کہ تمام درخواست دھندگان کو اگلے سال کے شروع تک پلاٹ مل جائیں گے اس مد میں جو رقم اب تک مختص کی گئی ہے اس سے کام چل جائے گا ۔ تا ہم اگر زمین کے حصول کے لئے مزید رقم کی ضرورت پڑی تو اگلے مالی سال کے دوران زائدالمیزانیہ اختصاص کر دیا جائے گا ۔

10 ۔ جناب والا ۔ اب میں ترقیاتی پروگرام کی تفصیلات پیش کرتا ہوں۔ میں نے گزشتہ سال اپنی بجٹ تقریر میں سال رواں کے لئے 228 کروڑ 60 لاکھ روپے کےسالانہ ترقیاتی پروگرام کا اعلان کیا تھا ۔ یہ تخمینہ 191 کروڑ 76 لاکھ روپے (1,91,76,76,00,000) کے قابل حصول وسائل پر مبنی تھا ۔ اس میں ایک کروڑ 97 لاکھ روپے (1,97,00,000) کی صوبہ کی طرف سے فراہمی بھی شامل تھی ۔ جیسا کہ میں نے پہلے وضاحت کی ہے غیر ترقیاتی بجٹ میں جس فاضل رقم کا اندازہ لگایا گیا تھا وہ حاصل نہ ہوسکی تاہم وفاقی حکومت کی

طرف سے کچھ اور رقوم مل جانے پر سالانہ ترقیاتی پروگرام کے لئے 204 کروڑ 74 لاکھ روپے (2,04,74,00,000) مہیا ہوگئے ۔ ان رقوم میں فلور ملنگ کارپوریشن (Flour Milling Corporation) میں صوبائی حکومت کا حصہ سرمایہ سیلاب کے نقصانات کی مرمت و تعمیر ، خوراک کے لئے عارضی ذخیرہ گاہوں کا انتظام ، تحفظ نباتات پروگرام کے تحت کرم کش ادویہ کی خرید وغیرہ کے لئے بغرض خاص امداد شامل ہے ۔

11 ۔ جناب والا ۔ گزشتہ سال سیلاب اور شدید بارشوں نے صوبہ کی معیشت کو شدید نقصان پہنچا ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ طے شدہ سالانہ ترقیاتی پروگرام میں خاصا ردو بدل کرنا پڑا ۔ سیلاب سے سرکاری شعبہ میں جو نقصانات ہوئے ان کو پورا کرنے کے لئے تین چار سالوں میں 63 کروڑ روپے (63,00,00,000) سے زائد رقم درکار ہو گی ۔ سال رواں کے بجٹ میں اس کام کے لئے 31 کروڑ 70 لاکھ روپے (31,70,00,000) فوراً درکار تھے ۔ جو کہ پروگرام میں شامل دوسری سکیموں میں ردو بدل کر کے مہیا کئے گئے ۔

12 ۔ سیلاب کے نقصانات کی مرمت اور تعمیری کام کے لئے رقوم حاصل کرنے اور سالانہ ترقیاتی پروگرام کو حتی‌الوسع وسائل کے مطابق بنانے کے لئے وقتاً فوقتاً سکیموں اور کام کی صورت حال کا متعلقہ محکموں سے مشاورت کے ساتھ جائزہ لیا جاتا رہا ۔ نتیجتاً اب سالانہ ترقیاتی پروگرام 215 کروڑ 42 لاکھ روپے (2,15,42,00,000) کا ہے ۔ اس میں لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی وہ سکیمیں بھی شامل ہیں جو ادارہ نے گزشتہ مالی سال کے آخر میں ایک کروڑ 50 لاکھ (1,50,00,000) کی پیشگی ادا شدہ رقم میں سے مکمل کی جا رہی ہیں ۔ اس طرح وسائل 206 کروڑ 24 لاکھ روپے (2,06,24,00,00) کے ہیں۔ 9 کروڑ 18 لاکھ روپے (9,18,00,000) کا جو فرق ہے وہ صوبہ کے نقد بقایا کے استعمال سے پورا کیا جائے گا ۔

13 ۔ وفاقی حکومت نے حکومت پنجاب کے سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے 1977-78 کے لئے 198 کروڑ 80 لاکھ روپے (1,98,80,00,000) مختص کئے ہیں ۔ وفاقی حکومت نے پرائمری تعلیم کے لئے وفاقی بجٹ میں جو رقم مختص کی ہے اس میں سے پنجاب کو 3 کروڑ 92 لاکھ روپے (3,92,00,000) ملنے

کی توقع ہے 1976ء کے سیلاب سے ہونے والے نقصانات کی تلافی کے لئے خرچ ہونے والی رقوم میں سے 4 کروڑ روپے (4,00,00,000) کی باز ادائیگی (Re-imbursement) بھی متوقع ہے ۔ اس طرح 78-1977ء کے سالانہ ترقیاتی منصوبہ کے لئے 206 کروڑ 72 لاکھ روپے (2,06,72,00,00) فراہم ہوں گے ۔ ہم نے معیشت کو افراط زر کے اثرات سے محفوظ رکھنے کی اشد ضرورت کے پیش نظر یہ فیصلہ کیا کہ جہاں تک ممکن ہو سکے سالانہ ترقیاتی پروگرام کو وسائل کی دستیابی کے مطابق رکھا جائے ۔ اس مقصد کے تحت یہ طے کیا گیا کہ پروگرام میں کوئی نئی سکیم شامل نہ کی جائے سوائے کسی ایسی سکیم کے جس کے اخراج سے کسی محکمہ کی پیش رفت پر ناقابل تلافی اثر پڑے ۔ ہمارے پیش نظر ایک اور راہ نما اصول بھی تھا جو قومی سطح پر طے پایا ۔ وہ یہ کہ پرائمری تعلیم اور دیہی صحت کے پروگرام (Rural Health Programme) کو خصوصی اہمیت دی جائے ۔ ان اصولوں کی روشنی میں اگلے سال کا ترقیاتی پروگرام 225 کروڑ روپے (2,25,00,00,000) کا بنایا گیا ہے ۔ امید ہے کہ اس طرح جاری سکیموں کو بھی تحفظ مل جائے گا ۔ اور ضروری نئے پروگرام بھی شروع کئے جا سکیں گے ۔

14 ۔ جناب والا ۔ یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ ہماری معیشت بڑی حد تک زرعی معیشت ہے ۔ مجموعی قومی پیداوار میں غالب حصہ زراعت ہی کا ہے ۔ اس کے باوجود ہمیں اکثر قلت اناج کے مسئلہ سے دو چار ہونا پڑا اور معیشت کے شہری اور دیہی شعبوں میں عدم توازن بڑھتا رہا ۔ چنانچہ ہم نے اپنی تمام مساعی خوراک میں خود کفیل ہونے کے لئے وقف کر دیں اور دیہی عوام کو مفید روزگار فراہم کرنے کی کوشش کی ۔ یہ مقصد اسی صورت میں پورا ہو سکتا تھا کہ زراعت کی ترقی کو سب سے زیادہ اہمیت دی جائے ۔ اور ایسے منصوبے شروع کئے جائیں جو اس شعبہ میں ہمہ جہتی ترقی کا باعث بنیں ۔ ان مقاصد کے پیش نظر اگلے سال کا سالانہ ترقیاتی پروگرام کا 20 فیصد حصہ زراعت کے لیے مختص کیا گیا ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔ اور اس مد میں 45 کروڑ 9 لاکھ روپے (45,09,00,000) کی رقم رکھی گئی ہے ۔ یہ رقم موجودہ مالی سال میں مختص شدہ رقم 36 کروڑ 19 لاکھ روپے

(36,19,00,000) سے 24 اعشاریہ 6 فی صد زیادہ ہے ۔ کاشتکاروں کو انتہائی رعایتی نرخوں (Subsidized Rates) پر بیج وغیرہ مہیا کرنے کا منصوبہ برقرار رکھا گیا ۔ کاشتکاروں کو ڈیزل ٹیوب ویل لگانے میں مدد کے طور پر موجودہ بجٹ میں تین کروڑ 60 لاکھ روپے (3,60,00,000) مختص کئے گئے تھے ۔ 77-1976ء کے نظر ثانی شدہ تخمینہ میں ایک کروڑ 25 لاکھ روپے (1,25,00,000) گندم کے بیج رعایتی نرخ پر فراہم کرنے کے لئے رکھے گئے تھے ۔ سال رواں کے نظر ثانی شدہ پروگرام میں تحفظ نباتات (Plant Protection) کے لئے درکار کرم کش ادویہ ، چھڑکاؤ کے آلات و مشینوں وغیرہ کے لئے 10 کروڑ 75 لاکھ روپے (10,75,00,000) مختص کئے گئے ہیں ۔ تحفظ نباتات کا سامان کسانوں کو 50 فی صد رعایتی قیمت پر دیا جاتا ہے یہ امدادی رقوم تقریباً 25 کروڑ روپے کی اس رقم کے علاوہ ہیں جو وفاقی بجٹ سے کھاد کی قیمت پر رعایت (Subsidy on Fertilizer) دینے کے لئے پنجاب کے حصہ میں آئی ۔ رواں سال میں جو کام پایہ تکمیل کو پہنچے ان میں سے چند ایک کی تفصیل یہ ہے ۔ تحفظ نباتات کی کارروائی کے تحت 47 لاکھ 75 ہزار ایکڑ مختلف النوع فصلوں پر زمینی چھڑکاؤ کیا گیا ۔ 32 لاکھ 19 ہزار ایکڑ رقبہ میں ہوائی جہازوں سے چھڑکاؤ کیا گیا ۔ 58 سو امدادی ڈیزل ٹیوب ویل لگائے گئے ۔ گندم ، کپاس ، دھان اور دوسری اجناس کے اعلیٰ اقسام کے 22 لاکھ 24 ہزار من بیج حاصل کئے گئے ۔ ہم نے زرعی پیداوار بڑھانے کے لئے جو مساعی کیں وہ رنگ لائیں ۔ اس سال 13 لاکھ 11 ہزار ٹن دھان پیدا ہوا ۔ اس سے پہلے اتنا دھان کبھی پیدا نہیں ہوا ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔ اس سال گندم کی پیداوار حالیہ 65 لاکھ ٹن کے اندازہ سے کہیں زیادہ ہوتی اگر بارانی علاقوں میں بر وقت بارشیں ہو جاتیں ۔ اور مارچ ہی میں معمول سے زیادہ گرمی نہ پڑتی اور پھر کٹائی کے وقت بے وقت بارشیں نہ ہو جاتیں ۔

15 ۔ جناب والا ۔ گزشتہ تین سال سے ہماری کپاس کی فصل بے وقت شدید بارشوں کا شکار ہو رہی ہے ۔ اندازہ تھا کہ اس سال کپاس کی پیداوار 27 لاکھ گانٹھ ہوگی ۔ لیکن بدقسمتی سے صرف 15 لاکھ 29 ہزار گانٹھ کپاس تیار ہوئی ۔ کپاس کو ہماری معیشت میں جو اہمیت حاصل ہے وہ محتاج بیان

نہیں ، چنانچہ ہم فطرت کی نیرنگیوں سے حوصلہ ہارنے کی بجائے کپاس کی پیداوار بڑھانے کی جدو جہد تیز تر کر رہے ہیں ۔ جس طرح عرفی نے مصیبتوں کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنے شعر میں کہا ہے ۔

نوارا تلخ ترمی زن چو ذوق نغمہ کم یابی
حدی را تیز ترمی خواں چو محمل را گراں بینی

ولائتی اور دیسی کپاس کی زیادہ پیداوار دینے والی اقسام دریافت کر لی گئی ہیں ۔ کپاس کی پیداوار بڑھانے کے لئے خاص مہم شروع کی گئی ہے جو 78-1977 کے دوران بھی جاری رہے گی ۔ اعلیٰ قسم کی کپاس کا دس لاکھ من بیج حاصل کر لیا گیا ہے ۔ یہ بیج کاشتکاروں میں تقسیم کیا جائے گا ۔ کھاد اور کرم کش ادویہ بھی کافی مقدار میں حاصل کر لی گئی ہیں ۔ جو رعایتی نرخوں پر مہیا کی جا رہی ہیں ۔ گزشتہ سال کپاس کی فصل کے 10 فی صد رقبہ پر کرم کش دواؤں سے چھڑکاؤ کیا گیا تھا ۔ آئندہ سال 30 فی صد رقبہ کو چھڑکاؤ سے مؤثر تحفظ مہیا کیا جائے گا ۔ کسانوں کو پچاس فی صد رعایت پر چھڑکاؤ کے آلات اور ڈرلوں کی فراہمی جاری رکھی جائے گی ۔ جدید زرعی طریقہ ہائے کار کی توسیع پر مامور کارکن (Extension Workers) کی تربیت کے لئے خصوصی ریفریشر کورس (Refresher Courses) چلانے کا اہتمام کیا گیا ہے ۔ یہ کارکن کاشتکاروں کو کپاس کی کاشت اور کیڑوں مکوڑوں کو تلف کرنے کے بہترین طریقے بھی سکھائیں گے ۔ ہمیں امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ان اقدامات سے کپاس کی پیدا وار اطمینان بخش حد تک بڑھ جائے گی ۔

16 ۔ جناب والا ۔ 78-1977ء کے دوران زراعت کے شعبہ میں یہ اہم منصوبے مکمل کئے جائیں گے ، 68 لاکھ 23 ہزار ایکڑ رقبہ پر پھیلی ہوئی فصلوں پر زمینی چھڑکاؤ کیا جائے گا ۔ اعلیٰ قسم کا 23 لاکھ 63 ہزار من بیج حاصل کیا جائے گا ۔ اس میں گندم کا 12 لاکھ من اور کپاس کا دس لاکھ من بیج بھی شامل ہے ۔ 5 لاکھ 49 ہزار ٹن کھاد تقسیم کی جائے گی ۔ ایک ہزار ڈیزل ٹیوب ویل نصب کرنے کے لئے مالی امداد دی جائے گی ۔

جو کسان ٹریکٹر خریدنے کی استعداد نہیں رکھتے ان کو کرایہ پر دینے کے لئے 150 ٹریکٹر خریدے جائیں گے ۔

17 ۔ آئندہ سال کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں 10 کروڑ 82 لاکھ روپے (10,82,00,000) عوامی تعمیراتی (پیپلز ورکس) پروگرام کے لئے رکھے گئے ہیں ۔ اس میں سے 5 کروڑ 88 لاکھ روپے (5,88,00,000) 258 میل لمبی سڑکوں کو پختہ بنانے پر خرچ ہونگے ۔ عالمی خوراک پروگرام (World Food Programme) کے تحت تیار شدہ 316 میل لمبی کچی سڑکوں پر اینٹیں بچھائی جائیں گی ۔ ایک کروڑ روپے (1,00,00,000) عملے کی تنخواہوں اور دوسرے انتظامی مصارف کی مد میں خرچ ہوں گے ۔ تعلیم بالغاں کے دس ہزار مراکز کے لئے 46 لاکھ 15 ہزار روپے (46,15,000) مختص کئے ہیں ۔ عالمی خوراک پروگرام کے تحت ضلع جہلم میں شروع ہونے والے ہوگے ھاؤ پائلٹ پراجیکٹ پر 10 لاکھ 65 ہزار روپے (10,65,000) خرچ ہوں گے ۔ مربوط دیہی ترقیاتی پروگرام کے تحت جاری 38 منصوبوں پر 76 لاکھ روپے خرچ ہوں گے ۔ باقی ماندہ 2 کروڑ 61 لاکھ روپے (2,61,00,000) کی سکیموں کے بارے میں پنجاب پیپلز ورکس کونسل فیصلہ کرے گی ۔ جس میں پسماندہ اضلاع کو ترجیح دی جائے گی ۔

18 ۔ جناب والا ۔ صنعتوں اور ترقی معدنیات کے شعبہ کے لئے 8 کروڑ 59 لاکھ روپے (8,59,00,000) مختص کئے گئے ہیں ۔ اس رقم میں سے 6 کروڑ 5 لاکھ روپے (6,05,00,000) پنجاب صنعتی ترقیاتی بورڈ پر خرچ ہوں گے یہ بورڈ بہاولپور ، ڈیرہ غازی خان ، ہڑپہ اور جھنگ میں کپڑا تیار کرنے کی چار ملیں اور پسرور ، پتوکی ، کمالیہ ، گوجرہ ، سمندری ، ڈیرہ غازی خان اور بہاولپور میں چینی کے چھ کارخانے قائم کرنے کا کام جاری رکھے گا ۔ ایک کروڑ بیس لاکھ روپے (1,20,00,000) پنجاب کی چھوٹی صنعتوں کی کارپوریشن کے لئے ہیں ۔ یہ رقم لائل پور ، جہلم ، گوجرانوالہ میں چھوٹی صنعتوں کی گوجرانوالہ ماڈل ٹیننگ اینڈ فٹ ویئر سنٹر (Model Tanning and Foot-wear Center) اور گجرات میں انسٹی ٹیوٹ آف سرامکس (Institute of Ceramics) پر خرچ ہوگی ۔ کارپوریشن دیہی مزدوروں کو قرضوں اور تربیت کی

سہولتیں بھی فراہم کرے گی ۔ معدنی ترقیاتی کارپوریشن پنجاب کے لئے 80 لاکھ روپے (80,00,000) مختص کئے گئے ہیں ۔ یہ کارپوریشن جن منصوبوں کو عملی جامہ پہنائے گی وہ یہ ہیں ۔ ضلع میانوالی میں پائے خیل کے مقام پر ڈولو مائٹ (Dolomite) کی فراہمی کو ترقی دینا ۔ خطہ نمک (Salt Rang) میں معدنیات کی تلاش و ترقی ، ضلع جہلم میں (Dhariala Brine) اور اضلاع ڈیرہ غازی خان و میانوالی میں معدنیات والے علاقوں کا جائزہ اور معدنیات کی تلاش ۔

19 ۔ جناب والا ۔ 1976-77ء کے نظر ثانی شدہ تخمینوں میں شعبۂ آب (Irrigation Deptt.) کے لئے 27 کروڑ 9 لاکھ روپے (27,09,00,000) مختص ہوئے ۔ اس رقم میں سے 97 لاکھ روپے (97,00,000) واپڈا نے زمین اور سطح پر پانی کی تلاش و تحقیق پر خرچ کئے ۔ 26 کروڑ 12 لاکھ روپے (26,12,00,000) شعبۂ آبپاشی نے خرچ کئے ۔ سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے 1977-78 میں شعبہ آب کے لئے 12 کروڑ 88 لاکھ روپے (12,88,00,000) مختص کئے گئے ہیں ۔ شعبہ آب کے لئے کم رقم مختص کرنے کی وجہ یہ نہیں ہے کہ ہم نے اس دفعہ اس شعبہ کو زیادہ اہمیت نہیں دی ، سبب یہ ہے کہ ایک وفاقی سیلاب کمیشن قائم ہو چکا ہے اور اب سیلاب سے بچاؤ کی طویل مدت کی تمام سکیموں پر وفاقی سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت عمل درآمد ہوگا حکومت پنجاب نے اس سلسلے میں وفاقی سیلاب کمیشن کو 33 کروڑ روپے (33,00,00,000) کا ایک پروگرام ارسال کر دیا ہے ۔ امید ہے کہ وفاقی حکومت اپنے بجٹ میں سیلاب کمیشن کے لئے جو رقم مختص کرے گی ۔ اس میں سے ہماری سکیم کے لئے بھی معقول رقم دی جائے گی ۔ آئندہ مالی سال کے لئے 12 کروڑ 88 لاکھ روپے (12,88,00,000) کی جو رقم مختص کی گئی ہے اس میں سے ایک کروڑ 25 لاکھ روپے (1,25,00,000) واپڈا پانی سے متعلق عام تحقیقات کی جاری سکیموں پر خرچ کرے گا ۔ 11 کروڑ 63 لاکھ روپے (11,63,00,000) شعبہ آب رسانی کی جاری اور ضروری نئی سکیموں پر خرچ ہوں گے ۔ شعبہ آب رسانی کے پروگرام میں جاری منصوبوں کی تکمیل کو سب سے زیادہ اہمیت دی گئی ہے تا کہ ہر سکیم سے کم وقت میں سود مند نتائج

جائیں - علاوہ ازیں خراب شدہ ٹیوب ویلوں کی تجدید اور عالمی خوراک پروگرام کے تحت امداد سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنے کی سعی کی جائے گی -

20 - جناب والا - رواں مالی سال کے بجٹ میں سڑکوں اور پلوں کی سکیموں کے لئے 36 کروڑ 38 لاکھ روپے (36,38,00,000) مختص کئے گئے تھے - نظر ثانی شدہ پروگرام میں یہ رقم بڑھا کر 39 کروڑ 22 لاکھ روپے (39,22,00,000) کر دی گئی تا کہ سیلاب کے نقصانات کی مرمت اور تعمیر کا کام ہو سکے - جاری سکیموں کی تکمیل اور سڑکوں کی حالت بہتر بنانے کو ترجیح دی گئی - شاہراہوں کا شعبہ (Highway Department) رواں مالی سال کے آخر تک اسی (80) سکیمیں مکمل کر لے گا - ان میں سیلاب کی تباہ کاریوں کی مرمت اور تعمیر نو کی پچاس (50) سکیمیں بھی شامل ہیں - رواں سال میں جو سکیمیں مکمل کی جائیں گی ان میں سے چند اہم سکیمیں یہ ہیں - وزیر آباد کے قریب دریائے چناب پر نئے پل کی تعمیر - شکر گڑھ، کوٹ نیناں روڈ، کلاس والا، کلر والا، قلعہ صوبہ سنگھ روڈ، سیدا پھیرو والا، وریام روڈ، ساھیوال - فاروقا روڈ کی تعمیر، ڈیرہ غازی خان، ڈیرہ اسماعیل خان روڈ پر "سانگھوڑ" نالہ پر پل اور آب رو کی تعمیر - لائلپور، سمندری، وجانہ روڈ، عارف والا، بورے والا روڈ، مظفر گڑھ، کرم داد قریشی روڈ کی توسیع و مرمت -

1977-78ء کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شاہراہوں کے شعبہ کے لئے 32 کروڑ روپے (32,00,00,000) مختص کئے گئے ہیں - یہ رقم سڑکوں اور اور پلوں کی تعمیر پر خرچ ہوگی - اس رقم سے جو اہم منصوبے مکمل کئے جائیں گے، ان میں ایک سو میل لمبی سڑکوں کی تعمیر اور ڈیڑھ سو میل لمبی سڑکوں کو بہتر بنانے کے منصوبے بھی شامل ہیں - سیلاب کی تباہ کاریوں کے ازالہ کا سلسلہ بھی جاری رہے گا - ہم نے وسائل متعدد نئے کاموں پر بکھیرنے کی بجائے موجودہ جاری کاموں کے لئے مختص کئے ہیں - تاکہ یہ کام جلد از جلد پایہ تکمیل تک پہنچ سکیں - اس لئے آئندہ سال کے ترقیاتی

پروگرام میں سڑکوں اور پلوں کے شعبہ سے متعلق نئی سکیمیں شامل نہیں کی گئیں ۔

21۔ جناب والا ۔ نظر ثانی شدہ سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے 77-1976 میں رہائشی سکیموں کے شعبہ کے لئے 17 کروڑ 49 لاکھ (17,49,00,000) روپے مختص کئے گئے ۔ اس رقم میں سے 7 کروڑ 85 لاکھ (7,85,00,000) روپے ہاؤسنگ اور فزیکل پلاننگ (Housing & Physical Planning) کا محکمہ رہائشی علاقوں کی تیاری اور مکانات کی 65 سکیموں پر خرچ کرے گا ۔ ان میں سے دس سکیمیں رواں مالی سال میں مکمل ہو جائیں گی اور 15 ہزار رہائشی پلاٹ تیار ہو جائیں گے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔ نظر ثانی شدہ سالانہ ترقیاتی پروگرام میں لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے لئے 8 کروڑ 9 لاکھ روپے (8,09,00,0 0) اس مد کے تحت رکھے گئے تھے اس رقم سے رہائشی علاقوں کی تیاری اور مکانات کی (8) سکیمیں مکمل کی جا رہی ہیں ۔ ان میں سے ایک 16 سو ایکڑ سکیم دوسرے مرحلہ میں ہے ۔ رواں مالی سال کے آخر تک 6500 پلاٹ تیار ہو جائیں گے ۔ علاوہ ازیں 440 فلیٹ بھی مکمل ہو جائیں گے ۔ لائلپور کے فیکٹری ایریا میں 12 ہزار کنبے کچی آبادیوں میں ناگفتہ بہ حالات میں رہ رہے تھے ۔ وزیر اعظم کے حکم پر ایریا ڈویلپمنٹ سکیم (Area Development Scheme) چک نمبر 223 آر-بی میں ساڑھے سات ہزار تعمیر شدہ مکانات مہیا کرنے کی سکیم تیار کی گئی ۔ ان مکانات کی تعمیر کا کام نیشنل کنسٹرکشن کمپنی (N .C. C.) کو سونپا گیا ہے اور اسے ہدایت کی گئی کہ وہ یہ کام دو سال میں مکمل کر لے ۔ توقع ہے کہ رواں مالی سال کے آخر تک 1800 مکانات تیار ہو جائیں گے ۔ جن لوگوں کو یہ مکانات دیئے جائیں گے ان سے صرف لاگت وصول کی جائے گی ۔ اور اس سلسلے میں ان کو ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن (House Building Finance Corporation) سے قرضہ کے حصول کی سہولتیں مہیا کی جائیں گی ۔ باقی ماندہ کنبوں کو لائلپور کی دوسری رہائشی سکیموں میں پلاٹ دیئے جا رہے ہیں ۔

22۔ جناب والا ۔ اگلے مالی سال کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں اس مد میں 14 کروڑ ایک لاکھ روپے (14,01,00,000) رکھے گئے ہیں ۔ اس میں سے

8 کروڑ 69 لاکھ روپے (8,69,00,000)، ہاؤسنگ اور فزیکل پلاننگ کے محکمہ کی سکیموں پر خرچ ہونگے ۔ 2 کروڑ 80 لاکھ روپے (2,80,00,000) لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے پروگرام کے لئے مختص کئے گئے ہیں ۔ ادارہ جات ترقیات لائلپور و ملتان کے پروگراموں کے لئے علی الترتیب ایک کروڑ 47 لاکھ روپے (1,47,00,000) اور 78 لاکھ روپے (78,00,000) مختص کئے گئے ہیں ۔ ہاؤسنگ اور فزیکل پلاننگ کا محکمہ اگلے مالی سال کے دوران رہائشی علاقوں کی تیاری کی 25 سکیمیں مکمل کرے گا ۔ اور اس طرح 16 ہزار رہائشی پلاٹ تیار ہو جائیں گے ۔ ادارہ ترقیات لاہور کی بیشتر سکیمیں 78-1977ء کے آخر تک مکمل ہو جائیں گی اور 12 ہزار پلاٹ الاٹمنٹ کے لئے تیار ہو جائیں گے ۔ علاوہ ازیں کم آمدنی والے لوگوں کے لئے چار ہزار فلیٹ اور ساڑھے تین ہزار کوارٹر تیار ہو جائیں گے ۔ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی فیصل ٹاؤن سکیم میں بیرون ملک رہنے والے پاکستانیوں کے لئے 146 پلاٹ اور 178 تعمیر شدہ مکانات فراہم کئے گئے ہیں ۔ ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی 78 لاکھ روپے (78,00,000) سے رہائشی علاقوں کی تیزی کی تین سکیموں کو عملی جامہ پہنائے گی ۔ لائلپور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے لئے مختص شدہ ایک کروڑ 74 لاکھ روپے (1,74,00,000) کا زیادہ تر حصہ فیکٹری ایریا کی کچی آبادی کے مکینوں کو دوسری جگہ پر منتقل کرنے کے لئے رہائشی سکیموں پر خرچ ہوگا ۔

23 ۔ جناب والا ۔ کم آمدنی والے لوگوں کے لئے رہائشی سہولتوں کی فراہمی کی ضرورت عوامی حکومت شدت سے محسوس کرتی ہے ۔ شہری علاقوں میں بہت سے لوگ کچی آبادیوں میں رہتے ہیں ۔ اس پر مستزاد یہ کہ ان کے سروں پر بیدخلی کی تلوار مسلسل لٹکتی رہتی ہے ۔ پاکستان کی تیس سالہ تاریخ میں پہلی بار ان لوگوں کی حالت کو بہتر بنانے کے لئے مثبت اقدامات کئے گئے ہیں ۔ وزیر اعظم کی ہدایت کے مطابق رواں مالی سال اور آئندہ مالی سال کے سالانہ ترقیاتی پروگراموں میں اس مد کے تحت خاص رقم مہیا کی گئی ہے ۔ اس رقم سے زمینیں خرید کر حقوق ملکیت کچی آبادیوں کے مکینوں کو منتقل کر دیئے جائیں گے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔ اس مقصد کے لئے کل 21 کروڑ روپے (21,00,00,000) درکار ہیں ۔ رواں مالی سال کے لئے ثقافی شعبہ

پروگرام میں اس مقصد کے لئے سولہ تین کروڑ روپے رکھے گئے ہیں - جو لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی اور لائلپور ڈویلپمنٹ اتھارٹی خرچ کریں گی - باقی ماندہ 17 کروڑ 15 لاکھ روپے (17,75,00,000) 1977-78ء کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں رکھے گئے ہیں - اس میں سے 4 کروڑ 14 لاکھ روپے لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی اور لائلپور ڈویلپمنٹ اتھارٹی استعمال میں لائیں گی - باقی ماندہ 13 کروڑ 61 لاکھ روپے (13,61,00,000) دوسری میونسپل کارپوریشنوں اور کمیٹیوں کو ملیں گے - ہر کچی آبادی کے لئے نقشے تیار کئے جا رہے ہیں - جن کے مطابق کچی آبادیوں کے مکینوں کو زمین کی خرید پر اصل خرچ کے حساب سے بلا منافع قیمت پر حقوق ملکیت دیئے جائیں گے - (نعرہ ہائے تحسین)۔

24۔ جناب والا - 1976-77ء کے نظر ثانی شدہ پروگرام میں دیہات میں فراہمی آب کی 136 سکیموں اور نکاسی آب کی 25 سکیموں کے لئے 5 کروڑ 14 لاکھ روپے (5,14,00,000) مختص کئے گئے - سال رواں میں فراہمی آب کی 68 سکیمیں مکمل ہو جائیں گی - جن سے پانچ لاکھ دس ہزار کی آبادی کو فائدہ پہنچے گا - اس طرح اس سال نکاسی آب کی 5 سکیمیں بھی مکمل ہو جائیں گی - جن سے 35 ہزار کی آبادی کو فائدہ پہنچے گا - 1977-78ء کے بجٹ میں اس مد میں 8 کروڑ 60 لاکھ روپے (8,60,00,000) رکھے گئے ہیں - اس رقم سے فراہمی آب و نکاسی آب کی 94 جاری سکیمیں مکمل کی جائیں گی - فراہمی آب کی 47 اور نکاسی آب کی 13 سکیمیں اگلے سال مکمل ہو جائیں گی - جن سے بالترتیب 3 لاکھ 36 ہزار اور 1 لاکھ 5 ہزار عوام کو فائدہ پہنچے گا - شہروں میں فراہمی آب کی سکیموں کے لئے سالانہ ترقیاتی پروگرام 1977-78ء میں 27 کروڑ 14 لاکھ روپے (27,14,00,000) مختص کئے گئے ہیں - واٹر اینڈ سینی ٹیشن ایجنسی لاہور (Water & Sanitation Agency) اس رقم میں سے 15 کروڑ (15,00,00,000) روپے Greater Water Supply and Drainage Project کے دوسرے مرحلہ پر خرچ کرے گی - ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو فراہمی و نکاسی آب کے جامع منصوبہ کے لئے 2 کروڑ 35 لاکھ روپے (2,35,00,000) مختص ہوئے ہیں - (Greater Lyallpur Water Supply, Sewerage & Drainage Project) کے منصوبے کے لئے

3 کروڑ 45 لاکھ روپے (3,45,00,000) مختص کئے گئے ہیں ۔ یہ کام لائلپور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے سپرد ہے ۔ باقیماندہ 6 کروڑ 34 لاکھ روپے (6,34,00,000) سے پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کا محکمہ شہروں میں فراہمی' آب کی 23 اور نکاسی' آب کی 26 سکیموں کو عملی جامہ پہنائے گا ۔ ان سکیموں سے 17 لاکھ 23 ہزار عوام کو فائدہ پہنچے گا ۔

25 ۔ جناب والا ۔ عوامی حکومت کی یہ کاوش رہی ہے کہ فرد کی اخلاقی اور معاشرتی اقدار کا احیا و تجدید کر کے عوام کو ایک بہتر اجتماعی اور جمہوری زندگی کے قابل بنایا جائے ۔ حکومت اس مقصد کے حصول کے لئے تعلیم ہی کو موثر ترین ذریعہ سمجھتی ہے ۔ حکومت اس مقصد کو کتنا عزیز رکھتی ہے اور اس سلسلے میں کس قدر خلوص نیت سے کام کر رہی ہے ، اس کا اندازہ اس رقم سے ہوتا ہے جو 78-1977ء کے بجٹ میں تعلیم کے لئے مختص کی گئی ہے ۔ تعلیم کی مد میں 135 کروڑ 44 لاکھ روپے (35,44,00,000,-) رکھے گئے ہیں ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔ اس میں سالانہ ترقیاتی پروگرام میں رکھی گئی 15 کروڑ 76 لاکھ روپے (15,76,00,000) کی رقم بھی شامل ہے ۔ صوبہ کے کسی اور شعبہ کے لئے اتنی رقم مختص نہیں کی گئی ۔ تعلیم کے شعبہ میں اگلے سال کے ترقیاتی پروگرام میں یہ حکمت عملی رکھی گئی ہے کہ دستیاب وسائل کو کئی ایک منصوبوں کے لئے چھوٹی چھوٹی رقوم میں بکھیر دینے کے بجائے موجودہ سہولتوں کو مکمل اور ازبس کارآمد بنایا جائے ۔ پرائمری تعلیم کو حسب معمول زیادہ ترجیح اور اہمیت دی گئی ہے تا کہ 1982ء تک تمام لڑکوں اور 1987ء تک تمام لڑکیوں کو خواندگی کی اہمیت حاصل ہو جانے کا مقصد پورا ہو جائے ، تعلیم کے لئے زیادہ سے زیادہ رقم مختص کر دینے کے باوجود سازو سامان' کتابوں اور فرنیچر کی کمی کو بہر حال پورا نہیں کیا جا سکتا ۔ چنانچہ یہ بھی تجویز کیا گیا ہے کہ دریں اثنا اوقات کار بڑھا کر موجودہ سہولتوں سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا جائے اور اس طرح تعلیمی پروگرام کو زیادہ موثر بنایا جائے ۔ موجودہ سہولتوں کی تکمیل اور استواری کی حکمت عملی کے مطابق آئندہ مالی سال کے دوران زیادہ نئے تعلیمی اداروں کا قیام تجویز نہیں کیا گیا ۔ تعلیمی پالیسی

کے ہدف کے مطابق عام خواندگی کی منزل تک جلد پہنچنے کے لئے صرف پانچ سو نئے پرائمری سکول قائم کئے جائیں گے - پندرہ سو موجودہ پرائمری سکولوں کی تکمیل کے لئے رقم مختص کی گئی ہے ، 478 پرائمری سکول سیلاب سے متاثر ہوئے ہیں - ان سکولوں کے لئے ساز و سامان کی فراہمی کا اہتمام بھی کیا گیا ہے - ثانوی تعلیم کی سطح پر 51 ہائی سکول 120 مڈل سکولوں اور 19 انٹرمیڈیٹ کالجوں کی عمارتوں کی تعمیر کا کام جاری رہے گا - 367 مڈل اور ہائی سکولوں کو ساز و سامان مہیا کیا جائے گا - ہماری تعلیمی پالیسی کا ایک اہم مقصد یہ بھی ہے کہ ہم اپنے نوجوانوں کو روایتی انداز کے بجائے تکنیکی مہارت بھی پیدا کریں تا کہ وہ تحصیل سند کے فوراً بعد مناسب روزگار حاصل کر سکیں یا خود کما سکیں اور ساتھ ہی ساتھ ہماری زراعت اور صنعت کے لئے تربیت یافتہ افراد کی ضرورت بھی پوری ہوتی رہے - چنانچہ گزشتہ سال مڈل اور ہائی سکولوں میں زرعی و تکنیکی کلاسوں کا اجرا کیا گیا تھا - اس پروگرام کے تحت اگلے سال کے دوران 180 زرعی و تکنیکی ورکشاپس کی تعمیر کا کام جاری رہے گا - علاوہ ازیں 202 سکولوں کو زرعی و تکنیکی سامان مہیا کیا جائے گا - چھ پولی تکنیک اداروں کو تکنیکی کالجوں میں تبدیل کرنے کا کام جاری رہے گا - پانچ پیشہ ورانہ اداروں اور چار کمرشل اداروں کی تعمیر بھی جاری رہے گی - سکولوں ، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے طلبا کو وظائف دینے کے لئے دو کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں -

26 - جناب والا - اگلے مالی سال کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں محکمہ صحت کے لئے 16 کروڑ 37 لاکھ روپے (16,37,00,000) مختص کئے گئے ہیں ہم نے دیہی صحت کے پروگرام کو خصوصی اہمیت دی ہے - اس سلسلے میں دیہی مراکز صحت، 37 بنیادی صحت یونٹوں کی تکمیل اور 175 نئے صحت یونٹوں کی تعمیر کا اہتمام کیا گیا ہے - ایک سو صحت یونٹوں کی جاری سکیموں پر عملدرآمد جاری رہے گا - تحصیل کی سطح پر ہسپتالوں میں چودہ جاری سکیمیں مکمل کرنے کا کام بھی ہوتا رہے گا - ان کی تکمیل سے تحصیل کی سطح پر ہسپتالوں میں 760 بستروں کا اضافہ ہو جائے گا - شیخوپورہ، سیالکوٹ، مظفر گڑھ اور ساہیوال میں ضلعی صدر مقامات پر واقع ہسپتالوں کی

عمارتوں کی تعمیر مکمل کی جائے گی ۔ کیمبلپور ہسپتال میں 36 بستروں کے تپ دق وارڈ کی تعمیر بھی جاری رہے گی ۔ وزیر اعظم کی ہدایت پر میو ہسپتال لاہور میں جدید ترین سہولتوں کی فراہمی کا کام شروع کیا گیا ہے ۔ اس سلسلے میں ایک آرتھوپیڈک (Orthopaedic Block) بلاک ، ایک فزیو تھریپی بلاک (Physiotheraphy Block) اور ایک حادثاتی بلاک (Casualty Block) کی تعمیر شروع کی گئی ہے ۔ اُمید ہے کہ اگست 1977ء کے آخر تک آرتھوپیڈک ، فزیوتھراپی اور بحالی بلاک تیار ہو جائیں گے ۔ اگلے مالی سال کے دوران حادثاتی واڈ بھی بن جائے گا ۔ تدریسی ہسپتالوں میں بعض منصوبوں پر عملدرآمد جاری رہے گا ۔ ان منصوبوں میں میو ہسپتال لاہور میں آئی وارڈ (Eye ward) ، لیڈی ولنگٹن ہسپتال لاہور ، لاہور جنرل ہسپتال ، نشتر ہسپتال ملتان اور پنجاب میڈیکل کالج لائلپور سے ملحق ہسپتال کی تعمیر شامل ہیں ۔ قائد اعظم میڈیکل کالج بہاولپور اور پنجاب میڈیکل کالج لائلپور کی بعض عمارتوں کی تعمیر بھی جاری رہے گی ۔ ضلعی ہسپتال میں لیڈی ہیلتھ وزیٹرز (Lady Health Visitors) اور نرسوں کی تربیت کا سلسلہ جاری رکھا جائے گا ۔

27 ۔ جناب والا ۔ اب میں 78-1977ء کے غیر ترقیاتی بجٹ کی طرف آتا ہوں ۔ بجٹ میں شامل میں تجاویز کی تفصیل عرض کرنے سے پیشتر میں ایوان کو یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ غیر ترقیاتی بجٹ قومی سطح پر کئے گئے بعض اہم فیصلوں سے خاصا متاثر ہوا ہے ۔ مالیہ کے خاتمہ اور قمار بازی و شراب نوشی پر پابندی سے صوبہ کو اگلے مالی سال کے دوران 15 کروڑ روپے (15,00,00,000) کا نقصان ہوگا ۔ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں ، الاؤنسوں اور سرکاری پنشن کی شرحوں میں حالیہ اضافہ سے حکومت کے مصارف میں 58 کروڑ 5 لاکھ روپے (58,05,00,000) کا اضافہ ہوگا ۔ صوبائی رابطہ کمیٹی نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ انسداد ملیریا کا پروگرام صوبائی حکومت کے سالانہ ترقیاتی پروگرام کی بجائے غیر ترقیاتی بجٹ میں شامل کیا جائے ۔ اس فیصلہ سے ہمارے 78-1977ء کے غیر ترقیاتی بجٹ میں 3 کروڑ روپے (3,00,00,000) کا اضافہ ہوگا ۔ صوبائی حکومت سالانہ ترقیاتی پروگرام کے لئے ہر سال وفاقی

حکومت بھی قرضہ لیتی ہے ۔ اس قرضہ پر 10 اعشاریہ سات پانچ (10.75) فیصد شرح سے سود واجب الادا ہے ۔ چنانچہ اگلے سال صوبہ کو قرضہ اور سود کی ادائیگی کی مد میں 21 کروڑ روپے زائد خرچ کرنے پڑیں گے ۔ ان تمام اقدامات اور فیصلوں کے نتیجہ میں صوبہ کے وسائل پر 98 کروڑ روپے (98,00,00,000) کا مزید بوجھ پڑا ہے ۔ ساڑھے تین ارب روپے (3,50,00,00,000) سے کم کے جاری اخراجات کے نظر ثانی شدہ بجٹ کے لئے مصارف کا اتنا زیادہ اضافہ جذب کر لینا ممکن نہیں ہو سکتا ۔ بہر حال اس کا تفصیلی ذکر میں بعد میں کروں گا ۔

28 ۔ جناب والا ۔ اگلے مالی سال کے دوران وصولیات محاصل عمومی (General Revenue Receipts) کا تخمینہ 401 کروڑ 81 لاکھ (4,81,00,000) پہنچا ہے ۔ جو رواں مالی سال کے نظر ثانی شدہ تخمینہ سے 64 کروڑ 95 لاکھ روپے (64,95,00,000) زیادہ ہے ۔ حقیقت میں یہ نظر ثانی شدہ بجٹ پر 88 کروڑ 17 لاکھ روپے (88,17,00,000) کا اضافہ ہے جو اصلاحات کی وجہ سے چند دوسری مدات میں کمی سے دب گیا ہے ۔ سال رواں کے دوران ملنے والی وفاقی عبوری امداد میں 10 کروڑ 22 لاکھ روپے (10,22,00,000) اور بعض دوسری مدوں میں ایک کروڑ ایک لاکھ روپے (1,01,00,000) کی چھوٹی چھوٹی تخفیفات بھی قابل ذکر ہیں ۔ سرکاری ملازموں کی تنخواہوں میں اضافہ سے صوبائی حکومت کے مصارف میں جو اضافہ ہوا ہے ، اس کے لئے وفاق حکومت نے 38 کروڑ 69 لاکھ روپے (38,69,00,000) کی جزوی امداد دینے کا وعدہ کیا ہے ۔ اگلے سال زرعی آمدن پر ٹیکس کی جو وصولی ہوگی اس میں سے 15 کروڑ 89 لاکھ روپے (15,89,00,000) ہمارے حصہ کے طور پر ہمیں وفاقی حکومت سے ملیں گے ۔ رواں مالی سال کے نظر ثانی شدہ تخمینوں میں قابل تقسیم وفاقی ٹیکسوں میں ہمارا جو حصہ ہے ۔ اگلے سال اس میں 12 کروڑ 31 لاکھ روپے (12,31,00,000) کا اضافہ ہے ۔ وصولیات محاصل میں دیگر قابل ذکر رقوم یہ ہیں ۔ کپاس کی فصل حسب توقع اصلی بخش ہونے کی صورت میں کپاس کے محاصل میں تین کروڑ روپے (3,00,00,000) کا اضافہ ۔ آبیانہ سے بحالی کے 12 کروڑ 70 لاکھ روپے (12,70,00,000) کے واجب الوصول

بقایا جات ۔ عمارتی اور سوختنی لکڑی کی قیمت بڑھ جانے سے محکمہ جنگلات کے محاصل میں ایک کروڑ 31 لاکھ روپے (1,31,00,000) کا اضافہ ہے ۔

29 ۔ جناب والا ۔ رواں مالی سال میں غیر ترقیاتی مصارف کا نظرثانی شدہ تخمینہ 346 کروڑ 25 لاکھ روپے (3,46,25,00,000) ہے ۔ اس پر 84 کروڑ 79 لاکھ روپے (84,79,00,000) کا اضافہ ہوگا ۔ اور اس طرح اگلے سال کے بجٹ میں یہ خرچ 431 کروڑ 4 لاکھ روپے (4,31,04,00,000) ہو جائے گا ۔ یہ اضافہ اس لئے ہوا کہ تنخواہوں ، الاؤنسوں اور پنشن میں اضافہ سے مصارف بقدر 58 کروڑ 5 لاکھ روپے (58,05,00,000) بڑھ گئے ۔ وفاقی حکومت کے قرضوں پر سود سے 20 کروڑ 52 لاکھ روپے (20,52,00,000) کا اضافی بوجھ پڑا ۔ 2 کروڑ 75 لاکھ روپے (2,75,00,000) کا اضافہ انسداد تپ دق کا پروگرام ترقیاتی بجٹ سے غیر ترقیاتی بجٹ میں منتقل کرنے سے ہوا ۔ وفاقی قرضوں پر آٹے کی فروخت میں اضافہ سے 2 کروڑ 22 لاکھ روپے (2,22,00,000) کا خرچ بڑھ گیا ۔

30 ۔ جناب والا ۔ میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ مصارف میں یہ اضافہ ان فیصلوں کا نتیجہ ہے جو قومی سطح پر کئے گئے ۔ صوبائی حکومت ان فیصلوں پر عملدرآمد کی پابند ہے اور اگر ان تمام عوامل سے قطع نظر دیکھا جائے تو غیر ترقیاتی مصارف میں صرف ایک کروڑ 25 لاکھ (1,25,00,000) روپے کا اضافہ ہوا ۔ جو رواں مالی سال کے نظر ثانی شدہ تخمینوں کے 346 کروڑ 25 لاکھ روپے (3,46,25,00,000) کے نصف فی صد سے بھی کم ہے حالانکہ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں مقررہ سالانہ ترقی سے بھی غیر ترقیاتی مصارف ہر سال تقریباً 8 سے 10 کروڑ روپے تک بڑھ جاتے ہیں ۔ چنانچہ اگلے سال کے بجٹ میں جو مصارف شامل کئے گئے ہیں وہ تخمیناً رواں مالی سال کے بجٹ اور نظر ثانی شدہ تخمینوں سے بھی کچھ کم ہیں ۔ یہ اس کفایت اور تحدید کا مظہر ہیں جو بجٹ میں شامل کرنے سے پہلے ہر مد خرچ کے محاسبہ میں ملحوظ خاطر رکھے گئے اس کے باوجود صوبہ کے 1977-78 کے حسابات محاصل (Revenue Accounts) میں 29 کروڑ 23 لاکھ روپے (29,23,00,000) کا خسارہ ہے ۔ تا ہم مستقل سرمایہ (Net Capital)

(Receipt) میں واصل باقی 13 کروڑ 90 لاکھ روپے (13,90,00,000) ہے جس کی وجہ سے خسارہ صرف 15 کروڑ 93 لاکھ روپے (15,93,00,000) رہ جاتا ہے ۔

91 ۔ جناب والا ۔ ہم اپنے غیر ترقیاتی بجٹ میں آمد و خرچ کے اس فرق کو نظر انداز نہیں کر سکتے ۔ کیوں کہ بجٹ میں کسی قسم کے خسارے سے معیشت پر افراط زر کے دباؤ میں اضافہ ہوتا ہے ۔ اور بالآخر معاشرے کی مشکلات بڑھتی ہیں ۔ اس لئے ضروری ہے کہ یہ خسارہ پورا کرنے کے لئے ضروری اقدامات کئے جائیں ۔ یہ خسارہ یا تو سرکاری مصارف میں کمی کر کے یا ٹیکسوں کے ذریعے محاصل میں اضافہ کر کے پورا کیا جا سکتا ہے ۔ جیسا کہ پہلے ہی عرض کر چکا ہوں ۔ غیر ترقیاتی مصارف کے تخمینے پہلے ہی بہت غور و خوض کے بعد تیار کئے گئے ہیں اور صرف انتہائی ناگزیر مطالبات پورے کئے گئے ہیں ۔ اس کے باوجود اور مزید بران میں تجویز کرتا ہوں کہ آئندہ سال کے بجٹ میں تنخواہوں ، الاؤنسوں اور پنشن میں اضافہ ، واجب الادا قرضہ اور رعایتی نرخوں پر گندم کی فراہمی کے مصارف کو چھوڑ کر دیگر تمام سرکاری مصارف میں یکساں طور پر تین فی صد کی کٹ لگا دی جائے ۔ اس سے زیادہ کٹ ممکن نہیں کیوں کہ اس طرح سرکاری ملازمین میں خاصی تخفیف ضروری ہو جائے گی اور بے روزگاری میں اضافہ کا باعث بنے گی

92 ۔ جناب والا ۔ غیر ترقیاتی مصارف میں مجوزہ تین فی صد کٹ سے 7 کروڑ 80 لاکھ روپے (7,80,00,000) کی بچت ہوگی اور خسارہ صرف 7 کروڑ 53 لاکھ روپے (7,53,00,000) رہ جائے گا ۔ یہ خسارہ ٹیکسوں کے ذریعے مزید وسائل مجتمع کر کے پورا کرنا پڑے گا ۔ اس مقصد کے لئے تجاویز مرتب کرتے وقت یہ خیال رکھا گیا ہے کہ عوام کی بنیادی ضروریات اور روز مرہ معمولات پر کوئی اثر نہ پڑے اور ٹیکس معاشرے کے صرف ان طبقوں سے وصول ہوں جو عوام کے لئے بہتر سماجی و اقتصادی خدمات کی تشکیل میں اعانت کی استطاعت رکھتے ہیں ۔

93 ۔ جناب والا ۔ میں 7 کروڑ 53 لاکھ روپیہ کے اضافی وسائل کے

لئے مندرجہ ذیل تجاویز پیش کرتا ہوں :-

(i) میں تجویز کرتا ہوں کہ موٹر کاڑیوں پر ٹیکس کی موجودہ شرح میں مناسب ترتیب و درستگی کے ساتھ پچیس فی صد کا اضافہ کر دیا جائے۔

(ii) اس وقت مختلف پیشوں سے تعلق رکھنے والے انکم ٹیکس گزار لوگوں سے پروفیشنل ٹیکس بشرح 30 روپے سالانہ وصول کیا جاتا ہے ۔ میں تجویز کرتا ہوں کہ اس کی شرح بڑھا کر 100 روپے سالانہ کر دی جائے ۔ اور نسبتاً زیادہ حیثیت والے افراد اور اداروں کے لئے ٹیکس کی چند اور شرحیں مقرر کی جائیں ۔ ایسے افراد اور اداروں کی تفصیل اور ہر ایک کے لئے ٹیکس کی مجوزہ شرح پنجاب فائننس بل کی جدول دوم میں مندرج ہے جو کہ میں اپنی تقریر کے اختتام پر ایوان کے سامنے پیش کرونگا ۔

(iii) میں یہ بھی تجویز کرتا ہوں کہ سینما گھروں اور ایسی ہی دوسری تفریح گاہوں میں داخلے پر تفریحی ڈیوٹی کی شرح میں پچیس فیصد کا اضافہ کر دیا جائے جس سے فی الحقیقت ٹکٹ کی کل قیمت میں صرف ½12 فی صد اضافہ ہوگا ۔ لیکن اس اضافہ کا اطلاق سینماؤں کے سب سے نچلے دو درجوں پر نہیں ہوگا ۔ ان درجوں کی موجودہ شرح برقرار رہے گی ۔

(iv) اس وقت زرعی اراضی کی خرید پر خریدار کو اراضی کی مالیت پر تین فیصد بطور اسٹامپ ڈیوٹی اور ایک فیصد بطور رجسٹریشن فیس ادا کرنا پڑتا ہے ۔ دیگر جائیداد کے انتقال کی صورت میں اسٹامپ ڈیوٹی پانچ فیصد اور رجسٹریشن فیس نصف فیصد ہے ۔ میں تجویز کرتا ہوں کہ زرعی اراضی کے انتقال کی صورت میں صرف اسٹامپ ڈیوٹی کی شرح ایک فیصد بڑھا دی جائے اور دوسری جائیداد کے انتقال پر اسٹامپ ڈیوٹی اور رجسٹریشن فیس ہر دو میں نصف فیصد کا اضافہ کر دیا جائے ۔

34 ۔ جناب والا آج میں نے اپنی معروضات میں جہاں آئندہ مالی سال کے دوران پیش آنیوالی معاشی مشکلات کی واضح نشاندھی کی ہے ، وہاں میں اس عزم کا اعادہ بھی کرنا چاہتا ہوں کہ ہم پاکستان پیپلز پارٹی کے انقلابی منشور کے مطابق قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت میں ان مالی مشکلات کا ازالہ کرنے کے لئے استحصالی سرمایہ داری اور جاگیرداری نظام کی جگہ مساوات محمدی نافذ کرنے کے لئے اصلاحات جاری رکھیں گے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔ اور انشاءاللہ وطن عزیز سے ہر قسم کا استحصال ، فقر اور مسکینی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دیں گے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔

35 ۔ جناب والا ۔ مفکر پاکستان حضرت علامہ اقبال نے ہماری رہنمائی کے لئے اس مسئلہ کی حکیمانہ تشخیص اور علاج کے لئے ایک کیمیائی نسخہ تجویز کیا ہے ۔ علامہ اقبال رح فرماتے ہیں :

زیر گردوں فقر و مسکینی چراست
آنچہ از مولاست می گوئی زماست

(یعنی غربت اور محتاجی اس لئے ہے کہ خدا کی ملکیت کو انسانوں نے اپنی ملکیت سمجھ رکھا ہے) ۔ علامہ اقبال رح نے مزید فرمایا کہ ملکیت کے سرمایہ داری اور جاگیر داری نظام پر ایک ضرب کلیم لگاؤ ۔ اس طرح سے ۔

ملک یزداں را بہ یزداں باز دہ
تاز کار خویش بکشائی گرہ

(یعنی انسان کی بہتری اس میں ہے کہ خدائی ملکیت کو خدا کے سپرد کر دیا جائے تاکہ تمام وسائل خدا کے تمام بندوں کے لئے استعمال ہوں) ۔ تا کہ :

کس نباشد در جہاں محتاج کس
نکتۂ شرع مبین این است و بس

والسلام رحمۃ و برکاۃ ،

36 ۔ جناب والا ۔ اب میں معزز ایوان میں 78-1977ء کا سالانہ بجٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ بجٹ برائے سال 78-1977ء پیش ایوان ہے ۔

مسودہ قانون مالیات پنجاب بابت 1977ء

(مسودہ قانون نمبر 21 بابت 1977ء)

مسٹر سپیکر ۔ اب وزیر خزانہ اگلی تحریک پیش کریں گے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں مالیاتی بل 1977ء بھی پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مالیاتی بل 1977ء بھی پیش ایوان ہے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر سپیکر ۔ اب ایوان کی کارروائی 17 جون 1977 ساڑھے آٹھ بجے صبح تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے ۔

(اسمبلی کا اجلاس 17 جون 1977ء بروز جمعتہالمبارک ساڑھے آٹھ بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہوگیا) ۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

دوسری صوبائی اسمبلی پنجاب کا دوسرا اجلاس

جمعۃ المبارک ۔ 17 جون 1977ء
(جمعۃ المبارک ۔ 29 جمادی الثانی 1397ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ساڑھے آٹھ بجے صبح منعقد ہوا ۔ مسٹر سپیکر چوہدری محمد انور بھنڈر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَاعْلَمُوا أَنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَأَنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ ○ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَلْ لَكُمْ فُرْقَانًا وَيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ○ وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ ○

پ ۹ س ۸ رکوع ۱۶-۱۷ آیات ۲۸ تا ۳۰

اور یہ بات تم اچھی طرح سمجھ لو کہ تمہاری دولت اور اولاد ایک بڑی آزمائش ہے اور بلا شبہ اللہ کے پاس (اچھائیوں) کا زبردست اجر ہے۔ اے ایمان والو اگر تم اللہ سے ڈرو گے تو وہ تمہارے لئے (حق و باطل میں تمیز کرنے کی ایک طاقت پیدا کر دے گا (تم کو ممتاز کر دے گا) اور تم سے تمہاری برائیاں دور کر دے گا اور تمہیں معاف کر دے گا اور اللہ بڑا ہی صاحب فضل ہے۔ اور اے پیغمبر تمہیں یاد ہے اجب کافر لوگ تمہارے بارے میں چال چل رہے تھے کہ تم کو قید کر دیں یا جان سے مار دیں یا وطن سے نکال دیں ادھر اللہ چال چل رہا تھا اور اللہ تو سب سے بہتر چال چلنے والا ہے ۔ وما علینا الا البلاغ

پنجاب کا ضمنی میزانیہ بابت سال 77-1976ء

بحیثیت مجموعی عام بحث (جاری)

مسٹر سپیکر ۔ اب ہم ضمنی میزانیہ برائے سال 77-1976ء پر بحث کریں گے ۔ لیڈر آف دی اپوزیشن ۔

سردار زادہ ظفر عباس (جھنگ 3) ۔ جناب والا ۔ معزز اور فاضل وزیر خزانہ نے ایوان میں 77-1976ء کا ضمنی میزانیہ پیش کیا ہے ۔ اس میں ایک ارب نوے کروڑ ترپن لاکھ انتیس ہزار نو سو دس روپے کے اضافی اخراجات کے مطالبات زر پیش کئے گئے ہیں ۔ جب کہ سال رواں کا کل بجٹ 2 ارب 62 کروڑ 90 لاکھ روپے تھا ۔ اضافی اخراجات کے سلسلے میں یہ بھی ظاہر کیا ہے کہ پراونشل ایکسچیکر پر صرف 18 کروڑ 80 لاکھ کا بوجھ پڑے گا ۔ جب کہ بقایا 172 ، 173 کروڑ روپے مختلف بنکوں سے floating debt کے طور پر حاصل کیا جائے گا ۔

جناب والا ۔ اس بجٹ کا ایک بہت بڑا حصہ گندم کی خرید و فروخت پر صرف کیا جا رہا ہے ۔ اسے ایک floating debt ظاہر کیا جا رہا ہے کہ اسے مختلف بنکوں سے لیا جائے گا ۔ بعد میں انہیں واپس کر دیا جائے گا ۔ جناب والا ۔ گندم ایک اہم ضرورت ہے ، اور ہر پاکستانی یہ چاہتا ہے کہ اسے گندم میسر آئے ۔ اب تو ماشاللہ ہمارا ملک گندم کے معاملہ میں خود کفیل ہو چکا ہے ۔ لیکن جناب والا ۔ جو گندم کے ساتھ حشر ان ایام میں کیا جا رہا ہے وہ بھی اس قابل ہے کہ میں اس کو ایوان کے نوٹس میں لاؤں ۔ گندم ایک ایسی فصل ہے جسے زمیندار زیادہ سے زیادہ کاشت کرتا ہے اور اس کی ضرورت بھی اس وقت تمام ملک میں سب سے زیادہ ہے ۔ یہ ایک ایسی جنس ہے جس کی فراوانی نہیں ہے ۔ اس میں نہ جانے کتنے کروڑ فارن ایکسچینج پہلی حکومتیں لیتی رہی ہیں ۔ لیکن اب یہ فاضل ہو گئی ہے اس کے لئے بہتر تو یہی تھا کہ ہماری حکومت ان کاشتکاروں کو آسانیاں مہیا کرتی جنہوں نے گندم کی کاشت کے سلسلے میں بہت نمایاں

کرداو ادا کیا ہے ۔ لیکن اس کے مقابلہ میں جو کچھ زمیندار طبقا کے خلاف کیا جا رہا ہے وہ بھی بیان کرنے کے قابل ہے ۔

عالیجاہ ۔ زمیندار کو گندم اٹھوانے کے لئے آج کل صرف گورنمنٹ ھی ایک ایسا ادارہ ہے ۔ محکمہ فوڈ ایک ایسا ادارہ ہے جو زمیندار کی گندم لے سکتا ہے اور جو لیتا ہے ۔ اس کے لئے زمیندار کو جتنی تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے شاید وہ باتیں ہماری عوامی حکومت کے نوٹس میں نہ ہوں ۔ محکمہ فوڈ کے افسران زمیندار کو اتنا تنگ کرتے ہیں کہ وہ بیچارہ مجبور ہو جاتا ہے کہ ان افسران کے سامنے سر تسلیم خم کر دے ۔ جو کچھ ان کو چاھئے دے دے ۔ اس کے بارے میں متعدد شکایات ہوئی ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب وزیر خوراک اگر ایوان میں آ سکتے ہیں تو ان کو کہلوا بھیجیں ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ گندم کی پروکیورمنٹ کے سلسلے میں وہ پاکپتن شریف گئے ہوئے ہیں ، آج تو نہیں کل آ جائیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ٹھیک ہے اگر یہاں نہیں ہیں ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ میں عرض کر رہا تھا اس سلسلے میں ایک نیا پیمانہ ایجاد کیا گیا ہے جس کو کیلوگرام ۔۔ وغیرہ کہا جاتا ہے ۔ اس کے متعلق بیچارے زمیندار کو کچھ پتا نہیں چلتا اور ان کی اس لاعلمی سے لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ان کے اپنے خیال کے مطابق تول کچھ اور ہوتا ہے اور وہاں گندم کا وزن کچھ اور ہوتا ہے ۔ اس کو اس طرح پریشان کیا جاتا ہے اور اس بیچارے کو اس وزن میں بھی خسارہ ہوتا ہے ۔ اس کے علاوہ گندم کی حالت کو دیکھ کر وہ کٹوتی بھی کرتے ہیں اور کٹوتی میں بھی زمیندار کو مصیبت کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔ پھر اس کے بعد وہ باوریوں کے پیسے اس سے وصول کرتے ہیں ۔ اس طرح لا محالہ خدا جانے کتنی تکالیف کے بعد زمیندار کی گندم محکمے تک پہنچتی ہے ۔ اور پھر جب پیسے دینے کی باری آتی ہے تو اس کے لئے بھی زمیندار کو بلاوجہ پریشان کیا جاتا ہے اور کئی کئی چکر اس غریب کو محکمے کے دفتر میں لگانے

پڑتے ہیں ۔ اس کے بعد جاکر اسے وہ رقم ملتی ہے ۔ جناب یہی نہیں کہ یہ محکمہ صرف زمیندار کے ساتھ ایسا سلوک کرتا ہے بلکہ یہ ہماری گورنمنٹ کے ساتھ اور ہمارے عوام کے ساتھ بھی اسی طرح کا سلوک کرتا ہے ۔ مثلاً گندم کو کھلے آسمان کے نیچے پھینک دیتا ہے ، بارشوں کے دن ہوتے ہیں ، بارشوں میں ہم نے دیکھا ہے کہ وہ گندم جو اتنی اعلیٰ اقسام کی ہے ۔ جو اتنی محنت کے بعد ایک اچھی قسم کی شکل میں ہمیں میسر آتی ہے اور جس طرح اس کا بیج بہترین ہے ، اسی طرح اس گندم کی قسم بھی بہترین ہوتی ہے ۔ لیکن اس پر بارش پڑنے سے وہ اتنی ضائع ہو جاتی ہے اور پھر اس کو ضائع کرنے کے بعد یہ نہیں ہوتا کہ ضائع شدہ گندم کو ایک طرف رکھ دیں بلکہ اس گندم کو دوسری گندم میں ملا کر ملوں میں بھیج دیتے ہیں ۔ اور اس کے بعد جو آٹا عوام کو میسر آتا ہے اس کے متعلق ہر فاضل ممبر کو اچھی طرح تجربہ ہے ۔ جناب والا ۔ اس کے بعد دوسری بڑی رقم 11 کروڑ 76 لاکھ روپے کی ہے ۔ یہ رقم سیلاب سے متاثرہ سڑکوں ، مکانات وغیرہ جس کا گورنمنٹ سے تعلق ہے ، کے لئے اکٹھی جانی ظاہر کی گئی ہے ۔ جناب والا ۔ یہ سیلاب ہر سال کا ایک مسئلہ ہے اور خاص طور پر اُن علاقوں میں جو علاقے دریاؤں کے کناروں پر واقع ہیں ان کے لئے یہ ایک مصیبت ہے جو ہر سال ان کو درپیش آتی ہے ۔ عالیجاہ ، ہر سال کروڑوں روپے سیلاب کی تباہ کاریوں کی بحالی کے لئے لگائے جاتے ہیں ۔ لیکن وہ جس طریقے پر لگائے جاتے ہیں اور جس طرح اس روپے کو ضائع کیا جاتا ہے میں حیران ہوں کہ شاید عوامی حکومت کے نوٹس میں وہ چیز آج تک نہیں آئی ۔ یا پھر عوامی حکومت کا ان افسران پر کوئی اختیار نہیں ہے ۔

جناب والا ۔ سیلاب کی تباہ کاریوں کی مرمت عین مئی کے مہینے میں شروع کی جاتی ہے اور جولائی اگست میں پھر سیلاب آ جاتا ہے اور بہت سے منصوبہ جات ادھورے رہ جاتے ہیں ۔ لیکن ظاہر یہ کیا جاتا ہے کہ وہ مکمل ہو گئے ، سیلاب آیا اور وہ پھر ٹوٹ گئے ۔ آئندہ سال پھر اس کے لئے نیا بجٹ منظور کیا جاتا ہے ۔ اس کے بعد خدا جانے وہ بجٹ سارا سال کہاں پڑا رہتا ہے اور اس کو کسی کام میں نہیں لایا جاتا ۔ اور پھر جب مئی کا مہینہ

آتا ہے تو اسی پیسے سے کام شروع کر دیا جاتا ہے - پھر سیلاب آتا ہے اور وہ پھر ٹوٹ جاتے ہیں - ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ عوامی حکومت ان چیزوں کی طرف کیوں توجہ نہیں دیتی - عوامی حکومت کو یہ کیوں احساس نہیں ہوتا کہ وہ یہ دیکھنے کی زحمت گوارہ کرے کہ آیا جب جون میں بجٹ منظور ہوتا ہے تو آئندہ مئی تک سیلاب کا جو فنڈ ہے وہ کہاں پڑا رہتا ہے اور پھر جولائی کا فنڈ یعنی جولائی کی جو منظور شدہ رقومات ہیں ان کو مئی میں جا کر لگایا جاتا ہے اور پھر جولائی اگست میں جب سیلاب آتا ہے تو اس کے بعد وہ حالت بھی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے - جناب والا - اس کے ساتھ ساتھ ریلیف کے کام کے لئے 90 لاکھ روپے کی منظوری لی گئی - عالیجاہ - میں ضلع جھنگ کا رہنے والا ہوں - ضلع جھنگ ایک ایسا ضلع ہے جس کے عین وسط میں سے دریائے چناب گزرتا ہے - اور جب بھی دریائے چناب میں پانی آئے تو اس کا اس ضلع کی تینوں تحصیلوں پر غلبہ ہوتا ہے اور تینوں تحصیلیں اس سے متاثر ہوتی ہیں - جناب والا - چونکہ وہ دریا کا کنارہ ہے اور تقریباً اس کے ارد گرد بڑے زرخیز خطے ہیں - جب بھی سیلاب آتا ہے تو یہ ریلیف والے کبھی ہمارے ہاں نہیں آئے - جناب والا - میں بھی وہاں کا رہنے والا ہوں - میں نے کبھی کسی ریلیف کے کام کرنے والے کو نہیں دیکھا - یہ وہ ریلیف ہے جس پر 90 لاکھ روپے ظاہر کئے گئے ہیں - اس 90 لاکھ روپے کی رقم کو میں نے نہیں دیکھا کہ اس میں سے ایک روپیہ بھی صرف کیا گیا ہو - اسی سیلاب کی مد میں چک بندی ڈرین پر خرچ کرنے کے لئے 20 لاکھ روپے کی منظوری لینے کی خواہش کی گئی - چک بندی ڈرین تحصیل چنیوٹ کے وسط میں سے گزرتی ہے - یہ وہ تحصیل ہے جو ضلع جھنگ کی سب سے زیادہ زرخیز تحصیل ہے اور یہ چک بندی ڈرین بھی اس علاقے میں سے گزرتی ہے جو علاقہ سب سے زرخیز ترین ہے - چونکہ وہ نہری علاقہ تھا اور اس کے ارد گرد سیم اور تھور کی وجہ سے اس میں کچھ نشیب بھی ہیں - ان نشیبوں کا پانی نکالنے کے لئے یہ چک بندی ڈرین بنائی گئی - یہ چک بندی ڈرین غالباً 1973ء میں مکمل ہوئی لیکن آج تک چک بندی ڈرین کے پانی کو رواں نہیں ہونے دیا گیا - شاید عوامی حکومت کے افسران کو وہ آبادی جو چک بندی ڈرین کے ارد گرد ہے متاثر نہیں کر سکی - حالانکہ تین سال ہونے

کر رہیں لیکن اس کا پانی آج تک رواں نہیں کیا گیا ۔ اس کے اثرات یہ پڑ رہے ہیں کہ وزیر آبپاشی پچھلے دنوں وہاں پر تشریف لے گئے اور چاڑی ڈرینیج پر جو سائفن تعمیر کیا گیا ہے اس کی انہوں نے opening کی ۔ تو اس وقت میں نے ان کے ساتھ جا کر انہیں وہ علاقہ دکھایا تھا کہ چک بندی ڈرین میں جو بندشیں رکھی گئی ہیں ، ان کی وجہ سے وہاں کتنا پانی اکٹھا کھڑا تھا ۔ اس سے کتنا رقبہ متاثر ہوا تھا ۔ لیکن حکام بالا کو سیم اور تھور کا ذرہ برابر بھی خیال نہیں آ رہا کہ ہم اس پانی کو بلا وجہ روک کر سیم اور تھور میں اضافہ کر رہے ہیں ۔ پہلے تھوڑا رقبہ متاثر تھا ۔ لیکن اس تین سال کے عرصہ میں چونکہ وہاں پانی کھڑا ہو گیا ہے اس کی وجہ سے اب میرے خیال میں چالیس پچاس ہزار ایکڑ رقبہ اس سے متاثر ہو چکا ہے ۔ حالانکہ اس دن انہوں نے یہ وعدہ کیا تھا کہ ہم دس دن کے اندر اندر ڈرینیج کو کھول دیں گے لیکن انہوں نے آج تک ڈرینیج کو نہیں کھولا ۔ پھر جناب والا ۔ ضلع لائلپور میں بھی بہت زیادہ نقصانات سیم اور تھور نے کئے ہیں اور یہ جو چاڑن ڈرینیج ہے یہ بھی انہوں نے لائلپور سے نکال کر اسی چک بندی ڈرین میں پھینک دی ہے ۔ عالیجاہ ، یہ جو چک بندی ڈرین تھی اسے پہلے اس علاقے کے پانی کے اعتبار سے بنایا گیا تھا کہ اس میں اس قدر پانی آئے گا ، لیکن اب یہ چاڑن ڈرینیج جو اس میں ڈالی گئی ہے اس کے لئے کوئی منصوبہ ابھی تک نہیں بنایا گیا کہ اس کو مزید وسعت دی جائے تاکہ لائلپور ضلع کا جو پانی ہے وہ جا کر چنیوٹ میں آہستگی سے گزر جائے نہ کہ وہاں پر پھر جا کر اور زیادہ پھیلے اور نقصانات کرے ۔ میں جناب والا ۔ یہ عرض کروں گا کہ چک بندی ڈرین کے لئے 20 لاکھ روپے منظور کئے ہیں ۔ جہاں تک ہمارے علم کا تعلق ہے یہ ڈرین 1973 میں مکمل ہو گئی تھی ۔ اب یہ 20 لاکھ روپے خدا جانے کس لئے رکھے گئے ہیں ، نا معلوم ان میں کیا کمی رہ گئی تھی ، جس کے لئے یہ رقم رکھی گئی ہے ۔ عالیجاہ ، چنیوٹ شہر کے متعلق ہر سال اخبارات میں پڑھتے ہیں ۔ یہ دریائے چناب کے کنارے پر واقع ہے ۔ جب دریا میں طغیانی آتی ہے تو چنیوٹ شہر متاثر ہوتا ہے اس کے لئے کافی کچھ کیا گیا ہے ، بند تعمیر کیا گیا ہے ۔ یہ بند چنیوٹ شہر کے غربی اطراف میں واقع ہے اور دریا بھی چنیوٹ کے غرب میں ہے ۔ طغیانی

کے نالے کھدوا دئے تھے اس نالہ میں ہر سال جب تھوڑی سی طغیانی آ جاتی ہے اس میں پانی آ جاتا ہے ۔ جس سے چنیوٹ کے چھ محلے متاثر ہوتے ہیں ۔ لوگ ہر سال اپنے گھر چھوڑ کر چلے جاتے ہیں ۔ اس کے لئے چنیوٹ شہر کے مکینوں نے متعدد بار درخواستیں بھی دی ہیں اور جو بھی افسران وہاں جاتے ہیں ان کو بھی گوش گزار کی جاتی ہے کہ اس نالے کو بند کیا جائے ۔ لیکن کوئی شنوائی نہیں ہے ۔ اور آج تک کسی نے کوئی توجہ نہیں دی ہے ۔ اس لئے اس کے متعلق کوئی منصوبہ بنایا جائے ۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ چنیوٹ شہر کا آدھا حصہ ہر سال پانی میں گھر جاتا ہے ۔

جناب والا ۔ سیلاب کی تباہ کاریوں سے عموماً معزز ایوان کے معزز اراکین واقف ہیں ۔ میں اس میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ سیلاب کے جو حفاظتی بند بنائے جاتے ہیں ۔ بحیثیت زمیندار کے میں سمجھتا ہوں کہ دیہات کو ان سے بہت زیادہ نقصان پہنچتا ہے ۔ وہاں فلڈ کمیشن گیا تھا تو اس وقت بھی میں نے عرض کیا تھا ۔ چونکہ شہری آبادیوں کے شور اور احتجاج کی وجہ سے حکومت پریشان ہو جاتی ہے اس لئے یہ بند بنایا گیا ہے تا کہ شہر کی آبادیوں کو بچایا جائے ۔ عالیجاہ ، جب یہ بند ٹوٹتے ہیں تو زمینداروں کا اور دیہات والوں کا جو حشر ہوتا ہے آج تک کسی کو اس کا خیال تک نہیں آیا ۔ پہلے بھی دریاؤں میں طغیانی آیا کرتی تھی ۔ کبھی ہر سال کبھی دوسرے تیسرے سال طغیانی آتی تھی اور دیہات والے اس کے عادی ہیں ، انہیں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ۔ اور جہاں سے یہ پانی گزرتا ہے وہ زمین زرخیز ہو جاتی ہے ۔ لیکن اب بند بنانے کی وجہ سے پانی تیزی سے آتا ہے ۔ جب بند ٹوٹتا ہے تو پانی اتنا تیز ہوتا ہے کہ اتنا تیز سیلاب کا پانی بھی نہیں ہوتا ۔ اب یہ زمین کو زرخیز کرنے کی بجائے زمین کی زرخیزی کو بہا کر لے جاتا ہے ۔ جس سے بہت تباہ کاریاں ہوتی ہیں ۔ اگر انہوں نے شہر کے عوام کی حفاظت کرنا ہے تو ان شہروں کے ارد گرد جہاں سیلاب کے آنے کا خطرہ ہے بند بنا دئے جائیں ۔ اور سیلاب کا پانی جب آئے تو آہستہ آہستہ آئے اور دیہات کو تباہ نہ کرے ۔ جب پانی کو گذرگاہ ملتی جائے گی تو پانی آہستہ آہستہ گذر جائیگا ۔ اس سے فصلات کو بھی نقصان نہیں ہوتا ۔ عالیجاہ ، پانی اس وقت تباہی کیا

ہے جب اس کو گذرگاہ نہیں ملتی کیوں کہ اس کی سطح اونچی ہو جاتی ہے۔ ان بندوں کے بنانے پر اور اس کے محکمے پر کروڑوں روپیہ حکومت کو خرچ کرنا پڑتا ہے اور جو ہر سال ضائع چلا جاتا ہے ۔ حالانکہ ان بندوں کی مرمت نہیں کی جاتی ۔ جب سیلاب آتا ہے اس وقت ان بندوں کی مرمت کی جاتی ہے ۔ عالیجاہ ، میں یہ عرض کروں گا کہ ان پلوں پر ، ان ہیڈز پر بائی پاس بنا دئے جائیں تاکہ جب سیلاب کی سطح بلند ہو پانی ان بائی پاس سے گذر جائے ۔ بند کی سطح ابھرتی رہتی ہے جب یکلخت بند ٹوٹتا ہے تو اس کی تباہ کاری دیہات والوں کو برداشت کرنا پڑتی ہے ۔ ان دیہات والوں کو ریلیف کا ایک پیسہ تک نہیں ملتا ، کبھی کبھی کپڑے کمبل دے دیئے جاتے ہیں اور وہ ان سے ہی خاموش ہو جاتے ہیں ۔ سمجھا یہ جاتا ہے کہ جو ریلیف دی جاتی ہے وہ سیلاب زدگان کو ملتی ہے لیکن ایسا نہیں ہوتا ۔ میری یہ گزارش ہے کہ شہروں کے ارد گرد بند بنا دئے جائیں تا کہ سیلاب کا پانی شہر میں نہ آ سکے کیوں کہ شہر والے پانی سے ڈرتے ہیں ، دیہات والوں کو ان بندوں سے کوئی فائدہ نہیں ہے بلکہ یہ ان کے لئے نقصان دہ ثابت ہوتے ہیں ۔ دوسرے جناب ان ہیڈز کی صفائی کرائی جائے ۔ کیوں کہ میرے چنیوٹ شہر کے قریب چنڈ کے ساتھ تریمو ہے اس کا ایک پیمانہ ہوتا ہے اگر اس کے ریکارڈ کا بغور مطالعہ کیا جائے اور دیکھا جائے تو ان پلوں میں silt اکھٹی ہو چکی ہے ۔ اور اس کی وجہ سے ان کے ہیڈز کی سطح بلند ہو گئی ہے ۔ دریا کی سطح بھی اس طرح اونچی ہو گئی ہے کیوں کہ ان کے ہیڈز کی کھودائی نہیں کی گئی ، ان کی کھدائی کرائی جائے ، ان کے ہیڈز کو صاف کیا جائے تو اس کا بھی کافی اثر پڑتا ہے اور سیلاب کے بچاؤ میں اس سے بہت زیادہ مدد ملتی ہے ۔ جناب والا ۔ اس میں ایک کروڑ 18 لاکھ روپے کی رقم زرعی حکام کی گاڑیوں کے لئے رکھی گئی ہے ۔ جناب والا ۔ ہمارے دیکھنے میں آیا ہے ضلع کا کوئی ایسا حاکم نہیں ہے ، جس کے پاس گاڑی نہیں ہے ، اگر اب مزید گاڑیاں دے دی گئی ہیں تو اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہے ۔ اعتراض اس چیز پر ہے کہ ان گاڑیوں کا غلط استعمال ہوتا ہے اور آئندہ غلط استعمال ہوگا ۔ جناب والا ۔ پنجاب کی 85% آبادی

دیہات کی ہے اور ان کے کاروبار کا تعلق زراعت سے ہے ۔ زراعت اس کے لئے بنیادی چیز ہے۔ زمیندار کا افسر گرداور اور پٹواری ہوتا ہے اس کے بعد نائب تحصیلدار پھر تحصیلدار اور اس کے بعد کلکٹر یا ڈی۔سی ہوتے ہیں ۔ جناب والا۔ پہلے زمانے میں یہ دیکھنے میں آیا تھا کہ ضلع کا ڈپٹی کمشنر خود جاکر گرداوری کی چیکنگ کرتا تھا کیوں کہ گرداوری ہی ایک بنیاد ہے اور اس گرداوری کی حفاظت کے لئے ہی افسران کے اتنے درجے بنائے گئے تھے کہ اس میں کوئی خرابی نہ ہو ۔ وہ جیسی بھی ہو اسی طریقے سے پیش کی جائے۔ آج کل ہم نے یہ دیکھا ہے اور شاید یہ زیادہ گاڑیاں ہونے کی وجہ سے ہے، کہ محکمہ مال کے افسران دیہات میں بالکل نہیں جاتے ۔ ڈی۔سی تو ضلع کا حاکم اعلیٰ ہوتا ہے ، دیہاتی بے چارے تو پٹواریوں کی شکل دیکھنے کو ترس جاتے ہیں ۔ پٹواری صاحبان نے بھی شہروں میں سکونت اختیار کر لی ہے اور دیہات کے پٹوار خانے بالکل غیر آباد اور سنسان پڑے ہیں - - -

مسٹر سپیکر - میرے خیال میں تو پٹواریوں کو مہینے میں چند راتیں دیہات میں گزارنے کا حکم ہے -

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب ۔ وہ نہیں گزارتے ، وہ شہروں میں بیٹھ کر گرداوری کرتے ہیں ، مالیہ لگاتے ہیں اور وہیں بیٹھ کر سب کچھ کرتے ہیں ۔ وہ متعلقہ آدمیوں کو وہیں بلاتے ہیں اور گرداوری اور خسرہ وہیں مکمل کرتے ہیں ۔ جناب والا ۔ میں آہستہ آہستہ افسران کے تمام درجوں کے متعلق عرض کروں گا ۔ پٹواری صاحبان کاشتکاروں کو اور زمینداروں کو اپنے شہر میں بلاتے ہیں ، وہیں ان کے ساتھ سودا طے کرتے ہیں اور ان کی مرضی کے مطابق وہیں خسرہ گرداوری میں گرداوری کا اندراج کرتے ہیں ۔ پٹواری کا یہ فرض ہے کہ وہ موقع پر جا کر گرداوری چیک کرائے لیکن ہوتا یہ ہے کہ پٹواری خود گرداور صاحب کے پاس رجسٹر لے کر جاتا ہے اور گرداور صاحب وہیں اسے رجسٹر پر دستخط کر کے دے دیتے ہیں ۔ پہلے جب یہ قانون بنایا گیا تھا تو پٹواری کی چیکنگ گرداور ، نائب تحصیلدار اور تحصیلدار کرتے تھے ، تینوں افسران کے فرائض میں یہ بات شامل ہے کہ وہ پٹواری کی گرداوری کو موقع پر جاکر چیک کریں ۔ لیکن آج پٹواری بھی

جاکر موقع پر نہیں دیکھتا اور نہ ہی کوئی دوسرا افسر اسے چیک کرتا ہے۔ بڑے افسران کے تو کیا کہنے ۔ اس کے متعلق میں جناب کے علم میں یہ بات لاؤں گا کہ آج تک جب سے میں نے ہوش سنبھالی ہے ، جب سے میں زندگی کے شعبے میں داخل ہوا ہوں ، میں نے کسی تحصیلدار یا نائب تحصیلدار کو موقع پر گرداوری کی چیکنگ کرتے نہیں دیکھا ۔ میں نے 1954 میں لاء پاس کیا تھا، اس روز کے بعد مجھے آج تک کسی نے نہیں بتایا اور میں نے بھی نہیں دیکھا کہ کبھی کوئی ڈی سی بھی دورے پر آئے اور موقع پر گرداوری کی پڑتال کرے ۔ آج تو انہیں موٹریں مل گئی ہیں ۔ وہ شام کو اپنے گھر سے کسی بنگلے میں آؤٹنگ کے لئے جاتے ہیں ، یہ میں جناب ڈی۔سی کے متعلق عرض کر رہا ہوں ۔ وہاں پر وہ متعلق کاغذات پر دستخط کرتے ہیں اور رات سے پہلے گھر آ جاتے ہیں ۔ رات کو پٹواری کی چیکنگ نہیں ہوتی ۔ میں جناب کی توسط سے حکومت کے علم میں یہ بات لانی چاہتا ہوں کہ خدا کے لئے یہ گرداوری جو لینڈ ریوینیو کی بنیاد ہے جسے اب زرعی انکم ٹیکس کہہ لیجئے، اگر حکومت نے اس گرداوری کے بعد بھی زرعی انکم ٹیکس لگانا ہے تو شاید اب اس گرداوری کی ضرورت ہی نہ رہے ۔ لیکن اس لینڈ ریوینیو کے خاتمے سے پہلے یہ گرداوری ہی بنیاد تھی ۔ اس بنیاد میں اتنی زیادہ خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں جن کی کوئی حد نہیں ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ خدا کے لئے ان افسران کو ، جنہیں اب مزید گاڑیاں دی گئی ہیں ، ہدایت کر دیں کہ دیہات والے بھی ان کے ضلع میں بستے ہیں ، وہ دیہات میں کیوں نہیں جاتے ۔ افسران کو گاڑیاں ملنے کے بعد وہ دیہات میں نہیں جاتے اور نہ ہی انہیں دیہات والوں کی تکالیف کا علم ہوتا ہے ۔ وہ شہروں میں رہتے ہیں ، شہروں میں کاریں میں بیٹھتے ہیں ۔ عوامی حکومت ان افسران کو ہدایت کرے ، ان کی منت کرے جن کا تعلق زمیندار سے ہے ، جن کا تعلق کاشتکار سے ہے ، کہ وہ دیہات میں جاکر دورے کریں ، ان کی تکالیف سنا کریں اور وہاں پر لوگوں کے مصائب دور کریں نہ کہ وہ شہروں میں بیٹھیں ۔ جناب والا ۔ اس بجٹ میں 29 لاکھ روپے ہیلتھ سروسز کے لئے رکھے گئے ہیں ، جس کی تفصیل بھی دی گئی ہے ۔ کسی شہر میں ہسپتال میں اضافہ کی گئی ہے ، کسی شہر

میں ہوسٹل قائم کیا گیا ہے ، کسی شہر میں میڈیکل کالج میں توسیع کی گئی ہے - بہر حال جہاں تک میں نے خود تمام مدات کا جائزہ لیا ہے مجھے سوائے ڈیڑھ دو لاکھ روپے کے اور کوئی ایسی رقم نظر نہیں آئی جس کو دیہات میں لگایا گیا ہو - شہروں میں جتنے عوام بستے ہیں انہیں پہلے ہی زندگی کی تمام مراعات حاصل ہیں - لیکن یہ حکومت جو اپنے آپ کو عوامی حکومت کہتی ہے ، ایسے ان عوام کا کوئی خیال نہیں جو 85 فیصد ہیں اور جو دیہات میں بستے ہیں -

جناب والا - اگر اس معزز ایوان کے کسی معزز رکن کو کبھی دیہات میں ایک رات گزارنے کا موقع مل جائے تو وہ دیکھے گا کہ کیا وہ رات کو سو سکتا ہے یا دن کو آرام کر سکتا ہے یا نہیں ؟ کیوں کہ مچھر اور مکھی کی بہتات ہے - ہمارے دیکھنے میں تو یہ آیا ہے کہ کبھی مچھر اور کبھی مکھی مارنے کا محکمہ آ جاتا ہے - کبھی اینٹی ملیریا کا محکمہ آ جاتا ہے خدا جانے کتنے محکمے بنائے گئے ہیں - لیکن کوئی ایسا قانون نہیں جو ان افسران سے باز پرس کر سکے کہ وہ دیہاتی عوام سے کس قسم کا سلوک کرتے ہیں - وہ کبھی دیہات میں نہیں جاتے اور دیہات والوں کی مشکلات کا کوئی خیال نہیں کرتے - وہاں مچھر اور مکھی کی بہتات ہے - اس کی شکایات بھی کی گئیں لیکن کسی نے پرواہ نہ کی ، وہاں ڈی-ڈی-ٹی بھی نہ چھڑکا گیا - رقم تو اسی بجٹ سے خرچ ہوتی ہے ، لیکن خدا جانے یہ تمام بجٹ صرف شہریوں کے لئے ہے - کیا پنجاب کی تمام آبادی صرف شہروں میں بستی ہے؟ کیا حکومت صرف ان لوگوں کی نگہداشت کے لئے ہے جو شہروں میں بستے ہیں - میں یہ عرض کروں گا کہ یہ بجٹ دیہاتیوں پر بھی لگایا جائے - ہم تو یہ دیکھیں گے کہ جتنے ترقیاتی اخراجات کی منظوری یہ ایوان دے اس میں دیہاتیوں کا بھی کوئی حصہ ہے - اگر آپ 85 فیصدی دیہات کو زیادہ نہیں دیتے تو کم از کم 5 فیصدی تو دیا جائے ، لیکن تمام بجٹ میں زیادہ سے زیادہ جو رقم دیہات میں لگائی گئی ہے وہ شاید 5 فیصد ہے یا 7 فیصد ہے - بقایا جتنے فیصد ہے وہ سب شہریوں کے لئے ہے حالانکہ آبادی دیہات میں زیادہ ہے ، لیکن رقم کا مصرف شہروں میں زیادہ ہے - اور شاید یہ بھی ہماری

حکومت کو ایک کریڈٹ ہو کہ وہ شہروں کے عوام کے لئے شاید ہی بنائی گئی ہے -

جناب والا - اس میں دو کروڑ 89 لاکھ روپے محکمہ پولیس کو تفویض کئے گئے ہیں - یہ ٹھیک ہے کہ پولیس والوں کو بہت تکالیف ہیں -

مسٹر سپیکر - سردار زادہ صاحب ، پولیس پر ایک کروڑ پچپن لاکھ ہے -

سردار زادہ ظفر عباس - جناب والا - ایک کروڑ پچپن لاکھ نہیں ہے - بلکہ میں جناب کے نوٹس میں یہ لانا چاہتا ہوں جناب وزیر خزانہ کی تقریر آپ ملاحظہ کریں اس میں پولیس کے لئے الیکشن کے انتظام کے لئے 73 لاکھ 12 ہزار روپے رکھے گئے ہیں - دوسری مد میں 14 لاکھ 88 ہزار روپے رکھے گئے ہیں -

مسٹر سپیکر - یہ ضمنی بجٹ کے متعلق آپ کہہ رہے ہیں ؟

سردار زادہ ظفر عباس - جی ہاں - سالانہ بجٹ کے متعلق تو میں پھر گزارشات کروں گا - ابھی تو ضمنی بجٹ کے متعلق کہہ رہا ہوں - اور پھر پولیس کو جو اعزازیہ دیا گیا ہے ، وہ ایک کروڑ 44 لاکھ ہے - ان تین مدوں میں پولیس کے لئے رقوم کی منظوری دی گئی ہے ، جو دو کروڑ 89 لاکھ روپے بنتے ہیں - جناب والا - محکمہ پولیس ہر شہری کی زندگی کا لازمی جزو ہے - جہاں کی پولیس مستعد ہوتی ہے ، وہاں کے عوام زیادہ خوشحال ہوتے ہیں - لیکن ہمارے ہاں پولیس کا پچھلے چند ماہ کا کردار میرے باعث لئے تعجب ہے - میں حیران ہوں کہ کیا پولیس کے فرائض یہی تھے ، جو پچھلے دنوں اس نے انجام دئیے ہیں ؟ کیا پولیس نے اپنے فرائض میں کوتاہی نہیں کی ؟ کیا پولیس امن و امان قائم رکھنے میں ناکام نہیں ہوئی ؟ یہ تمام سوال میرے ذہن میں ابھرتے ہیں - اور جب میں کچھ مزید سوچتا ہوں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بے چارہ محکمہ بڑا ہی disciplined ہے - اس محکمے پر اتنی زیادہ پابندیاں ہیں اور اس محکمے میں اتنا زیادہ ڈسپلن ہے کہ جو کچھ اس سے کروایا جائے ، یہ وہ کرتا ہے - عالیجاہ ، میں نے الیکشن

بھی لڑا ہے اور تنہا بھی انڈیپنڈنٹ (آزاد) ۔ جو کچھ فرائض پولیس نے میرے پولنگ سٹیشنوں پر انجام دیئے ہیں اور جس طریقے سے پولیس نے پیپلز پارٹی کے ٹکٹ کو کامیاب کرانے کے لئے جو جو حربے اختیار کئے ہیں ، میں حیران ہوں ۔ کیا وہ پولیس کا فریضہ ہے ؟ کیا اس کے لئے پولیس کو مورد الزام ٹھہرایا جا سکتا ہے ؟ میرا ذہن یہ کہتا ہے کہ نہیں ۔ یہ تو بیچارے محکمے کا قصور ہے کہ جو حکم بھی انہیں ملے ، وہ اسے بجا لاتے ہیں ۔ وہ تو بیچارے اس حد تک مجبور ہیں ۔ جناب والا ۔ کہ محکمہ پولیس میں کسی علاقے کے سب سے بااختیار رکن کو ایس-ایچ-او کہتے ہیں ۔ ضابطہ فوجداری میں اس ایس-ایچ-او کو اتنے اختیارات حاصل ہیں ، جن کی کوئی حد نہیں ۔ لیکن حکومت نے اس کے ساتھ جو سلوک کر رکھا ہے ، اس کی بھی کوئی حد نہیں جناب والا ۔ ایس-ایچ-او سب انسپکٹر ہوتا ہے اور سب انسپکٹر کی تنخواہ کا گریڈ ساتواں ہے ۔ جناب والا۔ اگر میں غلطی پر نہیں ، تو آج شاید سب سے ادنیٰ ملازم کو بھی ساتواں گریڈ نہ ملتا ہو۔گریڈ تو اس کا یہ ہے اور اختیارات اس کے اتنے وسیع ہیں کہ وہ جس انسان کو بھی چاہے ، دفعہ 54 کی حد میں لا کر اسے بے عزت کر سکتا ہے ، اسے گرفتار کر سکتا ہے ، اسے ہر طرح ذلیل کر سکتا ہے ۔ اتنی کم آمدنی والے انسان کے پاس جب اتنے وسیع اختیارات ہوں گے ، تو وہ اپنے اختیارات کے مطابق اپنی شان و شوکت رکھنا بھی پسند کرے گا ۔ وہ یہ برداشت نہیں کر سکے گا کہ وہ تو پیدل جا رہا ہو اور اس سے کم گریڈ ، یا کم عزت ، یا کم اختیارات والا آدمی اس سے زیادہ بہتر طریقے سے زندگی گزار رہا ہو ۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ گریڈوں کا تعین کرتے وقت یہ نا انصافی کیوں کی گئی ؟ جناب والا ، سب انسپکٹر کو ساتواں گریڈ دیا جاتا ہے ، جب کہ انسپکٹر پولیس کا گریڈ گیارھواں ہے ۔ حالانکہ سب انسپکٹر کو جب بھی ترقی ملے گی ، تو وہ انسپکٹر پولیس ہو جائے گا ۔ ترقی ملنے پر وہ یکلخت ساتویں سے گیارھویں گریڈ میں چلا جائے گا ۔ انسپکٹر کے بعد درجہ ڈی-ایس-پی کا ہے ۔ جب بھی انسپکٹر کو ترقی ملے گی تو وہ ڈی-ایس-پی ہو جائے گا ۔ اور گیارھویں سے سترھویں (17) گریڈ میں چلا جائے گا ۔ یہ بہت زیادہ تفاوت ہے ۔ سب انسپکٹر کا رینک ، ساتواں گریڈ ، انسپکٹر

کا رینک ، گیارھواں گریڈ ۔ اور ڈی-ایس-پی کا رینک ، سترھواں (17) گریڈ ۔ تو میں جناب فنانس منسٹر صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ خدا کے لیے اس تفاوت کو دور کر دیں ، یا پھر ایس-ایچ-او کے اختیارات کم کر دیں تا کہ وہ اسی سطح پر آ جائیں ، جہاں ساتویں گریڈ کے دوسرے آدمی ہیں ۔ جہاں تک اس کی طاقت یا اختیارات کا تعلق ہے ، وہ تو ایک مجسٹریٹ کے لگ بھگ ہیں ۔ مجسٹریٹ کا کام یہ ہے کہ گناہوں کی چھان بین کرے اور ایس-ایچ-او کا کام یہ ہے کہ وہ گناہ گار کو کیفر کردار تک پہنچائے ، یا سزا دلوانے کے لئے اسے مجسٹریٹ صاحب کے سامنے پیش کر دیے ۔ مجسٹریٹ صاحبان کو سترھواں (17) گریڈ دیا جاتا ہے ۔ لیکن یہ بھی انصاف کرنے کا ایک ادارہ ہے ۔ ایس-ایچ-او نے بھی انصاف کرنا ہے اور مجسٹریٹ نے بھی انصاف کرنا ہے ۔ فرق صرف معمولی سی تعلیم کا ہے ۔ لیکن یہ بھی پہلے کی بات ہے ۔ اب تو اس میں خال خال ہی میٹرک ہوتے ہیں ۔ اب تو اے-ایس-آئی کم از کم ایف اے یا بی-اے ہوتا ہے ، بعض میں نے ایم-اے بھی دیکھے ہیں ۔ ایم-اے ، بی-اے آدمی کو ساتواں گریڈ دینا سراسر نا انصافی ہے ۔ پی-ایس-آئی لاء گریجویٹ ہوتا ہے اس کو بھی گریڈ نمبر 7 دیا جاتا ہے ۔ اور جب وہ پراسیکیوٹنگ انسپکٹر بنتا ہے تو اسے گیارھواں گریڈ ملتا ہے ۔ آٹھ سال کے بعد پی-ڈی-ایس-پی بنتا ہے تو سترھواں گریڈ ملتا ہے ۔ جناب والا ۔ یہ بہت بڑا تفاوت ہے اور پولیس کے ساتھ بہت بڑی نا انصافی ہے ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ گزشتہ پانچ یا چھ ماہ کی خدمت کے لئے انہیں جو تنخواہ دی گئی ہے اس پر دو تین کروڑ روپے خرچ ہوئے ہیں ۔ اس سے بہتر یہ تھا کہ خدمت کے سلسلے میں گریڈ بڑھا دیئے جاتے جس کے وہ صحیح معنوں میں مستحق ہیں ۔ پی-ایس-آئی کے بارے میں میں عرض کر رہا تھا کہ وہ لاء گریجویٹ ہوتے ہیں ۔ لاء گریجویٹ اگر اے-پی-پی بنے تو اسے گریڈ نمبر 16 دیا جاتا ہے اور وہی لاء گریجویٹ اگر پی-ایس-آئی بنے تو اسے ساتواں گریڈ دیا جاتا ہے ۔ حد تو یہ ہے کہ تعلیمی قابلیت بھی ایک ہی ہے ، دونوں عدالتوں میں پیش ہوتے ہیں ۔ پی-ایس-آئی مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش ہوتا ہے اور اے-پی-پی سیشن کورٹ میں پیش ہوتا ہے ۔ جناب والا ۔ اتنا بڑا تفاوت تو ظلم ہے ۔ جو عوامی حکومت کے شایان شان نہیں ہے ۔ اس کے بعد

جناب والا ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ اس بجٹ میں چند ایسے اخراجات پیش کئے گئے ہیں جو میرے خیال میں ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker. Order in the Press Gallery.

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا۔ میرے خیال میں جب یہ ضمنی بجٹ عوام کی عدالت میں جائے گا تو شاید لوگ اس حکومت کو عوامی حکومت کہنا چھوڑ دیں گے ۔ کیونکہ جناب والا ۔ ایک طرف تو یہ رونا رویا جا رہا ہے کہ پچھلے پانچ چھ مہینوں میں جو ایجیٹیشن ہوا ہے اس سے پاکستان کی اقتصادیات تباہ ہو کر رہ گئی ہے اور ہو سکتا ہے کہ یہ ملک دو چار سال میں جا کر اقتصادی طور پر سنبھل سکے ۔ لیکن اس کے ساتھ گورنر ہاؤس اور چیف منسٹر ہاؤس میں جو یہ اخراجات کئے جا رہے ہیں ۔ گورنر ہاؤس میں ایک مغل شہنشاہ کی آٹھویں یادگار پر 21 لاکھ روپے خرچ کئے گئے ہیں۔ عوامی حکومت کی سیاسی مضبوطی کے لئے جو پچھلے دنوں ہفتے منائے گئے ہیں اس پر 50 لاکھ روپے خرچ کئے گئے۔ چیف منسٹر ہاؤس اور گورنر ہاؤس کی خوبصورتی کے لئے 20 لاکھ روپے لگائے جارہے ہیں ۔ پھر ان نہتے عوام پر جو اپنے مطالبات اور اظہار خیال کے لئے سڑکوں پر نکل آئے تھے انہیں شاہی مہمان رکھنے کے لئے مزید 29 لاکھ روپے خرچ کئے جا رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ یہ چیزیں شہنشاہیت کے دور میں ہوتی تھیں ۔ اس دور میں یہ چیزیں زیب نہیں دیتیں ۔ یہ اس زمانے میں زیب دیتی تھیں جب عوامی حکومتیں نہیں ہوتی تھیں ۔ جب ان حکومتوں کا عوام سے کوئی تعلق نہیں ہوتا تھا ۔ ہماری عوام تو تنگی کے حالات میں زندگی گزار رہی ہے اور ان حالات میں یہ گھروں کی خوبصورتی کے لئے اتنے پیسے خرچ کر رہے ہیں ، ان کے لئے کچھ زیب نہیں دیتا ۔ اس ایوان میں چونکہ اپوزیشن نہیں ہے جتنے بھی ممبران اس وقت ایوان میں موجود ہیں یا تو یہ پیپلز پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں یا آزاد ۔ وہ بھی شاید آٹے میں نمک برابر سے بھی کم ہیں ۔ اور جو آزاد ہیں وہ بھی ایسے ہیں جو پہلے پیپلز پارٹی کے ارکان تھے اور ان کے ساتھ پیپلز پارٹی کی طرف سے زیادتی ہوئی تو بطور احتجاج پارٹی کو چھوڑ کر چلے گئے ۔ اور اس احتجاج کرنے کی وجہ سے وہ آج اس ایوان میں بیٹھے ہوئے

ہیں ۔ جہاں تک قائد عوام کی شخصیت کا تعلق ہے میرے خیال میں اگر کوئی زبان سے نہیں کہتا ہے تو بہر حال ہر پاکستانی ان کا دل سے احترام ضرور کرتا ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔ جناب والا ۔ ان کی چند باتیں ایسی ہیں جن کا اعتراف ہر ایک کو کرنا پڑتا ہے ۔ انہوں نے اسلامی کانفرنس کے لئے جو کیا ہے اسے ہر پاکستانی جانتا ہے اور وہ قابل تحسین ہے ۔ پھر تیسری دنیا کے لئے جو کردار ادا کیا ہے یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔ لیکن میں حیران ہوں کہ یہ عوام جنہوں نے الٹی اڑی اکثریت سے 1970ء کے الیکشن میں جناب ذوالفقار علی بھٹو کا ساتھ دیا تھا ، انہوں نے قائد عوام بنایا تھا ، آج ان سے انحراف کیوں کر رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ اس کی وجہ ظاہر ہے جو صاف طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ جناب ذوالفقار علی بھٹو کی جو ٹیم ہے ، جو اس کے پیرو کار ہیں وہ اونچی سیٹوں پر جاکر برا جمان ہو گئے ہیں اور انہوں نے عوام کو عوام نہیں سمجھا ، ان کے دکھ درد میں شریک نہیں ہوئے ۔ اس کا بین ثبوت یہ ہے کہ الیکشن کمیشن نے چند آدمیوں کے متعلق واضح الفاظ میں یہ کہہ دیا ہے کہ الیکشن میں دھاندلی کی گئی ہے ۔ اس کو دنیا کی کوئی طاقت نہیں جھٹلا سکتی ہے ۔ لاہور شہر میں جہاں ماڈل ٹاؤن اور گلبرگ کے لوگ رہتے ہیں ، اب بھی اگر ان سے پوچھیں تو وہ برملا کہتے ہیں کہ ہم میں سے کسی نے جا کر ووٹ نہیں دیئے ہیں ۔ یہ تمام چیزیں جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب کے لئے discredit بن گئیں ، جس کی وجہ سے یہ تمام چیزیں ہوئیں اور قوم کے پانچ ، چھ ماہ ضائع ہوئے ، عوام پر تشدد ہوا ، کئی لوگ مر گئے ، کئی لوگوں کو گولیاں لگیں ، کئی لوگ زخمی ہوئے ، کئی گھر تباہ ہوئے اور کئی مکانات جل گئے ۔ یہ وہ reactions ہیں جس کی وجہ سے یہ سب کچھ ہوا ہے ۔ میں ان وزرآ صاحبان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ جنہوں نے وزارتوں کا عہدہ سنبھالنے کے بعد عوام سے تعلق منقطع کر لیا ہے ۔ جو یہ سمجھتے ہیں کہ ہم جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب کے ساتھ ہیں ، ہم پر جناب ذوالفقار علی کا دست شفقت ہے ۔ اور ہمیں عوام کی ضرورت نہیں ہے ۔ ان سے میں یہ کہوں گا کہ خدا کے لئے عوام سے رابطہ قائم رکھیں ، یہ آپ کے لئے مفید ہوگا ۔ اور اس سے ہی جناب ذوالفقار علی بھٹو کی نیک نامی ہوگی ۔

چپقلشیں جو قوم میں پیدا ہو گئی ہیں ، مجھے بتلائیے کہ پنجاب کی سر زمین پر یہ کون سا طبقہ ہے جو پاکستان پیپلز پارٹی کی high command سے نالاں نہیں ہے ۔ وہ کون سا طبقہ ہے جس نے شکایت نہیں کی ہے ۔ پنجاب میں طبقات کے رابطے کا یہ حال تھا کہ یہاں ڈیرے چلی رہے ہوتے تھے ۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ یہاں پر لوگ آتے تھے اور جاتے تھے ۔ اور ان میں کوئی تفاوت نہ تھا ۔ لیکن اب آپ یہ دیکھ رہے ہیں کہ مزدور مل مالک سے لڑ رہا ہے ۔ مزارعہ زمیندار کا دشمن ہے ۔ تجارت پیشہ لوگ ویسے ناراض ہیں ۔ طالب علم بسوں والوں کے دشمن ہیں اور بس والے طلباء کے دشمن ہیں ۔ استاد اور شاگرد میں کوئی شرم و حیا باقی نہیں ہے ۔ جناب عالی ۔ یہ سب باتیں یک لخت پیدا نہیں ہوئی ہیں ۔ یہ سب چیزیں 1970 کے بعد ظاہر ہوئی ہیں اگر کسی کو کچھ دینا ہے تو دیں ، آپ کو کون روکتا ہے ۔ کسی نے احتجاج کیا ہے کہ زرعی اصلاحات نہ کریں ، کسی نے ہائی کورٹ یا سپریم کورٹ کا دروازہ کھٹکھٹایا ہے کہ یہ زرعی اصلاحات ناجائز ہیں ، سب نے سر تسلیم خم کیا ہے ۔ جب ایک فیصلہ ہوا ہے پھر تقاریر کرنے سے کیا فائدہ ۔ کیوں مزارع کو زمیندار سے اور مزدور کو مل مالک سے لڑایا جا رہا ہے ۔ اور ہر طبقہ میں منافرت پیدا کی جا رہی ہے ۔ یہ کہاں کا انصاف ہے ۔ یہ چیزیں عوامی حکومت کو زیب نہیں دیتی ہیں ۔

جناب والا ۔ کسی بھی حکومت نے یہ خود خواہش نہیں کی ہے کہ اس ملک کی آبادی میں اتنی نفرت پیدا کریں ۔ اب دس بارہ روز سے میں اس اسمبلی میں یہ دیکھ رہا ہوں ۔ جب بھی کسی ممبر صاحب کو نمبر لگوانے کا موقعہ ملا ہے ۔ کوئی بھی بات چلی تو وہ قائد عوام تک لے گیا ۔ چاہے کوئی بل ہو یا کوئی بات ہو وہ بڑے زمیندار کے چکر میں پڑ جاتے ہیں ۔ بھائی کہاں ہے بڑا زمیندار ، پنجاب میں کون بڑا زمیندار ہے ۔ 4 مربع سے زیادہ کسی کے پاس زمین نہیں ہے ۔ اور 4 مربع سے تو ایک کنبہ کا خرچ بھی برداشت نہیں ہوتا ہے ۔ اگر 4 مربع کے لئے آپ کے پاس ٹریکٹر بھی ہو تو وہ ٹریکٹر بھی بیکار پڑا رہتا ہے ۔ آپ کو اس ٹریکٹر کو مجبوراً کرایہ پر چلانا پڑتا ہے ۔ ایک ٹریکٹر کے لئے کم از کم 6 مربعے ہونے چاہئیں ۔ لیکن

اس کے باوجود آپ اسے بڑا زمیندار کہتے ہیں ، خدا کے واسطے اس زمیندار کی جان چھوڑیں ، اب تو اس زمیندار کے پاس کچھ بھی نہیں رہا ہے ۔ اس کے پاس اتنا ہے کہ وہ from hand to mouth اپنی گزر اوقات کر رہا ہے۔ اگر وہ بھی آپ لینا چاہتے ہیں تو لے لیں آپ زمیندار کو یوں بدنام نہ کریں۔ ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔

مسٹر طارق وحید بٹ ۔ جناب سپیکر ۔ مجھے تو پہلی بار اس ایوان میں تقریر کرنے کا موقع ملا ہے ۔ اس سے پہلے گزشتہ دنوں میں بھی مجھے اپنے حلقہ انتخاب کے متعلق ان کی شکایات کا فرداً فرداً اظہار کا موقع ملا ۔ اور حکومت پنجاب نے اس پر عمل درآمد کرتے ہوئے تمام تکالیف اور شکایات کو رفع دفع کر دیا ہے ۔ جناب والا ۔ میرے تو وہم و گمان بھی نہ تھا کہ میں بھی کسی اسمبلی کا ممبر بنوں گا ۔ اس اسمبلی کی روایت ہے کہ ان نشستوں پر بڑے بڑے زمیندار ، سرمایہ دار بیٹھا کرتے تھے ۔ مجھے اس اسمبلی کا ممبر بنانے میں خدا اور رسول کے بعد میرے قائد جناب ذوالفقار علی بھٹو کا ہاتھ ہے ۔ میرے فاضل دوست قائد حزب اختلاف نے فرمایا کہ کچھ لوگ اس ایوان میں آئے اور چھوٹی سی بات کو لے کر قائد عوام تک پہنچ گئے ۔ میں ان کی خدمت میں مؤدبانہ گزارش کروں گا کہ وہ لوگ انہی لوگوں کو یاد کرتے ہیں جن کی محبت ان کے دلوں میں ہوا کرتی ہے ۔ ہمارے دل کی گہرائیوں میں اور ہمارے کتبوں میں ہمارے لیڈر جناب ذوالفقار علی بھٹو کا نام ہے ۔ اگر ہم پاکستان میں کسی کی عزت کرتے ہیں ، اور میرے دل کی گہرائیوں میں اگر کسی کی عزت ہے تو خدا اور رسول کے بعد اس عاشق رسول جناب ذوالفقار علی بھٹو کی عزت ہے ۔ اور یہ اس بات کا بین ثبوت ہے اب میں بجٹ کی طرف آؤں گا ۔ محترم قائد حزب اختلاف نے یہ فرمایا ہے کہ بجٹ میں کچھ رقوم پولیس کو دی گئی ہیں ۔ کچھ ہنگامے ہوئے ۔ کچھ ناجائز طریقہ سے خرچ کیا گیا۔ میں مختصراً بات کروں گا کہ اہالیان پنجاب ، اہالیان لاہور کی مائیں ، بہنیں ، نوجوان ، مزدور ، محنت کش اور متوسط طبقہ ، اور کچی آبادی کے مکین اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ اگر شہر لاہور میں جناب ذوالفقار علی بھٹو کی ذہنی کاوشوں ، سوچ ، سیاسی سوجھ

بوجھ کی وجہ سے یہاں کرفیو کا نفاذ نہ ہوتا ، یا مارشل لا نہ ہوتا تو اس لاہور کا حال کیا ہوتا ۔ اس لاہور میں وہ کچھ ہوتا جو کہ دشمنوں نے لبنان اور بیروت میں کروایا تھا ۔ جناب والا ۔ ایک ایک لاکھ اور پچاس پچاس ہزار کا ہجوم ہوتا تھا ۔ جو کہ محب وطن پنجابیوں کے گھروں پر ، پارٹی کے کارکنوں اور ان کی جانوں کے دشمن تھے ۔ میں جانتا ہوں کہ وہ لوگ لاہور شہر کے مکین نہ تھے ۔ جب کرفیو لگا تھا ، تو اس بات کا واضح ثبوت موجود ہے ۔ حکومت جانتی ہے ہر شخص جانتا ہے ۔ بلکہ حزب اختلاف سے تعلق رکھنے والے چند معزز اہم شخصیتوں نے مجھے بتایا ہے کہ ہمیں بھی معلوم نہیں تھا کہ یہ لوگ جو جلسے جلوسوں میں تھے ۔ وہ لاہور سے باہر کہاں سے آئے تھے ۔ مجھے اس چیز کا یقین ہے کہ اپوزیشن میں ایسے لوگ نہیں ہیں ، ایسے شرپسند نہیں ہیں ، جو ہمارے پاکستان پیپلز پارٹی کے کارکنوں کی جانوں کے دشمن بنے ہوئے تھے ۔ جو اس ملک کی سالمیت اور استقامت سے کھیلنے کو تیار تھے ۔ ان عناصر کا مجھے بھی بخوبی علم ہے ۔ اور میرے قائد کو بھی بخوبی علم ہے ۔ اور اس معزز ایوان کے ہر ممبر کو اس بات کا علم ہے کہ یہ وہی لوگ تھے ۔ جو بیرون ممالک کی سازشوں سے چلے آرہے تھے ۔ اور جو لوگ شروع سے ہی بابائے قائد اعظم محمد علی جناح سے لے کر اب تک اس ملک کی سالمیت سے کھیلتے رہے ہیں ۔

جناب والا ۔ صحیح بات یہ ہے کہ میری یہ خوش نصیبی ہے کہ جن نشستوں پر حضرت محمد پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے عرب علاقے سے تعلق رکھنے والے سربراہان بیٹھے تھے ۔ جن نشستوں پر جس ہال میں اسلامی سربراہی کانفرنس ہوئی تھی وہاں میں بھی رسول کے ماننے والے عاشق رسول جناب ذوالفقار علی بھٹو کے حکم کے مطابق ، اور ان کی خواہش کے مطابق اور عوام کی خواہش کے مطابق ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ان نشستوں پر بیٹھا ہوں ۔ کیوں کہ جناب سپیکر ۔ میں نے ایک دو روز کے بعد پاکستان سے باہر جانا ہے ۔ ضمنی بجٹ کے ساتھ ساتھ جو بجٹ جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب ، وزیر خزانہ ، نے اس ایوان میں پیش کیا ہے ، اس کے بارے میں بھی کچھ کہوں گا ۔ یہ بجٹ جس حال میں یا جس موقع پر پیش کیا ہے اور

جس کا میں نے ذکر پہلے کیا ہے کہ لاہور میں کیا کیا مشکلات تھیں اور کیسا بحران تھا ۔ یہ معزز قائد ایوان نے خود ہی بتایا ہے کہ پاکستان کن مشکلات سے دو چار تھا ۔ اسلامی کانفرنس پر پیسے خرچ کئے گئے ، دوسرے نمبر پر بجلی کے محاصل کے بقایا جات کی وصولی تھی ۔ سیلاب سے نقصان ہوا ، شراب اور قمار بازی کو جب ختم کیا گیا ، اس کے ذریعے جو منافع حکومت کو ہوتا تھا ۔ اس معزز ایوان کا ہر شخص جانتا ہے کہ وہ کتنا بڑا نقصان ہوا ہے اور اس بحران میں کس طریقہ سے یہ بجٹ پیش کیا ہے ۔

جناب والا ۔ یہ بجٹ محنت کشوں ، غریبوں ، متوسط طبقہ سے تعلق رکھنے والوں اور پاکستان کے ہر مزدور کی امنگوں کے عین مطابق ہے ۔ میں اس بجٹ کی حمایت کرتا ہوں اور ڈاکٹر عبدالخالق اور قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کی خدمت میں سلام پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اس بحران میں بھی سیاسی سوچ بچار کے بعد ایک اچھا اور بہتر بجٹ پیش کیا ۔

جناب والا ۔ دوسرے نمبر پر سڑکوں اور پلوں کی سکیموں پر پہلے 36 کروڑ 38 لاکھ روپے خرچ ہوئے تھے مگر اس بحران میں جو بجٹ پیش کیا گیا ہے ۔ 1 ۔ میں خاص مہربانی ہوئی ہے کہ اس سال کے بجٹ میں 39 کروڑ 22 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں ۔ پھر بھی اس ہنگامی بجٹ میں جو پیسہ بڑھایا گیا ہے یہ قابل تعریف ہے ۔ اور میری پنجاب حکومت سے ایک چھوٹی سی تجویز ہے کہ اس بار جو سڑکیں بنیں وہ ان علاقوں میں بنیں جو دیہاتوں ۔ تحصیلوں اور چھوٹے شہروں کو بڑی شاہراہوں کے ساتھ ملاتی ہیں ، یا وہ سڑکیں جو بڑے شہروں سے چھوٹے شہروں کو ملاتی ہیں ، بنائی جائیں نہ کہ بڑی بڑی سڑکوں کو دوبارہ مرمت کیا جائے ۔

جناب والا ۔ 6 لاکھ 28 ہزار افراد کو پانچ مرلہ سکیم کے تحت پلاٹ دیکر اس عوامی حکومت نے بہت بڑا اور شاندار کارنامہ کیا ہے اور اس سکیم سے اور اس طریقے سے پاکستان کے ہر دوسرے غریب شخص کو بہت ہی فائدہ پہنچا ہے ۔

جناب والا ۔ پاکستان میں بے روزگاری بڑے پیمانے پر بڑھ رہی ہے ۔

لیکن ہر شخص جانتا ہے اور بہتر واقفیت رکھتا ہے کہ پاکستان کو کس حد تک نقصان پہنچا ہے ۔ مگر پھر بھی جس طریقے سے اس صوبائی بجٹ میں صنعتوں کی ترقی اور معدنیات کے شعبے کے لئے 8 کروڑ 59 لاکھ روپے مختص کئے گئے ہیں اور 6 کروڑ 5 لاکھ روپے کی لاگت سے بہاولپور ، ڈیرہ غازی خان ، ہڑپہ ، قصور ، پتوکی اور کہالیہ وغیرہ میں کارخانے بنیں گے ، میں جانتا ہوں کہ ان کارخانوں کی تعمیر سے اور ان کارخانوں کے چلنے سے ایک حد تک اس صوبہ میں بے روزگاری کا خاتمہ ہو جائے گا ۔

جناب والا ۔ جب سے پاکستان کی وفاقی حکومت اور پنجاب کی صوبائی حکومت نے سکولوں کو نیشنلائز کیا ہے ۔ میں جانتا ہوں کہ ہر ایک تو نہیں تقریباً ہر دوسرے شخص کو اس سے فائدہ پہنچا ہے ۔ پیپلز پارٹی کے پروگرام کے تحت ہر غریب آدمی کا بچہ سکول میں آسانی سے تربیت حاصل کر سکتا ہے ۔ اسے داخلہ مل سکتا ہے اور اسے وہ اخراجات ادا نہیں کرنے پڑتے جو پیپلز پارٹی کی حکومت کے برسر اقتدار آنے سے پہلے ادا کرنے پڑتے تھے ۔ اب ہر غریب اور محنت کش مزدور کا بچہ تعلیم حاصل کر سکتا ہے اور ان پڑھ نہیں رہ سکتا وہ اپنی خواہش کے مطابق اچھی سے اچھی تعلیم حاصل کر سکتا ہے ۔ مگر جناب والا ۔ حکومت پنجاب سے میری یک تجویز ہے اور میں نے متعلقہ وزیر سے گزارش کی ہے کہ میرے علاقے کا گورنمنٹ گرلز ہائی سکول شاہ باغ اور مدرستہ البنات ہائی سکول میں داخلے کے لئے محکمہ تعلیم کے بالا افسر پیچیدگیاں پیدا کر رہے ہیں جن میں پیش پیش ڈائریکٹر ایجوکیشن پروفیسر سعید اور متعلقہ سکول کی ہیڈ مسٹریس ہیں ۔ لہذا جناب سپیکر ۔ میں آپ کی وساطت سے متعلقہ وزیر صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ جو محکمہ تعلیم کے ڈائرکٹر ایجوکیشن پروفیسر سعید اور متعلقہ ہیڈ مسٹریس جن کا میں نے پہلے ذکر کیا ہے اور کل بھی بتا چکا ہوں ، ان کا رویہ ٹھیک کیا جائے اور اگر وہ غلطی پر ہوں تو انہیں معطل نہ کیا جائے بلکہ انہیں نوٹس دیکر نوکری سے نکالا جائے کیوں کہ جب بھی وہ کسی اور علاقے میں جائیں گے نوجوان کے غریب عوام کے لئے تکالیف کا باعث بنیں گے ۔

جناب والا ۔ میرے لاہور شہر میں جس طرح کہ میرے محترم قائد حزب

اختلاف نے اس ایوان میں فرمایا کہ سب سے زیادہ پیسہ شہروں میں لگایا گیا ہے ، دیہات میں نہیں لگایا گیا ۔ کوئی شخص بھی ، کوئی ممبر بھی ایک دن دیہات میں رہے تو وہ بتا سکتا ہے کہ وہاں کی کیا مشکلات ہیں ۔ ہمارے اس ایوان کے ہر ممبر کا کسی نہ کسی حد تک پاکستان کے کسی نہ کسی دیہات سے تعلق ضرور ہے ۔ مگر لاہور شہر کی خوبصورتی کے بارے میں ہمارے عظیم قائد جناب ذوالفقار علی بھٹو نے جس طریقے سے پاکستان کے اس تاریخی شہر کی حالت سدھارنے کے لئے احکامات صادر فرمائے تھے ۔ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی طرف سے اس پر ایک حد تک عملی جامہ پہنایا گیا ہے ۔ جناب والا ۔ لاہور میونسپل کارپوریشن کو ضمنی بجٹ میں ایک کروڑ روپیہ ملا تھا جس کی وجہ سے پورا تو نہیں مگر ایک چوتھائی لاہور شہر کی ان آبادیوں کی گلیاں اور کچی نالیاں پکی ہو چکی ہیں ۔ جو جناب والا ۔ آج سے پچیس تیس سال پہلے کوئی نہ کروا سکا تھا ۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اس بار میری یہ تجویز ہے کہ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو تقریباً دو کروڑ اسی لاکھ روپیہ دیا گیا ہے ۔ صوبہ میں جناب قائد عوام کے تحت بڑی سڑکوں اور بڑی بڑی شاہراہوں کی تعمیر ہو چکی ہے ۔ اب بڑی سڑکیں ان شمالی علاقوں میں بنائیں جن میں ان کی ضرورت ہے اور یہ پیسے ان علاقوں میں لگائے جائیں ۔

جناب والا ۔ میری ایک تھوڑی سی گزارش ہے اور وہ یہ ہے کہ جس طرح پنجاب حکومت نے پنجاب کی میونسپل کمیٹیوں اور کارپوریشنوں کو 13 کروڑ 61 لاکھ روپے دیئے ہیں ۔ میری خواہش یہ ہے کہ لاہور کارپوریشن کے ذمہ جو پیسے آئیں اس کے ساتھ ساتھ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی طرف سے لاہور میونسپل کارپوریشن کو پیسے دلوائے جائیں ۔ جس طریقے سے ضمنی بجٹ کے پیسے کا صحیح استعمال کیا گیا ہے اس بار لاہور میونسپل کارپوریشن کی طرف سے وہ پیسے ان کچے علاقوں میں اور پسماندہ علاقوں میں لگائے جائیں جن علاقوں کو ہم نے ابھی ترقی دینی ہے ۔ اور جن علاقوں میں غریب عوام کو فائدہ اور سہولت پہنچانے کے لئے گلیاں اور نالیاں پختہ کرنی ہیں ۔

جناب والا ۔ آپ نے پہلے بھی لاہور شہر کو دیکھا ہوگا ۔ اہالیان لاہور شہر کو لاہور کے نام ہی سے جانتے ہیں ۔ اب کوئی معزز رکن اسمبلی شہر

کو جاکر دیکھ سکتا ہے کہ لاہور پاکستان کا پیرس نہیں بنا تو لاہور پیرس سے کم بھی نہیں ہے ۔ لاہور کی خوبصورتی قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کے حکم کے مطابق صوبائی حکومت اتنے اچھے اور بہتر طریقے سے بنا رہی ہے تا کہ جو لوگ باہر سے لاہور میں تشریف لائیں وہ یہ جان سکیں کہ واقعی لاہور بھی کوئی پاکستان کا اہم اور خوبصورت شہر ہے ۔ اس بجٹ میں اسی طرح غریبوں کی فلاح و بہبود کے لئے ، ان کی سہولتوں کے لئے پنجاب کے مختلف ہسپتالوں میں خصوصاً میو ہسپتال میں orthopeadic بلاک ، سرجیکل بلاک یا لیڈی ولنگڈن ہسپتال میں بلاک بنائے گئے ہیں ۔ یہ ایک اچھا کارنامہ ہے اور ایک اچھے طریقے سے کام کیا گیا ہے ۔ میں ان کی تعریف کرتا ہوں ۔

جناب سپیکر ۔ اپنی تقریر یا اپنے الفاظ ختم کرنے سے پیشتر میں اپنی ذات کے متعلق عرض کروں گا کہ میں نے یونیورسٹی میں ایک طالب علم کی حیثیت سے تعلیم حاصل کی ۔ اور تعلیم حاصل کرنے کے بعد اپنے خدا اور رسول کی مہربانی کے بعد اپنے قائد کی مہربانی سے ، غریب عوام کی شفقت اور محبت سے اس اسمبلی میں بھی ایک طالب علم کی حیثیت سے داخل ہوا ہوں ۔ اس سے پہلے میرا کسی سیاسی پارٹی سے تعلق نہیں تھا ۔ میں نے اپنی سیاست کا آغاز اسی پارٹی سے کیا ہے ، اس لئے اپنے قائد کے لئے کوئی نمبر ٹانکنے یا نمبر بنانے یا نمبر پھینکنے کی بات نہیں ہے ، میں نے صرف اپنے دل کی بات یہاں پر کی ہے ۔ میں اپنے دل کی بات کہنے پر فخر محسوس کرتا ہوں ۔ میں یہ عرض کروں گا ۔

خدایا جیوے بھٹو ہزاروں سال
ہر سال کے دن ہوں پچاس ہزار

والسلام ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی (میانوالی ۔ 1) ۔ جناب والا ۔ عرض یہ ہے ۔

تلاطم میں سفینہ اس لئے لائے ہیں ہم اپنا
کہ موجیں ڈھونڈ لیتی ہیں کڑی مشکل میں ساحل کو

آ کہ پھر بزم تمنا میں چراغاں کر دیں
جذبۂ شوق سے ہر گل کو گلستاں کر دیں

جناب سپیکر ۔ آج ضمنی بجٹ کا موقع تھا ، آپ کی نوازش ہے کہ آپ نے مجھے بھی یاد فرمایا ہے ۔ در اصل میں نے تو اپنا نام سالانہ بجٹ کے لئے پیش کیا تھا ۔ بہر حال سالانہ بجٹ ہو یا ضمنی بجٹ ہمارے تجربہ کار اور پختہ کار وزیر خزانہ صاحب نے بہت اعلیٰ ترین اور بڑے قرینے سے ان کو مرتب کیا ہے ۔ میں نے کافی ورق گردانی کی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ کرنل صاحب آپ ایک منٹ تشریف رکھیں ۔ میں فاضل ممبران سے استدعا کروں گا کہ جب بھی کوئی فاضل وزیر ایوان میں تشریف لائیں ان کو موقع دیں کہ وہ ایوان کی کارروائی میں حصہ لیں اور دفتری کاروبار سے اجتناب کیا جائے ۔ کرنل صاحب ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔ جناب والا میں نے ہر دو بجٹ کی بڑی ورق گردانی کی ہے اور اس میں یہ دیکھا ہے کہ جو بھی مدات ترتیب دی گئی ہیں وہ بڑی سوچ بچار سے ترتیب دی گئی ہیں ۔ آپ خیال فرمائیں 2 ارب 25 کروڑ روپیہ تو ڈویلپمنٹ کے لئے مختص کیا گیا ہے ۔ مگر اس سے بڑھ کر عوامی حکومت اور اس مظلوم حکومت کے اوپر بہت کیچڑ اچھالا گیا ہے ۔ بلکہ اس کے پرخچے بہت بجے روند دیئے گئے ہیں ۔ بہت سے بے گناہ جہان روند دی گئی ہیں ۔ کئی کارخانے تباہ کر کے راکھ کا ڈھیر کر دیئے گئے جو کہ کروڑوں کی تعداد نہیں بلکہ اربوں کی مالیت کے تھے ۔ جو نقصانات مجموعی طور پر ہوئے وہ آپ نے دیکھے ۔ ان کا 5 ارب کا تخمینہ لگایا گیا اور جناب عبدالحفیظ پیرزادہ وزیر خزانہ نے اس تخمینہ کا اعلان کیا ہے۔ کتنے افسوس کی بات ہے ۔ کتنے افسوس کا مقام ہے ۔ یہ نہیں دیکھا گیا کہ اپنا ہی مال ہم تباہ کر رہے ہیں ۔ آپ کو میں یاد دلانا چاہتا ہوں کہ پارٹیشن کے موقع پر جب پاکستان بنا تھا ۔ تو پاکستان کے بننے میں یہاں لوگوں نے بغیر سوچے سمجھے غیر مسلموں پر حملے کئے اور اس وجہ سے کئے کہ وہاں مسلمانوں پر سکھوں اور ہندوؤں نے مظالم ڈھائے ۔ اس کے جواب میں یہاں پر کارروائی شروع ہوئی اور جلاؤ گھیراؤ کا سلسلہ شروع کیا ۔ جناب والا ۔ جو یہاں مکان جلائے گئے بعد میں یہ ثابت ہوا یہ تو ہم نے اپنے ہی جلائے ہیں ۔ ہندو تو دھوتی لے کر چل دیا ۔ مری ہمارا ایک ہل سٹیشن تھا ۔ ہندوستان میں

مسوری تھا - اور ہمارے لئے Queen سے بھی بڑھ کر Queen of the hills
مری تھا - یہاں پر باغ و بہار اور سبزہ زار پہاڑیاں تھیں - وہاں 100
کوٹھیاں جلا دی گئیں - وہاں بڑی مختصر آبادی تھی - جب مہاجر برادری
اپنے گھر بار چھوڑ کر اپنا ناموس بھا کر اتنی قربانیاں دے کر پہنچی تو ان
کے لئے ہمارے پاس متبادل کوٹھیاں ، کارخانے اور دکانیں بہت قلیل رہ گئی
تھیں - لہذا اپنا ہی نقصان ہوا -

جناب والا - یہ بڑا اہم مسئلہ ہے اس کے متعلق میں ببانگ دھل
عرض کروں گا کہ کسی نے اس بات کو نہیں سوچا کہ ہم کیا کر رہے
ہیں - کس کا نقصان کر رہے ہیں - پاکستان کا نقصان کر رہے ہیں - مگر وہ
اسی بات پر خوش ہوگئے کہ جناب بس ٹھیک ہے - غیر ذمہ دار لوگ آ گئے
ہیں - بات غنڈوں کے ہاتھوں آ گئی - انہوں نے خوب جلایا مارا اور اپنا تدبر
کھو بیٹھے - لیڈران کرام اپوزیشن قومی اتحاد اپنا تدبر کھو بیٹھے - میں
ببانگ دھل کہوں گا کہ انہوں نے اس چیز کو کنٹرول نہیں کیا - اب
جناب والا - وہ تو خوش ہو گئے کہ "ایداں ای ٹھیک اے دبی جاؤ" بڑے
افسوس کی بات ہے - یہ کتنا اہم مسئلہ ہے کہ ایک حکومت کو یہ کہنا
کہ ابھی استعفا دے دیں - اس کے سربراہ کو کہنا کہ پہلے استعفا دے دیں
پھر اس وقت بات کریں گے - جب پہلے استعفے دے دیا پھر بات کیا کرنی
ہے - بات ہے تدبر کی - مگر انہوں نے یہ سلسلہ جاری رکھا اس لئے کہ باہر
بھی دکھلانا ہے کہ ہمیں معاوضہ ملا ہے - جو تنخواہیں ملی ہیں ، جو بھتے
ملی رہے ہیں وہ بھی دکھانے ہیں کہ ہم اپنا کام پورا کر رہے ہیں -

جناب والا - یہ چیز بڑی clear ہو چکی ہے اور اخبارات میں آ چکا ہے
چینگر کی فوٹو سٹیٹ کاپیاں آ چکی ہیں - آپ نے دیکھا ہوگا - میرے پاس اس
سے بھی زیادہ ثبوت موجود ہیں - جب بھی آپ امریکن کونسلیٹ کے سامنے
کھڑے ہو جاتے تو آپ کو یہی نظر آتا تھا کہ داڑھی والا اندر جا رہا ہے
اور داڑھی والا باہر نکل رہا ہے - (نعرہ ہائے تحسین) - تو گویا داڑھی کی آڑ
میں شکار تھا - جناب والا - میں عرض کرونگا کہ خدا کے لئے پاکستان کے
اوپر رحم کیجئے - میں یہ بھی کہنے سے باز نہیں آؤں گا کہ جو لوگ جانباز

اکٹھے ہوئے ہیں ، جو نو جماعتیں اکٹھی ہوئی ہیں ان میں اکثریت ان کی ہے جو پاکستان کے بننے کے خلاف تھے - ہم پاکستان کی تحریک کے بیچ میں تھے - یہ عاجز اس وقت ایک ادنیٰ سپاہی تھا اور یہاں جو 1940ء کی قرارداد پاکستان پاس ہوئی میں اس کے بیچ میں موجود تھا - (نعرہ ہائے تحسین) - اور حضور والا - میں نے خان بہادری جیسا خطاب ٹھکرا کر رکھ دیا اور مسلم لیگ میں سینہ تان کے آ گیا - (نعرہ ہائے تحسین) - جناب والا - جیسے میں نے عرض کیا ہے کہ ہم قائد عوام کے منشور کو دیکھ کر پاکستان پیپلز پارٹی میں شامل ہوئے ہیں - ہم نے دیکھا ہے کہ اس کے مقابلے کا لیڈر نہ اندرونی معاملات کا ہے نہ بیرونی ہے اور نہ ہی کوئی خارجہ پالیسی مرتب کر سکتا ہے۔ اس نے کمال کر دیا کہ اس ہال کے اندر مسلمانوں کو اکٹھا کر کے اسلامی کانفرنس کرا دی - (نعرہ ہائے تحسین) . جناب والا - میں عرض کرتا ہوں کہ 14 اگست 1947ء کو میرے جذبے نے جوش مارا - میں اس وقت مری کے مقام پر تھا - میں نے سوچا کہ قائد اعظم محمد علی رحمت اللہ علیہ کے ہاتھوں سے پاکستان کا جھنڈا چڑھتے ہوئے دیکھنا ہے - تو جناب والا - کراچی پہنچا - لارڈ ماؤنٹ بیٹن آیا - اس نے چارج دیا - اس میں ہم لوگ بھی تھے - پھر چار بجے شام کو قائد اعظمؒ نے پرچم کشائی کی - اس میں بھی بندہ موجود تھا - رات کو انہوں نے مہربانی فرمائی ، انہوں نے dinner کیا اس میں بندہ مدعو تھا - پھر حضور والا - قائد اعظم کے ساتھ 18 اگست کو عید پڑھی۔ بندہ گھستے گھساتے قائد اعظم علیہ رحمت کے پیچھے پہنچ گیا اور دلی سکون حاصل کیا - جناب والا - میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اور یہ میری سپرٹ کہہ رہی ہے کہ قائد اعظم نے 14 اگست 1947ء کے بعد 15 اگست کو ہی میرے ناقص دماغ کے مطابق یہ اعلان کر دینا تھا کہ یہ اسلامی سلطنت پاکستان بن چکی ہے - آئیے ہم لوگ مسلمان ممالک اسلامی کانفرنس کریں - اور اس کے بعد ہم مل جل کر رہیں - تو جناب والا - یہ کس کو فخر حاصل ہوا ؟ یہ فخر اسلامی کانفرنس کا قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کو حاصل ہوا - اور انہوں نے کمال کر دیا کہ تمام اسلامی ممالک کو اسی ہال میں اکٹھا کیا - پھر اس سے بڑھ کر ایک قدم اور اٹھایا۔ وہ یہ کہ شیخ مجیب الرحمان

جو کہ ہمارا بدترین دشمن تھا اسے بھی مسلم ممالک کے سربراہان کے کہنے پر کہہ دیا کہ بے شک آ جاؤ اور اس کو ایئر پورٹ پر جا کر receive کیا ۔ اور یہاں اسی حال میں لائے ۔ کتنی فراخدلی ہے ۔ اور اس میں کتنی عظمت پائی جاتی ہے اور کتنا تدبر اس میں پایا جاتا ہے ۔

جناب والا ۔ میں نے گذشتہ سال عرض کیا تھا کہ تیسری دنیا کے سلسلے میں قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کو فخر مل رہا ہے ۔ انشاءاللہ ملے گا ۔ مگر میں نے عرض کیا ہے جو جذبہ ایمانی ہے کہ تیسری دنیا کو آپ چھوڑیے ۔ ایشین بلاک کو آپ چھوڑیے ۔ روسی اور امریکن بلاک کو آپ چھوڑیے ۔ اگر یہ مسلم بلاک آپ ایک کر لیتے ہیں تو کوئی جواب نہیں جناب والا ۔ اگر پیسہ عربوں کا ہو اور سپاہی اور مجاہد پاکستان کا ہو تو میں کہتا ہوں کہ دنیا کی کوئی طاقت مقابلہ نہیں کر سکتی ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔ جناب والا ۔ یہ ایمانی جذبہ ہے ۔ میں جناب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ ہمارے جو چار اصول ہیں کہ اسلام ہمارا دین ہے ۔ جمہوریت ہماری سیاست ہے ۔ میں یہاں عرض کروں گا کہ جب اسلامی جمہوریہ پاکستان آپ نے نام رکھ دیا ہے تو ہم نے سب کچھ جیت لیا ہے ۔ جناب والا ۔ میں ایک دفعہ مولانا کوثر نیازی صاحب کے ساتھ حضرت داتا گنج بخش رحمۃاللہ علیہ کے مزار اقدس پر غسل دینے کے لئے گیا ۔ انہوں نے وہاں بیٹھے ہوئے مجھے یہ کہہ دیا کہ اس وطن عزیز کا نام ہم اسلامی جمہوریہ پاکستان رکھ رہے ہیں ۔ میں نے کہا پھر تو آپ نے کھیل جیت لیا ہے ۔ اور جو الزام مخالف جماعتیں ہم پر لگاتی ہیں ناکام ہو گئیں ۔ اگر آپ نے اسلامی جمہوریہ پاکستان نام رکھ دیا ہے تو پھر آپ نے کھیل جیت لیا ہے جب نام اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے تو ہمارا اصول دوسرا یہ ہونا چاہئے کہ اسلامی جمہوریہ ہماری سیاست ہے ۔ جناب والا ۔ ہمیں سوشلزم کو اپنانے کی کوئی ضرورت نہیں ۔ ہم تب اپنائیں اگر ہمارا قرآن خالی رہ گیا ہو ۔ ہم تب اپنائیں اگر ہمارے محمد صلی اللہ علیہ و سلم کی حدیث تہی رہ گئی ہو ۔ ہم تب سوشلزم کو یا کسی اور ازم کو اپنائیں اگر ہماری کوئی چیز اسلام میں باقی رہ گئی ہو ۔ تو جناب یہاں پر ہماری معیشت مساوات محمدی ہونی چاہئے ۔ مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے کہ جناب سینئر منسٹر صاحب نے انگریزی کی

تقریر میں مساوات محمدی استعمال کیا - اور جب مساوات محمدی کا لفظ آیا تو میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے - میں آپ سے عرض کروں گا کہ پاکستان میں کوئی ایسا مسلمان نہیں ہے جس کے اسلام کے نام پر رونگٹے نہ کھڑے ہوں۔ آپ کے خیال میں یہ داڑھیوں والے آگے کیسے آئے - یہ اسلام کے نام پر آئے ہیں - انہوں نے ایسا راستہ اختیار کیا ہے اور انہوں نے عوام کی سائیکالوجی کے مطابق قدم اٹھایا ہے - انہوں نے پبلک اور اس کی سپرٹ کو دیکھا ہے۔ مسلمانوں کی سپرٹ پر اور نبضوں پر ہاتھ رکھ کر انہوں نے وہ راستہ اختیار کیا ہے جس پر وہ کامیاب ہوئے ہیں - مطلب یہ ہے کہ وہ ہنگاموں میں ، گڑبڑ میں کامیاب ہوئے ہیں - اب یہ دیکھئے کہ گاڑی تیز آ رہی ہے ایک جوان آگے کھڑا ہو گیا ہے اور ٹرین اس کو اوپر سے روندتی ہوئی چلی گئی ہے - اسے کہا جاتا ہے کہ دیکھو جی یہ تو شہید ہو گیا ہے - سبحان اللہ - یہ خوب شہادت ہوئی - کہ جو شخص مرتے وقت زہر کی ایک خوراک لے لے اور کہے کہ میں تو شہید ہوگیا ہوں - تو گزارش یہ ہے کہ یہ کوئی شہادت نہیں ہے - میرے ساتھ آکر بیٹھیں - مسائل پر بات کریں - میں دعویٰ سے کہتا ہوں یہ خودکشی ہے اور خودکشی اسلام میں حرام ہے - آئیے اور اس مسئلہ کو touch کر کے دیکھیں - یہ پولیس جوش تھا ؟ اور پھر ہم سے کسی کا جوش زیادہ ہے - خدا گواہ ہے کہ یہ جو عاجز آپ کے سامنے ہے یہ چاہتا ہے کہ اسلام کے راستے میں اپنا خون بہا دے ، اپنی گردن کٹا دے - ہم سے بڑھ کر کس کا جوش ہے - (نعرہ ھائے تحسین) - مگر خودکشی نہیں کرنی - شہادت حاصل کرنی ہے - جناب والا - یہ چیزیں دیکھنے کی ہیں - مہربانی کریں - طاقت کا سرچشمہ عوام ہیں - یہ جمہوریت ہے - جمہوریت میں طاقت کا سرچشمہ عوام ہوتے ہیں - یہ بالکل ٹھیک ہے مگر معیشت ہماری مساوات محمدی ہے - جناب والا - اسلامی جمہوریہ ہماری سیاست ہے - میں تو یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں اور یہ میں خلوص سے عرض کر رہا ہوں - جناب والا - ہر لحاظ سے یہ چیز آپ کے لئے اور پاکستان کے لئے فائدہ مند رہے گی - تو حضور انور میں پھر اتنا ہی عرض کروں گا کہ اللہ کرے ہم پاکستان کی بہتری کے لئے اپنی جانیں تک پیش کر سکیں -

جناب والا ۔ ایک غیر ذمہ دارانہ اقدام سے یہ کر دینا ، جیسے یہ ھنگامے اور یہ سلسلے جاری رہے اور پاکستان کا 5 ارب روپے کا نقصان ھوگیا ۔ اس لئے ان چیزوں سے اجتناب کرنا چاھئیے ۔ اللہ تعالیٰ اس وطن عزیز پاکستان کو تابندہ و پائندہ رکھے ۔ (آمین) ۔ (نعرہ ھائے تحسین)

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر ای ۔ ڈنشا ۔

Professor E. Dinshaw. Mr. Speaker, Sir, it is customary for such occasions to congratulate the Finance Minister but I most sincerely and genuinely congratulate and felicitate the Finance Minister on his presenting a very competent and adequate budget. He has imposed few taxes only on the more prosperous sections of society and they are quite capable of bearing those taxes. The poor sections of society have not been taxed at all. Sir, the budget has been prepared under very difficult circumstances. Some of the difficulties were natural like unprecedented rains, devastating floods, but some of the difficulties were also man made like the political storm we have just been through. Such political storms cost us very heavily in the economic sphere. However, Sir, I repeat my congratulations to the Finance Minister. I am a representative of the minorities group in the Punjab. There is a provision in the constitution which states that the minorities shall receive due representation in the services of Pakistan, under Article 36. The only thing that remains to be done is to determine the quantum of that representation and percentage is to be given in the services to the minorities. This is yet to be done and I am sure it will be done. The Government is apprised of the situation. Sir, there is another matter also and that is regarding the reservation of seats in the professional institutions. There were two seats for the minorities reserved in each Medical College of the Province and there was a seat also in the Engg. College, but these privileges have been withdrawn. In this respect I would submit that the Government should reconsider these matters. The Awami Government have been very magnanimous, very generous and fair in its treatment to the minorities. It is only under this Government that the

minorities have received a recognizable identity of their own. Previous to this the minorities just existed, in the country. Sir, I wish to specially praise the Finance Minister on one special subject in the budget and that is "education". He has allocated over 135 crores of rupees for education. This is for the first time Sir, in the history of Pakistan that top priority has been given to the subject of education. In the past the education had been receiving stepmotherly treatment in this country and that is one of the reasons why the progress has been very slow in the country. I submit Sir, a specific issue regarding education and I hope the Senior Minister will convey may observation to the Minister for Education regarding the "study", the "teaching" and the "examinations" in the subject of English. English language has always been called a language of our alien masters . . . rightly so, it has always been said that it was used for brain washing, I again say rightly so, it has been used like that. Sir, in 1947 when Pakistan came into existence Urdu received its due recognition as the national language of the country. That was rightly done. Sir, Urdu has been made a medium of instruction in our educational institutions. You can obtain a Master Degree without knowing a word of English. You can answer your papers in history, philosophy, or economics without knowing a word of English. The business of this august Assembly is also carried out mostly in Urdu. Sir, an Official Language Committee has recently been formed with the Senior Minister as its Chairman and the Secretary, Assembly as its Secretary. I can only say Sir, "better late than never"; but there is one anomaly which I want to point out that inspite of Urdu has assumed this national importance English is still compulsory subject in the Secondary School Examinations. It is still a compulsory subject in the Intermediate Examinations. It is still a compulsory subject in the Degree Examinations and if you examine the result sheets of these institutions you will find that 99 per cent of the failure accounted for the subject of English. No body is interested in teaching English, no body is interested in learning English but we want to thrust down the svbject of English. The students are pushed into the wall. They have no option. They have

only two options, one option is to fail, and the other option is to cheat and adopt the option of using unfairmeans. I think Sir, most of the frustration, most of the defeatism, most of the indiscipline and most of the problems that are created in the higher level of education are the result of this anomaly in the system of our education. I know that we cannot do away with English but I would still say to the Senior Minister who is also a learned doctor that in the Medical Colleges where the medium is supposed to be English lectures are given in Urdu. It is not possible to communicate thoughts or ideas in the language of English. I have taught the subject of English all my life but I have started giving lectures in Urdu. No body can teach in English in a class room. My submission is that this matter should be examined in that sense and a solution should be found to this problem. I would suggest that the subject of English should be made as an elective subject and those who wish to study it may study it. I think it would be required by those who perhaps want to go to the United States or want to go to the UK for higher studies or for the study of higher sciences but by and large the masses don't want to study English. Please give them the option in studying English. If they don't want to study English then give them also the option. Please don't push them to the wall and make them cheat. This is most unfairmean of dealing with our student community.

Sir, there is another matter also pertaining to education which I want to bring to your notice and that is literacy. The Awami Government, or the Pakistan Peoples Party, is the first Government which has given literacy due importance in the country. Some-one has said that words are the tools of thought. If you don't provide these tools to the masses, if you don't give them the apparatus to think then how are you going to make progress? I would submit most emphatically, with all the emphasis at my command, that literacy should receive top priority in the sphere of education in our country. Every person, man, woman and child must know how to read, write

and count, and, when that takes place, progress will be at the pace of explosion. At present, we are lacking in progress. We may walk, we may run but if we become literate hundred percent, the progress will be at the rate of explosion. I would invite your attention to the economic history of the world. Sir, nowhere in the world any country has made progress first and got educated afterwards. They have first educated their masses and then made progress. Countries like China and Russia have attained hundred percent literacy in the course of one generation. We have been alive for more than one generation but our literacy rate is not even 20%. It is not enough to make them literate. It is also necessary to motivate them to remain literate. You can make a child literate and he can become illiterate once again if he has no motivation to remain literate. If he has no means of reading and writing, he will land into illiteracy again in the course of a few years. It is necessary that the country should be hundred percent literate and I again congratulate the Quaid-e-Awam and the Finance Minister in deciding that all males and females will be literate by 1982 and all boys and girls will be literate by 1987. I hope we can keep to this time-table.

One more submission and I will resume my seat. I am a member of the Chancellor's Committee of the University of Multan. This University had received funds for the development of building, etc. in July 1976. To the best of my knowledge, the Chief Minister passed orders that architects should be appointed for the constructions of that building. The Chancellor's Committee has already sent, months ago, a detailed list of the architects from which a Committee in Lahore has to select the architects. I am sorry to say that the architects have not yet been selected and the funds are lying at our disposal. We do not know how to use them. Usually, there is scarcity of funds but we do have funds and we want to utilise them. The University has been in existence for the last two or three years but not a single brick has been laid so far. I would request the Senior Minister to look into the matter and get it expedited.

One thing more. The Pakistan Peoples Party has in its manifesto laid down that it will provide a decent living to every citizen here-not in Paradise-on the soil of Pakistan. So, we want to do that and we shall do that.

مسٹر سپیکر - مسٹر محمد نعیم کھوکھر -

مسٹر محمد نعیم کھوکھر - اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - جناب سپیکر - مجھ سے پیشتر جن فاضل ارکان نے تقاریر کی ہیں اسی ضمن میں میں بھی کچھ عرض کروں گا - پیشتر اس کے کہ میں بجٹ میں اپنی رائے کا اظہار کروں ، میں چند الفاظ اس معزز ایوان کی خدمت میں پیش کروں گا اور مجھے امید ہے جیسے مجھ سے پہلے فاضل اراکین کو تحمل مزاجی سے سنا گیا ہے ، مجھے بھی اسی طرح سے نوازا جائے گا - سب سے پہلے میں محترم قائد حزب اختلاف ، جن کا میں بہت احترام کرتا ہوں ، سے یہ عرض کرنی چاہوں گا کہ انہوں نے ایک بات کہی کہ دیہات والوں سے اس بجٹ میں بہتر سلوک روا نہیں رکھا گیا - جناب والا - یہ ایک حقیقت ہے کہ جتنی زرعی اصلاحات پیپلز پارٹی کے اس دور میں پاکستان میں آئیں پاکستان کی تاریخ میں اس سے پہلے اتنی زرعی اصلاحات نہیں آئیں ، میں اس کی تفصیل میں نہیں جاؤں گا کیوں کہ ان کے اپنے الفاظ اس کی تائید کرتے ہیں - انہوں نے خود فرمایا کہ اب کوئی بڑا زمیندار نہیں رہا ، صرف چار مربعے والے رہ گئے ہیں - تو وہ زمین جو ان بڑے بڑے زمینداروں سے لی گئی تھی وہ آخر کن لوگوں میں تقسیم کی گئی ، شہریوں میں تو تقسیم نہیں کی گئی ، وہ زمین ہمارے دیہاتی بھائیوں میں تقسیم ہوئی - زرعی اصلاحات کے ضمن میں وزیر خزانہ نے بھی اپنی تقریر میں یہ فرمایا ہے کہ وہاں تقریباً ایک لاکھ 40 ہزار پلاٹ پانچ مرلہ سکیم کے تحت انہیں الاٹ کئے جا چکے ہیں - اس کے علاوہ اور بہت سی زرعی اصلاحات ہوئیں اور میں تفصیل میں جا کر اس معزز ایوان کا وقت نہیں لینا چاہتا - جناب والا - اس ضمن میں میں یہ عرض کروں گا کہ جہاں اور بہت سے ملکوں نے نو آبادیاتی نظام کے چنگل سے آزادی حاصل کرنے کی کوشش کی ہے اور کامیاب ہوئے ہیں ، وہاں پاکستان بھی ایک ایسا ملک تھا جہاں استحصال کو ختم کرنے اور اس نظام کو ختم کرنے

کے لئے پاکستان کی تحریک چلائی گئی ۔ بڑے دکھ کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ جن مقاصد کے لئے پاکستان حاصل کیا گیا ، جو نظام قائداعظم رح یہاں رائج کرنا چاہتے تھے ، وہ سماج دشمن عناصر کی وجہ سے اور سرمایہ داروں اور جاگیر داروں کے آلہ کار لوگوں کی وجہ سے وہ نظام رائج نہ ہو سکا ۔ میں اس تاریخ کے تمام عرصے کو چھوڑ کر یہ عرض کروں گا کہ پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو نے اس ملک کو ایک ایسا منشور ، ایک ایسا پروگرام دیا جو سارے کا سارا معیشت پر مبنی تھا اور اس میں عام آدمی کی حالت کو بہتر بنانے کا اعادہ کیا گیا تھا ۔ انہوں نے اس منشور کی بنیاد پر اور اسی پروگرام کی بنیاد پر 1970ء کا الیکشن لڑا اور عوام نے قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت میں اعتماد کرتے ہوئے انہیں اس بات کا حق دیا کہ وہ پاکستان کی نمائندگی کر سکیں ۔ جناب والا ۔ اب صورت حال یہ تھی کہ اس وقت بھی اصل چیز کو چھوڑ کر پیپلز پارٹی پر ، اس کے کارکنوں پر اور اس کی قیادت پر کفر کے فتوے عاید کئے گئے ۔ میں معزز ایوان کی خدمت میں یہ عرض کرنے کی جسارت کروں گا کہ بعد میں حالات نے یہ ثابت کر دیا کہ اسلام کی خدمت جتنی پیپلز پارٹی کے دور میں ہوئی ، اسلام کی جتنی خدمت جناب ذوالفقار علی بھٹو نے کی ، پاکستان کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی ۔ جناب والا ۔ چاہئے تو یہ تھا کہ وہ لوگ جنہوں نے اس وقت یہ نکتہ اٹھایا تھا ، جنہوں نے اس وقت کفر کا فتویٰ عاید کرنے کی جسارت کی ، وہ محسوس کرتے کہ وہ غلطی پر تھے اور اس بات کو مانتے کہ اگر کوئی اسلام کا مجاہد ہے ، اگر کوئی اسلام کا سپاہی ہے ، تو وہ وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو ہے ۔ اب اس حالیہ الیکشن میں جب عوام نے پھر اپنا فیصلہ وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت کو تسلیم کرنے پر اور پاکستان پیپلز پارٹی کے منشور کو مزید آگے لے جانے پر صاد کیا تو انہی لوگوں نے پہلے تو دھاندلی کے نام سے اپنی نام نہاد تحریک چلانے کی کوشش کی ۔ لیکن جب بیس پچیس روز گزر گئے اور عوام نے ان کا ساتھ نہ دیا تو پھر وہ اس جھگڑے کو بیچ میں لے آئے جیسے انہوں نے 1970ء میں اٹھانے کی کوشش کی اور اس تحریک کو شریعت کے مقدس نام سے اور جمہوریت کے نام پر آگے لے جانے کی کوشش کی ۔ یہاں پر

وہ کچھ ہوا جس کا تذکرہ میرے بہت سے فاضل اراکین نے مجھ سے پہلے کیا اب میں اس بات کی نشاندہی کروں گا جس کا تذکرہ وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے قومی اسمبلی میں اپنی تقریر میں کیا کہ پاکستان کے خلاف ایک بہت بڑی سازش کی گئی اور بعد میں یہ کہا گیا کہ اگر سازش کی گئی ہے تو اس کا ثبوت دیا جائے۔ جس طرح گلاب کے پھول کی خوشبو محسوس تو کی جا سکتی ہے ، لیکن اسے کسی کو دکھایا نہیں جا سکتا ، اسی طرح اس سازش کو محسوس کیا جا سکتا ہے ۔ اس کے معروضی حالات آپ کے سامنے ہیں۔ آپ محسوس کرتے ہیں اور ہر ذی ہوش محسوس کرتا ہے کہ بہت بڑی سازش کی گئی ۔ میں اس ضمن میں یہ عرض کروں گا کہ جناب ذوالفقار علی بھٹو کی شخصیت کے بارے میں نہ صرف یہ برصغیر ، نہ صرف ایشیا بلکہ ساری دنیا کے ممالک یہ تسلیم کرتے ہیں کہ ان جیسا بلند پایہ سیاست دان اس وقت ایشیا اور برصغیر میں نہیں ہے ۔ یہ ذوالفقار علی بھٹو ہی تھے جنہوں نے سب سے پہلے تیسری دنیا کے مسائل کی بات کی ، یہ ذوالفقار علی بھٹو ہی تھے جنہوں نے سامراجی طاقتوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس بات کی طرف نشاندہی کی کہ تیسری دنیا کے ممالک نے سیاسی آزادی تو حاصل کر لی ہے لیکن اصل آزادی اس وقت ہوگی جب وہ معاشی آزادی حاصل کر لیں گے ۔ یہ انہوں نے نکتہ بیان کیا ۔ اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے کہا کہ تیسری دنیا کی کانفرنس منعقد کرنی چاہئے اور دنیا میں اقتصادیات میں جو عدم توازن پیدا ہو چکا ہے ، اس میں اس کے بارے میں فیصلہ کیا جائے۔ انہوں نے فرمایا کہ ترقی پذیر ممالک کو ترقی پذیر ممالک کہنا زیادتی ہے ۔ وہ تو غیر ترقی یافتہ ہیں ۔ کیونکہ ترقی یافتہ اور غیر ترقی یافتہ ممالک کے درمیان جو gap ہے وہ دن بدن بڑھتا جا رہا ہے ۔ یہ ذوالفقار علی بھٹو ہی تھے جنہوں نے دنیا کے ہر پلیٹ فارم سے ، یونائیٹڈ نیشنز میں ، سیکورٹی کونسل میں ، کون سی ایسی جگہ ہے جہاں پر انہوں نے سامراجی طاقتوں کی مخالفت نہیں کی ۔ انہوں نے تیسری دنیا کے مظلوموں کی حمایت کی ۔ تو یہ کس طرح ہو سکتا تھا کہ وہ لوگ اور وہ سامراجی طاقتیں ان کے خلاف نہ ہو جاتیں ۔ ادھر پاکستان میں حالات اس قسم کے تھے کہ یہاں پر جناب ذوالفقار علی بھٹو نے

عوام کے لئے ، محنت کشوں کے لئے ، مزدوروں اور کسانوں کے لئے وہ اصلاحات کیں ، جس سے وہ طبقہ جس کے مفادات پر زد پڑی تھی ، یہ قدرتی بات تھی ، common sense کی بات تھی کہ وہ ان کے خلاف ہو جاتا ۔ کیوں کہ ذوالفقار علی بھٹو نے جتنی بھی اصلاحات کیں ، وہ نچلے طبقوں کے لئے تھیں ۔ ظاہر ہے کہ وہ طبقہ اور ان سامراجی قوتیں دونوں کے مفادات ایک ہو گئے ۔ اس لئے کہ وہ ذوالفقار علی بھٹو کو پسند نہ کرتے تھے کیوں کہ وہ ان کی راہ میں رکاوٹ بن کر کھڑے ہو گئے تھے ۔ انہوں نے تیسری دنیا کے مظلوموں کی حمایت کی تھی اور یہ اس لئے ذوالفقار علی بھٹو کو نہیں چاہتے تھے کہ ان کے مفادات پر زد پڑی تھی ۔ ان کے مفادات ختم ہو رہے تھے ۔ دونوں کے مفادات مل گئے ۔ تو اس لئے ، آپ دیکھ لیں ، اس سازش میں کون کون لوگ ان کے آلہ کار بنے اور کس طرح انہوں نے پاکستان کے عوام کے خلاف گہری سازش کی ۔ جناب والا ۔ یہ سازش ذوالفقار علی بھٹو کے خلاف نہ تھی ، پاکستان کے غریب عوام کے خلاف تھی جن کے لئے ذوالفقار علی بھٹو دن رات محنت کر رہے ہیں ۔ اور جان کی بازی لگا رہے ہیں ۔

جناب والا ۔ ان لوگوں نے یہاں تک کیا کہ جس دستور پر انہوں نے خود دستخط کئے تھے اس کی بھی دھجیاں اڑانے کی کوشش کی ۔ یہاں بھی ذوالفقار علی بھٹو ہی ان کی راہ میں رکاوٹ ثابت ہوئے ۔ انہوں نے کہا کہ دستور ٹوٹ گیا تو پاکستان ٹوٹ جائے گا ، ملک ختم ہو جائے گا ۔ ان عناصر میں جو بیرونی طاقتوں کے آلہ کار بنے ہیں ۔ ایسے عناصر بھی شامل ہیں جنہیں اس بات کا کوئی دکھ نہ ہوتا اگر خدا نخواستہ پاکستان ٹوٹ جاتا ۔ کیوں کہ ان کے بہت سے ایسے بیرون ممالک بھی ذرائع ہیں کہ وہ اپنی زندگی گزار سکتے تھے ۔ لیکن یہاں پر سوال مظلوموں کی قسمت کا تھا ، پاکستان کے غریب عوام کا تھا ، ہماری آئندہ نسلوں کا تھا ۔ کیوں کہ پاکستان رہتا ہے تو پھر ہماری آئندہ نسلیں بھی رہتی ہیں ، ہم بھی رہتے ہیں ۔ اس لئے جو محب وطن لوگ تھے ۔ میرے فاضل دوست قائد حزب اختلاف نے یہ فرمایا کہ پولیس کو اختیارات ہیں ۔ جناب والا ۔ آپ دیکھ لیجئے کہ اس پولیس کے

ہوئے ہوئے کن لوگوں کے گھر اجڑے ، کن لوگوں کی املاک کو نقصان پہنچایا گیا ، جمہوریت کے نام پر اور شریعت کے مقدس نام پر کس قدر غنڈہ گردی کی گئی - اور اس غنڈہ گردی کے متعلق یہ کہا گیا کہ عوام اپنے مطالبات لے کر سڑکوں پر نکل آئے تھے - یہ عوام کے مطالبات نہ تھے - اگر عوام کے مطالبات ہوتے تو وہ اس الیکشن میں اپنا ووٹ پیپلز پارٹی کو کیوں دیتے ؟ میں آج بھی دعوے سے کہتا ہوں کہ پاکستان کے غریب عوام آج بھی پیپلز پارٹی کے ساتھ ہیں ، قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کے ساتھ ہیں - (نعرہ ہائے تحسین) -

جناب والا - پیپلز پارٹی کا منشور اور پروگرام ، اور قائد عوام کی قیادت یہی دو چیزیں ہیں جن پر پیپلز پارٹی کے کارکنوں کو فخر ہے - کیوں کہ آپ جب الیکشن میں عوام کے پاس جاتے ہیں تو یہ جمہوریت کا تقاضا ہے کہ آپ انہیں اپنا پروگرام بتاتے ہیں ، اپنی پارٹی کی پالیسیاں بتاتے ہیں اور اگر آپ کا کچھ وقت حکومت میں گزرا ہے تو اپنی پچھلی کارکردگی ان کے سامنے پیش کرتے ہیں - میں ان لوگوں سے سوال کرتا ہوں کہ آخر وہ کس طرح کہتے ہیں کہ عوام ان کے ساتھ تھے - انہوں نے کون سی ایسی بات عوام کے حق میں کہی ؟ انہوں نے عوام کی کیا خدمت کی ؟ کون سا انہوں نے ایسا پروگرام یا منشور پیش کیا جس سے پاکستان کے عوام خوش ہوتے اور کہتے کے ہاں ، یہ ہمارے مسائل کا حل ہے ؟ لیکن اس کے برعکس انہوں نے کیا کیا ؟ انہوں نے پاکستان کی معیشت کو کس قدر نقصان پہنچایا ؟ بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ انہوں نے شروع دن سے لے کر آج تک الیکشن نہیں لڑا - الیکشن کے لئے لوگوں سے ووٹ نہیں مانگے ، بلکہ وہ تو اس غنڈہ گردی اور لا الولیت کی تحریک چلانے کی تیاریاں کرتے رہے - ان کی تقاریر ، الیکشن اور جلسے جلوس اس بات کے شاہد ہیں کہ انہوں نے کبھی عوام سے یہ نہیں کہا کہ ہم آپ کے لئے کیا کریں گے - اور ان سے ووٹ کی کوئی بات نہیں کی۔ جناب والا - ہم ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت میں اس منزل کی طرف گامزن تھے - جیسے علامہ اقبال نے کہا :

تیز تر گامزن ، منزل ما دور نیست

اس کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس منزل کی طرف رواں دواں تھے اور اگر وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو کو اتنا اعتماد نہ ہوتا اور پاکستان پیپلز پارٹی نے اپنے پروگرام میں صحیح معنوں میں عوام کی خدمت نہ کی ہوتی تو وہ وقت سے پہلے کس طرح الیکشن کرواتے ؟ اور کس طرح اس اعتماد کے ساتھ عوام کے سامنے جاتے اور کہتے کہ ٹھیک ہے ، جمہوریت کا تقاضا ہے کہ آپ اس بات کا پھر فیصلہ سنائیں ؟ یہ ایک بہت بڑی سازش تھی اور وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے جس طریقے سے تن تنہا مقابلہ کر کے پاکستان کو اس سازش سے بچایا ، میں انہیں آپ کی وساطت سے خراج تحسین پیش کرتا ہوں ۔ اور اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ پنجاب کے عوام پاکستان کے خلاف اس ملک کے خلاف کوئی بھی سازش ایسی ہوگی تو اس کے لئے اپنی جان قربان کر دیں گے ۔ لیکن کسی ایسی بیرونی طاقت یا اس کے آلہ کار اندرونی عناصر کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے ۔

جناب والا ۔ اس سے پہلے کہ میں بجٹ کی طرف آؤں ، میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس معزز ایوان میں مختلف تقاریر کی گئیں ۔ ان میں تنقید بھی کی گئی ۔ اور مبارک باد بھی دی گئی ، سب کچھ کہا گیا لیکن پچھلے حالات کو سامنے رکھتے ہوئے ، بجٹ پر حقیقت پسندانہ نظر ڈالتے ہوئے میں جناب وزیر خزانہ کو مبارک باد کا اس لئے مستحق سمجھتا ہوں کہ انہوں نے اس مشکل حالات میں ، اس دور میں ، ان حالات میں جب معیشت ٹھیک نہ ہو ۔ جب معیشت ٹھیک ہو اور ملکی پیداوار میں اضافہ ہو رہا ہو تو پھر بجٹ بنانا یا پیش کرنا کوئی مشکل بات نہیں ہے ۔ ان حالات میں میں سمجھتا ہوں کہ وزیر خزانہ پر ایک کڑی آزمائش تھی جس پر وہ پورے اترے ہیں ۔ پیپلز پارٹی کے منشور کے مطابق یہ بجٹ پیش کیا گیا ہے ۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ان پالیسیوں سے انحراف نہیں کیا گیا جو پیپلز پارٹی کے منشور کا حصہ ہیں ۔ کیوں کہ کہا جا سکتا تھا کہ حالات اچھے نہیں ہیں ۔ جو ان لوگوں نے پیدا کر دیئے ہیں اور جان بوجھ کر پیدا کئے گئے ہیں ۔ اور وہ یہی چاہتے تھے کہ ان منصوبوں پر عمل نہ ہو تاکہ یہ کہہ سکتے کہ حکومت کی پالیسیاں غلط تھیں ، اس لئے معیشت خراب ہوئی ہے ۔ یہ ان کی

بحالی بھی ، میں اس لئے وزیر خزانہ کو دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ پیپلز پارٹی کے منشور کے مطابق ان پالیسیوں کو جاری کرنے کا اعادہ کیا گیا ہے۔ اس کے بعد جناب والا ۔ میں چند باتیں بجٹ کے ضمن میں کہنا چاہتا ہوں لیکن کے ساتھ ساتھ جیسا کہ علامہ اقبال نے فرمایا ہے :

خوگر حمد سے تھوڑا سا گلہ بھی سن لے

ایجوکیشن کے بارے میں مجھ سے پہلے بھی ذکر کیا گیا ہے ۔ اس میں شک نہیں کہ اتنی بڑی رقم اس سے پہلے کبھی تاریخ میں مختص نہیں کی گئی ۔ یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ جو قیادت ملک میں آمریت برقرار رکھنا چاہتی ہو وہ تعلیم پر اتنی بڑی رقم مختص نہیں کرتی ۔ کیوں کہ تعلیم ایک زیور ہے ۔ یہ عوامی حکومت ہے جس نے سب سے پہلے تعلیم کی طرف توجہ دی تاکہ ہر شخص سوجھ بوجھ کا مالک بنے ، تاکہ اپنے شعور کے مطابق فیصلہ کر سکے اور دیکھ سکے کہ کونسی بات اس کے حق میں ہے اور کونسی بات اس کی مخالفت میں ہے ۔ یہاں پر عوامی حکومت نے تعلیمی میدان میں اصلاحات کی ہیں مگر ان کا خاطر خواہ اثر نہیں ہوا ۔ میں عرض کرونگا کہ محکمہ تعلیم میں مزید اصلاحات کی ضرورت ہے کیوں کہ دیہاتوں میں خاص طور پر شکایات موصول ہو رہی ہیں کہ وہاں استاد کلاسوں سے غائب رہتے ہیں ۔ اس طرح عوامی حکومت کا مقصد ختم ہو جاتا ہے ، جس کے لئے اتنی بڑی رقم مختص کی گئی ہے ۔ جناب والا ۔ محکمہ تعلیم بالفاظ دیگر سرکاری مشینری سے ineffeciency ختم نہیں کی جاتی۔ عوامی حکومت کی اصلاحات کو صحیح طور پر نافذ نہیں کیا جاتا ۔ اول تو کوئی بات اوپر سے نیچے تک اپنی اصل شکل میں نہیں رہتی بلکہ مسخ ہو جاتی ہے ۔ یا پھر اگر پہنچتی ہے تو عوام کو اتنا فائدہ نہیں ہوتا جو عوامی حکومت ان کے لئے کرنا چاہتی ہے۔ اس کے علاوہ سب سے بڑی بات کچی آبادی کے مکینوں کی ہے جن کے لئے 23 کروڑ روپے کی رقم نہ صرف مختص کی گئی ہے بلکہ ان کے جو فلاحی کام ہیں ان کے لئے بھی رقم مختص کی گئی ہے ۔ اس بات سے ثابت ہوتا ہے کہ پیپلز پارٹی اور اس کی قیادت کسی نہ کسی صورت میں چاہے کیسی ہی مشکل حالات کیوں نہ ہوں اپنے غریب بھائیوں کے لئے ، ان منصف کوشش

کے لئے خدمت کرنا چاہتی ہے ۔ اور ان کو بھولی نہیں ۔ ان حالات کے باوجود حکومت یہ کہہ سکتی تھی کہ اس کام کو اگلے سال پر چھوڑ دیا جائے ۔ مگر پیپلز پارٹی کے پروگرام کے مطابق اور منشور کے مطابق ان کچی آبادیوں کے مکینوں کو حقوق ملکیت دی جا رہی ہیں ۔ جناب والا ۔ اس کے لئے بھی وزیر خزانہ مبارک باد کے مستحق ہیں اور میں انہیں مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔

Mr. Speaker. Please conclude your speech now.

مسٹر محمد نعیم کھوکھر ۔ اس کے بعد جناب والا ۔ میں اپنے حلقہ نیابت کے متعلق بھی کچھ عرض کرنا چاہوں گا ۔ راولپنڈی جو میرا حلقہ انتخاب ہے اور میں اسی ضلع سے تعلق رکھتا ہوں اور مجھے خوشی بھی ہے کہ وزیر خزانہ صاحب بھی سی ضلع سے تعلق رکھتے ہیں ، ہم دونوں ایک ہی کشتی کے سوار ہیں ۔ جہاں تک مسائل کا تعلق ہے ، میں جناب وزیر خزانہ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں اور گزارش کرتا ہوں کہ اولین فرصت میں اس پر توجہ فرمائیں ۔ اور ہمدردانہ غور فرمائیں ۔ جناب والا ۔ راولپنڈی کا جو ڈسٹرکٹ ہسپتال ہے اس کی اصل عمارت کچھ سال پہلے سنٹرل گورنمنٹ نے ادھار لی تھی اور یہ ادھار اب تک واپس نہیں کیا گیا ۔ جناب سپیکر ۔ میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ ڈسٹرکٹ ہسپتال راولپنڈی کی حالت بہت خراب ہے ۔ جناب وزیر خزانہ اسے اچھی طرح جانتے ہیں اور واقف ہیں برائے مہربانی اس عمارت کو جلد از جلد واپس کیا جائے ۔ اور یہ عمارت جو حکومت پنجاب کی تھی اسے واپس لیا جائے ۔ علاوہ ازیں جناب والا ۔ جہاں پر اتنی زیادہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی قائم کی جا رہی ہیں ۔ گزارش کروں گا کہ راولپنڈی ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے نام سے ایک اتھارٹی بنائی جائے ۔ جس میں شہر اور چھاؤنی دونوں علاقے شامل کئے جائیں ۔ شہر اور چھاؤنی میں ترقیاتی پروگرام شروع کئے جائیں جس طرح دوسرے شہروں میں شروع کئے گئے ہیں ۔ اس کے بعد جناب سپیکر ۔ آخر میں میں یہ عرض کروں گا کہ سینماؤں میں sanitation کا انتظام کیا جائے ۔ اس پر توجہ دی جائے ۔ اس کے علاوہ جناب والا ۔ ایک بات بڑی اہم ہے اور اس کی کافی شکائتیں ہیں کہ سینماؤں میں ائرکنڈیشنڈ انٹرول کے بعد بند کر دیئے جاتے ہیں ۔ اور عوام

اس سہولت سے محروم رہ جاتے ہیں جس کے لئے انہوں نے رقم دی ہوتی ہے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لئے خصوصی توجہ دی جائے ۔ اس کے ساتھ ہی جناب والا میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ - جناب والا ۔ میں شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے ۔ جناب سپیکر ۔ آئندہ چند مہینوں میں اس ملک میں اسلامی نظام آنے والا ہے ۔ میں اس ایوان کی خدمت میں جناب والا عرض کروں گا کہ اسلامی نظام میں سب سے بڑا فرض نماز ہے ۔ اور نماز میں سب سے پہلے "الحمد" پڑھا جاتا ہے ۔ اور الحمد پہلا لفظ ہے جس کا مطلب ہے کہ سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں ، آدمی تعریف کے قابل نہیں ہے ۔ جناب والا ۔ میں ان کی خدمت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پیش کرنے کے بعد بجٹ کی طرف آتا ہوں ۔ جناب والا ۔ حضور اکرم فرماتے ہیں کہ غیبت کرنا ایسا ہے کہ مسلمان مسلمان کا گوشت کھائے ۔ غیبت اسے کہتے ہیں جب کسی مسلمان بھائی کی اس کی غیر موجودگی میں شکایت کی جائے ۔ اور کسی مسلمان پر کوئی مسلمان بہتان لگائے ۔ بہتان ایسی چیز ہے جب کوئی مسلمان بھائی موجود نہ ہو اور اس پر الزام تراشی کی جائے ۔ * * * * * * بہتان لگانے والا اسلام کے دائرے سے خارج ہوتا ہے ۔ میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا ۔ کہ یہاں پر اتحاد موجود نہیں ہے ۔ اور نہ ہی یہاں پر ان کا کوئی نمائندہ موجود ہے ۔ ۔ ۔ ۔

حافظ علی اسد اللہ - جناب والا ۔ یہ بہتان بکنے والے الفاظ غیر پارلیمانی ہیں ۔ انہیں ریکارڈ سے حذف فرمائیں ۔

Mr. Speaker. It is unparlimentary . . . . Expunged from the proceeding of the Assembly.

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ - جناب والا ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ یہاں پر اتحاد کا کوئی نمائندہ موجود نہیں ہے ۔ اتحاد کے بارے میں جو کچھ معزز اراکین کہنا چاہیں وہ بڑی خوشی سے جس جلسے میں ، جن گلیوں میں

---

* بحکم مسٹر سپیکر حذف کر دیا گیا ۔

اتحاد والے موجود ہوں انہیں وہاں کہیں ، وہاں پر شور شرابا کریں۔ اس وقت وہ ان کو کہہ سکتے ہیں ۔ ایسی جرأت وہ اس ایوان میں کر رہے ہیں۔ اگر یہ یہی جرأت اس وقت گلی کوچوں میں کرتے تو اتحاد اس نوبت پر نہ پہنچتا کہ ہمیں یا دوسری صوبائی اور قومی اسمبلیوں کو dissolve کرنا پڑتا ۔ جناب والا ۔ میں ان ممبران کی خدمت میں اتنا ضرور کہوں گا کہ جو کچھ وہ کہتے ہیں ، میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ یہ غلط ہے یا صحیح ہے ۔ وہ ایوان میں ضرور کریں جو ان کی مرضی ہو ۔ لیکن یہ انہیں چاہئے کہ وہ اس وقت کریں جب کہ تحریک چل رہی ہو - - -

مسٹر محمد نعیم کھوکھر ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ جہاں تک مجھے یاد ہے کسی بھی فاضل رکن نے اتحاد کا نام نہیں لیا ہے ۔ میرے فاضل دوست مجھ سے اتفاق کریں کہ یہاں کسی بھی مقرر نے اتحاد کا نام نہیں لیا ہے - - - -

مسٹر سپیکر ۔ لیکن یہاں پر حزب اختلاف اور 9 جماعتوں کا ذکر ہوتا رہا ہے ۔ اس کے جواب میں وہ تقریر کر رہے ہیں ۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ ۔ جناب والا ۔ یہ اگر اپنے خیالات کا اظہار عوام میں کرتے تو شاید عوام کو صحیح پوزیشن کا علم ہو جاتا ۔ اور وہ لوگ ان کے پیچھے نہ لگتے ۔ میں اب جناب وزیر خزانہ کی خدمت میں صرف چند ایک مدات کے سلسلہ میں عرض کروں گا ۔ جناب وزیر خزانہ نے 190 کروڑ 53 لاکھ 29 ہزار پانچ سو دس روپے کا ضمنی بجٹ پیش کیا ہے ۔ ان کے مطابق 38 مطالبات زر اس میں پیش کئے گئے ہیں ۔ جن میں سے 11 ٹوکن مطالبات زر ہیں ۔ اور بقایا مدات کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ بعض floating debt سے پوری کی گئی ہیں ۔ اور کل 18 کروڑ 80 لاکھ روپے نقد درکار ہیں ، ان کے مطابق یہ کمی مسلسل انتظامی اخراجات پر نظر رکھنے کی وجہ سے عمل میں آئی ہے ۔ جناب والا ۔ میں صرف چند ایک ایسی مدات جناب کی وساطت سے جناب وزیر خزانہ کے نوٹس میں لاؤں گا ، جن میں بے دریغ طریقہ سے پیسہ خرچ ہوا ہے ۔ اور ضرورت کے بغیر خرچ کیا گیا ہے ۔ ایک مد کے تحت لاہور میں جنوری کے مہینے میں ایک جمناسٹک شو ہوا ۔

اور اس پر 60 لاکھ روپے خرچ ہوئے ۔ اور اس طرح کا خرچ کرنا مجھے رومن اولمپک کی یاد دلاتا ہے ۔ جب کہ قحط کے زمانے میں اہل روم وہاں پر اولمپک منعقد کیا کرتے تھے ۔ جس میں وہ عوام کی توجہ اصل مسائل سے ہٹا دیا کرتے تھے ۔ جناب والا ۔ یہ 60 لاکھ روپے کسی اور مد میں خرچ ہو سکتے تھے ۔ اور اس سے بہتر فائدہ حاصل ہو سکتا تھا ۔ جناب والا ۔ دوسری مد جس میں سب سے زیادہ رقم خرچ کی گئی ہے وہ آبپاشی ہے ۔ اور اس میں تقریباً پونے بارہ کروڑ روپے خرچ کئے گئے ہیں ۔

(اس مرحلہ پر حاجی محمد سیف اللہ خان کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

اس سلسلہ میں وزیر موصوف کی توجہ مبذول کراؤں گا ۔ کہ سندھنائی بیراج میں آئٹم نمبر222 سے 243 تک تقریباً 80 لاکھ روپے بیراج کی مرمت اور اس کے پشتوں کی مضبوطی اور ان کی کشادگی پر خرچ کیا گیا ہے ۔ اگر یہ 80 لاکھ روپیہ کی رقم بیراج کی capacity بڑھانے پر خرچ ہوتی تو اس K یہ فائدہ ہوتا کہ سیلاب کا مستقل حل ہو جاتا ۔ اور آئندہ کے لئے یہ بند یا پشتے توڑنے ہی نہ پڑتے ۔ اس 80 لاکھ روپے کی رقم میں 7 لاکھ روپے ایسے ہیں جو Spill Channel پر خرچ کئے گئے ہیں ، اور وہ Spill Channel ایک abandond channel ہے ۔ یعنی اس کو چھوڑ دیا گیا ہے ۔ اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ اس کو tail اور head دونوں سے بند کر دیا گیا ہے ۔ جب ایک چینل میں پانی ہی نہیں آتا تو وہاں 7 لاکھ روپیہ خرچ کرنا زیب ہی نہیں دیتا ۔ میں ان کی خدمت میں اس ضمن میں مد 68 کی چند ایک ایسی آئٹم لاتا ہوں جس میں تخمینہ total estimated cost, دیا گیا ہے ۔ اور اس سے زیادہ رقم منظور کی گئی ہے ۔

Item No.	Total estimated cost	Cost in the year 1976-77
68	Rs. 6,00,000	Rs. 7,00,000
165	80,000	1,25,000
168	98,000	5,00,000
195	25,000	30,000

جناب والا ۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت اس مد میں جو بہت ضروری مد ہے سیلاب کے انسداد کے لئے کافی رقم خرچ کرنا چاہتی ہے ۔ یہ انتظامیہ کے آدمی بھی بڑے فیاض ہوتے ہیں ۔ جہاں توجہ زیادہ ہوتی ہے اس مد میں زیادہ پیسہ ھضم کرنا چاہتے ہیں ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ اگر پونے بارہ کروڑ کی بجائے زیادہ رقم درکار تھی ۔ تو وہ اس میں رکھ دی جاتی لیکن اس کے مصارف پر نظر ضرور رکھنی چاہئے تھی ۔ میں جناب کی وساطت سے جناب وزیر خزانہ سے یہ کہوں گا کہ اس مد میں جتنی بھی رقوم ہیں جیسا کہ قائد حزب اختلاف نے کہا ہے کہ جھنگ میں 90 لاکھ روپے ایسے صرف ہوئے کہ وہاں پر معلوم ہی نہیں ہوتا تھا کہ کہاں پر یہ خرچ ہوئے ہیں ۔ لیکن اس کے باوجود ضمنی بجٹ میں یہ رقم دکھا دی گئی ہے ۔ اسی طرح سے محکمہ انہار اور سیلاب والوں کو پیسہ ملتا ہے ، اور وہ کچھ رقم ھضم کر جاتے ہیں ۔ اس لئے میں جناب وزیر خزانہ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اس پر کچھ توجہ دیں ۔ یہ رقم جو غریبوں سے وصول کی جاتی ہے ، وہ قوم کی امانت ہوتی ہے ۔ اور حکومت کا فرض ہے کہ وہ اس امانت کو صحیح طریقہ پر خرچ کرے ۔ میں اس سلسلہ میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف کی توجہ جنرل ایڈمنسٹریشن کی مد پر دلاتا ہوں ۔ جس میں تقریباً سوا کروڑ روپیہ گاڑیوں کی خرید کے لئے رکھا گیا ہے ۔ یہ ملک اس چیز کا متحمل نہیں ہو سکتا ہے کہ گاڑیوں کی خرید پر سوا کروڑ روپے ضمنی بجٹ میں مختص کیا جائے ۔ مجھے اس سے سرو کار نہیں ہے کہ گاڑیاں صحیح طور پر یا غلط طور پر استعمال ہونگی ۔ لیکن ایک ضمنی بجٹ جو 18 کروڑ روپے پر مشتمل ہے ، اس میں سے سوا کروڑ روپے گاڑیوں کی خرید پر خرچ کر کے وہ گاڑیاں انتظامیہ کو دینا ، یہ زیادتی محسوس ہوتی ہے ۔

جناب والا ۔ دوسری مد 29 میں پولیس کا ذکر آیا ہے ۔ جس میں تقریباً 2 کروڑ 99 لاکھ روپے خرچ کئے گئے ہیں ۔ یہ رقم اب کچھ زیادہ محسوس ہوتی ہے ۔ بہر حال اس پر قائد حزب اختلاف نے کافی روشنی ڈالی ہے ۔ میں اس کے متعلق اتنا ہی عرض کروں گا کہ اس مد میں بھی کچھ زیادہ ہی خرچ کیا گیا ہے ۔ میں ان معروضات کے ساتھ ضمنی بجٹ پر بحث ختم کرتا ہوں ۔

مسٹر چیئرمین ۔ مسٹر منصور ملک ۔

مسٹر منصور ملک۔ جناب سپیکر ان مشکل ترین حالات میں ایک حقیقت پسندانہ بجٹ پیش کرنے پر میں وزیر خزانہ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔ اس سے پیشتر کہ میں اپنے خیالات کا اظہار اس بجٹ پر کروں حزب اختلاف کی طرف سے چند ایک نکات اٹھائے گئے ہیں میں ان کا جواب دینا چاہتا ہوں ۔ سب سے پہلے تو حزب اختلاف کے قائد نے اس معزز ایوان میں یہ بات کہی کہ ہم نے الیکشن میں ان علاقوں میں کامیابی حاصل کی تھی جہاں کوٹھیاں واقع ہیں ، ان کوٹھیوں والوں نے کہیں یہ نہیں کہا کہ ہم نے ووٹ پیپلز پارٹی کو دیا تھا ۔ کاش انہوں نے ان کوٹھیوں کے ان کوارٹروں کو دیکھا ہوتا جن کو سرونٹس کوارٹرز کہا جاتا ہے جہاں پر یہ لوگ آباد ہیں ، تو شاید انہیں حقیقت کا علم ہو جاتا ۔ ووٹ پیپلز پارٹی کو کوٹھیوں والوں نے نہیں دیئے بلکہ ان سرونٹس کوارٹروں میں رہنے والوں نے دیئے تھے ۔ دوسرے جناب والا ۔ ابھی ابھی ایک معزز رکن نے جن کا تعلق حزب اختلاف سے ہے کہا ہے کہ اگر ہم گلیوں کوچوں میں نکل آتے تو شاید آج نقشہ کچھ اور ہوتا ۔ لیکن ہم نہیں نکلے اس کی بھی ایک وجہ تھی ۔ ہمیں اس ملک سے چاہت ہے ، ہمیں اس ملک سے پیار تھا ، ہمیں اس ملک سے محبت تھی ، جیسا کہ میرے قائد نے کہا کہ اگر ہم اپنے ورکروں کو باہر لے آتے تو اس ملک میں مزید الجھنیں پیدا ہو جاتیں ۔ جناب والا ۔ میں آپ کے سامنے ایک روایت پیش کرتا ہوں جو انتہائی مشہور ہے ۔ جس میں یہ کہا گیا ہے کہ ایک قاضی کے سامنے ایک مقدمہ پیش ہوا ، اس مقدمے میں ایک بچے کے متعلق دو ماؤں میں جھگڑا چل رہا تھا ۔ ایک ماں نے کہا تھا کہ یہ بچہ میرا ہے اور دوسری ماں نے کہا تھا کہ بچہ میرا ہے ۔ آخر قاضی صاحب الجھن میں پڑ گئے ۔ آخر انہوں نے سوچ کر یہ کہا کہ ایک تلوار لو اور میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ اس بچے کو کون مارتا ہے ۔ تو جناب والا۔ جس کا وہ بچہ تھا اس نے تو تلوار کو ہاتھ نہیں لگایا اور جس کا وہ بچہ نہیں تھا اس نے تلوار کو ہاتھ لگایا ۔ یہی حالت ہماری تھی ، یہی حالت ہمارے قائد کی تھی کیوں کہ ہمیں ملک سے پیار تھا ، ہمیں ملک سے چاہت تھی ،

ہمیں ملک سے محبت تھی ، ہم باہر نہیں نکلے ، ہم نے مزید الجھنیں پیدا کرنے کی کوشش نہیں کی اور یہی جو آج آپ کے سامنے ہمارے قائد نے فیصلہ کیا ہے یہ اس کا ایک حصہ ہے کہ ہم مذاکرات پر بیٹھے ، کاش یہ حزب اختلاف والے پہلے مذاکرات پر بیٹھ جاتے تو اتنی قتل و غارت اور خون گری نہ ہوتی ۔

جناب والا - جن مشکلات کو وزیر خزانہ نے اس ایوان کے سامنے پیش کیا ہے - اس کے پیش نظر میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بہتر بجٹ پیش نہیں کیا جا سکتا تھا - اس بجٹ کو اگر ہم غور سے دیکھیں تو ہمیں نظر آئے گا کہ ہمارے وزیر خزانہ نے اس بجٹ میں سب سے زیادہ اہمیت تعلیم کو دی ہے اور دیہی آبادیوں کے لئے رقوم مختص کی ہے - اس کے علاوہ رہائشی سکیموں پر کافی رقوم خرچ کرنے کے لئے مختص کی گئی ہیں - اور سب سے بڑھ کر میں سمجھتا ہوں کہ کچی آبادی کے مکینوں کے لئے پہلی دفعہ اتنی رقوم مختص کی گئی ہیں اور وقت آنے پر جو وعدے ہمارے قائد نے کئے ، جو وعدے ہماری حکومت نے کئے اور جو وعدے ہم نے اپنے حلقہ نیابت میں کئے وہ انشاء اللہ اس سال کے اندر اندر پورے ہوتے نظر آ رہے ہیں -

جناب والا - ترقیاتی پروگراموں کے لئے سب سے بڑھ کر رقمیں تو ہم نے مختص کر دی ہیں - لیکن میں اس بارے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم تو رقوم دے دیتے ہیں ، یعنی خزانے میں سے تو اتنی رقوم مل جاتی ہیں لیکن کچھ غلطیاں ہیں جن کو دور کرنے کی اشد ضرورت ہے اس سے پیشتر ایک فاضل رکن نے اس معزز ایوان میں ایک بات کہی کہ جہاں پر آ کر یہ implementation کا سلسلہ چلتا ہے کہ implementation پر ہماری حکومت کو زیادہ زور لگانا چاہئے - جناب والا - ہماری طرف سے ان ترقیاتی پروگراموں پر جو رقمیں خرچ کی جاتی ہیں ان کا اگر 99 فی صد صحیح معنوں میں خرچ ہو جائے تو میں سمجھتا ہوں بہت اچھے نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔

Mr. Irshad Muhammad Khan. Point of Order. The House is short of quorum once more under rule 182 of the Assembly Rules of Procedure.

مسٹر چیئرمین ۔ ویسے precedent تو یہی رہی ہے کہ بجٹ میں کورم کا اعتراض نہ کیا جائے ۔

Mr. Irshad Muhammad Khan. Sir, there is no such provision in the Rules of Procedure.

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میرا خیال ہے کہ میں فاضل رکن کی خدمت میں عرض کروں کہ اس ہاؤس کی اور اکثر اسمبلیوں کی یہی یہی روایات رہی ہے کہ بجٹ میں تقریر کے متن پر بھی ، تقاریر کے قائم پر بھی اکثر کورم پر بھی کم سے کم اعتراض کرتے ہیں ۔ ویسے فاضل رکن قانون اور قاعدہ کے مطابق بالکل ٹھیک فرما رہے ہیں ۔ لیکن میرا خیال ہے کہ میں ان سے عرض کروں کہ اس پر قائد حزب اختلاف سے ایگریمنٹ ہو چکا ہے اگر وہ اعتراض کو واپس کر لیں تو زیادہ اچھا ہوگا ۔

Mr. Irshad Muhammad Khan. I withdraw it sir.

مسٹر چیئرمین ۔ آپ اعتراض تو واپس نہ لیں ، میرے خیال میں کورم پورا ہے ۔ مسٹر منصور ملک ۔

مسٹر منصور ملک ۔ جناب والا ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ implementation کے وقت اس کا محاسبہ انتہائی ضروری ہے اور اس پر ہماری حکومت کو زور دینا چاہئے کہ جتنی رقم ترقیاتی پروگراموں کے لئے مختص کی جاتی ہیں ان کا کم از کم 99 فیصد عوام پر خرچ کیا جائے 100 فیصد تو میرے خیال میں بڑا ہی مشکل ہے ۔ جناب والا ۔ اگر 99 فیصد عوام پر خرچ ہو جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اچھے نتائج بر آمد ہو سکتے ہیں ۔ ہم نے یہ دیکھا ہے کہ جب سے عوامی حکومت برسر اقتدار آئی ہے اس وقت سے ترقیاتی پروگراموں پر اتنی رقوم دی گئی ہیں کہ اس کی مثال پہلے حکومتوں کے وقت میں نہیں ملتی اور جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے ۔ اس اس کی ضرورت ہے کہ اس کے محاسبے کو زیادہ سخت کیا جائے ۔ اگر ہم محاسبے کی مشینری کو سخت کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ جو ہم ترقیاتی پروگراموں کے نتائج دیکھنا چاہتے ہیں وہ جلد سامنے آ سکتے ہیں ۔ اس کے بعد ساتھ ہی ساتھ میں سمجھتا ہوں کہ عوام میں اپنا شعور پیدا کرنا

چاہئے ۔ ہماری حکومت کی طرف سے ایسی تجاویز پیش ہونی چاہئے جن سے ہم عوام میں ایسا شعور پیدا کر سکیں ۔ جب ترقیاتی کاموں پر عمل درآمد ہو تو عوام خود بخود اس کا محاسبہ کر سکیں ۔ عوام کی طرف سے محاسبہ ہونا چاہئے اور عوام میں اس قسم کا احساس تحفظ پیدا کریں جس سے ان کو پتا ہو کہ آپ محاسبہ کریں گے ۔ اس طرح بجٹ کو کم کیا جا سکتا ہے ۔ اگر ہم یہ چیزیں کر لیں تو نتیجہ اچھے سے اچھا نکلنا شروع ہو جائیگا ۔

جناب والا ۔ سب سے بڑی مصیبت اس دور میں یہ آئی ہے کہ اس وقت ہمیں ایجیٹیشن ورثے میں ملی ہے ۔ جب بجٹ پیش کیا جا رہا تھا تو ہمارے قائد نے کہا تھا کہ میں اس بجٹ پر خوش نہیں ہوں ، بہر حال یہ بجٹ پیش کیا جا سکتا ہے ۔ ان حالات میں دنیا یہ سمجھتی ہے کہ یہ ایک چیلنج ہے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ حزب اختلاف کی طرف سے پاکستان کے خلاف ایک سازشی تحریک چلی تھی حزب اختلاف کی جماعتیں بیرونی طاقت کی آلہ کار ہیں۔ اس سازش کا مقصد عوام میں احساس عدم تحفظ پیدا کرنا تھا ۔ اور اس احساس کو پیدا کرنے کے لئے انہوں نے مختلف طریقے استعمال کئے ۔ انہوں نے آگ لگائی ، قتل و غارت کی ، مسجدوں کی بے حرمتی کی ، قرآن حکیم کی بے حرمتی کی اور لوگوں کے جذبات کو بھڑکانے کی کوشش کی ۔ جناب والا ۔ انہوں نے ہماری پارٹی کے دفتروں کو آگ لگائی ۔ بد نام عالم تحریک کو شروع کرنے کی کوشش کی ۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ عوام میں احساس عدم تحفظ پیدا ہو جائے اور وہ اپنے آپ کو بے چارگی کے عالم میں سمجھیں ۔ نتیجہ یہ ہوا یہ احساس پیدا ہوتا چلا جا رہا ہے ۔ لیکن ہمارے قائد نے اپنی بصیرت اور نہایت اہم بصیرت کے ساتھ مقابلہ کیا اور ہمیں بچانے کی کوشش کی اور اس کا نتیجہ آج ہمارے سامنے ہے ۔ جیسے انہوں نے آج کہا کہ ہم اب بھی الیکشن لڑ سکتے ہیں ۔ خواہ اب دس پارٹیاں ہی شامل کیوں نہ ہو جائیں ۔ آج ہم الیکشن جیتیں گے کیوں کہ غریب عوام ہمارے ساتھ ہیں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ انشاء اللہ وہ وقت آنے والا ہے جب ہم سب اپنی آنکھوں سے اس انقلاب کو دیکھیں گے کہ کس طرح غریب عوام ہمارے ساتھ قدم

بقلم چلتے ہیں - ہم اپنی آنکھوں سے سب کچھ تماشہ دیکھیں گے - جناب والا۔ آج اس ملک کو ضرورت ہے کہ حزب اختلاف بھی عقل سے کام لے۔ اس قسم کی باتیں نہ کرے جو پاکستان کی سالمیت کے خلاف ہوں - جس طرح مذاکرات کے لئے آج بیٹھے ہیں اگر پہلے بیٹھ جاتے - تو میں سمجھتا ہوں یہ ملک کے لئے فائدہ مند اور مفید ہوتا - شکریہ۔

مسٹر محمد حنیف خان (راولپنڈی - 8) جناب سپیکر - جب پاکستان پیپلز پارٹی 1970ء میں انتخابات جیت کر برسر اقتدار آئی اس وقت ملک کی حالت کسی سے پوشیدہ نہ تھی - غیر ملکی جارحیت اور بیرونی سازشوں کی وجہ سے پاکستان دو ٹکڑے ہو چکا تھا - ہمارا ایک بازو کٹ چکا تھا - اس وقت ہماری اقتصادی حالت تباہی کے کنارے پر تھی - اس وقت اندرا گاندھی اپنے ملک کے عوام کو مارچ کے مہینے میں ایک نئی خوشخبری سنانے والی تھی - ایسی حالت میں موجودہ پاکستان جناب قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کے حوالے کیا گیا تھا - جناب ذوالفقار علی بھٹو نے پاکستان کو مضبوط بنیادوں پر قائم کرنے اور اس کی معیشت کو پھر استحکام دینے کے لئے شب و روز محنت کی - اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وقت کے ساتھ ساتھ ہمارا وقار پھر سے بلند ہونا شروع ہوا -

جناب والا - عوام کے ساتھ جو وعدے کئے گئے تھے ان کی تکمیل کے سلسلے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ لوگ جن کو کارخانے میں ایک سال کام کرتے ہو جاتا تھا - اس کو کارخانہ دار نکال دیتے تھے - اس لئے کہ شاید اس کی ملازمت مستقل ہو جانے گی اور اس کو بونس دینا پڑے گا - وہ مزارع جن کو اس لئے زمین سے نکال دیا جاتا تھا کہ شاید اس کا قبضہ نہ تسلیم کر لیا جائے - ایسے لوگ جن کے پاس سر چھپانے کے لئے جگہ نہیں تھی ان کو جگہ دی گئی - بے زمین کاشت کاروں کو زمین دی گئی - پانچ پانچ مرلے زمین بے گھر افراد کو دی گئی - تمام ان اصلاحات کے سلسلے میں اس وقت قائد عوام نے جو وعدے کئے تھے ان پر تیز رفتاری کے ساتھ عمل درآمد ہوا - مگر اس ملک میں قحط سالی اور سیلاب وقتاً فوقتاً آتے رہے جس سے بہت نقصان پہنچا - بلکہ اس سے پوری دنیا اس کی لپیٹ میں آ گئی -

پاکستان کی اقتصادی حالت بھی متاثر ہوئی - ہمارے ملک پر افراط زر کا بھی اثر پڑا -

جناب سپیکر - افسوس ناک بات یہ ہے کہ ان عوامل کے علاوہ ہمارے ملک میں حزب اختلاف کا کردار اس کے شایان شان نہیں رہا - جناب والا - آپ نے پچھلے سیشن میں ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ اس اسمبلی میں اور قومی اسمبلی میں بھی اسی طرح ہائی کاٹ کا سلسلہ چلتا رہا - موجودہ اپوزیشن کے ممبران سے جب ہم پوچھتے ہیں کہ آیا آپ کے حلقے میں دھاندلی ہوئی ہے ؟ وہ کہتے ہیں نہیں ، ہمارے حلقے میں تو نہیں ہوئی - کسی اور جگہ پر ہوئی ہوگی - یقیناً چند جگہوں پر شاید ہوئی ہوگی - جس طرح جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے فرمایا کہ وہ بھی ان کا ذاتی اور انفرادی فعل تھا - جناب سپیکر - یہ اتنا بڑا فعل یا اتنی بڑی بات نہیں تھی کہ اس پر اتنا بڑا ہنگامہ برپا ہو جائے - اور ملک کی اربوں روپے کی جائیداد کو جلا کر راکھ کر دیا جاتا - ملک کی تمام روز مرہ زندگی کو معطل کر کے رکھ دیا جاتا - بندرگاہیں بند ہو گئیں - اس تمام سلسلے کا نتیجہ یہ نکلا کہ آج ہماری اقتصادی حالت آپ کے سامنے ہے - ان حالات میں ہم یہ سمجھتے تھے کہ جو بجٹ ہمارے سامنے آئے گا ، اس میں ٹیکسوں کی بھر مار ہوگی - اس میں ترقی کے کام نہ ہونے کے برابر ہوں گے - اس لئے میں یہ کہوں گا کہ ہماری توقع کے خلاف یہ ایک متوازن قسم کا بجٹ تھا - ہمیں اس قسم کی توقع تھی یا افواہیں تھیں کہ کس قسم کے ٹیکسز ہوں گے ، لیکن اس قسم کے ٹیکسز نہیں لگائے گئے - اس لئے میں پنجاب کے وزیر خزانہ جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کو خراج تحسین کا مستحق سمجھتا ہوں اور ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں -

جناب والا - سب سے پہلے میں چند علاقائی مسائل کی طرف آنا چاہتا ہوں - ضمنی بجٹ میں بھی ہماری مری کہوٹہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے لئے 86 لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے اور سالانہ بجٹ میں ایک کروڑ 54 لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی - میں اس سلسلے میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ جب سے یہ اتھارٹی معرض وجود میں آئی ہے ہمارے علم میں نہیں کہ یہاں پر 86 لاکھ روپے سے کون سی سکیمیں تکمیل تک پہنچی ہیں - ایک تو یہاں

فنڈ بھنتد سے روپیہ release ہوتا ہے اور وہ دسمبر جنوری میں جا کر ٹرانسفر ہوتا ہے ۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ جو سکیمیں ہوتی ہیں وہ ایسی طرح پڑی رہتی ہیں اور آج کل وہاں موسم خراب ہوتا ہے ۔ جب اپریل مئی کا مہینہ آتا ہے تو بھاگ دوڑ شروع ہو جاتی ہے ۔ اور اس طریقے سے کام ہوتا ہے کہ کسی کو کچھ پتا نہیں ہوتا کہ یہاں پر کیا ہو رہا ہے ۔ وہاں پر کیا ہو رہا ہے ۔ بہر حال وہ چلتے ہیں ۔ شاید صحیح ہوتا ہو یا نہ ہوتا ہو ہم یہ نہیں کہہ سکتے ۔ مگر ایک گزارش یہاں میں کرنی چاہتا ہوں کہ جو مری کے لئے رقوم اے۔ڈی۔پی میں آپ دیتے ہیں برائے مہربانی ہمیں فوری طور پر ریلیز کر دیا کریں ۔ اس لئے کہ ہمارا ورکنگ سیزن وہاں پر دسمبر سے لے کر مارچ تک نہیں ہوتا ۔ ہم یا تو دسمبر سے پہلے کام کر سکتے ہیں یا اپریل کے بعد کام کر سکتے ہیں ۔ لہذا اس سلسلے میں میری یہ خصوصی گزارش ہے کہ اس پر توجہ فرمائیں ۔ اور جو موجودہ رقم لکھی گئی ہے اس میں بھی فاریسٹ روڈ (Forest Road) ۔ فاریسٹ ہٹس (Forest Huts) ۔ فاریسٹ گارڈ (Forest Guard) کے ہٹس اور نرسریز کے لئے زیادہ رقم مختص کی گئی ہے ۔ آپ اندازہ فرمائیں کہ کیا ہم ان لوگوں کو جنگلات میں لے کر جائیں کہ یہ دیکھئے آپ کے لئے سڑکیں بنی ہیں ۔ ان کو نرسریز دکھائیں کہ یہ آپ کے لئے نرسریز بنی ہیں ؟ جنگلات میں سڑکیں بننا یا جنگلات میں کوارٹر بننا یا جنگلات میں عملے کے لئے کوئی چیز بننی یا جنگلات کی ترقی کے لئے کوئی قدم اٹھانا ۔ ان سب چیزوں سے مری کے لوگوں پر یا کہوٹہ کے لوگوں پر براہ راست کیا اثر پڑ سکتا ہے ؟ مری کہوٹہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی جب پہلی میٹنگ ہوئی تھی ۔ اس میں جتنے منتخب ممبر تھے ان کے سامنے میں نے پر زور انداز میں یہ مطالبہ کیا تھا کہ محکمہ صحت اور محکمہ تعلیم کی طرف فوری طور پر توجہ دی جائے ۔ اور ان سکیموں کے لئے رقم مختص کی جائے ۔ جناب چیف منسٹر نے اس وقت بھی ہمارے مطالبے کو منظور فرمایا تھا ۔ بہر حال میری سب سے پہلی عرض یہ ہے کہ جو رقوم محکمہ جنگلات کو دی جا رہی ہیں یا تو ہمیں فاریسٹ ریونیو سے اتنی رقوم دی جائیں یا ان سکیموں کو معطل کر کے محکمہ جنگلات کے حوالے کیا جائے کہ وہ ان سکیموں کو پایہ تکمیل تک پہنچائیں ۔

جناب والا ۔ اس سلسلے میں میں دوسری گزارش یہ کرنی چاہتا ہوں کہ جب اتھارٹی نہیں بنی تھی ۔ تو ہمیں پیپلز ورکس پروگرام میں سے کچھ روپیہ ملتا تھا ۔ پچھلے عرصہ میں غالباً 36 لاکھ روپے ڈسٹرکٹ کو ملے مگر وہ تمام روپیہ دو تحصیلوں میں چلا گیا ۔ مگر مری اور کہوٹہ کی تحصیلوں کو اس سے محروم رکھا گیا ۔ اس لئے کہ مری کہوٹہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں کروڑوں روپے آ گئے ہیں ۔ اور اس سے سکیمیں بنیں گی ۔ مگر ہمیں آج تک اس روپے کا پتہ نہیں اور نہ ہی مری پیپلز ورکس پروگرام کے روپے کا پتہ ہے۔ جناب والا ۔ تیسری چیز یہ ہوتی ہے کہ economically deprived area ہونے کی وجہ سے ہمیں کچھ سکول مل جایا کرتے تھے ، وہ سلسلہ بھی ختم ہوگیا ۔ مری کی ڈویلپمنٹ ہو گئی اور اتھارٹی بن گئی ۔ اور economically deprived area کی اب اس طرح ڈویلپمنٹ ہو رہی ہے ، کہ وہ سلسلہ بھی ختم ہو گیا ۔ اس کے لئے میں یہ عرض کروں گا کہ سکولوں کے لئے رقم رکھی جائے اور اتھارٹی کو ھدایت کی جائے کہ وہ رقم سکولوں کے لئے اور ہیلتھ سنٹر کے لئے رکھیں ۔ چاہے وہ محکمہ تعلیم کو دیں یا محکمہ صحت کو دیں مگر ہمارے سکولوں کا حصہ ہماری ضرورت اور اس علاقے کی ضرورت کے مطابق ملنا چاہئے ۔ جناب والا ۔ سب سے زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ وہاں پر اتھارٹی کی سکیموں میں کوئی ٹیکنیکل قسم کی ورکشاپ ہونی چاہئے تا کہ وہاں پر لوگوں کو تربیت ملتی ، تا کہ وہ روز گار کمانے کے قابل ہوتے ۔ اس قسم کی وہاں پر کوئی چیز نہیں ہے ۔ ایک ڈپٹی ڈائریکٹر انڈسٹری ہے ۔ لیکن اس سے پہلے کوئی آدمی ان کو ملتا ہی نہیں تھا ۔ ان کو ایک qualified آدمی ملا تھا ، جس کی تقرری کی گئی لیکن آٹھ مہینے سے اس کو تنخواہ نہیں ملی ۔ وہ شخص آٹھ ماہ تک کبھی ایک دفتر میں کبھی دوسری دفتر میں چکر لگاتا رہا ۔ کبھی کاغذ راولپنڈی سے یہاں recommend ہو کر آتے ہیں ، کبھی یہاں سے واپس چلے جاتے ہیں ۔ وہ آدمی وہاں کیا کام کرے گا ۔ اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ وہاں پر کچھ اور ملازم ہیں جن کو باقاعدہ ڈائریکٹر جنرل نے appoint کیا ہے مگر آج تک ان کی سروس regularise نہیں ہو سکی لہذا ان کی سروس regularise ہونی چاہئے۔ اور ان کو تنخواہ ملنی چاہئے تاکہ جو وہ تنخواہ لیتے ہیں اس کے مطابق وہ

کام کریں ۔ اس کے علاوہ میں ایک اور عرض کرنی چاهتا هوں کہ گھوڑا گلی "خزانہ روڈ" هماری ایک سڑک تھی ۔ جناب سپیکر ۔ میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر خزانہ صاحب کی خصوصی توجہ چاهوں گا کہ اس علاقے کے لوگ همارے ساتھ اس لئے ناراض تھے اور اب تک ناراض ہیں کہ یہاں هماری سڑکوں کی کوئی progress نہیں ہے ۔ جب یہ ایک میل بنتی ہے یا آدھا میل بنتی ہے تو اس پر کام بند هو جاتا ہے ۔ اب بڑی مشکل سے دو اڑھائی میل کے قریب تیار کی ہے ۔ اور انہوں نے همیں یہ کہا کہ هم کیس جون تک اس کو میٹل کر دیں گے ۔ مگر جناب والا ۔ بڑی خوفناک اور شاکنگ نیوز یہ تھی ۔ جناب وزیر خزانہ صاحب میں آپ کی توجہ کا طلب گار هوں کہ on going سکیم میں سے اس کو خارج کر دیا گیا ہے ۔ وہ کام تو هو رها تھا ۔ سڑک بن رهی تھی اور تیس جون تک اس سڑک نے مکمل هونا تھا لیکن محکمے والے اپنا سامان pack up کر کے لے گئے ۔ اور اب اس علاقے میں کم از کم هم نہیں جائیں گے کیوں کہ اس علاقے میں اس سڑک کی اشد ضرورت تھی لیکن اب اس کا کام بھی ختم هو گیا ہے ۔ آپ اندازہ فرمائیں کہ پہلے 5 لاکھ روپے ملا کرتے تھے اگر اس دفعہ اس کے لئے آٹھ لاکھ یا دس لاکھ مل جاتے تو کونسی قیامت آ جاتی ، حالانکہ یہ ایک اهم سکیم ہے ۔ مگر اب اس سڑک کو نکال کر همارے لئے بڑی مشکل اور رکاوٹ پیدا کر دی ہے ۔ اور هم کم از کم اس علاقے میں اس وقت تک نہیں جا سکتے جب تک اس سڑک پر دوبارہ کام شروع نہ کیا جائے ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر خزانہ صاحب اور جناب وزیر اعلیٰ صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ اس سڑک کے لئے هر صورت میں کوئی فنڈ مہیا کریں ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ کورم نہیں ہے ۔

مسٹر چیئرمین ۔ ویسے precedent بھی ہے کہ بجٹ میں کورم کا اعتراض نہیں هوتا ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ اچھا جناب ۔ ٹھیک ہے ۔

مسٹر چیئرمین - میرے خیال میں کورم پورا ہے -

مسٹر محمد حنیف خان - جناب والا - میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس سڑک کے لئے ہر صورت میں فنڈ مہیا کئے جائیں - تا کہ اس پر دوبارہ کام شروع ہو سکے - ورنہ پندرہ بیس لاکھ روپیہ بھی ضائع ہو جائے گا جو پہلے اس سڑک پر لگا ہے اور ہمیں نقصان ہوگا - جناب والا - ایک لتراڑ والی سکیم ہے - یہ بھی مری کے لئے لکھا ہوا تھا لیکن وہ کھوٹہ میں چل رہی ہے - میں صرف ریکارڈ کے لئے عرض کر رہا ہوں - جناب والا - پوٹلی ستیاں میں کالج کی اشد ضرورت ہے - میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ مہربانی کریں اور اگر ایک کالج ملنا ہے تو وہ پوٹلی ستیاں کے مقام پر ملنا چاہئے -

جناب والا - دیہات والوں کے ساتھ ایک بہت بڑی زیادتی ہو رہی ہے وہ یہ کہ ان کو چینی کا کوٹہ شہر والوں کے برابر نہیں دیا جاتا - لہذا دیہات والوں کا یہ مطالبہ ہے کہ چینی کا کوٹہ دیہاتوں اور شہروں کا برابر کر دیا جائے - تو میں اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ کوئی مثبت اقدام کئے جائیں تاکہ یہ کوٹہ برابر ہو جائے -

جناب والا - ہمارے ہاں ایک علیوٹ کا پل ہے - تین سال سے اس کے ٹینڈر ہو رہے ہیں - اس کے لئے اے-ڈی-پی میں ایک اچھی خاصی رقم کی پرووپژن ہوتی ہے - مگر آج تک اس پر کام شروع نہیں ہو سکا -

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر جلوہ افروز ہوئے) -

اور یہ انتہائی اہم سڑک پر واقع ہے - جس کو ہم ڈیفنس روڈ کہتے ہیں - اس سڑک پر دوسرے barrage ہیں ان کو بھی ٹھیک کیا جائے - تاکہ یہ ٹریفک کے قابل ہو جائیں - جناب والا - میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ماضی کی حکومت نے اس ملک کو مضبوط بنیادوں پر کام کرنے کے لئے ٹھوس اقدامات کئے اور یہ سہرا جناب ذوالفقار علی بھٹو کے سر جاتا ہے - انہوں نے اس ملک کی معیشت کو مستحکم بنیادوں پر کام کرنے کے لئے ٹھوس اقدامات کئے ، سمگلنگ کے انسداد کے لئے جو اناج ہمارے ملک سے ڈائیمالز

طریقے سے چلایا جاتا تھا اس کو موثر طریقے سے روک دیا گیا - تربیلا ڈیم جس میں کافی نقص پیدا ہو گیا تھا اب وہ ٹھیک چل رہا ہے - اس کی وجہ سے زرعی رقبہ کافی زیر کاشت آ جائے گا - اور اتنا زیادہ اناج ہوگا کہ ہم قابل مقدار میں باہر بھیج سکیں گے - اور اس کے ذریعے ہم زرمبادلہ کما سکیں گے - فولاد کے سلسلے میں اپنی استعداد کے مطابق ہم کافی حد تک زیادہ خود کفیل ہو جائیں گے اور اس طرح ہم 30/22 ارب کا زرمبادلہ بھی حاصل کرسکیں گے ۔ اس لئے میں گزارش کروں گا کہ یہ تمام چیزیں حکومت نے کی ہیں اور ملک کی معیشت کو مضبوط بنیادوں پر قائم کیا ہے - انشاء اللہ مزید موقع ملا تو اس کو مزید مضبوط بنیادوں پر شاندار عمارت کی طرح قائم کیا جائے گا - نظریۂ پاکستان کے متعلق بہت سے ممبران نے ذکر کیا ہے ۔ ماضی کی حکومتوں نے بھی ذکر کیا تھا - لیکن پاکستان پیپلز پارٹی کے علاوہ اس کے ان رہنماؤں اور اصولوں پر کبھی عمل درآمد نہیں کیا گیا اور نظریۂ پاکستان پر صحیح طور پر ، صحیح جذبے کے ساتھ عمل نہیں کیا گیا - اس کی واضح مثال یہ ہے کہ نظریۂ پاکستان کا مقصد یہ تھا کہ اس ملک کو اسلامی طرز پر بنایا جائے ۔ اور یہ عالم اسلام کے لئے ایک قلعہ کی حیثیت رکھے - اس لئے اس قلعہ کو سب سے زیادہ مضبوط بنایا جاتا - عالم اسلام کے سلسلے میں اس ملک کے عوام میں وہی تڑپ ہوتی ہے - جس طرح دنیا کے کسی حصہ کا مسلمان کیوں نہ ہو اس کو جب تکلیف ہو تو باقی مسلمانوں کو بھی وہی تکلیف ہوتی ہے - جناب والا - ماضی کے واقعات آپ کو معلوم ہیں کہ لڑائی کے موقع پر اگر ہمارا جہاز دوائیاں لے کر گیا ہے تو اس ہوائی جہاز کو اپنے ہوائی اڈے پر اترنے کا موقع نہیں دیا جاتا تھا - آج یہ موجودہ حکومت کا کارنامہ ہے جو سنہری لفظوں میں لکھا جائے گا ۔ کہ اسلامک سمٹ اسی پاکستان میں ہوئی اور عربوں پر جب مصیبت کا وقت آیا تو ذوالفقار علی بھٹو نے پوری امداد کی یقین دہانی کرائی ۔ جناب والا - 1970 میں ملک ایسے بحران میں تھا اور اس ملک کے دو ٹکڑے ہو گئے تھے ، اس وقت ہم تیرہ کروڑ تھے - لیکن جب الگ ہوئے تو ہم سات کروڑ رہ گئے اس وقت عربوں کو خیال نہ آیا ، اس وقت یاسرعرفات کا ایلچی یہاں نہ آیا

اس وقت سادات نے ہمارے حق میں کوئی بیان نہ دیا ، اس وقت شاہ فیصل شہید جو بقید حیات تھے اتنا اصرار نہ ہوا جتنا آج اس وقت ان کو احساس ہوا ہے ۔ حالانکہ اس وقت ہم چھ کروڑ تھے لیکن اس وقت کیوں آج اتنا اصرار ہے ، یاسرعرفات کا ایلچی آیا ہے ، شاہ خالد کا ایلچی آیا اور ان کا سفیر ان کی ہدایات کے مطابق ہمارے سیاسی بحران میں دلچسپی لیتا رہا ۔ اس کی کیا وجہ ہے ، اس کی وجہ یہ ہے کہ ہماری حکومت اسلام کی صحیح خدمت کر رہی ہے ۔ اسی لئے مسلمان ملکوں کو احساس ہے کہ یہ حکومت اسلام کی خلوص کے ساتھ خدمت کر رہی ہے ۔ اور یہ عالم اسلام کے لئے قلعہ ہے اور اس قلعہ کو مزید مضبوط بنانے میں امداد دینی چاہئے ۔ ان کی امداد ہمارے ساتھ ہے ۔ حالانکہ اس وقت اسرائیل کے وزیر اعظم نے بیان دیا تھا کہ ہمیں اتنا خطرہ عربوں سے نہیں ہے جتنا خطرہ پاکستان سے ہے ۔ اس کی وجہ یہی تھی ، اس کو پتہ تھا کہ اگر پاکستان مضبوط ہوا تو عالم عرب اور عالم اسلام کو امداد ضرور دیگا اس لئے اس کو زیادہ سے زیادہ خطرہ پاکستان سے ہے ۔ جناب والا ۔ آخر میں یہ عرض کروں گا کہ انتخابات عنقریب آ گئے ہیں اور انشاء اللہ عزیز جیسا کہ ہمارے فاضل رکن نے فرمایا ہے کہ ہم نے گلی کوچوں میں جاکر عوام کے ساتھ رابطہ قائم کیا ہوا ہے ۔ اور ہم انتخابات اکثریت کے ساتھ جیتیں گے ۔ اللہ کے فضل و کرم کے ساتھ اس ملک کے عوام پاکستان پیپلز پارٹی کے ساتھ ہیں ، قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کو عوام کا اعتماد حاصل ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔ یہ ایوان پاکستان پیپلز پارٹی کی اکثریت سے آئیگا ۔ آپ دیکھیں گے کہ یہاں اکثریت کس کی ہوگی ۔ اگر آپ نیشنل اسمبلی میں نہ گئے اور آپ اس وقت بھی سپیکر ہونے ۔ تو آپ دیکھیں گے کہ ملک کی سالمیت کے لئے اور استحکام کے لئے عوام نے ووٹ کس کو دینا ہے ؟ عوام نے ووٹ مضبوط قیادت کو دینا ہے ۔ نہ کہ 9 ستاروں کو جن میں کوئی وحدانیت نہیں پائی جاتی ۔ ہمیں یقین ہے کہ عوام کا فیصلہ ہمیشہ صحیح فیصلہ ہوتا ہے ۔ کیوں کہ عوام میں اتنا شعور ہے اور وہ ملک کی بقا اور سلامتی چاہتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ پیر احمد شاہ کھگہ ۔

پیر احمد شاہ کھگہ - جناب سپیکر - ایوان میں بحث پیش ہوا - مجھے اس پر اعتراض یہ ہے کہ لاہور شہر اور لائلپور شہر کے لئے 8 کروڑ اور 2 کروڑ 5 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں - اسی طرح راولپنڈی کے لئے رقم رکھی گئی ہے جن سے ان شہروں کو خوبصورت بنانا مقصود ہے - شہروں کو شہنشاھوں نے بھی سجایا ، انگریزوں نے بھی شہروں پر خرچ کیا لیکن ھمارے دیہاتوں پر جہاں کی آبادی 80% ہے وہاں کے عوام کے لئے کچے راستے بھی نہیں ہیں - شہروں کی خوبصورتی ہونی چاھئے ، دیہات جہاں روٹی کپڑا بھی میسر نہیں ہے ، ان کا خیال زیادہ رکھا جانا چاھئے - مثال کے طور پر اگر کہیں ہسپتال ہے تو وہاں ڈاکٹر نہیں ہے - اگر ڈاکٹر موجود ہے تو ان کے پاس کونین کی ایک گولی تک نہیں ہے - اگر سکول ہے تو وہاں سٹاف نہیں ہے ، اگر استاد ہیں تو سکول کی چھت نہیں ہے - سڑک ہے تو اس پر پل نہیں ہیں - عوامی حکومت کے لئے شہروں پر زیادہ خرچ کرنا مناسب نہیں - میں ایک مرتبہ دھلی گیا تھا - جب میں نے وہاں کے ریلوے سٹیشن کو دیکھا تو اس کی کوئی مرمت نہیں ہوئی تھی - میں نے سوال کیا یہ کیا بات ہے ، انہوں نے جواب دیا کہ ھمارے لیڈر صاحبان فرماتے ہیں یہ اسٹیشن ٹھیک ہیں - یہ آپ کو کھڑا بھی کر سکتے ہیں - بارش سے بھی بچا سکتے ہیں - گاڑی میں سوار ہونے کے لئے ٹکٹ بھی مل سکتا ہے - پلیٹ فارم بھی مل سکتے ہیں - آپ اس سے زیادہ خوبصورت سٹیشن کیوں چاھتے ہو - ھمیں ملک کے لئے بہت کافی کچھ کرنا ہے - جناب سپیکر - یہ دیہات جن کو اچھی طرح نہیں دیکھا جاتا یہ عوامی حکومت ہے - شہنشاھوں کی حکومت نہیں ہے - جہاں شہنشاہ رہتے تھے ان کو خوب سجایا جاتا تھا ، باغات لگوائے جاتے تھے ، بڑی بڑی شاھراہیں تیار کرائی جاتی تھیں ، بڑے اچھے راستے بنوائے جاتے تھے - لیکن غریب عوام کے لئے کچی سڑک بھی نہیں ہے - اسی طرح میں اپنے علاقے کے متعلق بھی کچھ عرض کرنا چاھتا ہوں - نور پور تھانہ برج والا پر ہے - یہ سیم اور تھور کی زد میں آ گیا ہے حالانکہ وہ جی.ٹی روڈ پر واقع ہے ، وہاں سے وزرا صاحبان بھی گذرتے ہیں - انہوں نے وہ تمام علاقہ دیکھا ہوا ہے - وہ سیم اور تھور کی زد میں آ چکا ہے - میرے خیال میں لاکھوں ایکڑ زمین سیم اور تھور کی زد میں ہے جس کا علاج نہایت ضروری

ہے - اگر لاہور پر 8 کروڑ روپے خرچ کرنا ضروری ہیں - تو ایسے علاقہ کو جہاں سے ہمارے شہروں کے لئے سبزیاں آتی ہیں ، گندم آتی ہے ، فروٹ آتا ہے - اس کا خیال نہیں رکھا جا رہا -

جناب سپیکر - ان کا خیال رکھنا بھی اس بجٹ میں بہت ضروری تھا - باقی بھی ضروری ہیں ، مثلاً فوج ہے ، پولیس ہے ان کے اخراجات تو ضروری ہیں ، کیونکہ انہوں نے انتظامیہ کو چلانا ہے - لیکن یہ رقم جو سجاوٹ اور خوبصورتی پر خرچ کی جا رہی ہے اگر یہی ان غریبوں پر خرچ کی جائے جن کو پانچ مرلہ سکیم کے تحت زمین دی گئی ہے ، جنہوں نے مکان بنانے ہیں ، اگر یہ ان کی امداد پر خرچ کی جائے - اور اس سے سیم و تھور کا علاج کیا جائے تو زیادہ بہتر ہوتا - اس کے علاوہ دریا راوی کے ساتھ ساتھ 50 میل لمبے علاقے کو دریا کاٹ کر رہا ہے اسے کوئی وزیر یا کوئی اعلیٰ افسر دیکھنے نہیں گیا - یہاں کافی رقبہ دریا میں گر رہا ہے - لیکن کسی نے خیال نہیں کیا کہ اس کٹاؤ کو کیسے روکا جائے جو ہزاروں ایکڑ رقبے کو اپنی لپیٹ میں لے رہا ہے - یہاں پر ایک ننھی منی سی حزب اختلاف ہے اور ان میں کچھ لوگوں کو دیہات کے لوگوں نے بڑی امید کے ساتھ بھیجا ہے - جن میں سے ایک میں بھی ہوں - اس بجٹ میں اس بات کا خیال نہیں رکھا گیا کہ غریب اور بے آسرا لوگوں کے لئے دوائیوں کا انتظام کیا جائے ، دوائیوں کے لئے کافی رقم رکھی جائے ، سڑکوں کے لئے رکھی جائے - یہ جو شہروں کی خوبصورتیاں ہیں اگر انہیں 10/20 سال تک نہ بھی بنایا جائے تو اس رقم سے ہماری سڑکیں بن سکتی تھیں - ہم دیہات والے کہتے ہیں ، وہ ایک مثال دیتے ہیں کہ ایک آدمی کسی سے کرتا مانگنے جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ آگا پیچھا نہیں اور بازو بازار سے لے لینا - شہروں کے لئے تو فراوانی ہے اور دیہات کو چھوڑ دیا گیا ہے - اور ان سے اگلے جہاں کا وعدہ کیا گیا ہے کہ وہاں تمہیں حوریں دلائی جائیں گی - میں اس ایوان کی خدمت میں بھی اور وزیر خزانہ کی خدمت میں بھی عرض کروں گا کہ دیہات پر زیادہ خرچ کیا جائے ، اگر دیہات پر زیادہ خرچ کیا جائے گا تو دوسرے مسائل خود بخود حل ہو جائیں گے - میرا خیال ہے کہ آپ اس طرف بھی غور فرمائیں کہ ان

اپوزیشن کے بنچوں پر آزاد ممبر بھی بیٹھتے ہیں ، لیکن انہیں بھی ویسے ہی سمجھا گیا ۔ میں اس پر مزید کچھ نہیں کہنا چاھتا ۔ ایک کام جناب وزیر خزانہ کو کہا گیا تھا اور انہوں نے یقین دھانی کرائی تھی کہ وہ ہو جائیگا ۔ تو یہ ننھی منی اپوزیشن آپ کے سامنے حاضر ہے ۔ اس کا بھی کچھ خیال رکھا جائے ۔ یہ نہایت ضروری ہے ۔ السلام علیکم ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید مسعود زاھدی ۔

سید مسعود زاھدی ۔ جناب سپیکر ۔ جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے جو ضمنی بجٹ اور سال 78-1977ء کا بجٹ پیش کیا ہے وہ واقعی ان کے باوصف وزیر خزانہ ہونے اور ان کے عوامی ذھن کی عکاسی کرتا ہے ۔ ھمارے دلوں میں تو بڑے وسوسے تھے کہ اس گھر پھونک تماشا دیکھنے کے بعد ، تمام پیداواری ذرائع کو تباہ کرنے کی کوشش کے بعد اور موجودہ ناتواں حالات کے پیش نظر اور افراط زر کے احاطے میں محصور ہونے کے بعد ، کچھ اپنی کرتوتوں کی وجہ سے اور کچھ ملکی اور بین‌الاقوامی حالات کی وجہ سے غالباً ہم پر نئے ٹیکسوں کا بوجھ ڈال دیا جائے گا ۔ لیکن واقعی ڈاکٹر عبدالخالق صاحب حقیقی مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اس صوبے کے عوام کو ٹیکسوں کے بوجھ سے بچا لیا ۔ انہوں نے ٹیکس عاید کرنے میں بھی حکمت عملی پر عمل کیا ہے کہ یہ ٹیکس ان طبقات پر عاید کئے جائیں جو اس کے متحمل ہو سکتے ہیں ۔ مثلاً موٹر کاروں پر اور موٹر گاڑیوں پر ، جو واقعی صاحب کار ہیں اور بے کار نہیں ، وہ اس بوجھ کو اٹھا سکتے ہیں ۔ اسی طرح سے انٹرٹینمنٹ ڈیوٹی بھی ان لوگوں پر لگائی گئی ہے جو تفریح کی خاطر جاتے ہیں اور پیسہ خرچ کر سکتے ہیں ۔ اس میں ایک منطقی استدلال ہے ۔ اسی طرح سے پروفیشنل ٹیکس میں اضافہ بھی ایسا ہی ہے ، جو اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ ان کے دل میں واقعی عوام کے لئے ایک عظیم جذبہ موجود ہے ۔ انہوں نے پروفیشنل ٹیکس میں اضافہ کیا ہے ، لیکن مراعات کا پہلو بھی رکھا ہے کہ اگر کوئی انکم ٹیکس گزار کسی اور مد میں ٹیکس دیتا ہے تو ایک جگہ اس کے ٹیکس میں اضافہ کیا جائے گا اور دوسری جگہ اس کا انکم ٹیکس کم ہو جائے گا ۔ کسی ملک اور کسی صوبے کے میزانیہ

کی تشکیل و ترتیب میں اس ملک یا اس صوبے کا مادی اور معاشی تجزیہ اور حالات حاضرہ کا تفصیلی مشاہدہ و مطالعہ بے حد ضروری ہے اور اس مطالعے اور مشاہدے میں اگر واقعات کو رنگین عینک پہن کر دیکھا جائے تو ان کی شکل رنگین نظر آتی ہے ۔ لیکن ہمیں حالات کو اسی طرح دیکھنا چاہئے جیسے کہ وہ موجود ہیں ۔ جو اس ملک کی اقتصادی ، معاشی اور سماجی حالت پر اثر کر رہے ہیں ۔ ہم یہ جانتے ہیں کہ حالات کے پیش نظر موجودہ ضمنی مطالبات زر اور 78-1977ء کا میزانیہ بے حد متوازن ، قابل قبول اور قابل تحسین ہے ۔ قائد حزب اختلاف نے جو کچھ فرمایا ہے ۔ ان کی ایک بات سن کر میرے دل میں عجیب خیال پیدا ہوا کہ انہوں نے شہری اور دیہاتی زندگی کا موازنہ کیا اور غالباً وزیر خزانہ کے اس خیال پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی ہے ۔ گویا کہ وزیر خزانہ نے شہریوں کو بہت زیادہ سرپرستی عطا فرمائی ہے ۔ اور دیہاتیوں کو نظر انداز کر دیا ہے ۔ انہوں نے ذاتی طور پر اس میزانیے کا مشاہدہ نہیں فرمایا ۔ اگر وہ اس کا بغور مطالعہ فرماتے تو وہ دیکھتے کہ جو سکیمیں بنائی گئی ہیں ان میں سے اکثر دیہات کی ترقی سے متعلق ہیں ۔ یہ درست ہے کہ لاہور ، ملتان اور لائلپور کے لئے زیادہ رقم رکھی گئی ہے ۔ اس سے واقعی جو چھوٹے ، ترقی پذیر یا غیر ترقی یافتہ شہر ہیں ۔ ان کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ واقعی یہاں آنا اور صوبائی اسمبلی میں بیٹھ کر کچھ نہ کرنا ذرا نامناسب سی بات ہے ۔ اس لئے ان کے دلوں میں کھٹکا پیدا ہو جاتا ہے ۔ لیکن ایک بات کی فرمائش کرنا ہمارے لئے بے حد نامناسب ہے ۔ اول تو یہ کہ لاہور میں ایچی سن کالج بہت خوبصورت ہے ۔ اور یہ پہلے سے چلا آ رہا ہے ۔ جس میں بڑے بڑے زمینداروں اور جاگیرداروں کے بچوں کو تعلیم دی جاتی ہے ۔ کسی غریب آدمی کا بچہ اس میں نہیں جاتا ۔ دوسرے یہاں جتنے بھی کالج یا یونیورسٹیاں ہیں ، یا میڈیکل یا انجینئرنگ کالج ہیں ۔ تو بالعموم دنیا میں یہی طریقہ ہے کہ وہ بڑے شہروں میں ہوتے ہیں ۔ ان کی توسیع پر بھی کافی پیسہ خرچ ہوتا ہے ۔ ان کی احتیاط بھی زیادہ برتی جاتی ہے ، اور ان میں تعلیم پانے والے اکثر و بیشتر تمام مضافات سے آنے والے لوگ ہوتے ہیں ۔ شہر میں کوئی ایسے کھیت تو نہیں لگ رہے کہ

جہاں سے لوگ آگئے ہوں ۔ خود سردار صاحب اپنے قصبے کو چھوڑ کر شہر میں آ گئے ہیں ۔ اسی طرح اور بہت سے متمول لوگ یا تعلیم یافتہ لوگ واقعی اپنے قصبات کو چھوڑ کر شہروں کی طرف رجوع کرتے ہیں ۔ یا پھر پیشہ ورانہ مصروفیات کی وجہ سے ، یا اپنی اور دلچسپیوں کی وجہ سے ، یا کاروباری مشاغل کی وجہ سے دیہات چھوڑنا پڑتا ہے ۔ یہ ایک فطری عمل ہے کہ تعلیم حاصل کرنے کے بعد ، یا کاروباری نقطہ نظر سے ، یا پیشہ ورانہ مصروفیات کی وجہ سے آپ کو دیہات چھوڑنا پڑے اور شہر کی طرف رغبت کرنی پڑتی ہے ۔ اس لئے نسبتاً شہروں میں آبادی بہت زیادہ ہو جاتی ہے ۔ اور اس آبادی اور لوگوں کے آنے کی وجہ سے ، ان کی ضروریات کے پیش نظر ان پر خرچ بھی زیادہ کرنا پڑتا ہے ۔ جہاں تک لاہور کا تعلق ہے ۔ راولپنڈی کا میں نے اس میں ذکر نہیں کیا تھا ۔ لیکن واقعی ان چھ ضلعوں کا اس میں ذکر ضرور آیا ہے ۔ لیکن راولپنڈی کا یہاں ذکر نہیں ہے ۔ لاہور ، ملتان اور لائلپور واقعی خوش قسمت ہیں ۔ اس لئے یہ تو قدرتی بات ہے کہ ایک غریب اور مفلوک الحال آدمی بھی اپنے مہمانوں کے لئے اپنے گھر میں کوئی کمرہ بناتا ہے ۔ جسے بیٹھک کہتے ہیں ۔ تو بیٹھک کو اپنے گھر کی نسبت زیادہ سجاتا ہے ۔ اس طرح اپنی حیثیت زیادہ ظاہر کرنے کی کوشش کرتا ہے ، کیونکہ مہمان آتے ہیں ۔ اور جس شہر میں باہر کے مہمان آتے ہیں تو آپ خود سوچئے کہ آپ کو یہ زیب دے گا کہ ہماری ٹوٹی پھوٹی عمارات ہماری مفلوک الحالی کا ماتم ظاہر کرتی ہوں ۔ کیا یہ اچھا معلوم ہوگا ۔ اگر بجلی کے قمقمے ٹمٹماتے ہوئے اور ٹوٹے ہوئے ہوں ۔ ہماری سڑکیں تنگ و تاریک ہوں ۔ یہ تو غالباً آپ کو بھی ناگوار گزرے گا ۔ اگر اس شہر کو ایک مرکزی اور تاریخی حیثیت حاصل ہو چکی ہے ۔ اگر اس مرکزی شہر کو جو آپ کے مہمانوں کا بھی خیر مقدم کرتا ہے ۔ آپ کے بچوں کی تعلیم و تربیت کا بھی ذریعہ بنا ہوا ہے ، آپ کی بہترین درس گاہیں بھی یہاں پر موجود ہیں ، آپ کی بہترین فیکٹریاں اور ملیں بھی یہاں پر موجود ہیں ، آپ کے ثقافتی مراکز بھی یہاں موجود ہیں ، اگر اس کی مشاطگی میں ، بہتری میں ، اس کے سنوارنے میں نسبتاً زیادہ پیسہ خرچ ہو جائے تو بالکل یہ سمجھئے

کہ آپ اپنے مہالوں کے لئے ، آنے والی لسلوں کے لئے ، اپنی اولاد کے لئے ، اپنے بچوں کے لئے ، اپنے ملک کے لئے وہ پیسہ خرچ کر رہے ہیں اور یہ مدنی فاضل نہ سمجھئے - ہاں ، یہ بات ضرور ہے کہ بہت سے دیہات ہماری توجہ کے زیادہ مستحق ہیں - لہذا میں جناب وزیر خزانہ ڈاکٹر عبدالخالق کی خدمت میں بے حد ادب کے ساتھ آپ کے توسط سے عرض کرنے کی کوشش کروں گا - یہ صحیح ہے کہ بہت سے دیہات اور شہروں کے بہت سے علاقے ایسے ہیں کہ فی زمانہ جب انسان چاند پر جا رہا ہے اور چاند پر اتر گیا ہے، ان علاقوں میں پہنچنا بھی دشوار ہے - اگر بارش ہو گئی تو کیچڑ کی وجہ سے نہیں پہنچ سکتے - اگر بارش نہیں ہے اور گرمی ہو رہی ہے تو میدے سے زیادہ باریک گرد و غبار کی وجہ سے پہنچنا دشوار ہے - گڑھے پڑے ہوئے ہیں - پینے کے پانی کا بندوبست نہیں - روشنی کا بندوبست نہیں - نکاسی آب کا بندوبست نہیں - ان کے حالات بے حد کسمپرسی کے عالم ہے - بلدیات کا یہ عالم ہے کہ ان کی مالی حیثیت ایسی نہیں کہ وہ شہر کے ان علاقوں کی کافی ترقی اور توسیع میں پیسہ خرچ کر سکے - لہذا اس سلسلے میں بالخصوص جس ضلع اور شہر سے میرا تعلق ہے ، میں جناب کے توسل سے جناب وزیر خزانہ کی خدمت میں عرض کروں گا - میں نے وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو کی خدمت میں ایک میمورنڈم پیش کیا تھا جو جناب وزیر اعلیٰ کو انہوں نے دے دیا تھا - غالباً اس پر نظر نہیں ڈالی گئی - میں ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ بلدیات ، بالخصوص جو ترقی پذیر شہر ہیں ، ان کی بلدیات کو اگر مالی دشواریاں ہیں ، ان کے لئے گرانٹ منظور کی جائے ، اور اگر صوبائی بجٹ میں اس کے لئے گنجائش نہ ہو تو ہم قاعدے اور قانون کے مطابق مرکزی حکومت سے درخواست کر کے انہیں دلوا سکتے ہیں - اس لئے اس کے لئے وہ ضرور کوشش کریں - یہ درست ہے کہ بالخصوص سرگودھا کے لئے ابھی ہمارے احسان الحق پراچہ وزیر مواصلات کے ذریعے وزیر اعلیٰ نے پنجاب میں اپنی بے حد مصروفیات کے باوجود ، اور کثیرالمشاغل ہونے کے باوجود یہ وعدہ فرمایا کہ نیو سٹیلائٹ ٹاؤن کے متعلق جو حکم امتناعی وہ جاری کر چکے تھے وہ خارج کر دیں گے - اسے اب وہ خارج کر چکے ہیں اور نیو سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا بن سکتا ہے اور کافی پیسہ لگ چکا ہے ، اس

کی ازسر نو الاٹمنٹ شروع ہو سکتی ہے۔ میں ان کا تہہ دل سے ممنون و مشکور ہوں ۔ لیکن میں جناب کی توسط سے وزیر خزانہ سے عرض کروں گا کہ ان کی ترقی اور توسیع کے لئے ضمنی یا سالانہ بجٹ میں کوئی شق موجود نہیں جس سے مجھے دکھ ہوا ہے ۔ حالانکہ آپ نے یہ فرمایا تھا ۔ اور بجٹ کا لہجہ بھی یہی ہے کہ جو مدات شروع کی جا چکی ہیں ، ان کی ترقی کو ہم معکوس نہیں ہونے دیں گے ، ان کی ترقی کو نہیں روکیں گے بلکہ جو پیسہ خرچ کیا جا چکا ہے ، اس کے علاوہ بھی اس میں پیسہ لگائیں گے تا کہ اس کی تکمیل ہو سکے ۔ ان کی سڑکیں بن چکی ہیں ، وہاں پر کچھ انتظامات ہو چکے ہیں اور تقریباً ڈیڑھ لاکھ شہری نہایت کسمپرسی کے عالم میں ایک ایک کوٹھے میں بیس بیس پچیس پچیس آدمی رہتے ہیں ۔ جو سکیم آپ کی نظر میں آ چکی ہے اور جیسے آپ نے حد مشفقانہ انداز میں سراہ چکے ہیں اور اس کی منظوری دے چکے ہیں ، براہ کرم اس پر نظر ثانی فرما کر اس کی مالی معاونت بھی فرمائیں ۔ جہاں تک بجٹ کی باقی شقوں کا تعلق ہے ، واقعی اس میں زیادہ تر دیہی ترقی کے متعلق ہیں اور ہماری عوامی حکومت کی ابتدا سے یہ پالیسی رہی ہے کہ ہم نے شہروں کی توسیع اور ترقی پر اتنی توجہ مرکوز نہیں کی جتنی دیہاتی زندگی کو سنوارنے کی کوشش کی ہے ۔ بلکہ ایک خاص سکیم جو دوسرے ممالک میں رائج تھی اور پاکستان میں رائج نہ تھی ، یعنی "ایگرو ول" قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو نے خاص طور پر عوام کو یاد دلایا کہ ان کے ذہن میں نقشہ ہے ، وہ یہ ہے کہ چھوٹے چھوٹے دیہاتوں کو بہتر اور خوبصورت بنا کر ایک شہری انداز دیا جائے ۔ یہ سکیم ہماری ہے اور اس پر ہم عمل پیرا ہیں ۔ یہ کہنا بالکل غلط ہے ، جیسے میرے محترم دوست قائد حزب اختلاف نے فرمایا کہ دیہات کی طرف توجہ نہیں دی جا رہی اور محض شہروں کو نوازا جا رہا ہے ۔ نہیں جناب ، بالکل ایسا نہیں ہے ۔ اس لئے کہ اگر زمینیں بڑے بڑے سرمایہ داروں ، بڑے بڑے جاگیرداروں سے اور بڑے بڑے زمینداروں سے لی گئی ہیں ، تو وہ مزارعین میں تقسیم کی گئی ہیں ، جو دیہات میں رہائش پذیر ہیں ۔ ہاں پانچ مرلے کے پلاٹ دئے گئے ہیں۔ جناب سردار صغیر احمد نے اپنی وزارت کے زمانے میں تو غالباً چھ لاکھ کا

منصوبہ بنایا تھا ، لیکن غالباً وہ ہمارے سرخ فیتے کی نظر ہو گیا اور نسبتاً تقسیم کم ہوئی - بہر حال منصوبہ تو یہی تھا کہ ان دیہاتوں کو پلاٹ دے کر مکان بنانے کی تمام سہولتیں فراہم کی جائیں - ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ ہماری عوامی حکومت نے پہلی مرتبہ یہ قدم اٹھایا ہے کہ اس پنجاب کے قانون اراضیات میں جہاں پر کہ غیر مالک کو کسی گاؤں میں مکان بنانے کا اہل نہیں سمجھا جاتا تھا ، اس قانون کو مسترد کر کے نیا قانون وضع کیا ہے - جس میں غیر مالک بھی اس گاؤں میں پکے مکان بنا سکتا ہے - اگر اس کے پاس زمین ہوتی تو خود ہی بنا سکتا تھا اور دیہات میں بہت کم زمیندار ایسے ہوتے ہیں جن کے پاس ذاتی املاک نہیں ہوتی - زیادہ تر لوگ ، جنہیں آپ کمیں کاری کہتے ہیں اور اب اس کو زیادہ بہتر انداز میں معین فرمانے لگے ہیں اور وہاں پر باقی رہنے والے لوگوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے جو غیر مالک ہوتے ہیں - یہ صرف عوامی حکومت نے اپنے دور حکومت میں پہلی مرتبہ یہ قانون مسترد کیا اور اس قانون کا نفاذ کیا کہ تمام غیر مالکان کو مکان بنانے کی اجازت ہوگی اور اگر ان کے لئے زمین فراہم نہیں ہو سکتی تو سرکاری زمین دی جائے گی - نجی املاک لے کر انہیں پانچ مرلہ کے مکانوں کے لئے مخصوص کیا جائے گا - یہ سکیم بھی دیہی ترقی کے سلسلے میں تھی - جناب والا - میں جناب کی وساطت سے معزز ایوان کو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ اس سلسلے میں جتنے دیہی صحت کے پروگرام ہیں ، غالباً اتنی ڈسپنسریاں جتنی عوامی حکومت کے زمانے میں قائم ہوئی ہیں ، اتنی کسی زمانے میں مشترکہ طور پر بھی نہیں ہوئی تھیں - یعنی اگر گزشتہ 25 سال کی تاریخ کا مطالعہ فرمائیں تو 25 سال کی تعداد سے 5 سال کی تعداد زیادہ ہے - دیہاتوں میں بے شمار پرائمری سکول ، ہائی سکول گذشتہ 5 سالوں میں قائم ہوئے ہیں حالانکہ ہمارے مالی حالات اچھے نہیں تھے اور بہت سے مسائل کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا - اور ہماری توجہ بھی دوسرے مسائل کی طرف تھی - ان حالات سے جناب والا - آپ بھی واقف ہیں ، میں زیادہ تفصیل میں جانا نہیں چاہتا -

Mr. Speaker. Please conclude now.

سید مسعود زاہدی - جناب والا - عوامی حکومت نے جو منصوبے بنائے ہیں ان پر عمل درآمد سے کافی فائدہ پہنچے گا - جناب آپ کی طرف سے

موجودہ ضمنی بجٹ اور آئندہ سال 78-1977ء کے بجٹ کے متعلق میں یہی عرض کروں گا کہ واقعی یہ ان منصوبوں کی ایک کڑی ہے ۔ اس میں دیہاتوں کو کسی طرح سے بھی نظر انداز نہیں کیا گیا ۔

شیخ محمد نفیس الدین فاروقی ۔ جناب والا ۔ ضمنی بجٹ اور سالانہ بجٹ حکومت کی کارکردگیوں کا آئینہ دار ہوتا ہے ۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی حکومت اپنے لوگوں کے لئے کیا عزائم رکھتی ہے ، ان کی ترقی اور فلاح و بہبود کے لئے کیا پروگرام رکھتی ہے ۔ جناب والا ۔ یہ درست ہے کہ اس بجٹ میں مختلف قسم کے ٹیکس بھی لگائے گئے ہیں ۔ یہ تو "ان کھائی حکومت کو کھانی پڑی" یہ ٹھیک ہے کہ یہ ایک ایسا un-wanted step تھا جو ہماری حکومت کی طرف سے یا ذوالفقار علی بھٹو کی وجہ سے یا پیپلز پارٹی کی وجہ سے نہیں بلکہ ان لوگوں کی وجہ سے اٹھانا پڑا جو گذشتہ پانچ چھ ماہ سے سڑکوں پر ھلڑ بازی کر رہے ہیں ، آتش زنی کے کھیل کھیل رہے ہیں ، فسادات کرتے رہے ہیں ۔ اس تمام عرصہ میں جو کچھ ہوا اس کو نپٹنے کے لئے سوائے اس کے کوئی حل نہیں تھا کہ نئے ٹیکس عائد کئے جائیں اور جو financial deficiency ہو اسے اس طریقے سے پر کیا جائے ۔ اسی طرح جناب والا ۔ یہاں حزب اختلاف والوں نے بھی اعتراضات اٹھائے ہیں کہ دیہاتیوں کی ترقی کے لئے کوئی کام نہیں کیا گیا ، پولیس کی gradation کے بارے میں بھی کافی کچھ کہا گیا ۔ یہ درست ہے کہ حکومت نے شہریوں کی طرف توجہ دی ہے ، مگر دیہاتیوں کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا ۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ دیہاتیوں کو subsidy کس نے دی ٹیوب ویل کے لئے subsidy کس حکومت نے دی ، کھاد کے لئے قرضے کس نے دئے ، مالیہ کس حکومت نے معاف کیا ؟ اگر حکومت کو دیہاتیوں کا خیال نہ ہوتا تو یہ سب کچھ کیوں کرتی ۔ یہ اقدامات دیہاتیوں کے لئے ان کی بہتری کے لئے کئے گئے ۔

جناب والا ۔ پولیس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ان کو ساتواں گریڈ دیا گیا ، پھر گیارھواں دیا جاتا ہے اور پھر اٹھارھواں دیا جاتا ہے ۔ یہ گریڈ

اور سکیل کا غذاتی کارروائی ہے - مگر پولیس والوں نے جو اپنے گریڈ بنائے ہوئے ہیں ، فکس کئے ہوئے ہیں ، کیا ان کی نظر اس طرف نہیں جاتی - اگر ان کی یہ تمام آمدنی اس میں شامل کر دی جائے تو ان کی تنخواہ ڈپٹی کمشنر اور کمشنر سے بھی زیادہ بن جاتی ہے - ٹھیک ہے میں مانتا ہوں کہ حالات درست ہونے چاہئیں ، ان کی آمدنی بھی بڑھنی چاہئے - لیکن اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ at the cost of others ہو - بلکہ دوسرے ایسے کلیریکل لوگوں کی طرح کیا جائے جن کے لئے بدعنوانی کے راستے نہیں ہیں اور نہ ہی وہ بے ایمانی کرنا چاہتے ہیں -

حضور والا - میں پسماندہ علاقے سے تعلق رکھتا ہوں - میرا علاقہ ڈسٹرکٹ جھنگ ہے - میں سمجھتا ہوں یہ پنجاب کا سب سے زیادہ پسماندہ علاقہ ہوگا - اس سلسلے میں میں جناب وزیر خزانہ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے ہمیں اس بجٹ میں ایک مل لگانے کا مژدہ سنایا ہے- بڑی اچھی بات ہے ، بڑی خوشی کی بات ہے - کہ عوامی حکومت کے دور میں یہ ترقیاتی کام کیا گیا - لیکن مجھے اس سے بھی زیادہ خوشی ہوتی اگر اس پر اور زیادہ توجہ دی جاتی اور میں اس سے زیادہ پر زور الفاظ میں جناب وزیر خزانہ صاحب کا شکر گزار ہوتا - حضور والا - جھنگ میونسپل ایریا دو حصوں میں منقسم ہے ، جھنگ شہر اور جھنگ صدر ، جہاں تک ہسپتال کا تعلق ہے وہ جھنگ صدر میں واقع ہے - جھنگ سٹی میں جو ہسپتال ہے وہ چند کمروں پر مشتمل ہے - جناب والا - جھنگ شہر 80 ہزار کی آبادی پر مشتمل ہے - آپ حیران ہوں گے کہ یہاں پر کوئی ڈاکٹر تعینات نہیں ہے اور صرف ڈسپنسر ہوتا ہے - اسی کے ساتھ میں یہ گزارش کروں گا کہ نہ یہاں کوئی لائبریری ہے اور نہ ہی کوئی پلے گراؤنڈ ہے - ڈاکٹر صاحب نے جہاں مل کا مژدہ سنایا ہے- میں درخواست کرتا ہوں کہ اگر ہو سکے تو ان چیزوں پر بھی توجہ دی جائے - تاکہ عوامی حکومت کے اچھے اقدامات سے وہاں کے لوگ بھی بہرہ ور ہو سکیں -

جناب والا - ایک فاضل مقرر نے یہاں پر سازش کا ذکر کیا ہے - اور کہا ہے کہ ایک ایسی سازش تھی جسے محسوس کیا جا سکتا ہے - جناب

والا ۔ میں ان سے اختلاف کرتے ہوئے یہ کہوں گا کہ یہ کوئی احساس یا محسوس کرنے والی سازش نہیں تھی بلکہ یہاں پر وہ سازش ہوئی ہے جس کا ثبوت ہمارے پاس موجود ہے ۔ اور یہ ثبوت اس فائل کی شکل میں تھا جو وزیر خارجہ عزیز احمد نے پیرس میں امریکی وزیر خارجہ سائرس وانس کے منہ پر ماری تھی اور کہا تھا دیکھو یہ پچاس ورق اس سازش سے متعلق ہیں جو تم نے ہمارے قائد جناب ذوالفقار علی بھٹو اور ہمارے ملک کے خلاف کی ہے۔ جناب والا ۔ میں عرض کروں گا کہ ان حالات میں ، اس انتشار کی فضا میں اگر ایسا بجٹ پیش نہ کیا جاتا تو کیا ہوتا ۔ یہ ٹھیک ہے کہ ٹیکس لگائے گئے ہیں ۔ مگر یہ unwanted step اٹھانا پڑا ۔ کیوں کہ اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا ۔ انتشار پسندوں کی وجہ سے ٹیکس عائد کرنے پڑے ۔ جو لوگ ملک کو ختم کرنا چاہتے تھے ۔ ان کی وجہ سے اور ان حالات میں ایسا ہی بجٹ پیش ہو سکتا تھا ۔ جناب والا ۔ قائد عوام نے پارٹی کے منشور میں کہا تھا کہ طاقت کا سرچشمہ عوام ہیں اور عوام کے ہر فیصلے کو ہم قبول کرتے ہیں ۔ اور عوام کی بہبود کے لئے جو پروگرام پیش کئے گئے ہیں ہم ان پر عمل کریں گے ۔ اور ماضی اس بات کی دلیل ہے ۔ جو وعدہ کیا گیا اسے پورا بھی کیا گیا ۔ جناب والا ۔ ان حالات میں اس کے باوجود حزب اختلاف والے رنگین عینک لگا کر پڑھیں تو یہ ان کی زیادتی ہوگی ۔ ان حالات اور ان مہینوں کو نہیں بھولنا چاہئے جس میں تخریب کاری کر کے ملک کی ترقی میں رکاوٹیں پیدا کی گئیں ۔

جناب والا ۔ اس کے علاوہ میرے ایک فاضل ممبر نے یہ بھی کہا ہے کہ زمینداروں کی تضحیک کی جاتی ہے ۔ مجھے اس سے بھی اختلاف ہے ۔ ہمارے پاس بھی زمیندار ہیں ، میں حزب اختلاف والوں سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب یہ زمیندار ایک غریب مزارع کی لڑکی کی عزت لوٹ رہا ہوتا ہے تو اس وقت یہاں کوئی آواز بلند نہیں کی جاتی ۔ مگر آج جب ان پر ٹیکس لگ گیا ہے تو یہ لوگ احتجاج کر رہے ہیں ۔ ان کو تکلیف ہوئی ہے ، شور مچانا شروع کر دیا گیا ہے ۔ یہ اس وقت کہاں سوئے ہوتے ہیں جب مزارع کو بے دخل کیا جاتا ۔ مزارع پر ظلم ہوتا ہے ، اس وقت سوال اٹھانے

والا کوئی نہیں ہوتا ۔ اگر عوامی حکومت نے آج ان کو تحفظ دیا ہے تو یہ لوگ اس کو تضحیک قرار دے رہے ہیں ، ان کی تضحیک ہونی چاہئے جو غریبوں کی تضحیک کرتے ہیں ۔ جناب والا ہمارے نزدیک غریب اور امیر کی عزت یکساں ہے ۔ اگر غریب کی تضحیک ہوگی تو سرمایہ دار اپنی عزت کی حفاظت نہیں کر سکتا ، اس کی بھی تضحیک ہوگی ۔ جناب والا ۔ اس ملک میں اکثریت غریبوں کی ہے ، کسانوں کی ہے ، اکثریت مزارعوں کی ہے ، ان کی تضحیک نہیں ہونے دی جائے گی ۔ جناب والا ۔ یہ قائد عوام کا وعدہ ہے ، ہماری پارٹی کا منشور ہے ہم اس سے روگردانی نہیں کریں گے ۔ اور ہم اس کی پاسداری کریں گے ، اس پر عمل درآمد کروائیں گے ، خواہ اس کے لئے ہمیں خون کے سمندر پار کرنے پڑیں ، خواہ آگ کے دریا پار کرنے پڑیں ، پہاڑوں سے ٹکرائیں گے ، چٹانوں سے ٹکرائیں گے ، آگ کے دریا پار کریں گے ، مگر اس منشور پر عمل کریں گے ۔ یہ فیصلہ قائد عوام کا فیصلہ ہے ، خواہ پارٹی ورکر ہو یا کوئی ایم۔پی۔اے ہو اس کے لئے ہم سب جان و مال کی قربانیاں دیں گے ۔ ان حالات میں جناب والا ۔ میں جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ ان حالات میں جو بجٹ انہوں نے پیش کیا ہے ، اس سے اچھا بجٹ پیش نہیں کیا جا سکتا تھا ۔ شاید اپوزیشن والے بھی اگر بر سر اقتدار ہوتے تو ایسا بجٹ پیش نہ کر سکتے ۔

(شکریہ) ۔

مسٹر سپیکر ۔ سردار عظمت حیات خان ۔

سردار عظمت حیات خان ۔ جناب سپیکر ۔ سب سے پہلے میں یہ اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ میں جناب وزیر خزانہ کو مبارک باد پیش کروں کہ ایک ایسے دور میں جب کہ ملک پچھلے چند ماہ سے بد امنی کے دور سے گزر رہا ہے ۔ ایک قسم کا crisis تھا اور economy بالکل standstill تھی ۔ انہوں نے ایک ایسا بجٹ پیش کیا ہے ۔ جس پر یہ کہا جا سکتا ہے ۔ کہ ہم ابھی تک اپنے پارٹی منشور پر پوری طرح سے قائم ہیں ، ایک ایسا بجٹ پیش کیا گیا جس سے کسی ایسے طبقہ کو نقصان نہیں پہنچا ہے اور نہ ہی کسی ایسے طبقہ پر ٹیکس لگایا گیا ہے جو اس کی تاب نہ لا سکے ۔ اگر

لیکن لگایا گیا ہے تو وہ بہت ہی محدود طریقہ سے ایک ایسے طبقہ پر ایک ایسی حد تک لگایا گیا ہے - جیسے وہ باآسانی برداشت کر سکیں - جناب والا - پچھلے چند ماہ سے جو بحران ہمارے ملک میں آیا ہوا ہے اس سے آپ اچھی طرح سے واقف ہیں ، ایک ایسی فضا پیدا ہو چکی تھی جس میں کوئی آدمی بھی بڑھ کر آگے ملک اور قوم کی خدمت کے لئے کچھ نہیں کر سکا - پاکستان پیپلز پارٹی کا ایک منشور تھا - جس کے ذریعے اس نے لوگوں کی خدمت کرنی ہے - یہ پارٹی پچھلے الیکشن اور اس الیکشن میں ایک منشور لے کر سامنے آئی - وہ روٹی ، کپڑا اور مکان کا ایک وعدہ تھا - اور اس بجٹ میں ایسی تمام چیزیں موجود ہیں ، جو ایسے طبقہ کو جو ان چیزوں کو اختیار کرنے کے قابل نہیں ہے - ان کے لئے اس بجٹ میں ایک ایسی subsidy پیش کی گئی ہے - اگر ایک آدمی گندم کی خریداری برداشت نہیں کر سکتا ہے - تو یہ ایک قابل داد چیز ہے کہ حکومت اس کو subsidy کے طور پر گندم provide کرتی ہے - یا پانچ مرلہ اور دس مرلہ سکیم کے پلاٹ ، یا ایسی دیگر بے پناہ چیزیں ہیں ، جو اس بجٹ میں رکھی گئی ہیں - حالانکہ یہ ایک خسارہ ھے جو گورنمنٹ کو برداشت کرنا پڑتا ھے - لیکن اس وقت بھی جب economy ایک stand still پر ہے - اور انہوں نے یہ اربوں روپے کا خسارہ ان لوگوں کے لئے برداشت کیا ہے اور اپنے وعدے پورے کر رہی ہے - اس کے علاوہ شراب اور جوئے سے جو آمدنی ہوتی تھی - اس کا بھی سدباب کیا گیا - اور خسارے کو بڑی فراخدلی سے برداشت کیا گیا - ان کے نزدیک یہ معاشرے کی برائی تھی ، حالانکہ ملک کی اقتصادی حالت پر بڑا بوجھ پڑا اور کروڑوں روپے جو ٹیکس کی صورت میں شراب اور دیگر چیزوں سے وصول ہوتے تھے - اب ملک اس سے بہرہ ور نہیں ہوسکتا - لیکن جس سے معاشرے اور ملک کی بھلائی تھی اس کے لئے گورنمنٹ نے خسارہ برداشت کیا - اس کے لئے میں جناب وزیر خزانہ کو مبارکباد دیتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ ان حالات میں اس سے بہتر بجٹ پیش نہیں ہو سکتا ہے - اس کے باوجود مجھے ان سے گلہ بھی ہے کہ تمام بجٹ میں کیمبل پور کا نام نہیں ہے - جناب والا - میں ضلع کیمبل پور کی تحصیل تلہ گنگ سے تعلق رکھتا ہوں - جہاں 10 ، 12 لاکھ آدمی بستے ہیں - صرف یہ ایک ایسی

تحصیل ہے ، جس کی قسمت میں صرف ایک پکی سڑک ہے ۔ اور وہ بھی ہٹلر کی مہربانی سے جب جنگ عظیم ہوئی تو انگریزوں کو بنانی پڑی تھی ۔ جناب والا ۔ اگر آپ اس سڑک کی حالت دیکھیں تو گاڑی تو درکنار وہاں آدمی پیدل بھی نہیں چل سکتا ہے ۔ سنگل روڈ اور ٹوٹی پھوٹی ہوئی ہے اور کسی کو احساس ہی نہیں ہے ۔ جناب والا ۔ 10 ، 12 لاکھ آدمی بستے ہیں ، انہوں نے بھی زندہ رہنا ہے ۔ ہم نے اور اس حکومت نے اپنے وعدے کے مطابق انہیں زندہ رہنے کا حق دینا ہے ۔ ہمیں ان لوگوں کی خدمت کرنی ہے جنہیں آج سے پہلے ہر حکومت نے نظر انداز کیا ہے ۔ اس کے علاوہ سکول لے لیں ، میری تحصیل کی آبادی دس لاکھ ہے ۔ لیکن اس کی قسمت میں تین ہائی سکول ہیں ۔ یہ تحصیل 120 میل لمبی اور 0 میل چوڑی ہے ۔ کوئی پکی سڑک نہیں ہے ۔ تمام کچے راستے ہیں ۔ ٹرانسپورٹ کے کوئی وسائل نہیں ہیں ۔ آپ تصور کریں کہ ان دور دراز سکولوں میں کس طرح سے بچے پڑھ سکتے ہیں ۔ اور کس طرح ایسے مقام پر پہنچ سکتے ہیں جہاں وہ ملک کا سرمایہ بن سکیں ، آٹھ آٹھ دس دس سال کے بچے کس طرح 10-20 میل تک بسوں میں دھکے کھاتے ہیں ۔ یہ آپ نے بھی دیکھا ہوگا ۔ یہ کس کا نقصان ہے ۔ ملک اور علاقے کے لوگوں کا نقصان ہے ۔

حضور والا ۔ میری یہ آپ سے استدعا ہے کہ جہاں صوبے کے باقی حصوں پر اتنا خرچہ کرتے ہیں ، اور ان کو یہ حق دیتے ہیں ، تو آپ ہماری تحصیل پر بھی یہ مہربانی کریں ، کہ ہمیں چند سکول عنایت کر دیں ۔ کیوں کہ ایسی کوئی جگہ نہیں ہے جہاں سے بچے کو کم از کم 20 میل کا سفر نہ کرنا پڑے ۔ اس علاقے میں کچی سڑکیں کافی دیر کی بنی ہوئی ہیں ، جن پر کوئی گاڑی بھی نہیں چل سکتی ہے ۔ اس لئے یہاں کوئی پکی سڑک بنائیں ۔ اس علاقے میں نہ کوئی ہسپتال ہے نہ کوئی ڈسپنسری ہے ۔ اگر کوئی بیمار ہو جائے تو ان کچی سڑکوں سے گزر کر مریض کو علاج کے لئے راولپنڈی لانا پڑتا ہے ۔ ان لوگوں کے ان مسائل کو آپ نے حل کرنا ہے ۔ اس لئے میں ان مسائل کو ان کا نمائندہ ہونے کی حیثیت سے آپ تک پہنچا رہا ہوں ۔ اور میں یہ اپنا فرض سمجھتا ہوں ۔

جناب والا ۔ سب سے بڑی تکلیف ، سب سے بڑا مسئلہ پینے کے پانی کا ہے ۔ ہماری تمام تحصیل میں صرف دو شہروں میں واٹر سپلائی سکیم ہے ۔ ان میں سے ایک تلہ گنگ ہے ۔ اس کے علاوہ باقی کسی بھی شہر میں ، کسی گاؤں میں کوئی واٹر سپلائی سکیم نہیں ہے ۔ نہ کوئی ہینڈ پمپ ہے اور نہ ہی کوئی کنواں موجود ہے ۔ لوگ جوہڑوں ، تالابوں اور نالوں کا پانی پیتے ہیں ۔ آپ ہمیں کنویں بنانے اور ہینڈ پمپ نصب کرنے کے لئے امداد دیں ۔ تاکہ ان لوگوں کو زندہ رہنے کی بنیادی ضرورت تو مل سکے ۔ جناب والا ۔ ہم کچھ زیادہ نہیں مانگتے ہیں ، کیوں کہ دور ہی ایسا ہے ۔ اور حکومت کے پاس وسائل بھی نہیں ہیں ۔ اگر ہم یہ چاہیں کہ تلہ گنگ لاہور کا مقابلہ کرے تو یہ فضول بات ہے ۔ یہ ہم بھی جانتے ہیں ۔ لیکن اتنا ہمارا حق ہے کہ بنیادی ضرورت کی چیزیں مہیا کی جائیں ۔ لہذا میری یہ استدعا ہے کہ جس طرح سے بھی ہو سکے ۔ مہربانی کریں ، اور کسی نہ کسی صورت سے ہمیں فنڈ مہیا کریں تاکہ پانی کا انتظام ہو سکے ۔ سڑکیں جن کے بغیر ذرائع آمد و رفت مکمل نہیں ہوتے ہیں ۔ آدمی کہیں نکل نہیں سکتا ہے ۔ ان کا بندوبست کریں ۔ جناب والا ۔ ہماری تحصیل ایک بدقسمت تحصیل ہے ۔ اس میں پچھلے 10 سال سے پرائمری سکول بھی نہیں بنا ہے ۔ کوئی سڑک نہیں بنی ہے ۔ کوئی ایسی چیز نہیں بنی ہے جو آپ بتا سکتے ہیں ۔ جناب والا ۔ اگر باقی اضلاع میں یہ ہوتا ہے ۔ تو ہم بھی اس کے مستحق ہیں ۔ ہمیں بھی ضرور ملنا چاہئے ۔ شکریہ ۔

مہر محمد ظفراللہ بھروانہ ۔ جناب سپیکر ۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بجٹ پیش ہوا ہے ۔ اور معزز اراکین تقاریر کر رہے ہیں ۔ متعلقہ وزرا کا اس ایوان میں ہونا ضروری ہے ۔ تاکہ جو جو ان کے محکمے کے متعلقہ مطالبات ہوں ۔ وہ ان کو نوٹ کرتے رہیں ؟ جناب والا ۔ یہاں عدم دلچسپی کی انتہا ہے ۔ کہ سوائے سینئر منسٹر صاحب کے کوئی وزیر بھی موجود نہیں ہے ۔ اور ہماری یہ شرافت دیکھیں کہ ہم نے کورم کا سوال بھی نہیں اٹھایا ہے ۔ اگر بجٹ میں یہی دلچسپی رہی تو پھر ہم مجبور ہونگے کہ کورم کا اعتراض کریں ۔ سینئر منسٹر صاحب وزرا کو ہدایت کریں کہ ممبران کی تقاریر کے وقت وہ اس ایوان میں موجود رہیں ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ فاضل رکن بالکل درست کہتے ہیں ، ہم اس پر عمل کریں گے ۔ ویسا جہاں تک ان کی تقاریر کے نوٹس لینے کا تعلق ہے میں خود بھی نوٹ کر رہا ہوں اور بہت سے دیگر افسران جن کو میں نے متعلقہ نوٹس تقسیم کر دئے ہیں کہ فلاں صاحب نے فلاں چیز کو لکھنا ہے وہ بھی لکھ رہے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ وزرا کا ہونا ضروری ہے اور میں اس کا اہتمام کروں گا ۔

مہر محمد ظفراللہ بھروانہ ۔ جناب والا ۔ یہ بجٹ پیش ہو رہا ہے یہ تعداد ہے آپ اندازہ کریں ۔

وزیر خزانہ ۔ تعداد کے سلسلے میں میں نے یہ عرض کیا ہے کہ اس ہاؤس میں تو کیا دنیا کے بہت سے ہاؤسز میں یہ ہدایت ہے کہ بجٹ میں تعداد کا اعتراض نہیں کرتے ہیں ۔ ویسے تو بہت سے ملکوں میں کورم کا اعتراض ہوتا ہی نہیں ہے ، سوائے اس کے کہ گورنمنٹ کے کسی بل پر یا کسی اور چیز پر جب ڈویژن کریں تو اس وقت یہ چیز ہوتی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میرے خیال میں ... ر وزرا صاحبان تشریف رکھیں تو کورم بھی پورا ہو جائیگا ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں اس کا اہتمام کروں گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ ایوان کی کارروائی کل مورخہ 18 جون 1977ء صبح ساڑھے آٹھ بجے تک ملتوی کی جاتی ہے ۔

(اسمبلی کا اجلاس مورخہ 18 جون 1977ء بروز ہفتہ صبح ساڑھے آٹھ بجے تک کے لئے ملتوی ہوگیا) ۔

[illegible]

[illegible] صوبائی اسمبلی پنجاب کا دوسرا اجلاس

ہفتہ ۔ 18 جون 1977ء

(شنبہ 30 جمادی الثانی 1397ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ساڑھے آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔
مسٹر سپیکر چوہدری محمد انور بھنڈر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ۭ وَيَعْلَمُ مَا
فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ يَوْمَ تَجِدُ
كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۚ وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْۗءٍ ۚ
تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ اَمَدًۢا بَعِيْدًا ۭ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۭ وَاللّٰهُ
رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ۝ پاؤ

پارہ ۳ سورہ ۳ رکوع ۱۱ و ۱۲ آیات ۲۹ تا [illegible]

اے پیغمبر لوگوں سے کہہ دو کہ کوئی بات تم اپنے دلوں میں مخفی رکھو یا اسے ظاہر کرو اللہ
اس کو سب جانتا ہے اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اس کو سب کو [illegible]
ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

جس دن ہر شخص اپنے اعمال کی اچھائی کو پا لے گا اور ان کی برائی کو بھی دیکھ [illegible]
پھر آرزو کرے گا کہ اے کاش اس میں اور اس برائی میں دور کی مسافت [illegible]
اللہ تم کو اپنی ذات سے ڈراتا ہے (ویسے) اللہ تو اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے [illegible]
بھی کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ کو دوست بنانا چاہتے ہو تو میری پیروی کرو تاکہ اللہ تم کو دوست [illegible]
تمہارے گناہ بھی معاف کر دے گا اور اللہ بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔ [illegible]

پنجاب کا ضمنی میزانیہ بابت سال 77-1976ء

مسٹر سپیکر ۔ ضمنی بجٹ برائے سال 77-1976ء پر آج بھی بحث جاری رہے گی ۔ نواب زادہ مظہر علی ۔

نواب زادہ مظہر علی ۔ جناب سپیکر ۔ اس معزز ایوان میں کل سے اس بجٹ پر بحث جاری ہے ۔ اس میں کچھ اراکین نے یہ اعتراض کیا ہے کہ دیہات کے مقابلے میں شہروں میں اس تناسب سے بجٹ نہیں دیا گیا جتنی ان کی آبادی ہے ۔ جناب والا ۔ میں اس کی تائید کرتا ہوں ۔ شہروں کی آبادی پندرہ فیصد ہے جب کہ دیہات کی آبادی پچاسی فیصد ہے ۔ جناب والا ۔ اس سے میرا مطلب کوئی طبقاتی تفریق پیدا کرنا نہیں بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ دیہاتیوں کو ان کے پورے حقوق ملنے چاہئیں جو شہریوں کی نسبت کم ترقی یافتہ ہیں اور ان کی ترقی ملک کی معیشت میں سر فہرست ہے ۔ ہمارا ملک ایک زرعی ملک ہے اور اس زرعی ملک میں کسان ریڑھ کی ہڈی ہیں ۔ جس قدر آپ ان کو مضبوط کریں گے اتنی ہی آپ کی معیشت مضبوط ہوگی ۔ میں ان کی چند تکالیف اور ان کی حالت زار آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں ۔

جناب والا ۔ دیہاتیوں کے بچوں کے لئے سکول تو ہر گاؤں میں کھول دئے گئے ہیں لیکن یہ نہیں دیکھا گیا کہ وہاں سکول کے لئے عمارت ہے یا نہیں ۔ جب یہ سکول لوکل گورنمنٹ کے پاس ہوتے تھے تو ان کی عمارت اور ان کی مرمت کا انتظام لوکل باڈی کے ذمہ ہوتا تھا ۔ مگر جب سے یہ سکول پرووانشلائز کئے گئے ہیں ۔ ان کی عمارتوں کی طرف نہ لوکل گورنمنٹ دھیان دیتی ہے اور نہ ہی صوبائی حکومت ۔ جناب والا ۔ جو عمارتیں لوکل گورنمنٹ کے زمانے میں بنی تھیں اب اگر ان کو جاکر دیکھا جائے تو کسی سکول کی عمارت پر چھت نہیں اور کسی کے کمرے گرے ہوئے ہیں ۔ ان دیہاتیوں کے بچے ، جو اس ملک میں اپنے عوام کے لئے اور زر مبادلہ حاصل کرنے کے لئے اناج پیدا کرتے ہیں ، کپاس پیدا کرتے ہیں ، چاول پیدا کرتے ہیں ، سردیوں میں سردی سے ٹھٹھرتے ہیں اور گرمیوں میں دھوپ سے جلتے ہیں ۔ مگر کسی کو یہ احساس نہیں کہ ان سے یہ نا انصافی کس جرم کی سزا ہے ۔ حضور

والا - میری گزارش یہ ہے کہ جس کسی کی بھی یہ ذمہ داری ہے اس کو ہدایت کی جائے کہ ان عمارات کا خاص طور پر خیال رکھا جائے اور ان کی مرمت کا بندوبست کیا جائے -

حضور والا - اس کے بعد ہمارے دیہات میں کچی سڑکیں ہیں جن کی وجہ سے وہاں کوئی بھی آدمی جانا پسند نہیں کرتا - ہمارے دیہات میں ہسپتال تو کم ہیں ہی - مگر جہاں کہیں ہیں بھی - وہاں ڈاکٹر نہیں - اس کی وجہ یہ ہے کہ ڈاکٹروں کو دیہات میں کم سہولتیں ملتی ہیں ، مراعات کم ہیں جب کہ شہروں میں ان کو مراعات زیادہ ملتی ہیں - اور ان کی ذاتی پریکٹس سے بھی ان کو خاطر خواہ آمدنی ہوتی ہے -

جناب والا - شہروں میں پرائیویٹ ڈاکٹر بھی ہوتے ہیں - لیکن دیہات میں ایسا کوئی ڈاکٹر نہیں ملتا جو ان لوگوں کا ، جو کہ سردیوں اور گرمیوں میں کھیتوں میں کام کرتے ہیں ، علاج کر سکے - سردیوں میں ان کو نمونیہ کا ڈر ہوتا ہے اور گرمیوں میں (sun-stroke) سن سٹروک ہونے کا ڈر - اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ جو ڈاکٹر دیہات میں بھیجے جائیں ، ان ڈاکٹروں کے مقابلے میں جو شہروں میں کام کرتے ہیں ، ان کی تنخواہوں میں اضافہ کیا جائے - ان کی رہائش کا بھی انتظام کیا جائے تا کہ اس وجہ سے وہ دیہات میں جانے سے انکار نہ کریں کہ وہاں ان کی رہائش کا کوئی انتظام نہیں ، ہمارے ملک میں ہر کوئی یہ سوچتا ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ روپیہ کمائے - لیکن وہ خلوص مفقود ہے جو ایک انسان کو دوسرے انسان کے لئے ہونا لازمی ہے -

جناب والا - گاؤں میں بجلی نہیں - بجلی تو ان دیہاتیوں کے گھروں کے لئے بھی لازمی ہے - لیکن اگر گھر میں بجلی نہ بھی ہو تو گزر ہو جاتی ہے - سب سے زیادہ بجلی کی ضرورت اس لئے بھی ہے کہ وہاں ٹیوب ویل لگائے جائیں - خاص کر ان علاقوں میں جو بارانی ہیں - جہاں سوائے بارش کے اور اللہ کی رحمت کے ان کے پاس کچھ نہیں - اللہ کی رحمت بھی آج کل ایسی ہے کہ جس موسم میں اس کی ضرورت ہوتی ہے اسی موسم میں وہ مفقود ہوتی

ہے - اور جس موسم میں اس کی ضرورت نہیں ہوتی اس وقت زمیندار کی پکی پکائی فصل کو کھلیانوں میں ھی خراب کر جاتی ھے - اگر دیہات میں بجلی چلی جائے تو جو زمیندار بارش کے سہارے زندہ ھے ، جس کی آمدن کا انحصار اسی پر ہے ، وہ ٹیوب ویل لگا سکے گا - ٹیوب ویل لگانے کے بعد زرعی آمدن زیادہ ہوگی - اور جس قدر آمدن زیادہ ہوگی اسی قدر ھمارا ملک مستحکم ہوگا -

جناب والا - ٹیوب ویل کنکشن کا حصول بھی ایک مصیبت بن گیا ہے - کسی زمانے میں ایم-سی ھوا کرتی تھی - ادھر زمیندار نے درخواست دی آدھر اس کو کنکشن مل گیا - دس سال کی مدت میں اس کی اقساط وصول کی جاتی تھیں اور ساڑھے سات ہزار روپے کی رعایت بھی دی جاتی تھی - یہ پانچ سات سال پہلے کی بات ہے - لیکن اب قیمتیں اتنی بڑھ گئی ہیں کہ جو ٹرانسفارمر تین ہزار روپے کا آتا تھا ، اب دس ہزار روپے کا آتا ہے - جو بجلی کا کھمبا پہلے پانچ سو روپے کا آتا تھا اب اٹھارہ سو کا آتا ہے ، جو تار ایک میل لمبی پہلے سو روپے کی آتی تھی اب پندرہ سو روپے میں آتی ہے - اور زمیندار کو اس کی نسبت سے اس میں رعایت ایک پائی کی بھی نہیں دی گئی - اس وقت ساڑھے سات ہزار روپے رعایت دی جاتی تھی ، اب جب کہ قیمتیں تین گنا سے زیادہ ہو گئی ہیں ، کوئی رعایت نہیں دی جاتی - اس کو تمام بل اسی وقت جمع کرانا پڑتا ہے جو زمیندار کی استطاعت اور طاقت سے بالا ہے - جناب والا - اگر اس میں کوئی رعایت نہ دی جائے تو میرے خیال میں کوئی زمیندار اس قابل نہ ہوگا کہ اتنی کثیر رقم خرچ کر کے ٹیوب ویل لگا سکے - جناب والا - آپ خود بھی ایک زمیندار ہیں ، آپ خود سوچ سکتے ہیں کہ جس زمین کو پانی نہ ملے گا اس کی پیداوار کس حد تک متاثر ہوگی -

اس کے بعد حضور والا - ہم دیہاتی دو محکموں کے متعلق عرصہ دراز سے چیختے چلے آرہے ہیں - لیکن کسی حکومت یا کسی افسر نے ھمارا کبھی کوئی خیال نہیں کیا - اگر کیا گیا ہے تو کیا وجہ ہے کہ وہ ان حالات پر قابو نہیں پا سکے - جناب والا - دیہاتیوں اور کسانوں کا سب سے زیادہ واسطہ

محکمہ پولیس اور محکمہ مال میں ہے ۔ جو طریقہ کار برسوں سے چلا آتا ہے اس ترقی یافتہ دور میں بھی وہی طریقہ کار وہاں رائج ہے ۔ پولیس والوں نے دیہاتیوں کی عزت اور غیرت کا کبھی احترام نہیں کیا ۔ جو مدعی تھانے میں پرچہ دینے کے لئے جاتا ہے ۔ اس کو مدعی نہیں سمجھا جاتا ، اس کے ساتھ بھی وہی سلوک ہوتا ہے جو کسی مجرم کے ساتھ ہوتا ہے ۔ جب اس کی صفائی ہو جاتی ہے ، یعنی جب اس کی پولجی ختم ہو جاتی ہے ، پھر ملزم کی طرف آتے ہیں ۔ قصور ملزم کا ہوتا ہے ، مگر اس کے مال مویشیوں کو پکڑ لیا جاتا ہے اور اس کی ماں ، بہن اور بیٹی کو تھانے بلایا جاتا ہے ۔ اس کا تو کوئی قصور ہوگا ۔ مگر اس کی ماں ، بہن اور بیٹی کا تو کوئی قصور نہیں ہوتا جن کو بر سر عام رسوا کیا جاتا ہے ۔ ان کے ساتھ جو ذلت آمیز سلوک کیا جاتا ہے ، میں اس کے متعلق کیا کیا بیان کروں ، لیکن دیہاتی بے بس ہے ۔ وہ آواز اٹھائے تو کس کے پاس اٹھائے ۔ شہری کو تھوڑی سی تکلیف ہوتی ہے ۔ تو وہ سڑکوں پر آ جاتا ہے ۔ احتجاج کرتا ہے ۔ تحریک چلاتا ہے ۔ جب تحریک چلاتا ہے تو اس کی کچھ نہ کچھ سنی بھی جاتی ہے ۔ مگر دیہاتی بے چارہ اتنا مصروف ہوتا ہے کہ اس کو اپنے حقوق کے لئے تحریک چلانے یا آواز اٹھانے کا بھی وقت نہیں ملتا ۔ وہ اپنے پیٹ کے لئے دھندا کرے یا شہروں میں جاکر تحریک میں شامل ہو ۔ اگر وہ چلا جاتا ہے تو اس کے مال کو چارا کون ڈالے گا ۔ ہل کون چلائے گا ۔ حضور والا ۔ باوجود ان سب باتوں کے کیا ہوتا ہے ۔ جب مقدمات کم ہو جاتے ہیں تو پولیس والے اپنے دلالوں کے ذریعہ کسی گاؤں سے ، جہاں پر کوئی معمولی سا جھگڑا ہو پچاس ، سو آدمی پکڑ کر لے جاتے ہیں ۔ نقص امن کے تحت ان کی ضمانتیں ہوتی ہیں ۔ اس ضمانت کے لئے ہر ایک سے پیسے لئے جاتے ہیں ۔ کسی کو پیسے لے کر چھوڑ دیا جاتا ہے ، کسی کو جیل بھیج دیا جاتا ہے ۔ جناب والا ۔ اس دور میں بھی پولیس کا طریقہ تفتیش یہ ہے کہ اس کے لئے گناہ گار اور بے گناہ دونوں برابر ہیں ۔ پولیس پیسے لے کر کسی خاندان کے دس یا پندرہ آدمی پکڑ لیتی ہے ، اور بلا تمیز گناہ گار اور بے گناہ دونوں کو جوتیوں سے پیٹا جاتا ہے ۔ اپنی عزت بچانے کے لئے اور ظلم و تشدد سے بچنے کے لئے ان کو مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ پیسے دیں ۔

جناب والا - کل قائد حزب اختلاف جناب ظفر عباس نے فرمایا کہ اہلکار ان اہل کاروں کی تنخواہیں بڑھا دی جائیں - جناب والا - اگر ان کی تنخواہیں بڑھا بھی دی جائیں تو میرا خیال ہے یہ لوگ پھر بھی باز نہ آئیں گے کیونکہ وہ نفسیاتی طور پر روپیہ کمانے کے عادی ہو چکے ہیں - ان کی تنخواہیں بھی بڑھا دی جائیں اور اس کے علاوہ ان کو کوئی خاص وظیفہ بھی دیا جائے جس سے وہ نفسیاتی طور پر مطمئن ہو جائیں اور سمجھیں کہ رشوت کی بجائے انہیں یہ رقم مل رہی ہے - ہو سکتا ہے کہ اس طرح سے ان بے چارے دیہاتیوں کی حالت کچھ سدھر جائے اور وہ ذلیل و پریشان ہونے سے نجات حاصل کر لیں - جناب والا - دوسرا طبقہ محکمہ مال کا ہے - محکمہ مال کا ملازم جو دیہاتیوں سے براہ راست منسلک ہے ، وہ پٹواری ہے - حضور والا - وہ کیا کرتا ہے ؟ ایک تو وہ زمیندار کی پیداوار کا حصہ دار ہوتا ہے کیونکہ زمیندار کو اسے فصلانہ دینا ہوتا ہے - چاہے زمیندار کی پیداوار اتنی بھی نہ ہو کہ وہ اپنے بال بچوں کا پیٹ پال سکے یا اپنی گزر اوقات کر سکے - جو زمیندار نہ دے اسے وہ پٹواری پریشان کرتا ہے - جناب والا - اگر کوئی اسے فصلانہ نہیں دیتا ، اس زمیندار اور کسان کی شامت آ جاتی ہے ، پھر وہ کیا کرتا ہے ؟ وہ زمیندار کو بلاتا ہے اور کسی کو کہتا ہے کہ تمہاری بنہ شکنی ہوئی ہے ، فلاں نے یہ رقبہ اپنے ساتھ شامل کر لیا ہے - پھر کیا ہوتا ہے ؟ حد براری کی پٹواری درخواست لیتا ہے - کارروائی کرتا ہے اور موقع پر جاتا ہے - ایک کی بنہ شکنی کا فیصلہ کرتے کرتے دس کی اور خراب کر دیتا ہے - حضور والا - پھر کیا ہوتا ہے ؟ اٹلوں کی ایک لکیر بنی رہتی ہے - درخواستیں ہوتی رہتی ہیں - اور پٹواری پیسے بٹورتا رہتا ہے - یہ دور اسی طرح چلتا رہتا ہے - کسی کا بنہ آگے ہوگیا ، کسی کا پیچھے ہوگیا - اس کے بعد یہ ہوتا ہے کہ جس سے زیادتی ہوتی ہے ، وہ گرداور یا تحصیلدار صاحب کی خدمت میں پیش ہوتا ہے - وہ کہتا ہے کہ جناب میری پھر سے حد براری ہو - پٹواری کے بعد پھر ان دو صاحبان کی باری آتی ہے وہ ان سے عرض کرتا ہے کہ جناب میرے ساتھ انصاف نہیں ہوا - تو وہ انصاف کیسے ہوتا ہے - وہ ان کو بھی پیسے دیتا ہے کہ میرا بنہ ٹھیک کیا

جاتا ہے یعنی وقت ضائع ہو گیا ہے ۔ سودا وقت پر کسی اور سے منتقل ہو گیا ہے جناب والا ۔ اس کے بعد یہ معاملہ چلتے چلتے دیوانی عدالتوں تک پہنچ جاتا ہے اور پھر نہ جانے وہ کتنی مدت تک دیوانی عدالتوں کا چکر کاٹتا رہتا ہے ۔ مال مویشی بیچتا ہے ۔ اور اپنی زمین کو رہن رکھتا ہے ۔ اور اخراجات کا متحمل ہوتا ہے ۔ اس کے بعد جناب والا ۔ جب پٹواری فرد دیتا ہے تو جو سرکاری اجرت یا فیس ہوتی ہے اس سے کئی گنا زیادہ زمیندار سے وصول کرتا ہے ۔ انتقالات کا ایک طریقہ تو ختم ہو گیا ورنہ انتقالات ہو ہی نہ سکتے تھے جب تک کہ پٹواری صاحب کو خوش یا راضی نہ کیا جائے ۔ اب بھی رجسٹری کے لئے لازمی ہے کہ پٹواری سے فرد لی جائے ۔ فرد بھی بڑی مشکل سے ملتی ہے ، کیوں کہ سودا کرنے والے کو جلدی ہوتی ہے ۔ وہ سوچتا ہے کہ شاید خریدار سودے سے بھاگ نہ جائے ، یا لینے والا یہ سوچتا ہے کہ دینے والا نہ بھاگ جائے ۔ تو کیا ہوتا ہے ؟ اس میں پٹواری کے وارے نیارے ہوتے ہیں ۔ حضور والا ۔ اگر پٹواری اشتمال اراضی کا ہو تو پھر کیا کہنے ۔ جناب والا ۔ ایک ٹکڑا زمین کا جو اچھی قسم کا ہو تو وہ اس گاؤں کے بیسیوں آدمیوں سے پیسے لے گا کہ میں یہ تمہارے کھاتے میں ڈال دیتا ہوں ۔ سبھی کو یہ کہے گا کہ میں یہ تمہارے کھاتے میں ڈال دیتا ہوں ۔ اور اسی طرح وہ ہزاروں روپے کمائے گا ۔ اس کے بعد کیا ہوگا کہ وہ ٹکڑا کسی اور کے نام ہو جائے گا ۔ اس کے بعد وہ بھی عدالتوں میں چلے جائیں گے ۔ پہلے ان کو پٹواری لوٹتا ہے جو موقع پر ہوتا ہے ۔ اس کے بعد وہ عدالتوں میں چلا جاتا ہے اور پیسے خرچ کرتا ہے ۔ وہ بے چارہ چارو ناچار خدا جانے کن وسائل سے رقم حاصل کرتا ہے ۔ کسی سے ادھار مانگتا ہے ۔ کسی سے بھیک کرتا ہے ۔ پتہ نہیں وہ بیچارہ کیا کیا کرتا ہے اور اتنا مقروض ہو جاتا ہے کہ برسوں تک قرض ادا نہیں کر سکتا ۔ حضور والا ۔ اگر پٹواری سے پوچھا جائے کہ تم ایسی زیادتی کیوں کرتے ہو تو وہ کہتا ہے ، جی میں کیا کروں ۔ افسروں کے بنگلہ جات کے اخراجات ہم کو چاہیے ادا کریں ۔ حضور والا ۔ جب افسروں کو ٹی اے ، ڈی اے ملتا ہے ۔ ان کو اپنی ملازمت کا معاوضہ ملتا ہے ۔ تو پھر یہ بہت بڑی زیادتی ہے

کہ ان کے بنگلوں کے اخراجات پٹواری یا پولیس والے ہماری جیبوں سے لگائیں اور ہمارے بچوں کا پیٹ کاٹیں تاکہ ان کی خاطر تواضع ہو ۔ اگر ان کا خرچ کم ہے جو باہر جاکر ہوتا ہے ۔ تو جناب والا ۔ ان کا ٹی۔اے ، ڈی۔اے بڑھا دیں یا کوئی اور صورت ایسی کریں کہ کسان اس ظلم سے بچ جائے ۔ حضور والا ۔ پٹواری کے متعلق تو کہتے ہیں کہ آسمان پر اللہ باری اور زمین پر پٹواری ۔ کسی شاعر نے زمیندار کی حالت دیکھ کر یہ کہا تھا :

پٹواری اور سپاہی توبہ میری الٰہی
کرتے ہیں گاؤں گاؤں بے سر کے بادشاہی

جناب والا ۔ خدا کے لئے ان کی بادشاہی سے غریب دیہاتیوں کو نجات دلائی جائے ۔ اگر آپ نجات نہیں دلائیں گے تو کوئی وقت ایسا آئے گا کہ یہ میرے بھائی جو اس معزز ایوان میں بیٹھے ہیں وہ ان کو بھی سننے سے انکار کر دیں گے اور ان کو ووٹ نہیں آنے دیں گے ۔ ہم یہ کبھی نہیں سوچتے کہ ہم نے جن لوگوں سے ووٹ لئے ہیں ان سے ہم نے کیا وعدے کئے تھے ۔ کیا ہم نے ان کی تکالیف کا ازالہ کیا ہے ؟ ہم یہ سوچتے ہیں کہ پانچ سال تو کٹ جائیں گے پھر دیکھا جائے گا ۔ پتہ نہیں ٹکٹ کس کو ملے گا یا نہ ملے گا ؟ کونسی جماعت آئے گی ۔ کونسی پارٹی آئے گی ۔ حضور والا ۔ آپ کی وساطت سے میری گزارش ان بھائیوں سے بھی یہی ہے کہ ان میں سے اکثریت ان ممبران کی ہے جو دیہات میں بستے ہیں ۔ لہذا وہ بھی یہ کوشش کریں کہ ان کے دیہاتی بھائی ان تکالیف سے اور پریشانیوں سے نجات حاصل کریں ۔

جناب والا ۔ سب سے پہلا مسئلہ دریاؤں کے برساتی نالوں کی تباہی کا ہے ۔ میرا علاقہ گجرات ہے ۔ جس کے دونوں طرف مشرق اور مغرب میں دریائے چناب اور دریائے جہلم بہتے ہیں ۔ ندی نالوں کا اتنا وسیع سلسلہ ہے کہ تحصیل گجرات کے شمالی علاقے میں اور تحصیل کھاریاں کے شمالی علاقے میں جائیں تو ایک ایک میل پر دو دو میل پر آپ کو ندی نالے ملیں گے ۔ جن کی وجہ سے زمین کا کٹاؤ اتنا ہو چکا ہے کہ وہ لوگ جن کی ملکیت چند کنالوں یا چند بیگھوں میں ہے ، انتہائی پریشانی میں مبتلا ہیں۔ اب تک کئی دیہات بہہ چکے ہیں ۔ اس سلسلے میں لوگوں نے حکومت سے کئی بار

درخواستیں کی ہیں کہ ہمارا کچھ انتظام کیا جائے ، ہمیں اس کے متبادل کوئی رقبہ دیا جائے یا کوئی ایسا انتظام کیا جائے کہ جو رقبہ بچ چکا ہے کم از کم وہ تو بچا رہے ۔ خاص کر جب ہیڈ مرالہ تعمیر ہوا تو اس سے وہاں کا پاٹ اور چھوٹا ہوگیا اور پاٹ چھوٹا ہونے سے پانی کا بہاؤ اور تیز ہو گیا ۔ لہذا اس کی وجہ سے کشمیر کے بارڈر سے ، اتیاں والا گاؤں سے گجرات تک نیچے تمام جو گاؤں ہیں ، ان کا کافی رقبہ دریا برد ہو گیا ہے ۔ حتیٰ کہ کئی گاؤں دریا برد ہو چکے ہیں ۔ آج تک اس کے لئے کچھ نہیں کیا گیا ، ان غریبوں کی آواز کسی نے نہیں سنی ۔

جناب والا ۔ سیالکوٹ کی طرف ایک بند باندھا جا رہا ہے تاکہ سیالکوٹ کا رقبہ بچ جائے ۔ لیکن گجرات کے لئے کچھ نہیں کیا جا رہا ۔ وہ تمام پانی گجرات کی طرف آتا ہے اور ہزاروں ایکڑ زمین دریا برد ہو جاتی ہے ۔ یہ ہمارے لئے بڑی پریشانی کا باعث ہے ، حکومت کو اس کا ازالہ کرنا چاہئے ۔ سیالکوٹ کی طرف بند باندھا جا رہا ہے ، اگر یہ بنایا گیا تو گجرات کی طرف بھی بند بنایا جائے تاکہ ان کی بچت ہو سکے ۔ جناب والا ۔ برساتی نالے تقریباً اسی علاقے میں زیادہ ہیں جو بارانی علاقہ ہے ، یہ اس علاقے کی تباہی کا باعث بنتے ہیں ۔ س لئے میری یہ درخواست ہے کہ ان نالوں پر سال ڈیم بنائے جائیں ۔ ان سے ایک تو زمین ختم ہونے سے بچ جائے گی ، دوسرے ان ڈیم سے اس علاقے کو پانی بھی مل جائے گا ، اس علاقے کی زمین نہری زمین سے کہیں زیادہ زرخیز ہے ۔ اور اس علاقے کا کسان نہری علاقے کے کسان سے کہیں زیادہ محنتی اور جفا کش ہے ۔ ایسا انتظام کیا جائے کہ جو زمین کم ہو رہی ہے بچ سکے ۔ اور پانی کی قلت کا مسئلہ بھی حل ہو جائے ۔ قائد عوام کے دور میں اس ملک میں بہت سی اصلاحات ہوئیں مثلاً لیبر ، تعلیمی ، صنعتی اور زرعی ۔ ان میں کسی کو شبہ نہیں کہ ان اصلاحات سے کیا کیا فوائد ہوئے ہیں ۔ زرعی اصلاحات کے متعلق میں کچھ عرض کرنی چاہتا ہوں ۔ میں اس کی مخالفت نہیں کرنا چاہتا ، یہ بہت اچھی اصلاحات ہیں ۔ لیکن ان اصلاحات میں ایک طبقے کو نظر انداز کر دیا گیا ہے ، جس کے متعلق میں جناب کی وساطت سے جناب وزیر اعلیٰ کو یہ درخواست کرنا چاہتا

ہوں کہ ان کے حقوق کا بھی خیال رکھا جائے۔ ان کی پریشانی کا بھی ازالہ کیا جائے۔ جن مزارعوں کو بلا معاوضہ زمین دی گئی ہے ، ان میں سے جو سرکاری رقبے ہیں ، جو وہ کسان خود کاشت کرتے تھے ان کو حقوق ملکیت دیے جائیں ۔ اس کے علاوہ میں کچھ مزید عرض کرنی چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ ٹیوب ویل سکیم 1959ء میں ایوب کے دور میں رائج ہوئی تھی کیونکہ اس وقت کوئی تمیز نہ تھی ، اس لئے جس کسی نے درخواست دی قرعہ اندازی میں اس کو زمین مل گئی ۔ یہ وہ زمین ہے جس کو حکومت برطانیہ نے آباد کرنا تھا ۔ جو رقبہ باقی بچا تھا ۔ وہ بنجر تھا ، بنجر بھی بنجر قدیم۔ وہ ایسی زمین تھی جس پر ریت کے ٹیلے تھے ، جو سیم اور تھور زدہ تھی ۔ یہ زمین ان بدقسمت کاشتکاروں کے لئے باقی بچ گئی تھی ۔ بلحاظ درجہ بندی اس کو درجہ چہارم کی زمین کہا جاتا ہے ۔ جن لوگوں کو یہ رقبہ ملا اس کی شرائط یہ تھیں کہ یہ بیس سال کا پٹہ ہوگا اور بیس سال کے دوران زمیندار یا کاشتکار اس وقت تک اس کے حقوق ملکیت نہ لے سکے گا جب تک کہ اس تمام الاٹ شدہ رقبے کا ، دس روپے فی ایکڑ کے حساب سے دس سال کا پٹہ ادا نہ کرے خواہ وہ آباد ہو یا غیر آباد ہو ۔ اس کا لگان بھی اس کو ادا کرنا پڑے گا ۔ دس سال تک 90 فیصد زمین آباد کرنا پڑے گی ۔ اگر نہ کرے گا تو اس کا لگان ڈیڑھ گنا ہو جائیگا ۔ اس کے حقوق ملکیت حاصل کرنے کے لئے تین سو روپے کی بجائے ساڑھے چار سو روپے ادا کرنا پڑیں گے ۔ مطلوبہ والا ۔ جن کو یہ رقبہ ملا وہ غریب کسان ہیں ۔ اس خوشی سے کہ ان کی روزی کے وسائل کم ہیں ، رقبہ زیادہ مل جائے گا ۔ تو وہ بھی بڑے زمیندار ہو جائیں گے ۔ نہ دیکھا نہ سوچا اسی شوق میں اپنا آبائی رقبہ دیکر ، مال مویشی دیکر اس زمین پر بیٹھ گئے ۔ یہ زمین بہت کم قابل آباد یا پیداوار دینے والی تھی ۔ ان کے پاس جو کچھ تھا وہ سب لٹا بیٹھے۔ لیکن وہ زمین مکمل آباد نہ ہوئی۔ لگان نہ دینے کی وجہ سے کئی بار ان کے پٹہ جات منسوخ ہوئے۔

Mr. Speaker. Order in press gallery.

نواب مظہر علی ۔ اس کے علاوہ دور دراز علاقوں میں لوگ گئے جہاں نہ کوئی راستہ تھا نہ بجلی تھی ، انہوں نے وہاں ٹیوب ویل لگائے۔ ٹیوب ویل کے اخراجات معمولی زمیندار برداشت نہیں کرسکتا جیسے کہ آپ کو بھی معلوم

کہ جناب والا ان کی یہ خواہش ہے کہ با توجہ رقبہ ان کے واپس لے لیا جائے اور جو کچھ انہوں نے اس پر خرچ کیا ہے حکومت اس کا معاوضہ دے دے یا نہیں تو کم از کم حکومت یہ خیال کرے کہ جب پنجاب میں کوامی نہروں کا سلسلہ جاری ہوا تھا اور حکومت نے پنجاب میں زمینیں تقسیم کی تھیں ۔ اس وقت ایک مربعے کی قیمت ایک ہزار روپے تھی ۔ جو بنجر زمین تھی اور آباد ہو سکتی تھی ۔ جناب والا ۔ اس وقت اچھی خاصی زمین کی قیمت ایک ہزار روپے مربعہ تھی ۔ اب 70 سال گزر چکے ہیں ۔ ان کی قیمت اکثر لوگوں نے ادا کر دی ہے لیکن ان کو تسلیم بھی نہیں کیا گیا ہے ۔ جناب والا ۔ اس کے مقابلے میں ان لوگوں کے ساتھ کتنی زیادتی ہوئی جن سے اس قدر لگان وصول کیا جا رہا ہے ۔ ان سے 90 فیصد آبادی نہیں ہو سکی ، وہاں ریت کے ٹیلے ہیں ۔ ان کو آباد کرنا کسی کی ہمت نہیں کیوں کہ بارانی زمین نہر کے پانی کے بغیر آباد نہیں ہو سکتی ۔ یہ زمین اتنی کمزور تھی کہ اس کا کاشتکار اپنی زمین سے بھی زیادہ کمزور ہو گیا ہے ۔ ان حالات میں اس کی آبادی نہیں ہو سکتی ۔ حضور والا ۔ میرا یہ مطالبہ ہے کہ حقوق ملکیت بغیر معاوضہ کے دیئے جائیں ، اگر معاوضہ کے بغیر دینا ممکن نہیں تو جس قدر لگان وہ جمع کرا چکے ہیں وہ اس کی قیمت میں شمار کر لی جائے ۔ اس کی قیمت ساڑھے چار سو روپے کی بجائے تین سو روپے مقرر کی جائے ۔ 90 فیصد زمین آباد کرنے کی شرط منسوخ کی جائے تاکہ وہ اپنے وسائل سے جسقدر زمین آباد کر سکتے ہوں کر لیں ۔ ان کی میعاد میں دو سال رہ گئے ہیں ، اگر وہ شرط پوری نہ کر سکے تو ان کا رقبہ منسوخ کر دیا جائیگا ۔ جو کچھ ان کے پاس تھا وہ ختم ہو چکا ہے ۔ وہ اس زمین پر قرضہ بھی نہیں لے سکتے ۔ میری یہ گزارش ہے کہ یہ ایک مستقل سکیم ہے ، اس لئے اس پر عملدرآمد غور فرمایا جائے ۔ ان بے چاروں کو بھی ، جس طرح دوسرے کاشتکاروں کو زمینداروں کو قرضہ جات ملتے ہیں ، قرضہ جات وغیرہ ملیں تاکہ وہ زمین کو ترقی دے سکیں ۔ اس کی ترقی سے ملکی معیشت کی ترقی ہوگی ۔ جناب والا ۔ یہ مسئلہ دور ہے ، وہ 65 روپے فی کنال کے حساب سے بلڈوزر کرایہ پر نہیں لے سکتے ۔ 40 روپے فی گھنٹہ کے حساب سے ٹریکٹر حاصل نہیں کر سکتے ۔

ان کو یہ رعایت دی جائے کہ ان سے زرعی مشین کا کرایہ نصف وصول کیا جائے ، تاکہ وہ رقبہ آباد کر سکیں ۔ دوسرے وہ رقبہ کسی کو منتقل نہیں کر سکتے ۔ اور جب تک ان کو حقوق ملکیت حاصل نہ ہوں وہ کسی کو اس میں شریک بھی نہیں کر سکتے ۔ پہلے ان کو یہ حق حاصل تھا کہ وہ کسی سے شراکت کر سکیں ۔ اس سے یہ فائدہ ہوتا تھا کہ کسی حصہ دار کے شامل ہونے سے ان کی مالی امداد ہو جاتی تھی ۔ تو اس سے بہت فرق پڑا ہے - - - -

Mr. Speaker. Please try to conclude now.

نواب زادہ مظہر علی ۔ جناب والا ۔ اب وہ کسی کو شریک نہیں کر سکتے ، کسی کو منتقل نہیں کر سکتے ، اس پابندی کو ختم کیا جائے ۔ جناب والا ۔ ان کو انجنوں کی اجازت کی بجائے بجلی کے کنکشن دئے جائیں اور ان سے جتنی بھی رعایت ہو سکے دی جائے ، تاکہ یہ لوگ آئندہ اپنی پیداوار میں اضافہ کر سکیں ۔ اور اپنی مشکلات کا ازالہ کر سکیں ۔ ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی معروضات ختم کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسز نور جہاں ۔

محترمہ نور جہاں قریشی ۔ جناب سپیکر میں آپ کی وساطت سے جناب سینئر منسٹر ڈاکٹر عبدالخالق کو مبارک دیتی ہوں اور ان کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے قلیل مدت میں اور اتنے ہنگامی حالات میں اپنے صوبے کو اتنا اچھا بجٹ بنا کر پیش کیا ہے ۔ ہمیں اس سے بے حد مسرت ہوئی ہے ۔ جناب سپیکر ۔ قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو نے اتنی اصلاحات کی ہیں کہ زندگی کے ہر شعبے سے ہر برائی کو نوچ دینے کا تہیہ کیا ہوا ہے ۔ اس کے لئے انہوں نے ان تھک کوششیں کی ہیں ، رات دن کام کیا ہے ، صرف ملک کے لئے نہیں بلکہ قوم کے لئے ، اپنے محنت کش بھائیوں کے لئے ، مزدوروں کے لئے اور کسانوں کے لئے کام کیا ہے ۔ جناب والا ۔ انہوں نے جس قدر ملک کی خدمت کی ہے ہمیں اس کا دلی طور پر احساس ہے اور ہم قدم بقدم ان کے ساتھ ہیں ۔ ہم خواتین ضرور ہیں لیکن ان کے ساتھ چلنے میں برابر کی شریک

ہیں ۔ ان کے ہر کام میں ان کا ہاتھ بٹانے کے لئے تیار ہیں ۔ جناب والا ۔ جہاں ہمارے قائد عوام نے ملک کی ترقی کے لئے اپنی زندگی وقف کی ہے وہاں ہم لوگوں کو بھی یہ چاہیے کہ ہم صدق دل سے اور خلوص نیت سے اپنے ملک کے لیے کام کریں ۔ اور اس میں ہمارا ذاتی مفاد نہیں ہونا چاہئے ۔ جناب سپیکر ۔ مجھے حزب اختلاف سے کوئی شکایت نہیں کیونکہ ان کا یہ شیوہ رہا ہے ۔ انہوں نے پہلے بھی یہی کچھ کہا ہے اور اب بھی یہی کہہ رہے ہیں ۔ ان کے اعمال ہی انہیں برائی کی طرف لے جاتے ہیں ۔ کل مجھے بے انتہا دکھ ہوا جب انہوں نے یہ کہا کہ اس بجٹ میں جناب ڈاکٹر عبدالخالق نے کچھ علاقوں کے لئے ، خصوصاً لاہور کے لئے ، کچھ زیادہ رقم مخصوص کی ہے ۔ جناب والا ۔ لاہور اس صوبے کا دل ہے اور یہ ایک تاریخی شہر ہے اس کو بنانا اور سنوارنا ہمارا اخلاقی فرض ہے ۔ ہم کہاں تک حزب اختلاف کی باتوں کو سامنے لائیں ۔ انہوں نے پہلے بھی ایک بار کہا تھا کہ وہ اسلام لانا چاہتے ہیں ۔ اسلام تو ہمارے پاس چودہ سو سال پہلے آیا تھا جس کو لانے والے حضور اکرم تھے ، انہوں نے یہ نوازشیں ہم پر کیں اور اللہ نے ہم پر یہ کرم کیا کہ اسلام ہم پر چودہ سو سال پہلے بھیجا ۔ آج یہ حزب اختلاف والے کون ہیں جو اسلام کو لانا چاہتے ہیں ، یہ کون ہیں جو اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں ۔ جب ہمارے قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو نے شرع محمدی کا قانون نافذ کیا تو ان لوگوں کی طرف سے ایک آواز ابھری کہ ہم اسلام نہیں چاہتے ، ہم تو صرف اسلام کا نام استعمال کرتے ہیں ۔ مجھے اس بات پر بڑی حیرانی ہوئی اور میں نے کہا کہ کیا یہ کوئی اسلام کی بات تھی ۔ اسلام کی خدمت تو ہمارے قائد عوام نے کی اور اس کے لئے بہت زیادہ کوشش کی ۔ ایک واقعہ ہمارے سامنے ہے ، جب ہمارا ملک ایک بحران میں مبتلا تھا ، جب یحییٰ خان آنکھیں بند کر کے سو رہا تھا ، اس وقت قائد عوام نے للکارا ۔ وہ ایسے دور میں برسر اقتدار آئے جب ہمارا ملک ڈگمگا رہا تھا ، ہماری بہنیں رو رہی تھیں ، ہمارے بچے یتیم ہو رہے تھے اور مائیں اپنے بچوں کے لئے ترس رہی تھیں ۔ اس وقت یہ اسلام والے کیوں آگے نہ بڑھے ، اس وقت یہ داڑھی ہلاتے ہوئے کیوں آگے نہ آئے ۔ اس وقت وہ اندرا کے سامنے سینہ سپر ہو

چاہئے اور کہتے کہ ہمارے 90 ہزار بہاولپوریوں کو ایڈی لیپر بنائے ہوئے ہیں
ان کے ساتھ ہی شہادت کا رتبہ حاصل کرنے کے لئے تیار ہیں۔ جناب والا۔
اس وقت یہ لوگ اپنی مسجدوں میں گھسے ہوئے تھے۔ یہ دو رکعت کی
امامت کرا سکتے ہیں لیکن سیاست نہیں کر سکتے۔ اس وقت ان کا کردار
مسجدوں میں بیٹھنے کا تھا، انہوں نے اس وقت مسجدوں میں بیٹھ کر کچھ
نہ کیا اور لوگوں کو غلط راستے پر ڈالا۔ اور آج یہ اسلام کے ٹھیکیدار بننے
کے لئے آئے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اسلام کے ٹھیکے دار ہیں۔ جناب
سپیکر۔ ہم نے جس قدر پاکستان کی تاریخ کا مطالعہ کیا ہے ہمیں پاکستان
سے اتنی ہی زیادہ دلچسپی ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اتنی ہی زیادہ توفیق
ہم لوگوں کو کام کرنے کی دی ہے۔ جناب سپیکر۔ میں اپنی ان گزارشات
کے ساتھ ساتھ جناب ڈاکٹر عبدالخالق سینئر منسٹر کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ
انہوں نے سب علاقوں کے لئے رقوم دی ہیں لیکن مجھے یہ دیکھ کر افسوس
ہوتا ہے کہ سرگودھا کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ ویسے اللہ کے
فضل سے یہ اس دور میں بہت آگے جا رہا ہے۔ اس کے باوجود وہاں کچھ
بستیاں ایسی ہیں جہاں پانی اور بجلی کی ضرورت ہے۔ مثلاً وہاں ایک بستی
ہے لور پور جس کی آبادی ساڑھے بارہ ہزار ہے، وہاں پانی اور بجلی کی ضرورت
ہے، اسے مین روڈ سے ملانے کی ضرورت ہے اور نکاسی آب کی ضرورت ہے۔
کیوں کہ وہاں جگہ جگہ پانی کھڑا ہے۔ ایک اور بستی ہے جس کو اربن
ایریا کہتے ہیں۔ اس بستی میں بھی بہت گہرے کھڈ ہیں۔ وہ بھی یہی
چاہتے ہیں کہ انہیں پانی مہیا کیا جائے اور جو پانی وہاں کھڑا ہے اس کی
نکاسی کا خاص انتظام کیا جائے۔ جناب والا۔ ہمیں پتا ہے کہ اس وقت بجٹ
تیار کرنا کوئی معمولی بات نہیں ہے لیکن میں مجبور ہوکر کہہ رہی ہوں اور
میں نے عاجزانہ اور ہمدردانہ طور پر یہ درخواست کی ہے اور امید ہے کہ
ڈاکٹر عبدالخالق صاحب اس طرف خاص توجہ دیں گے۔ السلام علیکم۔
شکریہ۔

مسٹر سپیکر۔ مسٹر غلام اصغر دستی۔

مسٹر غلام اصغر دستی۔ جناب سپیکر۔ ابھی ابھی ایک فاضل

پاکستان نے اپنی تقریر میں یہ فرمایا کہ ہمارے ملک میں پولیس رشوت لیتی ہے اور اس نے لوگوں کے ساتھ زیادتی کی ہے - جناب والا - اس کا مفصل جواب تو جناب ڈاکٹر عبدالخالق وزیر خزانہ دیں گے یا قائد ایوان میں بحث کے اختتام پر اپنی تقریر کے بعد قائد حزب اختلاف اور حزب اختلاف والوں کی طرف سے اٹھائے گئے اعتراضات کا بھی اجمالاً ذکر کروں گا -

جناب والا - میزانیہ کسی ملک یا صوبے کی اقتصادی حالت کا عکاس ہوتا ہے اور اس ملک یا صوبے میں رہنے والے عوام کی امنگوں ، خواہشات اور آرزوؤں کا مظہر ہوتا ہے - جناب والا - 78-1977ء کا میزانیہ جن حالات میں پیش کیا گیا ، میں ان حالات کا تجزیہ پیش کروں گا - اور عرض کروں گا کہ آیا یہ میزانیہ ہمارے اقتصادی حالات سے مطابقت رکھتا ہے یا نہیں ، اور آیا یہ اس صوبے کے عوام کی خواہشات اور آرزوؤں کا مظہر ہے یا نہیں ؟ میں سب سے پہلے تو یہ عرض کروں گا کہ ہمارے ملک اور صوبے کی آج کل کی اور اس سال کی اقتصادی حالت کیسی ہے اور کیوں ہے - جناب والا - تمام فاضل اراکین جانتے ہیں کہ جب پاکستان پیپلز پارٹی کے قائد جناب ذوالفقار علی بھٹو نے اس ملک میں استحصال کے خلاف آواز اٹھائی تھی - اور اس ملک کے عوام کو ایک قیادت دی تھی تو انہوں نے عوام سے یہ وعدہ کیا تھا کہ اس ملک میں جو نظام جاری ہے ، تئیس سال سے جو ظلم و تشدد جاری ہے ، لوٹ کھسوٹ جاری ہے ، میں اور میرے ساتھی اس اس نظام کو تبدیل کریں گے - میں اور میرے ساتھی پاکستان میں برسر اقتدار آ کر اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے تگ و دو اور جدو جہد کریں گے ، جس کے لئے پاکستان قائم کیا گیا تھا جناب والا - اس وقت بھی حزب اختلاف اور ہماری پارٹی کے درمیان یہی کش مکش تھی کہ پاکستان کا مطلب کیا ہے - جناب والا - قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو نے پاکستان کے عوام کے لئے جو منشور دیا اس میں انہوں نے فرمایا کہ اسلام ہمارا دین ہے جمہوریت ہماری سیاست ہے اور مساوات محمدی ہماری اقتصادیات ہے - اس وقت بھی حزب اختلاف نے یہی کہا کہ پاکستان پیپلز پارٹی اس ملک میں جو نظام لانا چاہتی ہے ، ہم اس کے خلاف ہیں ، انہوں نے کہا کہ پاکستان کا

مطلب کیا ، لا الہ الا اللہ ۔ تو ہم نے یہ کہا کہ اس پر تو کوئی جھگڑا نہیں ۔ ہم نے بھی اپنے منشور میں یہ لکھ دیا ہے ، ہمارے منشور کی پہلی شق ہے کہ اسلام ہمارا دین ہے ۔ اسلام پر اس ملک میں کسی شخص کو اختلاف کرنے کا کوئی حق نہیں ۔ نہ ہی کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ اس ملک میں نظام مصطفیٰ نہ ہو ، شرعی نظام نہ ہو ، یا اسلام کے قوانین نہ ہوں ۔ لیکن آپ جو سمجھتے ہیں کہ پاکستان کا مطلب کیا ، لا الہ الا اللہ ، کبھی آپ نے یہ سوچا ہے کہ لا الہ الا اللہ کا مطلب کیا ہے ؟ جناب والا ۔ وہ لوگ لا الہ الا اللہ کا مطلب یہ سمجھتے تھے کہ اس ملک میں جاگیر داروں اور سرمایہ داروں کی حکومت ہو ۔ اس ملک میں بیوروکریسی کی حکومت ہو۔ اس ملک میں لوٹ کھسوٹ ہو ۔ اس ملک میں محنت کشوں کے حق کا استحصال کیا جائے ۔ اس ملک میں مزارعین پر ظلم روا رکھے جائیں ۔ اگر لا الہ الا اللہ کا یہی مطلب ہوتا تو ء میں اس ملک کے عوام ، اس ملک کے کسان اور مزدور پاکستان پیپلز پارٹی کی بجائے حزب اختلاف کو ووٹ دیتے اور انہیں کامیاب کرتے ۔ ہمارے جناب والا ۔ قائد اور پاکستان پیپلز پارٹی نے یہ کہا کہ لا الہ الا اللہ کا مطلب یہ نہیں ، بلکہ اسلامی نظام، شرعی نظام ، نظام مصطفیٰ یا لا الہ الا اللہ کا تقاضا یہ ہے کہ اس ملک اور پوری دنیا میں ایک ایسا معاشرہ قائم کیا جائے جو استحصال سے پاک ہو ، جو مساوات محمدی پر مبنی ہو ، جس میں لوٹ کھسوٹ نہ ہو ، جس میں ظلم و تشدد نہ ہو ، جس میں مزدور کو محنت کی پوری کمائی ملے ، مزارع کو اس کی محنت کا پورا حق ملے ۔ ایسا معاشرہ قائم ہوگیا تو پھر ہر فرد اپنے تزکیہ نفس کے ذریعے، تطہیر قلب کے ذریعے ، اعمال صالح کے ذریعے ، عبادات کے ذریعے اور ایثار و قربانی کے ذریعے اس ملک کے ، اس ملت کے مقدر کا ستارہ بن جائے گا ۔ اگر آپ ایسا نہیں کرتے اور ایسا نہیں کرنے دیتے تو پاکستان کے عوام اس نظام کو تبدیل کرنے کے لئے اس مقام پر پہنچ جائیں گے جہاں پر نظام کی تبدیلی ballot کے ذریعے نہیں ہوتی ، بلکہ bullet کے ذریعے ہوتی ہے ۔ جناب والا ۔ کوئی نظام کسی ملک کا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مقدر نہیں ہوتا ۔ جس نظام میں خرابیاں ہوں اسے تبدیل کرنا لازمی ہوتا ہے ۔ دنیا میں جتنی تبدیلیاں ہو رہی ہیں یا ہوتی ہیں ، دنیا میں جتنی لڑائی ہو

وہی نہیں ہوتا ہے ، اس کے ساتھ ساتھ چلنے کے لئے ہر ملک میں اس کے نظام میں کچھ نہ کچھ تبدیلیاں لازمی ہوتی ہیں - جناب والا - جیسا کہ برٹرنڈرسل نے کہا ہے :

Every body likes a baby but no body likes to keep him always a body.

کسی نظام کو ہمیشہ کے لئے جامد نہیں رکھا جا سکتا - اس میں تبدیلیاں ضروری ہوتی ہیں - اس لئے جناب والا - قائد عوام نے جب یہ نعرہ بلند کیا کہ اس ملک میں رجعت پسندانہ اور ظلم و استحصال کے نظام کو تبدیل ہونا چاہئے تو اس ملک کے عوام نے ان کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے 1970ء میں بھاری اکثریت سے پاکستان پیپلز پارٹی کو ووٹ دے کر اپنے کامیاب کیا اس تبدیلی کا ، عوام کی اس تائید کا ، اس اعتماد کا یہ تقاضا تھا کہ جو قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو اس ملک میں برسر اقتدار آئے تو انہوں نے اپنے منشور کی تکمیل کے لئے ، اپنے وعدوں کی ایفا کے لئے اس ملک میں اتنے پرانے نظام کو ، اس فرسودہ نظام کو پھینک دیا اور ایک نیا نظام لانے کے لئے تبدیلیاں لانی شروع کر دیں - جناب والا - اگر قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو پاکستان کے پہلے حکام کی طرح اپنے وعدوں سے پھر جاتے ، ایرکنڈیشنڈ کمروں میں بیٹھ کر زمینداروں ، سرمایہ داروں اور جاگیر داروں کے مفادات کا ساتھ دیتے تو پچھلے پانچ چھ مہینوں میں اس ملک میں جو hue and cry برپا رہا ہے - یہ نہ ہوتا - جناب والا - اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ :

یا ایھاالذین آمنون لما تقولون کبر مقتاً عنداللہ عن تقولو ما لا تفعلون -

اے ایمان والا تم ایسی بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں جو اللہ کے نزدیک بڑی بات ہے کہ تم کہتے کچھ ہو اور کرتے ہو -

جناب والا - پاکستان میں پچیس سال تک قول و فعل میں تضاد رہا جس کی وجہ منافقت تھی - پاکستان میں پچیس سال تک استحصال ہوتا رہا - جو لوگ اس ملک میں برسر اقتدار آتے رہے - انہوں نے عوام کے حالات بدلنے کے لئے ، غریب عوام کے لئے ، مزدور کے لئے مزارعوں کے لئے کچھ نہ کیا

جناب والا - جب اس ملک میں مزدور کارخانے میں محنت کرتا تھا اور اپنا خون پسینہ ایک کر کے پیداوار میں اضافہ کرتا تھا تو اس کی محنت سے کمائی ہوئی دولت کارخانہ دار اپنی کوٹھی کی زینت پر صرف کرتا تھا - اسی طرح جاگیر دار اپنے مزارع کی محنت کو اپنی آسائش کے لئے استعمال کرتا تھا اور جب یہی مزدور اپنے گھر جاتا تھا تو اسے کچھ نہ ملتا تھا - جناب والا - اس کے بچوں کے لئے روٹی تک نہ ہوتی تھی ، رہنے کے لئے مکان بھی نہ ہوتا تھا تو وہ مزدور مایوسی کے عالم میں کہا کرتا تھا - خدایا ! تیری دنیا کیسی ہے - جناب والا - مزدور محنت کرتا تھا اور اس کے بچے بھوکے ہوتے تھے ، محنت کا سارا پھل جاگیردار اور سرمایہ دار لے جاتا تھا اور مزدور بیچارا دن چکی کی طرح پستے رہتے تھے کیوں کہ اس وقت نظام ہی ایسا ہوتا تھا اور کوئی فریاد سننے والا نہ ہوتا تھا - جناب والا - قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو نے وعدہ کیا کہ ہم اس نظام کو تبدیل کریں گے اور اس کے لئے انقلابی اصلاحات کی گئیں - جناب والا - جاگیردار ، سرمایہ دار اور کارخانہ دار اس وقت سے ہی قائد عوام کے دشمن ہو گئے تھے - جناب والا - آج بعض لوگ کہہ رہے ہیں کہ انتخابات میں بدعنوانی ہوئی ہے - میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ 1970ء کے الیکشن میں کونسی بے ایمانی ہوئی ، اس الیکشن میں کونسی دھاندلی ہوئی تھی - اس وقت تو فوجی حکومت تھی اور فوج کے زیر نگرانی انتخابات ہوئے تھے ، جس کے نتیجے میں پیپلز پارٹی برسر اقتدار آئی تھی - اس وقت ان کے پاس کیا جواز تھا - جب یہ لوگ دو سال تک قومی اسمبلی کا بائیکاٹ کرتے رہے تھے - جناب والا - یہ تو شروع دن سے ہی پیپلز پارٹی کے خلاف تھے ، عوامی حکومت کے خلاف تھے کیوں کہ اس ملک کے نظام میں جو بنیادی تبدیلیاں کی گئیں یہ اس کے خلاف تھے - یہ نہیں چاہتے تھے کہ غریبوں ، مزدوروں اور کسانوں کے مفادات کے لئے تبدیلی ہو - جناب والا - انہی جاگیرداروں ، سرمایہ داروں اور کارخانہ داروں نے اس ملک کی دولت کا لوٹ کھسوٹ کے ذریعے ارتکاز کر لیا تھا اور یہ نہیں چاہتے تھے کہ ارتکاز دولت ختم ہو - جناب والا - پیپلز پارٹی کی حکومت نے جب انتخابات کے بعد الیکشن کا اعلان کر دیا تو ان لوگوں نے منصوبہ بندی کر کے ، سازش کر کے پیپلز پارٹی کو ختم کرنے کی کوشش کی - جناب والا -

اُن لوگوں نے انتخابات سے پہلے ہی اس قسم کی تقریریں شروع کر دیں کہ ہم انتخابات تو جیت چکے ہیں ، عوام نے تو ہمارے حق میں فیصلہ دے دیا ہے ، انتخابات کے انعقاد اور نتائج کا اعلان تو ایک رسمی کارروائی ہوگا -

مسٹر سپیکر - آپ بجٹ کے بارے میں بھی کچھ کہیں -

مسٹر غلام اصغر دستی - جناب والا - جن حالات میں یہ بجٹ پیش کیا گیا ہے میں ان کے بارے میں عرض کر رہا ہوں -

تو اس کے بعد جناب والا - جب انتخابات میں پیپلز پارٹی جیت گئی تو انہوں نے اس کی فتح کو شکست میں بدلنے کی کوشش کی ، ایسے ہتھکنڈے استعمال کئے جو غیر جمہوری تھے - ایسے طریقے اختیار کئے جو ملک کے عوام میں اضطراب کی کیفیت پیدا ہوگئی - نفرت پیدا کی گئی - پاکستان کے عوام میں فسادات کی آگ بھڑکائی گئی - یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے گلی کوچوں میں جا کر فسادات پھیلائے - یہ محض اس لئے کیا گیا کہ پیپلز پارٹی نے جو اصلاحات اپنے دور اقتدار میں کی ہیں ، جو ترقی کی ہے ، اس ملک میں جو تبدیلیاں کی ہیں ، اس کے نشانات ہی ختم کر دیئے جائیں - جناب والا - پیپلز پارٹی کے کارکنوں کے گھروں میں نوقل بم پھینکے گئے ، ان پر تشدد روا رکھا گیا - جناب والا - میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ جمہوری طریقہ تھا؟ جناب والا یہ ان کی دو عملی تھی - ایک طرف تو وہ کہتے ہیں کہ اس ملک میں نظام مصطفیٰ قائم کیا جائے گا اور ہم اس کے لئے جدو جہد کر رہے ہیں ، دوسری طرف نظام مصطفیٰ کے نام پر ، شریعت کے نام پر سیاسی جنگ شروع کر دی - اور ایسے نظریاتی جنگ قرار دیا گیا - کفر اور اسلام کا نام دے کر نظام مصطفیٰ کے نام پر تشدد روا رکھا گیا - مسلمانوں کو مسلمانوں سے لڑایا گیا - جناب والا - میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ کونسی شریعت میں ہے ، کونسی حدیث میں ہے ، کون سے قرآن میں ہے ؟ جناب والا - مسلمانوں کو کافر قرار دیا گیا ، پھر ان کے گھروں کو آگ لگائی گئی ، پیپلز پارٹی نے جو اپنے دور اقتدار میں فلک بوس عمارات کھڑی کی ہیں ، ان میں بم رکھ کر ان کو یک لخت ملزم رنگ بتایا ، یہ کس شریعت میں لکھا

ہوا ہے کہ ان کو خاک کا ڈھیر بنا دو ۔ یہ کس حدیث میں لکھا ہوا ہے؟ شریعت تو کہتی ہے کہ :

محمد الرسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم ۔

یعنی آپس میں ایسے ہیں کہ رحیم ہیں کریم ہیں ۔ تو کیا جناب والا ۔ یہ ان کی رحیمی ہے اور کریمی ہے کہ مسلمانوں کو کافر قرار دیا گیا اور کہا گیا اور کہا گیا کہ تم ان کے خلاف جہاد کرو ، ان کو ختم کر دو اور اس کارروائی کے دوران اگر ہمارا کوئی آدمی مر جائے تو اسے شہید کہو ۔

مسٹر سپیکر ۔ ضمنی بجٹ کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے ۔

مسٹر غلام اصغر دحتی ۔ جناب والا ۔ میں ضمنی بجٹ اور سالانہ بجٹ دونوں پر بحث کر رہا ہوں ، میں ان حالات پر بحث کر رہا ہوں جن جن میں یہ بجٹ پیش کیا جا رہا ہے ۔ اس ملک کی اقتصادی حالت دگرگوں ہو گئی ہے ۔ ہنگاموں کی وجہ سے ، تشدد کی وجہ سے اس ملک کی آمدنی میں کمی واقع ہو گئی ہے ۔ جناب والا ۔ ان حالات میں یہ بجٹ پیش کیا گیا ہے جب مالیہ بھی معاف کر دیا گیا ہے ، تقاوی قرضے معاف کئے گئے ہیں ، شراب پر پابندی لگا دی گئی ہے جس کی وجہ سے حکومت کے خزانے میں آمدنی میں کمی ہو گئی ہے ۔ جناب والا ۔ اس بجٹ کو متوازن بنانے کے لئے یہ مدات شامل کی گئی ہیں ۔ جناب والا ۔ جہاں ضرورت تھی وہاں ضرورت کے مطابق بجٹ میں پیسے رکھے گئے ہیں ۔ اس لئے میں یہ سمجھتا کہ حالات کے مطابق یہ ایک عوامی بجٹ ہے ۔

جناب والا ۔ اس کے بعد میں کچھ اپنے حلقے کے مسائل کے بارے میں عرض کروں گا اور چند معروضات میں وزیر خزانہ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں ۔ ویسے تو ان کو علم ہے کہ ہمارے مسائل کیا ہیں اور عوام کیا چاہتے ہیں ۔

خضر کیوں کر بتائے کیا بتائے
اگر ماہی کہے دریا کہاں ہے

جناب والا ۔ علامہ اقبال کے مطابق مجھے زیادہ علم تو نہیں ، انہیں زیادہ علم ہے مگر پھر بھی میں ان کے علم میں کچھ ۔۔۔

مسٹر سپیکر - فقرہ مکمل کیجئے -

مسٹر غلام اصغر قسنی - ان کے علم میں کچھ اضافہ کروں گا -

جناب والا - خان پور ، جہاں سے میں منتخب ہوا ہوں ، 1973ء کے تباہ کن سیلاب میں وہاں کی عمارات تقریباً غرق ہو چکی ہیں - اس کے بعد عوامی حکومت نے شہریوں کو قرضے کی کچھ سہولتیں بہم پہنچائیں ، مکانات کی مرمت کے لئے تقاوی قرضے دیے گئے - لیکن جناب والا - ملک کے وسائل محدود ہونے کی وجہ سے کافی آدمی بچ گئے تھے جن کو قرضہ نہیں دیا جا سکا - لہٰذا وہ لوگ اپنے مکانات تعمیر نہیں کر سکے - اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ وہاں سیٹلائٹ ٹاؤن میں جو پلاٹ مخصوص کئے گئے ہیں جلد از جلد ان لوگوں کو دیئے جائیں اور قرضے بھی دیئے جائیں تا کہ وہ لوگ اپنے مکانات مکانات تعمیر کروا سکیں - جناب والا - ہماری پارٹی نے مکان کا وعدہ کیا تھا - پلاٹ و وعدہ نہ کیا تھا ، مکان تمام لوگوں کی ضرورت ہے چاہے وہ ملازم ہو ، متوسط طبقے کا آدمی ہو یا غریب آدمی ہو - جس آدمی کا مکان نہ ہو اس کی عزت نفس مجروح ہوتی ہے - اگر کرایہ پر مکان ہو تو مالک مکان مہینہ ختم ہونے سے پندرہ دن پہلے کرایہ لینے آ جاتا ہے - اور اس کے علاوہ اسے ہر وقت مکان سے نکالنے کی دھمکیاں بھی دیتا رہتا ہے - جناب والا - میرے خیال میں تمام ملک میں مکانات پر پوری توجہ دیں اور اس مقصد کے لئے بجٹ میں دگنا حصہ رکھا جائے - میں نے اس سلسلے میں ایک قرار داد بھی دی ہے شاید وہ پیش ہو جائے کہ مکانات کے لئے بلا سود قرضہ جات دیئے جائیں - ہر شخص کو اتنی سہولت تو ہو کہ کم از کم اس کا اپنا مکان ہو تا کہ وہ اپنے فرائض تندھی سے بجا لائے - اس کے بعد جناب والا - ہمارے خان پور میں ایک شوگر مل ہے - اس میں گنے کا ایریا اپنی مرضی سے مخصوص کیا جاتا ہے - ان لوگوں کو بڑی مشکل اور پریشانی ہوتی ہے - جب گنا وقت پر اٹھایا نہیں جاتا - ہم نے زبانی بھی ڈاکٹر صاحب کو اس سلسلے میں گزارش کی تھی اور اپنے مسائل بتائے تھے - انہوں نے حکم بھی دیا تھا مگر اس پر عمل درآمد نہیں ہوا اور یونائٹڈ شوگر مل والوں نے وہ گنا نہیں اٹھایا - اس کے بعد بجلی کا مسئلہ ہے - پچھلے ممبران

صوبائی اسمبلی نے بڑی زیادتی کی تھی ۔ ایک ایک گھر کو بستی ظاہر کر کے لاکھوں روپے صرف کر کے انہیں بجلی بہم پہنچائی گئی ۔ حالانکہ ہزاروں پر سڑک ایسے قصبے موجود ہیں جن کو ابھی تک بجلی نہیں دی گئی ۔ بلکہ میں یہ بات specifically کہہ رہا ہوں کہ ایک آدمی کے گھر کو قصبہ ظاہر کر کے وہاں پر بجلی مہیا کی گئی ہے ۔ فتح پور کا قصبہ ہے ، نواں کوٹ کا قصبہ ہے جو کہ main road پر واقع ہے ۔ ان کو جلد از جلد بجلی مہیا کریں ، اس کے لئے بجٹ میں گنجائش رکھی جائے ۔ جناب والا ۔ سیم و تھور پورے پنجاب کا مسئلہ ہے ، اس پر توجہ دیں ۔ خاص طور پر تحصیل لیاقت پور اور خان پور میں اس کے لئے بھی بجٹ رکھا جائے ۔ اس کے علاوہ تعلیم کا مسئلہ ہے ۔ ہمارے خان پور میں ایک ڈگری کالج تھا ۔ نیشنلائزیشن کے وقت اسے انٹر کالج بنا دیا گیا ۔ اس کو up-grad کر کے ڈگری کالج بنایا جائے اور اس کے لئے بجٹ میں رقم رکھی جائے ۔ یہ ایک بنیادی مسئلہ ہے ۔ جناب والا ۔ سیلاب کی وجہ سے سڑکیں تباہ ہوئی ہیں ، کچھ بن گئی ہیں اور کچھ ابھی بننی باقی ہیں ۔ لہذا ان کے لئے رقوم دی جائیں ۔ ان پر توجہ دی جناب والا ۔ شوگر مل میں cess کی صورت میں جو رقم اکٹھی ہوتی ہے وہ وہ زمیندار کی رقم ہوتی ہے مگر وہ دوسرے لوگوں پر خرچ کی جاتی ہے ۔ وہ ہماری سڑکوں پر اگر خرچ کریں تو مسئلہ حل ہو جائے گا ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker. Please try to conclude.

مسٹر غلام اصغر دستی ۔ اس کے بعد جناب والا ۔ پانچ مرلہ سکیم ہے ۔ اس میں حکومت نے انقلابی تبدیلی لانے کے لئے انقلابی قوانین بنائے ہیں ۔ لیکن پٹواری وغیرہ صحیح طریقہ سے اس پر عمل در آمد نہیں کر رہے اور اس پر بالکل توجہ نہیں دے رہے ۔ اس کے متعلق انہیں ہدایت کی جائے ۔ اس کے بعد میں یہ عرض کروں گا کہ موجودہ حالات میں یہ ایک متوازن بجٹ ہے اور میں اس پر وزیر خزانہ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔ سب سے زیادہ مستحق مبارک باد میں قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کو سمجھتا ہوں جن کی قیادت میں تمام تر انقلابی تبدیلیاں کی گئی ہیں اور یہ بجٹ پیش کیا گیا ہے ۔ آخر میں میری یہ دعا اور آرزو ہے کہ اے قائد عوام ، تو عظمت کی

ہولیوں پر کھڑا ہو جہاں سے تجھے ساری دنیا کی آنکھیں عقیدت سے دیکھیں کیوں کہ تو ایشیا میں ایک نئے یوس روشنی کے مینار کی حیثیت رکھتا ہے۔
شکریہ۔

مسٹر سپیکر - مسٹر حامد کمال ڈاہیر۔

مسٹر حامد کمال ڈاہیر - جناب سپیکر - سب سے پہلے میں وزیر خزانہ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ اس سیاسی اور معاشی بحران کے دور میں بھی انہوں نے ایک ریکارڈ بجٹ پیش کیا ہے اور اس میں ڈویلپمنٹ کے لئے جو 23 کروڑ روپے کی رقم رکھی ہے وہ بھی ایک ریکارڈ ہے - جناب والا۔ ڈاکٹر صاحب کی کارکردگی اور خلوص نیت کو سبھی جانتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہماری کابینہ ایک گلدستہ ہے تو ڈاکٹر صاحب اس گلدستے میں ایک گلاب کا پھول ہیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا۔ میں مختلف ضمنی بجٹ اور سالانہ بجٹ پر کچھ عرض کروں گا۔ سب سے پہلے 190.50 کروڑ روپے کی ضمنی ڈیمانڈز پیش کی گئی ہیں۔ اس میں سے تقریباً 171 کروڑ floating debts ہیں جو گندم کی خریداری اور اس کی سٹوریج کے لئے ہیں۔ اور actual demands صرف 18 کروڑ روپے کی ہیں یہ ضمنی ڈیمانڈز بہت معمولی ہیں کیوں کہ پچھلے سال یہ ڈیمانڈز بجٹ کی 4 فیصد تھیں اور اب یہ صرف 3 فیصدی ہیں۔ یہ صرف اس لئے ہے کیوں کہ ایڈمنسٹریشن میں خرچہ کی کمی کی گئی ہے۔ اس سلسلے میں بھی ڈاکٹر صاحب مبارک باد کے مستحق ہیں۔ ضمنی بجٹ میں پولیس کے لئے ایک پروویژن 2.99 کروڑ روپے کی رکھی گئی ہے۔ قائد حزب اختلاف نے اعتراض کیا ہے اور کہا ہے کہ پولیس کو یہ رقم بطور انعام دی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت ضروری تھا کیوں کہ پچھلے دو ماہ سے اس صوبے کے جو حالات تھے اس میں پولیس کی کارکردگی قابل تعریف ہے۔ انہوں نے دن رات لاء اینڈ آرڈر maintain کرنے کی کوشش کی، وہ ہمہ وقت کام کرتے رہے ہیں اور جہاں تک ہو سکا انہوں نے لوگوں کے جان و مال کی حفاظت کرنے کی کوشش کی ہے۔ جناب والا۔ اس سلسلے میں میں قائد حزب اختلاف سے

اتفاق کرتا ہوں کہ ایس-آئی اور پی-ایس-آئی کے سکیلوں پر نظر ثانی کی جائے کیوں کہ ان میں بڑا تفاوت ہے ، جیسے ڈی-ایس-پی اور انسپکٹر کے سکیلوں میں کافی فرق ہے ۔ جناب والا ۔ اس کے بعد میں سالانہ میزانیہ کی طرف آتا ہوں ۔ یہ بھی 1.153 کروڑ روپے کا ایک ریکارڈ میزانیہ ہے ۔ اس میں ڈویلپمنٹ گرانٹ 225 کروڑ روپے رکھی گئی ہے ۔ یہ ایک ریکارڈ ہے ۔ جناب والا ۔ یہ ایک بہت خوش آئندہ بات ہے کہ سیاسی اور معاشی بحران کے باوجود ڈویلپمنٹ کے لئے اتنی رقم مخصوص کی گئی ہے ۔ ڈویلپمنٹ گرانٹ میں بھی سب سے اچھی بات یہ ہے کہ تعلیم پر خاص توجہ دی گئی ہے اور اس کے لئے 135.047 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں ۔ اس میں بھی اچھی بات یہ ہے کہ 500 نئے پرائمری سکول کھولے جائیں گے ۔ جناب والا ۔ ہمارے ملک کی سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ دیہات میں تعلیم پھیلائی جائے اور پرائمری تعلیم کو یونیورسل کیا جائے ۔ اس سلسلے میں جو بھی قدم اٹھایا جائے وہ قابل قدر ہے ۔ اس کے بعد میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر خزانہ کی خدمت میں اپنے ضلع اور اپنے علاقہ کی مشکلات بھی پیش کروں گا ۔ جناب والا ۔ ہماری تحصیل خان پور میں ایک کالج تھا ، جو کہ خان پور کے لوگوں نے اپنے پیسے جمع کر کے بنایا تھا اور وہ بلڈنگ بھی انہوں نے اپنے ہی خرچہ سے بنائی تھی لیکن نیشنلائزیشن کے بعد حکومت نے اس کالج کو ، جو پہلے ایک ڈگری کالج تھا ، انٹر کالج بنا دیا ، حالانکہ اس میں کافی لڑکے داخل تھے ۔ اس کے مقابلے میں لیاقت پور اور دوسری تحصیلوں میں ڈگری کالج بنا دئے گئے ہیں ، لیکن خان پور کو ہمیشہ کے لئے نظر انداز کر دیا گیا ہے ۔ جناب والا ۔ خان پور میں ڈگری کالج کی اشد ضرورت ہے ۔ اگر کسی وجہ سے گورنمنٹ اس کالج کو ڈگری کالج نہیں بنا سکتی تو کم از کم اس کی ڈی نیشنلائزیشن کر دی جائے ۔ ہم خود اس کو ڈگری کالج بنا دیں گے ۔ ڈاکٹر صاحب وزیر تعلیم کو ہدایت کریں یا جو بھی قدم اٹھائیں لیکن ڈگری کالج کا ہونا خان پور تحصیل میں بہت ضروری ہے ۔ اس کے بعد جناب والا ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ ہیلتھ کے لئے بھی کافی رقم رکھی گئی ہے ، خاص طور پر رورل ہیلتھ اور سینی ٹیشن کے لئے کافی رقم مختص کی گئی ہے ۔ جناب والا۔

میں اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ 1973ء کے سیلاب میں خان پور کا هسپتال مکمل تور پر تباہ ہوگیا تھا اور ایک باہر کے ملک کی مدد سے وہ هسپتال دوبارہ بنایا گیا ہے ۔ سویڈن ریڈ کراس نے خان پور هسپتال کے لئے ایمبولینس وغیرہ دی ہے ۔ جناب والا ۔ اب ہماری ریڈ کراس نے مطالبہ کیا ہے کہ خانپور کی ایمبولینس اور ایکوپمنٹ اس کو واپس کیا جائے ۔ جناب والا۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ جب سویڈن کی ریڈ کراس ایک چیز خاص طور پر سیلاب زدہ شہر کے لئے بھجواتی ہے ، تو مقامی ریڈ کراس کو یہ حق کیسے پہنچتا ہے کہ وہ یہ چیزیں لے ۔ وہاں کے ایک مقامی ڈاکٹر نے بتایا ہے کہ یہ صرف اس لئے ہو رہا ہے کہ ریڈ کراس کے ایک افسر وہاں تشریف لائے اور انہوں نے ایک جیپ اپنے استعمال کے لئے مانگی ، جو نہ دی گئی ، تو انہوں نے ناراض ہوکر یہ قدم اٹھایا ہے ۔ اور وہ یہ چیزیں وہاں سے واپس لینا چاہتے ہیں ۔ جناب والا ۔ اس سلسلے میں انکوائری کرائی جائے کہ کیوں اس طرح ہو رہا ہے کیوں کہ خانپور ایک پسماندہ علاقہ ہے ۔

جناب والا ۔ رحیم یار خان ہمارے صوبے کا سب سے دور افتادہ ضلع ہے ۔ یعنی ڈیرہ غازی خان سے بھی سو میل دور ہے ، کیمبلپور سے لاہور کی نسبت دو سو میل زیادہ دور ہے ۔ جناب والا ۔ رحیم یار خان کے لوگوں کو جب لاہور آنا پڑتا ہے تو ان کے پاس اتنا بھی کرایہ نہیں ہوتا کہ وہ لاہور پہنچ سکیں ۔ جناب والا ۔ رحیم یار خان ضلع میں جتنی بھی سہولتیں دی جائیں میں سمجھتا ہوں کہ وہ کم ہیں ۔

جناب والا ۔ اس کے بعد میں یہ عرض کروں گا کہ سڑکوں کے لئے بھی رقم رکھی گئی ہے ۔ اس رقم سے 500 میل لمبی سڑکیں بنائی جائیں گی اور پرانی سڑکوں کو improre کیا جائے گا ۔ جناب والا ۔ موجودہ حالات میں میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ایک اچھا قدم ہے کیوں کہ 100 میل لمبی تو نئی سڑکیں اس سال بن جائیں گی اور 150 میل لمبی سڑکیں improve ہو جائیں گی ۔ جناب والا ۔ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ خانپور اور رحیم یار خان دو بڑے اہم شہر ہیں اور ان دونوں شہروں کو ملانے والی جو سڑک ہے وہ نہایت ہی خراب حالت میں ہے ۔ تو یہ جو 150 میل لمبی سڑکیں

improve کی جا رہی ہیں ، میں یہ درخواست کروں گا کہ ان میں خانپور اور رحیم یار خان کی سڑکوں کو ضرور رکھا جائے کیونکہ وہ بہت ہی اہم سڑکیں ہیں ۔ اور وہاں ہر پانچ منٹ کے بعد دھواں اڑاتی ہوئی بس گزرتی ہے اور لوگوں کو بڑی تکلیف ہے ۔

اس کے بعد کچی آبادیوں کے لئے 30 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں ۔ جناب والا ۔ یہ بہت اہم قدم ہے جس کو آج تک نظر انداز کیا جاتا رہا ۔ اور جتنی بھی حکومتیں آئیں انہوں نے ہمیشہ کچی آبادیوں کو نظر انداز کیا ۔ صرف یہی عوامی حکومت ہے جس نے کچی آبادیوں کے متعلق سوچا ہے ۔ اور اس کے لئے اقدام اٹھائے جا رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ کچی آبادیاں صرف بڑے شہروں میں ہی نہیں بلکہ چھوٹے شہروں میں بھی ہیں ۔ جناب والا ۔ جہاں بجٹ کی allocation بڑے شہروں کے لئے کی گئی ہے ، وہاں چھوٹے شہروں کو بھی نظر انداز نہ کیا جائے ، ان کے لئے ان کے حصے کے مطابق رقمیں ضرور دی جائیں ۔

اس کے بعد جناب والا ۔ ... یہ عرض کروں گا کہ ہم لاہور کو خوبصورت بنانے کی سکیم سے پورے متفق ہیں ۔ اس سلسلے میں جتنی بھی improvements ہو سکیں ، کی جائیں کیونکہ لاہور ہی ہمارے صوبے کا دل ہے اور دل کو خوش رکھنا انتہائی ضروری ہے ۔ لیکن جناب والا ۔ اپنا پاؤں کاٹ کر دل کو خوش نہ کیا جائے ۔ 27 کروڑ روپے جو واٹر ڈویلپمنٹ کے لئے رکھے گئے ہیں ، ان میں سے آٹھ کروڑ روپے لاہور کو دئے گئے ہیں ۔ اسی طرح باقی 30 کروڑ روپے سیوریج کے لئے رکھے گئے ہیں ۔ اس میں سے 17 کروڑ روپے لاہور کو دئے گئے ہیں ۔ جناب والا ۔ یہ رقوم بظاہر زیادہ لگتی ہیں ۔ اس کے باوجود میں یہی عرض کروں گا کہ ہم وزیر خزانہ کا لاہور کو خوبصورت بنانے کے لئے پورا ساتھ دیتے ہیں ۔ لیکن اس بات کا خاص طور پر خیال رکھا جائے کہ یہ رقم صرف بڑی بڑی ہاؤسنگ سکیموں پر نہ لگائی جائے جیسے گلبرگ یا شادمان ہے بلکہ اسے لاہور کی کچی آبادیوں پر خرچ کیا جائے ۔ جناب والا ۔ لاہور کی خوبصورتی کا یہ مطلب نہیں کہ ہم دوبارہ گلبرگ بنا دیں ، لاہور کی خوبصورتی کا مطلب یہ ہے کہ جب ہم

رحیم یار خان سے لاہور آتے ہیں تو کوٹ لکھپت ریلوے لائن کے ساتھ ساتھ جو کچی آبادیاں دیکھنے میں آتی ہیں ان کو دیکھنے سے دل کو بڑا دکھ پہنچتا ہے کہ لوگ وہاں گندگی میں رہ رہے ہیں ۔ تو سب سے پہلے ان علاقوں کی طرف توجہ دی جائے ۔ اور ایل۔ڈی۔اے کو مجبور کیا جائے کہ وہ کچی آبادیوں کی سکیموں کو سب سے زیادہ اہمیت دے اور سب سے زیادہ پیسے ان کچی آبادیوں پر لگائے جائیں ۔ یہ کام بھی ہاؤسنگ سکیم کے تحت ہو ۔ اور یہ ادارے self-supporting ہونے چاہئیں ۔ یہ نہیں ہونا چاہئے کہ سکیمیں تو ایل۔ڈی۔اے ڈویلپ کرے اور پھر جب وہ تیار ہو جائیں تو بڑے بڑے لوگوں کو دے دی جائیں ۔ اگر امیر لوگوں نے اپنی کوٹھیاں بنانی ہیں تو اس کے لئے وہ خود خرچ کریں ۔ پہلے امپروومنٹ ٹرسٹ کی بنیاد بھی یہی تھی کہ امپروومنٹ ٹرسٹ ہمیشہ سیلف سپورٹنگ (self supporting) ہوا کرتا تھا ۔ امپرووومنٹ ٹرسٹ کے بعد اگر ایل۔ڈی۔اے آیا ہے تو اسے بھی کم از کم ہاؤسنگ سکیموں کے بارے میں سیلف سپوٹنگ (self-supporting) ہونا چاہئے ۔ جناب والا ۔ یہ ٹھیک ہے کہ کچی آبادیوں کے لئے گورنمنٹ امداد دے ، ہر چیز کرے ، فنڈز پرووائڈ (provide) کرے لیکن جو لوگ یہ مکان حاصل کریں ان کی پے منٹ (payment) وہ خود کریں ۔

اس کے بعد جناب والا ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ ڈویلپمنٹ کی allocation میں سے بنصلات کو ضرور زیادہ سے زیادہ share دینا چاہئے کیوں کہ ہماری 85 فیصد آبادی دیہات میں رہتی ہے اور شہروں کی روشنیاں اور رونقیں ان دیہات کے دم سے ہی ہیں ۔ اگر ہمارے دیہات خوشحال ہوں گے اور ہمارے مواضعات خوشحال ہوں گے تو انشاء اللہ یہ شہر بھی خوشحال ہوں گے اور ترقی کریں گے ۔ اس لئے دونوں کی متوازن ترقی کے لئے سوچنا چاہئے۔ ایک بار پھر میں اپنے وزیر خزانہ کی خدمت میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے بہت ہی اچھا بجٹ پیش کیا ہے اور ہمیں یہ خوشی ہے کہ انشاء اللہ جب الیکشن کے لئے عوام میں جائیں گے تو ہمارے سر اونچے ہونگے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر احمد سعید اعوان ۔

مسٹر احمد سعید اعوان ۔ جناب سپیکر ۔ آج سب سے پہلے میں قائد حزب اختلاف کو اس بات پر خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں کہ کل انہوں نے اپنی تقریر میں قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کی سیاسی بصیرت اور ان کی قابلیت پر ان کو خرج عقیدت پیش کیا ۔ جناب والا۔ یہ پہلی مثال ہے کہ اس ھاؤس میں اپوزیشن نے بھی ہمارے قائد اور تیسری دنیا کے مایہ ناز سیاستدان کو خراج عقیدت اس وقت پیش کیا جب کہ اس ملک کے اندر سیاسی بحران ہے ۔ اس کے ساتھ ساتھ میں اس بات کی بھی وضاحت کر دینا چاہتا ہوں کہ جہاں انہوں نے قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت کو خراج تحسین پیش کیا ، وہاں انہوں نے ایک سوال بھی کیا کہ سمجھ نہیں آتی آج قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت سے انحراف کیوں کیا جا رہا ہے ۔ جناب والا ۔ شاید قائد حزب اختلاف ، جیسا کہ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے کہا تھا ، جانتے ہیں کہ چلی میں بھی ایسے ہی حالات پیدا ہوئے تھے ۔ لیکن وہاں سیاسی حالات سدھارنے کی کسی کو جرأت نہ ہوئی اور جو کچھ پاکستان کے اندر ہوا اور جو کچھ امریکی سامراج نے پاکستان کے محبوب قائد کے ساتھ کرنے کی جرأت کی وہ مثال بھی آپ کے سامنے ہے کہ ایک عالم دین جس کو دس لاکھ روپیہ دیا گیا ، آج وہ اس کی تردید کرتا پھرتا ہے کہ جناب مجھے یہ روپیہ قائد عوام کی مخالفت کے لئے نہیں ، پاکستان کے اندر سازش کرنے کے لئے نہیں بلکہ ایک مسجد بنانے کے لئے دیا گیا ہے ۔ جناب والا ۔ ہم ان سے یہ کہتے ہیں کہ جب تم کو پیسہ ملا تھا اور تم پر سازش کا الزام لگایا جا رہا تھا ۔ اس وقت اگر اس بات کی تردید کر دیتے تو ہم سمجھ لیتے کہ یہ ٹھیک ہے ۔

جناب والا ۔ میرے فاضل دوست نے اشارہ کیا تھا کہ پاکستان پیپلز پارٹی کے لوگ قائد عوام کو چھوڑ کر جا رہے ہیں ، یہ بات صحیح نہیں ۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے اندر جو مفاد پرست شامل ہوئے تھے ، جن کو 1970ء میں پارٹی سے اختلاف تھا لیکن وہ قائد عوام کی قیادت اور ان کی سیاسی بصیرت کو دیکھ کر اس لئے پارٹی میں شامل ہوئے تھے ، سردار شوکت

حیات کی طرح ، کہ ہمیں ٹکٹ مل جائیں گے ، ہم وزیر بن جائیں گے ، لیکن انہیں وزارتیں نہ ملیں اور وہ بھاگ گئے ۔ آج جناب والا ۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ مصطفیٰ کھر جیسا آدمی جیسے یہ اپوزیشن پنجاب کا دلیر کہتی تھی ، پنجابی اس کو اپنا لیڈر کہہ کر اس کی پوجا کیا کرتے تھے ، آج وہ اپنے قائد کی بصیرت کو تسلیم کرتے ہوئے اس کے آگے سرنگوں ہو کر پھر اس کے قدموں میں جا گرا ہے ۔

جناب والا ۔ یہ الزام کہ پاکستان پیپلز پارٹی نے طبقاتی جنگ شروع کی ہے ۔ پاکستان پیپلز پارٹی نے عوام کے درمیان ، دیہاتی اور شہری لوگوں کے درمیان نفرت پھیلانے کی کوشش کی ، درست نہیں ۔ ہم نے طبقاتی جنگ شروع نہیں کی بلکہ پیپلز پارٹی نے نظریاتی جنگ شروع کی ۔ ہم نے تو ہر انسان کو اشرف المخلوق ہونے کا درس دیا ہے کہ کوئی انسان کسی انسان کا تابع نہیں ۔ ہم نے انسان کو انسان کے استحصال سے بچانے کی کوشش کی ہے ۔ ہم اگر طبقاتی جنگ لڑتے ۔ اگر ہم جاگیرداروں کی مخالفت کرتے ، اگر ہم سرمایہ دار کی مخالفت کرتے تو آج اس ہاؤس میں سرمایہ دار اور جاگیر دار موجود نہ ہوتے اور بقول ان کے وہ تمام کمین لوگ یہاں پر آتے جن کو یہ گلہ دیتے ہیں کہ وہ ان کی پگڑی اچھالتے ہیں ۔ جناب والا ۔ ہم نے نظریاتی جنگ لڑی ۔ جن زمینداروں ، جاگیرداروں اور سرمایہ داروں نے قائد عوام کے منشور کو ذہنی طور پر قبول کیا ہے ۔ جو پاکستان کے عوام کی خدمت کرنے کے لئے کرنل محمد اسلم خان نیازی صاحب کی طرح قربانیاں دینے کو تیار ہیں ، ہم ان کو آج بھی سلام عقیدت اور خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔ ہم آج بھی ان کے ہر کام کو ، ان کی شخصیت کو اور ان کے وقار کو سر بلند رکھنا چاہتے ہیں ۔

(اس مرحلہ پر سردار صغیر احمد کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب والا ۔ یہ درست نہیں کہ ہم نے لوگوں کو یہ درس دیا کہ وہ لوگوں کی عزت کے ساتھ کھیلیں ۔ یہ ہم پر بہتان ہے ۔ پاکستان پیپلز پارٹی کا یہ منشور نہیں ۔ یہ اصل میں زمیندارانہ ذہنیت ہے ۔ جاگیردار ختم ہو گئے ہیں ۔ زمینیں ختم ہونے والی ہیں لیکن ابھی تک ان کا زمیندارانہ ذہن تبدیل

نہیں ہوا ۔ جب تک وہ اس ذہن کو تبدیل نہیں کرتے ، وہ قائد عوام کی قیادت اور پاکستان پیپلز پارٹی کے منشور کو قطعی طور پر نہیں سمجھ سکتے ۔

جناب والا ۔ میرے فاضل دوستوں کا خیال تھا کہ حالیہ ہنگاموں کی وجہ سے جو نقصان ملکی سطح پر ہوا ، یا بالخصوص جو نقصان پنجاب میں ہوا , شاید ڈاکٹر عبدالخالق صاحب ایسا اچھا بجٹ ، ایسا متوازن بجٹ پیش نہ کر سکیں گے ۔ لیکن میں ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کو خراج عقیدت پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے 15 کروڑ 33 لاکھ روپے کے خسارے کو 3 فیصد کی کاٹ لگا کر پہلی بار پورا کرنے کی کوشش کی ہے ۔ باقی 7 کروڑ 53 لاکھ روپے کا ٹیکس لگا کر جس طریقے سے بجٹ کو پورا کیا ہے یہ انہی کا کام تھا ۔ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے اس طریقے سے اس بجٹ کو سنبھالا ہے کہ پہلے انتظامیہ کے اخراجات میں ہر سال اضافہ ہوتا تھا لیکن اس بار انتظامیہ کے اخراجات بڑھ جانے کے باوجود ان میں صرف نصف فیصد اضافہ ہوا ہے جو کوئی زیادہ اضافہ نہیں ۔

جناب والا ۔ قائد حزب اختلاف کا یہ فرمان کہ پاکستان پیپلز پارٹی کا یہ دعویٰ ہے کہ یہ حکومت عوامی ہے لیکن دیہات کے اندر مکھی اور مچھر ختم نہیں ہوتے ۔ اس لئے جو دو کروڑ روپے کی رقم اس سال متعلقہ محکمے کو دی جا رہی ہے وہ نہ دی جائے ۔ جناب والا ۔ بات تو اصل یہ ہے کہ یہ مچھر مرے یا نہ مرے ، بدقسمتی یہ ہے کہ ہم نے اس ملک کے اندر اس سال کروڑوں روپے کا نقصان اٹھایا ہے لیکن ہم سے یہ سیاسی مچھر نہیں مر سکتے تو وہ مچھر ہم سے کیسے دو کروڑ روپے میں مر سکتے ہیں ۔ ان سیاسی مچھروں کو ختم کر لینے دیں ۔ آپ دو کروڑ کے لئے روتے ہیں ۔ آپ ان کروڑوں روپے کے نقصان کے لئے روئیں جس کی بدولت آج اس ملک کا نظام درہم برہم ہو گیا ہے ۔ اس نظام کی اور اس ملک کی قیادت کی بدولت تیسری دنیا کی قیادت پاکستان کے ہاتھ میں تھی ، دوسرے ملک مشورہ لینے کے لئے پاکستان کی طرف رخ کیا کرتے تھے ، آج بدقسمتی ہے کہ وہ لوگ پاکستان کا منہ دیکھتے ہیں ۔ جناب والا ۔ جس کرسی پر آپ بیٹھے ہیں اسی کرسی پر

قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو بیٹھے تھے اور شہید اسلام شاہ فیصل یہاں پر موجود تھے - انہوں نے آپ کے قائد کی قیادت میں بیٹھ کر یہ دعائیں مانگیں کہ اے اللہ ، اس پاکستان کو اسلام کا مضبوط قلعہ بنا دے - وہ پاکستان جس کی خاطر عرب ممالک کے شہنشاہوں نے یہاں بیٹھ کر پاکستان کے عوام کو خراج عقیدت پیش کیا - آج ہمارے لئے یہ باعث شرم ہے کہ ہم ان سے مشورہ لینے کے لئے جائیں اور ان کے آگے ہاتھ پھیلائیں کہ جناب ہماری صلح کرا دو - آج آپ شاہ فیصل کی دعاؤں کا یہ صلہ دے رہے ہیں ؟

جناب والا - حزب اختلاف جلوس نکالتی ہے - ہڑتالیں کرتی ہے - پاکستان پیپلز پارٹی کے لوگ بھی جلوسوں کی پیداوار ہیں - ان ہنگاموں کو ہم بھی جانتے ہیں - آگ لگانا ہم بھی جانتے ہیں - جلوسوں میں مقابلہ کرنا ہم نے 1962ء سے شروع کیا تھا - یہ بے چارے تو ایک ماہ کی پیداوار ہیں - آج جس مولوی کے ساتھ ، جس ملا کے ساتھ دیکھو خطیب اسلام ، خطیب ملت لکھا ہوا ہے - میں جانتا ہوں ان خطیب ملتوں کو - اگر ملک حاکمین صاحب اس ہاؤس میں ہوتے تو میں ان سے پوچھتا اور وہ آپ کو بتلاتے کہ انہوں نے ان غریب خطیبوں کو ریواز گارڈن میں ، شادمان کالونی میں پلاٹ دیئے اور ان لوگوں نے اسلام کے نام کو بیچ کر اور ان پلاٹوں کو فروخت کر کے کوٹھیاں بنائی ہیں - اگر وہ یہاں ہوتے تو ان کی حقیقت آشکارہ ہو جاتی اور دوسروں کو پتہ لگ جاتا کہ انہوں نے اسلام کے نام پر حقیقتاً کتنے ڈپو اور کتنے پرمٹ حاصل کئے - انہوں نے کتنے پلاٹ لئے - پچاس پچاس ہزار روپے کا پلاٹ لے کر انہوں نے تین تین لاکھ روپے میں فروخت کیا - آج وہ گالیاں دیتے ہیں قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت کو -

جناب والا - اس الیکشن کے متعلق ہم قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں - اس ملک کی تاریخ کے اندر قائد عوام کا نام سنہری حروف میں لکھا جائیگا - قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو نے اس ملک کے اندر جمہوریت کی خاطر جنگ لڑی تھی اور ڈکٹیٹر شپ کا مقابلہ کیا تھا - آج یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ اس ملک کے اندر اگر کوئی شخص جمہوریت چاہتا ہے تو وہ قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو ہے - جیسا کہ برٹش پارلیمنٹ میں

کہا جاتا ہے ۔ The King is dead, long live the King کہ بادشاہ مر گیا ہے ، بادشاہ زندہ ہے ۔ ہم آج فخر سے کہہ سکتے ہیں کہ ہم آئندہ اس اسمبلی میں آئیں یا نہ آئیں ، جو ممبران بھی اس ہاؤس میں آئیں گے ، جو ممبران بھی قومی اسمبلی میں جائیں گے ، جو ممبران سینٹ میں رہیں گے وہ یہی بات کہیں گے کہ Long live Bhutto اس لئے اس ملک کے اندر متحدہ محاذ نے جمہوریت کا گلہ گھونٹنے کی کوشش کی ۔ انہوں نے چاہا کہ کسی طریقے سے بیرونی ممالک کی امداد سے پاکستان کے اندر جمہوریت ختم کر دی جائے ۔ یہاں پر مارشل‌لاء نافذ کر دیا جائے ، لیکن آپ کے قائد سیاسی بصیرت کی وجہ سے جمہوریت کی منزل کی طرف جا رہے ہیں ۔ انہوں نے اس ملک کے اندر جمہوریت کی آواز اٹھائی تھی ۔ آپ کے قائد نے دنیا میں یہ پہلی مثال قائم کی ہے ۔ دنیا جانتی ہے ۔ متحدہ محاذ جانتا ہے ۔ آپ جانتے ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ ہم ہیرا پھیری سے نہیں آئے ۔ ہم فراڈ کر کے نہیں آئے ۔ ہم بدمعاشی سے نہیں آئے ۔ ہم نے محنت کی ۔ ہم کو غریب لوگوں نے ووٹ دیا ۔ ہم سرمایہ داروں سے ووٹ لینے کے لئے نہیں گئے ۔ ہم نے جاگیرداروں سے ووٹ نہیں مانگے ۔ اگر ہم نے جاگیرداروں کے ووٹ لیئے ہوتے تو ہم ان کی زمینیں واپس کر دیتے ۔ ہم انکم ٹیکس کا قانون لاگو نہ کرتے ۔ ہم سرمایہ داروں کی ملیں واپس کر کے ان کا منہ بند کر سکتے تھے ۔ ہم ملا کو مربعے دیتے ۔ ان کو پلاٹ دے کر اور ان کی خواہشات پوری کر کے ان کا منہ بند کر سکتے تھے ، لیکن ہم نے جو ووٹ لئے ہیں وہ پاکستان کے 80 فیصد غریب عوام سے لئے ہیں ۔ ہمارے قائد نے یہ سب کچھ جانتے ہوئے یہ مثال قائم کی ہے ۔ اور دنیا والوں نے دیکھ لیا ہے کہ اس صدی کے اندر ذوالفقار علی بھٹو وہ جمہوریت پسند ہے جو الیکشن جیتنے کے بعد بھی مینارٹی (minority) کو مجارٹی (majority) کی حیثیت دینے کے لئے تیار ہے ۔ ہم نے ایک بار الیکشن جیتنے کے بعد دوبارہ الیکشن کرانے کی کوشش کی ہے اور ہم ایک بار پھر عوام کے پاس جاکر اعتماد حاصل کرنا چاہتے ہیں ۔ یہ قائد عوام کا ہی کام ہے ۔

Mr. Chairman. Please try to conclude.

مسٹر احمد سعید اعوان۔ جناب والا ۔ میں اب بجٹ کی طرف آتا ہوں ۔ وزیر خزانہ نے جو ٹیکس لگایا ہے ، اس کے متعلق میں وزیر خزانہ سے عرض کروں گا کہ ٹیکس وصول کرنے کے لئے جو ٹارگٹ بتایا جاتا ہے اگر وہ حاصل نہیں ہوتا تو کوشش یہ کی جاتی ہے کہ اس کو مزید آگے بڑھا دیا جائے اور اس سے اخراجات پورے کئے جائیں ۔ سینما ٹیکس جو لگایا گیا ہے مجھے اس پر اعتراض نہیں لیکن میں یہ نشاندہی کر دینی چاہتا ہوں کہ پنجاب بھر میں جتنے سینما کنٹونمنٹ ایریا میں ہیں ان پر تفریحی ٹیکس لاگو نہیں ہوتا ۔ اس وقت پنجاب میں تقریباً سو سینما گھر ایسے ہیں جو کنٹونمنٹ ایریا میں آتے ہیں ۔ ان کی شرح ٹکٹ بھی اتنی ہی ہے جتنی دوسرے سینما گھروں کی ہے وہ تیس روپے فی شو کے حساب سے ٹیکس دے کر لاکھوں روپے کما رہے ہیں ۔ یہ جو ساڑھے بارہ فیصد ٹیکس لگایا گیا ہے اگر وزیر خزانہ صاحب کنٹونمنٹ کے سینماؤں پر بھی entertainment ڈیوٹی لگا دیں ، کیوں کہ وہ بھی وہی شرح ٹکٹ وصول کر رہے ہیں ۔ ، تو اس طریقے سے انشاء اللہ سو سینما جو کنٹونمنٹ ایریا میں ہیں ، ان سے بھی آمدن ہوگی اور ٹیکسز سے جو آمدن ہوتی ہے وہ پہلے سے زیادہ ہو جائے گی ۔ جناب والا ۔ محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن میں capital gain tax کے سلسلے میں یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ اگر capital gain tax کی وصولی صحیح طریقے پر کی جائے تو ہمیں کسی نئے ٹیکس کے لگانے کی ضرورت نہیں ۔ بد قسمتی سے capital gain tax سے بچنے کے لئے لاکھوں روپے کی رشوت دی جا رہی ہے ۔ جو پراپرٹی آج سے پہلے ایک لاکھ روپے کی تھی آج اس کی قیمت پانچ چھ لاکھ روپے ہو چکی ہے ۔ اب ہوتا یہ ہے کہ کیپیٹل ٹیکس کے ریٹ زیادہ ہونے کی وجہ سے سب رجسٹرار صاحبان سودا بازی کر کے محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کو بتلائے بغیر رجسٹریاں کر دیتے ہیں ۔ اس لئے capital gain tax کی recovery کے لئے اور اس کو کامیاب طریقے پر چلانے کے لئے میری suggestion یہ ہے کہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن افسران کو شہروں کے اندر سب رجسٹرار کے اختیارات دئے جائیں تاکہ کسی صورت میں یہ tax جوکہ تحصیلدار صاحبان کی جیبوں میں چلا جاتا ہے وہ بچ جائے اور قومی خزانے

میں چلا جائے ۔ اس سے آپ کو کافی حد تک زیادہ ٹیکس کی وصولی ہوگی ۔ جناب والا ۔ میں حکومت پنجاب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کی ہدایات پر ہاؤس ٹیکس بارہ سو روپے تک معاف کر دیا۔ لیکن پھر ایک بدقسمتی یہ ہے کہ 20 ہزار روپے rental value پر 20 فیصد ٹیکس لگتا ہے اور 20 فیصد سے اوپر 25 فیصد ہے ۔ اب لاہور کے اندر جناب والا ۔ آپ دیکھ لیں کہ ایک ایک کوٹھی سات سات ہزار آٹھ آٹھ ہزار روپے میں ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر چیئرمین ۔ ملک صاحب آپ نے وقت زیادہ لے لیا ہے ۔ اب آپ اپنے points پر تقریر کریں ، arguments نہ کریں ۔

مسٹر احمد سعید اعوان ۔ جناب والا ۔ میں پوائنٹس پر ہی عرض کر رہا ہوں کہ 20 ہزار پر 20 فیصد ٹیکس کی بجائے اور 20 ہزار سے اوپر 25 فیصد فلیٹ ریٹ کر دیں تو یہ ہیرا پھیری بھی بند ہو جائے گی اور آپ کو ٹیکسز بھی صحیح ملیں گے ۔ جناب والا ۔ تیسری بات میں تعلیم کے بارے میں عرض کروں گا ۔ آج ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کی پریس کانفرنس ہے ، اور شاید میاں محمد یاسین خان وٹو صاحب کی پریس کانفرنس بھی آج ہی ہے ۔ تو میری استدعا یہ ہے کہ یہاں پرائیویٹ سیکٹر میں تعلیم کی عام اجازت دی جائے ۔ کیوں کہ آج کل بچوں کو داخلہ دلوانا انتہائی مشکل ہے اور والدین پریشان ہیں ۔ جناب والا ۔ چوتھی بات میں یہ عرض کروں گا کہ Anual Develop- ment Programme میں ہم نے جو رقوم رکھی ہیں پبلک ہیلتھ کے محکمے میں پانی کے لئے یا دوسری constructions کے سلسلے میں ۔ تو جناب والا ۔ اصل expenditure 25 فیصد ہوتا ہے کیوں کہ ماشاء اللہ معذرت کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ انتظامیہ سے پہلے جو انجینئر صاحبان ہیں ، 35 فیصد تک تو ان کا کمیشن ہوتا ہے ۔ سو میں سے 35 وہ کمیشن چلا گیا ۔ 10 فیصد ٹھیکیدار بیچارے کو انکم ٹیکس دینا پڑتا ہے ۔ تو یہ 45 فیصد بن گیا ۔ 5 فیصد اس کی سکیورٹی کاٹ لی جاتی ہے اور اس کے بعد جتنی ہیرا پھیری ہوتی ہے اور جو بجٹ ٹیکسز کا expenditure ہوتا ہے وہ 100 فیصد کی بجائے 25 فیصد وصول ہوتا ہے ۔ باقی کھایا پیا جاتا ہے تو اس سلسلے میں میری

submission یہ ہوگی کہ آپ بجٹ پر نظر ثانی کریں اور جو یہ چیک دیتے ہیں ، جو لینڈر ہوتے ہیں ان کو کنٹرول کرنے کی کوشش کریں ۔

جناب والا ۔ اب میں پولیس کے متعلق اپنی معروضات پیش کرنی چاہتا ہوں ۔ جیسا کہ قائد حزب اختلاف نے بھی کہا تھا اور میری submission بھی یہی ہے کہ پراسیکیوٹنگ سب انسپکٹر اور ایس۔آئی حضرات کو پہلے سے زیادہ گریڈ دیے جائیں اور ان کو کم از کم کلاس سیکنڈ دی جائے ۔

جناب والا ۔ لائلپور تحصیل میں تین چینی کے کارخانے لگائے جا رہے ہیں۔ میری submission یہ ہے کہ اگر ایک کارخانہ امین پور بنگلہ کے مقام پر لگا دیا جائے تو اس سے ضلع جھنگ کی تحصیل چنیوٹ اور تحصیل لائلپور کو حد سے زیادہ فائدہ ہوگا کیوں کہ اس وقت ان لوگوں کو گنا دور لے جانا پڑتا ہے ۔ اسی طرح جناب والا ۔ میں آپ کی وساطت سے ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ ضلع لائلپور میں گورنمنٹ کالج برائے خواتین کی اشد ضرورت ہے کیوں کہ وہاں چالیس لاکھ کی آبادی میں لڑکیوں کے صرف دو کالج ہیں ۔ وہاں پر ایک کالج کے لئے باقاعدہ زمین دے دی گئی ہے ، کم از کم وہاں تو کالج کی تعمیر کا آغاز کیا جائے ۔

جناب والا ۔ سب سے آخری بات میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ الیکشن میں ہمارے لئے ایک مصیبت ہوگی ۔ وہ اس طرح کہ قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو نے ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ایک جلسہ عام میں یہ وعدہ کیا تھا کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ کو یکم جولائی 1977ء سے ضلع کا درجہ دیا جائے گا یہ بات اخبارات میں بھی آئی ۔ جناب والا ۔ جناب قائد عوام کے تمام وعدے پورے کئے گئے اور ہم قائد عوام کے متعلق یہ نہیں کہہ سکتے کہ جو وعدہ انہوں نے کیا وہ پورا نہیں ہوا ۔ اب چونکہ الیکشن آنے والا ہے ، ہم نے اس تحصیل میں جا کر اس سوال کا جواب دینا ہے کہ آپ کے قائد نے ہمارے ساتھ جو وعدہ کیا تھا اس وعدے کا کیا بنا ۔ تو میں ڈاکٹر عبدالخالق صاحب سے یہ استدعا کروں گا کہ وہ اس امر کی وضاحت کر دیں ۔ اگر اس سال نہیں بنانا تو بے شک اگلے سال سہی تاکہ حکومت کی طرف سے یہ گارنٹی

ہو جائے کہ قائد عوام نے جو وعدہ کیا ہے وہ پورا ہوگا۔ ان الفاظ کے ساتھ میں ایک بار پھر ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کو خراج عقیدت پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر چیئرمین ۔ سید امیر حسین شاہ۔

سید امیر حسین شاہ ۔ جناب سپیکر۔ اگرچہ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے خود اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ موجودہ پیش کردہ بجٹ سابقہ سالوں کی نسبت کوئی اچھا نہیں ، مگر پھر بھی جس محنت اور جانفشانی سے وزیر موصوف نے یہ بجٹ پیش کیا ہے اس کا اعتراف کرتے ہوئے میں ان کو خراج تحسین پیش کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جناب والا ۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ حکومت عوام کی بھلائی اور خوشحالی کے لئے ہر ممکن کوشش کرتی ہے ۔ اس کے لئے سابقہ سالوں کے بجٹ کو اس سال کے بجٹ میں دہرا دیا گیا ہے ۔ بجائے اس کے کہ اس میں کچھ ترمیم کر کے کوئی نیا طریقہ کار اختیار کیا جاتا یا عوام کی بھلائی کے لئے مزید منصوبے بنائے جاتے ۔ سابقہ سال کا بجٹ یا سابقہ سالوں کے بجٹ دہرا دئے گئے ہیں ۔ اس کے لئے میں وزیر موصوف سے التماس کروں گا کہ جیسا کہ انہوں نے لاہور شہر یا باقی بڑے شہروں کو خوبصورت بنانے کے لئے رقم بجٹ میں رکھی گئی ہے ۔ اس طرح چھوٹے شہروں یا چھوٹے قصبوں ، جیسا کہ میرا شہر چنیوٹ ہے ، کی ترقی کے لئے بھی اس بجٹ میں رقم رکھی جائے ۔

جناب والا ۔ جہاں تک میرے حلقے کا تعلق ہے ، وہ تقریباً تمام دیہاتی علاقہ ہے اور شہر چنیوٹ بھی ایک قصبے کی حیثیت رکھتا ہے ۔ آج تک اس علاقے میں حکومت نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جس سے عوام کو حکومت سے ہمدردی ہو ۔ اس کی واضح مثال اس معزز ایوان کے سامنے ہے کہ تحصیل چنیوٹ میں حکومتی پارٹی کی چار ٹکٹیں تھیں جن میں سے صرف ایک پر کامیابی ہوئی ہے ، باقی تین آزاد امیدوار کامیاب ہوئے ہیں ۔ اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ تحصیل چنیوٹ پر حکومت کی بے توجہی رہی ہے اور کسی وقت بھی کوئی ترقیاتی کام تحصیل چنیوٹ میں اس طرح نہیں کیا گیا جس

طریق مختلف شعبوں میں کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر میں عرض کرتا ہوں کہ قائد عوام نے دو دفعہ ہمارے ضلع جھنگ کے دورے پر یہ فرمایا تھا کہ تحصیل چنیوٹ کو ایک شوگر مل دی جائے گی۔ دو دفعہ ان کے فرمانے کے باوجود شوگر مل کے سلسلے میں عمل درآمد نہیں ہوا۔ جیسا کہ میرے فاضل دوست ملک اعوان صاحب نے پہلے فرمایا کہ تحصیل چنیوٹ کے کاشتکاروں کو گنا دور لے جانا پڑتا ہے۔ مثلاً سرگودھا، لائلپور اور جھنگ میں ہماری تحصیل کے کاشتکاروں کو اور خاص کر غریب کاشتکاروں کو بڑی تکلیف کا سامنا ہے۔ اس لئے اگر وہاں شوگر مل بنانے کے لئے فوری طور پر حکم صادر فرمائیں جیسے کہ اس کے متعلق قائد عوام فرما چکے ہیں تو یہ چنیوٹ کے غریب کاشتکاروں کے لئے بہت اہم کام ہے۔ اس سے ان کی تکالیف دور ہو سکیں گی۔ ہمارا ضلع جھنگ ایک پسماندہ ضلع ہے، اس کی تحصیل چنیوٹ کو سوئی گیس کی سہولت میسر ہے اور یہ سہولت بھی سابقہ وزیر قانون سردار منظور احمد صاحب کی مہربانی کی وجہ سے ہوئی تھی، لیکن ضلع جھنگ میں یہ سہولت نہیں اور نہ ہی اس کا کوئی امکان ہے۔ کیونکہ اس بجٹ میں کوئی ایسی رقم نہیں رکھی گئی۔ مہربانی فرما کر وزیر موصوف ترقیاتی منصوبوں میں گنجائش رکھیں تاکہ تحصیل جھنگ کے لئے سوئی گیس کا بندوبست کیا جائے۔ جناب والا۔ بجٹ میں ایک مد سرکاری گاڑیوں کی خرید و فروخت کی ہے۔ اس میں بہت رقم رکھی گئی ہے۔ اس کے لئے میں گزارش کروں گا کہ یہ گاڑیاں محکمہ ملیریا اور فیملی پلاننگ کے پاس موجود ہیں۔ جن کا یہ بہت ناجائز اور غلط استعمال کرتے ہیں۔ اور محکمہ ملیریا کی گاڑیاں ذاتی مصرف میں آتی ہیں۔ ان گاڑیوں کی رقم محکمہ پولیس کو دے دی جائے جس کو ٹرانسپورٹ کی زیادہ ضرورت ہے۔ ان کے پاس گاڑیاں نہ ہونے کی وجہ سے جرائم میں کافی حد تک اضافہ ہوتا ہے کیونکہ پولیس بر وقت وہاں نہیں پہنچتی اور جرائم کرنے والوں کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ اگر یہ گاڑیاں ان محکموں کی بجائے محکمہ پولیس کو دے دی جائیں تو میرے خیال میں اس قومی ملکیت کا زیادہ صحیح استعمال ہوگا۔ بجائے اس کے کہ فضول خرچ کرنے والے محکمے ان کو غلط استعمال کرتے رہیں۔ اور اسی طرح ملک اور قوم کا پیسہ ضائع کرتے رہیں۔

ایسے بچایا جائے ۔ جناب والا ۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے ضلع جھنگ ایک پسماندہ علاقہ ہے ۔ اس کے لئے سابقہ بجٹ میں 90 لاکھ روپے کی رقم کا خرچ دکھایا گیا تھا ، لیکن میں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اس 90 لاکھ میں سے 90 ہزار روپے بھی خرچ نہیں ہوئے ۔ اس کے لئے کوئی خصوصی کمیٹی بنائی جائے جو اس کی تحقیقات کرے کہ یہ 90 لاکھ روپیہ کہاں گیا اور کہاں خرچ کیا گیا ۔ اگر یہ صحیح معنوں میں خرچ ہو جاتا تو ضلع جھنگ کے عوام یہ سمجھتے کہ حکومت بھی کوئی چیز ہوتی ہے اور ہمیں کچھ دے سکتی ہے ۔ لیکن اب ان کے ذہنوں میں یہ ہے کہ حکومت کچھ نہیں کر سکتی اور ہمارے اپنے وسائل ہی ہمارے کام آتے ہیں ۔ اس لئے حکومتی پارٹی سے ان کی ہمدردیاں نہیں رہتیں ۔ اس لئے وہ اپنی ذاتی صوابدید سے اپنے ووٹ کا استعمال کرتے ہیں ۔ مہربانی فرما کر آئندہ جو رقم مختص ہو اس کو صحیح طریقے سے خرچ کر کے ضلع جھنگ کو ترقی دی جائے ۔ جناب والا ۔ شہر چنیوٹ کی ڈیڑھ لاکھ کی آبادی ہے ۔ یہاں ایک ہسپتال ہے ۔ چند دن ہوئے اس کی عمارت گر گئی ، مریض اور ڈاکٹر صاحبان بال بال بچے ۔ فضل الہیٰ ٹرسٹ ہسپتال شیخ برادری نے بنوایا تھا ، اب وہ عمارت خالی پڑی ہوئی ہے ۔ اس کے خالی رہنے سے اس بلڈنگ کو نقصان پہنچ رہا ہے ۔ پہلا سرکاری ہسپتال گر چکا ہے ۔ جس سے مریضوں اور ڈاکٹروں کو بڑی تکلیف کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے ، خاص کر شہریوں کو وہ سہولتیں میسر نہیں ۔ اگر کوئی حادثہ پیش آ جائے تو مریض کو لائلپور یا سرگودھا لے جانا پڑتا ہے ۔ مریض راستے میں ہی دم توڑ دیتا ہے ۔ اس ہسپتال کی نئی عمارت بنانے کے لئے کوئی رقم اس بجٹ میں نہیں رکھی گئی ۔ میرے خیال میں اس ہسپتال کو فوری طور پر فضل الہیٰ ٹرسٹ ہسپتال کی عمارت میں منتقل کر دیا جائے ۔ اس ضمن میں وزیر موصوف فوری حکم صادر فرمائیں تاکہ ایک اچھی خاصی بلڈنگ ہسپتال کے کام آ سکے ۔ اس طرح وہ بلڈنگ ضائع ہونے سے بھی بچ جائے گی ۔ اسی طرح چنیوٹ میں گورنمنٹ گرلز کالج نہیں ۔ اس عمارت کا رقبہ محکمہ اوقاف کا ہے جو لاہور روڈ پر واقع ہے اور شہر سے کافی دور ہے ۔ ان حالات اور واقعات اور موجودہ بحران میں بچیوں کا اتنی دور جانا ٹھیک نہیں اور یہ کوئی اچھا قدم بھی نہیں ۔ اگر موجودہ ہسپتال کو ، جو شہر کے سنٹر میں

ہے ، گورنمنٹ کالج کی عمارت میں تبدیل کر دیں تو یہ شہری عوام کے لئے ایک اچھا قدم ہوگا ۔ اس طرح ان کی عزت و ناموس محفوظ رہے گی اور یہاں بھی تعلیم سے بہرہ ور ہو سکیں گی ۔ دوسرے ترقیاتی کاموں کے لئے ذرائع آمد و رفت کا ہونا بھی ضروری ہے ۔ تحصیل چنیوٹ میں کوئی سڑک پختہ نہیں ، صرف مین روڈ ہے ۔ 1947ء سے لے کر آج تک کسی نے اس پر توجہ نہیں دی ۔ اس بجٹ میں بھی اس کے لئے کوئی رقم نہیں رکھی گئی ۔ جہاں تک سڑکوں کا تعلق ہے اس بجٹ میں کافی رقم رکھی گئی ہے ۔ ایک سڑک احمد نگر سے کانواں والی تک جاتی ہے ۔ اس کا لنک سرگودھا روڈ سے ہے ۔ 1965ء کی جنگ میں جتنی بھی ملٹری بارڈر پر گئی تھی وہ اسی سڑک سے گئی تھی ۔ مجھے خود وہ فوجی حکام ملے انہوں نے ایک رپورٹ بھی فوجی حکام کے پاس بھیجی تھی کہ یہ سڑک سرگودھا سے ہوکر آزاد کشمیر جاتی ہے ۔ اس کو جلد از جلد پختہ کرنا چاہئے ، یہ ہمارے نظریہ کے مطابق بہت اہم ہے ۔ لیکن آج تک کسی کو اس کا خیال نہیں آیا ۔ وزیر موصوف مہربانی فرمائیں کہ صوبہ پنجاب کی تمام سڑکوں کے لئے جتنی رقوم رکھی گئی ہیں ۔ اگر ان تمام منصوبوں میں سے ایک ایک ہزار روپیہ فی سڑک نکال لیں تو میرے خیال میں یہ سڑک بن سکتی ہے ۔ اگر یہ کام سر انجام نہ دیا گیا تو فکسڈ ڈیپازٹ (fixed deposit) میں سے رقم نکال کر اسی سال اس سڑک کو پختہ کیا جائے تاکہ آمد و رفت کی تکالیف دور ہو سکیں اور خاص کر دیہاتی لوگ ، جن کی ہمدردیاں خاص کر پاکستان پیپلز پارٹی اور قائد عوام کے ساتھ ہیں ، کو فائدہ پہنچے ۔ لیکن ہمارے علاقے میں آج تک یہ نہیں ہوسکا کہ ان کے لئے کوئی سڑک بھی بنا کر دے سکیں ۔ گذشتہ 30 سال سے لے کر آج تک کسی نے اس طرف توجہ نہیں دی اور ہم بھی اس قابل نہیں کہ عوام کو یہ کہہ سکیں کہ قائد عوام نے یہ سڑک آپ کو دی ہے ، جو آپ کو کسی سابقہ حکومت نے نہ دی تھی ۔ میں وزیر خزانہ سے اپیل کرتا ہوں کہ اس سڑک کو بجٹ میں رکھا جائے ۔ ملک ممتاز احمد صاحب حلقہ نمبر 58 سے منتخب ہوئے ہیں ۔ سردار صغیر احمد صاحب کا حلقہ بھی اس سے ملحق ہے ۔ حاجی محمد بخش مخدوم صاحب کا بھی اس سڑک سے کافی واسطہ ہے ۔ چار

ممبر ہوتے ہوئے بھی اگر یہ سڑک نہ بنے تو آئندہ الیکشن میں ہم عوام کو کیا جواب دیں گے ۔ اس کے لئے میں پھر ان سے پر زور اپیل کرتا ہوں کہ کسی نہ کسی طرح اس سڑک پر کام شروع کیا جائے ۔ میں یہ بھی عرض کر دوں کہ پہلے اس پر تھوڑا بہت کام ہوا ہے ، اس پر بارہ لاکھ روپے کے خرچ سے مٹی ڈالی گئی ہے ۔ لیکن آئندہ سیلاب کی وجہ سے اس کے بھی ضائع ہونے کا اندیشہ ہے اور پھر اس بارہ لاکھ روپے کا نام و نشان نہ رہے گا ۔ اگر آپ مہربانی فرمائیں اور اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے احکام صادر فرمائیں تو یہ سب کے لئے فخر کی بات ہو گی ۔ جناب والا ۔ ہمارا علاقہ پسماندہ ہے کیوں کہ وہاں تعلیم کا ابھی فقدان ہے ۔ پرائمری سکول کاغذات میں تو بہت کافی تعداد میں ہیں لیکن حقیقتاً نہ وہاں کوئی عمارت ہے اور نہ ھی کوئی استاد ۔ وہاں استاد چور بازاری سے لئے گئے ہوئے ہیں ، وہ تنخواہ سرکاری خزانے سے حاصل کرتے ہیں لیکن موقع پر تعلیم کا کوئی انتظام نہیں ۔ میں اس کی طرف بھی جناب کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ وزیر تعلیم محکمہ تعلیم کو یہ ہدایت کریں کہ یہ جو غلط طریقے سے خزانے پر بوجھ بڑھ رہا ہے اسے ختم کریں ، یا تو وہ استاد بچوں کو تعلیم دیں یا پھر کوئی اور بندوبست کیا جائے ۔ وہاں چند پرائمری اور مڈل سکولوں کو ہائی سکولوں کا درجہ دیا جائے تا کہ تعلیم عام ہو سکے اور لوگوں میں شعور پیدا ہو ۔ جناب والا ۔ دوسرے نمبر پر بجلی کا محکمہ ہے ۔ اس محکمے کے لئے خاص طور پر قائد عوام نے فرمایا تھا کہ یہ کم بخت لوگ ہیں اور ان سے کوئی بھی نہیں بچا کرتا ، نہ کوئی شہری اور نہ کوئی دیہاتی ۔ اس کی ایک واضح مثال ہمارے علاقے کی ہے ۔ چکوک 125/126 کے لئے ورلڈ فوڈ پروگرام کے تحت اور پیپلز ورکس پروگرام کے تحت بجلی مہیا کرنے کا پروگرام بنایا گیا لیکن ابھی تک محکمہ بجلی نے وہاں بجلی مہیا نہیں کی ۔ دریا کے دوسری طرف ان چکوک کے پاس سے بجلی گزر رہی ہے اور ٹرانسفارمر بھی ان چکوک کے بالکل قریب ہے ۔ لیکن جب انہیں یہ کہا جائے کہ ان کو بجلی مہیا کریں تو وہ اس طریقے سے جواب دیتے ہیں جیسے یہ کام ناممکن ہو ۔ وہاں کے کچھ لوگوں نے اپنے چکوک میں بجلی لگوالی ہے اور جو دیہات قریب ہیں ان

لوگوں کے پاس پیسے نہیں کہ وہ بھی دے کر بجلی لگوا سکیں ۔ مہربانی فرما کر محکمہ بجلی کو ہدایت کریں کہ ان دیہات کو بھی بجلی مہیا کریں ۔ میرے علاقے میں ایک سڑک ہے جو شاہ پور اور بڑا بنگلہ سڑک کہلاتی ہے ۔ اس کا تقریباً تمام حصہ مکمل ہے ، شاہ کوٹ سے لے کر نہر جھنگ برانچ تک ۔ باقی صرف تین میل کا حصہ رہتا ہے ۔ اس کے بن جانے سے لاہور روڈ تک سفر بھی کم ہو جانے گا اور تحصیل چنیوٹ جو گنے کا علاقہ ہے ، اسے بھی کافی آسانی ہو جائے گی ۔ تو مہربانی فرما کر اس تین میل کے حصے کو بھی مکمل کرانے کا حکم صادر فرمائیں ۔ آخر میں میں جناب قائد عوام اور جناب وزیر خزانہ کا بے حد مشکور ہوں کہ انہوں نے اس بحران میں بھی قابل تحسین بجٹ پیش کیا ہے ۔ اس پر میں ان کو مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر چیئرمین ۔ مس ناصرہ کھوکھر ۔

مہر محمد ظفراللہ بھروانہ ۔ جناب سپیکر ۔ پیر صدرالدین شاہ صاحب کو بھی وقت دیں ۔ وہ کافی دیر سے انتظار میں ہیں ۔

محترمہ ناصرہ کھوکھر ۔ جناب سپیکر ۔ آج بجٹ پر بحث کا دوسرا دن ہے ۔ آپ جانتے ہیں کہ اس وقت صوبے میں ایک شدید سیاسی بحران ہے ۔ جس سے اس ملک کو اتنا نقصان پہنچا ہے جو پاکستان کی تاریخ میں پہلے کبھی نہ پہنچا تھا ۔ قائد حزب اختلاف نے کل یہ بات کہی کہ حالیہ سیاسی بحران کے دوران پولیس نے نہتے لوگوں پر گولی چلائی ، ان کو مارا پیٹا ۔ میں پوچھتی ہوں کہ وہ نہتے لوگ جنہوں نے دوکانوں کو لوٹا ، مکانوں کو آگ لگائی اور بے گناہ لوگوں کو قتل کیا ، ان کو ایسا کرنے کی کس نے اجازت دی ؟ یہ کس قسم کی تحریک تھی ۔ اور وہ لوگ ملک میں کیا لے کر آنا چاہتے تھے ؟ آپ جانتے ہیں کہ جب سے پاکستان کی تحریک شروع ہوئی ، قیام پاکستان سے آج تک ، خواتین نے اس تحریک میں بھرپور حصہ لیا ۔ ملک میں جب بھی ضرورت پیش آئی خواتین نے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور پاکستان کی آدھی آبادی خواتین پر مشتمل ہے ۔ قائد عوام وہ پہلے لیڈر ہیں اور پاکستان پیپلز پارٹی وہ پہلی سیاسی پارٹی ہے جس نے خواتین کے تحفظ کی

بات کی ۔ آج سے پہلے کسی بھی سیاسی پارٹی نے اور کسی بھی سیاسی لیڈر نے کبھی اس بات کی حمایت نہ کی کہ خواتین پاکستان کی نصف آبادی ہے اور اس کا بھی پاکستان کی ترقی اور خوشحالی میں کچھ حصہ ہے ۔ اس لئے میں اپنی طرف سے اور اپنی ساتھی خواتین ممبران کی طرف سے قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کو یقین دلاتی ہوں کہ جیسے ہم نے پہلے ان کی بھرپور حمایت کی تھی ، آئندہ بھی انشاء اللہ ہم اسی طرح ان سے پورا اور بھر پور تعاون کریں گی ۔ جناب والا ۔ خواتین کے تعاون کے بغیر کوئی بھی ملک ترقی کا تصور نہیں کر سکتا اور جب تک خواتین کے حقوق کا تحفظ نہ کیا جائے ، ان کی عزت اور وقار کی ضمانت نہ دی جائے اور معاشرے میں ان کو با عزت مقام نہ دیا جائے اس وقت تک ترقی کرنا نہایت ہی مشکل بات ہے ۔ جب تک وہ آگے نہ آئیں معاشرے میں کوئی اصلاحات نہیں لائی جا سکتیں ۔ یہ نہایت دکھ کی بات ہے کہ حالیہ سیاسی بحران کے دوران میرے جیسی دوسری بہنوں کو نہایت گندے الفاظ سے نوازا گیا ۔ ان پر حملے بھی کئے گئے اور انہیں دھمکیاں بھی دی گئیں ۔ اور یہ جو نظام مصطفیٰ کے دعویدار ہیں ، انہوں نے ہمارے خلاف کیا گند نہ اچھالا ۔ میں ان خواتین کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ وہ مردوں سے اس لحاظ سے ایک قدم آگے ہیں کہ بہت سے مردوں نے ڈر کے مارے استعفیٰ دے دیئے ، لیکن میری کسی ساتھی نے اس وقت تک اسمبلی کی رکنیت سے استعفیٰ نہیں دیا ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔ جناب والا ۔ ایسی کوئی بھی سیاسی جماعت جس نے اپنے منشور میں خواتین کے لئے کوئی مقام نہ رکھا ، خواتین کے حقوق کے تحفظ کی ضمانت نہ دی ، ایسی کسی جماعت کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ ووٹ کے لئے کسی خاتون کے پاس جائے ۔ یہ حق صرف ان لوگوں کو حاصل ہے جو خواتین کو اپنے برابر سمجھتے ہیں ۔ قائد عوام نے پہلے ہی آئین میں خواتین کو مردوں کے برابر حقوق دئے ہیں ۔ انہوں نے نہ صرف آئین میں یہ بات رکھی ہے بلکہ عملی طور پر یہ بات کی ہے کہ پہلے اس اسمبلی میں 6 خواتین ممبر تھیں ۔ اور آج ان کی تعداد بڑھا کر 12 کر دی ہے ۔ آج 12 خواتین ممبر یہاں موجود ہیں ، جناب والا ۔ اب میں موجودہ بجٹ کے بارے میں چند باتیں عرض کرتی ہوں ۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ تعلیم کے لئے 35 کروڑ 44 لاکھ

روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ یہ بہت خوشی کی بات ہے کہ تعلیم جیسے بنیادی مسئلے کو عوامی حکومت نے اتنی زیادہ اہمیت دی ہے، یہی نہیں بلکہ پچھلے پانچ سالوں میں بھی ہر سال تعلیم کے لئے بہت زیادہ رقم رکھی جاتی رہی ہے کیونکہ تعلیم بنیادی مسئلہ ہے۔ جب ہم انقلاب کی بات کرتے ہیں کہ ہم انقلاب لے کر آئے ہیں اور اپنے ملک میں انقلاب لانا چاہتے ہیں تو یہ بات ضروری ہے کہ پہلے تعلیم عام کر دی جائے کیوں کہ جب تک عوام ذہنی طور پر بیدار نہ ہوں گے اس وقت تک کوئی پروگرام پایہ تکمیل کو نہیں پہنچ سکتا۔ جناب والا۔ نئے پرائمری سکول اس دفعہ بھی کھولے گئے ہیں۔ میں نے گزشتہ سالوں میں بھی ڈاکٹر عبدالخالق صاحب سے درخواست کی تھی کہ داخلے کی بہت دقت ہے۔ میری دوسری بہنوں اور فاضل اراکین نے بھی اس بات پر زور دیا تھا کہ اس مسئلے کا حل تلاش کیا جائے اور میں نے پہلے بھی تجویز پیش کی تھی کہ آپ بجائے اس کے کہ ایک ایک کمرے کے نئے پرائمری سکول کھولتے جائیں، آپ ان میں ڈبل شفٹ کر دیں۔ آپ کے پاس بلڈنگ بھی وہی رہے گی اور فرنیچر بھی۔ صرف سٹاف کی ضرورت ہے۔ اس سے تعلیم کا مسئلہ کسی حد تک حل ہو سکے گا۔ ہمارے ملک میں مساجد لاکھوں کی تعداد میں ہیں۔ ہر گلی اور ہر محلے میں مسجد موجود ہے۔ لیکن آپ نے دیکھا کہ گزشتہ سیاسی بحران کے دوران مساجد کا کیا استعمال کیا گیا، وہاں سے لوگوں نے کیا کیا الفاظ سنے اور مساجد میں کس قسم کا پراپیگنڈا ہوتا رہا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس کا بہترین علاج یہ ہے کہ جتنے بھی پرائمری سکول آپ نے کھولے ہیں وہ تمام کے تمام مساجد میں کھولتے، کیوں کہ فجر کی نماز کے بعد مساجد فارغ ہوتی ہیں۔ آپ کے پاس بلڈنگ اور جگہ موجود ہے۔ پرائمری سکول بڑی آسانی کے ساتھ ان مساجد میں چل سکتے ہیں۔ ان مساجد کا اس طرح بہترین استعمال کر کے حکومت اس سے پورا پورا فائدہ اٹھا سکتی ہے۔

جناب والا۔ اس کے بعد صحت کے لئے 16 کروڑ 35 لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ جس میں سے مختلف میڈیکل کالجوں کے لئے رقوم بلاک کی گئی ہیں۔ لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ڈاکٹر صاحب، جن کا حلقہ

نیابت ہی راولپنڈی ہے ۔ وہ راولپنڈی میڈیکل کالج کو کیوں بھول گئے ہیں ۔ جناب والا ۔ میں پوری طرح اتفاق کرتی ہوں کہ ان حالات میں زیادہ مطالبات نہیں ہو سکتے ، کیوں کہ جن حالات میں یہ بجٹ پیش کیا گیا ہے ، بہر حال ہی مشکل کام تھا کہ تمام کے تمام مطالبات پورے کیے جا سکتے ۔ لیکن میں سمجھتی ہوں کہ راولپنڈی میڈیکل کالج کے لئے کچھ نہ کچھ رقم مختص کر دی جاتی ۔ وہاں خاص طور پر لڑکیوں کے لئے ابھی تک ہوسٹل کی سہولت نہیں دی گئی حالانکہ پچھلے سالوں میں وعدہ کیا گیا تھا کہ لڑکیوں کے ہوسٹل کے لئے کوئی نہ کوئی انتظام ضرور کیا جائے گا ۔ کیوں کہ آپ جانتے ہیں کہ دور دراز سے آنے والی لڑکیوں کے پاس رہائش کا کوئی انتظام نہیں ہوتا ۔ وہ لوگوں کے گھروں میں بھی نہیں رہ سکتیں ۔ اس لئے میری نظر میں سب سے پہلی اہمیت کا مسئلہ لڑکیوں کا ہوسٹل ہے ۔

جناب والا ۔ اس کے بعد 8 کروڑ 49 لاکھ روپے پنجاب صنعتی بورڈ کے لئے رکھا گیا ہے ۔ اس بورڈ کے تحت مختلف شہروں میں انڈسٹری لگائی جائے گی ۔ اس میں بھی بدقسمتی سے راولپنڈی ڈویژن کو نظر انداز کیا گیا ہے ۔ حالانکہ جناب سپیکر ۔ آپ بہتر جانتے ہیں کہ راولپنڈی ڈویژن ایک ایسا ڈویژن ہے جہاں پر زیادہ تعداد فوجیوں کی ہے ، اور وہاں پر کوئی انڈسٹری نہیں زمینیں بھی اتنی اچھی نہیں کہ وہاں کے لوگ آسانی سے گزر اوقات کر سکیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ جہاں دوسرے علاقوں میں صنعتی بورڈ قائم ہونے کے بعد انڈسٹری لگائی گئی ہے ، وہاں راولپنڈی میں بھی کوئی نہ کوئی ، اگر بڑی انڈسٹری نہیں لگا سکتے تو چھوٹی صنعتوں کی کارپوریشن کے تحت چھوٹی صنعت لگانے کا کوئی انتظام کیا جائے۔

جناب والا ۔ عوامی حکومت کا یہ وعدہ تھا کہ ہم عوام کو رہائش کی سہولت دیں گے اور آپ جانتے ہیں کہ پچھلے پانچ سالوں میں پانچ مرلہ پلاٹ سکیم میں سے بہت سے پلاٹ دئے جا چکے ہیں اور اب بھی دیئے جا رہے ہیں جناب والا ۔ جیسا کہ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کو معلوم ہے ، میں عوامی جمہوریہ چین سے ہو کر آئی ہوں ۔ میری تجویز یہ ہے کہ جس جگہ انڈسٹری قائم کرتے ہیں ، اسی جگہ پر ورکرز کے لئے ریذیڈنشل (residential) کوارٹرز

کا انتظام کیا جائے تو زیادہ بہتر ہوگا - جائے اس کے کہ آپ پانچ پانچ مرلہ کے پلاٹ دیتے جائیں اور وہاں مزدوروں کا رہائشی مسئلہ ہوتا کا توں رہے - یہ سٹینڈرڈ سکیم ہے - پانچ مرلہ سکیم بہت سے آپ کتنے لوگوں کو پلاٹ دیں گے ؟ کیونکہ زمین نہیں بڑھ رہی - آبادی دن بدن بڑھتی جا رہی ہے لیکن زمین آپ نہیں بڑھا سکتے - اس لئے میری رائے یہ ہے کہ جس طرح عوامی جمہوریہ چین نے اپنے وسائل حل کئے ہیں ، انہی بنیادوں پر اگر ہم ہر فیکٹری ایریا کے ساتھ کوئی ریذیڈنشل کوارٹرز (residential quarters) کی سکیم مرتب کریں تو میرے خیال میں وہ زیادہ مفید اور دور رس نتائج کی حامل ہوگی - ڈاکٹر صاحب اگر ان پر غور کریں تو میں ان کی بے حد شکر گزار ہوں گی -

اس کے علاوہ راولپنڈی میں کریک والی سیلابی سکیم گزشتہ کئی سالوں سے شروع ہے ، لیکن ابھی تک وہاں کے عوام کو پینے کے پانی کی سہولت میسر نہیں آئی - میرے دیہاتی بھائی اپنے اپنے علاقے میں پانی کی کمی کا تذکرہ کرتے ہیں لیکن انہیں معلوم نہیں کہ پنڈی ، جس کے ساتھ اب اسلام آباد ایک نیا شہر بن گیا ہے ، اس کی بہت زیادہ اہمیت ہے - وہاں کے لوگ بھی اسی طرح اس سہولت سے محروم ہیں ، جس طرح دور دراز کے دیہات کے لوگ ، میں ڈاکٹر صاحب سے گزارش کرتی ہوں کہ اپنی پہلی فرصت میں اس طرف توجہ فرمائیں - میں ان سے بجٹ میں سے کوئی رقم نہیں مانگ رہی کہ وہ اس پر کوئی اعتراض کریں - یہ اہم سکیم کئی سالوں سے شروع ہے - پتا نہیں اس میں پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کا کوئی ہاتھ ہے یا میونسپلٹی والوں کا کوئی جھگڑا ہے ، لیکن ان کے جھگڑے کا تمام تر نزلہ شہریوں پر گرتا ہے -

جناب والا - اس کے علاوہ تنج بھاٹہ میں لوگوں نے زمین پر ناجائز قبضہ کیا ہوا ہے - اصل میں وہ زمین ایک ڈسپنسری کی تعمیر کے لئے رکھی گئی تھی لیکن ، جیسا کہ ڈاکٹر صاحب خود بھی جانتے ہیں ، اس جگہ پر ناجائز قبضہ کیا گیا ہے - میری درخواست ہے کہ اس جگہ سے ناجائز قابضین کو فوراً ہٹایا جائے اور اس پر فوراً ڈسپنسری تعمیر کرائی جائے ، کیونکہ اصل میں وہ جگہ ڈسپنسری کے لئے مختص کی گئی تھی - کنٹونمنٹ ہاسپٹل

کئی سالوں سے بنا ہوا ہے ۔ وہ اس وقت بنا تھا جب کہ راولپنڈی کی آبادی چند ہزار افراد پر مشتمل تھی ۔ لیکن اب ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ افراد وہاں رہتے ہیں اور وہ ہسپتال وہاں کے عوام کی ضرورت پوری نہیں کر سکتا ۔

Mr. Chairman. Please try to sum up.

محترمہ ناصرہ کھوکھر ۔ جناب والا ۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنی بجٹ تقریر میں کہا ہے کہ انہوں نے تمام محکموں کو ہدایت کی ہے کہ وہ اخراجات میں کفایت کریں ۔ میری رائے یہ ہے کہ جہاں ان کی یہ تجویز اور حکم ہے کہ کفایت شعاری سے کام لیں ، وہاں یہ بات بھی نظر انداز نہیں کرنی چاہئیے کہ جو بھی پالیسی بنتی ہے ، اس کے نفاذ پر بھی اسی طرح کڑی نگرانی رکھنی چاہئیے ، کیوں کہ تمام خرابی نفاذ کے دور میں آ کر پیدا ہوتی ہے ۔ پالیسی کوئی بھی بری نہیں ہوتی ۔ ہم نے جتنی بھی انقلابی پالیسیاں دی ہیں ان میں سے کوئی بھی پالیسی خراب نہیں ، خرابی صرف اس کے نفاذ کے وقت ہوتی ہے ۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ بیوروکریسی طرح طرح کی رکاوٹیں کھڑی کرتی ہے ۔ جہاں ڈاکٹر صاحب نے کفایت شعاری کی ہدایت کی ہے ۔ میری یہ رائے ہے کہ وہاں پر وہ اپنے عملے کو یہ بھی ہدایت کریں کہ جو بھی ہماری پالیسیاں ہیں ، جو بھی ہمارے پروگرام ہیں ، ان تمام پالیسیوں کے نفاذ اور execution پر نگرانی بھی کڑی کریں ۔ تا کہ ہماری پالیسیوں اور منشور کو عملی جامہ پہنایا جا سکے ، کیونکہ جب تک ہم نظام میں تبدیلی نہیں لاتے ، اس وقت تک ہماری پارٹی کا پروگرام اور منشور کسی صورت بھی آگے نہیں بڑھ سکتے ۔

آخر میں میں وزیر خزانہ ڈاکٹر عبدالخالق کو مبارک باد کا مستحق سمجھتی ہوں ۔ یہ رسمی مبارک باد نہیں کیوں کہ آپ بھی جانتے ہیں کہ جن حالات میں انہوں نے بغیر کوئی نیا ٹیکس لگانے یہ بجٹ پیش کیا ہے ، یہ کوئی آسان کام نہ تھا ۔ جو نیا ٹیکس لگایا گیا ہے اس سے عام آدمی کی زندگی پر فرق نہیں پڑتا اور ایسے لوگوں پر فرق پڑتا ہے جو کہ اس کے متحمل ہو سکتے ہیں ۔ اس لئے میں ایک دفعہ پھر ان کو مبارک باد پیش کرتی ہوں اور آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں ۔

مسٹر چیئرمین ۔ ملک الطاف علی کھوکھر ۔

ملک الطاف علی کھوکھر ۔ جناب سپیکر ۔ جن حالات میں زیر بحث بجٹ پیش کیا گیا ہے ، مجھ سے پیشتر بہت سے فاضل ممبران اس بحث میں بھر پور حصہ لے چکے ہیں اور ان پر روشنی ڈال چکے ہیں ۔ ان میں سے بیشتر کا تعلق target of production کی short fall سے ہے ۔ ان کا تعلق آسمانی آفات سے ہے جو ناگزیر تھیں ۔ ان کا مقابلہ human endevour سے کیا گیا ہے ۔ پاکستان کے عوام نے ان کا بھر پور مقابلہ کیا اور یہی ہماری تاریخ ہے ۔ اس میں سماجی شعبہ میں کچھ قباحتیں تھیں ، ان کو دور کرنے کے لئے جو اقدامات کئے گئے ۔ مثلاً قمار بازی اور شراب پر پابندی لگائی گئی ، جس سے حکومت کی آمدنی میں کمی واقع ہوئی ۔ مگر یہ مستحسن اقدامات تھے ۔ ان سے جو کمی واقع ہوئی ہے اسے دوسرے وسائل سے پورا کیا جائے گا ۔ ایک چیز جو بے حد ضروری ہے ، اس کا تعلق سیاسی صورت حال سے ہے ۔ جناب والا ۔ مجھ سے پہلے بھی اس صورت حال پر بحث ہو چکی ہے ۔ لیکن جناب والا ۔ چونکہ اس کا تعلق ان مخصوص حالات سے ہے ، اس لئے مجھے بھی اس پر کچھ روشنی ڈالنی ہے ۔ جناب والا ۔ ان مخصوص حالات کے پیش نظر یہ بجٹ محض expenditure and revenue کی exercise نہیں ، بلکہ یہ ایک چیلنج کا جواب ہے ، جس کے لئے وزیر خزانہ واقعی مبارک باد کے مستحق ہیں ۔ جناب والا ۔ جب سے عوامی حکومت برسر اقتدار آئی ہے پہلی بار اس ملک میں ریاستی اقتدار پسے ہوئے اور مظلوم طبقے کے حق میں استعمال ہوتا رہا ہے ۔ یہ فکری اور تاریخی بات ہے ۔ آپ خواہ اس کی خیر و شر کے الفاظ سے وضاحت کریں یا جبریات کی اصلاحات سے وضاحت کریں ۔ وہ جو رجعت پسند طاقتیں اور طاغوتی قوتیں ہیں انہوں نے مجتمع ہو کر اس کے خلاف ایک منظم مداخلت کی ہے اور مزاحمت کی تحریک چلائی ہے ، جس کا واضح پہلو یہ ہے کہ حکومت کے واضح اور ترقی پسندانہ اقدامات کے خلاف ایک بند باندھنے کی کوشش کی جائے ۔ اور اس کا ہم نے آجکل کی نام نہاد تحریکوں میں بھی مشاہدہ کیا ہے ۔ جناب والا ۔ میں اس لئے بھی اس پر زیادہ زور دینا چاہتا ہوں کہ یہ جو رجحان ہے کہ ریاستی اقتدار پسے ہوئے طبقات کے حق

میں استعمال کیا جانا چاہئے ۔ آج کی تاریخی صورت حال کے پیش نظر میرے خیال میں اس کے اولین نقیبوں میں سے علامہ اقبال رح بھی ایک تھے جنہیں ایک مقننہ میں یہ اعلان کرنے کا شرف حاصل ہوا تھا کہ معاشرے میں تفاوت اور عدم مساوات کیوں ہے؟ اس کے ساتھ ہی یہ شکوہ کیا تھا کہ "خواجہ بلند و بام ہے اور بندہ مزدور کے اوکات تلخ سے تلخ ہوتے جاتے ہیں" انہوں نے اسی ایوان میں بسے ہوئے اور مظلوم طبقوں کی حمایت میں ایک قرارداد پیش کرنا چاہی تھی کہ مالیہ ان لوگوں پر معاف کر دیا جائے جو اس کی سکت نہیں رکھتے ، مگر وہ آواز اس وقت کے خضروں اور سکندروں کے غوغا میں دب گئی ۔ لیکن تاریخی عمل جاری رہا ۔ اور کنجشک ہائے فرومایہ شاہینوں سے ٹکراتے رہے ، کاخ امراء کے درو دیوار ہلتے رہے ، لیکن خدا کے فضل سے یہ ہمیں سعادت نصیب ہوئی کہ پچاس سال بعد آج ہم نے اس کو عملی شکل دی ہے ۔ اور یہ اہتمام کیا ہے کہ معاشرے میں عدم مساوات کو دور کیا جائے ۔ جناب والا ۔ یہ ٹھیک ہے کہ انفرادی طور پر بعض لوگوں کے مفادات پر زد پڑتی ہے ۔ لیکن ہم افراد کی قدر کرتے ہیں کیونکہ فرد کی فضیلت کا ذکر قرآن کریم میں بھی ہے ۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ جبریات میں بھی فرد مستثنیات میں آتا ہے ۔ لیکن طبقات کبھی مستثنیات میں نہیں آتے ۔ اس لئے جناب والا ۔ جو ممبران اسمبلی اپنے مفادات کے خلاف اور ان مظلوم لوگوں کے حق میں ووٹ دے رہے ہیں میں انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں ۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے کہ فرد اور افراد کے اجتماعی شعور کا سب سے بڑا مظہر "ملت" ہے ۔ جناب والا ۔ اگر ملی مفادات کی خاطر ہمیں کچھ اقدامات کرنے پڑتے ہیں تو وہ ایثار و قربانی کے جذبے کے تحت عین اسلامی اقدامات ہیں جنہیں ہم برداشت کریں اور ملک و ملت کی خاطر ان اقدامات کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں بھر پور حصہ لیں ۔ جناب والا ۔ یہ ایک قدرتی بات ہے کہ ہم نے جو اقدامات کئے ان سے عوام میں شعور پیدا ہوا ہے ، ان سے بیداری شعور پیدا ہوا ہے ۔ اور عوام میں طبقاتی شعور پیدا ہوا ہے ۔ یہ ملک کے لئے مستحسن ہے ۔ اس کے

بعد جناب والا - میں یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ بجٹ متوازن اور قابل تعریف ہے - اور اس تحریک سے قطع نظر جو ان رجعت پسندوں نے چلائی ہے ، ترقی پسندانہ رجحان کا حامل ہے - یہ عوام میں شعور کے نتیجے میں ظہور پذیر ہوا ہے - اس کے علاوہ چند فاضل ممبران نے یہ بھی کہا ہے کہ implementation کے وقت کئی مسائل پیدا ہوتے ہیں ، اس لئے ہمارا یہ فرض ہے کہ ابھی سے ان عوامل پر کڑی نظر رکھی جائے - جن کی وجہ سے ان سکیموں سے کماحقہ ، افادیت حاصل نہیں ہو سکتی ، بلکہ وہ اپنی افادیت کھو بیٹھتی ہیں ، جن کے لئے اتنی محنت کی ہوتی ہے - اس کے بعد جناب والا - چند معروضات اپنے علاقے کے متعلق پیش کرتا ہوں - ڈیزل ٹیوب ویل کی subsidy کے سلسلے میں شاید سنٹرل گورنمنٹ گرانٹ دیتی ہے - میرے علاقے میں اس کی تقسیم میں ہیرا پھیری ہوتی ہے - اس کے بعد جناب والا - سپرے کے بارے میں دیکھا گیا ہے کہ estimate کے مطابق علاقے کی صحیح spray نہیں کی جاتی - اس کے بعد جناب والا میں پانچ مرلہ سکیم کے بارے میں عرض کروں گا کہ یہ بالکل بجا طور پر کہا گیا ہے کہ پٹواری سکیم بناتے وقت بھی اور غریبوں کو قبضہ دیتے وقت بھی پیسے وصول کرتے ہیں - ملتان تحصیل میں تو میں نے خود مشاہدہ کیا ہے ، وہاں اس سکیم پر صحیح معنوں میں عمل نہیں ہوا ، کورٹ کے سٹے (stay) کی وجہ سے کچھ رکاوٹیں پیدا ہو گئی ہیں - اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ اس سلسلے میں کورٹ کی jurisdiction oust کر دی جائے -

Mr. Chairman. Try to conclude now.

ملک الطاف علی کھوکھر - جناب والا - ایک اور بات جو الیکشن کے دوران میرے مشاہدے میں آئی ہے ، یہ ہے کہ اکثر سکولوں کی چھتیں تک نہ تھیں - تو میں درخواست کروں گا کہ حکومت اس پر خاص توجہ دے کیونکہ اسی طرح صحیح معنوں میں اس سکیم سے افادیت حاصل کی جا سکتی ہے - اس کے بعد education پر بہت کچھ کہا گیا ہے - لیکن ایک چیز جو بہت اہم ہے ، یہ ہے کہ basic academic standard of education بہتر ہو - اس سلسلے میں پتہ نہیں اساتذہ کا کیا criteria ہے - شاید وہ

صحیح معنوں میں books provide نہیں کرتے ، اس لئے صحیح معنوں میں تعلیم کے مقاصد پورے نہیں ہوتے ۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ سیلاب کے سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارے ہاں تحصیل ملتان میں ، بلکہ ملتان شہر سے 2 ، 4 میل کے فاصلے پر ، اکبر بند نامی ایک بند ہے ، جس کا کچھ حصہ پہلے سے بنا ہوا ہے اور باقی ابھی تک مکمل نہیں کیا گیا ، جس کی وجہ سے شہر کی مضافاتی بستیاں زیر آب آ جاتی ہیں ۔ یہ بند شیر شاہ سے دو ، ایک فرلانگ کے فاصلے پر واقع ہے۔ میرے خیال میں اگر اسے شیر شاہ سے ملا دیا جائے تو شہر والے اس ناگہانی آفت سے بچ سکتے ہیں ۔ جناب والا ۔ سیلاب کی تباہ کاری کی وجہ سے اراضی الٹ پلٹ ہو جاتی ہے ۔ اس کے لئے امدادی کاموں کی مد میں پرووژن رکھی جائے تاکہ زمینوں کو لیول (level) کر کے ان میں پیداواری صلاحیت کا اضافہ کیا جائے ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر چیئرمین ۔ اگر تجاویز لمبی ہیں تو ڈاکٹر صاحب کو لکھ کر دیں ۔ ۔ ۔ بریگیڈیر محمد اکرم ۔

بریگیڈیر محمد اکرم ۔ جناب والا ۔ میں نے جناب وزیر خزانہ کی ہر دو تقاریر بابت ضمنی اور سالانہ بجٹ سنی ہیں ۔ جہاں تک ضمنی بجٹ کا تعلق ہے ، میں یہ عرض کروں گا کہ اس کو بہت کم رقم سے balance کیا گیا ہے ۔ میرے خیال میں اس کی دو وجوہ ہیں ، پہلی یہ کہ ڈاکٹر صاحب نے اس میں financial control اور financial discipline خوب قائم کیا ہے ۔ دوسری وجہ یہ نظر آتی ہے کہ جہاں تک سرکاری دفاتر کا تعلق ہے عموماً متعلقہ افسران کا طبقہ اس بجٹ پر حاوی ہوتا ہے اور وہ اس میں additions/alterations کرتا رہتا ہے ۔ لیکن ڈاکٹر صاحب نے انہیں نزدیک نہیں آنے دیا ۔ ان دو وجوہات کی بنا پر میں ڈاکٹر صاحب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔ جہاں تک میزانیہ کا تعلق ہے ۔ تقریر کے آغاز میں جب ڈاکٹر صاحب نے فیل اور اصحاب فیل کا ذکر کیا تو خیال تھا کہ ڈاکٹر صاحب دل کھول کر ٹیکس لگائیں گے ، لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے کہ nominal taxes لگائے گئے ہیں ، ضروری ٹیکس لگائے گئے ہیں ۔ اور میں یہ

کہوں گا کہ ان دگرگوں حالات کے باوجود اتنے nominal taxes لگانا ڈاکٹر صاحب کا ہی کارنامہ ہے ۔ میں ڈاکٹر صاحب کو اس کے لئے خراج تحسین پیش کرتا ہوں ۔ میں انہیں اس کے لئے خراج تحسین پیش نہیں کر رہا کہ میرا اور ڈاکٹر صاحب کا تعلق ضلع راولپنڈی سے ہے ۔ یا یہ کہ ہم دونوں ایک ہی کالج ، گورنمنٹ کالج ، کے تعلیم یافتہ ہیں ۔ میں یہ اس لئے کہہ رہا ہوں کہ میرا تعلق بھی پاکستان آرمی کے جنرل ہیڈ کوارٹرز میں 6 سال تک بجٹ سے رہا ہے ۔ مجھے یاد ہے کہ بجٹ تیار کرتے وقت کس طرح سے سر پر ٹھنڈا تولیہ باندھ کر کمرے میں بند ہوکر بیٹھنا پڑتا ہے ۔ اس کے لئے میں یہ کہوں گا کہ ہم یہاں ڈاکٹر صاحب کو ہر روز صبح سے لے کر دو بجے تک بیٹھے ہوئے دیکھتے تھے ۔ لیکن جب ہم نے دونوں ضمنی اور سالانہ بجٹ پر ان کی proposal دیکھیں تو وہ بہت قابل تعریف ہیں ۔ جناب والا ۔ جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں ، میرا تعلق راولپنڈی سے ہے ۔ ہو سکتا ہے کہ ہمارے چند ساتھی اسلام آباد تشریف لے گئے ہوں اور اسلام آباد کی روشیاں دیکھ کر یہ سمجھتے ہوں کہ راولپنڈی ایک خوشحال علاقہ ہے ۔ لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے ۔ جناب والا ۔ میں گوجر خان تحصیل سے تعلق رکھتا ہوں ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ جہاں تک گوجر خان کا تعلق ہے انگریزوں نے جان بوجھ کر اس تحصیل کو پسماندہ رکھا ۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ شروع شروع میں جب انگریز اس ملک میں آئے تو انہوں نے دیکھا کہ اس علاقے میں جفاکش ، مضبوط اور توانا لوگ بستے ہیں ۔ انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ انہیں صرف اور صرف فوج میں رکھا جائے ، اسی لئے انہوں نے اس علاقے کو پسماندہ رکھا ، کیونکہ اگر وہ اس علاقے میں کوئی سکول بناتے ، یا کوئی انڈسٹری وغیرہ لگاتے تو ہم لوگ شاید فوج میں نہ جاتے ۔ اسی وجہ سے اور چند دیگر وجوہات کی بنا پر اس تحصیل کے زیادہ تر لوگ فوجی ہیں یا سابقہ فوجی ہیں اور کچھ حاضر سروس میں ہیں ۔ میں ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہوں گا کہ اس تحصیل کے سپوتوں نے نشان حیدر اور دوسرے نشانات حاصل کئے ۔ میں وکٹوریہ کراس کا اس لئے ذکر نہیں کروں گا کہ یہ انگریز کی حکومت کے دوران ملے تھے ۔ اگر نشان حیدر اور وکٹوریہ کراس

دونوں ملائے جائیں تو ہم، تحصیل گوجر خان والے اس پر فخر کر سکتے ہیں۔ کہ نہ صرف صوبہ پنجاب میں بلکہ پاکستان بھر میں ہمارے اعزازات زیادہ ہیں۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ انگریزوں نے جان بوجھ کر اس تحصیل کو پسماندہ رکھا۔ جناب والا۔ آپ نے راولپنڈی کی طرف سفر کرتے ہوئے دیکھا ہوگا کہ زمین بہت کم ہے۔ چھوٹے یا بڑے ٹیلے ہیں، یا جہاں ریں نالے ہیں، زمین کا کٹاؤ نہیں، وہاں پتھریلا علاقہ ہے، یہ بارانی علاقہ ہے۔ اور اسی وجہ سے مشہور ہے کہ اس تحصیل کے لوگوں کی آنکھیں موٹی ہوتی ہیں۔ وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ وہ پورا سال بارش کے انتظار میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر آسمان کی طرف دیکھتے رہتے ہیں۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ یہ تحصیل واقعی پسماندہ ہے اور انگریز نے اسے پسماندہ رکھا۔ جناب والا۔ جہاں تک سڑکوں کا تعلق ہے اس تحصیل کے شرقی علاقے میں، جو 400 مربع میل سے زیادہ ہے، صرف سات میل پختہ سڑک ہے اور اس سات میل میں سے ابھی پہلے 25 سالوں میں اڑھائی میل پختہ ہوئی اور پچھلے پانچ سالوں میں ساڑھے چار میل مزید پختہ ہوئی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ جو پختہ سڑک چند سالوں کے بعد ٹوٹتی ہے، تو اس میں گڑھے پڑ جاتے ہیں۔ اس کے بعد اس میں مٹی بھر دی جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ اس طرح وہ پکی سڑک کچی بن جاتی ہے۔ میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب ان سڑکوں سے واقف ہیں، ان پر گئے ہوئے ہیں۔ ہمارے علاقے میں صرف یہی دو سڑکیں ہیں جن کی کل لمبائی سات میل ہے۔ جو کہ اب تک پختہ ہوئی ہیں۔ یہ دو سڑکیں گوجر خان تا اسلام پورہ اور گوجر خان تا دیول۔ اگر یہ کام ڈسٹرکٹ ورکس کونسل پر چھوڑا جائے تو میرا خیال ہے کہ یہ سڑک کبھی پختہ نہیں ہوگی اور اس کی مرمت صحیح نہ ہو سکے گی۔ میں ڈاکٹر صاحب سے یہ عرض کروں گا کہ ان سڑکوں کا نام ڈویلپمنٹ پروگرام میں آ جائے۔ جناب والا۔ پانی کا جہاں تک تعلق ہے، اس تحصیل میں اب تک ایسے دیہات موجود ہیں جہاں انسان اور حیوان ایک ہی تالاب میں پانی پیتے ہیں۔ جناب والا۔ Annual Development Programme کے صفحہ نمبر 276 پر on going schemes میں ایک مقام میں کنگو جہاں پر واٹر سپلائی سکیم منظور ہو چکی ہے۔ لیکن اب تک وہاں اس واٹر ورکس سکیم کا بالکل آغاز نہیں ہوا۔

جناب والا ۔ یہ سیلون گزرنگ (on-going) پروجیکٹ ہے ، مالی سال کا آخر ہے ، لیکن وہاں اب تک واٹر سپلائی سکیم کا کوئی نام و نشان تک نہیں ۔ اسی طرح جناب والا ۔ موجودہ حکومت نے ہم پر بڑا ہی رحم کیا ، ہم شکر گزار ہیں کہ ایک مقام قاضیاں پر واٹر سپلائی سکیم کا اجرا کیا ۔ جناب والا ۔ اجرا سے میرا مقصد یہ ہے کہ صرف واٹر ٹینک بنایا گیا ، پائپ لائن بچھائی گئی لیکن شاید کسی کمی کی وجہ سے یا دوسرے کاموں کی وجہ سے ابھی تک وہ سکیم جاری نہ ہو سکی ۔ اب سے دو سال قبل یہ سکیم تیار کی گئی تھی ۔ واٹر ٹینک موجود ہے ، مگر کبھی ایک جانے سے اور کبھی دوسرے جانے سے یہ سکیم جاری نہیں ہو سکی ۔ جناب والا ۔ میں یہ کہوں گا کہ حکومت ضرور چاہتی ہے کہ دیہاتی علاقوں کی بہتری ہو ، دیہاتی علاقے بھی شہروں کے برابر ہوں لیکن جہاں تک اس کو عملی جامہ پہنانے کا تعلق ہے ، ہو سکتا ہے کہ کچی سڑکوں کی وجہ سے اس کو عملی جامہ نہ پہنایا گیا ہو ۔ کیوں کہ جناب والا ۔ سرکاری ملازمین بھی کچی سڑکوں پر جانا پسند نہیں کرتے ، اس لئے یہ سکیمیں ادھوری کی ادھوری رہ جاتی ہیں ۔

جناب والا ۔ تعلیم کے متعلق بہت کچھ کہا گیا ہے ، لیکن میں عرض کروں گا کہ پوری تحصیل میں صرف ایک ڈگری کالج ہے ۔ اس میں بھی سائنس کی کلاسز نہیں ۔ اس طرح پوری تحصیل کے شرقی حصہ میں صرف ایک ہائی سکول ہے ۔ اس میں بھی سائنس کی کلاسز نہیں ۔ میں نے عرض کی ہے کہ یہ فوجیوں کی تحصیل تھی ۔ اب تو فوج والے بھی یہ چاہتے ہیں کہ اگر کوئی میٹرک ہو تو وہ بھی سائنس کے ساتھ ہو ۔ جناب والا ۔ جب بھی ہمارے بچے ریکروٹنگ آفسز میں جاتے ہیں تو ان سے پہلے سوال کیا جاتا ہے کہ کیا انہوں نے میٹرک سائنس کے ساتھ پاس کی ہے ؟

جناب والا ۔ سائنس کے بغیر ان کو فوج میں بہتر ٹریڈ بالکل نہیں ملتی۔ اس لئے میں عرض کروں گا کہ 400 مربع میل کے ایریا میں صرف ایک ہی ہائی سکول ہے ۔ کم از کم اس میں سائنس کی کلاسز کا اجراء کیا جائے تاکہ جب ہم دیہاتی طور پر فوج میں جائیں تو ہمیں بہتر ٹریڈ مل سکے ۔

مسٹر چیئرمین ۔ بریگیڈیر صاحب ۔ آپ نے اپنے حصے کا وقت لے لیا ہے ، اب آپ ذرا جلدی تقریر ختم کریں ۔

بریگیڈیر محمد اکرم خان ۔ جناب والا ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ تحصیل گوجر خان اور خاص کر اس کے شرقی علاقے کو انگریزوں نے جان بوجھ کر پسماندہ رکھا ۔ میں نے اس کی وجوہات بتا دی ہیں کہ وہاں سڑکیں بالکل نہیں ، بلکہ گذشتہ پچیس سالوں میں صرف دو میل سڑک پختہ ہوئی ہے۔ جناب والا ۔ میں حکومت کا شکر گزار ہوں کہ پچھلے پانچ سالوں میں ساڑھے چار میل سڑک پکی ہوئی ۔

پانی کے مسئلے کے متعلق میں نے عرض کر دیا ہے کہ وہاں میلوں تک پانی نہیں ملتا ۔ میں موجودہ حکومت کا اور خاص کر ڈاکٹر صاحب کا شکرگزار ہوں کہ انہوں نے دو سکیمیں ہمارے لئے بنالیں لیکن کسی نہ کسی وجہ سے وہ سکیمیں پایۂ تکمیل تک پہنچتی نظر نہیں آتیں ۔

جناب والا ۔ آخر میں میں یہ عرض کروں گا کہ چونکہ ہم گن فاڈر (gun-fadder) کے طور پر استعمال ہوتے رہے ہیں ، شاید اسی وجہ سے وزیر خزانہ صاحب ہمیں بہتر سہولتیں دیں ۔

مسٹر چیئرمین ۔ راؤ اختر علی خان ۔

راؤ اختر علی خان ۔ جناب سپیکر ۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کی خدمت میں مبارک باد پیش کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے اس بحرانی حالت میں ایک متوازن بجٹ پیش کر کے اس بحران سے نمٹنے کی کافی کوشش کی ہے ۔ جناب والا ۔ جہاں تک حالات کا تعلق ہے وہ ہم سب کے علم میں ہیں کہ یہ بجٹ ان حالات میں پیش کیا گیا جب کہ ملک کے اندر سیاسی اور معاشی بحران موجود ہے ۔ جناب والا ۔ ہنگاموں کی وجہ سے اور قدرتی آفات کی وجہ سے زرعی فصلیں کم ہوئیں ، شراب اور جوئے پر ٹیکس کی آمدنی بھی نہیں ہوئی ۔ جناب والا ۔ یہ تمام عوامل تھے جو اس بجٹ کو خسارے کا بجٹ بنا گئے ۔ ہم امید کرتے ہیں کہ جس طرح اس بجٹ کو پیش کرتے وقت یہ خیال رکھا گیا ہے کہ ٹیکس کی وجہ سے غریب عوام

کو بوجھ کا سامنا نہ کرنا پڑے ، اسی طرح انشاءاللہ ہماری عوامی حکومت کی بھی کوشش ہوگی کہ آئندہ بھی غریب عوام پر بوجھ نہ پڑے اور اس بجٹ کو اسی طرح متوازن صورت میں پاس کر کے اور اس پر عمل کر کے اس صوبے کی معاشی حالت کو مضبوط بنایا جائے ۔

جناب والا ۔ میں تحصیل حاصل پور کے علاقے سے منتخب ہو کر آیا ہوں ، یہ ایک پسماندہ ترین تحصیل ہے ۔ اس تحصیل کے مسائل تو بہت ہیں لیکن میں چند اہم مسائل جناب وزیر خزانہ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ وہ ان پر غور کریں گے ۔

جناب والا ۔ ہماری تحصیل میں کوئی ڈگری کالج نہیں ۔ گزشتہ سال ہماری گورنمنٹ نے انٹر کالج قائم کیا تھا ۔ جس کا نام گورنمنٹ انٹر کالج حاصل پور ہے ۔ لیکن آج تک نہ اس کی کوئی عمارت ہے اور نہ ہی سٹاف ہے ۔ اس کے علاوہ پوری تحصیل میں کوئی گرلز انٹر کالج نہیں ۔ یہ بات بھی میرے لئے بڑے دکھ کی ہے کہ وہاں سڑکیں بھی بہت کم ہیں ۔ دیہات کو شہر حاصل پور سے ملانے کے لئے بھی سڑکیں نہیں ۔ ایک سڑک قائم پور سے ھیڈ پلا زیر تکمیل ہے لیکن اس کی رفتار بھی سست ہے ۔ ایک اور سڑک قائم پور سے مسلیسی سائفن کو جاتی ہے ، وہ بھی کچی ہے ۔ اس کو پختہ کیا جائے ، کیوں کہ اس کو پختہ کرنے سے حاصل پور اور ملتان کا سفر بہت تھوڑا رہ جاتا ہے ۔ پرائمری ہیلتھ سنٹر جو چک نمبر 153 مراد میں قائم کیا گیا ہے ، اس کے لئے عمارت ہے ، زمین ہے ، لیکن سٹاف نہیں ۔ یہ معاملہ بھی ضروری توجہ کا مستحق ہے ۔ پرائمری ہیلتھ سنٹر جال پور اور پرائمری ہیلتھ سنٹر جلالی کے لئے گورنمنٹ نے منظوری دی اور زمینداروں نے لاکھوں روپے کی زمین مفت دی ، لیکن آج تک وہاں کوئی عملی کام نہیں ہوا ۔ اس کے علاوہ گورنمنٹ ھائی سکول قائم پور کے لئے کوئی عمارت نہیں ۔ جناب والا ۔ اس کے لئے عمارت اور سٹاف مہیا کرنے پر توجہ فرمائی جائے ۔ اس کے علاوہ گورنمنٹ مڈل سکول جال پور کو ھائی سکول کا درجہ دینا اشد ضروری ہے کیوں کہ یہ سکول کافی دنوں سے کام کر رہا ہے ۔

جناب والا ۔ میں یہ گزارشات اس لئے پیش کر رہا ہوں کیوں کہ یہ

مسئلہ پیپلز ورکس پروگرام کے تحت حل نہیں ہو سکتے ۔ ان کو اگر اے۔ڈی۔پی کے تحت حل کیا جائے تب حل ہو سکیں گے ۔ جناب والا ۔میں وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ ان کو صوبے کے بجٹ میں رکھیں اور جب بھی گنجائش ہو ان پر خصوصی توجہ فرمائیں ۔

جہاں تک اس بجٹ کا تعلق ہے یہ ایک عوامی بجٹ ہے جس میں ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے باوجود مشکلات کے ایک ہمدرد ڈاکٹر کی حیثیت سے ، جیسے ڈاکٹر مریض کے ساتھ اپریشن کرتے وقت ہمدردی رکھتا ہے ، ٹیکس لگاتے وقت ہمدردانہ کردار ادا کیا ہے ۔ جناب والا ۔ جو عوامل اس بجٹ کو اس حالت میں پیش کرنے کا باعث بنے وہ ہم سب کے لئے ، ہماری قوم کے لئے باعث شرم ہیں ۔ جناب والا ۔ حزب اختلاف نے لوٹ کھسوٹ ، قتل و غارت اور ہنگامہ آرائی کی اور ملک کو بحران سے دو چار کیا ۔ یہ بات ہمارے لئے ایک سبق کا درجہ رکھتی ہے ۔ ہمیں سوچنا چاہئے کہ ہم ملک میں اسی طرح کے ہنگامے پیدا کر کے ، اسی طرح کی بحرانی کیفیت پیدا کر کے ، کچھ کما نہیں سکتے بلکہ ہمیشہ نقصان اٹھاتے رہیں گے ۔ ہمیں امید ہے کہ جیسے قائد عوام نے اپنی سیاسی بصیرت سے اس بحران پر قابو پا لیا ہے ۔ انشاء اللہ آئندہ بھی وہ اس بحران پر قابو رکھیں گے اور ان کو اللہ تعالیٰ فتح دے گا پاکستان کے غریب عوام ، پاکستان کے غریب مزدور اور کسان ان کے ساتھ ہیں ۔ چند بڑے آدمی کسی غیر ملکی سازش کے ساتھ ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے ۔ اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہے ۔

جناب والا ۔ تاریخ شاہد ہے کہ قیام پاکستان سے لے کر اب تک چند لوگوں نے اپنی مقاصد برآوری کے لئے اسلام کا نام لیا ۔ قیام پاکستان سے پہلے بھی قائد اعظم کو یہ مسئلہ پیش آیا اور ان لوگوں نے اسلام کے ٹھیکیدار بن کر قوم کی قیادت کو روکنے کی کوشش کی ، یہی مسئلہ قائد عوام کو بھی پیش آیا اور ان لوگوں نے اسلام کا نام لے کر قائد عوام کو ان کی منزل سے ہٹانے کی کوشش کی ، لیکن اللہ تعالیٰ نیتوں کو جانتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے قائد عوام کو اپنے مقصد میں کامیاب کیا ۔ جہاں تک دوبارہ الیکشن کرانے کا تعلق ہے ۔ میرے محترم قائد حزب اختلاف نے کل فرمایا تھا کہ گلبرگ

اور مڈل، ٹاؤن والوں نے ہمیں ووٹ نہیں دئیے ۔ ہم یہ دعویٰ نہیں کرتے کہ انہوں نے ہمیں بالکل ووٹ نہیں دئیے ، کچھ ووٹ ہمیں دئیے ہیں لیکن اصل بنیاد ہماری کچی آبادیوں والے لوگ ہیں ۔ مزدور اور کسان ہیں جنہوں نے ہمیں ووٹ دیئے ہیں ۔ ہم کب دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم گلبرگ کے ووٹوں سے کامیاب ہو کر آئے ہیں ۔ جناب والا ۔ میں توقع رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ خدا کے فضل و کرم سے آئندہ بھی ہمارے ساتھی پوری قوت کے ساتھ عوام کی طاقت سے اس ایوان میں پہنچیں گے ۔ اور یہ قائد عوام کے اسی مشن کی ایک تکمیل ہے جو جمہوریت پر ایمان رکھتے ہیں ۔

جناب والا ۔ میں زیادہ باتیں اس مسئلہ پر نہیں کرنی چاہتا صرف بجٹ کے متعلق جناب وزیر خزانہ کی خدمت میں عرضداشت پیش کرتا ہوں ۔ انہوں نے جو بجٹ پیش کیا ہے یہ بہت اچھا بجٹ ہے ، لیکن اس پر عمل بھی ہونا چاہئیے ۔ جو رقمیں ترقیاتی پروگراموں کے لئے رکھی جاتی ہیں ، ان کو سال کے آخر میں release کیا جاتا ہے ۔ یہ بھی بات غور طلب ہے کہ مئی یا جون میں رقمیں release کی جاتی ہیں تو اس وقت جلدی میں منصوبہ بندی اچھی صورت میں نہیں ہو سکتی ۔ ان رقوم کو جلد release کیا جائے تاکہ کام جلد شروع ہو سکے اور اس سے صحیح مفاد حاصل کیا جا سکے ۔

مسٹر چیئرمین ۔ پیر صدرالدین ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

سید صدرالدین شاہ (ملتان ۔ 20) ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔

جناب سپیکر ۔ ہمارے اخباروں میں اسلام آباد سے جو خبریں آ رہی ہیں کہ عنقریب دوبارہ الیکشن ہو رہے ہیں بلکہ انہوں نے تاریخوں کا اعلان بھی کر دیا ہے ۔ تو میں نے یہ اندازہ لگایا ہے کہ کل سے یہاں ایسی تقاریر ہو رہی ہیں جن میں ضمنی بجٹ کا ذکر کم ہے ۔ غالباً ہمارے دوست اور مہربان اراکین اسمبلی ابھی سے اگلے الیکشن کے لئے اپنی تقاریر کی ریہرسل کر رہے ہیں ۔

جناب سپیکر - اس هاؤس میں بھی اپوزیشن کے چند ارکان آپ کے سامنے ہیں - میرا خیال یہ ہے کہ یہی حضرات حکومت کی صف سے نکل کر اس هاؤس میں بحیثیت ممبر پہنچے ہیں - خدا کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ ان جیسے کمزور حضرات جو اس کے اہل ہی نہ تھے اس هاؤس میں اپوزیشن کا کردار ادا کر رہے ہیں - (نعرہ ہائے تحسین) -

جناب والا - کسی حکومت کے لئے اپوزیشن بڑی ضروری ہوتی ہے - کیوں کہ اپوزیشن والے حضرات ہمیشہ تنقید کرتے ہیں اور حکومت یا برسر اقتدار لوگ اس تنقید سے فائدہ اٹھاتے ہیں جو ملک اور قوم کے لئے ہمیشہ مفید ہوتی ہے - حضور والا - میں کوئی لمبی چوڑی تقریر کرنے کے لئے کھڑا نہیں ہوا - میں صرف آپ کے سامنے چند حقائق پیش کروں گا جو میرے علاقے کے متعلق بھی ہوں گے اور عام طور پر ملک و قوم کی بہتری کے لئے بھی ہوں گے -

جناب والا - کل ہمارے اپوزیشن کے لیڈر نے بھی یہ ذکر کیا تھا کہ ہمارے ملک میں محکمہ پولیس صحیح کام نہیں کرتا - آج بھی اس کے متعلق تقاریر ہوتی رہی ہیں - اس کے متعلق میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ محکمہ انگریز کے وقت میں جب بنایا گیا تو ایک سب انسپکٹر کی تنخواہ معمولی رکھ کر اسے بہت بڑے اختیارات سونپ دئے گئے - جیسا کہ آپ کو معلوم ہے - اس کے اختیارات بہت وسیع ہوتے ہیں - وہ بڑے سے بڑے آدمی کو جب چاہے گرفتار کر سکتا ہے - جناب والا - جب سے پاکستان بنا یا جب سے ہماری نمائندہ حکومت بنی کسی نے اس طرف غور نہیں کیا کہ پولیس کے مسائل کیسے حل کئے جا سکتے ہیں اور پولیس میں رشوت کیسے بند کی جا سکتی ہے - پولیس کو کیا دشواریاں ہیں اور اس کو کیسے فعال بنایا جا سکتا ہے - جناب والا - میں یہ گزارش کروں گا کہ اس وقت ملک میں پولیس کا مقصد فوت ہو چکا ہے اور وہ صحیح معنوں میں قوم اور ملک کی خدمت نہیں کر رہی بلکہ مجھے افسوس ہے کہ پولیس ہر آنے والی حکومت کے حکم کی تعمیل اور ان کے جائز اور ناجائز فرمان کی تعمیل کرنے کی عادی ہو چکی ہے - ہمیشہ اس سے ناجائز کام لئے جاتے رہے ہیں - مگر ہم نے اس طرف

کبھی توجہ نہیں کی کہ یہ برائیاں کیسے ختم ہو سکتی ہیں ۔ انھیں کیسے صحیح کرنا چاہئیے ۔ خاص طور پر حکومت کو اس کے متعلق جواب دینا چاہئیے ، اور اس محکمے کو ملک اور قوم کے لئے فعال بنانا چاہئیے ۔ اس کے متعلق میں تجویز کروں گا کہ ان کی تنخواہوں میں خاصا اضافہ ہونا چاہئیے ۔ ان کے لئے ایسی سواریاں مہیا کی جائیں جن کے ذریعے انہیں موقع واردات پر پہنچنے میں سہولت ہو ۔ ان کی رہائش کا انتظام بھی ضروری ہے کیونکہ جب تک ان کو ان حاجات سے مبرا نہ کیا جائے وہ کسی نہ کسی کے زیر اثر ہوکر کام کریں گے ، لوگوں کے محتاج رہیں گے ۔ حکومت کی طرف سے اس معاملے پر خاص توجہ کی ضرورت ہے کہ اس محکمے کو بغیر اثر کے ، بغیر کسی دباؤ کے ملک و قوم کی خدمت کرنے کا موقع عطا فرمایا جائے ۔ جناب والا ۔ اس ملکہ میں جتنی اصلاحات ہوئی ہیں ان کے متعلق میں یہ گزارش کروں گا کہ وہ اصلاحات ہوئی ضرور ہیں مگر فیلڈ میں ان کو صحیح معنوں میں عملی جامہ نہیں پہنایا گیا ۔ ویسے تو حق بات کرنا گناہ ہے ۔ مگر اس ہاؤس میں جناب سپیکر کی سرپرستی میں میں نے دیکھا ہے کہ لوگ ہر طرح سے آزاد ہیں ۔ آزادی سے بات کرتے ہیں ۔ اس لئے میں بھی جسارت کر رہا ہوں کہ اس معاملے میں تنقید کروں اور آپ کو بتاؤں کہ یہ ایک صحیح بات ہے کہ جتنی اصلاحات ہوئی ہیں ان پر صحیح معنوں میں فیلڈ میں عملدر آمد نہیں ہوا ۔ مثال کے طور پر موجودہ قانون کے تحت مزارع بے دخل نہیں ہو سکتا ۔ مگر فیلڈ میں دیکھئے کہ پٹواریوں سے کہہ کر اور ان سے ساز باز کر کے ان کی کاشت ختم کرا دی جاتی ہے اور ایک منٹ میں ان کو زمین سے بے دخل کر دیا جاتا ہے ۔ اگر یوں نہ ہو سکے تو پولیس کے ذریعے اس حکومتی پارٹی کے ورکر اور اراکین ، جن کے ہاتھ میں اختیار ہے ، اگر چاہتے ہیں تو ایک منٹ میں مزارع کو بھگا کر اسے زمین سے بے دخل کر دیتے ہیں بلکہ بعض اوقات میں نے اپنے علاقے میں یہ بات محسوس کی ہے اور دیکھا ہے کہ زمیندار نہ صرف کاشت اپنے نام لکھوا لیتے ہیں بلکہ مزارعین کے مال مویشی پر بھی قبضہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں ۔ اس طرح کا استحصال ابھی بھی جاری ہے ، جب کہ قانون یہ ہے کہ مزارع بے دخل نہیں ہو سکتا

اگر ایسے حالات پیدا ہو جائیں تو حضور والا ۔ آپ اندازہ لگائیں کہ کیونکر نہ لوگوں میں نفرت پیدا ہو ، کیوں نہ لوگ یہ محسوس کریں کہ قانون کا احترام نہیں ہو رہا ۔ اسی طرح محکمہ پولیس سے بھی ناجائز کام لئے جاتے ہیں ۔ چوروں کی امداد کی جاتی ہے اور شریفوں کو بے عزت کرایا جاتا ہے ۔ ملک میں گھٹن ہے اور لوگ اپنے آپ کو غیر محفوظ محسوس کرتے ہیں ۔ شریف طبقہ چھپا ہوا ہے ۔ غنڈے قسم کے لوگ آ گئے ہیں ، جن سے شریف لوگ پریشان ہیں ۔ اس کا ضرور جائزہ لیا جائے ۔ اس کے لئے ضرور جانچ پڑتال کی جائے ۔ اس اسمبلی میں قانون کا جو احترام ہوتا ہے وہ میں سمجھتا ہوں کہ قابل ستائش ہے ۔ کیوں کہ جناب سپیکر ۔ یہاں آپ کی منز پرستی ہوتی ہے ۔ کاش قانون کا احترام اسی طرح فیلڈ میں بھی ہوتا ، جس سے عام لوگ فائدہ اٹھاتے ۔ اس وقت یہ حالت نہیں کہ عام آدمی کسی تھانے میں یا تحصیل میں جا کر انصاف حاصل کرے ۔ انصاف اس کو ملتا ہے جس کی سفارش ہو ۔ جس کے لئے کوئی بڑا آدمی کھڑا ہو ۔ حکومتی پارٹی کا کوئی آدمی ساتھ ہو ۔ ایسے آدمی بھی غلط قسم کے ہیں ۔ میں نے دیکھا ہے کہ ان میں سے اکثر ٹاؤٹ ہیں ۔ رشوت لیتے ہیں ۔ رشوت لے کر لوگوں کا کام کرواتے ہیں ۔ حق بات تو یہ ہے کہ جو آدمی اکیلا ہے ، غریب ہے اس کو از خود انصاف ملنا چاہئیے ۔ اس کو کسی کا محتاج نہیں ہونا چاہئیے ۔ اس کو رشوت کے بغیر انصاف ملنا ضروری ہے ۔ مگر اس ملک میں جناب والا ۔ ایسا نہیں ہو رہا ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ ایسی باتوں کی طرف حکومت کو خاص توجہ دینی چاہئیے ۔ باقی رہا یہ سوال کہ اس ملک میں کشت و خون کیوں ہوا ۔ جھگڑا و فساد کیوں ہوا ؟ میں سمجھتا ہوں اس کی ذمہ داری بھی حکومت پر آتی ہے ۔ اب جو دوبارہ الیکشن ہو رہے ہیں یہی الیکشن اگر بائیکاٹ کے فوراً بعد کرا دئے جاتے تو میرا خیال ہے کہ اس ملک کو کشت و خون سے بچایا جا سکتا تھا ۔ مگر ایسا نہیں کیا گیا ۔ جو قیمتی جانیں ضائع ہوئی ہیں یا جو آدمی قتل ہو گئے ہیں یا مارے گئے ہیں ، ان کا اللہ تعالیٰ کے ہاں ضرور حساب ہوگا ۔ جناب والا ۔ اب میں اپنے علاقے کی تکالیف کی طرف آتا ہوں ۔ میں نے اس ضمنی بجٹ میں جو کچھ دیکھا ہے وہ یہ ہے کہ ہماری پسماندہ

تحصیل شجاع آباد ، ضلع ملتان ، کے لئے اس بجٹ میں کوئی پیسہ مختص نہیں کیا گیا ۔ حالانکہ وہاں ایک کالج عرصہ سے قائم ہے ۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ اس سے کوئی استفادہ نہیں ہو رہا ۔ وہ اس لئے کہ وہاں زمین موجود ہے مگر آج تک کئی سالوں میں اس کالج کی تعمیر نہیں ہو سکی ۔ اس کے لئے چارہ نہیں ہے ۔ وہ لڑکے جو تعلیم حاصل کر رہے ہیں ان کے لئے موزوں جگہ نہیں ہے ۔ نہ ہی اس میں لیبارٹری اور سائنس کا انتظام ہے ۔ آج کل کی تعلیم کی حالت یہ ہے کہ ایم-اے اور اس سے زیادہ پڑھے ہوئے لوگ بے کاری کا شکار ہیں ۔ ان کو ملازمت نہیں ملتی ۔ جناب والا ۔ جب تک سائنس نہ پڑھائی جائے ، میرے خیال میں وہ مقصد پورا نہیں ہوتا جس کی خاطر تعلیم حاصل کی جاتی ہے ۔ تو میں یہ گزارش کروں گا کہ زمین وہاں موجود ہے ۔ اراضی خرید کی ہوئی کئی سالوں سے پڑی ہے ، مگر کالج کی عمارت آج تک تعمیر نہیں ہو سکی ۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ وہاں ایک مینگو ریسرچ سنٹر قائم کیا گیا ہے ۔ جناب والا ۔ کئی سالوں سے وہاں high paid افسران موجود ہیں ، مگر بے کار بیٹھے ہیں اور ملک و قوم کا پیسہ ضائع ہو رہا ہے ۔ میرے خیال میں ایک افسر انگلینڈ return یا foreign-trained ہے مگر آج تک اس کا وہاں قیام نہیں ہوا ۔ اس کے لئے زمین تجویز ہوئی ہے اور نہ ہی وہاں کوئی عمارت بنائی گئی ہے ۔ لاکھوں روپے اس کے لئے رکھے گئے تھے مگر اس کی تکمیل نہیں ہوئی اور قوم کا پیسہ ضائع ہو رہا ہے ۔ عالیجاہ ، وہاں سیلاب زدہ علاقہ بھی ہے ۔ تحصیل شجاع آباد ہمیشہ سیلاب کی زد میں آتی ہے اور زیادہ نقصانات ہوتے ہیں ۔ میں نے اس ضمنی بجٹ میں دیکھا ہے ۔ کہ لاکھوں کئی ہزار روپے حفاظتی بند کی مرمت کے لئے خرچ ہوئے ہیں ، مگر میں حیران ہوں کہ سب سے اہم پوائنٹ اور سب سے اہم معاملہ ویسے کا ویسا موجود ہے ۔ وہاں ایک بند جھونجوں ہے جس کے آگے ایک ایسا علاقہ ہے جو نصف میل یا اس سے کم ٹکڑا ہے ، لیکن وہ بند کئی سالوں سے ، لوگوں کے مطالبے کے باوجود ، نہیں بنایا گیا ۔ اس سے یہ نقصان ہوتا ہے کہ دریا سے ملحقہ علاقے میں دس بارہ مواضعات جو نہایت زرخیز ہیں ۔ جن میں باغات لگے ہیں ۔ جن میں اچھی خاصی فصل بھی ہوتی ہے ۔ اس موقع پر جب کہ سیلاب آتا ہے ، پانی آ جاتا ہے ، مکانات گر جاتے ہیں اور فصلیں تباہ ہو

جاتی ہیں ۔ شجاع آباد کے لوگ ہمیشہ یہ مطالبہ کرتے رہے ہیں اور افسران مقامی یہ کہتے رہے ہیں کہ اس سال یہ بند ضرور مکمل ہو جائے گا ۔ حالانکہ اس کے مکمل نہ ہونے سے بقیہ سارا حفاظتی بند بے کار ہے ۔ جتنی رقم اس پر خرچ کی گئی ہے سب ضائع ہو رہی ہے ۔ جب تک وہ خلا پر نہ کیا جائے اور وہ دس بارہ مواضعات نہ بچائے جائیں اس وقت تک اس حفاظتی بند کا مقصد میرے خیال میں فوت ہو جاتا ہے ۔ میں وزیر خزانہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ اس سلسلے میں وہ ضروری اقدامات کریں ۔ اس سلسلے میں میں فلڈ سے متعلق وزیر صاحب کی خدمت میں پیش ہوا تھا اور ان کو ایک تحریری درخواست بھی دی تھی اور انہوں نے وعدہ بھی کیا ہوا ہے کہ تیس جون تک حفاظتی تدابیر مکمل ہو جائیں گی ۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس کے لئے عرصہ سے لوگوں کا مطالبہ ہے جو بالکل جائز ہے ۔ تو میں اس معزز ایوان میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ اس معاملے پر خاص توجہ دے کر شجاع آباد کے دس بارہ مواضعات کے عوام کو اس مصیبت سے بچائیں اور ثواب دارین حاصل کریں ۔ حضور والا ۔ ہمارے علاقے کا ایک اور مسئلہ ہے ، وہ یہ ہے کہ سوئی گیس عرصہ سے شجاع آباد کے قریب سے گزر رہی ہے اور عوام بھی عرصہ سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ سوئی گیس کا فائدہ ان قصبات کو بھی پہنچایا جائے لیکن آج تک کوئی شنوائی نہیں ہوئی ۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے دریا قریب سے بہہ رہا ہو لیکن کوئی اس کا پانی نہ پی سکے ۔ میں گزارش کروں گا کہ اس کا فائدہ اٹھانے کے لئے لوگوں کو موقع دیا جائے اور ہمارے علاقے شجاع آباد کو سوئی گیس مہیا فرمائی جائے ۔ آخر میں جناب والا ۔ میں عرض کروں گا کہ شجاع آباد بہت پسماندہ تحصیل ہے جس میں بہت تھوڑے سکول ہیں اور سڑکیں ایسی ہیں کہ نزدیکی بستیوں تک ان کے ذریعے پہنچنا بہت مشکل ہے ۔ اور بیماری کی حالت میں شہر تک پہنچنا بہت مشکل ہے ۔ میں نے اس ضمنی بجٹ کو دیکھا ہے ۔ اس میں ہمارے شجاع آباد سکول یا ڈسپنسری کے لئے کوئی رقم نہیں ۔ میں وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ وہ سالانہ بجٹ پر دوبارہ غور کریں اور شجاع آباد جو ایک پسماندہ تحصیل ہے کے لئے سکول اور ڈسپنسریوں کا خیال رکھیں اور غریب عوام کی دعا لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسز رفیقہ چغتائی ۔

محترمہ رفیقہ سلطان امین (حلقہ خواتین نمبر 10) ۔ جناب سپیکر ۔ میں اپنی تقریر کے آغاز سے قبل قابل احترام قائد عوام کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے اپنی بے پناہ سیاسی بصیرت ، فہم و فراست اور صبر و استقلال سے اس ملک کو تباہی سے بچا لیا ۔ جناب وزیر خزانہ کے اپنے الفاظ میں اصحاب فیل نے ہمارے ملک اور قوم پر بھرپور حملہ کیا تھا ۔ اس کے بعد میں محترم وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتی ہوئی جس کے وہ مستحق ہیں ۔ انہوں نے 78-1977ء کا بجٹ باوجود ملکی ناساز گار حالات اور بین‌الاقوامی افراط زر کے متوازن اور عوامی امنگوں کے عین مطابق پیش کیا ۔ جن ٹیکسوں کی شرح میں اضافہ کیا گیا ہے وہ صاحب حیثیت لوگوں پر لگائے گئے ہیں ۔ اس کے علاوہ میں جناب والا کی وساطت سے گزارش کروں گی کہ میرا ضلع وہاڑی ہے ۔ اس کے چند ایک مسائل ہیں جو میں آپ کی خدمت میں پیش کروں گی ۔ آپ بخوبی جانتے ہیں کہ وہاڑی کو حال ہی میں ضلع کا درجہ دیا گیا ہے ۔ اس کی ایک تحصیل میلسی ہے جو بہت پسماندہ ہے ۔ عوام نے بالخصوص مطالبہ کیا ہے کہ یہاں ایک گورنمنٹ ڈگری کالج ہونا چاہئے ۔ کالج تو منظور ہو چکا ہے لیکن ابھی تک وہاں عمارت نہیں اور نہ ہی سٹاف کے متعلق کچھ علم ہے ۔ وزیر خزانہ صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا ہے کہ ملکی مسائل بہت ہیں ، لیکن وسائل محدود ہیں ، مسائل کے مقابلے میں وسائل کم ہیں ۔ اس کے پیش نظر میں مختصراً اس مسئلہ پر عرض کروں گی ۔ تحصیل میلسی بہت پسماندہ تحصیل ہے، وہاں کے رہائشی مسئلہ کے متعلق میں ضرور عرض کروں گی ۔ گذشتہ پانچ سال میں پانچ پانچ مرلہ کی رہائشی سکیم منظور ہو گئی تھی لیکن نا معلوم یہ کیوں منسوخ کر دی گئی ۔ میں آپ سے یہ عرض کروں گی کہ اس پر کوئی خرچ نہ ہوگا ۔ کیوں کہ محکمہ اوقاف کی چھ مربع زمین موجود ہے جو کہ کرن پور روڈ اور ملتان روڈ پر واقع ہے ۔ میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گی کہ عوام کو یہ پلاٹ ضرور دئے جائیں ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر ۔ مہر محمد ظفراللہ بھروانہ ۔

مہر محمد ظفراللہ بھروانہ ۔ جناب سپیکر ۔ بجٹ ضمنی ہو یا سالانہ

صوبائی سطح پر مرتب کیا گیا ہو یا قومی سطح پر مرتب کیا گیا ہو ، یہ اپنے عنوان کے لحاظ سے اور اجتماعی لحاظ سے عزت نفس کا محافظ ہوتا ہے۔ جناب سپیکر۔ اگر یہ ضمنی بجٹ ان قومی مقاصد کو پورا کرتا ہے تو یہ عوامی بھی ہے اور اجتماعی بھی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اس بجٹ کو ہم عوامی کہیں یا اجتماعی۔ اگر ہم قومی زندگی کے قریب ہو کر دیکھیں ، اس کی گہرائیوں پر نظر ڈالیں تو اس سے ہمیں اندازہ ہو سکتا ہے کہ آیا یہ بجٹ قوم اور ملک کے مفاد میں ہے یا خلاف ہے۔ جناب والا۔ اس وقت قوم میں جو احساس اور تصور پیدا ہو گیا ہے اس کی ایسی نوعیت بن چکی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ملک میں کسی وقت بھی کوئی حادثہ رونما ہو سکتا ہے ، آخر اس کی کیا وجوہات ہیں ؟ اگر ہم ان وجوہات پر نظر ڈالیں تو شاید ان بنچوں پر بیٹھنے والے یا ان بنچوں پر بیٹھنے والے اندازہ لگا سکیں کہ اصل بات کیا ہے۔ جب تک کسی ملک یا قوم میں سیاسی استحکام نہ ہو اس کی معیشت کسی صورت میں ٹھیک نہیں رہ سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارا بدنصیب ملک کئی سالوں سے سیاسی عدم استحکام کا شکار ہے ، جب بھی ایک حکومت آتی ہے ، اس کے لوگ بھی ساتھ آتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ یہ حکومت ٹھیک ہے۔ پچھلی حکومتوں پر نکتہ چینی کی جاتی ہے۔ یہ بجا ہے کہ نکتہ چینی کرنا ہر آدمی کا حق ہے ، لیکن یہ نکتہ چینی اس وقت تک ہی ہو سکتی ہے جب تک ان کی اپنی حکومت بر سر اقتدار نہ آئے ، اگر وہ خود بر سر اقتدار آجائیں اور سات سال یا پانچ سال تک ملک میں حکومت چلاتے رہیں تو ان کو اپنا جائزہ خود لینا چاہئے کہ انہوں نے پانچ سال میں کیا کیا ؟ جناب والا۔ آخر ہم آزاد رکن ہیں ، اس وقت ہم پر پاکستان پیپلز پارٹی کا احسان نہیں ، نہ ہی متحدہ محاذ کا ہم پر احسان ہے۔ ہم اب تک اس نتیجے پر نہیں پہنچ سکے کہ اگر پی-این-اے والے حضرات برسر اقتدار آ گئے تو موجودہ بحران جو چل رہا ہے ، اس کے کیا نتائج نکلیں گے۔ لیکن کم از کم موجودہ حکومت والے تو اس بات کو دیکھیں کہ انہوں نے اپنے وقت میں کیا کیا ؟ آج یہ زمانہ نہیں ، آج اتنی جہالت اور اتنی پس ماندگی نہیں کہ آپ وعدے کرتے رہیں اور لوگ آپ کے پیچھے چلتے رہیں۔ جہالت یہ ہے کہ اس وقت ہمارے قول

و فعل میں تضاد ہے ، ہم ایسے وعدوں پر کوئی اعتبار نہیں کرتا ۔ ہم کوئی ثبوت دلیل یا عمل پیش نہ کر سکے کہ اس حکومت نے اس ملک کو ترقی کی راہ پر لگایا ہے ۔ آپ یقین جانیں کہ ملک کی موجودہ حالت دیکھ کر دکھ ہوتا ہے کہ ہم جہاں سے چلے تھے وہیں 1947ء میں واپس پہنچ گئے ہیں ۔ یہ کیسے ہوا ، اس کی کیا وجوہات ہیں ، اس کے کیا محرکات ہیں ؟ اگر اس کو صحیح طریقے سے دیکھا جائے تو کئی باتیں سامنے آتی ہیں ۔ جناب والا ۔ اگر موجودہ حکومت اس ملک سے مخلص ہے ، اس ملک اور اس قوم کی ہمدرد ہے تو اس کو علم ہونا چاہئے کہ قوم نے اسے بلا دیکھے اور بغیر کسی تجربے کے اتنی لفٹ دی کہ کبھی کسی ملک میں بغیر تجربے کے کسی پارٹی کو اتنی لفٹ نہ دی گئی جتنی اس ملک میں پیپلز پارٹی کو دی گئی ۔ میں یہ تنقید بلاوجہ نہیں کر رہا ۔ میں پچھلے انتخابات میں بھی آزاد رکن منتخب ہوا اور بعد میں پیپلز پارٹی میں شامل ہوا ۔ جہاں تک بھٹو صاحب کی ذات کا تعلق ہے ہم ان کا احترام کرتے ہیں ، لیکن اس حکومت کا عملی پہلو دیکھ کر بہت دکھ ہوتا ہے ۔ موجودہ سیاسی بحران میں ملک تیس سال پیچھے چلا گیا ہے ۔ اس کو کون پیچھے لے گیا ہے ؟ ہم دیکھ سکتے ہیں کہ یا تو متحدہ محاذ والے لے گئے ہیں یا پھر پیپلز پارٹی لے گئی ہے ۔ جناب والا ۔ اگر تھوڑا سا بھی شعور ہو اور آدمی ملکی سطح پر سوچے تو جو بات 16 جون کو ہوئی ہے ، جو فیصلہ 16 جون کو ہوا ہے ، یہی فیصلہ 16 مارچ کو بھی ہو سکتا تھا ، 10 مارچ کو بھی ہو سکتا تھا اور ہم اس بحران سے بچ سکتے تھے ۔ یہ کیوں نہ ہوا ؟ دراصل جب بھی کوئی پارٹی اقتدار میں آتی ہے تو اقتدار کا اپنا ایک نشہ ہوتا ہے ، جس اکثر لوگ جتنے دیکھے ہیں ، بہت کم سنبھلے ہیں ۔ اگر ہم نے یہی بات مانی تھی اور الیکشن دوبارہ کرانے تھے تو یہ اس وقت بھی ہو سکتا تھا ۔ جب ہمارے ملک میں الیکشن ہو رہے ہیں اور 1977ء میں ہو رہے ہیں ، جب دنیا چاند پر پہنچ رہی ہے تو یہ الیکشن الیکشن کے طریقے سے ہونے چاہئیں ۔ اگر یہ الیکشن ٹھیک ہوتا تو ایسے حالات ہی پیدا نہ ہوتے ۔ میں زیادہ گہرائی میں نہیں جانا چاہتا ۔ میں آپ کی توسط سے اس معزز ایوان میں اپنے صوبائی الیکشن کے متعلق کچھ عرض

کروں گا ۔ ہمیں بھی نہ چھوڑا گیا ۔ میرے الیکشن میں پولیس اور عملے نے اور جملہ انتظامیہ نے اس حد تک دھاندلی کی کہ میرے خلاف پرچے دیئے پولیس میرے پیچھے لگی رہی ، سب تحصیلدار صاحب اور اے-سی صاحب میرے پیچھے لگے رہے ۔ آپ کو علم ہے کہ جس دن الیکشن ہوا تو پی-این-اے نے اس کا بائیکاٹ کیا ۔ مجھے بتائیں کہ سات آٹھ آزاد اُمیدواروں کے کامیاب ہونے سے حکومت کو کیا نقصان پہنچ سکتا ہے ۔ اگر آٹھ آزاد اُمید وار آگئے ہیں تو ہم نے حکومت کی کون سی ٹانگ توڑ دی ہے ؟ دس آجاتے ، بیس آجاتے ۔ لیکن میں اس معزز ایوان کے معزز ممبران سے کہتا ہوں کہ بد عنوانی ہمارا قانونی اور اخلاقی حق بن چکا ہے ۔ اس بات کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ پرسوں سے جب یہ اعلان ہوا ہے کہ اسمبلیاں ٹوٹ رہی ہیں تو ہمارے فاضل ارکان پر بھی مایوسی کا عالم طاری ہو گیا ہے ۔ اگر الیکشن صحیح ہوتے تو یہ باتیں نہ ہوتیں ۔ پچھلے الیکشن میں کتنا خرچ ہوا۔ آئندہ الیکشن میں بھی خرچ ہوگا ۔ دونوں اطراف جذبات تیز ہیں ، خدا کرے کہ یہ الیکشن اچھی طرح سے ہو جائے ورنہ کسی کو پتہ نہیں کہ کیا ہوگا ابھی تک تو یہ چیز بند ہے ، ڈھکی ہوئی ہے ، اس کا وقت آنے دیں پھر اس کا نتیجہ دیکھیں گے ۔ جناب والا ۔ یہ ایک ایسی چیز ہے ---

مسٹر غلام اصغر دستی ۔ Point of explanation, Sir. جناب والا۔ کیا یہ تقریر بجٹ پر ہو رہی ہے ؟

Mr. Speaker. Please confine your arguments to the Budget.

مہر محمد ظفراللہ بھروانہ ۔ جناب ، میں بجٹ پر کیا عرض کروں بجٹ میں کچھ ہو تو عرض کروں ۔ وہ تو سینئر منسٹر صاحب نے غلاف بازی کی ہے ورنہ بجٹ میں تو کچھ بھی نہیں ۔ ہمارے یہ معزز ممبران جو ابھی ابھی تشریف لائے ہیں ، خدا کرے کہ یہ پھر بھی تشریف لائیں ، یہ اٹھ اٹھ کر مطالبات کر رہے ہیں کہ ان کے علاقے میں سکول نہیں ، ہسپتال نہیں ۔ میں کہتا ہوں کہ یہ ایک ایسی بدقسمت اسمبلی ہے کہ جس سے اسی سال نہیں بلکہ آئندہ دو تین سالوں میں بھی کوئی ترقی نہ ہوسکے گی ۔ کہتے ہیں کہ

ہسپتال، سکول اور سڑکیں بن رہی ہیں، لیکن یہ صرف کاغذات میں ہی ہیں۔ آپ نے سالانہ بجٹ پڑھا ہوگا، پیسہ نہیں۔ ہماری معیشت تباہ ہو کر رہ گئی ہے، ہم پیسہ کہاں سے لائیں۔ اس حکومت کے پاس تو کچھ نہیں یہ کہاں سے لائے۔ اس بجٹ میں پولیس پر بہت زیادہ خرچ دکھایا گیا ہے۔ ان کی تنخواہیں بڑھائی گئی ہیں اور اس مد میں کروڑوں روپے کا خرچ رکھا گیا ہے۔ یہ کوئی بری بات نہیں۔ ہمارے ملک کو اس بات کی اشد ضرورت ہے۔ ہمیں ایسی پولیس چاہیے جو سو فیصدی دیانتداری سے کام کرے، لیکن ہمارے ملک میں تمام خرابیوں کی جڑ پولیس ہے۔ جہاں جاؤ، خاص کر چھوٹے طبقے میں تو بددیانتی انتہا کو پہنچ گئی ہے۔ رشوت اتنی ہے جس کی کوئی حد نہیں۔ اس پولیس نے پیپلز پارٹی کے دور میں ہڑتال کی تھی، اس وقت چونکہ لوگ حکومت اور پیپلز پارٹی کے ساتھ تھے اس لئے اس پر کنٹرول کر لیا گیا۔ یہی پولیس عوام پر گولیاں برساتی رہی ہے، زیادتیاں کرتی رہی ہے۔ اس محکمے پر حکومت خرچ کرے اور یہ ایوان اس کی منظوری دے۔ جناب والا! میں اس کی سخت مخالفت کرتا ہوں اور مجھے افسوس ہے۔ روایت کے مطابق تو میں جناب وزیر خزانہ کو مبارک دیتا ہوں ورنہ بجٹ میں کوئی ایسی بات نہیں۔

مسٹر سپیکر۔ مسز ارشاد گل مجاہد۔

محترمہ ارشاد گل مجاہد۔ عورت ہے ایک پہیہ جانے سارا زمانہ
چلے گا زندگی کے ساتھ آیا وہ وقت سہانا

جناب والا! جمہوریت میں تو دمڑی کے سجے ہوئے دربار میں عورت کی مظلومیت فریاد بن کر عدل کی زنجیر ہلاتی ہوئی دکھائی دے گی۔ ہم برسر اقتدار حکومت ہونے کے باوجود یہ احساس ہے کہ ارباب حکومت ہماری مسائل کا احترام کر رہے ہیں اور ہم خواتین کو پاکستان کے ہر محکمے میں ملازمت کا حق دیا ہے اور مردوں کے شانہ بشانہ چلنے کا موقع بخشا ہے۔ جس طرح ہم نے 1977ء میں مردوں کے شانہ بشانہ اور دوش بدوش الیکشن کے لئے کام کیا انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ الیکشن میں بھی ہم اس سے زیادہ کام کریں گی۔ قائد اعظم نے پاکستان بنایا۔ اگر میرا مذہب اجازت

دے تو میں قائد اعظم کا بت بنا کر اس سے سوال کروں کہ اسے پاکستان بنانے والے لیڈر! یہ جو مولانا مفتی محمود ہیں اور مولانا مودودی ، جو کہ ابوالاعلیٰ ہیں ، اللہ کے باپ ہیں ، اگر آپ کہیں سے ابوالاعلیٰ کا مطلب دیکھیں تو اس کا مطلب اللہ کا باپ ہے ، جو انسان اللہ کا باپ بن سکتا ہے ، جو قائد اعظم کو کافر اعظم کہہ سکتا ہے اور پاکستان کو کفرستان کہہ سکتا ہے ، وہ انسان پاکستان کی کرسی کا کیسے مستحق ہو سکتا ہے؟ ولی خان کا باپ غدار ہے اور سرخ پوش ہے ۔ اب بھی بلوچستان میں جا کر دیکھیں نیپ کے لوگ پشتو میں نعرہ لگائیں گے ، پختونستان ، پختونستان ، پاکستان مردہ باد ۔ آج بھی ان کا یہی نعرہ ہے اور سن سینتالیس سے پہلے بھی ان کا یہی نعرہ تھا ۔ اب بھی وہ پاکستان کے ٹکڑے ٹکڑے کرنا چاہتے ہیں ۔ لیکن میرے بھائیو اور بہنوں ، خدا کے لئے ان کو دیکھو جن کی گودوں کے چھوٹے چھوٹے معصوم شیر خوار بچے نیزوں پر لٹکائے گئے ، جن کے جوان بیٹے ماؤں سے جدا ہوئے ، جن کے سہاگ لٹ گئے ۔ آپ سن سینتالیس کی طرف جائیں اور پھر مل کر فیصلہ کریں کہ ہم ڈٹ کر مقابلہ کریں گے ۔ اگر موت سے ڈرنے والے یہ لوگ نہیں ، تو ہم بھی موت سے ڈرنے والے نہیں ۔ ہماری جو رات قبر میں آنی ہے ، وہ قبر میں ہی آئے گی ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔ ہمارے بھائی اس الیکشن میں ایسا کام کریں گے ، اتنی محنت کریں گے کہ ہم ایک بار پھر حزب اختلاف اور اتحاد کے لیڈروں کو بتا دیں گے کہ قائد عوام کے ساتھی زندہ ہیں ، جہاں قائد عوام کا پسینہ گرے گا ، ہمارے خون کا ایک ایک قطرہ وہاں بہے گا ۔

جناب والا ۔ بجٹ کے متعلق میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ میرا تعلق ضلع ساہیوال سے ہے ۔ وہاں جب بھی قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو تشریف لائے تو ان سے ساہیوال والوں کا یہی ایک مطالبہ تھا کہ سوئی گیس وہاں کے لئے ضروری ہے لیکن آج تک یہ سوئی گیس کا مسئلہ حل نہیں ہو سکا ۔

جناب والا ۔ ایک سال ہونے والا ہے ، چیچہ وطنی میں سیلاب آیا تھا ۔ وہاں آج بھی ایسے بے گھر لوگ موجود ہیں جو درختوں کے نیچے کھلے آسمان تلے بیٹھے ہوئے ہیں ۔ ان کے لئے آج تک کوئی جگہ نہیں ملی

سکی ۔ ساھیوال کا سب سے بڑا مسئلہ یہی ہے ۔

جناب والا ۔ ساھیوال سے پاکپتن جانے والی سڑک صرف چار فٹ چوڑی ہے اور جگہ جگہ سے ٹوٹی ہوئی ہے ۔ اس میں کھڈے اور دراڑیں پڑی ہوئی ہیں ۔ اس سڑک کی مرمت کا انتظام کیا جائے ۔

جناب والا ۔ سکولوں کے بچے تمام کے تمام پاس ہو گئے ہیں ۔ اس لئے کلاسوں میں ڈبل شفٹ ضروری ہے تاکہ بچوں کی تعلیم کا نقصان نہ ہو اور مزید عمارتوں کی ضرورت بھی نہ ہو ۔ صرف اساتذہ کی ضرورت ہوگی ۔

جناب والا ۔ میں وزیر جنگلات سے یہ کہنا چاھتی ہوں کہ جڑواں درخت نیچے سے اکٹھے پھوٹتے ہیں اور بڑا ہو کر ایک ایک درخت ہزاروں روپے کا ہوتا ہے ۔ ان دونوں درختوں کے علیحدہ علیحدہ نمبر ہونے چاھیئں۔ کیوں کہ میں دیکھتی رہی ہوں کہ ان دونوں پر ایک ہی نمبر ہوتا تھا ۔ ایک حصے کو کٹ کر انتظامیہ فروخت کر دیتی تھی اور ایک حصہ حکومت کو دکھانے کے لئے کھڑا رہتا تھا ۔ محکمہ جنگلات کے لئے جو آرے ہیں ، وہ سدود پر لگانے چاہیں تا کہ رات کو چوری چھپے کی لکڑی آروں پر نہ آسکے ۔

جناب والا ۔ جو بجٹ وزیر خزانہ صاحب نے بنایا ہے ۔ وہ ہمیں منظور ہے کیوں کہ یہ پاکستان پیپلز پارٹی کے منشور کے مطابق بنایا گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید خضر حیات شاہ ۔

سید خضر حیات شاہ ۔ جناب سپیکر ۔ بجٹ کی بحث سے پہلے میں یہ گزارش کروں گا کہ ابھی ابھی بھروانہ صاحب نے ہماری پارٹی پر یہ الزام لگایا ہے کہ اس نے مذاکرات میں دیر کر دی اور یہ جو ایجیٹیشن ہوا ہے اس کے ہم ذمہ دار ہیں ۔ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے ۔ مذاکرات ہمیشہ اسی وقت ہو سکتے ہیں جب دو فریقین ملتے ہیں ۔ اگر وہ غیر مشروط چلے آ جاتے تو یہ مذاکرات پہلے ہی ہو سکتے تھے ۔ تو یہ کہنا بے جا ہے کہ مذاکرات میں حکومتی پارٹی کی وجہ سے دیر ہوتی رہی ہے ۔

جناب والا ۔ میں بجٹ کی طرف آتا ہوں ۔ کل بجٹ کی تقاریر کے دوران

چند اراکین حزب اختلاف نے تنقید کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ کچھ رقوم کا تصرف غلط ہوا ہے۔ مثلاً کچھ جنگلات پر کیا گیا ہے، کچھ ورزش پر اور کچھ جمناسٹک پر کیا گیا ہے، یہ غلط اور بے سود ہے۔ میں اس کی مخالفت کرتے ہوئے یہ عرض کرتا ہوں کہ ہر شعبے کی اپنی اپنی جگہ خصوصیت ضرور ہوتی ہے۔ ہر شعبے کی ترقی کے لئے کچھ نہ کچھ فنڈز کی ہمیشہ ضرورت رہتی ہے۔ اور ہر شعبے کو فنڈز سے محروم رکھنا بالکل غلط ہے۔ دیکھنا یہ ہوتا ہے کہ اہم شعبہ کون سا ہے۔ اور کس شعبے کی عوام کو اشد ضرورت ہے۔ اس پر پہلے توجہ دینا ہمیشہ مناسب سمجھا جاتا ہے۔

جناب والا۔ کل ایک معزز رکن نے بھی فرمایا تھا، میرے حلقہ نیابت سے بیراج کا تعلق ہے۔ وہاں یہ سدھنائی بیراج ناکارہ ہو چکا ہے اور اس سے لاکھوں لوگوں کو نقصان پہنچتا ہے۔ میری عرض یہ ہے کہ اس بیراج کا کشادہ ہونا بہت لازمی ہے۔ یہ مسئلہ آج سے کئی سال پہلے سے چلا آ رہا ہے۔ لیکن اس پر کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ کئی تجاویز پیش ہوئیں لیکن ان کا نفاذ نہیں ہو سکا۔ جناب والا۔ حالت یہ ہوتی ہے کہ سدھنائی بیراج کے راستے بارش کا پانی کو حکومت بیراج کے بچاؤ کے لئے مجبوراً کاٹتی ہے، کیونکہ بیراج کا بچانا بھی لازمی ہے۔ خود اسے ڈائنامائیٹ کر کے پانی چھوڑ دیتے ہیں۔ اس پانی کا کوئی حساب نہیں ہوتا، پچاس پچاس ہزار کیوسک پانی چھوڑ دیتے ہیں جس سے یہ پانی میلوں تک پھیل جاتا ہے۔ اور ضلع لائلپور، جھنگ اور ملتان کا سارا علاقہ فنا اور برباد کر دیتا ہے۔ جانی نقصان ہوتا ہے، ہزاروں مال مویشی ختم ہو جاتے ہیں، لاکھوں روپوں کی فصلات کا نقصان ہوتا ہے۔ پھر اس پانی کے خشک ہونے تک سردی کا موسم آ جاتا ہے۔ سردی کے موسم آنے سے لوگ اپنے کچے مکانات نہیں بنا سکتے، اپنا سر نہیں چھپا سکتے۔ نہ ان کے پاس خوراک کا کوئی انتظام ہوتا ہے۔ لانچیں وہاں چل رہی ہوتی ہیں۔ سردی میں کئی لوگ، بچے، بوڑھے باہر ہی مر جاتے ہیں۔ اور درختوں پر چڑھ کر بیٹھے رہتے ہیں۔ یہ بہت اہم مسئلہ ہے اور میں وزیر خزانہ کی توجہ اس طرف ضرور دلانا چاہتا ہوں۔ لیکن یہ نہیں کہنا، جیسا کہ میں نے پہلے یہ عرض کیا ہے، کہ ہم کسی ایک شعبے سے روپیہ کاٹ کر اس پر لگا دیں۔ میں یہ عرض کروں گا کہ ہر شعبے

پیسہ اگر کچھ نہر کچھ گنجائش کی جائے اور کچھ مرکز سے اس پراجیکٹ کے لئے روپیہ مانگا جائے اور اسے مکمل کیا جائے تو اس سے لاکھوں لوگوں کی بہبودی ہو سکتی ہے ۔ یہی ہمارا منشور ہے کہ ہم عوام کا ہر طریقے سے بھلا کریں ، اور یہی قائد عوام کا فرمان ہے ۔ جناب والا ۔ اسی طرح کی اور بھی کئی تکالیف ہیں ۔ میرے حلقہ میں سڑکیں پختہ نہیں ، ڈسپنسری نہیں ۔ جناب والا ۔ دریا پار ، راوی پار ہزاروں گھر ہیں ، بڑے بڑے گاؤں ہیں ، لیکن وہاں بجلی کی فراہمی کا انتظام نہیں ، کوئی سڑک پختہ نہیں ۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ میرے علاقے کے سابق رکن ، وہ سات سال میں وہاں کوئی ترقیاتی کام نہ کروا سکے ۔ میرے خیال میں ان کی طرف سے کوئی تجویز ہی پیش نہ کی گئی ۔ حالانکہ یہ علاقہ نہایت ہی اہم ہے ۔ اس لئے میں وزیر خزانہ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اس علاقے پر خصوصی توجہ دی جائے بلکہ میں یہ بھی کہوں گا کہ وزیر مواصلات دورے پر آئیں اور خود آ کر حالات دیکھیں ۔ ہمارے ہاں ایک سیم چینل بنایا گیا ہے ، کئی سال پہلے وہ بیکار ہو گیا تھا اور اس پر کروڑوں روپے خرچ کئے جا چکے ہیں ۔ اگر اس کی بجائے سڑکیں بنائی جاتیں تو عوام کو زیادہ فائدہ ہوتا ۔ اس سیم چینل سے فائدے کی بجائے ہمیں نقصان ہوتا ہے کیوں کہ اس کی مرمت پر لاکھوں روپے خرچ کئے گئے مگر سیلاب کے بعد یہ پھر خراب ہو گیا ۔ اس سے تین ضلعوں کو نقصان پہنچتا ہے ۔ اس لئے آپ اس پر خصوصی توجہ دیں ۔ اس کے بعد آخر میں ، جناب والا ، عرض کروں گا کہ ہمیں معلوم ہے ہمارے مسائل زیادہ ہیں اور وسائل کم ہیں لیکن گذشتہ چند ماہ سے حزب اختلاف نے جو تخریب کاری شروع کی ہوئی ہے اس سے ملک کی اقتصادی حالت پر بہت برا اثر پڑا ہے ۔ اس کی ذمہ داری حزب اختلاف پر عائد ہوتی ہے ۔ یہ متوازن بجٹ اس حالات میں پیش کیا گیا ہے ، اس کے لئے وزیر خزانہ واقعی مبارکباد کے مستحق ہیں ۔ آخر میں میں جناب وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں ۔ شکریہ ۔

سید محمد اللہ شاہ ۔ جناب والا ۔ میں جناب وزیر خزانہ کو جنہوں نے اس ہنگامہ آرائی کے باوجود ایک متوازن بجٹ پیش کیا ہے ، مبارکباد

پیش کرتا ہوں ۔ جناب والا ۔ چونکہ وقت بہت کم ہے اس لئے میں اپنے علاقے کے چند مسائل پیش کرتا ہوں ۔ میں جناب وزیر خزانہ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ میرا تعلق ضلع مظفر گڑھ کی تحصیل علی پور سے ہے ۔ اس میں آج تک کوئی پختہ سڑک نہیں بنائی گئی ۔ پوری تحصیل میں صرف ایک سڑک ہے جو ہائی وے کہلاتی ہے ۔ یہ بھی تحصیل کے ایک کونے سے گزرتی ہے۔ اور علاقے کے لوگوں کو کم از کم 35 میل پیدل چل کر شہر میں ضروریات زندگی کے لئے جانا پڑتا ہے ۔ اگر ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر یعنی مظفر گڑھ جانا ہو تو 35 میل چل کر جانا پڑتا ہے ۔ اس لئے جناب والا ۔ میری استدعا ہے کہ جتوئی سے کینجھر تک پختہ سڑک بنائی جائے ۔ اس کے علاوہ جناب والا۔ دوسری سڑک جتوئی سے بکائن جاتی ہے ، اسے بھی پختہ بنایا جائے ۔ تاکہ لوگوں کو 35 میل چلنے کی تکلیف نہ ہو ۔ جناب والا ۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ میری تحصیل علی پور میں ، جو بڑی زرخیز ہے اور آمدنی کے لحاظ سے بھی بڑی اچھی ہے ، آج تک کوئی سہولت نہیں دی گئی ۔ اس لئے میں استدعا کروں گا کہ ان سڑکوں کو پختہ کیا جائے ۔ اس کے علاوہ میں یہ عرض کروں گا کہ ایک شوگر مل بھی ہمارے علاقے میں لگائی جائے ۔ تحصیل علی پور میں گندم ، گنے اور کپاس کی فصلیں بڑی کثرت سے ہوتی ہیں ۔ اس لئے یہاں پر شوگر مل لگانا نہایت مناسب ہوگا ۔ اس کے بعد میں جناب وزیر خزانہ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ میرے علاقے میں سکول تو منظور شدہ ہیں ، لیکن وہاں ان کے لئے عمارت کا کوئی بندوبست نہیں ۔ چند کے نام مجھے معلوم ہیں ۔ رام پور ۔ بیلے والی ۔ دریائی اور شکربیلے یہاں بچے باہر گرمی میں بیٹھ کر تعلیم حاصل کرتے ہیں ۔ لہذا مہربانی فرما کر عمارات کا بندوبست کیا جائے ۔ آبپاشی کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ ٹیوب ویل کے لئے رقم مختص کی گئی ہے اور جو خراب ہیں ان کو بھی درست کیا جائے گا ۔ میرے علاقے میں 25 ٹیوب ویل ایسے ہیں جو تین سال سے ناکارہ ہیں ۔ انہیں آج تک صحیح نہیں کیا گیا ۔ میں نے وہاں کے افسران کو بھی اس سلسلے میں آگاہ کیا تھا مگر کوئی شنوائی نہیں ہو سکی ۔ جناب والا ۔ وہاں کے لوگوں کی فصلات تباہ ہو رہی ہیں ۔ اس کے علاوہ حمزہ والی میں ایک بند ہے ، جو پہلے بھی تھا ۔ اس سے ٹیوب ویل کے پائپ گزرتے تھے ۔ لیکن

ھوبارو جب اسے ہٹایا گیا تو ٹیوب ویل کے پانی کے پالپ بند ہوگئے ۔ ان کو دوبارہ اس بند میں ڈالا جائے ۔ اس کے علاوہ ایک نالہ بھی گزرتا ہے ۔ جو سلٹ کی وجہ سے بند ہو چکا ہے ۔ پانی کی بڑی کمی ہے ۔ علاقہ زرخیز ہے۔ لیکن لوگ پانی کی قلت کی وجہ سے پریشان ہیں ۔ فصلات کو کافی نقصان ہو رہا ہے ۔ مہربانی فرما کر اس پر بھی توجہ دی جائے ۔ اس کے بعد میں وزیر تعمیرات کی خدمت میں عرض کروں گا کہ میری تحصیل میں سرکاری افسران کے لئے رہائش کا کوئی بندوبست نہیں ۔ اسسٹنٹ کمشنر ، تحصیلدار ، نائب تحصیلدار کسی کے لئے رہائش کا بندوبست نہیں ۔ اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ اس پر سب سے پہلے توجہ دی جائے ۔ جناب والا ۔ ہمارا علاقہ بہت غریب ہے ۔ ہمارے ضلع مظفر گڑھ کی باقی تحصیلیں ترقی کر چکی ہیں ۔ مگر ہماری تحصیل ابھی تک پسماندہ ہے ۔ اس کے بعد ، سب سے آخر میں ، میں جناب وزیر اعلیٰ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارے علاقے کے لوگوں کے لئے ملازمتوں میں کوٹہ مخصوص کیا جائے ۔ تاکہ علاقے کے لوگوں کو ملازمت مل سکے ۔

مسٹر مرید مہدی خان ۔ جناب سپیکر ۔ میں کوئی لمبی چوڑی تقریر کرنا نہیں چاہتا ، اور بعض ممبران کی طرح جوش دکھانے کا ارادہ بھی نہیں رکھتا ۔ وزیر خزانہ نے جو بجٹ پیش کیا ہے ، ان حالات اور وسائل کے مطابق میرے خیال میں تقریباً بہتر ہے ۔ میں بحیثیت ایک آزاد ممبر ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔

لیکن اتنی سمع خراشی کرنے کی جسارت ضرور کروں گا کہ جس علاقے سے میں منتخب ہوا ہوں اگر وہاں کے مسائل بیان نہ کروں تو میرے لئے افسوس کا مقام ہوگا ۔ اور ان کے ساتھ بھی نا انصافی ہوگی ۔ جناب والا ۔ ہمارا ضلع میانوالی صوبہ پنجاب کا پسماندہ ترین ضلع ہے ۔ یہاں پر تعلیم کا فقدان ہے ، سکول بہت تھوڑے ہیں ، بجلی کم ہے ، سڑکیں نہ ہونے کے برابر ہیں ، ہسپتال کم ہیں ، ہمارا قصبہ ڈھنا 30 ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔ یہاں پر انٹر کالج کا ہونا ضروری ہے ۔ اس کے ارد گرد 109 ہائی سکول ہیں ، لڑکوں کی تعداد کافی ہے ۔ ڈھنا شہر میں ٹی۔ڈی۔اے کی ایک عمارت

موجود ہے جو کہ ناکارہ پڑی ہوئی ہے ۔ اگر اس کو سکول کے لئے استعمال کیا جائے تو بجٹ میں کافی بچت ہو سکتی ہے ۔ اس کے علاوہ ایک موضع ڈھٹب ہے ، وہاں پر بجلی کے کھمبے اور تاریں لگ چکی ہیں ، لیکن وہاں پر کنیکشن نہیں دیا گیا ۔ افسران متعلقہ سے پوچھا جائے تو کہتے ہیں کہ ارتھ (Earth) لگانا ہے ۔ خدا جانے کہ وہ ارتھ کب لگے گا ۔ اس کے علاوہ ڈہنا شہر دو مواضعات کاماں شاہ اور سہربان شاہ دریا برد ہو چکے ہیں ۔ اور شہر کو سخت خطرہ ہے ۔ اگر فوری بندوبست نہ کیا گیا تو بے حد نقصان کا احتمال ہے ۔ کافی زرخیز زمین ضائع ہو جائے گی ۔ میں وزیر آبپاشی سے گزارش کروں گا کہ براہ مہربانی اس معاملے پر توجہ دیں ۔

بیگم ظہور اکرم حیات ملک ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جناب سپیکر ۔ سب سے پہلے میں محترم وزیر خزانہ کو دلی مبارکباد کہتی ہوں کہ انہوں نے ان نا مساعد حالات میں اتنا متوازن اور قومی امنگوں کے مطابق بجٹ پیش کیا ہے کہ اس کی کہیں مثال نہیں ملتی ، اور اس سے بہتر بجٹ پیش ہی نہیں ہو سکتا ۔ جب کہ قوم پر مصیبت آئی ہوئی تھی ، جب کہ لاہور جل رہا تھا ، جب کہ سیالکوٹ میں قتل عام ہو رہا تھا ، جب کہ دوسرے شہروں ، ملتان میں جگہ جگہ آگ لگائی جا رہی تھی ، اور اب جب کہ ہر ایک کو اپنی جان کی پڑی ہوئی ہے ، ایسے نا مساعد حالات میں ہماری عوامی حکومت نے اس سال یعنی 78-1977ء میں بہت سے کار آمد منصوبے بنائے ہیں ۔ جناب والا ۔ اگست 1976ء میں سیلاب نے جو تباہ کاریاں مچائیں ۔ ان کو سمیٹ لینا ہی ہماری عوامی حکومت کا سب سے بڑا کارنامہ ہے ۔ اس سے عہدہ بر آ ہونا ہی کافی ہے ۔ جناب والا ۔ میں نے لاروروال میں جا کر دیکھا ہے کوئی مویشی نہیں بچا ، کوئی فصل نہیں رہی ۔ قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو بہ نفس نفیس وہاں آئے تھے ۔ انہوں نے ہمارے جیالوں کو ، جن کے تن پر کپڑا نہ تھا ، ان خواتین کو جن کے سہاگ لٹ گئے تھے ، ان لوگوں کو جن کی فصلیں تباہ ہو گئی تھیں ، جن کے مویشی تباہ ہو گئے تھے ، جن کے گھر بار تباہ ہو گئے تھے ، گلے سے لگایا تھا اور حوصلہ دیا تھا ، تسلی دی تھی نہ سب سے پہلے ہم آپ کے لئے

کچھ کریں گے۔ آپ کا درد پوری قوم کا درد ہے ۔ ہم آپ کو بھائیں گے اور پوری توجہ آپ پر دیں گے ۔ جناب والا ۔ وہ سیلاب کی آمد کیا کم آفت تھی ؟ اس وقت اس میں ہمارے ضلع سیالکوٹ کے اکثر شہر بہہ گئے تھے ۔ اس پر بھی اس حکومت نے قابو پا لیا ۔ اس کے بعد دوسری اصلاح یا بڑا کارنامہ خالص آٹے کی فراہمی کرنے کا ہے ۔ اس سے ہمارے قومی خزانے میں کافی کمی ہوئی ہے ۔ ہمیں حقیقت کو تسلیم کر لینا چاہئے ۔ جس مد پر خرچ ہوتا ہے ۔ اس مد میں خسارہ بھی ہمیں تسلیم کرنا ہوتا ہے ۔ اس کو کسی نہ کسی طرح سے پورا بھی کرنا ہوتا ہے ۔ تو یہ دوسرا بہتری کا کام خالص آٹے کی فراہمی تھی ۔ اس کے بعد جناب والا ۔ تیسری بات مالیے کی معافی ہے ۔ اس سے قومی خزانے کو کافی خسارہ ہوا ہے لیکن پھر بھی ہمیں اپنے وزیر خزانہ پر فخر ہے کہ انہوں نے اتنا متوازن بجٹ پیش کر کے اور مالیہ معاف کر کے عوام کو فائدہ پہنچایا ہے ، کیوں کہ مالیہ کی معافی سے 80 فیصد آبادی کا فائدہ ہوگا ۔ اس حکومت نے اس خسارہ کو بھی بڑی خوش اسلوبی سے سمیٹا ہے ۔ اس کے بعد جو سب سے زیادہ خسارہ ہمیں ہوا ہے ۔ وہ شراب اور جوئے پر پابندی سے ہوا ہے ۔ جناب والا ۔ شراب اور جوئے سے جو کئی لاکھ روپے کی آمدنی ہو رہی تھی وہ کہاں سے پوری ہو سکے گی ۔ ہمارا مطالبہ تھا کہ پاکستان اسلامی جمہوریہ ہے ۔ اس لئے انہوں نے اس لعنت کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کرنے کے لئے یہ خسارہ بھی برداشت کر لیا ہے ۔ اور جناب والا ۔ سب سے آخر میں یہ کہ جو crisis ہم پر آیا ہے اس سے پوری قوم کا سر ندامت سے جھک گیا ہے ۔ یہ وہ پاکستان ہے جس کے لئے 1947ء میں ماؤں بہنوں نے سہاگ لٹا دئے ۔ ان کی عصمتیں اور عظمتیں ختم ہو گئیں ۔ اس crisis میں بھی وہ پوری اتری ہیں ۔ اس کو cover کرنا بھی بہت بڑی بات ہے ۔ یہ اربوں روپے کا نقصان ہے جو کسی طرح سے بھی پورا نہیں ہو سکتا ۔ ہمارے حزب اختلاف کے ممبران بار بار ہم پر الزام لگاتے ہیں کہ آپ لوگوں نے یہ کیا وہ کیا ۔ مجھے بتائیں کہ ہم نے کیا کیا ؟ ہم لوگ جیتے تھے ۔ ہم نے کوئی دھاندلی نہیں کی ۔ ان کا رویہ یہ ہے کہ نہ کھیلتے ہیں اور نہ کھیلنے دیں گے ۔ وہ ہمارے اوپر غاصبانہ قبضہ

کرنا چاہتے تھے - میں کہتی ہوں کہ ان کا مطالبہ ایسے ہے کہ :

وہ اپنی خو نہ چھوڑیں گے ہم اپنی وضع کیوں بدلیں
سبک سر بن کے کیوں پوچھیں کہ ہم سے سرگراں کیوں ہو

دوسری بات یہ ہے کہ اپوزیشن والوں کے دل میں جو بات ہوتی ہے وہی بات کہتے ہیں -

دل کے آئینے میں ہے تصویر یار
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

ان کو یہی لگتا ہے کہ یہ ظلم ہم نے کیا ہے - ظلم تو وہ ہم مظلوموں پر کرتے ہیں - پاکستان پیپلز پارٹی کے جیالے کارکنوں نے صبر و شکر کا مظاہرہ کیا ہے - ورنہ ہم بھی طوفان تھے - ہم میں بھی طاقت تھی - ہمارے پاس بھی اسلحہ تھا - لیکن ہمارے قائد کا حکم تھا کہ صبر اور شکر سے کام لیں اور آرام سے بیٹھیں - ہماری طرف سے کوئی زیادتی نہیں ہوئی - اس لئے ان کا یہ الزام بے بنیاد ہے کہ ہم نے زیادتی کی ہے - سب ظلم و ستم انہوں نے توڑے ہیں - یہ جو بجٹ ہے اور ترقیاتی پروگرام ہیں - یہ ہزار دفعہ نہ بنیں لیکن ہمارا پاکستان تو قائم رہے ، سلامت رہے - اگر پاکستان سلامت ہے تو ترقیاتی منصوبے بھی تکمیل کو پہنچیں گے - انشاء اللہ تعالیٰ ہم اپنی پیداوار میں اضافہ کریں گے - ہمارے وسائل کم ہیں اور مسائل زیادہ ہیں ، ہم انشاء اللہ ان کو یک جا کر لیں گے اور یہ کمی بھی پوری ہو جائے گی - اس کے بعد جناب والا - میں آپ کی توجہ اپنے شہر کے مسائل کی طرف مبذول کراؤں گی ، میرا شہر سیالکوٹ جیالوں کا شہر ہے ، یہ بہادروں کا مسکن ہے - یہ علامہ اقبال کا آبائی وطن ہے - اس سے سوتیلی ماں کا سا سلوک کیوں کیا جا رہا ہے ؟ جناب والا - آپ اگر وہاں تشریف لے جائیں تو دیکھیں گے کہ کس قدر مسائل ہیں - یہ وہ شہر ہے جس کو ساری دنیا میں اہمیت حاصل ہے - ہمیں سیالکوٹ پر فخر ہونا چاہئے کہ وہ مصور پاکستان کا شہر ہے ، یہ وہ شہر ہے جہاں پر 1965ء کی جنگ میں جیالے سر بکف ہو کر ، سینہ سپر ہو کر ، سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر ٹینکوں کے آگے لیٹ گئے تھے - جہاں پر انہوں نے دشمن کو صرف چند گز کے فاصلہ پر روکا تھا - جناب والا ،

چھاؤنی شہر سے صرف دو تین میل دور ہے اور وہاں دشمن کی جو یلغار تھی، اس وقت وہاں پر ٹکا خان تھے ، انہوں نے اس کو روکا ۔ سیالکوٹ کے جیالوں نے اس کو روکا ۔ شہر والوں نے فوج کا ساتھ دیا ۔ انہوں نے کسی قسم کا خوف و ہراس محسوس نہ کیا ۔ جناب والا ۔ یہ وہ وقت تھا جب کہ سیالکوٹ شہر پر 100 پونڈ وزنی بم پڑا تھا اور وہاں قیامت برپا تھی ۔ بہت سے لوگ شہر بدر ہو گئے لیکن پھر بھی ہم نے اپنے دلوں کو مضبوط رکھا۔ بہنوں نے بھائیوں کا حوصلہ بڑھایا ۔ ماؤں نے بیٹوں کو تسلی دی ، کہ پاکستان قائم ہے تو سب کچھ ہے ۔ وہ بھی ہم کر گزرے ، اس کے باوجود میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہماری مشکلات کیوں نہیں حل کی جاتیں ۔ کیوں وہ آپ سے پوشیدہ ہیں ۔ جناب والا ۔ مسائل تو بہت ہیں لیکن میں آپ کی توجہ صرف چند ایک مسائل کی طرف مبذول کراؤں گی ، کیوں کہ یہ بجٹ سارے پنجاب کا بجٹ ہے ۔ سب سے پہلے مسئلہ یہ ہے کہ وہاں سڑکوں کی حالت انتہائی خراب ہے ۔ 18 لاکھ روپیہ کی گرانٹ مقامی میونسپل کمیٹی کے لئے جون 1976ء میں منظور ہوئی تھی ، لیکن بار بار کی یاددھانی کے باوجود اس کے متعلق یہاں سے کوئی مؤثر جواب نہیں ملا ۔ کئی دفعہ ہم ایڈمنسٹریٹر کو ملے ۔ وہ کہتے ہیں کہ 1976ء کی گرانٹ لائیں تو سڑکیں ٹھیک کریں گے ۔ انہوں نے کہا یہ درست ہے کہ سڑکوں کی حالت اتنی ناگفتہ بہ ہے لیکن آپ پہلے گرانٹ لائیں ۔ جناب والا ۔ آپ اندازہ لگائیں ، سڑکوں کی حالت اتنی ناگفتہ بہ ہے کہ ٹریفک تو کیا پیدل بھی کوئی آدمی وہاں نہیں چل سکتا ہے ۔ نالیوں کا پانی سڑک کے درمیان ٹھہر جاتا ہے ۔ ماڈل ٹاؤن کا دو میل کا ٹوٹا اتنا خراب ہے کہ آئے دن وہاں پر حادثات ہوتے رہتے ہیں ۔

جناب والا ۔ ماڈل ٹاؤن ایک ایسی جگہ ہے جو ایکسپورٹ کے سلسلے میں بڑا مشہور ہے اور جہاں غیر ممالک سے لوگ آتے رہتے ہیں ۔ وہ حیران ہوتے ہیں کیوں کہ ماڈل ٹاؤن ، جو ہمارے سیالکوٹ شہر کا دل ہے ، وہاں کی سڑکوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے اور سیوریج سسٹم خراب ہونے کی وجہ سے پانی سڑکوں پر کھڑا رہتا ہے ۔

دوسری بات جو آپ کی توجہ کے لئے عرض کرنا چاہتی ہوں ۔ وہ یہ ہے

کہ سکولوں کی تعداد بہت کم ہے ۔ ایک ایک سکول میں ستر ستر سو لڑکے پڑھتے ہیں ۔ جناب والا ۔ میں آپ سے گزارش کرتی ہوں کہ کم از کم رنگ پورہ میں ایک لڑکیوں کا ہائی سکول بنایا جائے ۔

جناب والا ۔ پانی کا مسئلہ بڑا اہم ہے ۔ سیالکوٹ میں ٹبہ ککے زئیاں اونچے علاقے پر واقع ہے جس کی وجہ سے وہاں پانی بالکل نہیں چڑھتا ۔ مرد تو کاموں پر چلے جاتے ہیں مگر عورتیں پانی کی بالٹیاں ڈھو ڈھو کر مر جاتی ہیں ۔ اور اس طرح سے ان کی پوری زندگی پانی ڈھونے میں ہی گزر جاتی ہے ۔

چوتھا مسئلہ یہ ہے کہ اپوا کالج کو نیشنلائز کیا جائے کیوں کہ وہاں صرف یہی ایک لڑکیوں کا کالج ہے اور طالبات کی تعداد اتنی زیادہ ہے اور میرے علم میں یہ بات آئی ہے کہ ایک تہائی لڑکیاں اپنے اپنے گھروں میں اس دفعہ بیٹھی رہ گئیں کیوں کہ ان کو گورنمنٹ کالج میں داخلے نہ مل سکے ۔ تو جناب والا ۔ میں یہ عرض کروں گی کہ اپوا کالج کو نیشنلائز کیا جائے اور اس کی بلڈنگ میں توسیع کی جائے ۔ امید ہے کہ یہ مسئلہ جلد ہی حل ہو جائے گا ۔

دوسری بات یہ ہے کہ میرے کالج کی چھتیں اتنی کمزور ہیں کہ وہ گرنے والی ہیں ۔ اس کے بارے میں میں یہ کہتی ہوں کہ شاید کسی دن اطلاع آ جائے کہ پوری چھت کلاس پر گر پڑی ۔ اگرچہ وہاں ڈگری کلاسیز بھی لگتی ہیں لیکن چھتیں بہت بوسیدہ ہیں ، اور یہ سو سالہ پرانا کالج ہے ۔ جناب والا ۔ اس کی چھتوں کی مرمت کی طرف توجہ دی جائے ۔ آخر میں میں یہ عرض کروں گی کہ حبیب پورہ میں ایک مذبح خانہ ہے ۔ جس کی بدبو پورے علاقے کے مکینوں کے لئے تکلیف کا باعث بنی ہوئی ہے اور ایسے لگتا ہے جیسے کوئی نہ کوئی بیماری پھوٹ پڑے گی ۔ جناب والا ۔ میں عرض کروں گی کہ اس مذبح خانے کو شہر سے دور لے جایا جائے ۔

آخر میں میں یہ عرض کروں گی کہ وہاں ایک ڈیف اینڈ ڈمب سکول ہے ۔ اس کو گورنمنٹ اپنی تحویل میں لے کر چلائے ۔ جناب والا ۔ میں اپوا کی آفس سیکرٹری ہوں ۔ اس وجہ سے مجھے پتا ہے کہ ان بچوں کے لئے

بکوئی عمارت نہیں اور کسی دوسرے سکول میں ایک کمرہ لے کر وہ ڈیف اینڈ ڈمب سکول چلایا جا رہا ہے ۔ اس میں تقریباً ساٹھ سے زیادہ بچے ہیں ۔ جو کہ میٹرک تک تعلیم حاصل کریں گے ۔

جناب والا ۔ آخر میں میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ مجھے سیالکوٹ کے مسائل پیش کرنے کا موقع ملا ۔ ایک بار پھر میں سینئر منسٹر صاحب کا شکریہ ادا کرتی ہوں جنہوں نے عوامی امنگوں کے مطابق بجٹ پیش کر کے ہم سب کو شکریہ ادا کرنے کا موقع دیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وزیر خزانہ ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ فاضل قائد حزب اختلاف نے بہت سے نکات اٹھائے تھے ۔ وہ اب خود سننے کے لئے موجود نہیں ۔ بہر حال میں یہ گزارشات پیش کرنی چاہتا ہوں کہ اگرچہ آئینی تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے ضمنی بجٹ 190 کروڑ 35 ہزار روپے کا پیش کیا گیا ہے ۔ لیکن حقیقت میں خزانے سے جو نقد ادائیگی ہوئی اور جو خدمات یا تعمیرات یا ترقیاتی کام کئے گئے وہ صرف 18 کروڑ 80 لاکھ روپے کے ہیں ۔ یہ کل رقم پچھلے سال کے ، 1977-76 کے ، میزانیہ کا 3.4 فیصد ہے ۔ پچھلے سال یہ رقم اس سے زیادہ تھی اور اس سے پچھلے سال اس سے بھی زیادہ تھی ۔ جناب والا ۔ میں نے ہمیشہ اس ایوان میں اس کا اقرار کیا ہے کہ ہم ایک ترقی پذیر ملک ہیں ، ہم خواہ کتنی بھی باتیں سال کے شروع میں سوچیں سال کے دوران بہت سے ایسے عوامی مطالبات یا ناگہانی آفات آ جاتی ہیں جن کے لئے حکومت کو فوراً اور بر وقت اقدامات کرنے پڑتے ہیں ۔ جناب والا ۔ میں نے کبھی اس ایوان میں یہ کہنے میں کوئی عار محسوس نہیں کی کہ ہم نے اتنے کروڑوں سپلیمنٹری گرانٹس منظور کی ہیں ، بشرطیکہ وہ گرانٹس مفاد عامہ میں استعمال ہوں ۔ اس لئے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ نہ صرف یہ کہ اس سال پچھلے سالوں کے مقابلے میں رقم کم ہے بلکہ یہ کہ اس رقم کا استعمال بھی مفاد عامہ کے تحت ہوا ۔ چند ایک باتیں جو فاضل قائد حزب اختلاف نے کی تھیں میں ان کا جواب دینے کے لئے چند باتیں اس ایوان میں عرض کرتا ہوں ۔

مثلاً انہوں نے فرمایا تھا کہ چک بندی ڈرین جو چنیوٹ کے پاس ہے اور وہ پہاڑی نالہ جو لائلپور کے ڈرینج کے لئے بنایا گیا ہے ، اس کا پانی جب اس میں ڈالا جائے گا تو یہ ڈرین اس پانی کو برداشت نہ کر سکے گی ۔ جناب والا ۔ ان کی یہ اطلاع درست نہیں کیوں کہ پہلے ہی چک بندی ڈرین کو اس حساب سے بنایا گیا تھا کہ پہاڑی نالے کا پانی اس میں آ کر پڑے گا ۔ اتفاق سے میں اس وقت محکمہ آبپاشی کا وزیر تھا اور مجھے ذاتی طور پر اس کا علم ہے ۔ البتہ اس پہاڑی نالے کی سکیم میں خود ایک تبدیلی ہو گئی تھی ۔ جس کی وجہ سے اب کچھ additional پانی اس چک بندی ڈرین میں جائے گا ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سال ہمیں پلوں کی ری ماڈلنگ کرنا ہوگی اس کا بھی ہم نے بندوبست کر لیا ہے اور اس پر کام جاری ہے ۔ پھر جناب والا ۔ ایک اور فاضل رکن جو حزب اختلاف سے تعلق رکھتے ہیں ، انہوں نے کہا تھا کہ جو سیلاب کے نقصانات کی تلافی کا خرچ ہے وہ صرف مئی کے مہینے میں شروع ہوا ، اس سال کچھ کام نہیں کیا گیا ، یہ خرچ ٹھیک نہیں ہوگا اور یہ ضائع ہو جائے گا ۔ جناب والا ۔ میں ان کی اطلاع کے لئے عرض کرتا ہوں کہ قطعاً کوئی ایسی بات نہیں ۔ سیلاب سے جو نقصانات ہوئے ان کا اندازہ لگا کر ہم نے اخراجات کئے ہیں ۔ جناب والا ۔ لمبی مدت کے منصوبوں پر خرچ بڑھ گیا تھا ۔ اس کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ نہریں ٹوٹ گئی تھیں ، ان کی ہم نے فوراً مرمت کرنی تھی ۔ ربیع کی فصل یعنی گندم کی فصل کی کاشت کا موسم تھا ۔ اس سے پہلے تمام صوبے کی نہروں کو اس قابل بنا دیا گیا تھا کہ پانی کھیتوں تک پہنچ سکے ۔ جناب والا ۔ اسی طرح ٹیوب ویل بھی سیلاب سے متاثر ہو گئے تھے ، جن کی مشینری خراب ہو گئی تھی ، ٹرانسفارمرز جل گئے تھے اور تاریں خراب ہو گئی تھیں ۔ جناب والا ۔ ان کو اولیت دی گئی ۔ تیسرے ، کچھ ایسے بندوں کی تعمیر یا ایسے spurs کی تعمیر یا کچھ ایسے فلڈ پروٹیکشن ورکس کی تعمیر ، جس کی منصوبہ بندی کے لئے کچھ وقت لگتا ہے ، ان کی پلاننگ کرنی پڑی اور چونکہ ان میں سے اکثر آج سے پچاس یا چالیس سال پہلے کے بنے ہوئے تھے ، تو 77-1976ء میں ان پر کام شروع کیا گیا ۔ جناب والا ۔ حزب اختلاف والے شاید اس بات کو بہتر جانتے ہوں کہ کام یکدم شروع نہیں ہو جاتا بلکہ پلاننگ پر کچھ

مہینے لگ جاتے ہیں ۔ لیکن جناب والا ۔ اس دفعہ سیلاب سے نقصانات ہوئے ۔ نہروں اور ٹیوب ویلوں کو نقصان پہنچا ، اور جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے، آپ یہ سمجھ لیں کہ گزشتہ سال وہ سب کے سب اکتوبر کے پہلے ہفتے تک مکمل ہو گئے تھے ۔ جناب والا ۔ میں نے اس ایوان میں اس بات کا اعلان کیا تھا لیکن بندوں کی تعمیر کی منصوبہ بندی پر اور spurs کی تعمیر کی منصوبہ بندی پر کچھ مہینے ضرور لگتے ہیں ، اور یہی وجہ ہے کہ جنوری 1977ء میں کام شروع ہوا ۔ جتنا پیسہ خرچ ہونا تھا اس کا 29 فیصد ہوا ۔ فروری میں یہ 38 فیصد تک پہنچ گیا ، مارچ میں 55 فیصد تک اور مئی اور جون کے مہینے ابھی جاری ہیں ، ان میں بھی اب تک 76 فیصد تک پہنچ گیا ہے ۔ تو جناب والا ۔ میرے عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ خرچ بڑھتا رہا ہے اور مجھے یقین ہے جو سکیمیں جون میں مکمل ہونی ہونگی ، ان پر اگر مہینے کے مہینے 14 لاکھ اور 85 لاکھ روپے خرچ ہوں گے تو باقی پیسے جون میں خرچ ہو جائیں گے ۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ نقصانات کی تلافی کا کام وقت پر شروع کیا گیا ہے اور یہ وقت پر ہی ختم ہوگا ۔

جناب والا ۔ اسی طرح سڑکوں کے معاملے میں بھی اسی قسم کے خدشات کا اظہار کیا گیا ہے ۔ جناب والا ۔ یہ بھی درست نہیں ، اس میں بھی ستمبر سے لے کر اپریل تک 6 کروڑ 14 لاکھ روپے کے خرچ سے سیلابوں کے نقصانات کی تلافی ہو چکی ہے اور یہ رقم بھی ستمبر تا دسمبر 2 کروڑ تھی ، جنوری میں ایک کروڑ ، مارچ میں ایک کروڑ 28 لاکھ اور اپریل میں ایک کروڑ 22 لاکھ مزید خرچ ہوئے ۔ جناب والا ۔ آپ بھی سڑکوں اور ڈرینج کے نقصانات کا اندازہ لگا سکتے ہیں ۔ جناب والا ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اس کے لئے بھی حکومت ہاتھ پر ہاتھ دھرے نہیں بیٹھی رہی بلکہ فنڈز کا استعمال ہوتا رہا ہے اور 66 فیصد خرچ بڑھ گیا ہے ۔ یہ کام بھی اس سال کے آخر تک مکمل ہو جائے گا اور باقی پیسے بھی اس سال میں استعمال ہو جائینگے ۔

اس کے بعد جناب والا ۔ کچھ خدشات کا فاضل قائد حزب اختلاف نے اظہار کیا تھا ۔ گندم کی خریداری کے سلسلے میں جو انہوں نے پوائنٹس دیے تھے وہ میں نے نوٹ کر لئے تھے ۔ میں نے فاضل وزیر خوراک کو بھی یہ

عرض کی کہ یہ نکات اس ایوان میں فاضل قائد حزب اختلاف نے اٹھائے ہیں ، حالانکہ پہلے ہی یہ انتظامات موجود ہیں ۔ قائد حزب اختلاف نے فرمایا کہ عملہ ٹھیک طور پر کام نہیں کرتا اور تنگ کرتا ہے ۔ میں اسی ایوان میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس بار کوئی کوتاہی نہ ہوگی ۔ اس سال اندازے سے زیادہ گندم خریدی گئی یعنی 18 لاکھ ٹن گندم کی خریداری کرنی پڑی جو پچھلے سال کی نسبت تقریباً ساڑھے تین لاکھ ٹن زیادہ ہے ۔ مجھے بھی اچھی طرح سے معلوم ہے ۔ میں نے بطور وزیر خزانہ اس کے لئے پیسہ sanction کیا تھا ۔ مجھے بھی شکایت موصول ہوئی ہے کہ زمینداروں اور کاشتکاروں کو گندم دور لے جاکر فروخت کرنا پڑتی ہے ، اس لئے میں نے 60 کے قریب پروکیورمنٹ سنٹر بنا دیے ہیں ، اور اس کے لئے اسسٹنٹ فوڈ کنٹرولر ، ف۔ڈ انسپکٹر اور فوڈ گرین انسپکٹر رکھے گئے ہیں ۔ یہ رقم اس لئے مختص کی گئی ہے کہ زمینداروں کو ، جو گندم فروخت کرنا چاہئے ، کوئی تکلیف نہ ہو ۔ اس سال Food Analyst بھی مقرر کئے ہیں جو موقع پر گندم کے دانوں کی کوالٹی دیکھیں گے ۔ اور اس میں ریت ، پتھر اور کنکریوں کی مقدار دیکھیں گے ۔ وہی اندازہ کے مطابق مال کو reject کریں گے ۔ کسی کو تنگ نہیں کیا جائے گا ۔ جہاں تک پیسے کی ادائیگی کا تعلق ہے اکثر سنٹرز میں بنک موجود ہیں ۔ میں نے کچھ سنٹرز کا اضافہ کیا ہے تاکہ زمینداروں اور کاشتکاروں کو دور نہ جانا پڑے ۔ جہاں شیڈول بنک موجود نہیں وہاں کچھ بینکوں کے بوتھ کھلوائے ہیں ۔ ان انتظامات سے مجھے کافی تسلی ہے ۔ اس سے زمیندار اور کاشتکار کو جو گندم فروخت کرنا چاہے ، تکلیف نہ ہوگی ۔

جناب والا ۔ جہاں تک گندم کا ضائع ہونے کا تعلق ہے ۔ جناب والا کو معلوم ہے اور اس معزز ایوان کے ممبران کو بھی معلوم ہے کہ قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو نے پچھلے سال مرکزی پی۔ڈبلیو۔ڈی اور PASSCO جو مرکزی وزارت خوراک کے تحت کام کرتا ہے اور جس کا کام گودام بنانا ہے، کو ہدایت کی کہ گودام بنائے جائیں ، جو وہ بنا رہے ہیں اور چینی (Chinese) طرز کے بنا رہے ہیں ۔ ان کی دیواریں ذرا چوڑی ہونگی ۔ plinth work ہو گیا ہے ۔ اس کے اوپر ترپال استعمال کی جائے گی ۔ ضمنی

بجٹ میں اس کے لئے تقریباً تین کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے ۔ یہ اتنے اچھے گودام تو نہ ہونگے لیکن اس وقت جو چیزیں دستیاب ہیں ہم ان کو بہترین طریقے سے استعمال کر کے پچھلے سال کی نسبت سٹوریج Capacity زیادہ کر رہے ہیں ۔ مجھے امید ہے اس سال گندم بھی کم سے کم ضائع ہوگی، میں کم سے کم اس لئے کہتا ہوں ، کیوں کہ کچھ نہ کچھ تو ضرور ضائع ہوگی ۔ اگر میں یہ کہوں کہ بالکل ضائع نہ ہوگی تو یہ نا مناسب ہوگا ، کیوں کہ جب زمیندار کھیت سے اپنے گھر گندم لے جاتا ہے تو اس میں بھی کچھ نہ کچھ ضائع ہو جاتی ہے ۔ اگر ایک دن باہر گندم پڑی رہے ، رات کو آندھی یا بارش آ جائے تو کچھ نہ کچھ ضائع ہو جاتی ہے ۔ اس طرح ضائع ہونا ایک ایسا عمل ہے جو ترقی یافتہ ممالک میں بھی ہوتا ہے ۔ وہاں بھی کم سے کم ضائع تو ضرور ہوتی ہے ۔ ٹرانسپورٹیشن اور ذخیرہ کرنے کے دوران بھی کچھ نہ کچھ ضائع ہوگی ۔

جناب والا ۔ اسی طرح راولپنڈی کا مسئلہ ایک فاضل رکن محترمہ ناصرہ کھوکھر صاحبہ نے اٹھایا ہے ۔ یہ ضمنی بجٹ ہے ۔ سالانہ بجٹ کی 78-1977ء کی کتابیں تو انہوں نے دیکھی ہوں گی ۔ راولپنڈی میڈیکل کالج 78-1977ء میں ملے گا ۔ لڑکیوں کے کالج کے لئے بلڈنگ خرید لی گئی ہے ۔ میں ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ بلڈنگ خرید لی گئی ہے ۔ اس کے علاوہ جو نکات اٹھائے گئے وہ یہ تھے کہ لاہور پر بڑا خرچ ہوتا ہے ، یہ ہر سال ہوتا ہے ۔ آج جو باتیں کہی گئی ہیں یہ میں پچھلے یا اس سے پچھلے سالوں سے سنتا آ رہا ہوں ۔ ہر سال یہ اعتراض ہوتا ہے کہ گورنمنٹ ہاؤس میں مغلیہ طرز کا ایک جھروکہ بن رہا ہے ۔ لاہور پاکستان کا ایک اہم شہر ہے ، بلکہ سارے پاکستان میں واحد ثقافتی مرکز ہے ۔ لاہور ہی نے ماضی میں شاندار کارنامے انجام دیئے ہیں جو عمارات کی صورت میں موجود ہیں ، باغات کی صورت میں موجود ہیں ۔ لاہور ہی میں اسلامی سربراہی کانفرنس منعقد ہوئی ۔ میں نہیں کہتا کہ پاکستان میں اور شہر نہیں ، لیکن لاہور سیاسی طور پر ایک نمائندہ شہر ہے ۔ یہ پاکستان میں اسلامی ثقافت کا مرکز ہے ۔ پاکستان میں ماضی میں بہت غربت رہی ہے اور مغلیہ طرز کی عمارات پر جو اعتراض کیا گیا ہے کہ لاہور کے

گورنمنٹ هاؤس میں یہ سارا کام هو رها ہے - تو میں وضاحت کرنی چاهتا هوں کہ وهاں ایک مہمان خانہ بن رها ہے - فاضل اراکین بھی اچھی طرح جانتے ہیں کہ پچھلے کئی سالوں سے ، جب سے قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو نے کامیاب خارجہ پالیسی بنائی ہے - اس وقت سے بیرون ملک ہمارے ساتھیوں اور دوستوں میں اضافہ هوا ہے - پاکستان میں بڑی بڑی ملیں لگ رہی ہیں - پاکستان میں بہت ترقی ہوئی ہے - جناب والا - پچھلے پانچ سالوں میں کوئی دن بھی ایسا نہیں گزرا جب لاهور میں کسی نہ کسی ملک کا سربراہ ، وزیر اعظم ، صدر یا کوئی نہ کوئی وفد نہ آیا هو - ان تمام کو ضیافتیں گورنر هاؤس میں دی جاتی ہیں - یہ بہتر جگہ ہے - وهاں گیسٹ هاؤس ہے - اگرچہ سربراہی کانفرنس کے موقع پر کویت کے امیر اور شاہ فیصل کو وہاں قیام کے لئے جگہ دی گئی تھی - پھر بھی لاهور پر خرچ سارے پاکستان کا ثقافتی مرکز ہونے کی وجہ سے کیا جاتا ہے - لاهور مہمانوں کے لئے مہمانداری کا شہر ہے - پاکستان کے مسلمان مہمانداری کا بھی کردار ادا کرتے ہیں - میرے فاضل دوست قائد حزب اختلاف نے دیہاتی زندگی سے بھی مثالیں دیں - میں بھی دیہاتی ہوں میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ دیہاتی گھروں میں جب کوئی مہمان آئے تو وہ خود چارپائی یا پیڑھی پر بیٹھتے ہیں - لیکن اس مہمان کے لئے کھیس ، چوتہی یا چادر ، جو عورتوں نے صندوق میں رکھی ہوئی ہوتی ہے ، وہ بچھائی جاتی ہے - پھر یہ کہ انہوں نے اپنے مکانوں کے اندر پڑچھتیاں بنائی ہوئی ہوتی ہیں - میرے اپنے گاؤں میں بڑی بڑی قسم کی لمبی چوڑی آرائشی چیزیں بنی ہوئی ہیں اور وہ آرائشی چیزیں ان پڑچھتیوں پر سجائی جاتی ہیں - بڑے خوبصورت گلاس اور پیالیاں ان پر سجائی جاتی ہیں - ان کے لمبے لمبے گلاس ہوتے ہیں جن میں وہ پانی پیتے ہیں - جب کوئی مہمان آتا ہے تو وہ سجی ہوئی چیزیں نکالی جاتی ہیں ، اور ان کو استعمال میں لایا جاتا ہے - یہ ہماری روایت ہے - تو اسی طرح ہم بھی اپنے مہمانوں کی پاکستان میں مہمان نوازی اور عزت کرنا چاہتے ہیں اور ان کو پاکستان کی طرف راغب کرنا چاہتے ہیں - یہ نہیں کہ کوئی معزز مہمان پاکستان تشریف لائے ، یہاں ہماری چیزیں دیکھے اور ان کے بارے میں اچھا تاثر نہ لے کر جائے - اس لئے ہماری کوشش یہ ہے کہ

اگر کوئی مہمان پاکستان تشریف لے آئے تو ہم ان کی مہمان نوازی کے لئے دیدہ و دل فرش راہ کریں ۔ ان کو ہر قسم کی سہولتیں و آسائش مہیا کریں اور ان کو یہ بتائیں کہ کس طرح ہمیں سامراج نے لوٹا اور خراب کیا ۔ میں نے اپنا ملک بھی دیکھا اور انگلستان بھی دیکھا ۔ اب اگر ان کا مقابلہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ کس طرح ہمارے ملک کا استحصال ہوا تھا ۔ جناب والا ۔ جب کوئی آدمی باہر کسی ملک میں جاتا ہے تو وہاں کی چیزیں دیکھ کر اور اس ملک کی ترقی و خوشحالی دیکھ کر اس ملک کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی وساطت سے فاضل قائد حزب اختلاف کی خدمت میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ مجھے خود اپنے ملک میں مہمانوں کے ساتھ ملنے کا اور حکومت کی طرف سے ان کی مہمان نوازی کرنے کا موقع ملا ۔ عزت مآب جلالۃالقدر شاہ فیصل کی خدمت کرنے کا مجھے خاص موقع ملا ۔ میں عربی بھی اچھی بول لیتا ہوں اور فارسی بھی اچھی بول لیتا ہوں ۔ اسلامی کانفرنس کے دوران میں متعدد بار ایئر پورٹ پر گیا اور چھ سربراہان اسلامی مملکت کے ساتھ راستے میں باتیں کرنے کا شرف حاصل ہوا ۔ جب کبھی وہ کوئی بات کرتے اور مجھ سے پوچھتے تو میں ان کو مختصر سا جواب دے دیتا ۔ جب انہیں معلوم ہو گیا کہ میں عربی جانتا ہوں تو وہ میرے ساتھ کھل کر باتیں کرتے کیوں کہ جب کسی عربی کو یہ معلوم ہو جائے کہ یہ آدمی عربی بول سکتا ہے تو وہ اس کے ساتھ کھل کر بات کرتا ہے ، کیوں کہ عربی اس کی مادری زبان ہے ، تو مادری زبان میں وہ کھل کر بات کرتا ہے ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی وساطت سے فاضل قائد حزب اختلاف کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ وہ مال روڈ پر درخت دیکھ کر بڑے حیران ہوئے اور پوچھنے لگے کہ کیا یہ درخت پاکستان نے امپورٹ کئے ہیں ؟ میں نے کہا نہیں ، یہ امپورٹ نہیں کئے گئے بلکہ یہ ہمارے اپنے ملک میں اگائے گئے ہیں ۔ ان کو ہماری مال روڈ کے درخت اتنے اچھے لگے کہ وہ ان کی تعریف کئے بغیر نہ رہ سکے ۔ جناب والا ۔ یہ ایسی چیزیں ہیں جو ایک غیر ملک کے لئے بڑی اہم ہوتی ہیں ، جن سے وہ بہت متاثر ہوتا ہے ۔ جناب والا ۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ سارے اخراجات جو کئے گئے ہیں یہ مہمانوں کے لئے کئے گئے ہیں ۔ ان کی روایات ہیں ۔ ہماری بھی

روایات ہیں اور ہم اپنی روایات کو قائم رکھنا چاہتے ہیں ۔ ہمیں معلوم ہے کہ ہمارا ملک ایک غریب ملک ہے ، لیکن روایات کے سلسلے میں ہمارا ملک ایک خاص اہمیت رکھتا ہے ۔ جناب والا ۔ عربستان میں ایک جگہ مکلہ ہے ۔ مجھے وہاں بطور ڈاکٹر جانے کا اتفاق ہوا ۔ وہاں پر کوئی سڑک نہیں اور سمندر کے ساتھ ساتھ نیچے کی طرف راستہ چلا جاتا ہے ۔ جناب والا ۔ اس ملک کی پسماندگی کا اندازہ آپ اسی سے لگا سکتے ہیں کہ وہاں ان کے سپاہی ، جو کہ سرکاری ملازم تھے ، کی بری حالت تھی ، لیکن اس کے باوجود وہاں ان کے سرکاری مہمان خانے میں قابل رشک اور نہایت ہی اچھا سامان تھا جو کہ وہ مہمانوں کی آمد پر استعمال کرتے ہیں ۔ وہ اس روایت کو چھوڑ نہیں سکتے ۔ میرا مثال دینے کا مقصد یہ ہے کہ دوسرے ممالک بھی زیادہ غریب اور بہت زیادہ پسماندہ ہیں ، اس کے باوجود وہ کوشش کرتے ہیں کہ مہمانوں کی آسائش کے لئے ، ان کی دلجوئی کے لئے ، ان کی رہائش اور راحت کے لئے زیادہ سے زیادہ بندوبست کریں ۔

جناب والا ۔ لاہور اور ملتان کی کچی آبادیوں کے لئے کافی رقوم خرچ کی جا رہی ہیں تاکہ یہ کچی بستیاں خوبصورت بنائی جا سکیں ۔ اس سلسلے میں کافی انتظامات کئے گئے ہیں اور مزید کئے جا رہے ہیں ۔ اس کے علاوہ دوسرے شہروں میں بھی پیسے لگائے جا رہے ہیں اور لاہور اور لائلپور کے علاوہ دوسرے شہروں کے لئے بھی کئی کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی وساطت سے فاضل رکن کی خدمت میں یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ ہمارے پاس اتنی رقم موجود نہیں کہ تمام شہروں اور قصبات میں جتنی بھی کچی آبادیاں موجود ہیں ان سب کے لئے بہت کچھ کیا جا سکے ، لیکن پھر بھی ہم نے بہت کچھ کیا اور اس مالی سال کے دوران ہم نے ان آبادیوں پر کافی کچھ خرچ کیا ۔ جناب والا ۔ اس کے علاوہ میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ یہاں پولیس کو اعزازیہ دینے کے متعلق بہت کچھ کہا گیا ۔ یہ اعزازیہ پہلے بھی ملتا تھا ۔ اور یہ ان سرکاری ملازمین کو ملتا ہے جو زیادہ کام کرتے ہیں ۔ اس سے پہلے اسلامی سربراہ کانفرنس کے دوران پولیس نے بہت کام کیا ، تو جنہوں نے زیادہ کام کیا ان کو یہ اعزازیہ دیا

گیا ۔ یہ اعزازیہ پولیس کی کارکردگی کو بہتر بنانے اور اس کو زیادہ فعال بنانے کے لئے دیا جاتا ہے تاکہ وہ اپنی بہتر کارکردگی کے پیش نظر چور ، ڈاکو ، بدمعاش اور سماج دشمن عناصر کی سختی سے سرکوبی کر سکے ۔ ویسے بھی پولیس کو سماج اور معاشرے کے لئے اچھا کام کرنا چاہیے ۔ کسی سیاسی تحریک کے دوران بھی پولیس کو بہت زیادہ کام کرنا پڑتا ہے اور جو کام بھی قانون کے خلاف ہو پولیس کو اس کا تدارک کرنا پڑتا ہے ۔ قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو نے اس شدید تر تحریک کے باوجود بڑے صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا اور جو بات بھی قانون کے خلاف سمجھی اس کا تدارک کیا اس وقت فوج بھی موجود تھی اور دفاعی بندوبست بھی تھا ۔ حالانکہ ہمارے ملک پر کسی نے حملہ نہ کیا تھا ۔ لیکن حکومت کی اپنی ایک سٹیٹ ہوتی ہے اور اس سٹیٹ میں امن و امان کی بحالی کی ذمہ داری سب سے زیادہ پولیس کی ہوتی ہے ۔ لہذا پولیس کو ان مشکل فرائض کی بجا آوری پر اعزازیہ دیا جانا مقصود ہے جو انہوں نے عام انتخابات سے قبل اور ان کے دوران اور ان کے بعد امن و امان قائم رکھنے کے سلسلے میں انجام دیے ۔ یہ تحریک قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کے لئے ایک بہت بڑا چیلنج تھا ، اور اس تحریک نے انہیں براہ راست چیلنج کیا ۔ سٹیٹ کو براہ راست چیلنج کیا ، ہمارے ملک کی سالمیت کو چیلنج کیا ۔ لیکن جیسا کہ آپ کو معلوم ہے ، سٹیٹ پر بھی کچھ ذمہ داریاں ہوتی ہیں اور ان کے لئے پولیس ، سیکورٹی یا فوج ہوتی ہے جو یہ ذمہ داریاں پوری تندہی کے ساتھ نبھاتی ہیں ۔ اس ملک کے تمام ادارے جو سٹیٹ کے لئے کام کرتے ہیں ، ان میں چاہے پولیس ہو یا فوج ، اپنے فرائض کی انجام دہی کے سلسلے میں موجود رہے اور انہوں نے اپنے فرائض نہایت تندہی کے ساتھ انجام دئے ۔ اگر یہ ادارے ملک کی سالمیت کے لئے کام نہ کرتے تو اپنے فرائض میں کوتاہی کرتے ۔ لیکن یہ لوگ اس حد تک گئے کہ انہوں نے پاکستان کی بہادر فوج کو بھی نہیں چھوڑا ، وہ فوج جو پاکستان کی مایہ ناز فوج ہے ، جس پر ہم فخر کر سکتے ہیں ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔ وہ فوج جس سے دوسرے ملک استحکام حاصل کرتے ہیں اور ہماری فوج کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ۔ ہماری فوج کے بڑے بڑے افسران کو اپنے

ملک میں بلاتے ہیں اور ان سے صلاح مشورہ لیتے ہیں ، اس فوج کی طرف انہوں نے غلط باتیں منسوب کی - اس فوج کے بارے میں جو کچھ بھی انہوں نے کہا میں یہاں نہیں کہہ سکتا - میں سمجھتا ہوں کہ پولیس نے جو بھی کام کیا وہ قانون ، ضابطے اور آئین کے مطابق کیا اور ملک کے دفاع کے لئے کیا ، ملک کی سلامتی کے لئے کیا - ان کو یہ اعزازیہ دینا میں سمجھتا ہوں بالکل بجا ہے - جو باتیں یہاں کی گئی ہیں وہ ہم پچھلے پانچ سالوں سے سنتے چلے آ رہے ہیں - ایسی تنقیدیں بھی ہوتی رہی ہیں کہ انتظامیہ کو گاڑیاں کیوں فراہم کی گئی ہیں - پچھلے سالوں میں یہ بھی کہا جاتا رہا ہے کہ ایس-سی کے پاس کار نہیں ہوتی تو وہ اس علاقے کے زمیندار کی کار لے کر جاتا ہے - اگر وہ کسی زمیندار کے متعلق تحقیقات کے سلسلے میں جاتا ہے ، جس کی وہاں کے لوگ شکایت کرتے ہیں تو وہ اسی زمیندار کی کار استعمال کرتا ہے ، اس کے پاس جا کر اسی کے ڈیرے میں ٹھہرتا ہے اور مرغ بھی کھاتا ہے - ہمیں اس سے کیسے انصاف کی توقع ہو سکتی ہے اور وہ کیسے اس زمیندار کے خلاف فیصلہ کر سکتا ہے - اس لئے ہماری کوشش رہی ہے کہ انہیں ٹرانسپورٹ کی سہولتیں مہیا کی جائیں - میں نہیں سمجھتا کہ ضلع کے تمام افسران کو ، تحصیل کے افسران کو جو بھی مسائل درپیش ہوتے ہیں اس سلسلے میں انہیں زیادہ سے زیادہ گاڑیاں ملنی چاہئیں کیونکہ ہمارے وسائل اتنے نہیں ورنہ سکول انسپکٹر اور ویمن انسپکٹر آف سکولز کے پاس بھی گاڑیاں ہونی چاہئیں - ہم نے زراعت کے لوگوں کو گاڑیاں دی ہیں کیوں کہ ان کو دور دور جانا پڑتا ہے - اور پیدل جانا پڑتا ہے - ان کے مسائل کے حل کے لیے موبائل ٹرانسپورٹ مہیا کرنا چاہتے ہیں ، ان کو اس قسم کی ٹرانسپورٹ فراہم کرنی چاہتے ہیں جو عوام کے فائدے میں استعمال ہو - عام طور پر اسمبلی میں یہ بات اٹھائی جاتی رہی ہے کہ دیہات کو نظر انداز کیا جا رہا ہے اور شہروں پر زیادہ خرچ کیا جا رہا ہے - قائد حزب اختلاف نے بھی یہ بات کہی ہے - جناب والا - گاؤں میں اس قدر چین ہے جو شہروں میں نہیں - وہ شخص جو محنت نہ کرتا ہو اور تخت پوش پر بیٹھ کر مالش کراتا ہو ، مٹھی چاپی کراتا ہو - کیوں کہ جب تک مسلز (muscles) کی ورزش نہ کی جائے

اس وقت تک وہ ٹھیک طور پر کام نہیں کر سکتے ۔ اس طریقہ کار کو ہم ڈاکٹری کی اصلاح میں physo-therapy کہتے ہیں ۔ ہم نے اس قسم کے ملازم رکھے ہوئے ہوتے ہیں جو مسلز کی ورزش کراتے ہیں ۔ اس سے بھی contraction ہوتی ہے ۔ ایسے لوگوں کو عام طور پر درد ہوتے ہیں اور یہ کام نہ کرنے کی وجہ سے جسم میں ہونے شروع ہو جاتے ہیں ۔ کیوں کہ مسلز کی ورزش نہیں ہوتی ، اس لئے اس قسم کے درد ہونا لازمی امر ہے ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خون circulation نہیں کرتا ۔ لیکن جس نے محنت کی ہو ، لوٹ کا مال حاصل نہ کیا ہو ، جب وہ سوتا ہے تو اس کو سکھ کی نیند آتی ہے "چاھے اوہ وان دے کھروڑے منجے تے ستا ہویا ہووے" اسے بڑی مزے کی نیند آتی ہے ۔ ہمارے زمانے میں پیپلز ورکس پروگرام کے تحت پاکستان کے سارے گاؤں میں نہیں لیکن کافی گاؤں میں نالیاں بنائی گئی ہیں ، drains کا بندوبست کیا گیا ہے اور پانی کے لئے گاؤں میں ہینڈ پمپ بھی لگوائے گئے ہیں ۔ یہ با قاعدہ سکیم کے تحت کرایا گیا ہے ، لیکن یہ لوگ پھر بھی کہتے ہیں کہ گاؤں میں بہت تکالیف ہیں ۔ مجھے ان کی تکالیف کا احساس ہے ، لیکن اگر آپ لندن کے کسی گاؤں میں ، جو لندن سے 20/15 میل کے فاصلے پر ہو ، جاکر دیکھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ وہ سہولتیں جو لندن میں میسر ہیں وہ وہاں نہیں ۔ اسی طرح آپ نیویارک کے کسی گاؤں میں جائیں ، جو 20/15 میل نیو یارک سے دور ہو ، تو آپ دیکھیں گے کہ وہاں وہ سہولتیں میسر نہیں جو نیو یارک میں ہیں ۔ کیوں کہ سرمایہ داری نظام میں گاؤں کو پیچھے رکھا جاتا ہے ۔ ہمارا ملک بھی سرمایہ داری نظام کے تحت آتا ہے ۔ ہم ترقی یافتہ ممالک میں گئے ، وہاں دیکھا کہ گاؤں میں تقریباً وہ سہولتیں میسر ہیں جو شہروں میں ہوتی ہیں ۔ لیکن بعض چیزیں وہاں بھی میسر نہیں ہوتیں ۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ گاؤں اور شہر میں فرق ضرور ہوتا ہے ۔ لیکن ہماری بنیادی کوشش یہ ہے کہ گاؤں میں زیادہ سے زیادہ سہولتیں فراہم کی جائیں اور اس کے لئے ہم بھرپور کوشش کر رہے ہیں ۔ جہاں تک پرائمری یونٹ کا تعلق ہے ، گاؤں میں سکول ہونے چاہئیں ، ہسپتال بنیادی ضرورتوں میں سے ہے ، ہسپتال ہونا چاہئے ۔ اسی طرح ہم نے ترقیاتی پروگراموں میں sanitation کی سکیمیں

رکھی ہیں اور ان کے لئے بجٹ میں رقوم بھی رکھی ہیں جو اس سے پہلے کبھی نہیں رکھی گئیں ۔ مرکزی حکومت نے بھی فیصلہ کیا ہے کہ دیہات میں ترقیاتی سکیموں کا پروگرام بنایا جائے ۔ ہم اس کے لئے تجاویز دے رہے ہیں ۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ لوگ گاؤں چھوڑ کر شہروں میں آ رہے ہیں ۔ ٹھیک ہے ، لیکن یہ ایک اصولی بات ہے ۔ اگر آپ کسی ملک کی معیشت کا مطالعہ کریں تو معلوم ہو ، کیوں کہ میں معاشیات کا طالب علم ہوں اور میں نے بہت سے ملکوں کی معیشت کا مطالعہ کیا ہوا ہے ۔ جب کسی ملک میں صنعتیں قائم ہوتی ہیں تو گاؤں سے لوگ اٹھ کر شہروں میں چلے آتے ہیں ۔ اس وقت ہمارے ملک میں زراعت کا تناسب 97 فیصد ہے ۔ وہ لوگ جو غیر زراعت پیشہ ہیں ، جیسے کہ جاپان یا امریکہ میں ہیں ۔ اسی طرح پاکستان میں بھی ہیں ۔ جب پاکستان بنا تھا اس وقت ہماری 85 فیصد آبادی دیہات میں تھی ، جیسے کہ قائد حزب اختلاف نے فرمایا ہے ۔ لیکن یہ آبادی اب کم ہوکر 75 فیصد رہ گئی ہے ۔ انہوں نے پرانی کتابوں میں یہ تناسب پڑھا ہوگا ۔ اب نئی کتابوں میں اس کا تناسب کم ہو گیا ہے ۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ گاؤں کے ساتھ کچھ قصبات بھی ہوتے ہیں ۔ وہاں کی تقریباً نصف فیصد آبادی دیہاتی رہ جاتی ہے کیوں کہ وہ قصبات شہروں کے ساتھ ملے ہوتے ہیں ۔ مثال کے طور پر چک جھمرہ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہے ، اسے ہم گاؤں نہیں کہہ سکتے ، لیکن شہر بھی نہیں کہہ سکتے ۔ ایسے قصبات کی آبادی کم ہو جاتی ہے ۔ کیوں کہ جب انڈسٹری وغیرہ لگنا شروع ہو جائے تو پھر دیہاتی زندگی کم رہ جاتی ہے ۔ قائد حزب اختلاف نے ایک اور بات کی ہے کہ مالک اور مزدور کی لڑائی ہے ، زمیندار اور مزارع میں لڑائی ہے ۔ حقیقت میں یہ کوئی لڑائی نہیں بلکہ سماج دشمنوں نے ایسی لڑائیاں کرائی ہیں ، میں پہلی لینڈ ریفارمز کے دوران ، جو 1972ء میں کی گئی تھیں ، ایک بار مظفر گڑھ گیا تو ایک صاحب ، جن کا میں نام نہیں لیتا جو ماضی میں بڑے مشہور رہے ہیں ، کہنے لگے کہ یہ جو اب مزارع اور زمیندار ، مزدور اور کارخانہ دار کے تعلقات کے درمیان مداخلت شروع کر دی گئی ہے ، یہ بڑی غلط ہے ، کیوں کہ مزارع اور زمیندار اور مزدور اور کارخانہ دار کا تعلق میاں بیوی جیسا ہے ۔ اگر میاں

کسی وقت بیوی کو تھوڑا سا دبا لے تو بیوی کو دب ہی جانا چاہئے ، اسی طرح سے کام چلتا ہے - میں نے کہا کہ آپ نہ صرف مزارع اور زمیندار کے تعلقات کو اچھی طرح نہیں سمجھتے بلکہ میاں اور بیوی کے تعلقات کو بھی بھی طرح نہیں سمجھتے کیوں کہ میرے خیال میں میاں اور بیوی کے یہ تعلقات نہیں کہ میاں بیوی کو دباتا رہے اور بیوی دبتی رہے - بڑے زمیندار کا بھی یہی نظریہ ہے کہ وہ مزارع کو دباتا رہے ، اگر وہ چپ رہے تو اس کو امن و امان کہتے ہیں اور اگر وہ اس کے خلاف احتجاج کرے تو کہتے ہیں کہ بد امنی پھیل گئی ہے - میں اس کو بد امنی نہیں کہتا ۔ ہم تو کہتے ہیں کہ وہ لوگ جن کا استحصال ہو رہا ہے ، وہ پسے ہوئے لوگ اپنا حق مالک رہے ہیں ، خواہ وہ کارخانے کا مزدور ہو یا کسی زمیندار کا مزارع ہو جو کھیت میں ہل چلاتا ہے - وہ زمیندار سے اپنا حق مانگتا ہے - حکومت نے کچھ حقوق قانون کے ذریعے اسے دیئے ہیں اور ہم ان پر عمل درآمد کرانے کے کاربند ہیں - اب تو روشن دماغ زمیندار ہیں اور جیسے فاضل قائد حزب اختلاف نے کہا کہ ہم زمیندار کی تضحیک کرتے ہیں ، بالکل نہیں - وہ تو ہماری پارٹی میں بہت بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہیں - ہم تو ان کے خلاف ہیں جو قانون کے ہوتے ہوئے ان کی خلاف ورزی کرتے ہیں - اسی لئے جب قائد عوام نے آخری زرعی اصلاحات کا اعلان کیا ، جنوری 1977ء میں ، تو اس میں public office سے disqualification کا concept بھی رکھا گیا تا کہ وہ زمیندار جو کسی public office کے لئے الیکشن میں حصہ لینا چاہے ، اگر اس نے کسی طرح بھی لینڈ ریفارمز پر عمل درآمد میں گڑ بڑ کی تو وہ سزا تو قانون کے تحت پائے گا ہی ، اس کو پبلک آفس کے بھی نا اہل قرار دے دیا جائے گا تا کہ وہ کسی پبلک آفس میں نہ آ سکے اور اس ملک کی تقدیر کو نہ بگاڑے - ہم ایسے زمیندار اور مالک کے خلاف ضرور ہیں ، رہیں گے اور ہونا چاہئے ، جو قانون اور قاعدے کے مطابق مزارع اور مزدور کا حق نہیں دیتا - لیکن جو زمیندار یا جو کارخانے کا مالک قاعدے اور قانون کے مطابق اور ہماری اصلاحات کے مطابق عمل کرتا ہے ، ہم اس کی عزت کرتے ہیں اور اس وقت بھی حکومت کی قائم کردہ کاٹن کمیٹی ، رائس کمیٹی ،

گندم کی پالیسی کمیٹی اور جتنی بھی مرکزی یا صوبائی کمیٹیاں ہیں ان میں بڑے بڑے زمیندار اور صنعت کار موجود ہیں تاکہ ہم ان کے تجربے سے فائدہ اٹھائیں ، لیکن قانون وہی چلے گا جو قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو اور پیپلز پارٹی کا چل رہا ہے ۔ یہ نہیں کہ کوئی زمیندار یا کوئی کارخانہ دار اس میں گڑ بڑ کرے ۔ میں یہ کہہ کر اس بات کو ختم کرنا چاہوں گا کہ ایک طرف تو اگر کوئی زیادتی کرتے تو ہم خود اسے درست نہیں سمجھتے ۔ ہم کہتے ہیں کہ دیکھئے قاعدے اور قانون کے مطابق یہ حد ہے ، اگر آپ اس حد میں رہیں گے تو ہم آپ کی عزت کریں گے ۔ حکومت خود کوشش کر رہی ہے کہ ان کی ضرورت کے جو آلات ہیں ، مشینری ہے ، بلڈنگ ہے، دیگر اخراجات ہیں ، مزدوروں کی اجرت ہے ، اس قسم کی چیزوں کے لئے انہیں مراعات اور رعایت دے تاکہ زرعی انکم ٹیکس کی سکیم کامیاب ہو ، ہم اس سکیم کو کامیاب دیکھنا چاہتے ہیں اور جب یہ سکیم کامیابی سے چلے گی تو زمیندار بھی اپنے کھیت میں دلچسپی سے کام کر سکے گا ۔ وہ 97 فیصد لوگ جو 25 ایکڑ نہری اور 50 ایکڑ بارانی زمین کے مالک ہیں ۔ وہ بھی ایک طرف لینڈ ریوینیو سے مستثنیٰ ہو گئے ہیں اور دوسری طرف زرعی انکم ٹیکس سے بھی بچ گئے ہیں کیوں کہ ہمیں ان کی معاشی اور معاشرتی حالت بہتر بنانی مقصود ہے ۔ میں اس بات پر اختتام کرتا ہوں کہ ہماری حکومت کی پالیسیاں قطعاً اس بات پر مبنی نہیں کہ ہم کسی بھی شخص کی تضحیک کریں یا اس کا مذاق اڑائیں یا اسے معاشرے میں ذلیل کریں ، ہاں جو قاعدے اور قانون کے خلاف چلے گا تو اس کے خلاف قانون اور قاعدے کے مطابق کارروائی ہوگی ۔ مالک یا مزارع اور کارخانے کے مالک اور مزدور کے متعلق عوامی حکومت نے قانون بنا دیئے ہیں ۔ جو شخص قانون کے مطابق چلے گا اسے کوئی تکلیف نہ ہوگی اور جو اس کے خلاف چلے گا اس کے خلاف حکومت ضرور ایکشن لے گی اور لینا بھی چاہئے ۔ میں پچھلے سال کے ضمنی بجٹ پر اپنی تقریر ختم کر رہا ہوں اور آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کے تمام فاضل اراکین سے یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ پچھلے سال ہم نے اپنے منشور کے مطابق جناب ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت میں عوامی امنگوں اور خواہشات کے

مطابق کام کیا اور اس بجٹ میں تمام رقومات عوامی ضروریات کے مطابق مختص کیں ۔ ہم نے سارا سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو صاحب کی قیادت میں عوامی خدمت میں صرف کیا ہے ، ملک کو بچانے میں صرف کیا ہے ، ملک کی سالمیت کو بچانے میں صرف کیا تھا اور ملک کو مضبوط بنانے میں صرف کیا ہے اور انشاء اللہ میں اُمید کرتا ہوں کہ اگلا سال بھی ایسا ہی گزرے گا ۔ بہت بہت شکریہ ۔

(نعرہ ہائے تحسین) ۔

Mr. Speaker. The House is adjourned to meet again on Monday at 5.00 p. m.

(اسمبلی کا اجلاس مورخہ 20 جون 1977ء بروز سوموار 5 بجے شام تک کے لیے ملتوی ہو گیا) ۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

دوسری صوبائی اسمبلی پنجاب کا دوسرا اجلاس

سوموار ۔ 20 جون 1977ء
(دو شنبہ ۔ 2 رجب 1397ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں پانچ بجے سہ پہر منعقد ہوا۔ مسٹر سپیکر چوہدری محمد انور بھنڈر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یٰبُنَیَّ اِنَّهَاۤ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِیْ صَخْرَةٍ اَوْ فِی السَّمٰوٰتِ اَوْ فِی الْاَرْضِ یَاْتِ بِهَا اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَ اْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ انْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ اصْبِرْ عَلٰى مَاۤ اَصَابَكَ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ○ وَ لَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَ لَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ○

پارہ ۲۱ سورۃ ۳۱ رکوع ۱۱ آیات ۱۶ تا ۱۸

لقمان نے کہا تھا کہ بیٹا بالفرض اگر کوئی عمل رائی کے دانے کے برابر بھی چھوٹا ہو اور ہو بھی کسی پتھر کی چٹان کے اندر یا آسمانوں میں (پوشیدہ ہو) یا زمین میں ہو اللہ اس کو حشر کے دن لا موجود کرے گا۔ بلاشبہ اللہ بڑا باریک بین اور خبردار ہے۔

(پھر لقمان نے کہا) بیٹا نماز قائم رکھنا اور لوگوں کو اچھے کام کرنے کا حکم دیتے رہنا اور بری باتوں سے منع کرتے رہنا اور جو مصیبت تم پر واقع ہو اس پر صبر برداشت سے کام لینا بلاشبہ یہ بڑی ہمت کے کام ہیں اور تم ازراہ غرور لوگوں سے گال نہ پھلانا اور زمین پر اترا کر اکڑ کر نہ چلنا کیونکہ اللہ کسی اترانے والے خود سر کو پسند نہیں کرتا۔

(وما علینا الا البلاغ)

اراکین اسمبلی کی رخصت

ملک محمد اعظم خان

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست ملک محمد اعظم خان ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

Due to illness I could not attend the Assembly session on 12th June, 1977. Leave for the day may be granted.

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر مرید مہدی خان

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست مسٹر مرید مہدی خان ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

Respectfully I beg to say that due to the sudden death of may close relative I could not attend the session on 14th to 15th June, 1977. Kindly grant me leave for two days.

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر فیض احمد جوئیہ

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست مسٹر فیض احمد جوئیہ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

میں بوجہ بیماری مورخہ 13 جون اور 14 جون

1977ء کو اجلاس میں شمولیت نہ کر سکا ۔
براہ کرم دو یوم کی رخصت عطا فرماویں ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

ملک اللہ یار لنگڑیال

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست ملک اللہ یار لنگڑیال صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گزارش ہے کہ من سائل کو ایک ضروری کام کے لئے دو یوم کی رخصت برائے 13 جون اور 14 جون 1977ء کی ضرورت ہے ۔ رخصت عطا فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں محمد اسماعیل ضیاء

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل ٹیلیگرام میاں محمد اسماعیل ضیاء صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

Regret Inability to attend the Assembly Session 17th and 18th June, Due to Sickness. My absence on these days may please be excused.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

رانا عمر دراز خان

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست رانا عمر دراز خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گزارش ہے کہ مورخہ 10 جون 1977ء کو مجھے ایک ضروری کام کی وجہ سے لاہور سے باہر جانا پڑا ۔ جس کی وجہ سے میں مذکورہ تاریخ کو اسمبلی کے اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا ۔ لہذا رخصت منظور کی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مرزا محمد اکرم

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مرزا محمد اکرم صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

میں بوجہ ضروری کام مورخہ 14 جون 1977ء کو اسمبلی کی کارروائی میں حصہ نہ لے سکا ۔ لہذا میری 14 جون 1977ء کی رخصت منظور کی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کی دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر محمد شریف

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مسٹر محمد شریف صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

مجھے ضروری کام کی وجہ سے گھر جانا ہے ۔

مہرانی کو 17 جون اور 18 جون 1977ء
کی رخصت منظور کی جائے۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔
(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر مرید مہدی خان

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مسٹر مرید مہدی خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

Respectfully I beg to say that due to sudden death of my relative I could not attend the session the 16th June, 1977. Kindly grant me one day leave.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔
(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر ایم پال چودھری

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مسٹر ایم پال چودھری ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

On Sunday the 12th June, 1977, I had gone to Rawalpindi to see my family and on Monday the 13th I was not feeling well. Therefore, I could not attend the Assembly Session. Kindly grant me leave for 13-6-1977.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔
(تحریک منظور کی گئی)

حاجی محمد سیف اللہ خان

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست حاجی محمد سیف اللہ خان ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

میں مورخہ 6 جون 1977ء تا 10 جون 1977ء
اسمبلی کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکا ۔
براہ کرم ان ایام کی رخصت منظور کی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسز نورجہاں توفیق

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مسز نورجہاں توفیق صاحبہ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

نہایت ادب سے گزارش ہے کہ مجھے ایک
نہایت ضروری کام کے سلسلے میں سرگودھا جانا
پڑ گیا ہے ۔ جس کی وجہ سے بروز سوموار
اور منگل مورخہ 20 جون اور 21 جون 1977ء
کو اسمبلی کی کارروائی میں حصہ لینے سے
قاصر ہوں ۔ لہذا التماس ہے کہ دو یوم کی
رخصت برائے 20 جون اور 21 جون 1977ء
عنایت فرماویں ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

پنجاب کا ضمنی میزانیہ بابت سال 77-1976ء

(مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری)

مسٹر سپیکر ۔ اب ضمنی مطالبات زر بابت سال 77-1976ء پر رائے شماری ہوگی ۔ پہلے وزیر خزانہ مطالبات پیش کریں گے ۔

(مطالبہ زر ۔ 6)

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک ضمنی رقم جو ایک کروڑ 55 لاکھ
93 ہزار ایک سو 40 روپے سے متجاوز نہ ہو
وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت
کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30
جون 1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے
ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد
29 ۔ پولیس برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مطالبہ زر پیش کردہ یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو ایک کروڑ 55 لاکھ
93 ہزار ایک سو 40 روپے سے متجاوز نہ ہو
وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت
کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30
جون 1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے
ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد
29 ۔ پولیس برداشت کرنے پڑیں گے ۔

Sardarzada Zafar Abbas. I Oppose.

Mr. Speaker. Move your cut Motion.

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک کروڑ 55 لاکھ 93 ہزار ایک سو
40 روپے کی رقم بسلسلہ مد 29 ۔ پولیس میں
تخفیف کر کے اسے ایک روپیہ کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر - تحریک کٹوتی یہ ہے :-

کہ ایک کروڑ 55 لاکھ 93 ہزار ایک سو 40 روپے کی رقم بسلسلہ مد 29 - پولیس میں تخفیف کر کے اسے ایک روپیہ کر دیا جائے۔

مسٹر سپیکر - سردار زادہ ظفر عباس -

سردار زادہ ظفر عباس - جناب والا - یہ رقم پولیس کو معقول اس صلہ میں دی جا رہی ہے کہ اس نے دوران الیکشن اور اس کے بعد کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں - یہ سب کو علم ہے اور پنجاب کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ پولیس نے اس الیکشن کے دوران کس قدر حکومت کے لئے کام کیا ہے - حالانکہ قواعد و ضوابط کے مطابق پولیس کو نظم و نسق بحال کرنا تھا - ان کا خیال انتظامی معاملات کی طرف ہونا تھا ، لیکن اس الیکشن میں انہوں نے نظم و نسق کو بحال کرنے کے ساتھ ساتھ حکومتی پارٹی کی بہت زیادہ امداد کی ہے ، حکومت کے لئے ویسے favouritism تو ہوتی ہی رہتی ہے لیکن جس حالت میں پولیس نے بیلٹ پیپر ڈالے ہیں ، جس طریقے سے پر امن شہریوں کو جو ووٹ ڈالنے کے لئے گئے تھے منتشر کیا گیا - جناب والا - اس کا کوئی جواز ہی نہیں تھا - عالیجاہ یہ ٹھیک ہے کہ حزب اختلاف اور حزب اقتدار یا پی-این-اے اور پیپلز پارٹی کے درمیان مقابلہ تھا ، لیکن جس وقت قومی اتحاد نے صوبائی نشستوں سے بائیکاٹ کیا اور صوبائی الیکشن نہیں لڑا ، اس کے بعد بھی آزاد ممبران کے ساتھ جو سلوک پولیس نے کیا اس کے ہوتے ہوئے یہ کسی طرح سے حقدار نہیں ہیں کہ یہ Honouraria لے سکیں۔ پھر اس کے بعد ایجی ٹیشن کے دوران کوئی ایسی چیز نہیں تھی ، جس سے امن و امان کو خطرہ تھا بلکہ وہ تو حکومت کے خلاف نہتے شہریوں کا احتجاج تھا کہ انہوں نے الیکشن میں دھاندلیاں کی ہیں - جناب والا - مظاہرے پر امن تھے لیکن ان پر لاٹھی چارج کیا گیا ، ان پر آنسو گیس پھینکی گئی اور ان پر گولی چلائی گئی - سارے پنجاب میں خدا جانے تقریباً سات سو یا آٹھ سو کے قریب افراد ہلاک ہوئے - بعض آدمیوں کے اندازے کے مطابق ان کی تعداد ہزاروں تک جاتی ہے ، پھر جب امن عامہ کو بحال رکھنے میں

حکومت ناکام ہو گئی تو اسے فوج بلانی پڑی ، تو ان حالات میں میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ Honouraria پولیس کو نہ دیا جائے ، کیوں کہ پولیس اپنے مشن اور انتظامات میں بہت حد تک فیل ہوگئی تھی ۔

مسٹر سپیکر ۔ وزیر خزانہ ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ فاضل قائد حزب اختلاف نے اس ڈیمانڈ کے سلسلے میں اپنی تقریر کے دوران دو مشاہدات بیان کئے ہیں ، ایک تو یہ کہ جو مظاہرے ہو رہے تھے ان سے امن عامہ کو خطرہ نہیں تھا ۔ اور دوسرے یہ کہ وہ نہتے شہری تھے ۔ قائد حزب اختلاف کو شاید ان دنوں کسی بڑے شہر میں ان کے ان مظاہروں کو دیکھنے کا موقع نہیں ملا ۔ جن میں جناب والا ۔ نہایت ہی جدید طرز کے ہتھیار لہرائے جاتے تھے ۔ ہر قسم کے خنجر ، پستول ، تلواریں اور جو اسلحہ دنیا میں سنا جا سکتا ہے ، دیکھا جا سکتا ہے وہ ان کے پاس ہوتا تھا اور جن لوگوں کے گھر جلائے گئے ، جن لوگوں کو مارا اور پیٹا گیا ، جن لوگوں کی لاشوں کو جلا کر پھر ان تک کسی کو پہنچنے نہیں دیا گیا ۔ میں کہتا ہوں کہ اس تحریک کے دوران جس قدر اپنے ہی مسلمان بھائیوں کے خلاف بربریت اور ظلم و ستم روا رکھا گیا ، وہ اس سے پہلے کبھی بھی پاکستان کی تاریخ میں دیکھنے میں نہیں آیا ۔ اور حقیقت یہ ہے کہ یہ بات کہ فوج کو بلانا پڑا ۔ ہم چونکہ پنجاب کی بات کر رہے ہیں ۔ پنجاب کے شہروں مثلاً لاہور ، لائلپور ، سیالکوٹ اور بہت سے دوسرے شہروں میں اس بات کا ثبوت ہے کہ نہ صرف یہ کہ خطرہ تھا بلکہ نقص امن ہو گیا تھا ۔ ان مظاہروں میں امن عامہ خراب کر دیا گیا تھا ۔ میں حیران ہوں کہ قائد حزب اختلاف یہ بات کہتے ہیں کہ امن عامہ کا خطرہ نہیں تھا ۔ جناب والا ۔ ان کے جو لیڈر ہیں وہ تو اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ ہم نے پاکستان کو اس قدر نقصان پہنچایا ہے کہ حکومت ہمارے ساتھ سمجھوتہ کرنے پر مجبور ہو گئی ۔ جناب والا ۔ ان مظاہرین کے لیڈر تو فخر کرتے ہیں کہ ایسی تخریب کاری تو ان سے پہلے کسی نے نہیں کی اور ان کو گولڈ میڈل ملنا چاہئے ۔ اور قائد حزب اختلاف ان کا دفاع کر رہے ہیں وہ تو اس پر بہت بڑا تمغہ چاہتے ہیں اور ممکن ہے کہ ان کو کسی طاقت

نے لقمہ بھی دے دیا ہو ۔ جناب والا ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ کوئی شخص جس نے ان حالات کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے ، کانوں سے سنا ہے ، اخبارات میں پڑھا ہے وہ شخص اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ پاکستان کی سلامتی کو ، پاکستان کے وجود کو ایسی طاقتوں نے خطرہ میں ڈالا تھا جو کہ غیر ملکی طاقتوں کا ہاتھ بنی ہوئی تھیں ۔ غیر ملکی سازشوں کے تحت کھیل رہی تھیں ۔ جن کو فیل اور اصحاب‌الفیل کہا گیا ہے ۔ مسلمانوں کے لئے یہ سمجھنا مشکل نہیں کہ فیل اور اصحاب‌الفیل کیا کام کرتے ہیں ۔ فیل اور اصحاب‌الفیل کا مقابلہ مسلمانوں کو کم از کم جرأت اور شجاعت سے کرنا چاھئے ۔ اگر آپ اس ڈیمانڈ کا تجزیہ کریں تو اس میں صرف ایک ھی چیز ہر فاضل قائد حزب اختلاف نے بات کی ہے ۔ اس کے علاوہ اور بہت سی ایسی چیزیں شامل ہیں مثلاً پولیس کے لئے ٹرانسپورٹ کی سہولتیں مہیا کرتی ہیں پولیس کو کمیونیکیسن اور وائرلیس سیٹس مہیا کرتے ہیں اور پولیس کو کمسوں کی رجسٹریشن کے لئے اور ٹریفک کے کنٹرول کے لئے kaboos بنائے گئے ہیں جو پولیس کو مہیا کرتے ہیں ، مثلاً پولیس جب ایک ھیڈ کوارٹر سے دوسرے ھیڈ کوارٹر میں شفٹ ھوتی ہے تو اس کے لئے باھر سے ٹرانسپورٹ hire کرنا ھوتی تھی جو اس کے پاس موجود نہیں تھی ۔ یہ ایسے مطالبات ہیں جن کا پورا کیا جانا انتہائی ضروری ھوتا ہے ۔ تو اس لئے میں یہی عرض کروں گا کہ اگر قائد حزب اختلاف آج صبح کا اخبار پڑھیں اور ان لوگوں کے بیانات پڑھیں تو وہ خود دیکھ لیں گے کہ انہوں نے فخر کیا ہے کہ انہوں نے پاکستان میں ایک زبردست تخریب کاری کی مہم شروع کی اور بقول ان کے اس کی کوئی مثال نہیں ملتی ۔ پھر جناب والا ۔ جو حزب اختلاف کے لیڈر باھر موجود ہیں ان کے قول کے مطابق ایسی تحریک اس سے پہلے کبھی بھی نہیں چلائی گئی تھی ، جس میں اس قدر تخریب کاری کی گئی ھو اور اس قدر پاکستان کے وجود کو خطرے میں ڈالا گیا ھو ، اور اس قدر پاکستان کی معیشت کو نقصان پہنچایا گیا ھو جتنا کہ نقصان اس میں پہنچایا گیا ہے ۔ قائد حزب اختلاف کہتے ہیں کہ امن و امان کو کوئی خطرہ نہیں تھا کیوں کہ وہ لوگ نہتے تھے ۔ جن لوگوں نے کراچی جاکر دس کروڑ سے زیادہ کی چیسز جلائی

تھیں ، وہ نہتے تھے؟ جن لوگوں نے کورنگی بس سٹیشن کو جا کر جلایا تھا ، وہ لوگ نہتے تھے؟ جن لوگوں نے لاهور میں سینما جلائے تھے ، وہ لوگ نہتے تھے ؟ جن لوگوں نے کریم بلڈنگ کو آگ لگائی تھی کیا وہ نہتے تھے ، ؟ جناب والا ۔ میں نے آج تک کبھی نہیں دیکھا کہ کسی مظاہرہ میں اسی طرح ایمبولینس بنائی گئی هوں ۔ هک ان کے پاس هوتی تھیں ۔ جیسے مردوں کو کھینچنے کے لئے فوج کے پاس هوتی ہیں ۔ یہ دیسی کام نہ تھا ، یہ تو ولائتی ترکیبیں چل رهی تھیں ۔ یہ تمام چیزیں ولائتی کتابوں میں موجود ہیں ان کے پاس هتھیار هوتے تھے ۔ ان کے پاس سیڑھیاں هوتی تھیں ۔ مردوں کو اٹھانے کے لئے ان کے پاس هک هوتے تھے ۔ اور سازوکی وین مردوں کو اٹھانے کے لئے هوتی تھیں ۔ یہ سب باتیں کتابوں میں لکھی هوئی ہیں ۔ سی-آئی-اے کے جو لوگ ہیں جن کے پاس یہ کتابیں ہیں نمبر 1 ، نمبر 2 ، نمبر 3 ، نمبر 4 ، جو بھی کوئی ان کو پڑھانے والا ہے اس نے خوب پڑھائی ہیں ۔ سب باتیں اس میں موجود ہیں کہ کس طرح سے حملہ کرتے جاؤ گے ۔ پہیہ جام کیسے کریں گے ۔ فاضل قائد حزب اختلاف نے شاید سنا نہیں پہیہ جام کی جو بات ہے وہ امریکہ نے لوگ ٹرینڈ کر کے ایوب خان کی حکومت کو دیئے ۔ اس لئے یہ ساری بات جو تھی ، جو باهر سے ان کو سکھائی گئی تھی ، میں کہتا هوں اس قدر ٹرینڈ لوگ ان کے پاس تھے ۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ سردار عبدالقیوم جو قومی اتحاد کے ایک جماعت کے سربراہ ہیں انہوں نے یہ بات کہی اور فاضل قائد حزب اختلاف نے وہ خبر پڑھی هوگی ۔ اگرچہ وہ یہ بات کہہ کر کیسے چھوٹ گئے ۔ میں نہیں سمجھتا ۔ انہوں نے کہا همارے جلوسوں میں هتھیار والے تخریب کار لوگ ، ٹرینڈ لوگ جو گڑبڑ کرنا چاهتے تھے ، وہ گھس آئے تھے ۔ اس کا مطلب یہ هوا وہ اتنے بھولے ہیں سے اس بات سے چھٹکارا حاصل کرنا چاهتے ہیں کہ یہ تو گڑبڑ نہیں کرنا چاهتے ۔ گڑبڑ کرنے والے کوئی اور لوگ هوتے ہیں جو ان کے اندر گھس جاتے تھے ۔ اگر گھس جاتے تھے تو یہ لیڈر کس کے ہیں ۔ قومی اتحاد کے باقی لیڈر ہیں وہ اس بات پر فخر کرتے ہیں ۔ یہ صرف ایک لیڈر سردار عبدالقیوم نے بیان دیا ہے ۔ یہ تخریب کار لوگ همارے جلوسوں میں مسلح

اور ٹریکٹ ہو کر آتے ہیں ۔ باقی لیڈروں نے اس بات پر فخر کیا ہے کہ ایسی تحریک چلائی گئی ہے کہ ہم نے پاکستان کو بہت نقصان پہنچایا ہے ۔ ایک صاحب نے یہ کہا کہ معیشت کو بہت نقصان ہوا ۔ معیشت کو نقصان ہوتا رہے لیکن یہ تحریک جو انہوں نے چلائی ہے یہ کامیاب ہونی چاہئے ۔ یہاں تو ہمیں ایسے لوگوں سے واسطہ ہے کیوں کہ وہ سمجھتے ہی نہیں ۔ بہت سے لیڈر ایسے ہیں جو معیشت کو سمجھتے ہی نہیں ہیں ۔ حالانکہ آج کل کسی کا اس وقت تک سیاست میں دخل نہیں ہونا چاہئے جب تک اس نے معیشت کی بنیاد کے متعلق کچھ پڑھا نہ ہو ۔ وہ کہتے ہیں معیشت کو نقصان ہوتا رہے تحریک کو چلنا چاہئے ۔ بے شک معیشت کو نقصان ہوگا تو ملک کہاں رہے گا ۔ this is age of economics معیشت پر ہی تو ملک چلتا ہے ۔ اگر آج معیشت اس قدر خراب ہو گئی تو خود معیشت کی وجہ سے قوم کا collapse ہو جائیگا ۔ اور ملک کا collapse ہو جائے گا ۔ میں حیران ہوں قائد حزب اختلاف کی اس بات پر کہ جب انہوں نے یہ کہا کہ یہ لوگ نہتے تھے ۔ امن و امان کا کوئی خطرہ نہیں تھا ۔ میں اس وقت بھی بہت ہنسا تھا ۔ اور نہیں چاہتا تھا کہ میں فاضل قائد حزب اختلاف کی تقریر کو interrupt کروں ۔ لیکن یہ بات بہت ہی تعجب خیز تھی ۔ اگر یہ بات ایسی نہ ہوتی تو فوج کیسے آ جاتی ۔ شاید قائد حزب اختلاف کو معلوم نہیں ۔ آئین کے تحت ، دستور کے تحت فوج کے بھی اپنے ادارے ہیں ۔ فوج بھی دیکھ رہی تھی کہ جو جلوس مال روڈ پر نکلتے تھے ۔ ان کے پاس ہتھیار اگر فاضل قائد حزب اختلاف نے نہیں دیکھے ، کیوں کہ وہ جھنگ میں بیٹھے ہوئے تھے ، تو اس کے فوٹو گراف لئے ہیں تو اس فوٹو گراف میں ، اگر قائد حزب اختلاف دیکھنا چاہیں تو ان کو تمام جدید طرز کے ہتھیار ان جلوسوں میں نظر آئیں گے ۔ اس کے فوٹو گراف موجود ہیں ۔ اصل فوٹو گراف ہیں جو جلوسوں کے یہاں لاہور میں لئے گئے اور دوسری جگہوں کے جلوسوں کی تصاویر لی گئیں ۔

جناب والا ۔ میں sum up کرتے ہوئے یہ کہوں گا کہ یہ ایسی مد ہے جس میں پولیس کو الیکشن سے پہلے ، الیکشن کے دوران جو انہوں نے امن و امان قائم کرنے کے لئے کام کیا ، جو انہوں نے الیکشن کے لئے

فورس ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا چاہیے ، ان پر جو اخراجات کئے ، جو انہوں نے فیلڈ کمیونیکیشن آپریٹرز حاصل کرنے تھے اس پر اخراجات ہوئے - اس کے علاوہ صرف ایک مد ان کے اعزازیہ کی ہے - میں سمجھتا ہوں جس قدر سالمیت کو خطرہ تھا ، جس قدر آئین کو خطرہ تھا ، جس قدر آئین کے پرخچے سر عام اڑائے جا رہے تھے - وہ آئین جو اس قوم کو ترس ترس کر بہت سالوں کے سسکنے کے بعد ، بہت سالوں کے صبر اور تکالیف کے ان مراحل سے گزرنے کے بعد ملا - وہ آئین سر بازار توڑا جا رہا تھا - اور اس آئین کی خلاف ورزی کے لئے اکسایا جا رہا تھا - میں سمجھتا ہوں ایسے حالات میں پولیس کو ایسے مشکل کام کے لئے ان کی ضرور حوصلہ افزائی کرنی چاہئے - ان کو الیکشن کے لئے ٹرانسپورٹ دینی چاہئے - الیکشن سے پہلے نظم و ضبط قائم کرنے کے لئے ٹیلی کمیونیکیشن آپریٹرز دینے چاہئیں - میں سمجھتا ہوں یہ مطالبہ زر جو میں نے آج ایوان میں پیش کیا ہے اس کا جو خرچ ہے یہ بالکل جائز تھا اور مفاد عامہ میں تھا - ملک و قوم کی سالمیت اور استحکام کو برقرار رکھنے کے لئے تھا - شکریہ -

مسٹر سپیکر - اب سوال یہ ہے :

کہ ایک کروڑ 55 لاکھ 93 ہزار ایک سو 40 روپے کی رقم بسلسلہ مد 29 - پولیس میں تخفیف کر کے اسے ایک روپیہ کر دیا جائے -

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

سردار زادہ ظفر عباس - جناب والا - میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک کروڑ 55 لاکھ 93 ہزار ایک سو 40 روپے کی رقم بسلسلہ مد 29 - پولیس میں بقدر 10 لاکھ روپیہ تخفیف کر دی جائے -

مسٹر سپیکر - تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک کروڑ 55 لاکھ 93 ہزار ایک سو

40 روپے کی کل رقم بسلسلہ مد 29 ۔ پولیس
میں بقدر 10 لاکھ روپے تخفیف کر دی جائے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ یہ بہت بڑی رقم ہے جو پولیس کو دی جا رہی ہے ۔ اس میں صرف میں نے جو گزارش کی ہے وہ 10 لاکھ روپے کی تخفیف زر ہے ۔ میرے خیال میں جیسے میں پہلے عرض کر چکا ہوں اس سے کیا فرق پڑتا ہے اگر ایک کروڑ 55 لاکھ میں سے 10 لاکھ کم کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سردار زادہ صاحب ، دس لاکھ روپے کی کوئی الگ آئٹم ہے جس کے لئے تخفیف کر دی جائے ،

سردار زادہ ظفر عباس ۔ یہ ایک آئٹم کے لئے رقم ہے جو انہیں بطور اعزازیہ دی جا رہی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ اس لحاظ سے اس کی مخالفت کرتے ہیں کہ ان کو اعزازیہ نہیں دیا جانا چاہئے ۔

Mr. Hamid Kamal Dahir. Sir, this item is about the Reserve Police and about the honorarium.

مسٹر سپیکر ۔ ایڈیشنل پولیس ، ریزرو فورس کے قیام اور صوبائی پولیس فورس کو اعزازیہ وغیرہ دینے پر زائد اخراجات کو زیر بحث لایا جائے ۔ وہ یہ چاہتے ہیں ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں سمجھتا ہوں ، میں اس کا پہلے جواب دے چکا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ ایک کروڑ 55 لاکھ 93 ہزار ایک سو
40 روپے کی کل رقم بسلسلہ مد 29 ۔ پولیس
میں بقدر 10 لاکھ روپے تخفیف کر دی جائے ۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک کروڑ 55 لاکھ 93 ہزار ایک سو
40 روپے کی کل رقم بسلسلہ مد 29 ۔ پولیس
میں بقدر ایک سو روپے تخفیف کر دی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کردہ یہ ہے ۔

کہ ایک کروڑ 55 لاکھ 93 ہزار ایک سو
40 روپے کی کل رقم بسلسلہ مد 29 ۔ پولیس
میں بقدر ایک سو روپے تخفیف کر دی جائے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

Mr. Speaker. Yes please.

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ پہلے بھی اس مسئلے پر کافی بحث ہو چکی ہے ، اس لئے میں مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہیں سمجھتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ سردار زادہ صاحب ، آپ نے اس کے متعلق جو یہ لکھا ہے "سیاسی مخالفین کے ساتھ پولیس کے غلط رویے کو زیر بحث لایا جائے" اس کے متعلق آپ کچھ فرمانا چاہیں گے ؟

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ یہ پہلے زیر بحث آ چکا ہے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں بھی کچھ نہیں کہنا چاہتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ ایک کروڑ 55 لاکھ 93 ہزار ایک سو
40 روپے کی کل رقم بسلسلہ مد 29 ۔ پولیس
میں بقدر ایک سو روپے تخفیف کر دی جائے ۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر۔ اب مطالبہ زر ایوان کے سامنے پیش کیا جائے گا۔
سوال یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو ایک کروڑ 55 لاکھ 93 ہزار ایک سو 40 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 29 ۔ پولیس برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر ۔ 7)

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک ضمنی رقم جو 48 لاکھ 83 ہزار 4 سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 40 ۔ زراعت برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کردہ یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 48 لاکھ 83 ہزار 4 سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 40 ۔ زراعت برداشت کرنے پڑیں گے ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر ۔ سردار زادہ صاحب ، اس پر آپ اپنی تخفیف کی تحریک پیش کریں گے ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ 48 لاکھ 83 ہزار 4 سو روپے کی کل رقم
بسلسلہ مد 40 ۔ زراعت میں تخفیف کر کے
اسے ایک روپیہ کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ 48 لاکھ 83 ہزار 4 سو روپے کی کل رقم
بسلسلہ مد 40 ۔ زاعت میں تخفیف کر کے اسے
ایک روپیہ کر دیا جائے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ سردار زادہ ظفر عباس ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ یہ رقم جو منظور کرائی جا رہی ہے ، اس میں کل چار مدیں ہیں ، جن کے لئے یہ 48 لاکھ کی منظوری دی جا رہی ہے ۔ جناب والا ۔ اس میں 7 لاکھ روپے تو اس کارخانے کے اخراجات کے لئے ہیں جو سمال انڈسٹری سے لیا گیا ہے ۔ جو کہ بہاولپور میں ایک زرعی آلات کا کارخانہ تھا ۔ اور اسے پہلے سمال انڈسٹریز کارپوریشن چلاتی تھی ۔ اب اسے محکمہ ایگریکلچر نے لے لیا ہے ۔ اس کے خرچ کے لئے 7 لاکھ 70 ہزار روپے کی رقم دی گئی ہے ۔ دوسری آئٹم یہ ہے کہ 48 لاکھ روپے کی رقم جو فارم اور باغات کے سلسلے میں تھی اور تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی جو defunct ہو چکی ہے ۔ اور وہ فارم اور باغات اس کے قبضہ سے لئے گئے تھے تو اب یہ رقم اس اتھارٹی کو دی جا رہی ہے ۔ جناب والا ۔ یہ اتھارٹی پہلے وجود میں تھی ۔ تو یہ بھی ایک گورنمنٹ ہے جو اس تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو کنٹرول کرتی ہے ۔ لیکن اب یہ 46 لاکھ 81 ہزار روپے تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو دیئے جائیں گے جو کہ تقریباً ختم ہو چکی ہے ۔ اب اس سلسلے

میں جتنے بھی اس کے فنڈز تھے وہ ظاہر نہیں کئے گئے کہ تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے جو فنڈز ہیں وہ کہاں جائیں گے - چاہیے تو یہ تھا کہ اس میں وہ بتایا جاتا کہ تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے تمام فنڈز اور وہ تمام چیزیں جو اس کے قبضے میں تھیں وہ کہاں ہیں ، لیکن ان کے متعلق کچھ نہیں بتایا گیا - پھر عالیجاہ - جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ وہ کارخانے کے متعلق تھا - - - -

میاں منظور احمد موہل - پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - میں پوائنٹ آف آرڈر رول 116 کے بارے کرنا چاہتا ہوں - کیوں کہ فاضل قائد حزب اختلاف نے جو کچھ بھی یہاں بیان کیا ہے وہ رول سے ہٹ کر بیان کیا ہے - اور میرا خیال ہے اور جو میں سمجھ سکا ہوں وہ یہ کہ ان کو طریقہ کار کا پتہ نہیں ہے - اگر میں خاموش رہوں تو یہ ریکارڈ پر بات آئے گی کہ اس اسمبلی میں کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ یہ بات دائرہ اختیار یا رول کے خلاف ہو رہی ہے - جناب والا - بات یہ ہے کہ جو ان کی پالیسی ہے یا disapproval of Policy Cut ایک روپے کی ہے اور اسی طرح پہلے بھی جب انہوں نے کٹوتی کی تحریک پیش کی تو وہ سیاسی مخالفین کے متعلق فرمانے لگے - حالانکہ وہ ان کی تیسری سو روپے کی کٹ تھی جو ٹوکن کٹ کہلاتی ہے - اس پر ان کو بات کرنی چاہئے تھی - جناب والا - میں رول 116 آپ کے سامنے پڑھتا ہوں - ان کے اس کے دائرہ کے اندر رہتے ہوئے بات کرنی چاہئے - کیوں کہ بات یہ کچھ کہتے ہیں اور ایجنڈے پر کچھ اور ہے لیکن اب یہ کچھ اور بات کر رہے ہیں - جناب والا - رول 116 میں یہ specifically لکھا ہوا ہے کہ

> Such a motion shall be known disapproval of the policy cut. A member giving notice of such a motion shall indicate in precise term a particulars of the policy which he proposes to discuss.

انہوں نے discuss کرنے کے لئے جو propose کیا ہے وہ صرف یہ کیا ہے کہ جس کا تعلق کسانوں کو کھاد اور بیج مہیا کرنے سے ہے - جناب والا-

یہ اب کھاد کے بارے میں اور بیج کے بارے میں جو پالیسی ہے اس پر بول سکتے ہیں کروں کہ انہوں نے خود precise کیا ہے اور آگے ان کی جو economy cut ہے وہ آئے گی یا ٹوکن کٹ آئے گی ۔ اس پر انہوں نے جو بھی کہا ہے وہ تو ٹھیک ہے اور اس کے مطابق بات کر سکتے ہیں ۔ میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ ٹھیک ہے کہ انہوں نے ایجنڈا دیا ہے لیکن انہیں ایجنڈے کے اندر رہتے ہوئے ان رولز کے مطابق بات کرنی چاہئے ۔

Mr. Speaker. I uphold the point of order raised by Mian Manzoor Ahmad Mohal and the Leader of the Opposition should confine his arguments to the item which he has given in the cut motion and which he proposes to bring under discussion as disclosed in the cut motion itself.

سردار زادہ ظفر عباسی ۔ جناب والا ۔ چونکہ آپ اس کے متعلق رولنگ دے چکے ہیں اس لئے میں صرف یہ عرض کروں گا کہ وجہ یہ تھی کہ یہ دو دو تین تین موشن ہیں اور میں نے صرف وقت بچانے کی خاطر تمام چیزیں اکٹھی بیان کر دیں اور اس کے بعد دونوں پر نہیں بولا ۔

مسٹر سپیکر ۔ سردار زادہ صاحب ایسے نہ کیجئے ۔ جن پر آپ نے کٹ موشن دی ہوئی ہیں ، انہیں آئٹم پر اپنی بحث فرمائیے گا ۔ اس کے بعد آپ کی دوسری لی جائے گی ۔ پھر تیسری لی جائے گی ۔ اگر اس طرح ہم کرنا شروع کر دیں کہ تمام کٹ موشنز کو اکٹھا لے کر بحث شروع کر دیں اور پھر دوسری کو touch نہ کریں تو پھر اس کا ریکارڈ صحیح طور پر تیار نہیں ہو سکے گا ۔

سردار زادہ ظفر عباسی ۔ ٹھیک ہے ۔ sorry Sir جناب والا ۔ میں نے اس موشن پر اتنا ہی عرض کرنا تھا ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں اس مطالبہ زر کے سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ یہ نہایت ہی مفاد عامہ کے تحت پیسے خرچ کئے گئے ہیں ۔ ان میں کوئی بھی ایسی مد نہیں ۔ بلکہ جو سب سے بڑی مد ہے ، اس میں actually پیسے کا کوئی ٹرانسفر ہی involve نہیں ہے ۔ وہ ساری book

transfer ہے ۔ تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی اب پہلی حالت میں نہیں رہی ۔ اب اس کا صرف ایڈمنسٹریٹر ہے جو کہ صوبہ کا چیف سیکرٹری ہے ۔ پرانے حسابات محکمہ زراعت کے تحت یا گورنمنٹ پنجاب کے اور محکموں کے درمیان اور پرانی ٹی۔ڈی۔اے کے درمیان رہے ہیں ، وہ بہت سے کیس ، ایسے ہیں جن کا تصفیہ تو نہیں ، البتہ حیرانی ظاہر کرنی چاہئے کہ آج تک ان کا تصفیہ نہیں ہو سکا ۔ محکموں میں کہیں سڑکوں کا اور کہیں کسی چیز کا جھگڑا چلتا رہتا ہے ، کیوں کہ محکموں کا آپس میں فیصلہ نہیں ہو سکتا ۔ کچھ فیصلے کبھی سال میں ہو جاتے ہیں اور کچھ فیصلے 1976-77ء میں ہوئے ہیں ۔ ان پر کوئی خاص پیسے خرچ نہیں ہوئے ۔ یہ تمام و توم کتابی تصفیے ہیں جو ہو جاتے ہیں ۔ اسی طرح تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی اور پنجاب گورنمنٹ کے درمیان یہ معاملہ چل رہا تھا ۔ کارخانہ آلات زرعی کے بارے میں اسی ہاؤس میں کافی تنقید ہوئی تھی اور اس کی کارکردگی پر بھی بحث ہوئی تھی ۔ یہ کارخانہ بہاولپور میں ہے ۔ اس کارخانے کی پروڈکشن ایسی نہیں ہوتی جس کی زمینداروں کو ضرورت ہو ۔ اور دوسرے اس کارخانے کے آلات کی قیمت بھی زیادہ ہوتی تھی ۔ لیکن چونکہ محکمہ زراعت کی کارکردگی بڑھ گئی ہے ، مثلاً فصلوں کے بیج اور کرم کش ادویات فراہم کرنا ، فصلوں پر چھڑکاؤ کروانا اور مختلف قسم کے ٹیوب ویل پمپ ، ڈیزل مکینیکل انجن ، تھریشر اور دوسری مشینری جو کہ زمیندار کو ضرورت ہوتی ہے ، فراہم کرنا اس محکمے کے ذمے ہے ۔ چونکہ اس لئے اس پر بہت بحث ہوئی ہے جس کے نتیجے میں پہلے بجٹ کے دوران میں یقین دہانی کرائی گئی تھی ۔ اس کارخانے کو صنعت کا محکمہ نہیں چلا سکتا ، کیوں کہ اس کی تمام پروڈکشن زراعت کے شعبے میں استعمال ہوتی ہے ۔ اس لئے بہتر یہ ہوگا کہ اس کارخانے کو محکمہ زراعت کے سپرد کر دیا جائے ۔ تو ایسا کیا گیا ۔ یہ تبدیلی اس فاضل ایوان میں بحث کے بعد مفاد عامہ میں کی گئی ۔ یہ دو مقاصد کے تحت کیا گیا تھا ۔ ایک تو یہ کہ یہ کارخانہ اپنے محکمے کی ضرورت کے مطابق آلات بنا سکے ۔ اور دوسرے ملک میں پرائیویٹ طور پر کاشتکاروں کو جس مشینری کی ضرورت ہوتی ہے وہ مشینری نئی طرز کی اور جدید تقاضوں کے مطابق بنائے ۔ اور مناسب قیمت پر ہو ، کیوں کہ یہ سرکاری کارخانہ ہے ۔ میرے نزدیک یہ دونوں مقاصد

اعلیٰ ایجوکیشنل مقاصد ہیں ہر ادارہ ہو یا ان کا بہترین استعمال ہے ۔

کیبنٹوں کے حق میں جناب قائد حزب اختلاف نے تنقید نہیں کی جس پر میں بہت خوش ہوا ہوں اور یہ سمجھتا ہوں کہ اس طرح انہوں نے اسے منظور کیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ معاملہ ابھی آگے آئے گا ۔

وزیر خزانہ ۔ ٹھیک ہے ۔ بہت شکریہ جناب والا ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ 48 لاکھ 38 ہزار 4 سو روپے کی کل رقم
بسلسلہ مد 40 ۔ زراعت میں تخفیف کر کے
ٹوکن روپیہ کر دی جائے ۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب سپیکر ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ 48 لاکھ 38 ہزار 4 سو روپے کی کل رقم
بسلسلہ مد 40 ۔ زراعت میں بقدر 10 لاکھ
روپے تخفیف کر دی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ 48 لاکھ 83 ہزار 4 سو روپے کی کل رقم
بسلسلہ مد 40 ۔ زراعت میں بقدر 10 لاکھ
روپے تخفیف کر دی جائے ۔

وزیر خزانہ ۔ میں مخالفت کرتا ہوں ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ الیکشن سے پہلے پاکستان پیپلز پارٹی نے مختلف ہفتے منائے تھے ۔ جن سے مراد صرف یہ تھی کہ سیاسی طور پر پارٹی کو project کیا جائے ۔ اور بھی کئی قسم کے ہفتے تھے ۔ کوئی مردوں کا ، کوئی عورتوں کا اور کوئی کسی اور کا ۔ اور اس بجٹ کی

پچاس ساٹھ لاکھ روپے کی رقم ان ہفتوں پر صرف کی گئی۔ اگر یہ ہفتے کسی نیک مقصد کے لئے منائے جاتیں تو ٹھیک ہے ۔ لیکن ان کا مقصد صرف سیاسی اور ایک پارٹی کو project کرنا تھا ۔ مثلاً کسانوں کے ہفتے میں کسانوں کے لئے کوئی کام نہیں ہوا ۔ کسانوں کو اس میں نہ مدعو کیا گیا ۔ اور نہ ہی انہوں نے اس میں کوئی حصہ لیا ۔ مثلاً میرے ضلع میں صرف یہ کیا گیا کہ چند آدمیوں کو اکٹھا کیا گیا ۔ وہاں افسران نے تقاریر کیں جن میں زور صرف اس بات پر دیا گیا کہ جناب ذوالفقار علی بھٹو نے یہ کیا ہے اور وہ کیا ہے ۔ اور اس کے سوا کچھ نہیں ہوا ۔ اس میں کسانوں کا کوئی مسئلہ نہیں اٹھایا گیا ۔ انہیں یہ تک نہیں بتایا گیا کہ جدید آلات کیا ہوتے ہیں اور جدید کاشتکاری کس طرح کی جاتی ہے ۔ نہیں یہ بھی نہیں بتایا گیا کہ ان کا موجودہ طریق کاشتکاری درست نہیں اور اس طرح کاشتکاری کی جائے تو زیادہ پیدا وار ہو سکتی ہے ۔ میرے عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہفتہ کسان پر صرف کی گئی رقم تمام کی تمام رائیگاں گئی ہے ۔ اس سے عوام کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا اور یہ ہفتہ صرف پاکستان پیپلز پارٹی کے پروگرام کو project کرنے کے لئے منایا گیا تھا ۔ اس لئے اس رقم کا بوجھ صوبائی بجٹ پر نہیں پڑنا چاہئے ۔ یہ ان کے ذاتی اخراجات تھے ۔ یہ رقم ان کی پارٹی کے لئے خرچ ہوئی ہے ۔ اس لئے یہ منظور نہیں ہونی چاہئے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر حامد کمال ڈاھر ۔

مسٹر حامد کمال ڈاھر ۔ جناب سپیکر ۔ قائد حزب اختلاف نے کہا ہے کہ یہ ہفتے پیپلز پارٹی نے منائے تھے ۔ لیکن یہ بات صحیح نہیں ۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ ہفتے حکومتوں اور وزارتوں نے منائے تھے ۔ پیپلز پارٹی کا اس سے کوئی تعلق نہیں ۔ اس میں حکومت کی پالیسی کو واضح کیا گیا ہے کہ عوامی حکومت کسانوں کے لئے کیا کر رہی ہے ۔ اگر حکومت وقت کی پالیسی کی وضاحت کی جاتی ہے تو یہ تو بہت اچھی بات ہے ۔ دس لاکھ کی اس رقم سے نمائشیں ہوئیں اور کسانوں کو کاشت کاری کے جدید طریقے بتائے گئے ۔ اس کا مقصد بہت نیک تھا ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر ۔ وزیر خزانہ ۔

وزیر خزانہ: جناب والا ۔ قائد حزب اختلاف نے ضمنی بجٹ پر بحث کرتے ہوئے دیہاتیوں کی وکالت میں بڑی دھواں دار تقریر کی تھی ۔ اب وہ اس کی تردید کر رہے ہیں ۔ دیہاتیوں کے لئے جو پروگرام بنائے گئے تھے ، وہ ان کی مخالفت کر رہے ہیں ۔ میں فاضل قائد حزب اختلاف کو گاؤں کی زندگی کے بارے میں بتانا چاہتا ہوں ۔ مجھے اپنے بچپن کی گاؤں کی زندگی یاد ہے ۔ گاؤں کی زندگی میں سال میں ایک بار تین چار گاؤں کے لوگوں کو میلے کے نام ایک جگہ اکٹھا کیا جاتا تھا ۔ ان اجتماعات میں دیہاتیوں کو بڑی خوشی ہوتی تھی ۔ وہاں بچوں کے لئے ہنکوڑے اور بڑے لوگوں کے لئے گڑ جلیبیاں ہوتی تھیں ۔ ہنکوڑے ڈالے جاتے تھے ، اور کبڈی کے میچ ہوتے تھے ۔ ہم لوگ اپنی اپنی بھینسوں کے سینگوں کو رنگ برنگ کاغذوں اور کپڑوں سے سجایا کرتے تھے اور ان کو منڈیوں میں لے جایا کرتے تھے ۔ میلہ گاؤں کی زندگی میں بے پناہ خوشیاں لاتا ہے ۔ اور گاؤں کی زندگی میں جب لوگ اکٹھے ہوتے ہیں تو وہ بہت سے باتیں کرتے ہیں ، وہاں کئی رشتے طے ہوتے ہیں ، فصلوں کے بارے میں کئی باتیں ہوتی ہیں ، زمیندار وہاں اکٹھے ہو کر اپنے جانور فروخت کرتے ہیں ، کئی چیزوں کے سودے وہاں طے ہو جاتے ہیں ۔ تو یہ گاؤں میں ایک بہت بڑی تفریح سمجھی جاتی ہے ، جب وہاں کوئی میلہ ہوتا ہے ۔ تو ہفتہ کسان نہ صرف صوبہ پنجاب میں بلکہ سارے پاکستان میں منایا گیا اور اس ہفتے میں ہر گاؤں میں میلے ہوئے ۔ کسانوں کے اکٹھ ہوئے ۔ فاضل قائد حزب اختلاف نے کہا کہ انہیں یہ نہ بتایا گیا کہ بیج کیا ہے اور کاشتکاری کیا ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ ہر جگہ نمائشیں لگیں اور ہر جگہ اس علاقے کے بارے میں خاص طور پر بتایا گیا ۔ مثلاً راولپنڈی میں جو بارانی علاقہ ہے ، وہاں بارانی علاقے کی کاشت کے بارے میں نہایت ہی بہترین اور ایک خصوصی نمائش لگی جس میں ہر قسم کی جدید کاشت کے متعلق باتیں کسانوں کو بتائی گئیں ۔ تو ان باتوں کے متعلق فاضل قائد حزب اختلاف کیسے کہہ سکتے ہیں ۔ کیوں کہ جھنگ میں تو بہت خوبصورت پروگرام تھا اور وہاں لوگوں کو انعام تک ملے ہیں ، اچھے گھوڑے رکھنے کے لئے اور اچھے جانور پالنے کے لئے ۔ تو وہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ اس میں سیاست تھی ۔ گو میں سیاست کے معنی کوئی غلط بات کرنا یا غلط

کام کرنا نہیں سمجھتا کیونکہ سیاست کے لفظ میں کوئی غلط بات نہیں پائی جاتی اور نہ ہی سیاست کرنے میں کوئی بری بات ہے ۔ میرے خیال کے مطابق حضور نبی کریم اشرف الانبیا سب سے پہلے سیاست دان تھے اور ان کا اسوہ حسنہ ہمارے لئے بہت ہی بہترین نمونہ ہے جس کی ہم پیروی کر سکتے ہیں ۔ ہمیں تو یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہمیں اپنے اجتماعی معاملات کیسے حل کرنے چاہئیں ۔ تو سیاست کا ترجمہ یہی بنتا ہے ۔ اگر زمیندار بھی اکٹھے ہو کر کاشت کے طریقوں پر بحث کرتے ہیں ، زیادہ اناج حاصل کرنے کے لئے بحث کرتے ہیں ، اچھے بیج استعمال کرنے پر بحث کرتے ہیں اور کھاد کے استعمال کے بارے میں باتیں کرتے ہیں یا پانی کے بہترین استعمال کے متعلق سوچتے ہیں کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے یا پانی کو ضائع ہونے سے کیسے بچایا جا سکتا ہے یا فصلوں کی rotation کیسے کرنی ہے اور آج جدید طریقوں سے دوپیلے سے زیادہ فصلیں کیسے حاصل کرنی ہیں ، گھوڑوں کی پرورش ، حیوانات کی پرورش ، دودھ کے بارے میں ، مرغیوں کے بارے میں ، انڈوں کے بارے میں سوچنا ، یہ سب باتیں دیہات کی زندگی سے بڑا تعلق رکھتی ہیں ۔ اگر کسی دیہاتی نے اس ہفتے میں یہ سیکھ لیا ہے کہ وہ چند مرغیاں رکھ کر ان سے انڈے حاصل کر کے شہر میں یا دیہات میں فروخت کر کے اتنے پیسے کما سکتا ہے ۔ تو اس کے لئے اس ہفتے میں انقلاب آیا ہے ۔ اسی طرح اگر کسی شہری کو یہ معلوم ہوا ہے کہ فلاں قانون کے تحت مجھے بے دخل نہیں کیا جا سکتا ۔ فاضل قائد حزب اختلاف نے کہا کہ انہیں کچھ نہیں بتایا گیا ۔ جناب والا ۔ وزیر اعظم سے لے کر نیچے ایم۔این۔اے اور ایم۔پی۔اے اور ہر سیاسی اور سماجی کارکن نے ہر کسان کو اس کے حقوق بتائے کہ یہ قاعدہ ہے اور اس قاعدے کے تحت اسے بے دخل نہیں کیا جا سکتا ۔ اس قاعدے کے مطابق زرعی اصلاحات آئی ہیں ۔ اس ہفتے کے دوران کسانوں کو یہ بتایا گیا کہ یہ آپ کے کتنے حقوق ہیں جو آپ کو ملے ہیں اور اگر نہیں ملے تو یہ آپ کو حاصل کرنے چاہئیں ۔ ہاں ، مجھے معلوم ہے کہ کچھ ایسے لوگوں کو اس ہفتہ منانے پر اعتراض ہے ، جو یہ چاہتے ہیں کہ کبھی کسانوں کو اپنے اصل حقوق کا پتا نہ چل جائے ، وہ لوگ واقعی اس سے بہت گھبرائے ہیں ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔ کیوں کہ انہوں نے دیکھا کہ یہ لوگ صدیوں

سے بستر ہوتے چلے آ رہے ہیں ۔ ہم انہیں جیسے بھی رگڑا دیتے رہے وہ سمجھتے رہے وہ چارپائی کے نیچے بیٹھ کر ، چارپائی کے اوپر بیٹھ کر نہیں نیچے بیٹھ کر ہماری دستی چاپی کرتے ہیں اور پاؤں سے لے کر شروع کرتے ہیں اور گھٹنوں تک اور نہ جانے کہاں تک ہاتھ لگاتے جاتے ہیں ۔ تو ایسے لوگوں کو بہت ڈر تھا کہ کہیں یہ اکٹھے کر کے غریبوں کو ، محتاجوں کو ، فقیروں کو ، مسکینوں کو مالدار لوگوں کے خلاف اکسایا تو نہیں جا رہا ۔ تو انہیں ان کے حقوق بتائے جا رہے تھے کہ یہ حقوق ان کو حکومت نے دیئے ہیں ۔ میں یہ نہیں کہتا کہ انہیں کہا گیا تھا کہ وہ کوئی بد امنی پیدا کریں یا کوئی گڑ بڑ پیدا کریں ، بلکہ یہ کیا گیا تھا کہ وہ دیہاتی زندگی کو اور زیادہ خوشحال بنائیں اور وہ تمام محرومیاں جن کا ذکر قائد حزب اختلاف کر چکے ہیں ، اور جن کو میں نے بچپن میں گاؤں میں رہ کر دیکھا ہے کہ وہ کیا کیا محرومیاں ہوتی ہیں ، تو ان کے boredom کو دور کرنے کے لئے یہ پروگرام بنایا گیا تھا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں معاشرتی پہلو بھی زیر بحث آئے ، اس میں زراعت کے پہلو بھی ، معیشت کے پہلو بھی ، تفریح کے پہلو بھی زیر بحث آئے ۔ کبڈی کے میچ ہوئے ۔ اب فاضل قائد حزب اختلاف یہ کہیں گے کہ ان سے کیا ہوتا ہے ، تو میں کہتا ہوں کہ گاؤں کے محنت کش لوگ کبڈی کھیلتے ہیں اور اس میں لطف اٹھاتے ہیں اور جب وہ کھیل کھیل کر تھک جاتے ہیں تو اس میں انہیں ایک خاص لطف محسوس ہوتا ہے اور ان کی روز مرہ کی routine ہے کہ وہ راتوں کو اٹھ کر پانی دے رہے ہوتے ہیں ، راتوں رات کام کر رہے ہیں اور گاؤں کے زمیندار اور کسان بڑے کام کرتے ہیں اور بہت گھنٹے کام کرتے ہیں ، سوائے اس کے کہ دوپہر کو جو گرمی کے چند سخت گھنٹے ہوتے ہیں تو چوپال میں یا بوہڑ کے درخت کے نیچے کچھ آرام کر لیتے ہیں ، جیسے میرے گاؤں میں ہوتا ہے ۔ وہاں کوئی آدمی اک تارہ بجاتا ہے تو وہ اس سے لطف اندوز ہوتے ہیں ۔ تو یہ گاؤں کے لوگوں کا میلہ لگانا یعنی جیسے پنجابی میں اکٹھ کرنا کہتے ہیں ، یہ گاؤں کی زندگی کا ایک اہم کام ہے ۔ چاہے وہ اکٹھ کبڈی پر ہو ، خواہ وہ اکٹھ بیج یا کھاد یا پانی کے بارے میں ہو ، خواہ وہ اکٹھ ان کے حقوق کے بارے میں ہو ، معاشرتی اور معاشی حقوق کے بارے میں ہو ، تو ان پسے ہوئے انسانوں

گو یہ سب باتیں بتانا ، غریبوں اور محتاجوں کو ان کے حقوق کے بارے میں بتانا اور انہیں حقوق دینا ، یہ تو ایک بہت مفید کام تھا ۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ملک میں جو اتنی بڑی تعداد کاشتکاروں کی ہے بلکہ میں تو حیران ہوں اور قائد حزب اختلاف کو تو یہ کہنا چاہئے تھا کہ گاؤں کے لوگوں کے لئے اور ان کے بہت سے معاشی اور معاشرتی مسائل حل کرنے کے لئے اس قسم کے اکٹھ کئے جائیں ، اس قسم کی سوچ بچار کی محفلیں لگائی جائیں تاکہ وہ باہم مل کر باتیں کر سکیں ۔ قائد حزب اختلاف نے پچھلی تقریر میں یہ کہا تھا کہ بڑے زمینداروں اور چھوٹے لوگوں میں لڑائی ہو گئی ہے ۔ تو یہ وقت ہے کہ بڑا زمیندار بھی ان کے ساتھ کبڈی کھیل رہا ہو اور ان کے معاشرتی کاموں میں حصہ لے رہا ہو ، ان کی سوچ بچار میں حصہ لے رہا ہو ۔ تو ان میں اکٹھ اور بھائی چارہ اور دوستی بڑھے گی اور وہ مل جل کر کام کریں گے ۔ اس کے لئے یہ نہایت ہی بہترین استعمال تھا اور میں تو ایک دیہاتی ہونے کی وجہ سے کہتا ہوں کہ اگر اس سے بھی زیادہ اکٹھ کئے جائیں اور گاؤں کے لوگوں کے ، کسانوں اور کاشتکاروں کے اور اجتماعات کئے جائیں اور ان کی زندگی میں کچھ رنگ بھرا جائے ۔ ان کی زندگی میں بہت boredom ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ اگر انہیں ایک دن یہ کہا جائے کہ آج تم اپنی بھینسوں کو نہلا دھلا کر ، ان کے سینگوں پر خوبصورت اور رنگ برنگے کپڑے اور ڈوپٹے باندھ کر لانا ہے ، تو یہی چیز ان کی زندگی میں ایک رنگ بھر دیتی ہے ۔ کیوں کہ یہ چیز اچھی ہوتی ہے جو ان کی زندگی میں تبدیلی پیدا کرتی ہے ۔ اس لئے میں بالکل وثوق سے یہ کہتا ہوں کہ یہ رقم مفاد عامہ میں استعمال ہوئی ، کسانوں اور کاشتکاروں کی بہتری کے لئے استعمال ہوئی ۔ قائد حزب اختلاف نے کہا سیاست ، سیاست ، سیاست میں اس بات میں قطعاً کوئی عار محسوس نہیں کرتا کہ اگر غریبوں اور مسکینوں کو ان کے حقوق بتائے جائیں ۔ کوئی شخص ان کو کوئی عنوان بھی دے ، میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی پیپلز پارٹی کے انقلابی منشور کا ایک حصہ ہے اور پاکستان کے انقلابیوں کا اور میرے انقلابی ساتھیوں کا یہ فرض ہے کہ اس کے بعد بھی جب کبھی گاؤں میں اجتماعات ہوں ، تو ان کو لئے اور انقلابی راستے

بتائے جائیں اور ان کی زندگی میں اچھی تبدیلی اور خوشحالی کی خاطر تبدیلی لانے کی کوشش کی جائے ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ 48 لاکھ 83 ہزار 4 سو روپے کی کل رقم بسلسلہ مد ۔ 40 زراعت میں بقدر 10 لاکھ روپے تخفیف کر دی جائے ۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 48 لاکھ 83 ہزار 4 سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 40 ۔ زراعت برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر ۔ 1)

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک ضمنی رقم جو 30 ہزار 7 سو 20 روپے سے متجاوز نہ ہو ، وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے ، جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 6 ۔ افیون برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 30 ہزار 7 سو 20
روپے سے متجاوز نہ ہو ، وزیر اعلیٰ کو ایسے
دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی
جائے ، جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء
کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر
اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 6 ۔ افیون
برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس مطالبہ زر کی کوئی مخالفت نہیں ہوئی ۔

سوال یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 30 ہزار 7 سو 20
روپے سے متجاوز نہ ہو ، وزیر اعلیٰ کو ایسے
دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی
جائے ، جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء
کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر
اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 6 ۔ افیون
برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر ۔ 2)

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک ضمنی رقم جو 16 لاکھ 66 ہزار
7 سو 20 روپے سے متجاوز نہ ہو ، وزیر اعلیٰ
کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے
عطا کی جائے ، جو مالی سال مختتمہ 30 جون
1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے

ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد
9 - اسٹامپ برداشت کرنے پڑیں گے -

مسٹر سپیکر - یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 16 لاکھ 66 ہزار 7
سو 20 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو
ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا
کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء
کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر
اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 9 - اسٹامپ
برداشت کرنے پڑیں گے -

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 16 لاکھ 66 ہزار 7
سو 20 روپے سے متجاوز نہ ہو ، وزیر اعلیٰ
کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے عطا
لئے کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون
1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا
دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 9 -
اسٹامپ برداشت کرنے پڑیں گے -

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر - 3)

وزیر خزانہ - جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک ضمنی رقم جو 77 ہزار 4 سو 10
روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے
دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی
جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء

کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 12 ۔ مصارف دوبارہ عمل درآمد بر قوانین موٹر گاڑی ہائے برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 77 ہزار 4 سو 10 روپے سے متجاوز نہ ہو ، وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 12 ۔ مصارف دوبارہ عمل درآمد بر قوانین موٹر گاڑی ہائے برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 77 ہزار 4 سو 10 روپے سے متجاوز نہ ہو ، وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 9177ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 12 ۔ مصارف دوبارہ عمل درآمد بر قوانین موٹر گاڑی ہائے برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر ۔ 4)

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک ضمنی رقم جو ایک کروڑ 58 لاکھ

74 هزار 4 سو 70 روپے سے متجاوز نہ ہو ،
وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت
کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ
30 جون 1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات
کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ
مد 25 ۔ نظم و نسق عامہ برداشت کرنے
پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو ایک کروڑ 58 لاکھ
74 هزار 4 سو 70 روپے سے متجاوز نہ ہو ،
وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت
کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ
30 جون 1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات
کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ
مد 25 ۔ نظم و نسق عامہ برداشت کرنے
پڑیں گے ۔

اگر آپ اس کی مخالفت کرنا چاہیں تو اپوز کر کے کوئی تجویز فرما سکتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو ایک کروڑ 58 لاکھ
74 هزار 4 سو 70 روپے سے متجاوز نہ ہو ،
وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت
کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ
30 جون 1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات
کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ

مد 25 ۔ نظم و نسق عامہ برداشت کرنے
پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر ۔ 5)

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک ضمنی رقم جو 29 لاکھ 70 ہزار 2
سو 30 روپے سے متجاوز نہ ہو ، وزیر اعلیٰ
کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے
عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون
1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا
دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 28 ۔
جیل خانہ جات و بستی ہائے سزا یافتگان
برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 29 لاکھ 70 ہزار 2
سو 30 روپے سے متجاوز نہ ہو ، وزیر اعلیٰ
کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے
عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون
1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا
دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 28 ۔
جیل خانہ جات و بستی ہائے سزا یافتگان
برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 29 لاکھ 70 ہزار 2
سو 30 روپے سے متجاوز نہ ہو ، وزیر اعلیٰ
کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے

عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون
1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا
دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 28 ۔
جیل خانہ جات و بستی ہائے سزا یافتگان
برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر ۔ 8)

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک ضمنی رقم جو 5 لاکھ 38 ہزار ایک
سو 90 روپے سے متجاوز نہ ہو ، وزیر اعلیٰ
کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے
عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون
1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا
دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 42 ۔
امداد باھمی برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 5 لاکھ 38ہزار ایک
سو 90 روپے سے متجاوز نہ ہو ، وزیر اعلیٰ
کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے
عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون
1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا
دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 42 ۔
امداد باھمی برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 5 لاکھ 38 ہزار ایک
سو 90 روپے سے متجاوز نہ ہو ، وزیر اعلیٰ

کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے
عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون
1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا
دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 42 ۔
امداد باھمی برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر ۔ 9)

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک ضمنی رقم جو 25 لاکھ 15 ہزار
9 سو 10 روپے سے متجاوز نہ ہو ، وزیر اعلیٰ
کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے
عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون
1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا
دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 47 ۔
متفرق محکمہ جات برداشت کرنے پڑیں گے۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 25 لاکھ 15 ہزار 9
سو 10 روپے سے متجاوز نہ ہو ، وزیر اعلیٰ کو
ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا
کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 9177ء
کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر
اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 47 ۔ متفرق
محکمہ جات برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے ۔

کہ ایک ضمنی رقم جو 25 لاکھ 15 ہزار 9
سو 10 روپے سے متجاوز نہ ہو ، وزیر اعلیٰ کو

ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا
کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء
کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر
اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 47 ۔ متفرق
محکمہ جات برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر ۔ 10)

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک ضمنی رقم جو 4 لاکھ 80 ہزار 3
سو روپے سے متجاوز نہ ہو ، وزیر اعلیٰ کو
ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا
کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء
کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر
اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 50 ۔ سول
ورکس ماسوائے اخراجات عملہ برداشت کرنے
پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 4 لاکھ 80 ہزار 3
سو روپے سے متجاوز نہ ہو ، وزیر اعلیٰ کو
ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا
کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء
کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر
اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 50 ۔ سول
ورکس ماسوائے اخراجات عملہ برداشت کرنے
پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 4 لاکھ 80 ہزار 3 سو روپے سے متجاوز نہ ہو ، وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 50 - سول ورکس ماسوائے اخراجات عملہ برداشت کرنے پڑیں گے -

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر - 11)

وزیر خزانہ : جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک ضمنی رقم جو 21 لاکھ 65 ہزار 4 سو 50 روپے سے متجاوز نہ ہو ، وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 50-ب - مواصلات ماسوائے اخراجات عملہ برداشت کرنے پڑیں گے -

مسٹر سپیکر - یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 21 لاکھ 65 ہزار 4 سو 50 روپے سے متجاوز نہ ہو ، وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر

اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 50ب ۔ مواصلات سامواۓ اخراجات عملہ برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 21 لاکھ 65 ہزار 4 سو 50 روپے سے متجاوز نہ ہو ، وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 50ب ۔ مواصلات ماسوا اخراجات عملہ برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر ۔ 12)

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک ضمنی رقم جو 97 لاکھ 23 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو ، وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 54 ۔ امداد (ریلیف) برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کردہ یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 97 لاکھ 23 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو ، وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا

کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء
کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر
اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 54 ۔ امد د
(ریلیف) برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 97 لاکھ 23 ہزار
روپے سے متجاوز نہ ہو ، وزیر اعلیٰ کو
ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا
کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء
کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر
اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 54 ۔ امداد
(ریلیف) برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر ۔ 13)

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک ضمنی رقم جو 51 لاکھ 10 ہزار 5
سو سے متجاوز نہ ہو ، وزیر اعلیٰ کو ایسے
دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی
جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء
کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر
اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 55 ۔ مواجب
پیرانہ سالی و پنشن برداشت کرنے پڑیں گے۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 51 لاکھ 10 ہزار 5
سو سے متجاوز نہ ہو ، وزیر اعلیٰ کو ایسے

دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی
جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء
کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر
اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 55 ۔ مواجب
پیرانہ سالی و پنشن برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 51 لاکھ 10 ہزار 5
سو سے متجاوز نہ ہو ، وزیر اعلیٰ کو ایسے
دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی
جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء
کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر
اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 55 ۔ مواجب
پیرانہ سالی و پنشن برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر ۔ 14)

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک ضمنی رقم جو 26 لاکھ روپے سے
متجاوز نہ ہو ، وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر
اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو
مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران
قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات
کے طور پر بسلسلہ مد 55۔الف ۔ زر معاوضہ
پنشن ، جن کے لئے سرمایہ عام محاصل سے
فراہم کیا جائے گا ، برداشت کرنے پڑیں
گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

که ایک ضمنی رقم جو 26 لاکھ روپے سے متجاوز نہ ہو ، وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 55۔الف ۔ زر معاوضہ پنشن ، جن کے لئے سرمایہ عام محاصل سے فراہم کیا جائے گا ، برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

که ایک ضمنی رقم جو 26 لاکھ روپے سے متجاوز نہ ہو ، وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 55۔الف ۔ زر معاوضہ پنشن ، جن کے لئے سرمایہ عام محاصل سے فراہم کیا جائے گا ، برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر ۔ 15)

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

که ایک ضمنی رقم جو 7 لاکھ 78 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو ، وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی

جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء
کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر
اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 56 ۔ سامان
تحریر و طباعت برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 7 لاکھ 78 ہزار
روپے سے متجاوز نہ ہو ، وزیر اعلیٰ کو ایسے
دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی
جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء
کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر
اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 56 ۔ سامان
تحریر و طباعت برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 7 لاکھ 78 ہزار
روپے سے متجاوز نہ ہو ، وزیر اعلیٰ کو ایسے
دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی
جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء
کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر
اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 56 ۔ سامان
تحریر و طباعت برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر ۔ 16)

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک ضمنی رقم جو 12 کروڑ 77 لاکھ 96
ہزار 6 سو 90 روپئے سے متجاوز نہ ہو ،

وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت
کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ
30 جون 1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات
کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ
مد 57 ۔ متفرقات برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی :

کہ ایک ضمنی رقم جو 12 کروڑ 77 لاکھ 96
ہزار 6 سو 90 روپے سے متجاوز نہ ہو ،
وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت
کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ
30 جون 1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات
کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ
مد 57 ۔ متفرقات برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 12 کروڑ 77 لاکھ 96
ہزار 6 سو 90 روپے سے متجاوز نہ ہو ،
وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت
کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ
30 جون 1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات
کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ
مد 57 ۔ متفرقات برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر ۔ 17)

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک ضمنی رقم جو 17 لاکھ 33 ہزار 5 سو
روپے سے متجاوز نہ ہو ، وزیر اعلیٰ کو ایسے

دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے ، جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 64-ب ۔ شہری دفاع برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 17 لاکھ 33 ہزار 5 سو روپے سے متجاوز نہ ہو ، وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے ، جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 64-ب ۔ شہری دفاع برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 17 لاکھ 33 ہزار 5 سو روپے سے متجاوز نہ ہو ، وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے ، جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 64-ب ۔ شہری دفاع برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر ۔ 48)

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک ضمنی رقم جو 58 کروڑ 40 لاکھ 14 ہزار 5 سو 80 روپے سے متجاوز نہ ہو ،

وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت
کے لئے عطا کی جائے ، جو مالی سال مختتمہ
30 جون 1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات
کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ
مد 85۔الف ۔ سرکاری تجارت (غلہ و چینی)
کی صوبائی سکیموں پر صرف سرمایہ برداشت
کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 58 کروڑ 40 لاکھ
14 ہزار 5 سو 80 روپے سے متجاوز نہ ہو ،
وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت
کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ
30 جون 1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات
کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ
مد 85۔الف ۔ سرکاری تجارت (غلہ و چینی)
کی صوبائی سکیموں پر صرف سرمایہ برداشت
کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 58 کروڑ 40 لاکھ
14 ہزار 5 سو 80 روپے سے متجاوز نہ ہو ،
وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت
کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ
30 جون 1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات
کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ
مد 85۔الف ۔ سرکاری تجارت (غلہ و چینی)

کی متوبائی سکیموں پر صرف سرمایہ برداشت
کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر ۔ 19)

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک ضمنی رقم جو ایک کروڑ 85 لاکھ 75 ہزار 6 سو روپے سے متجاوز نہ ہو ، وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 68 ۔ تعمیرات آبپاشی و جہاز رانی پشتہ بندی اور نکاسی آب برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو ایک کروڑ 85 لاکھ 75 ہزار 6 سو روپے سے متجاوز نہ ہو ، وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 68 ۔ تعمیرات آبپاشی و جہاز رانی پشتہ بندی اور نکاسی آب برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو ایک کروڑ 85 لاکھ 75 ہزار 6 سو روپے سے متجاوز نہ ہو ، وزیر

اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے
لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون
1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا
دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 68 ۔
تعمیرات آبپاشی و جہلم/راوی پشتہ بندی و
نکاسی آب برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر ۔ 20)

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک ضمنی رقم جو 3 کروڑ 40 لاکھ
38 ہزار 3 سو 50 روپے سے متجاوز نہ ہو ،
وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت
کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ
30 جون 1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات
کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ
مد 80۔الف ۔ حسابات سرمایہ ماسوا حسابات
محاصل ، مواصلاتی تعمیرات برداشت کرنے
پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 3 کروڑ 40 لاکھ
38 ہزار 3 سو 50 روپے سے متجاوز نہ ہو ،
وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت
کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ
30 جون 1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات
کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ
مد 80۔الف ۔ حسابات سرمایہ ماسوا حسابات

متفرق، مواصلاتی تعمیرات برداشت کرنے پڑیں گے۔

مسٹر سپیکر۔ سوال یہ ہے:

کہ ایک ضمنی رقم جو 3 کروڑ 40 لاکھ 38 ہزار 3 سو 50 روپے سے متجاوز نہ ہو، وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 80۔الف۔ حسابات سرمایہ ماسوا حسابات محاصل، مواصلاتی تعمیرات برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر۔ 21)

وزیر خزانہ۔ جناب والا۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں:

کہ ایک ضمنی رقم جو 2 کروڑ روپے سے متجاوز نہ ہو، وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 90۔ صوبائی متفرق سرمایہ کاری برداشت کرنے پڑیں گے۔

مسٹر سپیکر۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے:

کہ ایک ضمنی رقم جو 2 کروڑ روپے سے متجاوز نہ ہو، وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر

اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو
مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران
قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے
طور پر بسلسلہ مد 90 ۔ صوبائی متفرق سرمایہ
کاری برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 2 کروڑ روپے سے
متجاوز نہ ہو ، وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر
اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو
مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران
قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے
طور پر بسلسلہ مد 90 ۔ صوبائی متفرق سرمایہ
کاری برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر ۔ 22)

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک ضمنی رقم جو ایک کروڑ 95 لاکھ
44 ہزار 7 سو روپے سے متجاوز نہ ہو ، وزیر
اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے
عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون
1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا
دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد قرضہ
جات برائے میونسپلٹی ، پورٹ فنڈ وغیرہ
برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو ایک کروڑ 95 لاکھ

44 ہزار 7 سو روپے سے متجاوز نہ ہو ، وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد قرضہ جات برائے میونسپلٹی ، پورٹ فنڈ وغیرہ برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو ایک کروڑ 95 لاکھ 44 ہزار 7 سو روپے سے متجاوز نہ ہو ، وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد قرضہ جات برائے میونسپلٹی ، پورٹ فنڈ وغیرہ برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر ۔ 23)

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک علامتی رقم جو 10 روپے سے متجاوز نہ ہو ، وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 7 ۔ مالیہ اراضی برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک علامتی رقم جو 10 روپے سے متجاوز نہ ہو ، وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 9177ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 7 ۔ مالیہ اراضی برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے ۔

کہ ایک علامتی رقم جو 10 روپے سے متجاوز نہ ہو ، وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 7 ۔ مالیہ اراضی برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر ۔ 24)

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک علامتی رقم جو 10 روپے سے متجاوز نہ ہو ، وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 10 ۔ جنگلات برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر - یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک علامتی رقم جو 10 روپے سے متجاوز نہ ہو، وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 10 - جنگلات برداشت کرنے پڑیں گے -

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ ایک علامتی رقم جو 10 روپے سے متجاوز نہ ہو ، وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 10 - جنگلات برداشت کرنے پڑیں گے -

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر - 25)

وزیر خزانہ - جناب والا میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک علامتی رقم جو 10 روپے سے متجاوز نہ ہو ، وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 13 - دیگر ٹیکس و محصولات برداشت کرنے پڑیں گے -

مسٹر سپیکر - یہ تحریک پیش کی گئی ہے :-

کہ ایک علاوہ رقم جو 10 روپے سے متجاوز نہ ہو ، وزیر اعلیٰ کو اپنے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 13 - دیگر ٹیکس و محصولات برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ ایک علاوہ رقم جو 10 روپے سے متجاوز نہ ہو ، وزیر اعلیٰ کو اپنے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 13 - دیگر ٹیکس و محصولات برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر - 26)

وزیر خزانہ - جناب والا ، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :-

کہ ایک علاوہ رقم جو 10 روپے سے متجاوز نہ ہو ، وزیر اعلیٰ کو اپنے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 37 - تعلیم برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر - تحریک پیش کردہ یہ ہے :

کہ ایک ملامتی رقم جو 10 روپے سے متجاوز نہ ہو، وزیراعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 37 - تعلیم برداشت کرنے پڑیں گے -

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ ایک ملامتی رقم جو 10 روپے سے متجاوز نہ ہو، وزیراعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 37 - تعلیم برداشت کرنے پڑیں گے -

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر نمبر 27)

وزیر خزانہ - جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک ملامتی رقم جو 10 روپے سے متجاوز نہ ہو، وزیراعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 38 الف - میڈیکل سروسز برداشت کرنے پڑیں گے -

مسٹر سپیکر - یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک علامتی رقم جو 10 روپے سے متجاوز نہ ہو ، وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 38۔الف - ہیلتھ سروسز برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ ایک علامتی رقم جو 10 روپے سے متجاوز نہ ہو ، وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 38۔الف - ہیلتھ سروسز برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر - 28)

وزیر خزانہ - جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک علامتی رقم جو 10 روپے سے متجاوز نہ ہو ، وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 41 - امور حیوانات برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک علامتی رقم جو 10 روپے سے متجاوز نہ ہو ، وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 41 ۔ امور حیوانات برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ ایک علامتی رقم جو 10 روپے سے متجاوز نہ ہو ، وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 41 ۔ امور حیوانات برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر ۔29)

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ ایک علامتی رقم جو 10 روپے سے متجاوز نہ ہو ، وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 50ب ۔ مواصلات ، اخراجات عملہ برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر - یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک علامتی رقم جو 10 روپے سے متجاوز نہ ہو ، وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 50-ب - مواصلات ، اخراجات عملہ برداشت کرنے پڑیں گے -

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ ایک علامتی رقم جو 10 روپے سے متجاوز نہ ہو ، وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 50-ب - مواصلات ، اخراجات عملہ برداشت کرنے پڑیں گے -

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر نمبر 30)

وزیر خزانہ - جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک علامتی رقم جو 10 روپے سے متجاوز نہ ہو ، وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 63-ب - ترقیات برداشت کرنے پڑیں گے -

مسٹر سپیکر - یہ تحریک پیش کی گئی :-

کہ ایک علامتی رقم جو 10 روپے سے متجاوز نہ ہو، وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 63-ب - ترقیات برداشت کرنے پڑیں گے -

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ ایک علامتی رقم جو 10 روپے سے متجاوز نہ ہو، وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ 63-ب - ترقیات برداشت کرنے پڑیں گے -

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر - 31)

وزیر خزانہ - جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک علامتی رقم جو 10 روپے سے متجاوز نہ ہو ، وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے ، جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 72 - صنعتی ترقی پر صرف سرمایہ برداشت کرنے پڑیں گے -

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک علامتی رقم جو 10 روپے سے متجاوز نہ ہو ، وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 72 ۔ صنعتی ترقی پر صرف سرمایہ برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ ایک علامتی رقم جو 10 روپے سے متجاوز نہ ہو ، وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 72 ۔ صنعتی ترقی پر صرف سرمایہ برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر ۔ 32)

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک علامتی رقم جو 10 روپے سے متجاوز نہ ہو ، وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 80 ۔ شہری ترقیاتی منصوبہ جات برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے:

کہ ایک علامتی رقم جو 10 روپے سے متجاوز نہ ہو، وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 80۔ شہری ترقیاتی منصوبہ جات برداشت کرنے پڑیں گے۔

مسٹر سپیکر۔ سوال یہ ہے:

کہ ایک علامتی رقم جو 10 روپے سے متجاوز نہ ہو، وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد 80۔ شہری ترقیاتی منصوبہ جات برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر۔ 33)

وزیر خزانہ۔ جناب والا۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں:

کہ ایک علامتی رقم جو 10 روپے سے متجاوز نہ ہو، وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر

پر بسلسلہ مد 81 ۔ حسابات سرمایہ ماسوائے
حسابات محاصل ، سول ورکس برداشت کرنے
پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک علامتی رقم جو 10 روپے سے متجاوز
نہ ہو ، وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات
کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال
مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران قابل ادا
اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر
بسلسلہ مد 81 ۔ حسابات سرمایہ ماسوائے
حسابات محاصل ، سول ورکس برداشت کرنے
پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے ۔

کہ ایک علامتی رقم جو 10 روپے سے متجاوز
نہ ہو ، وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات
کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال
مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران قابل ادا
اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر
بسلسلہ مد 81 ۔ حسابات سامایہ ماسوائے
حسابات محاصل ، سول ورکس برداشت کرنے
پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

Mr. Hamid Kamal Dahir. Sir, in the English translation of the speech of the hon'ble Minister for Finance on the Supplementary Budget, it is mentioned in paragraph 2 that there would be 38 demands. But Sir, out of these only 33 have been put to the vote of the House. I think there is some misprint

Sir five demands have been missed in the English copy of the speech.

Mr. Speaker. Which page you are referring ?

Mr. Hamid Kamal Dahir. Opening page of the Supplementary Budget Speech, paragraph two, line 1 and then again it is mentioned in line 6 of the same paragraph.

Minister for Finance. Sir, if I am permitted. These demands are in respect of the Charged Expenditure which are not put to the vote of the House. Of-course they can be discussed.

Mr. Speaker. I think you have followed his point and that is why they have not been offered for voting.

Mr. Hamid Kamal Dahir. Sir, there is some misprint.

Minister for Finance. Sir, there is no misprint. During the discussion any member could have discussed any of these demands and in fact they have been discussed and referred to whether in favour or adversely, but they are not put for voting. They can be discussed. But they are not offered for voting, because they are charged on the Provincial Consolidated Fund.

Mr. Ahmad Kamal Dahir. Sir, I stand corrected.

Mr. Speaker. As there is no other business on the agenda, the House is adjourned to meet tomorrow at 8:30 a. m.

(اسمبلی کا اجلاس 21 جون 1977ء بروز منگل ساڑھے آٹھ بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہوگیا) -